تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد پنجم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

عباسی دورِ حکومت — حصہ دوم

خلیفہ ابوالعباس السفاح تا خلیفہ الہادی (۱۳۲ھ تا ۱۷۵ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

خلیفہ ابولعباس السفاح تا خلیفہ الہادی۔ خلافت بنی عباس کی ابتداء۔ شہر بغداد کی بناء۔ مسلمانوں کے دور تمدن آفرینی کا آغاز۔ علوم روایت اور علوم درایت میں مسلمان علماء اور محققین کا دورِ اوّل' تدوین فقہ اسلامی کی اوّلین مساعی۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

دورِ عباسی

از

محمد **اقبال سلیم** گاهندری

آج ہم تاریخ الامم الملوک مصنفہ علامہ طبری کی مشہور و معروف تاریخ کا حصہ ہفتم پیش کر رہے ہیں۔ خلافت عباسیہ کا بانی ابو العباس عبداللہ السفاح ہے جو ۱۰۴ھ میں بمقام حمیمہ علاقہ بلقا میں پیدا ہوا۔ وہیں پرورش پائی۔ یہ اپنے بھائی ابراہیم امام کا جانشین ہوا۔ علامہ ابن جریر الطبری کا قول ہے کہ جس روز سے آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا سے فرمایا تھا کہ تمہاری اولاد میں خلافت آئے گی اسی وقت سے اولادِ عباس خلافت کی امیدوار چلی آتی تھی۔ عبداللہ السفاح خونریزی' سخاوت' حاضر جوابی' تیز فہمی میں ممتاز تھا۔ سفاح کے عمال بھی خونریزی میں مشاق تھے۔

آپ اس ایک واقعہ سے سفاح کے عمال کی سنگدلی اور خونریزی کا اندازہ کیجیے۔ جب محمد بن صول کو اہل موصل نے نکال دیا تو سفاح نے ان سے ناراض ہو کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کی جمعیت دے کر روانہ کیا۔ یحییٰ بن محمد قصر امارت میں ٹھہرا۔ اس نے موصل کے بارہ سر برآوردہ آدمیوں کو قصر امارت میں بلا کر قتل کر دیا اہل موصل میں اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور لوگ جنگ کرنے پر تل گئے۔ یحییٰ نے جب یہ خطرناک صورت حال دیکھی تو اعلان کیا کہ جو شخص جامع مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے پناہ دی جائے گی۔ یہ سن کر لوگ مسجد کی طرف دوڑے۔ یحییٰ نے جامع مسجد کے دروازے کے پیچھے اپنے آدمی متعین کر رکھے تھے جیسے ہی لوگ اندر داخل ہوتے انہیں قتل کر دیا جاتا اس طرح گیارہ ہزار آدمی مسجد میں قتل کر دیئے گئے اس کے بعد شہر میں قتل عام کیا گیا۔ رات بھر یحییٰ ان عورتوں کی دل دوز چیخیں سنتا رہا جن کے شوہر باپ بھائی بیٹے قتل کر دیئے گئے تھے' صبح ہوتے ہی اس رونے دھونے کا یحییٰ نے یہ علاج کیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے کا حکم دے دیا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری تین روز تک اس حکم کے بعد قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ یحییٰ کے لشکر میں چار ہزار زنگی سپاہی بھی تھے انھوں نے عورتوں کی عصمت دری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا چوتھے روز یحییٰ گھوڑے پر سوار شہر کی سیر کو نکلا تو ایک باہمت عورت نے یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا'' کیا تم بنی ہاشم نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چچا کے لڑکے نہیں ہو؟ کیا تم اس سے بے خبر ہو کر زنگیوں نے مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی اور ان کو جبراً لے گئے''۔ یہ سن کر یحییٰ خاموش رہا اور آگے بڑھ گیا دوسرے دن یحییٰ نے زنگیوں کو تنخواہ تقسیم کرنے کے بہانے سے بلایا۔ جب تمام زنگی جمع ہو گئے تو سب کو قتل کروا دیا یہ صرف سفا کی کا ایک واقعہ ہے۔ اس دور

میں ہزاروں ایسے واقعات ہوئے۔

اسلامی تاریخ میں یہ دور خلافت عباسی کا دور کہلاتا ہے ۱۳۲ھ میں ابوالعباس السفاح نے بزور شمشیر خلافت بنوامیہ کو ختم کر کے اپنے ہاتھ پر بیعت خلافت لی اور اس طرح خاندان مروان سے خلافت منتقل ہو کر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں آ گئی۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ اقتدار کی مسند محض تلوار کی قوت سے حاصل کی گئی۔ اس سے پہلے جن اشخاص یا خانوادوں میں حکومت آئی انھوں نے تلوار کی قوت سے یہ مسند حاصل نہیں کی تھی۔ اقتدار پر جب قوت سے قبضہ کیا جاتا ہے تو شخص واحد کی مرضی حکومت کا آئین بن جاتی ہے اور رائے عامہ کی قوت اس کے مقابلہ میں دب جاتی ہے۔ یہی کچھ بنوعباس کے دور میں بھی ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ عہد نبوت سے قریب ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں تک روزمرہ کی زندگی اور عدالتی قوانین کسی نہ کسی طرح دین سے متاثر رہے۔ بہرحال یہ دور حقیقتاً خلافت سے ملوکیت کی طرف انتقال اوّل ہے دوسری طرف کشور کشائی سے تمدن آفرینی کی طرف تاریخ کا رخ اسی زمانہ میں مڑ گیا تھا اس لیے یہ دور بڑے غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔

عروس البلاد بغداد اسی دور میں بسایا گیا۔ وہی بغداد جو امام ابو یوسف کا بھی بغداد ہے۔ اور الف لیلیٰ کا بغداد بھی ہے۔ غرض یہ عجیب شہر بنا اور ہمیشہ عجیب شہر رہا یہاں تک کہ چشم فلک اسے کھا گئی اور آسمان نے کسے اپنے نیچے ہمیشہ رہنے دیا ہے۔

عباسی دورِ حکومت کا یہ حصہ ۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ یعنی خلیفہ ابوالعباس سفاح تا خلیفہ الہادی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ ہم خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ تاریخ طبری کا یہ ساتواں حصہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم بقیہ حصے بھی اسی خوبی کے ساتھ جلد از جلد شائع کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

فہرست موضوعات

موضوع	صفحہ
باب ۱	
خلیفہ عبداللہ بن محمد ابوالعباس	۲۵
خلافت عباسیہ کے متعلق ابو ہاشم اور محمد بن علی کی گفتگو	۲۵
علی بن محمد کا بیان	//
امام محمد بن علی کی پیشین گوئی	//
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم	۲۶
عثمان بن عروہ کا بیان	//
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	//
ابوالعباس کی گرفتاری ور ہائی	//
مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ	۲۷
منصوبہ قتل کی مخالفت	//
عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ	//
ابوالعباس کی جانشینی	//
ابوالعباس کی کوفہ میں آمد	۲۸
شیعان بنی عباس کی ابو العباس سے ملاقات	//
ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات	//
ابوالعباس کا خطبہ	۲۹
داؤد بن علی کا تاریخی خطبہ	۳۰
ابوالعباس سفاح کی بیعت	۳۲
ابوالعباس اور داؤد بن علی کی ملاقات کا واقعہ	//

موضوع	صفحہ
۱۳۲ھ کے واقعات	۳۳
ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی	//
ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو	//
ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات	//
ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد	//
ابوسلمہ کا ابو العباس کی امامت سے اختلاف	۳۴
ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات	//
ابوالعباس سفاح کا جلوس وخطبہ	//
ابوالعباس کے عمال	۳۵
باب ۲	
جنگ زاب	۳۶
عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع	//
عبداللہ بن علی کی ابوالعباس کو پیش کش	//
عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ	//
عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار کی جنگ	۳۷
مخارق بن غفار کی گرفتاری	//
مروان اور مخارق کی گفتگو	//
موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ	//
مروان کا زوال آفتاب سے قبل جنگ سے گریز	//
معرکہ زاب	۳۸

موضوع	صفحہ
مروان کی شکست وفرار	۳۸
ابوالعباس کو نوید فتح	//
مروان کی شکست کی وجہ	۳۹
عبیداللہ الکلابی کی شجاعت	//
امام ابراہیم بن محمد کا قتل	//
ابومحمد السفیانی کی رہائی	۴۰
مہلل بن صفوان کا بیان	//
مروان بن محمد کی روانگی حران	//
امان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت	۴۱
مروان پر اہل حمص کا حملہ وشکست	//
عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ	//
مروان کی روانگی فلسطین	//
مروان بن محمد کی فوج کی تعداد	۴۲
ابوموسیٰ بن مصعب کا بیان	//
مروان کا دریائے ابوفطرس پر قیام	//
عبداللہ بن علی کی پیش قدمی وفتوحات	//
ولید بن معاویہ کا قتل	۴۳
عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین	//
صالح بن علی کا مروان کا تعاقب	//
صالح کا مروان کے رسالہ پر حملہ	۴۴
صالح بن علی کا ذات الساحل میں قیام	//
معرکہ بوصیر	//
مروان بن محمد کا قتل	//

بکیر بن ماہان کی پیشین گوئی	۴۵
مروان بن محمد کی عمر و مدت حکومت	//
علی بن مجاہد کا بیان	//
ابوالورد کی بغاوت	//
عبداللہ بن علی اور حبیب بن مرہ کی صلح	۴۶
اہل دمشق کی بغاوت	//
معرکہ مرج الاخرم	//
اہل قنسرین کی اطاعت	۴۷
ابومحمد کا خاتمہ	//
ابوالورد اور عبدالصمد کی جنگ	//
ابوالورد کا قتل	۴۸
حبیب بن مرہ کی بغاوت	//
اہل جزیرہ کی بغاوت	//
بکار بن مسلم کی مخالفت	۴۹
ابوجعفر کی بکار پر فوج کشی	//
بکار بن مسلم کی اطاعت	//
اسحٰق بن مسلم العقیلی کی اطاعت	//
ابوسلمہ بن سلیمان	۵۰
ابوجعفر کی روانگی خراسان	//
ابوجعفر اور ابومسلم کی ملاقات	//
ابوجعفر کی ابومسلم کے متعلق سالم کو ہدایت	۵۱
ابوسلمہ کا قتل	//
سلیمان بن کثیر اور اعرج کی گفتگو	۵۲
سلیمان بن کثیر کے قتل کا حکم	//
ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ	//
حوثرہ کا ابن ہبیرہ کو مشورہ	//
یحییٰ بن حصین کی تجویز	۵۳
حسن بن قحطبہ کی واسط پر فوج کشی	//
خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ	//
واسط کا محاصرہ	//
ابن ہبیرہ کی ابوامیہ سے بدگمانی	//
ابوامیہ کی گرفتاری	۵۴
یحییٰ کا ابوامیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ	//
ابوامیہ کی رہائی	//
غیلان کی ابوالعباس سے درخواست	//
ابوجعفر کی سپہ سالاری	//
معرکہ واسط	۵۵
شامی سرداروں کی شجاعت	//
خراسانیوں کا شدید حملہ	//
محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع	۵۶
معرکہ واسط کے متعلق دوسری روایت	//
ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق	//
ابوجعفر اور ابن ہبیرہ میں مصالحت	//
ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات	//
یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف	
شکایت	۵۷
ابوالعباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم	//
ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری و قتل	//
ابن ہبیرہ کا قتل	۵۸
خالد بن سلمہ کا قتل	//
ابن ہبیرہ اور ہشام بن عبدالملک	//
ابوالعباس کی حسن بن قحطبہ کو ہدایت	۵۹
امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر	//
ابوالعباس کے عمال	//
امیر حج داؤد بن علی	//
۱۳۳ھ کے واقعات	۶۰
امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر	//
داؤد بن علی کا انتقال	//
زیاد بن عبیداللہ کی امارت	//
امارت مصر پر ابوعون کا تقرر	//
شریک بن شیخ المہری کا خروج	//
ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی ختل میں آمد	//
متفرق واقعات	۶۱
امیر حج زیاد بن عبیداللہ و عمال	//
۱۳۴ھ کے واقعات	//
بسام بن ابراہیم کی بغاوت	//
خازم کا بسام پر حملہ	//
مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل	۶۲
ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ	//
ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش	//
خازم کی خوارج پر فوج کشی	۶۳
شیبان خارجی کا خاتمہ	//
جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ	//
ابوداؤد خالد کی کش پر فوج کشی	۶۴
ابوداؤد کی مراجعت بلخ	//
موسیٰ بن کعب اور منصور بن جمہور کی جنگ	//
محمد بن یزید کا انتقال	//
صالح بن صبیح کی برطرفی	۶۵
امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال	//
۱۳۵ھ کے واقعات	//
زیاد بن صالح کا خروج	//
سباع بن نعمان کی گرفتاری و قتل	//
زیاد بن صالح کا قتل	۶۶
عیسیٰ بن ماہان کی ابوداؤد کے خلاف	

شکایت	//	ابومسلم کی عبداللہ بن علی پر فوج کشی	//	ابومسلم خراسانی کی سرکشی	۸۱
عیسیٰ بن ماہان کی گرفتاری	//	عبداللہ بن علی کی عکی سے مصالحت	۷۳	امراء کے ابومسلم کے نام خط	//
عیسیٰ بن ماہان کا انجام	//	عکی کا قتل	//	ابوحمید کی سفارت	//
امیر حج سلیمان بن علی وعمال	//	حمید بن قحطبہ کے قتل کا حکم	//	ابوحمید اور ابومسلم خراسانی کی گفتگو	//
۱۳۶ھ کے واقعات	۶۷	حمید بن قحطبہ کی روانگی عراق	//	ابونصر کا ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ	۸۲
ابومسلم کی ابوالعباس سے ملاقات	//	ابومسلم خراسانی کی حکمتِ عملی	۷۴	نیزک کا ابومسلم کو رے میں قیام کا مشورہ	//
ابوجعفر اور ابومسلم میں کشیدگی	//	اہل شام کی عبداللہ بن علی سے علیحدگی	//	ابوجعفر کی ابومسلم خراسانی کو دھمکی	//
ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا مشورہ	//	ابومسلم خراسانی اور عبداللہ بن علی کی جنگ	//	ابواسحٰق کا ابومسلم خراسانی کو مشورہ	۸۳
ابوالعباس کی ابومسلم کے قتل کی ممانعت	۶۸	عبداللہ بن علی کا شدید حملہ	۷۵	نیزک کی ابومسلم خراسانی کو نصیحت	//
ابومسلم کو فریضہ حج کی اجازت	//	ابومسلم کی ہدایات	//	ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ	//
ابوجعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی	//	عبداللہ بن علی کی شکست	//	ابوایوب کی حکمتِ عملی	۸۴
عبداللہ بن محمد کی ولی عہدی	۶۹	عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ	۷۶	مسلمہ بن سعید اور ابومسلم خراسانی	//
ابوالعباس کی وفات	//	سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان	//	ابومسلم خراسانی کا استقبال	//
ابوالعباس عمرو کی مدتِ حکومت	//	ابومسلم خراسانی اور ابوالعباس	//	عثمان بن نہیک کو ابوجعفر کا حکم	۸۵
ابوالعباس کا حلیہ	//	ابومسلم خراسانی کی دادودہش	۷۷	ابومسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ	//
باب ۳		ابومسلم خراسانی کی روانگی عراق	//	ابومسلم خراسانی کی طلبی	//
خلیفہ ابوجعفر المنصور	۷۰	ابومسلم کی عبدالجبار وصالح کے خلاف شکایت	//	ابوالجہم کا ابوجعفر کو مشورہ	۸۶
ابوجعفر منصور کی بیعت	//	مسلم بن مغیرہ کا بیان	۷۸	ابوحفص الازدی کا بیان	//
ابومسلم خراسانی کا تعزیت نامہ	//	حسن بن قحطبہ کا ابوایوب کو پیغام	//	ابومسلم کی ابونصر کو ہدایت	//
ابوجعفر کو عبداللہ بن علی سے خدشہ	۷۱	مال غنیمت کے متعلق ابوحفص کا بیان	//	ابومسلم اور ابوالخصیب کی ملاقات	۸۷
زیاد بن عبیداللہ کی برطرفی	//	ابومسلم کا ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ	۷۹	ابومسلم خراسانی اور عیسیٰ بن موسیٰ	//
عبداللہ بن علی کی سپہ سالاری	//	ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ	//	عیسیٰ بن موسیٰ کا اظہار افسوس	//
امیر حج ابوجعفر منصور وعمال	//	یقطین بن موسیٰ کی ابومسلم کے خلاف		ابومسلم خراسانی سے جواب طلبی	//
۱۳۷ھ کے واقعات	//	شکایت	//	عبدالرحمٰن سے جواب طلبی وقتل	۸۸
ابوجعفر کی حیرہ میں آمد	//	ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط	//	ابومسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے	
علی بن محمد کا بیان	۷۲	ابوجعفر کا خط بنام ابومسلم خراسانی	۸۰	درخواست	//
عبداللہ بن علی کا دعویٰ خلافت	//	جریر بن یزید کی سفارت	//	محمد البخاری کے خلاف ابوجعفر سے	
عبداللہ بن علی کی بیعت	//	ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط	//	شکایت	//

ابومسلم خراسانی پر عتاب	//
ابومسلم خراسانی کا قتل	۸۹
عیسیٰ بن موسیٰ کو ابوجعفر کی نصیحت	//
ابومسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن حنظلہ کی رائے	//
اسمٰعیل بن علی اور ابوجعفر کی گفتگو	۹۰
ابوجعفر کا ابواسحٰق و ابونصر کے قتل کا ارادہ	//
ابواسحٰق کی اطاعت	//
مالک بن الہیثم کا عذر	//
ابوجعفر کا ابواسحٰق کو انتباہ	۹۱
ابونصر کے نام جعلی خط	//
ابونصر کی گرفتاری	//
ابونصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو	//
ابونصر کی رہائی	//
ابونصر کا کردار	//
مالک بن ہیثم کی گرفتاری و رہائی	۹۲
سنباذ کی بغاوت	//
سنباذ کا قتل	//
ملبد بن حرملہ شیبانی کا خروج	//
امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال	۹۳
۱۳۸ھ کے واقعات	//
صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد	//
جمہور بن مرار کی بغاوت و قتل	//
ملبد خارجی کا عبدالعزیز پر حملہ	۹۴
خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی پر فوج کشی	//
ملبد خارجی کی پیش قدمی	//
خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ	//
ملبد خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ	۹۵
امیر حج فضل بن صالح و عامل	//
۱۳۹ھ کے واقعات	۹۶
ام عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت	//
مسلم قیدیوں کی زرفدیہ پر رہائی	//
عبدالرحمٰن بن معاویہ کی سپین میں امارت	//
سلیمان بن علی کی معزولی	//
عبداللہ بن علی کی طلبی	//
عبداللہ بن علی کی گرفتاری	۹۷
عبداللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام	//
امیر حج عباس بن محمد اور عمال	//
۱۴۰ھ کے واقعات	۹۸
ابوداؤد خالد کی ہلاکت	//
امارت خراسان پر عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا تقرر	//
امیر حج جعفر منصور و عمال	//
۱۴۱ھ کے واقعات	//
راوندیہ فرقہ	//
راوندیہ فرقہ کی شورش	۹۹
راوندیوں کا انجام	//
عثمان بن نہیک کی ہلاکت	۱۰۰
معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری	//
معن بن زائدہ کا اعزاز	//
رزام کو امان	//
ابوبکر ہذلی کا بیان	۱۰۱
ابوجعفر منصور کی لغزشیں	//
معن بن زائدہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ	//
معن بن زائدہ کی کارگذاری	//
معن بن زائدہ کا امارت یمن پر تقرر	۱۰۲
عبدالجبار بن عبدالرحمٰن عامل خراسان	//
عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی سرکشی	//
عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی شکست و گرفتاری	۱۰۳
عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا انجام	//
قلعہ حصیصہ کی تعمیر	//
مہدی کو طبرستان پر فوج کشی کا حکم	//
اصبہبذ اور مصمغان میں مصالحت	۱۰۴
طبرستان کی فتح	//
اصبہبذ کا انتقال	//
مصمغان کی گرفتاری	//
امیر حج صالح بن علی و عمال	//
۱۴۲ھ کے واقعات	۱۰۵
عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت	//
امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر	//
اصبہبذ کی عہد شکنی	//
ابوالخصیب کی حکمت عملی	//
اصبہبذ کے معتمدین میں ابوالخصیب کی شرکت	۱۰۶
طبرستان پر قبضہ	//
بصرے میں عیدگاہ کی تعمیر	//
سلیمان بن علی کا انتقال	//
نوفل بن فرات کی برطرفی	//
امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال	۱۰۷
۱۴۳ھ کے واقعات	//
دیلم پر جہاد کا اعلان	//
ہیثم بن معاویہ کی برطرفی	//

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر	//
امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال	//
باب ۴	
محمد بن عبداللہ کا خروج	۱۰۸
۱۴۴ھ کے واقعات	//
محمد بن ابی العباس کی دیلم پر فوج کشی	//
محمد بن ابی جعفر کی مراجعت عراق	//
امیر حج خلیفہ منصور	//
محمد بن خالد کی برطرفی	//
بنی ہاشم کی مجلس مشاورت	//
محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کی ضمانت	//
محمد بن عبداللہ کے متعلق تفتیش	۱۰۹
محمد بن عبداللہ کی روایت	//
محمد بن اسمٰعیل کا بیان	//
محمد بن عبداللہ کی تلاش	//
عقبہ بن مسلم اور ابو جعفر منصور	۱۱۰
ابو جعفر منصور کی عقبہ بن مسلم کو ہدایات	//
عقبہ بن مسلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات	//
فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو	۱۱۱
حفص بن عمر کے خلاف شکایت	//
محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام	//
ابن جشیب کا بیان	۱۱۲
محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی	//
ابو جعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو	//
ابو جعفر منصور کی آل ابی طالب میں داد و دہش	//
عبداللہ بن حسن اور ابو جعفر منصور میں تلخ کلامی	۱۱۳
عقبہ بن مسلم کو عبداللہ بن حسن کے متعلق ہدایات	//
عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی	//
عبداللہ بن حسن کا اپنے بیٹوں کے متعلق لاعلمی کا اظہار	۱۱۴
عبداللہ بن حسن کی گرفتاری	//
ابو حنین کا بیان	//
ابو جعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش	۱۱۵
ابو ہبار کا خراسانی سردار کے متعلق بیان	//
زیاد بن عبیداللہ کی طلبی	//
زیاد سے ربیع کی گفتگو	۱۱۶
زیاد بن عبیداللہ سے محمد و ابراہیم کے متعلق استفسار	//
عبدویہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ	//
ابو جعفر منصور کے جاسوس کی کارگذاری	//
ابو ہبار کی مدینہ سے روانگی	۱۱۷
ابو ہبار کی محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے متعلق اطلاع	//
جاسوس کا فرار	//
دبر المزنی کی گرفتاری	۱۱۸
محمد بن عبداللہ سے زیاد بن عبیداللہ کا حسن سلوک	//
محمد بن عبداللہ کی روپوشی	//
زیاد بن عبیداللہ کی گرفتاری	//
معزول زیاد بن عبیداللہ کا احترام	۱۱۹
محمد بن عبدالعزیز کا فرار	//
عمران بن ابی فروہ کا بیان	//
محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر	۱۲۰
اہل مدینہ کی خانہ تلاشی	//
ابو جعفر کا محمد بن عبداللہ کے متعلق ابو العلاء سے مشورہ	//
امارت مدینہ پر ریاح بن عثمان کا تقرر	//
ریاح بن عثمان کی منصور سے پیش کش	۱۲۱
ریاح بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات	//
عبداللہ بن حسن کی ریاح سے متعلق پیشین گوئی	۱۲۲
محمد بن خالد اور رزام پر جبر و تشدد	//
ریاح بن عثمان اور رزام	//
عبیداللہ بن محمد کی آئینہ کے متعلق روایت	//
ریاح بن عثمان کو محمد بن عبداللہ کی تلاش	۱۲۳
محمد بن عبداللہ کے بچہ کی ہلاکت	۱۲۴
محمد بن عبداللہ کی ریاح کے متعلق رائے	//
ریاح کا محمد بن عبداللہ کی گرفتاری سے گریز	//
بنی حسن کی گرفتاری کا حکم	//
بنی حسن کی گرفتاری	۱۲۵
ریاح بن عثمان کی درگت	//

علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ	//	ابوعون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے		ثابت بن عمران کی بنی زہرہ کی طلبی	۱۳۸
علی بن عبداللہ کا بیان	۱۲۶	خلاف شکایت	//	مدینہ کے قیدیوں کی رہائی	//
علی بن حسین کی گرفتاری کے لیے		محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل	//	محمد بن عبداللہ کا خروج	۱۳۹
پیش کش	//	محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی		ابو عمر المدنی اور محمد بن عبداللہ کی	
محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو		خراسان میں تشہیر	۱۳۳	ملاقات	//
پیغام	//	محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ	//	اسمٰعیل بن ابراہیم کو ابوجعفر کا حکم	۱۴۰
عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو		عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم	//	ازہر بن سعید کا بیان	//
نصیحت	۱۲۷	عبداللہ بن حسن کا قتل	۱۳۴	خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس	//
حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی		بشیر الرجال کا عہد	//	ریاح بن عثمان کی گرفتاری	۱۴۱
گفتگو	//	عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری		ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری	//
بنی حسن کی طلبی	//	روایت	//	محمد بن عبداللہ کا خطبہ	//
بنوحسن کی روانگی ربذہ	//	عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان	//	موسیٰ بن عبداللہ کی رہائی و مراجعت	
علی بن حسن کا استقلال واستقامت	۱۲۸	۱۴۴ھ کے واقعات	۱۳۵	مدینہ	۱۴۲
بنوحسن کی منتقلی پر حسین بن زید کا		محمد بن عمر کی گرفتاری	//	ابوجعفر کا محمد بن عبداللہ کے نام جعلی	
اظہار تاسف	//	بنی حسن پر جبر وتشدد	//	خطوط	//
محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے		محمد بن عمر پر عتاب	//	محمد بن عبداللہ کے عمال	//
ملاقات	//	محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر وتشدد	۱۳۶	ضحاک، ابوسلمہ اور حبیب کی محمد بن	
ابوجعفر منصور اور عبداللہ بن عمرو بن		بنوحسن کی ہاشمیہ میں اسیری	//	عبداللہ سے علیحدگی	//
عثمان	۱۲۹	۱۴۵ھ کے واقعات	//	کلثم بنت وہب کے اشعار	۱۴۳
عبداللہ بن عمر پر عتاب	//	ریاح بن عثمان کو محمد بن عبداللہ کی		امام مالک بن انس کا فتویٰ	//
عبداللہ بن حسن کا ابوجعفر پر طنز	//	تلاش	//	اسمٰعیل بن عبداللہ کا بیعت کرنے سے	
ابوجعفر اور عبداللہ بن عمر میں تلخ کلامی	۱۳۰	ریاح بن عثمان کی روانگی نداد	۱۳۷	انکار	//
سلیمان بن داؤد کا بیان	//	عبیداللہ اور عبدالحمید کا محمد بن عبداللہ کو		عبیداللہ بن حسین اور محمد بن عبداللہ	۱۴۴
موسیٰ بن عبداللہ پر عتاب	۱۳۱	مشورہ	//	عبداللہ خالد القسری کی گرفتاری	//
موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی مدینہ	//	بنی حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی	//	عبدالحمید کی محمد بن عبداللہ کے رویہ پر	
موسیٰ بن عبداللہ کی طلبی	//	ابن مسلم بن عقبہ کا بنی حسین رضی اللہ عنہ کو		تنقید	//
پسران حسن وعلی کی پیش کش	۱۳۲	قتل کرنے کا مشورہ	//	مکہ، یمن اور شام پر عاملین کا تقرر	//
محمد بن ابراہیم کا انجام	//	عبدالعزیز بن عمران کی روایت	۱۳۸	ابراہیم بن زیاد کا بیان	۱۴۵

موضوع	صفحہ
عبداللہ بن ربیع اور ابوجعفر کی گفتگو	//
محمد بن عبداللہ کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع	۱۴۶
حارث منجم کی پیشین گوئی	//
عبداللہ بن علی کا مشورہ	//
عبداللہ بن علی کی ہدایات	۱۴۷
ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ کی خط و کتابت	//
موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی شام	۱۵۳
موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے نام خط	//
موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری	۱۵۴
نافع بن ثابت اور محمد بن عبداللہ	//
امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر	//
محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو ہدایات	//
سری بن عبداللہ کی مدافعانہ کارروائی	۱۵۵
سری بن عبداللہ اور ابن معاویہ کو مشروط پیش کش	//
حسن بن معاویہ اور سری بن عبداللہ کی جنگ	//
سری بن عبداللہ کی شکست	//
سری بن عبداللہ کا حسن بن معاویہ سے حسن سلوک	۱۵۶
ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ	//
سری بن عبداللہ کی روپوشی	//
حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ	۱۵۷
حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی	//
ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبداللہ کو اطلاع	//
ابوعمرو شامی کی محمد بن عبداللہ کے متعلق رائے	//
ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	۱۵۸
عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ	//
جعفر بن حنظلہ کی محمد بن عبداللہ کے خروج پر پیشین گوئی	//
کثیر بن حصین کا فید میں قیام	۱۵۹
ابوجعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت	//
ابوالعکر اور مسعودی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے علیحدگی	//
عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبداللہ کے متعلق ہدایت	//
امیر مقدمۃ الجیش حمید بن قحطبہ	//
ابوزیاد کی دولت کی ضبطی	//
عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام خطوط	۱۶۰
عمرو بن محمد اور ابوعقیل کی مدینہ سے روانگی	//
ابوجعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام خطوط	//
ایوب بن عمر کی روایت	۱۶۱
محمد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت	//
محمد بن عبداللہ سے قیسی قبائل کی برہمی	//
جابر بن انس کی خندق بنانے کی مخالفت	//
بنی شجاع کا جابر بن انس کی تجویز سے اختلاف	۱۶۲
مدینہ کے گرد خندق کی کھدائی	//
محمد بن عبداللہ کا اپنی جماعت سے خطاب	//
اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی	۱۶۳
محمد بن عبداللہ اور غاخری	//
ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ	//
محمد بن ابی الکرام کا شجرہ میں قیام کا مشورہ	۱۶۴
قاسم بن حسن کی سفارت	//
محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی دعوت	//
ابن ابی الکرام کی سفارت	//
ابراہیم بن جعفر بن مصعب	۱۶۵
عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام	//
عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی پیش کش	//
عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان کی پیشکش	//
آل ابی طالب کی سفارت	۱۶۶
آل ابی طالب کی مراجعت	//
مدینہ کی ناکہ بندی	//
اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیراندازی	//
محمد بن عبداللہ کو ایک تمیمی کا پیغام	۱۶۷
عثمان بن خالد کی علمبرداری	//
محمد بن عبداللہ کی جماعت کی تعداد	//
عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر	//

ابوالقلمس اور برادر اسد بن المرزبان		ترغیب	۱۷۴	محمد بن عبداللہ کی املاک و جائداد کی	
کا مقابلہ	۱۶۸	محمد بن عبداللہ کی پیشین گوئی	//	بحالی	//
قاسم بن وائل کی مبارزت	//	عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قحطبہ میں تلخ		ابوجعفر کا خروج محمد بن عبداللہ پر	
ابوالقلمس اور ہزار مرد کا مقابلہ	//	کلامی	//	اظہار تعجب	۱۸۰
مسعود کا بیان	//	محمد بن عبداللہ کا خاتمہ	//	علی و زید کے متعلق ابوجعفر کی حسن	
حمید بن قحطبہ کی پیش قدمی	۱۶۹	محمد بن عبداللہ کے سر کی شناخت	//	سے گفتگو	//
بنی جہینہ کی شجاعت	//	محمد بن عبداللہ کی سیرت و کردار	۱۵۷	ابوجعفر کا الرحی کے متعلق استفسار	//
عبیداللہ بن جعفر کا محمد بن اللہ کو مکہ		ابوالحجاج الجمال کا بیان	//	ابن عجلان کی رہائی	//
جانے کا مشورہ	//	ابوالقلمس کا میدان جنگ سے فرار	//	عبیداللہ بن عمر بن حفص اور ابوجعفر	
ریاح بن عثمان کا قتل	۱۷۰	ابوالقلمس کی فرع میں روپوشی	//	منصور	//
محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان	//	ابوالقلمس کا قتل	۱۷۶	محمد بن عبداللہ کے ساتھی	۱۸۱
عباس بن عثمان کا قتل	//	ابوالشدائد فالج بن معمر کا قتل	//	امینہ بنت خضیر کا سجدۂ شکر	//
ریحہ بنت ابی الشاکر کی محمد بن عبداللہ		ابن ہرمز کی گرفتاری	//	ابوجعفر منصور کی آل زبیر و آل عمر رضی اللہ عنہم	
سے درخواست	//	ابن ہرمز سے جواب طلبی و رہائی	//	کے متعلق رائے	//
محمد بن عبداللہ کی استقامت	۱۷۱	امام مالک اور ابن ہرمز	۱۷۷	موسیٰ بن عبداللہ و محمد بن عثمان کی بصرہ	
عبدالعزیز بن عبداللہ	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت جرف	//	میں آمد	//
ہشام بن عمارہ کی محمد بن عبداللہ سے		محمد بن عبداللہ کی تدفین	//	موسیٰ بن عبداللہ، عثمان بن محمد اور ابن	
گفتگو	//	مدینہ میں امان کا اعلان	//	عثمان کی گرفتاری	۱۸۲
جہینہ کے بدؤوں کا کوہ سلع سے فرار	//	ابن خضیر کی تدفین	//	عثمان بن محمد کا قتل	//
مسجد نبوی پر سیاہ علم	۱۷۲	جعفر بن محمد کی محمد و ابراہیم کے متعلق		موسیٰ بن عبداللہ پر جبر و تشدد	//
محمد بن عبداللہ کی حمید بن قحطبہ کو		پیشین گوئی	۱۷۸	محمد بن عثمان کی رہائی	//
مقابلے کی دعوت	//	حمزہ بن عبداللہ بن محمد	//	عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی	۱۸۳
ابن خضیر کی شجاعت و خاتمہ	//	محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی	//	محمد بن عبداللہ کے طرفداروں کی	
ابن خضیر کے سر کی کیفیت	//	محمد بن عبداللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر	//	تلاش	//
محمد بن عبداللہ پر حمید بن قحطبہ کا حملہ	//	ابوجعفر کی بنو شجاع کی تعریف	//	عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت	//
محمد بن عبداللہ کی شجاعت	۱۷۳	موسیٰ بن عبداللہ کا بیان	۱۷۹	عبدالعزیز بن عبداللہ کی رہائی	۱۸۴
رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار	//	جعفر بن محمد کو معافی	//	علی بن المطلب اور عبدالعزیز بن	
فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی		اہل مدینہ کو بحری تجارت کی مخالفت	//	ابراہیم پر عتاب	//

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی	//
امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر	//
باب ۵	
مدینہ میں حبشیوں کی شورش و تعمیر بغداد	۱۸۶
ابوبکر بن ابی سبرہ کی گرفتاری	//
عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد	//
مدینہ میں حبشیوں کی شورش	//
حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم وستم	۱۸۷
حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ	//
عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار	//
حبشیوں کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع	//
ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت	۱۸۸
ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب	//
حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو	//
عمر بن راشد کا بیان	//
ابن عمران کا خطبہ	۱۸۹
اصبغ بن سفیان کی امامت	//
ابن ابی سبرہ کی ہدایت	//
ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی	۱۹۰
عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ	//
منصور کا دارالخلافہ کی منتقلی کا ارادہ	//
بغداد کی خصوصیات	//
بغداد کے متعلق پیشین گوئی	۱۹۱
ابوجعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ	//
ابوجعفر منصور کا موضع قصر میں قیام	۱۹۲
ابوجعفر منصور کی بطریق سے ملاقات	//
بطریق کا ابوجعفر منصور کو مشورہ	۱۹۳
بغداد کی دفاعی حیثیت	//
حماد الترکی کا بیان	//
محمد بن جابر کی روایت	۱۹۴
بغداد کی تعمیر کا حکم	//
بغداد کی ترتیب و تقسیم	//
قریہ عتیقہ	//
ابوجعفر کا لقب ابوالدوانیق	۱۹۵
ابوجعفر منصور اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ	//
امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہدۂ قضاۃ قبول کرنے سے انکار	//
بغداد کی تعمیر کا التواء	//
بغداد کے نواحی مواضعات	۱۹۶
ابوجعفر منصور کا گرجا میں قیام	//
ابوجعفر منصور کی روانگی کوفہ	//
ابوجعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء	۱۹۷
ابوجعفر کی کوفہ میں آمد	//
باب ۶	
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	۱۹۸
ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ	//
ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی	//
ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ	//
ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد	//
ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابوجعفر منصور کو اطلاع	۱۹۹
بصرے میں ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش	//
ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدیداروں کے نام خطوط	//
ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی گفتگو	۲۰۰
سفیان العمی کی ابوجعفر منصور سے ملاقات	//
سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری	//
ابراہیم بن عبداللہ کا فرار	//
سفیان العمی کی روپوشی	۲۰۱
عمرو بن شداد پر عتاب	//
ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت	//
ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش	//
ابراہیم بن عبداللہ کی نصر بن اسحاق کو دعوت بیعت	۲۰۲
ابراہیم بن عبداللہ کی بیعت	//
محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط	۲۰۳
جعفر بن حنظلہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ	//
بدیل بن یحییٰ کی اہواز فوج بھیجنے کی تجویز	//
محمد بن حفص کا بیان	۲۰۴
شامی فوج کی روانگی کوفہ	//
محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد	//
مجالد محمد کی روانگی بصرہ	//
ابوجعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ	۲۰۵
کوفہ میں کرفیو کا نفاذ	//
سیاہ لباس پہننے کا حکم	//

مشتبہ کوفیوں کا قتل	//	محمد بن عبداللہ کے قتل کی ابراہیم بن		ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے	
سلیمان بن مجالد کی ابوجعفر کو اہل کوفہ		عبداللہ کو اطلاع	//	کی مخالفت	//
کے متعلق اطلاع	//	بصرہ میں خاص قوانین کا نفاذ	۲۱۲	ابراہیم بن عبداللہ کی صف بندی	//
بصرہ کی ناکہ بندی	۲۰۶	ابوجعفر منصور کے پاس فوج کی کمی	//	ابراہیم بن عبداللہ کی شب خون	
تجار کا قتل	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی	//	مارنے کی ممانعت	//
حرب الراوندی کی کارگذاری	//	ابوجعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق		عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبداللہ	
رفیف بن راشد کی روانگی مصر	۲۰۷	پیشین گوئی	//	کی جنگ	۲۱۸
جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت	//	خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز	۲۱۳	حمید بن قحطبہ کا فرار	//
سفیان بن معاویہ اور ابوجعفر منصور	//	ابراہیم کے خروج کے بعد ابوجعفر کی		عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری	//
سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن		حالت	//	جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبداللہ پر حملہ	۲۱۹
عبداللہ سے چشم پوشی	//	ابوجعفر منصور کا محمد و جعفر کے نام خط	//	محمد بن اسحٰق کا بیان	//
ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت	//	ابوجعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو	۲۱۴	حمید بن قحطبہ کی مراجعت	//
سفیان بن معاویہ کی محصوری	۲۰۸	ابوجعفر منصور کی استقامت و مستقل		ابراہیم بن عبداللہ کا قتل	//
ابراہیم بن عبداللہ کا خروج	//	مزاجی	//	ابراہیم بن عبداللہ کے قتل کی دوسری	
سفیان بن معاویہ کو امان	//	یونس الجرمی کا بیان	۲۱۵	روایت	۲۲۰
سفیان بن معاویہ کی نظربندی	۲۰۹	ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ کی جانب		ابراہیم بن عبداللہ کی شکست کی وجہ	//
آل سلیمان کو امان کا اعلان	//	پیش قدمی	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابوجعفر کو	
ابراہیم بن عبداللہ کا بصرہ پر قبضہ	//	ابراہیم بن عبداللہ کی اپنی فوج سے		اطلاع	//
محمد بن حصین عامل اہواز کو شکست	//	مایوسی	//	ابراہیم بن عبداللہ کے سر کی تشہیر	۲۲۱
ابراہیم بن عبداللہ کا اہواز و فارس پر		ابراہیم بن عبداللہ کی فوج	//	ابراہیم بن عبداللہ کے قتل پر ابوجعفر کو	
قبضہ	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی	۲۱۶	صدمہ	//
حکم ابن ابی غلان کی پیش قدمی	۲۱۰	بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبداللہ کو		امیر حج سری بن عبداللہ و عمال	۲۲۲
ابراہیم بن عبداللہ اور ہارون بن سعد	//	پیشکش	//	باب ۷	
ہارون بن سعد عامل واسط	//	ہریم کا ابراہیم بن عبداللہ کو مشورہ	//	تعمیر بغداد کی تکمیل	۲۲۳
عامر بن اسمٰعیل کی واسط پر فوج کشی	۲۱۱	بشیر الرجال کی ہریم کے مشورہ کی		۱۴۶ھ کے واقعات	//
عامر بن اسماعیل اور اہل واسط میں		مخالفت	//	تعمیر کے سامان کا اتلاف	//
مصالحت	//	سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو		ابن برمک کی عجمی عصبیت	//
ہارون بن سعد کی روپوشی	//	پیغام	۲۱۷	قصر ابیض کا انہدام	//

واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی	۲۲۴	باب ۸		متعلق دوسری روایت	۲۳۶
بغداد کے ابواب	//	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم	۲۳۱	ابوجعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام	
قصر منصور و جامع مسجد	//	ابوجعفر کا مہدی کو ولی عہد اول بنانے		خط	۲۳۸
خالد بن الصلت خزانچی	۲۲۵	کا ارادہ	//	عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابوجعفر کی	
عیسیٰ بن علی کی ابوجعفر سے شکایت	//	ابوجعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی	//	برہمی	۲۴۰
بغداد کے متعلق رومی بطریق کی		ابوجعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے اہانت		ابوجعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ	۲۴۱
رائے	//	آمیز رویہ	//	خالد بن برمک کی حکمت عملی	//
بازاروں کی منتقلی	//	عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی	۲۳۲	ابونخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبداللہ	
تجار کا بغداد سے اخراج	۲۲۶	عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت	//	سے ملاقات	۲۴۲
ابوزکریا یحییٰ کا قتل	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ	//	ابونخیلہ کی ابوجعفر کے دربار میں	
بقالوں کی دکانیں	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی	//	باریابی	//
ابوجعفر کی فن تعمیر سے واقفیت	//	موسیٰ بن عیسیٰ کو ابوجعفر کی دھمکی	۲۳۳	ابونخیلہ کا بیان	//
میر عمارت مسیب کی گرفتاری	۲۲۷	موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے		ابونخیلہ کا قتل	۲۴۳
سلیم بن قتیبہ کی معزولی	//	درخواست	//	ولید بن محمد العنبری کی روایت	//
ابراہیم بن عبداللہ کے حمایتیوں پر ظلم		موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے	
وستم	۲۲۸	ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے		دستبرداری کی تیسری روایت	//
عبداللہ بن ربیع کی برطرفی	//	اتفاق	۲۳۴	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ	
امیر حج عبدالوہاب بن ابراہیم	//	موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا		بن موسیٰ کی رضامندی	۲۴۴
۱۴۷ھ کے واقعات	//	ارادہ	//	مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا	
ترکوں کی یورش	//	موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی		عہد نامہ	//
ابوجعفر کا عبداللہ بن علی کو قتل کرنے کا		گفتگو	//	امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا تقرر	//
حکم	//	ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا		محمد بن العباس کا استعفیٰ اور وفات	//
یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ	۲۲۹	حکم	۲۳۵	امیر حج ابوجعفر منصور و عمال	//
عبداللہ بن علی کے متعلق سفارش	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی	//	۱۴۸ھ کے واقعات	۲۴۵
عیسیٰ بن موسیٰ سے عبداللہ بن علی کی		اول سے دست برداری	//	ترکوں کا آرمینیا سے فرار	//
طلبی	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی		امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور	//
عبداللہ بن علی کی حوالگی	۲۳۰	بیعت	//	۱۴۹ھ کے واقعات	//
عبداللہ بن علی کی ہلاکت	//	عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے		بغداد کی فصیل و خندق کی تکمیل	//

امیر حج محمد بن ابراہیم وعمال	//
۱۵۰ھ کے واقعات	//
استاذ سیس کی بغاوت	//
خازم کی ابن عبداللہ سے شکایت	۲۴۶
خازم کی شرائط کی منظوری	//
خازم کی فوجی ترتیب	//
استاذ سیس کا بکار بن مسلم پر حملہ	۲۴۷
ہیثم بن شعبہ کو عقبی حملہ کا حکم	//
ہیثم بن شعبہ کا عقب سے حملہ	//
استاذ سیس کی شکست و فرار	۲۴۸
استاذ سیس کا محاصرہ و گرفتاری	//
امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری	//
جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات	//
امیر حج عبدالصمد بن علی وعمال	//
۱۵۱ھ کے واقعات	۲۴۹
عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی	//
ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت	//
عمر بن حفص کی امان	//
عمر بن حفص کی عبداللہ بن محمد کی بیعت	//
عمر بن حفص کا عبداللہ بن محمد کو مشورہ	۲۵۰
عبداللہ بن محمد کی جماعت	//
عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل	//
امارت سندھ پر ہشام بن عمر کا تقرر	۲۵۱
امارت افریقیا پر عمر بن حفص کا تقرر	//
سفنج کی روانگی سندھ	۲۵۲
عبداللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ	//
سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم	//
مہدی کی بغداد میں آمد	۲۵۳
باب ۹	
رصافہ ورافقہ کی تعمیر	۲۵۴
راوندیہ فتنہ کے متعلق ابو جعفر کی قثم بن العباس سے گفتگو	//
قثم بن العباس کی حکمت عملی	//
یمنی ومصری مناقشت	۲۵۵
فوج میں افتراق	//
قثم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ	//
رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ	//
محمد المہدی اور عیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت	۲۵۶
مسلم کی بحرین پر فوج کشی	//
مسلم کے خلاف تحقیقات	//
اسد بن المرزبان کا انجام	//
امیر حج محمد بن ابراہیم	۲۵۷
۱۵۲ھ کے واقعات	//
حمید بن قحطبہ کی کابل پر فوج کشی	//
ہاشم بن الاشناخ کی سرکشی و قتل	//
امیر حج ابو جعفر منصور عمال	//
۱۵۳ھ کے واقعات	//
ابو جعفر منصور کی بصرہ میں آمد	//
ابو ایوب الموریانی پر عتاب	۲۵۸
عمر بن حفص کا قتل	//
لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم	//
معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ	//
امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی وعمال	۲۵۹
۱۵۴ھ کے واقعات	//
خوارج کے خلاف فوج کی روانگی	//
شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ	//
ابو ایوب اور اس کے خاندان کا انجام	//
امیر حج محمد بن ابراہیم وعمال	//
۱۵۵ھ کے واقعات	۲۶۰
رافقہ کی تعمیر	//
کوفہ و بصرہ میں خندق و فصیل بنانے کا حکم	//
اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی	//
قیصر روم کی ابو جعفر سے صلح کی درخواست	//
عباس بن محمد پر عتاب و اسیری	۲۶۱
عباس بن محمد کو معافی	//
یزید بن اسید کی معزولی و اہانت	//
محمد بن سلیمان والی کوفہ	//
ابن ابی العوجا کی گرفتاری	//
ابن ابی العوجا کا قتل	۲۶۲
ابو جعفر کا ابن ابی العوجا کے متعلق فرمان	//
محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان	//
محمد بن سلیمان کی بحالی	//
ساور بن سواد الجرمی	//
حسن بن زید کی معزولی	۲۶۳
عمال	//
باب ۱۰	
خالد بن برمک	۲۶۴

۱۵۶ھ کے واقعات	//
عمرو بن شداد کا قتل	//
عمرو بن شداد کے قتل کی دوسری روایت	//
ہیثم بن معاویہ کی معزولی	//
ہیثم بن معاویہ کا انتقال	//
امیر حج عباس بن محمد وعمال	۲۶۵
۱۵۷ھ کے واقعات	//
قصر خلد کی تعمیر	//
امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر	//
ابوجعفر منصور کا فوج کا معائنہ	//
عامر بن اسمٰعیل و شوار بن عبداللہ کا انتقال	//
امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال	۲۶۶
۱۵۸ھ کے واقعات	//
خالد بن برمک پر عتاب	//
یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امدادطلبی	//
عمارہ بن حمزہ کی اعانت	۲۶۷
ایک منجم کی پیشین گوئی	//
ابوجعفر منصور کو موصل میں شورش کی اطلاع	//
مسیب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش	//
امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر	//
موسیٰ بن کعب کی معزولی واسیری	۲۶۸
امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا	
تقرر	//
مسیب بن زہیر کی گرفتاری ورہائی	//
ابوجعفر منصور کا جرجرایا میں قیام	۲۶۹
ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد	//
قصر ابیض کی مرمت کا حکم ابن جریج	//
عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری	//
محمد بن ابراہیم کی پریشانی	۲۷۰
علوی قیدیوں کی رہائی	//
محمد بن ابراہیم سے ابوجعفر منصور کی خفگی	//
ابوجعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے روانگی	//
ابوجعفر منصور کی علالت	۲۷۱
عراقی طبیب کی رائے	//
ابوجعفر منصور کی وفات	//
محمد المہدی کی بیعت	۲۷۲
ابوجعفر منصور کی تدفین	//
ابراہیم بن یحییٰ کی امامت	//
ابوجعفر منصور کی عمر ومدت حکومت	۲۷۳
امیر حج ابراہیم بن یحییٰ	//
باب ۱۱	
ابوجعفر منصور کی سیرت ووصایا	۲۷۴
ابوجعفر منصور کا حلیہ	//
عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی	//
ابن نصر بن سیار کے متعلق منصور کا خط	//
بنام عیسیٰ بن موسیٰ	//
عبدالعزیز کا مذاق	//
ایک خدمت گار کو سزا	۲۷۵
ابوجعفر منصور کی ترش روی	//
ابوجعفر کے دربار میں مراتب کا احترام	//
المنصور اور معن بن زائدہ	۲۷۶
والی یمن کی سرکشی کا خدشہ	//
معن بن زائدہ کی امارتِ یمن پر تقرری	//
ابوجعفر منصور کی معن بن زائدہ سے خفگی	۲۷۷
معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی بغداد	//
ابوجعفر کے دربار میں مجاعہ کی تقریر	//
مجاعہ اور وفد کا دربار سے اخراج	//
مجاعہ کی طلبی	۲۷۸
مجاعہ کی خوش بیانی کی تعریف	//
مجاعہ کی معن بن زائدہ کی وکالت	//
معن بن زائدہ کو معافی	//
مجاعہ کی تین خواہشوں کی تکمیل	//
سلطنت کے چار ارکین کی اہمیت	۲۷۹
ایک عامل سے باز پرس اور معافی	//
ایک شامی محصل کو نصیحت	//
ایک عراقی محصل کو ہدایت	//
والی حضرموت کے نام فرمان	۲۸۰
سہیل بن سالم پر عتاب	//
المنصور کی ایک خارجی سے بدزبانی و شرمندگی	//
مہدی کو ابوجعفر کا انتباہ	//
منصور کی حجاج کے متعلق رائے	۲۸۱

ابوجعفر منصور کی ایک تیمی سے ملاقات ‎//
ابوجعفر منصور کی فرائض منصبی کی انجام دہی ۲۸۲
مختلف علاقوں کے لوگوں کی خصوصیات ۲۸۳
منصور کی مہدی کو نصیحت ‎//
مہدی کی لاعلمی پر انتباہ ‎//
منصور کی مصنوعی علالت ۲۸۴
المنصور کی کفایت شعاری ‎//
مومل شاعر کو مہدی کا انعام ‎//
مومل شاعر کی تلاش ‎//
مومل شاعر کے انعام کی ضبطی ۲۸۵
مومل شاعر کی درخواست کی منظوری ‎//
منصور کی مہدی کو پند و نصائح ‎//
ابوجعفر منصور اور حنین بن عطاء ۲۸۶
بشر نجومی کو انعام ‎//
ایک غلام کی رقم کی ضبطی ‎//
والی باروسا سے ایک درہم کی طلبی ‎//
قثم کے نام کی تشریح ۲۸۷
محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے ‎//
ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے ‎//
منصور اور زاہر السمان ‎//
ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط ۲۸۸
منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف ‎//
اہل کوفہ کو منصور کا انتباہ ۲۸۹
منصور کا اصبغ سے حسن سلوک ‎//
اصبغ کی بغاوت و قتل ۲۹۰
منصور کی ایک عموی سے جواب طلبی ‎//

ابوجعفر منصور کی سادہ زندگی بیت مال المظالم ‎//
محمد بن عبیداللہ کی معزولی و بحالی کا واقعہ ۲۹۱
صباح بن خاقان کی روایت ‎//
ابوجعفر منصور اور اشعب شاعر ‎//
خس کا رواج ۲۹۲
ابق راوندی ‎//
ابوجعفر منصور اور راوندیہ فرقہ ‎//
عبداللہ بن علی کا ایک عموی کو قتل کا حکم ‎//
شامی وفد کی ابوجعفر منصور سے معذرت ۲۹۳
آل عیسیٰ بن نہیک سے منصور کا حسن سلوک ‎//
منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات ۲۹۴
ایک حزمی کی منصور سے شکایت ‎//
آل حزم کی املاک کی واپسی ‎//
ابوجعفر منصور اور رعایا ‎//
ابوجعفر کی محمد بن ابی العباس سے مخاصمت ۲۹۵
محمد بن ابی العباس کا خاتمہ ‎//
ابوجعفر منصور کا ام موسیٰ الحمیریہ سے معاہدہ ‎//
بختیشوع کو شراب دینے کی ممانعت ۲۹۶
سرکاری باغات کے پھلوں کی فروختگی کا حکم ‎//
ابوجعفر منصور کا مقولہ ‎//
ابوجعفر منصور کی دولت کے متعلق رائے ‎//

ابوجعفر منصور کی ایک عالم سے ملاقات ۲۹۷
ابوجعفر منصور کے اقوال ‎//
عبدالجبار بن عبدالرحمٰن اور منصور ‎//
ابوجعفر منصور کے خطبات ‎//
ابوجعفر منصور کا اہل خراسان سے خطاب ۳۰۱
ابومسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور کی تقریر ۳۰۲
کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی ناراضگی ‎//
ابوجعفر منصور کا آل ابی طالب کے نام خط ۳۰۳
ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ ‎//
ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے کی فرمائش ۳۰۴
المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان ‎//
ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک ‎//
المنصور کی عامل کو عدل کی تلقین ۳۰۵
ابوجعفر کے عمال کے نام احکامات ‎//
مدائنی کی روایت ‎//
پسران عبداللہ بن حسن کے متعلق منصور کے اشعار ‎//
ابوجعفر کے موالی واضح کا بیان ۳۰۶
ابومنصور کی اپنے خاندان کو ہدایت ‎//
ابوجعفر کی عجلان بن سہیل کی تعریف ‎//

موضوع	صفحہ
ابوجعفر اور ایک غلام عرب	//
فضیل بن عمران کے قتل کا حکم	
فضیل بن عمران کا قتل	۳۰۷
مؤید پر عتاب و معافی	//
ابوجعفر منصور اور حفص الازدی	۳۰۸
منصور کی اولاد و ازدواج	//
منصور کی وصایا	۳۰۹
منصور کا قصر عبوریہ میں قیام	//
محمد المہدی کی طلبی	//
علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت	//
ابومنصور کا خزانہ	//
اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین	۳۱۰
موالیوں کے متعلق ہدایت	//
مدینہ شرقیہ کی تعمیر کی ممانعت	//
قرض کی ادائیگی کی ہدایت	//
املاک کے متعلق وصیت	//
ریطہ بن ابی العباس کو ہدایت	۳۱۱
منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی	//
ابوجعفر کی مہدی کو وصیت	//
وصایا کے متعلق سعید بن حریم کی روایت	۳۱۳
ابوجعفر کی قیام گاہ پر اشعار	//
میر عمارت کی طلبی	//
مرحاجب کو کلام پاک کی تلاوت کا حکم	//
عبدالعزیز بن مسلم کا بیان	۳۱۴
باب ۱۲	
خلیفہ محمد بن عبداللہ مہدی	۳۱۵
علی بن محمد النوفلی کا بیان	//
ابوجعفر منصور کی شدید علالت	//
ابوجعفر منصور کی وفات کی اطلاع	//
ابوالعنبر حبشی کی آہ وزاری	۳۱۶
ابوجعفر کی وصیت کا اعلان	//
حسن بن زید کی بوقت بیعت تقریر	//
ابوجعفر منصور کے جنازے کی روانگی	
مکہ	۳۱۷
علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی	//
موسیٰ بن ہارون کا بیان	//
علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی	۳۱۸
علی بن عیسیٰ کی برطرفی	//
منصور کی مکہ معظمہ پہنچنے کی خواہش	//
مہدی کی بیعت کے لیے ربیع کی حکمت عملی	//
منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی	۳۱۹
مہدی کی ربیع سے خفگی	//
امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال	//
۱۵۹ھ کے واقعات	۳۲۰
انگورہ کی مہم	//
عمال کا عزل و نصب	//
باربد کی مہم	//
قیدیوں کی رہائی	۳۲۱
یعقوب بن داؤد کی رہائی	//
یعقوب بن داؤد کی مہدی سے ملاقات کی خواہش	//
یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق مہدی کو اطلاع	۳۲۲
حسن بن ابراہیم کی جیل خانے سے منتقلی	//
یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم سے متعلق استفسار	//
یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشورہ	//
یعقوب بن داؤد کا عروج و زوال	۳۲۳
والی کوفہ ابن اسمٰعیل کی برطرفی	//
قاضی کوفہ شریک بن عبداللہ	//
سعید بن دعلج کی برطرفی	۳۲۴
عمال کا عزل و نصب	//
موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی تحریک	//
عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے دستبرداری سے انکار	//
روح حاتم بن قبیصہ کی عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف شکایت	۳۲۵
عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری	//
عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی	//
امیر حج یزید بن منصور و عمال	۳۲۶
۱۶۰ھ کے واقعات	//
یوسف ابرم کی بغاوت و قتل	//
عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینۃ السلام میں آمد	//
عیسیٰ بن موسیٰ کی نظربندی	۳۲۷
محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت	//
فقہاء و قضاۃ کا فتویٰ	//
خلیفہ مہدی کا خطبہ	//

عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت ۳۲۸
موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت //
عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ ۳۲۹
باربد کی تسخیر ۳۳۰
مجاہدین کی مراجعت //
امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر //
آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست //
آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان ۳۳۱
آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت //
آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان //
خالد النجار کے اشعار ۳۳۲
والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان //
عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی ۳۳۴
امارت مدینہ پر زفر بن عاصم کا تقرر //
امیر حج خلیفہ مہدی //
خانہ کعبہ کی غلاف پوشی //
منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز ۳۳۵
امام مالک کی تجویز سے مخالفت //
انصاریوں کا حفاظتی دستہ عمال //
۱۶۱ھ کے واقعات //
مقنع کا خروج //

نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری ۳۳۶
عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی وجرأت //
عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ //
عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت //
ثمامہ بن الولید کا جہاد //
مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم ۳۳۷
جامع مسجد بصرہ کی توسیع //
یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ //
عمال //
ابوعبیداللہ کے خلاف شکایات //
ابوعبیداللہ کے زوال کا سبب ۳۳۸
ابو عبیداللہ اور ابو الفضل ربیع کی ملاقات //
ابوعبیداللہ کا ربیع سے ناروا سلوک //
ربیع کا ابوعبیداللہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ ۳۳۹
ربیع کا ابوعبیداللہ کے متعلق قشیری سے استفسار //
قشیری کا ربیع کو مشورہ //
محمد بن عبداللہ کا قتل ۳۴۰
مہدی کی ابوعبیداللہ سے بدگمانی //
ایک اشعری پر مہدی کا عتاب //
امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر //
عمال کا عزل ونصب //
امیر حج موسیٰ بن محمد وعمال ۳۴۱

۱۶۲ھ کے واقعات //
عبدالسلام خارجی کا خروج //
عبدالسلام خارجی کا قتل //
محکمہ پیائش وبندوبست کا قیام //
حسن بن قحطبہ کی رومیوں پر فوج کشی ۳۴۲
عمال کا عزل ونصب //
امیر حج ابراہیم بن جعفر وعمال //
۱۶۳ھ کے واقعات ۳۴۳
مقنع کی ہلاکت //
مہاتی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب //
عیسیٰ بن علی کی وفات //
آل مسلمہ سے مہدی کا حسن سلوک //
حسن بن قحطبہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز //
ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی ۳۴۴
ابو بدیل کی تجویز //
ابو بدیل کا حسن اور ربیع کو مشورہ //
آل برمک کی جہاد میں شرکت ۳۴۵
یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب //
یحییٰ بن خالد کی روانگی //
عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب ۳۴۶
عبدالصمد کی اسیری //
زندیقیوں کا قتل //
قلعہ سمالو کی تسخیر //
عمال کا عزل ونصب ۳۴۷
امیر حج علی بن المہدی //
۱۶۴ھ کے واقعات //
عبدالکبیر بن عبدالحمید کی اسیری //

محمد بن سلیمان کی برطرفی	۳۴۸	یعقوب بن داؤد سے مہدی کی		قراری	۳۵۸
قصر اسلامیہ کی تعمیر	//	ناراضگی	۳۵۳	مہدی کی یعقوب بن داؤد سے برہمی	//
مہدی کی عقبہ سے مراجعت	//	یعقوب بن داؤد کی اسحٰق بن فضل کے		یعقوب بن داؤد پر عتاب	//
عبداللہ بن سلیمان کی معزولی	//	لیے سفارش	//	مہدی کی یعقوب بن داؤد سے	
امیر حج صالح بن ابی جعفر وعمال	//	مہدی کا یعقوب بن داؤد کو قتل کرنے		معذرت	//
۱۶۵ھ کے واقعات	۳۴۹	کا ارادہ	//	مہدی کا قصر السلام میں قیام	۳۵۹
ہارون الرشید کی فتوحات	//	مہدی کی یعقوب بن داؤد سے		خراسان میں شورش	//
ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی		کشیدگی کی وجہ	//	زندیقوں کی گرفتاری	//
درخواست	//	مہدی اور یعقوب بن داؤد کے		امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال	//
ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت	//	تعلقات	۳۵۴	۱۶۷ھ کے واقعات	۳۶۰
صلح نامہ کی شرائط	//	خلیفہ بن مہدی کی یعقوب بن داؤد کو		موسیٰ بن مہدی کی روسائے طبرستان	
مال غنیمت	//	پیشکش	//	پر فوج کشی	//
مروان بن ابی حفصہ کے اشعار	۳۵۰	خلیفہ مہدی کی ایک علوی کو قتل کرنے		عیسیٰ بن موسیٰ کا انتقال	//
امیر حج صالح بن ابی جعفر وعمال	//	کی فرمائش	//	مہدی کی روح بن حاتم سے خفگی	//
۱۶۶ھ کے واقعات	//	یعقوب بن داؤد اور علوی کی گفتگو	۳۵۵	زندیقوں کے خلاف سرگرمی	//
ہارون الرشید کی مراجعت	//	علوی کی روانگی	//	ابو عبیداللہ معاویہ بن ابو عبیداللہ کی	
ہارون الرشید کی ولی عہدی کی بیعت	//	یعقوب بن داؤد کے خلاف مہدی کو		برطرفی	//
عبداللہ بن الحسن وجعفر بن سلیمان کی		شکایت	//	مسجد الحرام میں توسیع	۳۶۱
معزولی	۳۵۱	علوی کی گرفتاری	//	یحییٰ الطرشی کی معزولی	//
داؤد بن طہمان	//	یعقوب بن داؤد پر عتاب	۳۵۶	امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال	//
یعقوب بن داؤد کے آل حسین رضی اللہ عنہ		یعقوب بن داؤد کی رہائی و مکہ میں		۱۶۸ھ کے واقعات	۳۶۲
سے تعلقات	//	قیام	//	اہل روما کا نقض عہد	//
یعقوب بن داؤد کی گرفتاری ورہائی	//	یعقوب بن داؤد کی مہدی کو نصیحت	//	متفرق واقعات	//
یعقوب بن داؤد اور خلیفہ مہدی	۳۵۲	یعقوب بن داؤد کی عہدہ وزارت		دفتر بندوبست پر علی بن یقطین کا تقرر	//
یعقوب بن داؤد کی وزارت	//	سے سبکدوشی کی درخواست	۳۵۷	امیر حج علی بن محمد	//
بشار بن برد کے اشعار	//	ابن سلام کی روایت	//	۱۶۹ھ کے واقعات	//
یعقوب بن داؤد سے آل حسن رضی اللہ عنہ		یعقوب بن داؤد کی علالت	//	مہدی کی ہادی کی ولی عہدی	//
کی بدظنی	//	یعقوب کی علالت پر مہدی کی بے		پر ہارون کی تقدیم کی خواہش	//

مہدی کی روانگی ماسبذان	۳۶۳	قاسم بن مجاشع کی مہدی کے نام		اشعار	۳۷۶
مہدی کی وفات کے متعلق مختلف		وصیت	//	ابو دلامہ شاعر سے مہدی کا حسن	
روایات	//	مہدی سے عزت ہتک کے معاوضہ کا		سلوک	//
علی بن ابی نعیم کا بیان	//	مطالبہ	۳۷۰	خالد المعیطی کی روایت	//
احمد بن محمد الرازی کی روایت	//	مہدی اور ایک مدعی نبوت	//	حکم الوادی پر مہدی کی نوازش	۳۷۷
مہدی کی وفات پر ابو العتاہیہ کے		موسیٰ بن جعفر کی ضمانت پر رہائی	//	مہدی کا شعر	//
اشعار	۳۶۴	ایک زبیری کا بحالی جائداد کے لیے		مہدی کا فی البدیہہ مصرع	//
مہدی کی وفات کے متعلق علی بن		استغاثہ	۳۷۱	عبداللہ بن مالک سے مصرع	
یقطین کی روایت	//	مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری و		ثانی کی فرمائش	۳۷۸
مہدی کی وفات	۳۶۵	رہائی	//	توزی کے اشعار	//
مہدی کی مدت حکومت	//	محمد بن عبداللہ کی روایت	//	بانوقہ بنت مہدی	//
مہدی کی تجہیز و تکفین	//	ایک اعرابی عورت سے مہدی کا حسن		شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس	//
باب ۱۳		سلوک	۳۷۲	بانوقہ بنت مہدی کا انتقال	۳۷۹
خلیفہ مہدی کی سیرت	۳۶۶	نمدے کے فرش کا استعمال	//	بانوقہ کی وفات پر تعزیت کے لیے	
مہدی کا جذبہ عفو	//	امثال کی تدوین کا حکم	//	دربار عام	//
ہشام الکلبی کی طلبی	//	ایک سمری سے مہدی کی برہمی	۳۷۳	باب ۱۴	
ہشام الکلبی کو خط پڑھنے کا حکم	//	عبدالملک بن یزید کی علالت	//	خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی	۳۸۰
مہدی کے نام امیر اندلس کا		مہدی سے عبداللہ بن عون کی سفارش	//	ربیع کی بغداد میں قائم مقامی	//
ہجو آمیز خط	۳۶۷	مہدی کی اپنے بیٹوں کو نصیحت	//	امرائے عساکر کی مراجعت کی تجویز	//
امیر اندلس کے نام مہدی کا خط	//	ایک نبطی کی مہدی پر تنقید	//	ہارون الرشید کا یحییٰ بن خالد سے	
خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ	//	مہدی کا حسن سلوک کا جذبہ	۳۷۴	مشورہ	//
قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ	//	بشار بن برد شاعر کے خلاف شکایت	//	یحییٰ بن خالد کی تجویز	//
مہدی اور ایک نبطی کسان	۳۶۸	بشار کی طلبی	//	عساکر کی مراجعت بغداد	۳۸۱
مہدی کی کسان پر نوازش	//	شاعر مروان ابی حفصہ پر عنایت	//	یحییٰ بن خالد کے طرز عمل کی تعریف	//
مہدی کی دعاء	//	عمارہ بن حمزہ سے مہدی کا اجتناب	۳۷۵	ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ	//
مہدی کے موالیوں کے متعلق رائے	۳۶۹	مہدی کا ایک شاعر سے استفسار	//	ربیع کی وصیت	//
عبداللہ بن مالک کی مہدی کے مولیٰ		طریح بن اسمٰعیل شاعر اور مہدی	//	ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ	//
سے کشتی	//	لقیط بن بکیر کے مہدی کے متعلق		مہدی کی وفات کا اعلان	۳۸۲

بادی کی مراجعت بغداد //
ہادی کا بغداد میں استقبال //
عمال کا عزل ونصب //
ہادی کی ایک جاریہ کا شعر //
زندیقوں کی ایک جماعت کا قتل ۳۸۳
ابن داؤد اور یعقوب بن الفضل کا
اعتراف ارتداد //
مہدی کی ابن داؤد اور یعقوب کے
متعلق ہدایت ۳۸۴
یعقوب بن فضل کا قتل //
یعقوب بن فضل کی تدفین //
فاطمہ بنت یعقوب کا انجام //
حسین بن علی بن حسن ۳۸۵
امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن
عبداللہ کی قائم مقامی //
حسین بن علی بن حسن کے خروج کا
سبب //
حسن بن محمد کی روپوشی //
عمر بن عبداللہ بن عبداللہ اور یحییٰ بن
عبداللہ میں تلخ کلامی ۳۸۶
یحییٰ بن عبداللہ اور حسین بن علی کی
گفتگو //
حسین بن علی کا خروج //
حسین بن علی کی بیعت //
خالد بن ابربری کا قتل ۳۸۷
دوسری روایت //
اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر //
معرکہ بلاط ۳۸۸

حسین بن علی کی مدینہ چھوڑنے کی تیاری //
مسجد نبوی کی بے حرمتی //
غلاموں کی آزادی کا اعلان //
محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا
فرمان ۳۸۹
محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ //
محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف
کعبہ //
حسن بن علی اور ابوکامل کی جنگ //
عبداللہ بن حمید ۳۹۰
معرکہ فخ //
حسین بن علی کی شکست //
حسین بن علی کا خاتمہ //
حسین بن محمد کا قتل //
حسین بن علی کی جماعت کی روپوشی ۳۹۱
اسیران جنگ کی طلبی //
موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش
مبارک ترکی پر عتاب //
ادریس بن عبداللہ کی بربروں کو دعوت
بیعت //
شماخ یمامی کی کارگزاری ۳۹۲
ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت //
ادریس کی موت پر نبازی //
شاعر کے اشعار //
حسین بن علی کے خروج کے متعلق
دوسری روایت ۳۹۳
عام معافی کا اعلان //
ادریس بن عبداللہ کی تاہرت میں آمد //

خاندان حسین بن علی کی املاک کی
بربادی //
موسیٰ بن عیسیٰ کی جائداد کی ضبطی //
عذافر الصیرفی اور علی کوفی کا قتل ۳۹۴
حسین بن علی کی سخاوت //
حسین بن علی کے خروج کے متعلق
تیسری روایت //
حسین بن علی کی تقریر //
مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع //
مبارک ترکی کی حسین بن علی سے
سازش ۳۹۵
حسین بن علی کے اشعار //
موسیٰ بن عیسیٰ کی پریشانی //
ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ۳۹۶
عمرو بن ابی عمر کا تیراندازی سے انکار //
وظائف کی ضبطی //
اہل روما کی پیش قدمی //
امیر حج سلیمان بن ابی جعفر و عمال ۳۹۷
۱۷۰ھ کے واقعات //
ہادی کی وفات کے متعلق مختلف
روایات //
ہادی کا خیزران کو انتباہ //
ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی //
ہادی اور خیزران میں کشیدگی ۳۹۸
ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی
کوشش //
ہادی کی موت کی وجہ //
ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے

عسا کر سے گفتگو	//
ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم	
کرنے کا منصوبہ	۳۹۹
ہارون الرشید سے ناروا سلوک	//
اسمٰعیل بن صبیح کی طلبی	//
یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی	۴۰۰
یحییٰ بن خالد کی طلبی	//
ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ	//
ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو	//
ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت	۴۰۱
ہادی کی یحییٰ بن خالد کی تعریف	//
جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن	
خالد کا مشورہ	//
ہارون الرشید کی مہدی سے علیحدگی	۴۰۲
خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام	//
ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی	//
ہادی کا ہارون سے خطاب	//
ہارون الرشید کے مہدی سے وعدے	۴۰۳
ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک	//
مہدی کا خواب	//
ہارون الرشید کا پابندی عہد	۴۰۴
عمالوں کی طلبی کا فرمان	//
خیزران کی یحییٰ بن خالد کو ہدایت	//
خیزران کا عہد	//
فضل بن سعید کی روایت	//
خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع	۴۰۵
ہادی کی وفات و مدت حکومت	//
ہادی کا حلیہ	//
ہادی کی ازواج واولاد	//
باب ۱۵	
خلیفہ ہادی کی سیرت	۴۰۶
سعید بن مسلم کا بیان	//
سلیمان بن عبدالملک اور گویے کا	
واقعہ	//
ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم	//
علی بن صالح کی ایک اعرابی کی	
سفارش	۴۰۷
خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت	
کو ترجیح	//
عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی	//
عبداللہ بن مالک کی معذرت	۴۰۸
عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی	//
ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر	
آمد	//
ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت	//
موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان	۴۰۹
عبداللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم	//
ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت	//
ایک مجرم کی رحم کی درخواست	//
عمر بن شبہ کا بیان	۴۱۰
ہارون اور حسن بن عبدالخالق	//
ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت	//
علی بن حسین پر مہدی کا عتاب	//
علی بن حسین کی رہائی	۴۱۱
زندیقوں کو قتل کرنے کی ہدایت	//
ہادی اور عیسیٰ بن داب	۴۱۲
عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت	//
علی بن یقطین کا بیان	۴۱۳
دو باندیوں کا قتل	//
خیزران کی ہادی سے عظریف کی	
سفارش	//
ہادی کی خیزران کو مشروط پیشکش	//
ہادی کا ندیموں پر عتاب	//
اسود بن عمارہ کے اشعار	۴۱۴
خیزران کا ذکر کرنے کی ممانعت	//
یوسف الصیقل شاعر کا بیان	//
عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش	۴۱۵
عیسیٰ بن داب کا حرانی سے معاہدہ	//
ہادی کی شان میں شعراء کے قصائد	۴۱۶
ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی	
فرمائش	۴۱۷
ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی	
برہمی	//
ابراہیم موصلی پر نوازش	//
ہادی کا مرغوب راگ	۴۱۸
حکم الوادی کو انعام	//
یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی	//
امۃ العزیز	۴۱۹
ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ	//
ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم	//
ربیع کی وصیت	//
فضل بن سلیمان کا بیان	//
ربیع کی ہلاکت کے متعلق یحییٰ بن حسن	
کی روایت	۴۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ا

خلیفہ عبداللہ بن محمد ابو العباسؒ

خلافتِ عباسیہ کے متعلق ابو ہاشم اور محمد بن علی کی گفتگو:

اس خاندان کی خلافت کی ابتداء آنحضرت ﷺ کے اس قول سے ہوئی کہ آپ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بتا دیا تھا کہ خلافت ان کے خاندان میں منتقل ہو جائے گی اس وجہ سے ان کی اولاد ہمیشہ سے اس کی متوقع تھی اور اس کے متعلق ان کی آپس میں گفتگو ہوتی تھی۔ علی بن محمد نے (رواۃ کے سلسلے سے) بیان کیا ہے کہ ابو ہاشم شام آئے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ مجھے ایک خبر معلوم ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بتا دوں بشرطیکہ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرو اور وہ بات یہ ہے کہ خلافت جس کے لیے اور لوگ متوقع ہیں تمہارے خاندان کو حاصل ہوگی' محمد بن علی نے کہا میں اس بات کو پہلے سے جانتا ہوں آپ کسی دوسرے سے ہرگز ہرگز اس کا ذکر نہ کریں۔

علی بن محمد کا بیان:

علی نے بیان کیا ہے کہ جب ابن الاشعث نے بغاوت کی اور اس کی اطلاع حجاج نے عبدالملک کو لکھ بھیجی تو اس نے خالد بن یزید کو بلایا اور اس واقعہ سے آگاہ کیا خالد نے کہا چونکہ یہ فتنہ بجستان سے شروع ہوا ہے اس لیے اس کا کوئی برا اثر تم پر نہ پڑے گا۔ البتہ اگر یہ خراسان سے اٹھا ہوتا تو ہمیں خوف ہوتا۔

امام محمد بن علی کی پیشین گوئی:

امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی کہ ہمارے لیے تین وقت مقرر ہیں ایک ظالم یزید بن معاویہ کی موت' دوسرے ہجرت کی پہلی صدی کا ختم۔ تیسرے افریقیہ کا فتنہ۔ اس آخری موقع پر ہمارے داعی علی الاعلان ہمارے لیے تحریک کریں گے۔ مشرق سے ہمارے انصار ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ امنڈ آئیں گے کہ تمام مغرب ان کے گھوڑوں سے پر ہو جائے گا اور وہ ظالموں کے تمام خزانوں پر قبضہ کر لیں گے۔

چنانچہ یہی ہوا کہ جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر نے نقض بیعت کی تو محمد بن علی نے ایک شخص کو خراسان روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بہترین شخص کے لیے دعوت دے مگر کسی کا نام نہ لے۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حکم:

اس سے پہلے ہم ان داعیوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کو محمد بن علی نے خراسان بھیجا تھا۔ محمد بن علی نے انتقال کیا' اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ ابراہیم نے ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کے مولی کو خراسان بھیجا اور تمام نقیبوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت لکھ بھیجی۔ انھوں نے ابراہیم کی ہدایات تسلیم کر لیں۔ ابوسلمہ کچھ روز خراسان میں قیام کرنے کے بعد ابراہیم کے پاس واپس آ گیا ابراہیم نے اسے پھر خراسان بھیجا اور اس مرتبہ ابومسلم کو بھی اس کے ہمراہ کیا۔ ہم ابومسلم کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں' اس کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ مروان کے ہاتھ وہ خط آ گیا جو امام ابراہیم نے ابومسلم کے خط کے جواب میں ابومسلم کو خراسان لکھا تھا اور اس میں اسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جس قدر عربی بولنے والے ہوں ان کو قتل کر دے۔ اس خط کو پڑھ کر مروان نے اپنے والی دمشق کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے عامل بلقاء کو حمیمہ جانے کا حکم دے تاکہ وہ ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لائے اور پھر انہیں میرے پاس بھیج دیا جائے۔

عثمان بن عروہ کا بیان:

عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ میں حمیمہ میں ابوجعفر کے ساتھ مقیم تھا ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے محمد اور جعفر بھی تھے۔ میں ان دونوں کو دوڑا رہا تھا کہ اتنے میں ابوجعفر نے مجھ سے کہا کیا کر رہے ہو نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں۔ میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ مروان کے ہرکارے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے موجود ہیں۔ میں نے کہا مجھے اجازت دیجیے تو ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلوں۔ انھوں نے کہا بھلا تم عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہو کر ہمارے گھر سے نکل جانا چاہتے ہو۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری:

صبح کی نماز کے بعد انھوں نے مسجد کے دروازوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ہمراہیوں کے قلوب کو مطمئن کرنے کے لیے پوچھا کہ ابراہیم بن محمد کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ موجود ہیں مروان کے سپاہیوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔

جب مروان نے ان لوگوں کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا تھا تو ان کی شکل وصورت وہ بتائی تھی جو ابوالعباس کی تھی جن کے متعلق اس نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ اس شکل و ہیئت کا شخص ان کو قتل کرے گا' جب یہ سپاہی ابراہیم کو اس کے پاس لائے تو اس نے کہا یہ تو اس شکل کے نہیں ہیں جو میں نے بتائی تھی۔ سپاہیوں نے جواب دیا کہ وہ علامات جو آپ نے بیان کی تھیں دوسرے میں تھیں۔ مروان نے ان کو پھر اسی شخص کی گرفتاری کے لیے روانہ کیا مگر ان لوگوں کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی وہ بھاگ کر عراق جا چکے تھے۔

ابوالعباس کی گرفتاری ورہائی:

علی بن موسیٰ کا باپ راوی ہے کہ مروان نے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کے لیے اپنے ایک عہدے دار کو حمیمہ بھیجا اور اس سے ابراہیم کی صفات بیان کر دیں۔ جب وہ شخص حمیمہ آیا تو اس نے ان صفات کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد میں پایا مگر جب ابراہیم بن محمد سامنے آئے اور ان کو امان دی گئی تو لوگوں نے اس افسر سے کہا کہ آپ کو ابراہیم کی گرفتاری کا حکم دیا گیا ہے اور یہ تو عبداللہ ہیں۔ چنانچہ جب یہ بات اس پر بھی ظاہر ہو گئی تو اس نے ابوالعباس کو چھوڑ دیا اور ابراہیم کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے لیا۔

مروان کے قاصد کے قتل کا منصوبہ:

اور کچھ بنی عباس اس کے ساتھ روانہ ہوئے' ابراہیم بھی روانہ ہوا اس کے ہمراہ ان کی ایک ام ولد بھی تھی جسے وہ بہت محبوب رکھتا تھا۔ ہم نے اس سے کہا کہ صرف یہ ایک آدمی ہے جو تمہاری گرفتاری کے لیے آیا ہے۔ کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اور پھر کوفہ کی راہ لیں' وہاں سب ہمارے طرفدار موجود ہیں وہ ہماری حمایت کریں گے' ابراہیم نے کہا تمہاری مرضی' ہم نے کہا: ذرا ٹھہرو! ہمیں اس مقام پر پہنچنے دو جہاں سے عراق کو راستہ جاتا ہے' چنانچہ جب ہم اس جگہ آئے جہاں سے ایک راستہ عراق کو اور دوسرا جزیرے جاتا تھا وہاں ہم نے منزل کی۔

منصوبہ قتل کی مخالفت:

ابراہیم کا دستور تھا کہ وہ رات بسر کرنے کے لیے اپنی ام ولد کے پاس ہم سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے تھے جس کام کا ہم نے ارادہ کیا تھا اس کی اجازت کے لیے ہم ان کے پاس آئے آواز دی وہ باہر آنے کے لیے اٹھے مگر ان کی ام ولد انھیں لپٹ گئی اور کہا کہ یہ وقت آپ کے باہر جانے کا نہیں ہے اس ارادے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس نے اصرار کیا اور کہا کہ جب تک مجھے آپ اپنے ارادے سے آگاہ نہ کر دیں گے میں آپ کو نہ جانے دوں گی' ابراہیم نے اپنا ارادہ اسے بتا دیا۔ اس نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ہرگز اسے قتل نہ کریں ورنہ آپ کے تمام خاندان کو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا اگر آپ نے اسے قتل کر دیا تو مروان ان سب عباسیوں کو جو حمیمہ میں ہیں قتل کر دے گا' اس نے اس وقت تک انہیں نہ چھوڑا جب تک کہ ان سے وعدہ نہ لے لیا کہ وہ اس قاصد کو قتل نہیں کریں گے' اس کے بعد وہ نکل کر ہمارے پاس آئے اور یہ واقعہ سنایا۔ ہم نے کہا آپ ہی بہتر جانتے ہیں۔

عبدالحمید بن یحییٰ کا مروان کو مشورہ:

عبدالحمید بن یحییٰ مروان کا میر منشی راوی ہے کہ میں نے مروان سے کہا کیا آپ کو میری نیت پر شبہ ہے اس نے کہا نہیں' میں نے کہا' کیا آپ ان سے رشتہ نکاح قائم کریں تو اس میں آپ کی توہین ہوگی اس نے کہا نہیں میں نے کہا تو مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان سے نکاح کر دیجیے اور خود ان کے یہاں نکاح کر لیجیے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر ان کو کامیابی ہوئی تو اس تعلق کی وجہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر غالب آ گئے تو پھر بھی ان کی دامادی آپ کے لیے باعث عار نہیں ہو سکتی۔ مروان نے کہا افسوس اسی بات کا ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسے پسند نہیں کرتے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ اس کے لیے تیار ہیں تو میں خود اس امر میں سبقت کرتا۔

ابوالعباس کی جانشینی:

گرفتار ہونے کے بعد جب ابراہیم نے اپنے اہل و عیال کو اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن محمد کے ہمراہ کوفہ جانے کا حکم دیا اور انھوں نے ابراہیم کو رخصت کیا۔ تو ابراہیم نے کہا کہ یہ میری تمہاری آخری ملاقات ہے کیونکہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ اب تم سب لوگ ابوالعباس کی اطاعت و فرماں برداری کرنا ابراہیم نے اپنے بعد ابوالعباس کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اب ابوالعباس اپنے سارے خاندان کو لے کر جس میں عبداللہ بن محمد۔ داؤد' عیسیٰ' صالح' اسمٰعیل' عبداللہ اور عبدالصمد' علی کے بیٹے اور یحییٰ بن محمد عیسیٰ بن موسیٰ بن

محمد بن علی اور عبدالوہاب اور محمد ابراہیم کے بیٹے موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام تھے ماہ صفر میں کوفہ آیا ابوسلمہ نے ان کو ولید بن سعد مولیٰ بن ہاشم کے مکان واقع بنی اود میں اتارا اور تقریباً چالیس دن تک اپنے تمام سرداروں اور شیعوں سے ان کی حالت کو چھپائے رکھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کی موت کے بعد ابوسلمہ نے آل ابوطالب کو خلافت دینے کا ارادہ کیا تھا۔

ابوالعباس کی کوفہ میں آمد:

جبلہ بن فروخ اور ابوالسری وغیرہ نے یہ بات بیان کی کہ امام اپنے خاندان کے ساتھ کوفہ آ گئے ہیں مگر ابھی پوشیدہ ہیں اس پر ابوالجہم نے ابوسلمہ سے پوچھا ابوسلمہ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر ابوالجہم نے سخت اصرار سے بار بار سوال کیا ابوسلمہ نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا ہے۔ اسی اثناء میں ابوالعباس کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے ابوحمید کی ملاقات ہوئی ابوحمید نے اس سے اس کے آقاؤں کو دریافت کیا اس نے کہا وہ سب کوفہ میں ہیں مگر ابوسلمہ نے ان کو اپنے اخفا کی ہدایت کر دی ہے' ابوحمید اسے ابوالجہم کے پاس لے آیا اس نے ابوالجہم سے بھی وہ خبر بیان کر دی اس نے ابوحمید کو سابق کے ہمراہ بھیجا تاکہ وہ ان کے قیام گاہ سے واقف ہو آئے۔ ابوحمید وہاں جا کر واپس آیا اس مرتبہ اس کے ہمراہ ابراہیم بن سلمہ ان کے ہمراہیوں میں سے ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ آیا ان دونوں نے ابوالجہم سے آ کر بیان کیا کہ امام محلّہ بنی اود کے فلاں مکان میں فروکش ہیں اور یہاں آنے کے بعد انھوں نے ابوسلمہ سے سو دینار مانگ بھیجے تھے مگر اس نے نہیں دیئے۔ یہ سن کر ابوالجہم۔ ابوحمید اور ابراہیم موسیٰ بن کعب کے پاس آئے اور اس سے سارا واقعہ سنایا اور اسی وقت دو سو دینار امام کو بھیج دیئے' اس کے بعد ابوالجہم ابوسلمہ کے پاس آیا اور پھر امام کو پوچھا اس نے کہا ابھی ان کے خروج کا وقت نہیں آیا۔ کیونکہ اب تک واسط فتح نہیں ہوا ہے۔

شیعان بنی عباس کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوالجہم نے موسیٰ بن کعب کو آ کر سارا واقعہ سنایا اور یہاں سب کی یہ رائے ہوئی کہ امام سے ملنا چاہیے چنانچہ موسیٰ بن کعب' ابوالجہم' عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' ابراہیم بن سلمہ' عبداللہ الطائی اسحٰق بن ابراہیم' شراحیل' عبداللہ بن سلام' ابوحمید محمد بن ابراہیم' سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین امام سے ملنے چلے' ابوسلمہ کو ان کے جانے کی اطلاع ہوئی اس نے انھیں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے کسی کام سے کوفے گئے ہیں' یہ جماعت ابوالعباس کے پاس آئی ان کے سامنے پہنچ کر انھوں نے پوچھا کہ تم میں عبداللہ بن محمد ابن الحارثیہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ ہیں اس جماعت نے خلیفہ کے لقب سے ان کو سلام کیا۔ اس کے بعد موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس آ گئے۔ ابوالجہم نے دوسرے اپنے ساتھیوں کو امام کے پاس ٹھہرنے کی ہدایت کی۔

ابوسلمہ کی ابوالعباس سے ملاقات:

ابوسلمہ نے ابوالجہم سے پچھوایا کہ تم کہاں گئے تھے اس نے کہا کہ میں اپنے امام کے پاس گیا تھا' یہ معلوم کر کے اب خود ابوسلمہ امام کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوا مگر اس کے جانے سے پہلے ہی ابوالجہم نے ابوحمید کو اطلاع دے دی کہ ابوسلمہ وہاں آ رہا ہے تم صرف تنہا ابوسلمہ کو امام کے پاس جانے کی اجازت دینا اس کے اور ساتھیوں کو باہر روک دینا۔ چنانچہ جب ابوسلمہ وہاں آیا تو اس کے دوسرے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا گیا اور صرف ابوسلمہ کو اندر جانے کی اجازت دی گئی اس نے ابوالعباس کے

پاس جا کر خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا جمعہ کے دن ابوالعباس ایک ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور نماز جمعہ میں امامت کی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوسلمہ نے خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا تو ابوحمید نے طعن کے طور پر کہا تجھ حرام زادے کے علی رغم انف' مگر ابوالعباس نے ابوحمید کو ڈانٹا کہ خاموش رہو۔

ابوالعباس کا خطبہ:

بیعت کے بعد ابوالعباس منبر کے سب سے بلند حصہ پر آ کر بیٹھے اور داؤد بن علی ان سے نیچے بیٹھا' ابوالعباس نے اپنی تقریر میں کہا:

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے خوبی کے لحاظ سے اسلام کو اپنا دین بنایا اسے شرف اور عظمت دی۔ اسی دین کو ہمارے لیے پسند کیا۔ ہم نے اس کی تائید کی' ہمیں اس کا اہل' جائے پناہ اور حصن بنایا ہمیں اس کا قائم کرنے والا' مدافعت کرنے والا اور ناصر بنایا۔ ہم پر یہ بات لازم کی کہ ہم اس کے تقویٰ کی تبلیغ کرتے رہیں' صرف ہمیں اس کا سب سے زیادہ مستحق اور اہل قرار دیا۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے شرف سے مخصوص کیا' ان کے اجداد سے ہمیں پیدا کیا انھیں کے خاندان میں ہمیں خلق کیا اور خود ان کو ہمارے خاندان میں مبعوث فرمایا جو ہمارے دشمنوں کے لیے کڑوے اور ہم مسلمانوں پر نہایت ہی مہربان تھے' اللہ نے اسلام اور ان کی قرابت کی وجہ سے ہمارا مرتبہ بلند کر دیا اور اس کے لیے اپنی کتاب ناطق میں یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ﴾

''اے اہل بیت (نبی) اللہ چاہتا ہے کہ میل کچیل کو تم سے دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے''۔

اس کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ﴾

''اے محمدؐ! کہہ دو کہ میں تم سے سوائے اپنے قرابت داروں کی دوستی کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا''۔

پھر فرمایا:

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾

''اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ''۔

پھر فرمایا:

﴿ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی ﴾

''اے مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا ہے اس کے رسول کا ہے قرابت داروں کا ہے اور یتامیٰ کا ہے''۔

اس طرح اللہ عزوجل نے ہماری فضیلت بتا دی اور ہمارے حق اور دوستی کو مسلمانوں پر واجب قرار دیا۔ ہماری عزت افزائی کی اور اپنے فضل سے خراج اور غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کر دیا۔ گمراہ سبائیہ فرقہ کا یہ خیال باطل ہے کہ حکومت' سیاست اور خلافت کے ہمارے سوا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہیں اس کی توجیہہ و تاویل کرتے کرتے ان کی صورتیں بدل گئیں' اے لوگو! اللہ نے ہمارے

ذریعہ گمراہی کے بعد لوگوں کو ہدایت دی۔ جہالت کے بعد عقل دی' ہلاکت سے بچالیا۔ حق کو ظاہر کیا۔ باطل کو نیست نابود کر دیا۔ ان میں جو بات بری تھی ہمارے ذریعہ اس کی اصلاح کی پست کو بلند کر دیا۔ ناقص کو کامل بنا دیا اختلاف کو اتفاق سے بدل دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آپس میں ہمیشہ سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے وہ اپنی دنیا و دین میں ایک دوسرے کے ہمدرد' بہی خواہ اور شفیق بن گئے۔ اور آخرت میں وہ ایک دوسرے کے بھائی کی طرح آمنے سامنے تخت پر متمکن ہوں گے' اللہ نے یہ بات بطور احسان اور عطا کے محمد ﷺ کو دی۔ ان کے وصال کے بعد ان کے صحابہ وارثِ حکومت ہوئے جو باہمی مشورہ سے حکومت کرتے تھے انھوں نے دوسری اقوام کے ممالک فتح کر ڈالے ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا مگر اس کی تقسیم میں انھوں نے عدل کیا جہاں خرچ کا موقع تھا وہاں خرچ کیا باقی جو بچا اسے مستحقین کو دے دیا اور خود بھوکے رہے اپنے لیے کچھ نہیں لیا۔ ان کے بعد بنو حرب اور مروان نے دھوکہ سے حکومت پر قبضہ جمایا اور آپس میں ایک دوسرے کے حوالے کرتے آئے' حکومت میں ظلم شروع کیا خود ہر طرح کا نفع اٹھایا اور رعایا پر مظالم ڈھائے کچھ عرصہ کے لیے اللہ نے انھیں ڈھیل دی اور جب وہ ان کی اصلاح کی جانب سے مایوس ہو گیا تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے اپنا انتقام لیا اور ہمارا حق پھر ہمیں دے دیا۔ ہمارے ذریعے ہماری قوم کی پابجائی کی۔ اس نے ہماری مدد کی اور اس لیے ہماری حکومت قائم کر دی تا کہ ہمارے واسطے سے وہ ان پر احسان کرے جن کو اس سرزمین میں کمزور وحقیر سمجھا گیا تھا۔ جس طرح اللہ نے ہمارے خاندان سے اس کی ابتداء کی اسی طرح آخر میں ہمیں کو اس نے پھر اس کا وارث بنا دیا مجھے اللہ سے یہ توقع ہے کہ اب اس گوشہ سے تم پر کوئی ظلم یا زیادتی نہ ہوگی جہاں سے تم کو خیر پہنچتا رہا ہے اور جہاں سے ہمیشہ بہبودی حاصل ہوئی ہے وہاں سے اب خرابی یا بربادی تم کو حاصل نہ ہوگی۔ ہم اہل بیت صرف اللہ ہی سے توفیق طلب کرتے ہیں۔

اے کوفے والو! تم اس بات کے اہل ہو کہ ہم تم سے محبت و اخلاص برتیں کیونکہ تم ہمارے حق کے اعتراف سے کبھی منحرف نہیں ہوئے اور باوجود ظالموں کے ظلم کے تم نے ہماری محبت کو گم نہ ہونے دیا اللہ کا احسان ہے کہ تم نے ہمارا عہد پالیا ہم تم کو سب سے زیادہ بختاور سمجھتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری عطاء میں سو دینار کا اضافہ کر دیا ہے۔ اب جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ کیونکہ میں بڑا خون بہانے والا' قتال ہوں اور پورا پورا انتقام لوں گا چونکہ سفاح بہت ہکلا تھا اس وجہ سے اس مقام پر پہنچ کر اسے اس قدر ہکلاہٹ شروع ہوئی کہ وہ تقریر جاری نہ رکھ سکا اور منبر پر ہی بیٹھ گیا۔

داؤد بن علی کا تاریخی خطبہ:

اس کے بعد داؤد بن علی منبر پر چڑھا مگر سفاح سے کئی زینہ نیچے کھڑا ہوا اور اپنی تقریر شروع کی۔

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی میراث ہمیں عطا فرمائی اے لوگو! دنیا پر جو ظلمت طاری تھی آج اٹھ گئی ہے اس کا پردہ کھل گیا ہے۔ زمین و آسمان منور ہو چکے ہیں آفتاب مشرق سے طلوع ہو چکا ہے چاند اپنے مطلع سے بلند ہو چکا ہے کمان اس کے بنانے والے کے ہاتھ آ گئی ہے تیر اپنے چلے میں واپس آ گیا ہے اور حق اپنے خیر اصلی یعنی تمہارے نبی ﷺ کی اہل بیت میں جو تم پر عنایت و مہربانی کرنے والے ہیں پھر واپس آ گیا ہے۔

اے لوگو! ہم اس لیے حکومت حاصل کرنے نہیں اٹھے کہ اپنی دولت کو زیادہ کریں۔ اپنی جائداد بڑھائیں' نہریں کھودیں اور عالیشان قصر تعمیر کریں بلکہ جب انھوں نے ہمارے حقوق کو پامال کیا ہمارے چچیرے بھائیوں پر مظالم کیے ہمیں سخت غیرت آئی اور

ان حالات کو ہم برداشت نہ کر سکے اسی طرح جو سلوک انھوں نے تمہارے ساتھ کیا اور جو درگت تمہاری بنائی جس بری حالت کو تم پہنچ گئے تھے ان تمام باتوں کی وجہ سے ہمیں اپنے بستروں پر چین نہیں آتا تھا۔ بنی امیہ نے جو طرز عمل تمہارے ساتھ روا رکھا جس طرح انھوں نے تم کو کھلونا سمجھ کر تم سے بازی گری کی تم کو ذلیل کیا' تمہاری آمدنی صدقات اور مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اس کی وجہ سے ہم سخت پیچ وتاب کھاتے رہے اور اب ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے اپنے اوپر یہ ذمہ لیتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہم ہر خاص وعام کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق عمل کریں گے۔

بنی حرب' بنی امیہ اور بنی مروان ہلاک ہوں کیونکہ انھوں نے اپنے عہد میں دنیائے فانی کو آخرت باقی پر ترجیح دی اس وجہ سے انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ خلق اللہ پر مظالم کیے۔ محارم کو توڑ دیا' جرائم کیے' بندوں کے ساتھ اپنے طرز حکومت میں جور کیا' جن علاقوں سے لذت حاصل کی انھیں پر ظلم کیے' بوجھوں کی گٹھڑی اٹھائی اور برائیوں کی چادر اوڑھی' گناہ کر کے اکڑتے تھے اور اللہ کی آہستہ مگر سخت گرفت کی طرف سے آنکھ بند کر کے اور اللہ کی چال سے بے خوف ہو کر گمراہی کے میدان میں گھوڑے دوڑاتے تھے کہ اتنے میں رات کے وقت جب کہ وہ سو رہے تھے اچانک اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا وہ اس طرح برباد ہوئے کہ صرف افسانہ رہ گئے ان کے پرزے پرزے ہو گئے اور بے شک ظالموں کے لیے تباہی پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مروان پر ہمیں مسلط کر دیا اگر چہ غرور کی وجہ سے وہ اللہ کی گرفت سے بالکل بے خطر تھا چونکہ اس دشمن خدا کی گلے کی رسی دراز تھی اس لیے وہ اس وقت تو بچ کر نکل گیا اور اس نے یہ گمان کیا کہ ہم اس پر قابو نہیں پا سکتے اس نے اپنی جماعت کو بلایا اپنی تمام تدابیر سے کام لیا اور اپنے رسالہ کے دستوں کو مقابلہ پر بڑھایا مگر یہ سب تدبیریں بیکار ہوئیں اس نے اپنے چاروں طرف اللہ کی شوکت وسطوت اور گرفت کو محیط پایا جس نے اس کے ادعائے باطل اور گمراہ کن خیالات کا قلع قمع کر دیا اور وہ ہر طرف سے بربادی کے حلقہ میں گھر گیا۔ اللہ نے ہماری عزت اور شرافت کو سربلند کر دیا ہمیں ہمارا حق وراثت واپس دلایا۔

اے لوگو! امیر المومنین (اللہ ان کی ہمیشہ مدد کرتا رہے) نماز کے بعد پھر منبر پر آ کر اپنی تقریر ختم کریں گے کیونکہ وہ جمعہ کے خطبہ میں اور باتوں کو بیان کرنا نہیں چاہتے علاوہ بریں سخت ہکلے پن کی وجہ سے بھی وہ اپنی تقریر پوری نہیں کر سکے۔ آپ اللہ سے ان کی سلامتی اور عافیت کی دعا مانگیں کیونکہ اللہ نے ان کو اس مروان کی جگہ آپ کا امیر المومنین بنایا ہے جو اللہ کا دشمن شیطان کا جانشین تھا جو ان کمینوں کا پیرو تھا جنھوں نے امن کے بعد سرزمین خدا پر فساد برپا کیا اس طرح کہ اس کے دین کو بدل دیا مسلمانوں کے حریم کی پردہ دری کی' موجودہ امیر المومنین اگر چہ جوان ہیں مگر ان میں ادھیڑ عمر والوں کی عقل اور تجربہ ہے۔ بردبار ہیں اپنے ان نیک اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہیں جنھوں نے ہدایت اور تقویٰ کے راستے اور طریقے بتا کر بربادی کے بعد دنیا کی اصلاح کی ہے۔

اس پر تمام لوگوں نے ابوالعباس سفاح کے لیے دعا مانگی' پھر داؤد نے کہا ''اے اہل کوفہ ہم پر ہمیشہ ظلم ہوتا رہا۔ ہمارا حق ہم سے چھین لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے اہل خراسان کو ہمارا حامی بنایا ان کے ذریعہ ہمارا حق ہمیں ملا۔ ہمارا استحقاق خلافت آشکارا ہوا اور ہماری حکومت کو ان سے قوت ملی اور اللہ نے تم کو وہ بات دکھا دی جس کا تم کو شوق تھا اور جس کا تم کو ہر وقت انتظار تھا اور وہ یہ کہ ایک ہاشمی کو اب تمہارا خلیفہ مقرر کیا جس سے تم سرخرو ہو گئے اہل شام پر تم کو مسلط کر دیا۔ سلطنت تم کو دے دی' اسلام کو قوی کر دیا اور تم

کو ایسا امام عطا فرمایا جسے اللہ نے عدالت اور حسن تدبیر دونوں سے بہرہ اندوز کیا ہے اس پر تم کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے' ہماری فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم کرلو اور خود اپنے خلاف کوئی دھوکہ یا فریب نہ کرو کیونکہ ہماری حکومت دراصل تمہاری حکومت ہے' ہر خاندان کا ایک شہر ہوتا ہے ہم تم کو اپنا شہر سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب ﷺ یا ان عبداللہ بن محمد (اس طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے) کے اور کوئی خلیفہ جائز منبر پر تقریر کرنے نہیں کھڑا ہوا۔ تم لوگوں کو معلوم رہے کہ اب یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی' یہاں تک کہ ہم خود اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کریں گے' جو مصائب ہم پر گذرے اور اب جو نعمت ہمیں حاصل ہوئی ہے ہم اس پر رب العالمین کا شکر ادا کرتے ہیں۔''

ابوالعباس سفاح کی بیعت:

اس کے بعد ابوالعباس منبر سے اتر آئے داؤد بن علی ان کے آگے آگے تھا یہ مقام مقصوری میں آ گئے۔ پھر ابوجعفر کو بیعت کے لیے سب کے سامنے مسجد میں بٹھایا گیا۔ بیعت لیتے لیتے عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور مغرب کی نماز بھی پڑھائی۔ اب رات ہوگئی اور یہ قصر میں چلے گئے۔

ابوالعباس اور داؤد بن علی کی ملاقات کا واقعہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے میں داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں عراق یا کسی اور ملک میں قیام پذیر تھے یہ دونوں شراۃ جا رہے تھے کہ دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ان کی ملاقات ہوئی جو کوفہ جا رہے تھے ان کا بھائی ابوجعفر عبداللہ بن محمد' عبداللہ بن علی' عیسیٰ بن موسیٰ' یحییٰ بن جعفر بن تمام بن العباسؓ اور کچھ موالی ان کے ہمراہ تھے' داؤد نے ان سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے اور کیا قصہ ہے ابوالعباس نے سارا قصہ سنایا اور بتایا کہ ہم کوفے جا رہے ہیں تاکہ وہاں اپنی تحریک کو علی الاعلان شروع کریں۔ داؤد نے کہا اے ابوالعباس تم کوفہ جا رہے ہو حالانکہ مروانیوں کا سرخیل مروان بن محمد اہل شام و جزیرہ کو لیے ہوئے حران میں عراق کے سر پر بیٹھا ہوا ہے اور خود عراق میں عربوں کا بڑا سردار یزید بن عمر بن ہبیرہ عربوں کے مرکز میں موجود ہے ان حالات میں تم کو کامیابی کی کیا امید ہوسکتی ہے' ابوالعباس نے کہا جس نے زندگی کو محبوب رکھا وہ ذلیل ہوا' پھر اس نے تمثیلاً اعشیٰ کا یہ شعر پڑھا:

فما میتة ان متها غیر عاجز بعار اذا ما غالت النفس غولها

ترجمہ: ''جب لوگ موت کے خوف سے مرعوب ہو رہے ہوں ایسی جنگ میں اگر میں عزت سے جان دے دوں چاہے وہ کیسی ہی موت ہو اس موت میں کوئی عار نہیں''۔

یہ سن کر داؤد بن علی نے اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف دیکھا اور کہا بخدا تمہارا بھائی سچا ہے' مجھے اسی کے ساتھ لے چلو سب زندہ رہیں گے تو عزت سے' مریں گے تو عزت سے' چنانچہ یہ سب کوفے پلٹے۔

جب حمیمہ سے کوفے آنے کے ارادے سے اس جماعت کی روانگی کو عیسیٰ بن موسیٰ یاد کرتا تو کہا کرتا تھا کہ صرف چودہ آدمی تھے جو اپنے گھر بار کو چھوڑ کر ہمارے اغراض عالیہ کے حاصل کرنے کے لیے نکلے تھے ان کی ہمت بڑی' حوصلے بلند اور دل جری تھے۔

۱۳۲ھ کے بقیہ واقعات

ابوالعباس کی بیعت کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ حسب ذیل روایت یہاں بیان کی جاتی ہے:

ابوسلمہ کی امام کے متعلق خاموشی:

جب ابوسلمہ کو معلوم ہوا کہ مروان نے امام ابراہیم بن محمد کو قتل کر دیا تو اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب بنی العباس کے لیے تحریک شروع کی جائے ان کے علاوہ دوسروں کی دعوت کے خیال کو اس نے اپنے دل میں چھپائے رکھا۔ اپنے ساتھیوں اور اہل بیت کے ہمراہ ابوالعباس کوفے آئے۔ ابوسلمہ نے انہیں بنی اود میں ولید بن سعد کے گھر میں فروکش کیا جب کبھی ابوسلمہ سے امام کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ یہی کہتا کہ عجلت مت کرو ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

ابوحمید اور سابق الخوارزمی کی گفتگو:

کچھ عرصہ تک وہ اسی اصول پر کاربند رہا اس زمانے میں اپنی چھاونی واقع حمام اعین میں مقیم تھا ایک دن ابوحمید امام ابراہیم کا ایک ملازم سابق الخوارزمی راستے میں ملا چونکہ ابوحمید امام سے ملنے شام جایا کرتا تھا اس لیے اس ملازم کو پہچانتا تھا اس نے پوچھا کہ امام ابراہیم کیسے ہیں اس نے جواب دیا کہ امام کو مروان نے دھوکے سے قتل کر دیا انہوں نے اپنے بھائی ابوالعباس کو اپنے بعد اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اور وہ اپنے تمام اہل بیت کے ساتھ کوفے آ گئے ہیں' ابوحمید نے اس ملازم سے کہا کہ تم مجھے ان کے پاس لے چلو چونکہ سابق نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ بغیر ان کے علم کے کسی اور کو ان کا پتہ دے۔ اس وجہ سے اس نے ابوحمید سے کہا کہ آپ کل اسی جگہ مجھ سے ملئے پھر میں اس کا جواب دوں گا۔

ابوحمید کی ابوالعباس سے ملاقات:

حسب وعدہ دوسرے دن ابوحمید اسی جگہ آیا وہاں اسے سابق ملا پھر سابق اسے ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کے پاس لایا جب یہ مکان کے اندر آیا تو اس نے پوچھا کہ آپ میں خلیفہ کون ہیں داؤد بن علی نے ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں' ابوحمید نے خلیفہ کہہ کر ان کو سلام کیا' ان کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ جو حکم ہو ہمیں دیجئے نیز اس نے ابو العباس سے امام ابراہیم کے قتل کی تعزیت کی۔

ابراہیم بن سلمہ کی چھاؤنی میں آمد:

ابراہیم بن سلمہ بھیس بدل کر ابوسلمہ کی چھاؤنی میں آیا اور ابوجہم سے ملا۔ جب ابوالجہم نے اس سے اخفاء راز کا وعدہ کر لیا تو اس نے کہا کہ میں ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا قاصد ہوں۔ فلاں فلاں صاحب ان کے ہمراہ ہیں اور وہ فلاں مکان میں مقیم ہیں۔ انہوں نے ان اونٹوں کا کرایہ دینے کے لیے جن پر وہ یہاں آئے ہیں سو دینار ابوسلمہ سے مانگ بھیجے تھے مگر اس نے اب تک نہیں بھیجے۔ اتنے میں ابوحمید بھی ابوجہم کے پاس آ گیا اور اس نے امام کے آنے کا سارا واقعہ اسے بتایا۔ اب ابوجہم

ابوحمید مع ابراہیم بن سلمہ کے موسیٰ بن کعب کے پاس آئے ابوالجہم نے اس کو سارا واقعہ سنایا اور ابراہیم بن سلمہ نے جو اطلاع دی تھی وہ بھی بیان کر دی۔ موسیٰ بن کعب نے ابوالجہم کو حکم دیا کہ سب سے پہلے وہ رقم فوراً بھیج دی جائے۔ چنانچہ ابوالجہم اس کے پاس سے واپس آیا اس نے مطلوبہ دینار ابراہیم کے حوالے کیے اسے ایک خچر پر سوار کر دیا اس کے ساتھ دو اور آدمی کر دیئے جو اسے کوفے تک پہنچا آئے۔

ابوسلمہ کا ابوالعباس کی امامت سے اختلاف:

جب تمام فوج میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مروان نے امام ابراہیم کو قتل کر دیا ہے تو ابوالجہم نے ابوسلمہ سے کہا اگر وہ قتل ہو گئے تو اب ان کے بھائی ابوالعباس ان کے بعد خلیفہ اور امام ہیں مگر ابوسلمہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور ابوالجہم کو حکم دیا کہ چونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تم ابوحمید کو کوفے مت جانے دو' اس واقعہ کے دوسری رات کو ابراہیم بن سلمہ' ابوالجہم اور موسیٰ بن کعب کے پاس آیا ان سے آ کر ابوالعباس اور ان کے اہل بیت کا پیام پہنچایا وہ اس رات تمام سرداران فوج اور شیعوں سے ملتا رہا۔ اب یہ سب موسیٰ بن کعب کے فرودگاہ میں جمع ہو گئے' اس مجلس میں عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' عبداللہ الطائی' اسحٰق بن ابراہیم' شراحیل اور عبداللہ بن بسام وغیرہ فوجی سردار شریک تھے سب کا مشورہ یہی ہوا کہ ابوالعباس اور ان کے اہل بیت سے جا کر ملیں۔ دوسرے دن یہ پوشیدہ طور پر علیحدہ کوفے آئے موسیٰ بن کعب' ابوالجہم اور ابوحمید جس کا اصلی نام محمد بن ابراہیم ہے۔ اس جماعت کے نمائندے تھے۔ یہ سب ولید بن سعد کے مکان آ کر ابوالعباس کی جماعت کے پاس آئے' موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم نے ابوالعباس کو دریافت کیا۔ لوگوں نے اشارے سے ان کو بتا دیا ان سب نے ان کو سلام کیا۔ امام ابراہیم کی موت پر تعزیت کی اور پھر اپنی فوج میں چلے آئے مگر ابوحمید' ابومقاتل' سلیمان بن الاسود' محمد بن الحسین' محمد بن الحارث' نہار بن حصین' یوسف بن محمد اور ابوہریرہ محمد بن فروخ کو ابوالعباس کے پاس چھوڑ آئے۔

ابوالجہم کی ابوسلمہ کے متعلق ہدایات:

چونکہ ابوسلمہ کو ابوالجہم کے کوفے جانے کی خبر مل چکی تھی اس نے ابوجہم سے بلا کر پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ ابوالجہم نے کہا میں اپنے امام کے پاس تھا اتنا کہہ کر وہ باہر آ گیا اس نے فوراً حاجب بن صدان کو بلا کر کوفہ بھیجا اور کہا کہ ابوالعباس کے پاس جاؤ اور ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کرو' نیز اس نے ابوحمید اور اس کے دوسرے ساتھیوں سے کہلا بھیجا کہ اگر ابوسلمہ وہاں آئے تو صرف تنہا اسی کو اندر جانے دینا۔ اگر وہ اندر آئے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو خیر ورنہ وہیں اس کا سر اڑا دینا۔

اس کے کچھ ہی دیر بعد ابوسلمہ وہاں پہنچا۔ تنہا امام کے پاس آیا اور خلیفہ کہہ کر ابوالعباس کو سلام کیا' ابوالعباس نے حکم دیا کہ تم اپنی چھاؤنی میں واپس جاؤ' وہ اس رات پلٹ آیا۔

ابوالعباس سفاح کا جلوس وخطبہ:

صبح ہوتے ہی لوگوں نے ہتھیار زیب تن کئے' اور ابوالعباس کے خروج کے انتظار میں صف بستہ ہو گئے لوگ ابوالعباس کے پاس سواری کے جانور لے آئے۔ یہ اپنے اہل بیت کے ساتھ ان پر سوار ہو کر جلوس کی شکل میں ۱۲ ربیع الآخر جمعہ کے دن کوفے کے سرکاری محل میں داخل ہوئے۔ پھر سرکاری محل سے مسجد آئے' منبر پر چڑھے اپنی تقریر میں حمد وثنا کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت

اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت بیان کی پھر ولایت و وراثت کو بیان کرتے ہوئے ان کا سلسلہ اپنے اوپر ختم کیا لوگوں نے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور پھر خاموش ہو گئے' ان کے بعد داؤد بن علی نے ان سے تین درجے نیچے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی' حمد و ثنا کے بعد کہا'' اے لوگو تمہارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو خلیفہ ہوئے' ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے یہ ابوالعباس جو میرے پیچھے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد دونوں منبر سے اتر آئے۔

ابوالعباس کے عمال:

قصر امارت سے نکل کر خود ابوالعباس نے حمام اعین میں ابوسلمہ کی چھاؤنی میں پڑاؤ کیا اور اس کے کمرے میں فروکش ہوئے۔ دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا اس وقت عبداللہ بن بسام ابوالعباس کا حاجب تھا۔ ابوالعباس نے کوفے اور اس کے علاقے پر اپنے چچا داؤد بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اپنے دوسرے چچا عبداللہ بن علی کو ابوعون بن یزید کے پاس بھیجا۔ اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کے پاس بھیجا جس نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس مدائن بھیجا۔ ابوالیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس اہواز بھیجا۔ سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن طریف کے پاس بھیجا۔ خود ابوالعباس اسی چھاؤنی میں کئی ماہ تک قیام پذیر رہے پھر وہاں سے روانہ ہو کر قصر کوفہ کے مدینۃ الہاشمیہ میں فروکش ہوئے کوفہ منتقل ہونے سے پہلے ہی' ابوسلمہ کے ساتھ ابوالعباس کے سلوک میں فرق پڑ گیا تھا جس سے خود ابوسلمہ بھی واقف ہو چکا تھا۔

باب۲

جنگِ زاب

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو زاب پر شکست ہوئی۔

عثمان بن سفیان کے قتل کی اطلاع:

قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید الازدی کو نہاوند سے شہرزور بھیجا۔ اس نے وہاں عثمان بن سفیان کو قتل کر دیا اور خود موصل کی ایک سمت آ کر فروکش ہو گیا' جب مروان کو عثمان کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ حران سے روانہ ہو کر اپنے راستے کی ایک فرودگاہ میں آ کر فروکش ہوا اور پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا بلوئی۔ مروان نے کہا بلکہ علوئی اور بشریٰ اس کا نام ہے' اس منزل سے روانہ ہو کر وہ راس العین ہوتا ہوا موصل آیا' دجلہ پر پڑاؤ کیا اور اپنے سامنے ایک خندق کھود لی۔ دوسری جانب سے ابوعون دریائے زاب پر آ کر فروکش ہوا۔ ابوسلمہ نے عیینہ بن موسیٰ' منہال بن فتان اور اسحٰق بن طلحہ کو تین تین ہزار فوج کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے بھیجا۔

عبداللہ بن علی کی ابوالعباس کو پیش کش:

اپنی خلافت کے اعلان کے بعد ابوالعباس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ' عبداللہ الطائی کو پندرہ سو کے ساتھ' عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور دواس بن نضلہ کو پانچ سو کے ساتھ ابوعون کی مدد کے لیے روانہ کیا پھر ابوالعباس نے اپنے اہل خاندان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ آپ میں سے کون مروان کے مقابلہ پر جانا چاہتا ہے۔ عبداللہ بن علی نے کہا میں تیار ہوں ابوالعباس نے اللہ کی برکت کی دعا دے کر ان کو روانہ کیا' عبداللہ بن علی ابوعون کے پاس آیا اس کے آتے ہی اس نے اپنے خیمے مع تمام ساز و سامان کے اس کے حوالے کر دیئے' عبداللہ بن علی نے حیاش بن حبیب الطائی کو اپنے محافظ دستے پر مقرر کیا نصیر بن المحتفز کو اپنا پہرے دار بنایا۔ نیز ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو تیس آدمیوں کے ساتھ ڈاک کے ذریعہ عبداللہ بن علی کے پاس بھیج دیا۔

عیینہ بن موسیٰ کا مروان پر حملہ:

۲/ جمادی الآخر ۱۳۲ھ کو عبداللہ بن علی نے دریا کی گہرائی دریافت کی چنانچہ دریائے زاب میں ایک پایاب مقام ہم دست ہو گیا اس نے عیینہ بن موسیٰ کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا عیینہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مروان کے پڑاؤ پر حملہ آور ہوا۔ شام تک فریقین لڑتے رہے جنگ کے لیے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے اب دونوں فریقوں نے لڑائی ختم کر دی اور عیینہ اسی پایاب مقام سے دریا کو عبور کر کے پھر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ میں چلا آیا۔

عبداللہ بن مروان اور مخارق بن غفار کی جنگ:

صبح کو مروان نے دریا پر پل باندھا اور اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پڑاؤ کے زیریں جانب جائے اور وہاں خندق کھود کر مورچہ زن ہو جائے اس کے مقابلے پر عبداللہ بن علی کے پڑاؤ سے پانچ میل کے فاصلے پر مورچہ زن ہوا۔ عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ کو اس کے مقابلہ پر بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی جس میں مخارق کی فوج نے شکست کھائی ان میں سے کچھ قید کر لیے گئے اور کچھ مارے گئے۔

مخارق بن غفار کی گرفتاری:

ولید نے ان کو عبداللہ کے پاس بھیج دیا اور اس نے مقتولین کے سروں کے ساتھ انھیں مروان کے پاس بھیج دیا' مروان نے حکم دیا کہ کسی قیدی کو میرے سامنے لاؤ' مخارق کو اس کے پاس لائے یہ نحیف الجثہ تھا' مروان نے پوچھا تم مخارق ہو اس نے کہا' نہیں میں تو فوج کے غلاموں میں ہوں' مروان نے کہا کیا تم مخارق کو پہچانتے ہو' اس نے کہا جی ہاں! مروان نے حکم دیا کہ اچھا یہ سر دیکھ کر پہچانو' اس نے ایک سر کو دیکھ کر کہا یہ مخارق ہے' مروان نے اسے رہا کر دیا مروان کے کسی ساتھی نے جب مخارق کو دیکھا جسے وہ پہچانتا نہیں تھا تو کہنے لگا اللہ ابو مسلم کا برا کرے وہ کس قدر رذیل نفروں کو ہم سے لڑانے لایا ہے۔

مروان اور مخارق کی گفتگو:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے مخارق سے پوچھا کہ کیا تم دیکھ کر مخارق کو پہچان لو گے کیونکہ مقتولین کے جو سر ہمارے پاس آئے ہیں ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں مخارق کا سر بھی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں! مروان نے سروں کو اس کے سامنے لانے کا حکم دیا اس نے دیکھ کر کہا کہ ان میں مجھے مخارق کا سر نظر نہیں آتا اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ بھاگ گیا' مروان نے اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن کعب کا عبداللہ بن علی کو مشورہ:

جب عبداللہ بن علی کو مخارق کی شکست کی خبر ہوئی تو موسیٰ بن کعب نے اسے مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ یہ شکست خوردہ فوج ہمارے پڑاؤ میں آئے اور اس کی وجہ سے مخارق کی شکست کا واقعہ ساری فوج میں معلوم ہو آپ خود مروان کے مقابلے پر نکلیں' عبداللہ بن علی نے محمد بن صول کو بلا کر اسے فوج کے پڑاؤ پر اپنا جانشین مقرر کیا' اس کے میمنے پر ابوعون اور میسرے پر مروان ابو ولید بن معاویہ چلے۔

مروان کا زوال آفتاب سے قبل جنگ سے گریز:

مروان کے ہمراہ تین ہزار تحمرہ کے باشندے تھے' دوکانیہ' صحصیہ اور راشدیہ جماعتیں بھی تھیں۔ جب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا تو مروان نے عبدالعزیز بن عمرؒ بن عبدالعزیز سے کہا کہ اگر آج زوال آفتاب کے بعد وہ ہم سے لڑے تو ہم ہمیشہ کے لیے ان کا خاتمہ کر دیں گے اور اگر زوال آفتاب سے پہلے ہی وہ ہم سے لڑ پڑے تو پھر ہماری تباہی یقینی ہے' مروان نے صلح کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس سفرا بھیجے مگر عبداللہ اس کی چال میں نہیں آیا اور اس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے ہم زوال آفتاب سے پہلے ہی اپنے رسالے سے اسے پامال کر دیں گے ان شاء اللہ' مروان نے شامیوں کو ہدایت کی کہ زوال سے پہلے وہ خود جنگ کی ابتداء نہ کریں بلکہ چپ

کھڑے رہیں وہ خود آفتاب کو دیکھنے لگا۔

معرکہ زاب:

اتنے میں اس کے داماد ولید بن معاویہ بن مروان نے حملہ کر دیا مروان کو اس حرکت پر بہت طیش آیا اس نے اسے برا بھلا کہا' ابن معاویہ عبداللہ بن علی کے میمنہ سے لڑنے لگا۔ ابوعون عبداللہ بن علی کی طرف پسپا ہونے لگا اس پر موسیٰ بن کعب نے عبداللہ سے کہا کہ آپ تمام فوج کو حکم دیجیے کہ وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ سب لوگ پیدل ہو جائیں' سب لوگ پیدل ہو گئے۔ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر انھوں نے نیزے تان لیے اور دشمن سے لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر میں لڑائی کا یہ رنگ پلٹا کہ اہل شام پیچھے ہٹنے لگے گویا کہ وہ مدافعت کر رہے ہیں عبداللہ پا پیادہ آگے بڑھا وہ کہتا جاتا تھا بار الٰہ وہ کب موقع آئے گا کہ ہم تیرے حق کی خاطر ان گمراہوں کو جی بھر کر قتل کریں گے' دوسری طرف سے اہل خراسان نے للکارا ابراہیم کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور اب نہایت خونریز لڑائی ہونے لگی' مروان نے بنی قضاعہ سے کہا کہ تم اتر پڑو اور انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی سلیم کو حکم دو کہ وہ پیدل ہو جائیں اس نے سکاسک سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انھوں نے جواب دیا کہ تم بنی عامر کو حکم دو کہ حملہ کریں' اب اس نے بنوسکون سے کہلا کر بھیجا کہ حملہ کرو انہوں نے جواب دیا کہ تم غطفان سے کہو کہ وہ حملہ کریں اب اس نے اپنے خاص محافظ دستے کے سردار کو پیدل ہو جانے کا حکم دیا اس نے اس کی بجا آوری سے انکار کیا اور کہا کہ میں ان کے نیزوں کا نشانہ نہیں بننا چاہتا۔ مروان نے کہا میں تم کو اس کی سزا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ کاش! تم کو اس کی قدرت بھی نصیب ہو جائے۔

مروان کی شکست وفرار:

اس کے بعد ہی شامیوں کو شکست ہوئی مروان بھاگا اور اس نے پل توڑ دیا۔ چنانچہ جس قدر جنگ میں مارے گئے ان سے بہت زیادہ دریا میں غرق ہو گئے۔ ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی ڈوب گیا۔ عبداللہ بن علی کے حکم سے دریائے زاب پر پھر پل باندھا گیا اور ڈوب جانے والوں کی لاشیں نکالی گئیں ان میں ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بھی تھا' اس موقع پر عبداللہ بن علی نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴾

''اور جب ہم نے دریا کے ذریعے تم کو علیحدہ کر دیا تو ہم نے تم کو بچا لیا اور تمہارے سامنے آلِ فرعون کو غرق کر دیا''۔

ابوالعباس کو نوید فتح:

اس فتح کے بعد عبداللہ بن علی سات روز اپنی اسی چھاؤنی میں مقیم رہا۔ امیر المومنین ابوالعباس کو فتح کی خوش خبری اور مروان کے فرار کی اطلاع دی اور مروان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اس میں بے شمار اسلحہ ساز وسامان اور نقد وجنس اس کے ہاتھ آیا۔ عورتوں میں صرف ایک لونڈی ملی جو عبداللہ بن مروان کی تھی۔

جب ابوالعباس کے پاس عبداللہ بن علی کا خط پہنچا انھوں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر یہ آیت: فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ اللہ کے قول وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ تک پڑھی۔ جن سپاہیوں نے اس جنگ میں حصہ لیا تھا انہیں پانچ پانچ سو درہم بطور انعام کے دیئے اور ان کی معاش اُسی کر دی۔

مروان کی شکست کی وجہ:

عبدالرحمٰن بن امیہ کہتا ہے کہ جب خراسانی مروان کے مقابلے پر آئے تو مروان کی کوئی تدبیر سودمند نہ ہوئی جو چال چلی اسی میں اس کو نقصان اٹھانا پڑا وہ بالکل بدحواس ہو گیا تھا' جس روز اس نے شکست کھائی وہ ایک جگہ کھڑا ہوا تھا فوج لڑ رہی تھی اس نے روپیہ منگوایا تھیلیوں کے منہ کھول دیئے لوگوں سے کہا کہ ثابت قدمی سے لڑے جاؤ یہ سب روپیہ تمہارا ہے اب لوگوں نے بجائے لڑنے کے اس روپیہ پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ مروان کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ تم فوج کے بالکل پیچھے چلے جاؤ اور جس شخص کو یہ رقم لے جاتے دیکھو اسے قتل کر دو اور ان کو واپس نہ جانے دو اس حکم کی بجا آوری کے لیے عبداللہ اپنا جھنڈا اور فوج لے کر میدان کارزار سے واپس ہوا اسے واپس جاتے دیکھ کر تمام فوج میں شور مچ گیا کہ شکست ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اب واقعی تمام فوج نے شکست کھائی۔

عبیداللہ الکلابی کی شجاعت:

ایک خراسانی بیان کرتا ہے کہ دریائے زاب پر مروان سے ہمارا مقابلہ ہوا شامیوں نے ہم پر حملہ کیا وہ فولاد کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے۔ ہم اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے' نیزے ہم نے بلند کر لیے اور اب وہ بادل کی طرح ہمارے سامنے سے پھٹ گئے اللہ نے ان کو شکست دی ہم نے ان کو بے دریغ قتل کیا عبور کرنے کے بعد پل توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے ان کے دوسرے ہمراہی دریا کے اسی جانب رہ گئے ایک شامی پل پر رہ گیا اس پر ہمارے ایک شخص نے حملہ کیا شامی نے اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بڑھا وہ بھی مارا گیا تیسرا بڑھا اس کا بھی خاتمہ ہوا اس طرح اس نے پے در پے تین آدمی قتل کر دیئے یہ رنگ دیکھ کر ہمارے ایک شخص نے کہا کہ مجھے ایک تیز تلوار اور مضبوط ڈال تلاش کر کے لا دو ہم نے یہ دونوں چیزیں اسے لا کر دے دیں۔ یہ اس کی طرف بڑھا شامی نے اس پر وار کیا جسے اس نے ڈھال پر روک لیا اور پھر خود اس کے پاؤں پر ایسا ہاتھ مارا کہ اسے قطع کر دیا اور پھر اسے قتل کر کے واپس آ گیا اب ہم سب مل کر حملہ آور ہوئے ہم نے خوشی میں تکبیر کہی یہاں آ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقتول عبیداللہ الکلابی تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بروز شنبہ ۱۱/ جمادی الآخر کی صبح کو مروان نے شکست کھائی۔

امام ابراہیم بن محمد کا قتل:

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ ان کے قتل میں اربابِ سیر کا اختلاف ہے بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ قتل نہیں کیے گئے بلکہ مروان کی قید میں طاعون سے ان کی موت واقع ہوئی' جو لوگ ان کے طاعون سے مرنے کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں:

جب ضحاک کے مقابلے کے لیے جاتے ہوئے مروان رقہ آیا تو اس کے ہمراہ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دو بیٹے عثمان اور مروان بھی حالتِ قید میں اس کے ہمراہ تھے اس نے ان کو حران اپنے قائم مقام کے پاس بھیج دیا جس نے ان کو اپنے پاس قید کر لیا ان کے ساتھ ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز عباس بن الولید اور ابومحمد السفیانی جسے بیطار کہتے تھے قید تھے حران میں جب طاعون پھیلا تو ان میں سے عباس بن الولید' ابراہیم بن محمد اور عبداللہ بن عمر حالت قید میں طاعون سے ہلاک ہو گئے۔

ابومحمد السفیانی کی رہائی:

دریائے زاب پر عبداللہ بن علی کے مقابلے میں شکست کھانے سے پیشتر جمعہ کے دن سعید بن ہشام نے اپنے آدمیوں کے ساتھ قید خانے میں خروج کیا اور وہ داروغہ جیل کو قتل کر کے باہر نکل آیا۔ ابومحمد السفیانی نے خروج نہیں کیا۔

بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنھوں نے قید سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا جیل ہی میں رہا' اہل حران اور دوسرے عوام نے سعید بن ہشام' شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک' عبدالملک بن بشر التغلبی اور چوتھی آرمینیہ کے بطریق کو جس کا نام کوشاں تھا۔ پتھروں سے ہلاک کر دیا ان کے قتل کو پندرہ دن گذرے تھے کہ مروان زاب سے شکست کھا کر حران آیا اور اب اس نے ابومحمد السفیانی اور دوسرے قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مکان میں ابراہیم قید تھے مروان نے اس کو گرا دیا اور ابراہیم اسی میں دب کر مر گئے۔

مہلل بن صفوان کا بیان:

مہلل بن صفوان بیان کرتا ہے کہ میں حالت قید میں ابراہیم بن محمد کے ساتھ تھا۔ مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک کو بھی قید کر دیا تھا' یہ ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے سے بہت خصوصیت و محبت برتتے تھے ایک دن شراحیل کا آدمی ابراہیم کے پاس دودھ لے کر آیا اور اس نے کہا کہ شراحیل نے کہا کہ میں نے جب اس دودھ کو پیا تو مجھے یہ بہت خوش گوار معلوم ہوا میرا دل چاہا کہ تم بھی اسے پیو ابراہیم نے وہی دودھ لے کر پی لیا اس کے پیتے ہی ان کی طبیعت خراب ہوگئی سارا بدن ٹوٹنے لگا' ایک دن مقرر تھا جس میں وہ شراحیل سے ملنے جایا کرتے تھے جب اس روز جانے میں دیر ہوئی تو شراحیل نے اپنا آدمی بھیجا کہ نصیب دشمناں آپ کا مزاج کیسا ہے؟ کہ آپ اس وقت تشریف نہیں لائے ابراہیم نے جواب دیا کہ اس دودھ نے مجھے روک لیا ہے جو تم نے مجھے بھیجا تھا یہ سنتے ہی خود شراحیل پریشان ہو کر ان کے پاس آیا اور انہیں دیکھ کر کہا کہ خدائے واحد کی قسم ہے نہ آج میں نے خود دودھ پیا اور نہ آپ کو میں نے دودھ بھیجا مجھے نہایت رنج ہے کہ آپ کو دھوکہ دیا گیا' اس رات وہ زندہ رہے۔ دوسرے دن علی الصباح ان کا انتقال ہوگیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد بن مروان بن الحکم مارا گیا۔

مروان بن محمد کی روانگی حران:

ابوہاشم مخلد بن محمد راوی ہے کہ جب مروان نے زاب پر شکست کھائی میں اس کی چھاؤنی میں موجود تھا اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج اس کے پاس تھی اس میں سے خود اس کی فرودگاہ میں ساٹھ ہزار تھی اور اس کے بیٹے عبداللہ کے زیر قیادت اتنی ہی تھی۔ مع اپنی فوج کے عبداللہ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا' عبداللہ بن علی کے ساتھ ابوعون اور کئی دوسرے سردار تھے جن میں حمید بن قحطبہ بھی تھا' شکست کے بعد مروان نے حران کا رخ کیا۔ ابان بن یزید بن محمد بن مروان' مروان کا بھتیجا اس کی طرف سے حران کا عامل تھا مروان بیس روز سے کچھ زیادہ وہاں مقیم رہا۔ جب عبداللہ بن علی اس کے قریب پہنچا تو مروان اپنے تمام اہل و عیال بیوی بچوں کو لے کر تیزی سے بھاگا۔

ابان بن یزید کی عبداللہ بن علی کی اطاعت:

ابان بن یزید کو حران چھوڑ آیا یہ اس کا داماد بھی تھا ام عثمان مروان کی بیٹی اس کے نکاح میں تھی اب عبداللہ بن علی حران پہنچا ابان نے خود ہی سیاہ علم بلند کر کے اپنی اطاعت کا اعلان کر دیا اور عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی اور اس کی اطاعت قبول کر لی عبداللہ بن علی نے اسے اور ان سب لوگوں کو جو اس وقت حران اور جزیرے میں تھے امان دی۔ مروان قنسرین سے گذرا' عبداللہ بن علی اس کے تعاقب میں تھا۔

مروان پر اہل حمص کا حملہ وشکست:

مروان قنسرین سے حمص آیا اہل حمص نے اسے خوش آمدید کہا اس کی فوج کے لیے بازار قائم کر دیئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا یہ دو یا تین دن یہاں ٹھہر کر روانہ ہو گیا جب اہل حمص نے دیکھا کہ اس کے ساتھی بہت تھوڑے ہیں ان کے دل میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور کہنے لگے کہ یہ شکست کھا کر خوف زدہ بھاگ رہا ہے کیوں نے اسے پکڑ لیا جائے اس خیال سے اس کی روانگی کے بعد یہ لوگ اس کے تعاقب میں چلے اور چند میل پر اسے آ لیا۔ مروان نے جب ان کے گھوڑوں کے غبار کو دیکھا اس نے اپنے موالیوں میں سے دو سرداروں کو جن میں ایک کا نام یزید اور دوسرے کا مخلد تھا ایک وادی میں دو جگہ کمین گاہ میں متعین کر دیا۔ جب اہل حمص کے عوام ان کمین گاہوں سے گذر آئے تو اب مروان اپنی جماعت کے ساتھ ان کے مقابلہ پر صف بستہ ہو گیا اور انہیں خدا کا واسطہ دیا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ' مگر انھوں نے بغیر لڑے بھڑے واپس جانے کے لیے آمادگی ظاہر نہ کی۔ غرض کہ جنگ شروع ہوئی اس کے بعد ہی وہ دونوں فوجیں جو کمین گاہوں میں متعین تھیں اہل حمص کے عقب سے نمودار ہوئیں مروان نے انہیں شکست دی اس کے رسالے نے اہل حمص کے بہت سے آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا اور شہر حمص کے قریب تک ان کا تعاقب کیا۔

عبداللہ بن علی کا دمشق پر قبضہ:

وہاں سے چل کر مروان دمشق آیا۔ ولید بن معاویہ بن مروان اس کا داماد دمشق کا والی تھا مروان کی بیٹی ام الولید اس کے نکاح میں تھی مروان نے دمشق کو بھی خیر باد کہا اور وہ اپنے داماد کو وہاں چھوڑ گیا' عبداللہ بن علی نے دمشق پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا چند روز کے محاصرہ کے بعد بزور شمشیر دمشق فتح ہوا عبداللہ بن علی قتل عام کرتا ہوا شہر میں داخل ہوا۔ مقتولین میں ولید بن معاویہ بھی تھا عبداللہ بن علی نے دمشق کی فصیل منہدم کر دی۔

مروان کی روانگی فلسطین:

مروان اردن پہنچا۔ ثعلبہ بن سلامۃ العاملی جو مروان کی طرف سے اردن کا عامل تھا وہ اردن چھوڑ کر مروان کے ساتھ ہو لیا اور اب اردن پر کوئی عامل نہ رہا' عبداللہ بن علی نے اردن آ کر کسی کو اس کا والی بنایا۔ مروان فلسطین آیا۔ رماعس بن عبدالعزیز اس کی طرف سے وہاں کا والی تھا یہ بھی اپنا علاقہ چھوڑ کر اس کے ہمراہ ہو گیا مروان فلسطین سے مصر پہنچا یہاں سے بھی نکل کر مصر کی ایک منزل بوصیر نام آیا یہاں عامر بن اسمٰعیل اور شعبہ نے جن کے ساتھ موصل کا رسالہ تھا اس پر شب خون مارا اور اسی مقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ اسی رات ملک حبشہ کی طرف بھاگ گئے مگر وہاں بھی انھیں امان نہ ملی حبشیوں نے ان کا مقابلہ کیا عبداللہ کو تو قتل کر دیا اور عبیداللہ نے اپنے معدودے چند ساتھیوں کو لے کر جن میں بکر بن معاویہ الباہلی بھی تھا بھاگ کر اپنی جان

بچائی یہ مہدی کی خلافت تک بچا رہا پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان بن محمد کی فوج کی تعداد:

مروان کی فوج کی تعداد کے متعلق ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب مروان کا مقابلہ عبداللہ بن علی سے ہوا اس وقت خود مروان کے زیر قیادت ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اس کے علاوہ اس کے بیٹے عبداللہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی۔ اس جنگ میں عبداللہ بن علی کے زیر قیادت جو فوج تھی اس کی تعداد کے متعلق بھی ارباب سیر کا اختلاف ہے۔

ابوموسیٰ بن مصعب کا بیان:

ابوموسیٰ بن مصعب مروان کے کاتب سے یہ روایت ہے مروان کی شکست کے بعد عبداللہ بن علی شام پر قابض ہو گیا۔ میں نے اس سے امان مانگی اس نے مجھے امان دے دی' ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور عبداللہ بن علی تکیے کے سہارے بیٹھا تھا لوگوں نے مروان اور اس کی شکست کا ذکر شروع کیا۔ عبداللہ بن علی نے مجھ سے پوچھا کیا تم جنگ میں موجود تھے میں نے کہا جی ہاں! اس نے کہا تو پھر اس کا سارا واقعہ مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا کہ جس روز مروان کو شکست ہوئی اسی دن اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں دشمن کی فوج کا شمار کروں' میں نے کہا کہ میں صاحب قلم ہوں فوجی آدمی نہیں ہوں اس کے بعد خود مروان نے اپنے داہنے اور بائیں نظر دوڑائی اور مجھ سے کہنے لگا کہ دشمن کی تعداد بارہ ہزار ہے یہ سن کر عبداللہ بن علی گاؤ تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اللہ اس کا برا کرے اس کا اندازہ کس قدر صحیح تھا بخدا! اس دن خود ہمارے دفتر میں بارہ ہزار سپاہ سے زیادہ درج نہ تھی۔

(پہلے سلسلہ بیان کے مطابق)

مروان کا دریائے ابوفطرس پر قیام:

زاب پر شکست کھا کر مروان موصل آیا ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی موصل کے عامل تھے۔ مروان کی فوج نے اپنے دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لیے پل توڑ دیا شامیوں نے ان کو للکارا کہ یہ ضرور مروان ہے انھوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو بھلا امیر المومنین بھاگتے ہیں۔ مروان بلد کی طرف چل دیا اور دجلہ کو عبور کر کے حران آیا پھر دمشق آیا ولید بن معاویہ کو دمشق پر چھوڑ آیا اور اس سے کہا کہ جب تک اہل شام جمع ہوں تم دشمن سے لڑتے رہنا۔ دمشق سے مروان فلسطین آیا اور دریائے ابوفطرس پر فروکش ہوا حکم بن ضبعان الجذامی نے سارے فلسطین پر قبضہ کر لیا تھا مروان نے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع الجذامی سے روپیہ طلب کیا۔ عبداللہ بن یزید نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ سرکاری خزانہ حکم کے قبضہ میں تھا۔

عبداللہ بن علی کی پیش قدمی و فتوحات:

ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو مروان کے تعاقب کا حکم دیا۔ عبداللہ موصل آیا۔ ہشام بن عمرو التغلبی اور بشر بن خزیمہ نے اس کا استقبال کیا اس کے آنے سے پہلے ہی انھوں نے اہل موصل کے ساتھ علم سیاہ بلند کر دیا تھا اب انھوں نے شہر کو عبداللہ بن علی کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ حران روانہ ہو گیا اس نے محمد بن صول کو موصل کا والی مقرر کیا اس نے اس مکان کو جس میں امام ابراہیم بن محمد قید تھے' منہدم کر دیا۔ عبداللہ بن علی حران سے منبج آیا اہل منبج نے بھی علم سیاہ اختیار کر لیا تھا۔ عبداللہ بن علی نے منبج میں قیام کیا اور ابوحمید المروروزی کو اس کا عامل مقرر کیا' یہاں اہل قنسرین نے ابوامیۃ التغلبی کے ذریعہ بنی عباس سے اپنی اطاعت کا پیام بھیجا نیز یہاں

عبدالصمد بن علی بھی اس سے آ ملا' جسے ابوالعباس نے چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مدد کے لیے بھیجا تھا عبدالصمد کے آنے کے بعد عبداللہ بن علی دو روز تک منبج میں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد وہ قنسرین آیا اس کے باشندوں نے پہلے ہی علم سیاہ بلند کر دیا تھا وہاں دو روز قیام کر کے حمص آیا یہاں چند روز مقیم رہا۔ اہل حمص نے اس کی بیعت کر لی' حمص سے بعلبک آیا یہاں دو روز ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر عین الجر آیا یہاں بھی دو دن ٹھہرا وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کے تابع دیہات میں مزہ نام ایک گاؤں میں آ کر فروکش ہو گیا۔

ولید بن معاویہ کا قتل:

یہاں صالح بن علی اس کی مدد کے لیے آ گیا' اور اب یہ آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مرج عذرا میں قیام پذیر ہوا اس کے ساتھ بسام بن ابراہیم خفاف' شعبہ اور ہیثم بن بسام تھے۔ یہاں سے بڑھ کر خود عبداللہ بن علی دمشق کے شرقی دروازے کے مقابل فروکش ہوا۔ صالح بن علی باب الجابیہ کے سامنے' ابوعون باب کیسان کے روبرو' بسام باب الصغیر پر' حمید بن قحطبہ باب توما پر' عبدالصمد' یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر فروکش ہوئے' ولید بن معاویہ دمشق میں تھا۔ مذکور الصدر سرداروں نے اہل دمشق اور بلقاء کا محاصرہ کر لیا محاصرہ کے دوران میں خود شہر کے اندر فرقے واری نزاع پیدا ہو گئی' نوبت کشت و خون تک پہنچی آپس ہی میں جدال وقتال شروع ہو گیا اور اہل دمشق ہی نے ولید کو قتل کر کے ۱۰/ رمضان ۱۳۲ھ بروز چہار شنبہ دشمنوں کے لیے شہر کے دروازے کھول دیئے' باب شرقی کی جانب سے سب سے پہلے عبداللہ الطائی شہر کی فصیل پر چڑھا اور باب الصغیر کی سمت سے بسام بن ابراہیم سب سے پہلے شہر کی فصیل پر چڑھا تھا یہ تین گھنٹے تک فصیل پر اہل دمشق سے لڑتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی روانگی فلسطین:

عبداللہ بن علی پندرہ دن دمشق میں مقیم رہا۔ یہاں سے فلسطین روانہ ہوا نہر الکوہ پر فروکش ہوا۔ یہاں سے اس نے یحییٰ بن جعفر الہاشمی کو مدینہ بھیجا اور خود اردن آیا اہل اردن نے بھی سیاہ علم اختیار کر لیا تھا یہاں سے روانہ ہو کر بیسان پر منزل کی پھر مرج الروم ہوتا ہوا نہر ابوفطرس پر فروکش ہوا۔ مروان یہاں سے بھی بھاگ گیا تھا' عبداللہ بن علی فلسطین میں ٹھہر گیا۔ یہاں اسے ابوالعباس کا خط ملا۔ جس میں اسے ہدایت کی گئی تھی کہ وہ صالح بن علی کو مروان کے تعاقب میں روانہ کر دے۔

صالح بن علی کا مروان کا تعاقب:

ذی قعدہ ۱۳۲ھ میں صالح بن علی نہر ابوفطرس سے روانہ ہوا' ابن فتان' عامر بن اسمٰعیل اور ابوعون اس کے ساتھ تھے اس نے ابوعون اور عامر بن اسمٰعیل الحارثی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا اور خود بھی وہاں سے چل کر رملہ آیا رملہ سے روانہ ہو کر سب ساحل بحر پر فروکش ہوئے اب صالح بن علی نے مروان پر قابو پانے کے لیے جو اس وقت فرما میں تھا کشتیاں جمع کیں اور انھیں بحری سفر کے لیے ساز و سامان سے درست کر کے روانہ ہوا مروان خشکی پر سمندر کے کنارے کنارے سفر کر رہا تھا اور اس کے سامنے دشمن کی کشتیاں چل رہی تھیں اسی طرح یہ عریش پہنچا۔ مروان کو صالح کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے گرد کی تمام فصل اور چارہ کو جلا دیا اور بھاگ گیا صالح سمندر کے ذریعہ دریائے نیل پر لنگر انداز ہوا اور آگے چل کر مصر صعید پہنچا صالح کو معلوم ہوا کہ مروان کے کچھ سوار ساحل پر چارے کو جلا رہے ہیں اس نے اپنے کچھ رسالداران کے مقابلے کے لیے بھیجے جو چند آدمیوں کو گرفتار کر کے صالح کے پاس

لے آئے صالح اس وقت فسطاط میں تھا۔ مروان نے نیل عبور کر کے پل توڑ دیا اور اپنے گرد آگ لگاتا چلا گیا۔

صالح کا مروان کے رسالہ پر حملہ:

صالح بھی اس کے تعاقب میں جھپٹا یہاں تک کہ دریائے نیل پر مروان کے رسالہ سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی' جنگ ہوئی' صالح نے اسے شکست دے کر بھگا دیا۔ یہاں سے بڑھ کر ایک خلیج پر پہنچ وہاں بھی مروان کے رسالہ تک یہ پہنچ گئے اور اس کے ایک حصے کو انھوں نے تہ تیغ کر دیا اور پوری جماعت کو شکست دی۔ اس کے بعد یہ ایک دوسری خلیج پر پہنچے اور وہاں سے انھوں نے بھی نیل کو عبور کیا جب عبور کر چکے تو ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا یہ لوگ سمجھے کہ یہ مروان ہے صالح نے ایک طلیعہ فضل بن فیمار اور مالک بن قادم کی قیادت میں خبر گیری کے لیے روانہ کیا مگر انھیں وہاں کوئی ایسا نظر نہ آیا جسے یہ برا سمجھتے ہوں یہ دونوں سردار صالح کے پاس واپس آ گئے۔

صالح بن علی کا ذات الساحل میں قیام:

صالح وہاں سے آگے بڑھ کر ایک گاؤں میں فروکش ہوا جس کا نام ذات الساحل تھا یہاں سے ابوعون نے عامر بن اسمٰعیل الحارثی کو مع شعبہ بن کثیر المازنی کے اپنے آگے روانہ کیا انھوں نے مروان کے رسالہ کو جا لیا اس کو شکست دی اس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لیے جن میں سے بعض کو انھوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ چھوڑ دیا اور ان سے مروان کا پتہ پوچھا ان لوگوں نے امان کی شرط پر اس کا مقام بتا دیا۔ یہ دونوں سردار اس پتہ پر روانہ ہوئے اور اسے بوصیر نام گاؤں میں ایک گرجا میں فروکش پایا۔ رات کے آخر حصے میں یہ وہاں جا پہنچے فوج تو بھاگ گئی مگر مروان چند آدمیوں کے ساتھ مقابلے پر نکل آیا۔ انھوں نے چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور قتل کر دیا۔

معرکہ بوصیر:

عامر بن اسمٰعیل بیان کرتا ہے کہ بوصیر میں ہمارا مروان سے مقابلہ ہوا۔ ہمارے ساتھ مختصر سی جماعت تھی' مروان نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہم ایک نخلستان کی طرف پسپا ہو گئے' اگر ان کو ہماری قلت تعداد کا علم ہو جاتا تو وہ ہمیں ہلاک کر دیتے اس خطرے کو محسوس کر کے میں نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ اگر اسی حالت میں صبح ہوگئی اور اس وقت دشمن کو ہماری تعداد کی کمی معلوم ہو جائے گی تو ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے گا۔ نیز اس وقت مجھے بکیر بن ہامان کا قول یاد آیا کہ اس نے کہا تھا کہ ایک دن تم کو ضرور مروان سے لڑنا پڑے گا اور اس وقت تم کہو گے ''دہیدیا جوانکثان'' اس کے بعد میں نے اپنی تلوار کا نیام توڑ دیا میرے ساتھیوں نے بھی اپنے نیام توڑ دیئے اور اب میں نے کہا ''دہیدیا جوانکثان'' اس فقرے کے ادا کرتے ہی یہ معلوم ہوا کہ گویا ان پر آگ برسا دی گئی دشمن نے شکست کھائی ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔

مروان بن محمد کا قتل:

عامر بن اسمٰعیل صالح بن علی کے پاس آیا صالح نے امیر المومنین ابوالعباس کو لکھا ہم نے دشمن خدا جعدی کا تعاقب کیا اور اسے اس کے شبیہ دشمن خدا فرعون کے ملک میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کیا اور پھر اسی ملک میں میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابوطالب الانصاری بیان کرتا ہے کہ بصرہ کے رہنے والے مغود نام ایک شخص نے مروان پر نیزہ کا وار کیا یہ مروان کو پہچانتا نہ

تھا وار کھا کر مروان گرا کسی نے چلا کر کہا کہ امیر المومنین مارے گئے۔ یہ سنتے ہی کئی شخص تلوار لے کر اس پر جھپٹے اور کوفہ کے ایک انار فروش نے لپک کر اس کا سر کاٹ لیا۔ عامر بن اسمٰعیل نے اس سر کو ابوعون کے پاس بھیج دیا ابوعون نے اسے صالح بن علی کو بھیج دیا صالح نے اسے اپنے افسر شرطہ یزید بن ہانی کے ہاتھ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۲ھ بروز یک شنبہ ابوالعباس کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد صالح فسطاط پلٹ آیا۔

بکیر بن ماہان کی پیشین گوئی:

بکر بن وائل کا ایک معمر شخص راوی ہے کہ میں بکیر بن ماہان کے ہمراہ دیر قنی میں مقیم تھا ہم اس وقت باتیں کر رہے تھے کہ ایک نوجوان دو چھاگلیں لیے ہوئے سامنے سے گذرا' یہ دجلے گیا اور پانی بھر کر پلٹا' بکیر نے اسے اپنے پاس بلایا اور نام پوچھا اس نے کہا عامر' بکیر نے کہا کس کے بیٹے ہو اس نے کہا اسمٰعیل کا بیٹا ہوں جو بلحارث کے خاندان سے ہے بکیر نے کہا میں بھی بلحارث کی اولاد میں ہوں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم بنی مسلیہ سے تعلق رکھتے ہو عامر نے کہا جی ہاں! میں ان سے تعلق رکھتا ہوں۔ بکیر نے کہا بخدا! تم مروان کو قتل کرو گے اور تم اس وقت یہ جملہ کہو گے: ''یا جوانکشان دہید'' [1]

مروان بن محمد کی عمر و مدتِ حکومت:

کوفے میں یہ بات مشہور تھی کہ مروان کے قاتل مسلیہ ہیں' قتل کے دن باسٹھ سال اس کی عمر تھی۔ دوسرے راوی انہتر سال کہتے ہیں' بعض نے اٹھاون سال بیان کی ہے' ۲۷/ ذی الحجہ اتوار کے دن قتل کیا گیا' بیعت سے قتل تک اس کی کل مدتِ خلافت پانچ سال دس ماہ سولہ دن ہے ابوعبدالملک کنیت تھی ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق اس کی ماں ایک کرد لونڈی تھی۔

علی بن مجاہد کا بیان:

علی بن مجاہد اور ابوسنان الجہنی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور تھی کہ مروان کی ماں ابراہیم الاشتر کے پاس تھی' اس کے قتل کے دن یہ محمد بن مروان کے ہاتھ لگی۔ یہ اس وقت ہی حاملہ تھی مروان محمد بن مروان کے بستر پر پیدا ہوا جب ابوالعباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا عبداللہ بن عیاش المنتوف ابوالعباس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے جزیرے کے گدھے اور ایک کثیف میلی عورت کے بیٹے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے ابن عم اور عبدالمطلب کے پوتے کو ہمارا خلیفہ بنایا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن علی نے نہر ابوفطرس پر بنی امیہ کے بہتر افراد کو قتل کر دیا۔

اسی سنہ میں قنسرین میں ابوالورد نے ابوالعباس سے بغاوت کی' سفید علم استادہ کیا دوسرے لوگوں نے بھی اس کی تقلید کی۔

ابوالورد کی بغاوت:

ابوالورد جس کا اصلی نام مجزاۃ بن الکوثر بن زفر بن الحارث الکلابی ہے مروان کے معتمد علیہ بہادر سپہ سالاروں میں تھا مروان کی شکست کے وقت یہ قنسرین میں تھا جب عبداللہ بن علی یہاں آیا ابوالورد نے اس کی بیعت کر لی' اور اپنی جمعیت کے ساتھ اس کے

---

[1] میں نے اس جملہ کو بعینہ نقل کر دیا ہے یہ فارسی زبان کا معلوم ہوتا ہے کوشش کے بعد بھی میں اس کا ترجمہ کرنے سے قاصر رہا اور اس کے معنی نہیں سمجھ سکا۔ غور کرنے سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سحر یا بھان متی سے تعلق رکھتا ہے۔ مترجم

ساتھ ہو گیا۔ مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد بالس اور ناعورہ میں اس کی پڑوسی تھی عبداللہ بن علی کا ایک فوجی سردار جو ہزار مردوں میں سے تھا ڈیڑھ سو فوج کے ساتھ بالس آیا اس نے مسلمہ بن عبدالملک کی اولاد اور ان کی عورتوں کی توہین و تحقیر کی' ان میں سے کسی نے اس کی شکایت ابوالورد سے کی اس کے سنتے ہی یہ اپنے مرزعہ زراعہ بنی زفر سے جس کا نام خساف تھا اپنے چند خاندان والوں کو لے کر نکلا اور عبداللہ بن علی کے مذکور الصدر سردار پر چڑھ دوڑا جو اس وقت حصن مسلمہ میں فروکش تھا ابوالورد نے اس پر حملہ کر دیا دونوں میں جنگ ہوئی ابوالورد نے اسے مع اس کے تمام ساتھیوں کے اس جنگ میں ہلاک کر دیا اور سفید علم نصب کر کے عبداللہ بن علی سے اپنی برأت کا اعلان کر دیا اس نے اہل قنسرین کو بھی اس کی دعوت دی وہ سب کے سب اس کے ساتھ شریک ہو گئے۔

عبداللہ بن علی اور حبیب بن مرہ کی صلح:

ابوالعباس اس وقت حیرہ میں تھے اور عبداللہ بن علی اس وقت حبیب بن مرۃ المری سے جنگ کرنے میں الجھا ہوا تھا۔ سرزمین بلقا بثنیہ اور حوران میں ان کے مقابلے ہوئے عبداللہ بن علی اپنی کثیر جماعتوں کے ساتھ اس سے سرگرم پیکار ہوا دونوں میں کئی لڑائیاں ہوئیں' یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا' چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی خطرے میں نظر آتی تھی اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا بنی قیس اور دوسرے ان لوگوں نے جو ان پرگنات بثنیہ اور حوران میں آباد تھے اس کی بیعت کر لی جب عبداللہ بن علی کو اہل قنسرین کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اس نے حبیب بن مرہ کو صلح کی دعوت دی' حبیب نے عبداللہ سے صلح کر لی اور عبداللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وعدہ امان دیا اور اب خود ابوالورد کے مقابلہ کے لیے قنسرین روانہ ہوا' دمشق سے گذرا یہاں اس نے ابو غانم عبدالحمید بن الربعی الطائی کو اپنی فوج میں سے چار ہزار فوج دے کر متعین کر دیا۔ اس وقت دمشق میں عبداللہ بن علی کی ایک بیوی ام البنین بنت محمد بن عبدالمطلب النوفلیہ جو عمرو بن محمد کی بہن تھی دوسری امہات ولد اور اس کا سامان موجود تھا۔

اہل دمشق کی بغاوت:

جب قنسرین جانے کے ارادے سے عبداللہ حمص پہنچا تو اہل دمشق نے بغاوت برپا کر دی اور عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سرقۃ الازدی کی قیادت میں جھنڈا بلند کر دیا۔ ابو غانم اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابل آیا مگر ان باغیوں نے اسے بری طرح شکست دی اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے اور اس مال و متاع کو جو عبداللہ بن علی وہاں چھوڑ آیا تھا لوٹ لیا مگر اس کے اہل و عیال سے کوئی تعارض نہیں کیا' اب دمشق والوں نے علانیہ طور پر اپنی بغاوت کا اظہار کر دیا مگر عبداللہ بن علی سیدھا ابوالورد کے مقابلہ پر چلا گیا۔

معرکہ مرج الاخرم:

ابوالورد کی حالت یہ تھی کہ اہل قنسرین کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تھی۔ نیز انھوں نے اپنے قریبی علاقہ حمص و تدمر والوں سے بھی ساز باز کر لی تھی۔ چنانچہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قیادت میں ابوالورد سے آملے ابو محمد کو انھوں نے اپنا سرخیل مقرر کیا تھا اس کی خلافت کے لئے دعوت دی اور کہا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ آتا ہے ان کی تعداد تقریباً چالیس ہزار تھی' عبداللہ بن علی اس فوج کے سامنے آیا' اس وقت ابو محمد اپنی پوری فوج کے ساتھ مرج الاخرم میں فروکش تھا مگر تمام فوجی اور جنگی انتظام ابوالورد کے سپرد تھا جو گویا سپہ سالار تھا' عبداللہ نے اپنے بھائی عبدالصمد بن علی کو اپنے دس

ہزار سواروں کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا' ابوالورد نے اس فوج پر حملہ کیا اور دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں لڑائی شروع ہوئی' نہایت خونریز جنگ ہوئی۔ ابوالورد کی فوج ثابت قدمی سے لڑتی رہی عبدالصمد نے شکست کھائی اس کی فوج کے ہزار ہا آدمی اس روز کام آچکے تھے' اس کے بعد اب خود عبداللہ اسی مقام معرکہ میں آیا جہاں عبدالصمد نا کام رہا تھا' عبداللہ کے ساتھ حمید بن قحطبہ اور دوسرے اس کے ساتھی سردار بھی اس وقت موجود تھے اب اسی گھاٹی مرج الاخرم میں دوبارہ ان دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی' نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا عبداللہ کی فوج کا ایک حصہ پہلے تو پسپا ہو گیا تھا مگر پھر پلٹ کر مقابلہ پر آ گیا۔ عبداللہ اور حمید بن قحطبہ دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور اسے مار بھگایا۔ مگر ابوالورد اپنے اعزا اور ہم قوم تقریباً پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آخر دم تک میدان میں دشمن کے مقابلہ پر جمارہا۔ یہاں تک کہ یہ سب کے سب مارے گئے۔

اہل قنسرین کی اطاعت:

ابومحمد اپنے کلبی پیروؤں کے ساتھ وہاں سے بھاگا اور تدمر پہنچا' عبداللہ بن علی نے اہل قنسرین کو امان دے دی۔ انہوں نے پھر علم سیاہ اختیار کر لیا اور اس کی بیعت کر کے اس کی اطاعت وفرماں برداری کا اقرار کر لیا اس قضیئے سے فارغ ہو کر اب عبداللہ بن علی دمشق کی بغاوت فرو کرنے دمشق کی طرف پلٹا کیونکہ اسے ان کی علانیہ بغاوت اور ابوغانم کو مار بھگا دینے کا حال معلوم ہو چکا تھا' اس کے دمشق کے قریب پہنچنے کے ساتھ سب لوگ بھاگ گئے اور بغیر لڑے بھڑے خود بخود متفرق ومنتشر ہو گئے عبداللہ نے ان سب کو امان دے دی اور باوجود ان کے عذر کے انہیں کوئی سزا نہ دی۔

ابومحمد کا خاتمہ:

اس شکست کے بعد جو مرج الاخرم میں اسے نصیب ہوئی تھی ابومحمد ہمیشہ نقل مکان کر کے چھپتا پھرتا تھا اسی حالت میں حجاز پہنچا' زیاد بن عبیداللہ الحارثی ابوجعفر کے عامل کو اس مکان کا پتہ چل گیا جہاں وہ چھپا ہوا تھا اس نے اس کے لئے اپنا رسالہ بھیجا اس رسالے نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ بھی لڑا اور مارا گیا' اس کے دو بیٹے قید کر لئے گئے۔ زیاد نے اس کے سر کو مع اس کے دو بیٹوں کے امیر المومنین ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے انہیں رہا کر دیا اور معافی دے دی۔

ابوالورد اور عبدالصمد کی جنگ:

مذکورہ بالا بیان کے علاوہ ان واقعات کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ قنسرین میں ابوالورد نے خلیفہ مسلمہ سے انحراف کیا' ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو جو اس وقت فطرس میں تھا ابوالورد سے لڑنے کا حکم دیا عبداللہ بن علی نے عبدالصمد کو سات ہزار فوج دے کر قنسرین روانہ کیا اس کے محافظ دستہ کا سردار مخارق بن غفار تھا اور کلثوم بن شبیب اس کی شرطہ کا افسر تھا اس کے بعد پھر عبداللہ بن علی نے ذویب بن الاشعث کو پانچ ہزار فوج دے کر اس کی امداد کے لیے بھیجا نیز اسی طرح وہ اور دستے بھی بھیجتا رہا اب عبدالصمد نے ابوالورد سے لڑائی شروع کی جس کے پاس کثیر فوج تھی۔ عبدالصمد کی فوج نے شکست کھائی مجبوراً یہ بھی پسپا ہوا اور اس سب شکست خوردہ فوج کے ساتھ حمص آ گیا' عبداللہ بن علی نے عباس بن یزید بن زیاد' مروان الجرجانی اور ابومتوکل الجرجانی کو اپنی اپنی جمعیتوں کے ساتھ حمص روانہ کیا خود عبداللہ بن علی اپنے مقام سے چل کر حمص سے چار میل کے فاصلہ پر آ کر فروکش ہوا' عبدالصمد اس وقت حمص میں تھا اور عبداللہ بن علی نے حمید بن قحطبہ کو خط لکھا کہ اردن نے اپنے پاس بلا لیا۔

ابوالورد کا قتل:

اہل قنسرین نے ابومحمد السفیانی زیاد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی ابوالورد سپہ سالار کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا' بیعت کے بعد چالیس دن ابومحمد وہاں مقیم رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے جس کے ہمراہ عبدالصمد اور حمید بن قحطبہ بھی تھے اس پر حملہ کیا اور اب نہایت شدید معرکہ جدال وقتال گرم ہوا دونوں فریقوں نے خوب ہی دادِ مردانگی دی آخرکار ابومحمد کی فوج نے اپنے دشمن کو ایک تنگ درے میں دھکیل دیا اور اب اس فوج کے سپاہی مقابلے سے کھسکنے لگے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حمید بن قحطبہ نے عبداللہ سے کہا کہ اب ہم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں ہمارے دشمن کی تعداد برابر بڑھ رہی ہے اور ہماری گھٹتی جاتی ہے آپ خود حملہ کیجیے' چنانچہ منگل کے دن جو ۱۳۳ھ کے ماہ ذی الحجہ کا آخری دن تھا دونوں حریفوں میں پھر نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ابومحمد کے میمنہ پر ابوالورد اور میسرہ پر اصبغ بن ذوالتہ تھا' ابوالورد زخمی ہو کر گرا اور اٹھا کر اپنے مقام پر لایا گیا مگر وہ جاں بر نہ ہو سکا اس کی فوج کی ایک جماعت نے مجبوراً ایک جھاڑی میں پناہ لی مگر حریف نے اس میں آگ لگا دی اسی اثنا میں اہل حمص نے بنی عباس سے نقض بیعت کی اور ان کا ارادہ تھا کہ ابومحمد کو وہ اپنا خلیفہ بنائیں گے مگر جب انہیں اس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو وہ خاموش رہ گئے۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت:

اسی سنہ میں حبیب بن مرۃ المری نے اور اس کے ساتھی شامیوں نے نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا۔

علی اپنے بزرگوں کے سلسلے سے بیان کرتا ہے کہ حبیب بن مرۃ المری اور اہل بثنیہ اور حوران نے اس وقت سفید جھنڈا بلند کیا جب عبداللہ بن علی ابوالورد کے مقابلہ پر جس میں ابوالورد مارا گیا' فروکش تھا۔

مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے ہی حبیب نے بغاوت کر دی تھی اور جب ابوالورد نے سفید علم نصب کیا اس وقت عبداللہ بن علی حبیب بن مرۃ المری سے بلقاء بثنیہ اور حوران کے علاقوں میں نبرد آزما ہو چکا تھا اور ان میں کئی لڑائیاں ہو چکی تھیں یہ حبیب مروان کے بہادر سرداروں میں تھا' چونکہ اسے اپنی اور اپنی قوم کی زندگی معرضِ خطر میں نظر آئی اس نے بغاوت برپا کر دی بنی قیس اور ان پرگنوں بثنیہ اور حوران کے دوسرے باشندوں نے اس کی بیعت کر لی' جب عبداللہ کو اہل قنسرین کی بغاوت کا علم ہوا اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر کے اسے اور ان کے تمام ساتھیوں کو معافی دے دی اور خود ابوالورد کے مقابلہ کے لیے قنسرین روانہ ہو گیا۔

اہل جزیرہ کی بغاوت:

جب اہل جزیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوالورد اور اہل قنسرین نے بغاوت برپا کر دی ہے انھوں نے بھی نقض بیعت کر کے سفید علم نصب کیا اور حران آئے۔ حران میں اس وقت موسیٰ بن کعب تین ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موجود تھا یہ باغی جماعت سارے شہر میں پھیل گئی اور انھوں نے موسیٰ بن کعب اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا مگر یہ بے سری فوج تھی جس کا کوئی قائد نہ تھا' اسی زمانے میں مروان کی شکست کی خبر سن کر اسحٰق بن مسلم آرمینیا سے جزیرے آیا تھا اس باغی جماعت نے اسی کو اپنا سردار بنایا اور تقریباً دو ماہ تک موسیٰ بن کعب کو محصور رکھا اس خبر کے معلوم ہوتے ہی ابوالعباس نے ابوجعفر کو اپنی ان فوجوں میں سے جن کے ذریعے اس نے واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کچھ فوج دے کر حران روانہ کیا' حران جاتے ہوئے یہ قرقیسیا سے گذرا' اس مقام کے

باشندوں نے بھی اطاعت سے انحراف کر کے بغاوت کر دی تھی' اور بنی عباس کے لیے اس نے شہر کے دروازے مسدود کر دیئے تھے۔

بکار بن مسلم کی مخالفت:

اس رنگ کو دیکھ کر ابوجعفر بغیر وہاں قیام کیے رقہ آیا' رقہ میں بھی بغاوت ہو چکی تھی اور وہاں بکار بن مسلم بنی عباس کی مخالفت کے لیے کمر بستہ تھا' ابوجعفر سیدھا حران چلا گیا اور اسحٰق بن مسلم رہاء چلا آیا یہ ۱۳۳ھ کا واقعہ ہے' موسیٰ بن کعب اپنی فوج لے کر حران سے نکل کر ابوجعفر سے ملا۔ اور بکار اپنے بھائی اسحٰق بن مسلم کے پاس چلا گیا جس نے پھر اسے بنی ربیعہ کی اس جماعت کی طرف بھیجا جو دارا اور ماردین میں تھی' اس وقت ربیعہ کا سردار ایک خارجی بریکہ نام تھا ابوجعفر نے بھی اس کا رخ کیا اور مقام دارا میں ابوجعفر کا اس جماعت سے مقابلہ ہوا' نہایت خونریز لڑائی ہوئی جس میں دونوں حریفوں نے پوری دادِ مردانگی دی بریکہ جنگ میں مارا گیا اور بکار پھر اپنے بھائی اسحٰق کے پاس رہاء چلا آیا' اسحٰق نے بکار کو رہاء پر اپنا قائم مقام مقرر کیا اور خود اپنی بڑی فوج کے ساتھ سمیاط آ کر فروکش ہوا اور یہاں اس نے اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنالی۔

ابوجعفر کی بکار پر فوج کشی:

دوسری طرف سے ابوجعفر اپنی فوج فوجوں کے ساتھ بڑھا۔ رہاء میں بکار نے اس کا مقابلہ کیا اور دونوں میں کئی جھڑپیں ہوئیں' ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو لکھا کہ تم اپنی فوج لے کر سمیساط میں اسحٰق کا مقابلہ کرو' یہ شام سے جزیرے آیا اور پھر سمیاط میں اسحٰق کے مقابل فروکش ہوا اسحٰق کے پاس ساٹھ ہزار آدمی تھے جو سب کے سب جزیرے کے باشندے تھے ان دونوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا اب ابوجعفر بھی رہاء سے یہاں آیا۔

بکار بن مسلم کی اطاعت:

اسحٰق نے صلح کے لیے خط و کتابت شروع کی اور امان طلب کی۔ ابوجعفر وغیرہ نے اسے منظور کیا اور ابوالعباس کو اس کے متعلق عرضداشت لکھی۔ ابوالعباس نے حکم دیا کہ اسحٰق اور اس کے تمام ساتھیوں کو امان دی جائے چنانچہ جب عہد نامہ باقاعدہ طور پر مکمل ہو گیا تو اب اسحٰق ابوجعفر سے ملنے آیا اور دونوں میں پوری طرح صلح ہو گئی' اس وقت اس کے ہمراہ اس کے تمام معززار بابِ حل و عقد اور دوست موجود تھے اس واقعہ کے بعد اب اہل جزیرہ اور اہل شام نے پوری طرح اطاعت قبول کر لی اور وفادار بھی رہے' ابوالعباس نے ابوجعفر کو جزیرہ آرمینیا اور آذربائیجان کا صوبہ دار مقرر کر دیا یہ اپنے خلیفہ ہونے تک اسی عہدہ پر برقرار رہا۔

اسحٰق بن مسلم العقیلی کی اطاعت:

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اسحٰق بن مسلم العقیلی سات ماہ تک سمیساط میں ابوجعفر کے محاصرہ میں رہا۔ یہ کہتا تھا کہ میں کیا کروں میرے گردن پر ایک بیعت کا بوجھ ہے جب تک مجھے اس شخص کی موت یا ہلاکت کا حال معلوم نہ ہو جائے جس کی بیعت میں نے کی ہے' میں اس سے کسی طرح انحراف نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا۔ ابوجعفر نے کہلا کر بھیجا کہ مروان قتل کر دیا گیا اسحٰق نے جواب دیا پہلے میں اس کی تصدیق کر لوں پھر دیکھا جائے گا اس کے بعد پھر خود اس نے صلح کی درخواست کی اور کہا کہ اب مجھے مروان کے قتل کی صحیح خبر معلوم ہو گئی ہے ابوجعفر نے اسے امان دی اسحٰق اس کے ساتھ ہو گیا' ابوجعفر اس کی بڑی وقعت و عظمت کرتا تھا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن علی نے اسحٰق کو امان دی تھی۔

ابوسلمہ بن سلیمان:

اسی سنہ میں ابوجعفر ابومسلم سے ملنے خراسان روانہ ہوا تا کہ ابوسلمہ حفص بن سلیمان کے قتل کر دینے میں اس کی رائے معلوم کرے۔

ہم اس طرز عمل کو بیان کر آئے ہیں جو ابوسلمہ نے ابوالعباس کے ساتھ ان کے کوفہ آنے کے بعد اختیار کیا تھا اور جس کی تہ میں بنی ہاشم کو برسراقتدار لانے کی آرزو مضمر تھی اس طرز عمل کی وجہ سے بنی عباس کو اس پر اعتماد باقی نہ رہا تھا اور وہ اس کی خرابی کے درپے تھے ابوجعفر بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین ابوالعباس کے خلیفہ ہو جانے کے بعد ایک رات ہم سب بیٹھے باتیں کر رہے تھے' اثنائے گفتگو میں ابوسلمہ کے اس طرز عمل کا ذکر آ گیا ہم میں سے ایک شخص نے کہا آپ لوگوں کو کیا علم ہے۔ ممکن ہے کہ وہ رویہ جو ابوسلمہ نے اختیار کیا تھا وہ ابومسلم کی رائے کی بنا پر ہو۔ اس پر ہم میں سے کوئی شخص نہ بولا۔ البتہ امیر المومنین ابوالعباس نے کہا کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ ابوسلمہ کا طرز عمل ابومسلم کے رائے کی بنا پر تھا تو ہم خطرے میں ہیں جسے اللہ ہی ہم سے دفع کر سکتا ہے' اس کے بعد ہم سب اٹھ آئے ابوالعباس نے مجھے بلا بھیجا اور میری رائے دریافت کی میں نے جواب دیا کہ رائے تو اصل میں آپ کی قابل وقعت و عمل ہے آپ اپنی رائے کا اظہار فرمائیں انھوں نے کہا ہم میں کسی شخص کو ابومسلم سے وہ خصوصیت حاصل نہیں ہے جو تم کو ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اصل حقیقت دریافت کرو وہ تم سے اس بات کو پوشیدہ نہیں رکھے گا۔ اگر یہ بات معلوم ہو کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کی رائے سے کیا ہے تو اس وقت ہم اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں گے اور اگر اس کے خلاف معلوم ہوا تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔

ابوجعفر کی روانگی خراسان:

میں ڈرتا ہوا خراسان روانہ ہوا جب رے پہنچا تو اس وقت حاکم رے کے پاس ابومسلم کا خط پہنچ چکا تھا اس میں مرقوم تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن محمد نے تمہارا رخ کیا ہے جب وہ رے آ جائیں تو قیام کی اجازت کے بغیر تم ان کو اسی وقت خراسان روانہ کر دینا۔ جب میں رے پہنچا تو حاکم رے میرے پاس آیا ابومسلم کے خط کی مجھے اطلاع دی اور اسی وقت کوچ کر جانے کا حکم دیا اس واقعہ سے میرا خوف اور بڑھ گیا میں رے سے بہت خائف اور ہراساں روانہ ہوا۔ جب نیشاپور آیا اس کے عامل نے اسی وقت ابومسلم کا خط لا کر مجھے دیا جس میں اسے حکم تھا کہ جب عبداللہ بن محمد نیشاپور پہنچیں تم ان کو فوراً خراسان روانہ کر دینا اور وہاں مت ٹھہرنے دینا کیونکہ تمہارے علاقہ میں جاری بستے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے لیے اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اس جملہ کو پڑھ کر میرے قلب کو اطمینان ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نیت ہماری ہی حکومت کا قیام ہے۔

ابوجعفر اور ابومسلم کی ملاقات:

میں نیشاپور سے بھی روانہ ہوا جب مرو دو فرسخ رہ گیا تو مسلم بہت سے لوگوں کے ساتھ میرے استقبال کو آیا میرے قریب آ کر وہ پیدل ہو گیا اور پاپیادہ آگے بڑھ کر اس نے میرے ہاتھ چومے میرے کہنے سے وہ پھر سواری پر سوار ہو کر میرے ہم رکاب ہوا اور مرو آ گیا۔ میں نے ایک مکان میں قیام کیا تین دن تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ پوچھی کہ میں خراسان کیوں آیا ہوں چوتھے دن اس نے میرے خراسان آنے کی وجہ دریافت کی میں نے اپنا مطلب بیان کیا اس نے کہا کہ ابوسلمہ نے جو کچھ کیا تھا وہ

اسی کا خیال تھا اور اب میں آپ کو اس سے بے فکر کر دیتا ہوں۔ اس نے مرار بن انس الضبی کو بلا کر حکم دیا کہ تم فوراً کوفہ جا کر ابوسلمہ کو جہاں پاؤ وہیں قتل کر دو اور اس معاملہ میں امام کی رائے نہ لینا۔ مرار کوفہ آیا اور ابوسلمہ رات کے وقت ابوالعباس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ مرار اس کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ قصر سے نکلتے ہی اسے قتل کر دیا۔ اور یہ خبر مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا۔

ابوجعفر کی ابومسلم کے متعلق سالم کو ہدایت:

سالم راوی ہے کہ میں رے سے خراسان تک ابوجعفر کے ساتھ ہو گیا تھا اور ان کی دربانی کرتا تھا جب ابومسلم ان سے ملنے کے لیے آتا تو ان کے قیام گاہ کے دروازے پر گھوڑے پر اتر جاتا اور دہلیز میں بیٹھ جاتا پھر مجھ سے کہتا کہ میرے لیے اندر جانے کی اجازت حاصل کر و اس پر ابوجعفر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہا کہ اب جب کبھی وہ آئیں تم فوراً ان کے لیے پھاٹک کھول دینا اور کہہ دینا کہ وہ اپنی سواری ہی پر مکان کے اندر چلے جائیں میں نے ابومسلم سے آ کر بیان کیا کہ ابوجعفر نے مجھے ایسا حکم دیا ہے ابومسلم کہنے لگا کہ ہاں میں جانتا ہوں مگر میرے لیے اندر آنے کی اجازت لے لیا کرو۔

ابوسلمہ کا قتل:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی نخیلہ کی فرودگاہ سے منتقل ہونے سے پیشتر ہی ابوالعباس نے ابوسلمہ سے بے رخی شروع کر دی تھی پھر جب وہ نخیلہ سے مدینہ ہاشمیہ آ کر سرکاری محل میں فروکش ہوئے اس وقت بھی وہ اس سے کبیدہ خاطر تھے اور اس کبیدگی سے خود ابوسلمہ بھی واقف تھا ابوالعباس نے اس کے معاملہ میں ابومسلم کو لکھا اور بتایا کہ اس نے انہیں دھوکہ دینا چاہا تھا اور اب بھی وہ اس سے ڈرتے ہیں ابومسلم نے امیر المومنین کو جواب دیا: ''اگر اس کی یہ حرکت آپ کو معلوم ہوئی تو آپ اسے قتل کر دیجیے''۔ مگر داؤد بن علی نے ابوالعباس کو اس کے قتل سے روکا اور کہا کہ ابومسلم اس کے قتل کو آپ کی مخالفت میں بطور دلیل کے پیش کرے گا' اس وقت اہل خراسان ہی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اور جو کچھ ابومسلم کا ان پر اثر ہے وہ بالکل عیاں ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ابومسلم ہی کو لکھیں کہ وہ خود کسی شخص کو بھیج کر اسے قتل کرا دے' چنانچہ ابوالعباس نے ایسا ہی کیا اور ابومسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کام کے لیے خراسان سے بھیج دیا۔ مرار مدینہ ہاشمیہ میں ابوالعباس سے آ کر ملا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا ابوالعباس نے منادی کر دی کہ اب میں ابوسلمہ سے خوش ہو گیا ہوں نیز اسے بلا کر خلعت بھی عطا کیا' اس کے بعد ایک رات کو ابوسلمہ ابوالعباس کے پاس آیا اور تمام رات بیٹھا باتیں کرتا رہا۔ جب آخر شب میں تنہا اور پیادہ اپنے گھر واپس جانے لگا اور قصر کی محرابوں میں سے گذرنے لگا تو مرار بن انس اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے اسے روکا اور قتل کر دیا شہر کے تمام دروازے فوراً بند کر دیئے گئے اور یہ بات مشہور کر دی گئی کہ ابوسلمہ کو خارجیوں نے قتل کر دیا صبح کو اس کی لاش اس کے مقتل سے نکالی گئی یحییٰ بن محمد بن علی نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مدینہ ہاشمیہ میں اسے سپردخاک کر دیا گیا' سلیمان بن مہاجر البجلی نے یہ شعر اس کے مرثیہ میں کہا ہے۔

ان الوزير وزير آل محمد ﷺ اودى فمن يشناك كان وزيرا

ترجمہ: ''یہ آلِ محمد ﷺ کا وزیر تھا جو ہلاک ہوا اور اس کی وزارت میں کون عیب نکال سکتا ہے''۔

ابوسلمہ وزیر آلِ محمد ﷺ اور ابومسلم امین آلِ محمد ﷺ کہلاتے تھے۔

سلیمان بن کثیر اور اعرج کی گفتگو:

ابوسلمہ کے قتل کے بعد ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو تیس آدمیوں کے ساتھ جن میں حجاج بن ارطاۃ اور اسحٰق بن فضل الہاشمی بھی تھے ابومسلم کے پاس بھیجا جب ابوجعفر ابومسلم کے پاس آ گیا تو ایک دن عبیداللہ بن الحسین الاعرج اس کے ساتھ سیر کے لیے نکلا سلیمان بن کثیر بھی اعرج کے ساتھ تھا سلیمان نے اعرج سے کہا کہ ہم تو آپ لوگوں کی حکومت کے آرزومند تھے۔ اب بھی اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی تحریک کی حمایت کے لیے تیار ہیں' یہ بات سن کر عبیداللہ کو گمان ہوا کہ یہ شخص ابومسلم کا جاسوس ہے اسے اس کے کہنے سے خوف پیدا ہو گیا۔

سلیمان بن کثیر کے قتل کا حکم:

دوسری طرف ابومسلم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ سلیمان اعرج کے ساتھ سیر کے لیے گیا تھا' عبیداللہ نے ابومسلم سے آ کر سلیمان کا قول اس خوف کی وجہ سے نقل کر دیا کہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو شاید ابومسلم دھوکے سے اسے قتل کرا دے۔ ابومسلم نے سلیمان بن کثیر سے بلا کر کہا کہ تم کو امام کا وہ حکم یاد ہے جو انھوں نے مجھے دے رکھا ہے کہ جس پر میرا شبہ ہو میں اسے قتل کر دوں' سلیمان نے کہا جی ہاں! مجھے یاد ہے' ابومسلم نے کہا تو اب میں تم کو ملزم قرار دیتا ہوں' سلیمان نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے قتل نہ کریں' ابومسلم کہنے لگا تجھے شرم نہیں آتی مجھے تو خدا کا واسطہ دیتا ہے اور خود امام سے فریب کر رہا ہے' اس کے بعد ابومسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا مگر اسے وہاں اپنے سوا کوئی جلاد اس وقت نظر نہ آیا۔

ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ:

ابوجعفر ابومسلم سے مل کر ابوالعباس کے پاس واپس آ گیا اور اس نے کہا کہ اگر تم نے ابومسلم کو زندہ چھوڑے رکھا تو نہ تم خلیفہ ہو اور نہ تمہاری حکومت کوئی معنی رکھتی ہے' ابوالعباس نے پوچھا یہ کیسے؟ ابوجعفر کہنے لگا کہ بخدا! ابومسلم اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے ابوالعباس نے کہا چپ رہو خبردار اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

حوثرہ کا ابنِ ہبیرہ کو مشورہ:

اسی سال ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے واسط بھیجا۔ ہم اہل خراسان کی اس فوج کا حال پہلے بیان کر آئے ہیں جس کا مقابلہ پہلے قحطبہ اور پھر اس کے بیٹے حسن بن قحطبہ کی قیادت یزید بن عمر بن ہبیرہ سے ہوا اس مقابلہ میں یزید بن عمر بن ہبیرہ نے شکست کھائی اور یہ اپنی شامی فوجوں کو لے کر واسط آیا اور یہاں قلعہ بند ہو گیا۔

جب ابن ہبیرہ کو شکست ہوئی تمام فوج اسے چھوڑ کر تتر بتر ہو گئی اس نے اپنے مال و متاع پر بعض لوگوں کو متعین کر دیا تھا وہ بھی اس مال کو لے کر چلتے بنے' حوثرہ نے ابن ہبیرہ سے کہا تھا کہ دشمن کا سپہ سالار کام آ چکا ہے تمہارے پاس زبردست فوج موجود ہے بجائے واسط کے کوفہ چلو' وہاں خراسانیوں کا مقابلہ کرنا یا قتل ہو جانا یا فتح حاصل کرنا مگر ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ اب تو ہم واسط چلتے ہیں وہاں پہنچ کر دیکھیں گے' حوثرہ نے کہا بخدا! اس کا نتیجہ صرف یہی ہو گا کہ اس طرح دشمن کی دسترس تم تک ہو جائے گی اور تم مارے جاؤ گے۔

یحییٰ بن حصین کی تجویز:

یحییٰ بن حصین نے مشورہ دیا کہ مروان کے پاس چلنا چاہیے کیونکہ اسے اس وقت سب سے بڑی خوشی ہماری اس فوج کے پہنچ جانے سے ہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ فرات کے راستے مروان کے پاس پہنچ جایئے اور واسط جانے کا آپ نام بھی نہ لیں کیونکہ وہاں جا کر آپ محصور ہو جائیں گے اور اس کے بعد قتل ہے ابن ہبیرہ نے اس مشورہ کو بھی قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب مروان اسے کوئی حکم لکھ کر بھیجتا تھا وہ اس کی مخالفت کرتا تھا اس بات پر اب اسے یہ ڈر تھا کہ اگر وہ مروان کے پاس گیا تو مروان اسے مروا ڈالے گا۔ غرض کہ اب یہ واسط آ کر قلعہ بند ہو گیا۔

حسن بن قحطبہ کی واسط پر فوج کشی:

ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو واسط کی تسخیر کے لیے روانہ کیا حسن اور اس کی فوج نے دریائے زاب اور دجلہ کے درمیان خندقیں بنائیں اور ان کی آڑ میں مورچے لگائے خود حسن نے باب المضمار کو اپنی آڑ میں لے کر اپنے خیمے نصب کیے۔ بدھ کے دن فریقین میں پہلا معرکہ ہوا۔ اہل شام نے ابن ہبیرہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور اب خود وہ مع اپنی فوج کے مقابلے کے لیے حصار سے باہر آیا۔ اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد سردار تھا اور محمد بن نباتہ کچھ خراسانیوں کے ساتھ جن میں ابوالعود الخراسانی بھی تھا اس کے ہمراہ تھا۔

خازم کا ابن ہبیرہ پر حملہ:

اب لڑائی شروع ہوئی حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ سردار تھا۔ خود ابن ہبیرہ باب المضمار کے سامنے واقف تھا خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور اہل شام کو پسپا کر کے خندقوں میں دھکیل دیا اب لوگ شہر کے دروازے پر جھپٹے اور اتنے بھر آئے کہ جگہ نہ رہی تمام باب المضماران سے بھر گیا' گوپھن والوں نے گوپھنوں سے پتھر برسائے۔ اس وقت حسن کھڑا ہوا یہ تماشہ دیکھ رہا تھا اب وہ خود رسالہ لے کر آہستہ آہستہ دریا اور خندق کے درمیان میدان میں بڑھ آیا۔ اہل شام پھر پلٹ کر مقابل آئے حسن نے ان پر دوبارہ حملہ کیا اس کی فوج ابن ہبیرہ اور شہر کے درمیان حائل ہوگئی اور اس نے شامیوں کو دجلہ پر پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان کی بہت بڑی تعداد غرق ہوگئی۔ اس کے بعد کشتیاں لائی گئیں اور باقی ماندہ فوج کو ان میں سوار کیا گیا' ابن نباتہ اپنی زرہ بکتر اتار کر دریا میں کود پڑا پھر ایک کشتی اس کے لیے بھیجی گئی اور وہ اس میں سوار ہو گیا' اب دونوں فریق اپنی اپنی جگہ ٹھٹک گئے اور لڑائی بند ہو گئی۔

واسط کا محاصرہ:

سات روز کے بعد دوسری منگل کو پھر اہل شام شہر سے نکل کر مقابلہ پر آئے۔ اور جنگ شروع ہوئی' ایک شامی نے ابوحفص ہزار مرد پر تلوار کی ایک ضرب لگائی اور فخریہ کہنے لگا کہ میں سلمی نوجوان ہوں۔ ابوحفص نے اس پر ضرب لگائی اور کہنے لگا میں عتکی نوجوان ہوں' ابوحفص کا حریف میدان کارزار میں کھیت رہا' شامیوں کو بری طرح شکست ہوئی۔ بھاگ کر پھر شہر میں پناہ گزیں ہو گئے اور اب عرصہ تک صرف یہ لڑائی رہ گئی کہ شامی فصیل کے پیچھے سے تیراندازی کر دیتے تھے۔

ابن ہبیرہ کی ابوامیۃ سے بدگمانی:

اسی حالت محاصرہ میں ابن ہبیرہ کو معلوم ہوا کہ ابوامیۃ التغلبی نے علم سیاہ اختیار کر لیا ہے اس نے ابوعثمان کو ابوامیۃ کے قیام گاہ

بھیجا یہ اس کے پاس اس کے خیمے میں چلا آیا اور کہا کہ مجھے امیر نے تمہارے خیمے کی تلاشی کے لیے بھیجا ہے تا کہ اگر مجھے یہاں علم سیاہ نظر آئے تو میں اسے تمہاری گردن میں لٹکا کر اور گلے میں رسی ڈال کر ان کے پاس لے چلوں اور اگر کوئی سیاہ شے نہ پاؤں تو یہ پچاس ہزار درہم موجود ہیں تم کو بطور رصلہ کے دے دوں گا۔

ابوامیہ کی گرفتاری:

ابوامیہ نے اسے تلاشی دینے سے انکار کر دیا ابوعثمان اسے ابن ہبیرہ کے پاس لے آیا ابن ہبیرہ نے اسے قید کر دیا۔ اسی معاملہ پر محسن بن زائدہ اور دوسرے بنی ربیعہ نے آپس میں گفتگو کی اور بنی فزارہ کے تین آدمی پکڑ کر قید کر لیے۔ نیز انھوں نے ابن ہبیرہ کو گالیاں بھی دیں۔ یحییٰ بن حصین نے آ کر انہیں بہت سمجھایا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارا آدمی رہا نہ کر دیا جائے گا ہم ان کے آدمیوں کو نہیں چھوڑیں گے' مگر ابن ہبیرہ نے اس بات کے ماننے سے انکار کر دیا۔

یحییٰ کا ابوامیہ کے متعلق ابن ہبیرہ کو مشورہ:

یحییٰ نے اس سے کہا کہ تم خود اپنے معاملہ کو خراب کر رہے ہو تم محصور ہو۔ تم اسے چھوڑ دو ابن ہبیرہ نے کہا میں ہرگز اسے رہا نہ کروں گا' یحییٰ بن حصین نے آ کر ان لوگوں سے سارا ماجرا بیان کر دیا محسن اور عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی ابن ہبیرہ سے علیحدہ ہو گئے۔ یحییٰ نے پھر ابن ہبیرہ کو سمجھایا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو یہی لوگ تمہارے بڑے دلیر شہ سوار ہیں اگر تم نے ان کو بگاڑ لیا اور محاصرے میں تم کو اور دیر لگ گئی تو یہ تمہارے لیے دشمن سے زیادہ سخت گیر ثابت ہوں گے۔

ابوامیہ کی رہائی:

ابن ہبیرہ نے ابوامیہ کو اپنے پاس بلا کر اسے خلعت دیا' رہائی دی' سمجھوتہ کر لیا اور ان کے تعلقات پھر حسب سابق خوش گوار ہو گئے۔ ابونصر مالک بن الہیثم بجستان کی سمت سے حسن بن قحطبہ کے پاس آ گیا اس نے ابونصر کے شامل ہو جانے کی اطلاع دینے کے لیے غیلان بن عبداللہ الخزاعی کی سرکردگی میں ایک وفد ابوالعباس کے پاس بھیجا۔ غیلان حسن سے اس بنا پر دل میں پرخاش رکھتا تھا کہ اس نے اسے روح بن حاتم کی مدد کے لیے بھیج دیا تھا۔

غیلان کی ابوالعباس سے درخواست:

اس نے ابوالعباس سے آ کر کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ امیر المومنین ہیں اللہ کی مضبوط رسی ہیں اور اہل تقویٰ کے امام ہیں ابوالعباس نے کہا غیلان کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں ابوالعباس نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا۔ داؤد بن علی نے کہا اے ابوفضالہ اللہ تم کو نیک توفیق دے کہو کیا کہنا چاہتے ہو غیلان نے کہا' امیر المومنین آپ اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو ہمارا سردار بنا کر ہم پر احسان کیجیے' ابوالعباس نے کہا کیا میرا ہی آدمی حسن بن قحطبہ تمہارا سردار نہیں ہے؟ غیلان نے کہا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کو ہمارا سردار مقرر کیجیے' ابوالعباس نے پھر وہی جواب دیا غیلان کہنے لگا امیر المومنین آپ اپنے خاندان کے کسی آدمی کو ہمارا سردار بنایئے تا کہ اسے دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

ابوجعفر کی سپہ سالاری:

ابوالعباس نے اس کی درخواست منظور کر لی اور ابوجعفر کو حسن کی جگہ سپہ سالار بنا دیا۔ ابوجعفر نے غیلان کو اپنا کوتوال مقرر کر

لیا۔ جب غیلان واسط آیا تو ابونصر نے اس سے کہا کہ جو کچھ تم نے کیا وہ ٹھیک کیا میں بھی یہی چاہتا تھا غیلان کہنے لگا ہاں ایسا ہی تھا یہ چند روز اس خدمت پر رہا پھر اس نے خود ابوجعفر سے کہا کہ مجھ سے کوتوالی کا کام نہیں سنبھلتا ہے۔ میں تم کو ایسا بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ مستعد وقوی ہے' ابوجعفر نے کہا وہ کون؟ غیلان نے جہور بن مرار کا نام لیا ابوجعفر نے کہا مگر تم کو میں معزول نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارا تقرر امیر المومنین نے کیا ہے' غیلان نے کہا تو آپ ان کو لکھ کر پوچھ لیجیے' ابوجعفر نے ابوالعباس کو لکھا' ابوالعباس نے ابوجعفر کو لکھا کہ تم غیلان کی رائے پر عمل کرو چنانچہ اب ابوجعفر نے جہور کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا نیز اس نے حسن سے کہا کہ تم مجھے ایسا آدمی بتاؤ جسے میں اپنے محافظ دستے کا افسر مقرر کروں اس نے کہا کہ عثمان بن نہیک ایسا شخص ہے جسے میں پسند کرتا ہوں ابوجعفر نے اسے اسی جگہ مقرر کر دیا۔

معرکہ واسط:

ابوجعفر کے واسط آنے کے بعد حسن نے اپنا خیمہ اس کے لیے خالی کر دیا اور خود دوسری جگہ چلا گیا اور اب فریقین میں جنگ شروع ہوئی سارا دن ابونصر لڑتا رہا' اہل شام اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہوئے' معین اور ابویحییٰ الجذامی جو دونوں کمین گاہ میں منتظر بیٹھے تھے خراسانیوں کے آگے نکلتے ہی ان کے عقب سے ان پر ٹوٹ پڑے اور شام ہونے تک ان سے لڑتے رہے۔ ابونصر گھوڑے سے اتر پڑا اب خندقوں کے سرے پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی روشنی کے لیے آگ کے الاؤ روشن کر دیئے گئے اس وقت ابن ہبیرہ باب الخلالین کے برج پر کھڑا ہوا تھا بہت رات گئے تک فریقین ایک دوسرے سے دست وگریبان رہے آخر کار ابن ہبیرہ نے معن کو واپسی کا حکم دیا اور وہ پلٹ آیا۔

شامی سرداروں کی شجاعت:

کچھ روز جنگ بند رہی پھر ایک مرتبہ اہل شام محمد بن نباتہ' معن بن زائدہ' زیاد بن صالح اور دوسرے بعض شامی سرداروں کی قیادت میں لڑنے نکلے' خراسانیوں نے ان کا مقابلہ کیا مگر شامیوں نے ان کو دریائے دجلہ پر دھکیل دیا۔ ان کے کچھ آدمی دریا میں گرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر ابونصر نے خراسانیوں کو للکارا: ''اے اہل خراسان مرد ماں خانہ بیاباں ہستید و برخزید'' اس آواز پر خراسانی پلٹ پڑے' اسی اثنا میں ابونصر کا بیٹا زخمی ہو کر میدان میں گرا۔ روح بن حاتم نے دشمن کی یلغار سے اسے بچائے رکھا جب ابونصر اس کے پاس سے گذرا تو فارسی میں کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے تجھے دشمنوں نے قتل کر دیا اب تیرے بعد دنیا پر لعنت ہے''۔

خراسانیوں کا شدید حملہ:

اس کے بعد اہل خراسان نے اس بے جگری سے شامیوں پر حملہ کیا۔ کہ ان کو پسپا کر کے شہر میں دھکیل دیا اس واقعہ کے وقت شامی ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا! آج کی جنگ کے بعد اب ہمیں ان کے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہو سکتی ہم باوجودیکہ اہل شام کے نامور سردار پوری جواں مردی سے ان پر حملہ آور ہوئے مگر انھوں نے ہم کو شہر میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔

اس جنگ میں اہل خراسان میں سے بکار الانصاری اور ایک دوسرا خراسانی جو دونوں اپنی جماعت کے بڑے نامور بہادر تھے کام آئے۔

محصورین کو مروان کے قتل کی اطلاع:

اس محاصرہ کے دوران میں ابونصر کشتیوں میں ایندھن بھر کر انھیں آگ لگا دیتا تھا تا کہ یہ جس چیز کے پاس سے گذریں اسے جلا ڈالیں مگر اس کے مقابلہ کے لیے ابن ہبیرہ نے یہ کیا تھا کہ آتش گیر جہاز تیار کیے تھے اور ان میں آنکڑے لگائے تھے۔ کہ ان کے ذریعے وہ ان کشتیوں کو کھینچ لاتے تھے۔ گیارہ ماہ اسی طرح گذر گئے' جب محاصرے نے طول کھینچا اور محصورین کو اسمٰعیل بن عبداللہ القسری کے ذریعے مروان کے قتل کی اطلاع ہوئی نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ جس کے لیے تم لڑتے تھے جب وہ ہی نہیں رہا تو اب کیوں اپنے آپ کو تباہ کرتے ہو انہوں نے محاصرین سے صلح کر لی۔

معرکہ واسط کے متعلق دوسری روایت:

(دوسری روایت) بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر ابومسلم سے مل کر خراسان سے واپس آیا تو ابوالعباس نے اسے ابن ہبیرہ سے لڑنے بھیج دیا۔ ابوجعفر حسن بن قحطبہ کے پاس آیا حسن نے اس وقت واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اس کے آتے ہی حسن نے اپنی قیام گاہ ابوجعفر کے لیے خالی کر دی اور خود دوسری جگہ جا رہا۔

ابن ہبیرہ کی فوج میں نفاق:

محاصرہ کے طول کی وجہ سے خود ابن ہبیرہ کی فوج میں پھوٹ پڑ گئی یمنیوں نے کہا کہ مروان نے جو سلوک ہمارے ساتھ کیا ہے وہ ظاہر ہے ہم کیوں اس کی مدد کریں اس پر نزاری عربوں نے کہا تاوقتیکہ یمنی ہمارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے ہم بھی نہیں لڑتے اور اب صرف اجیر اور نوعمر چھوکرے لڑنے کے لیے اس کے پاس رہ گئے۔ ابن ہبیرہ کا ارادہ ہوا کہ اب محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ (نفس الزکیہ) کی خلافت کے لیے دعوت ان کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اس نے ان کو لکھا ان کے جواب آنے میں دیر ہوئی۔

ابوجعفر اور ابن ہبیرہ میں مصالحت:

اسی اثناء میں ابوالعباس نے ابن ہبیرہ کے ہمراہی یمنیوں سے ساز باز شروع کر دی اور انھیں ہر طرح کا لالچ دیا زیاد بن صالح الحارثی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی دونوں ابوالعباس کے پاس آئے یہ ابن ہبیرہ سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ وہ ابوالعباس کو اس کے لیے ہموار کر دیں گے' مگر انھوں نے اس کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اب ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرائے صلح آتے جاتے رہے آخر کار ابوجعفر نے اسے وعدۂ امان لکھ دیا اس معاہدہ کے متعلق ابن ہبیرہ چالیس روز تک علماء سے مشورہ لیتا رہا۔ آخر جب اس نے اس معاہدے کو پسند کیا تو اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے اسے ابوالعباس کے پاس بھیج دیا ابوالعباس نے اس پر عمل کرنے کی ہدایت بھیج دی ابوجعفر تو چاہتا تھا کہ جو اس نے معاہدہ کیا ہے اسے پورا کرے مگر اس وقت تک ابوالعباس کی یہ حالت تھی کہ وہ ابومسلم سے مشورہ لیے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں دیتے تھے اور اس کی طرف سے ابوالجہم بطور مخبر کے ابوالعباس کے پاس متعین تھا۔ چنانچہ ابوالعباس نے سارا معاملہ ابومسلم کو لکھ بھیجا ابومسلم نے جواب دیا کہ صاف راستے میں اگر پتھر ڈال دو گے وہ خراب ہو جائے گا' وہ راستہ صاف نہیں جس میں ابن ہبیرہ موجود ہو۔

ابوجعفر اور ابن ہبیرہ کی ملاقات:

معاہدہ صلح کی تحریر و تکمیل کے بعد ابن ہبیرہ تیرہ سو بخاری گھوڑوں کی سواری کے جلوس کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے چلا وہ چاہتا

تھا کہ اپنے گھوڑے پر سوار اس کے خیمہ میں در آئے مگر سلام بن سلیم حاجب نے اس سے کہا اے ابو خالد! اگر جناب والا گھوڑے سے اتر پڑیں تو مناسب ہے' اس وقت دس ہزار خراسانی اس خیمہ کے گرد جمع تھے' ابن ہبیرہ سواری سے اتر پڑا۔ سلام نے اس کے بیٹھنے کے لیے مسند منگوا کر بچھوائی پھر اور سرداروں کو وہاں آنے کی اجازت دی اور اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ اب آپ تشریف لے چلیے۔ ابن ہبیرہ کہنے لگا میں مع اپنے ہمراہیوں کے اندر چلوں اس نے کہا میں نے صرف آپ کو تنہا اندر جانے کی اجازت دی ہے' ابن ہبیرہ وہاں سے اٹھ کر اندر آیا اور اب اس کے لیے مسند لا کر بچھائی گئی جس پر وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابوجعفر سے باتیں کرنے کے بعد یہ اٹھ آیا۔ حد نظر تک ابوجعفر غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا اس کے بعد کچھ عرصے اس کا یہ دستور رہا کہ ایک دن پانچ سو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آتا۔

یزید بن حاتم کی ابن ہبیرہ کے خلاف شکایت:

یزید بن حاتم نے ابوجعفر سے کہا کہ ابن ہبیرہ اس شان سے آپ کے پاس آتا ہے کہ تمام چھاؤنی میں ایک تہلکہ پڑ جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کی شوکت واقتدار حسب سابق باقی ہے اگر وہ اسی طرح رسالے اور پلٹن کے ساتھ آتا رہا تو عبدالجبار اور جہور کیا کہیں گے' ابوجعفر نے سلام کو ہدایت کی کہ وہ ابن ہبیرہ سے کہہ دے کہ وہ فوج کے ساتھ یہاں نہ آیا کرے صرف اپنے خدمت گار اردلی میں لایا کرے' سلام نے ابن ہبیرہ سے کہہ دیا یہ سن کر اس کا چہرہ بگڑ گیا اور اب وہ تقریباً تیس خدمت گاروں کے ساتھ ابوجعفر سے ملنے آیا۔ اس پر سلام نے اس سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی شان دکھانے کے لیے اس جماعت کو ساتھ لاتے ہیں۔ ابن ہبیرہ نے جھلا کر کہا اگر آپ پیادہ آنے کا حکم دیں گے تو میں اس کی بھی تعمیل کروں گا' سلام کہنے لگا آپ برا نہ مانیں میں نے استخفافاً یہ بات نہیں کہی اور نہ امیر نے اس بنا پر ایسا حکم دیا ہے بلکہ آپ ہی کی خاطر یہ کہا گیا ہے کیونکہ اور لوگ اس کے متعلق چہ میگوئیاں کرتے ہیں' اس کے بعد وہ صرف تین آدمیوں کے ہمراہ ابوجعفر کے پاس آیا کرتا۔ ایک مرتبہ ابن ہبیرہ نے ابوجعفر کو بجائے امیر کہہ کر خطاب کرنے کے اے شخص! کہا پھر فوراً اپنی غلطی پر متنبہ ہوا اور کہنے لگا چونکہ میں زمانہ قریب تک ہر شخص کو اسی طرح خطاب کرتا رہا ہوں اس وجہ سے بلاقصد یہ لفظ آپ کے لیے میری زبان سے نکل گیا۔

ابوالعباس کا ابن ہبیرہ کو قتل کرنے کا حکم:

ابوالعباس نے کئی مرتبہ ابوجعفر کو ابن ہبیرہ کے قتل کا حکم بھیجا مگر وہ برابر اسے ٹالتا رہا۔ آخر کار تنگ آ کر ابوالعباس نے اسے خدا کی قسم دے کر لکھا کہ تم اسے قتل کر دو ورنہ میں کسی دوسرے شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں جو اسے تمہاری پناہ سے نکال کر قتل کر دے گا' اس حکم کے آنے کے بعد اب ابوجعفر نے بھی اس کے قتل کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا کہ وہ تمام سرکاری خزائن کے کوٹھوں پر مہر توڑا کر دیں نیز اس نے قیس اور مضر کے ان عمائد کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے اپنے پاس بلا بھیجا۔

ابن ہبیرہ کے ساتھیوں کی گرفتاری وقتل:

محمد بن نباتہ' حوثرہ بن سہیل' طارق بن قدامہ' زیاد بن سوید' ابوبکر بن کعب العقیلی' ابان و بشر ابناء عبدالملک بن بشر جن کے ہمراہ قیس کے دوسرے بائیس آدمی تھے' جعفر بن حنظلہ اور ہزان بن سعد ابوجعفر کے پاس آئے' سلام بن سلیم نے باہر نکل کر حوثرہ اور

محمد بن نباتہ کو دریافت کیا یہ دونوں اٹھ کر اندر چلے گئے' عثمان بن نہیک' فضل بن سلیمان اور موسیٰ بن عقیل سوآدمیوں کے ساتھ ابوجعفر کے خیمہ سے پہلے ایک دوسرے خیمہ میں موجود تھے' حوثرہ اور محمد بن نباتہ کی تلواریں چھین کر ان کی مشکیں باندھ دی گئیں' ان کے بعد بشر اور ابان عبدالملک کے بیٹے آئے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا' ان کے بعد ابوبکر بن کعب اور طارق بن قدامہ آئے اس پر جعفر بن حنظلہ نے بطور احتجاج کے کہا کہ ہم سپہ سالار ہیں یہ لوگ ہم سے کم درجہ ہیں ہم پر ان کو کیوں تقدیم دی جارہی ہے' سلام نے اس سے پوچھا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اس نے کہا بھرا سے سلام نے کہا کیا تمہارے پیچھے اللہ کی وسیع زمین نہیں پڑی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد ہزان نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی گفتگو کی مگر اسے بھی پیچھے کر دیا گیا۔ روح بن حاتم نے اس سے کہا جتنے لوگ اندر گئے ہیں ان سب کی تلواریں لے لی گئی ہیں۔ موسیٰ بن عقیل اندر سے نکل کر اس جماعت کے پاس آیا یہ لوگ کہنے لگے تم نے اللہ کے سامنے ہم سے عہد امان کیا ہے اور اب اسے پس پشت ڈال رہے ہو ہم کو اللہ سے یہ توقع ہے کہ وہ اس کا کافی بدلہ تم سے لے گا۔ ابن نباتہ خوف سے کانپنے لگا حوثرہ نے اس سے کہا کہ بھلا اس سے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے' ابن نباتہ کہنے لگا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ واقعہ پہلے ہی میرے پیش نظر ہو چکا تھا' ان سب کو قتل کر کے ان کی مہریں ضبط کر لی گئیں۔

ابن ہبیرہ کا قتل:

خازم' ہیثم بن شعبہ اور اغلب بن سالم تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور انھوں نے ابن ہبیرہ سے کہلا کر بھیجا کہ ہم روپیہ لے جانا چاہتے ہیں اس نے اپنے حاجب ابوعثمان سے کہا کہ تم جا کر خزانہ بتا دو' انھوں نے ہر کوٹھڑی کے دروازے پر کچھ آدمی متعین کر دیئے اور آپ مکان کے اطراف ونواحی کو غور سے دیکھنے لگے' اس وقت ابن ہبیرہ کے پاس اس کا بیٹا داؤد' اس کا کاتب عمرو بن ایوب' اس کا حاجب' چند موالی اور ایک صغیر سن بچہ اس کے کمرے میں تھے ابن ہبیرہ کو ان کی نظریں بدمعلوم ہوئیں' کہنے لگا کہ بخدا! ان کے بشرے سے بدی نمایاں ہے' یہ سنتے ہی یہ جماعت اس کی طرف بڑھی اس کے حاجب نے ان کے سامنے ہو کر پوچھا کہ کیا ہے؟ ہیثم بن شعبہ نے اس کے کندھے پر تلوار کی ایک ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا۔ ابن ہبیرہ کا بیٹا داؤد لڑا اور مارا گیا اس کے موالی بھی مارے گئے۔ ابن ہبیرہ نے اس اثناء میں اپنے صغیر سن لڑکے کو اپنے کمرے سے ہٹا دیا اور حملہ آوروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بچے کو تو چھوڑ دو' پھر وہ خود سجدے میں گر پڑا اور اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ مقتولین کے سر کو لے کر ابوجعفر کے پاس چلے آئے۔

خالد بن سلمہ کا قتل:

ابوجعفر نے اعلان کرا دیا کہ حکم بن عبدالملک بن بشر' خالد بن سلمۃ المخزومی اور عمرو بن ذر کے علاوہ اور سب کو عام معافی دی جاتی ہے' زیاد بن عبیداللہ نے ابن ذر کے لیے ابوجعفر سے معافی کی درخواست کی اس نے اسے امان دے دی' حکم بھاگ گیا' خالد کو ابوجعفر نے تو معافی دے دی تھی مگر ابوالعباس نے نہ مانا اور اسے قتل کر دیا ابوعلاقہ الفزاری اور ہشام بن ہیثم بن صفوان بن مزید الفزاری دونوں بھاگے مگر حجر بن سعید الطائی نے انہیں جا پکڑا اور دریائے زاب پر دونوں کو قتل کر دیا۔

ابن ہبیرہ اور ہشام بن عبدالملک:

ابوعطاء السندی اور منقذ بن عبدالرحمٰن الہلالی نے ابن ہبیرہ کے مراثی لکھے۔ یہ وہ شخص ہے کہ ایک مرتبہ ہشام بن عبدالملک

نے اپنے بیٹے معاویہ کے لیے اس کی بیٹی مانگی تھی مگر اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بعد اس کے اور ولید بن القعقاع کے درمیان سخت کلامی ہوئی اور ہشام نے اسے ولید بن القعقاع کے حوالے کر دیا ولید نے اسے پٹوایا اور قید کر دیا تھا۔

ابوالعباس کی حسن بن قحطبہ کو ہدایت:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لیے ابوالعباس نے ابوجعفر کو واسط روانہ کیا تو اس نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تمام فوج تمہاری ہے تمام سردار اور سپہ سالار تمہارے ماتحت ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی بھی اس جنگ میں موجود رہے اس لیے میں اس کو بھیجتا ہوں تم اس کی فرمانبرداری کرنا خیر خواہی اور خلوص نیت کے ساتھ اس کا ہاتھ بٹانا۔ اسی مضمون کا دوسرا خط اس نے ابونصر مالک بن الہیثم کو لکھا تھا چنانچہ منصور کے حکم سے حسن ہی اس تمام فوج کا سربراہ کار تھا۔

اسی سال ابومسلم نے محمد بن الاشعث کو فارس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ وہ ابوسلمہ کے مقرر کردہ تمام عمال کو پکڑ کر قتل کر دے اس نے حسبہ عمل کیا۔

امارت فارس پر عیسیٰ بن علی کا تقرر:

اسی سال ابوالعباس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا' اس سے پہلے محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا' جب عیسیٰ وہاں آیا تو محمد بن الاشعث نے اسے قتل کر دینا چاہا لوگوں نے کہا مگر اس فعل کے نتائج آپ کے لیے خوش گوار نہ ہوں گے' ابن الاشعث کہنے لگا میں کیا کروں مجھے ابومسلم نے یہ ہدایت کر دی ہے کہ اس کے مقرر کردہ والیوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولایت کا ادعا کرے تو میں اسے قتل کر دوں' مگر پھر خود اس فعل کے عواقب سے حذر کر کے وہ اپنے ارادے سے باز رہا۔ اس پر عیسیٰ نے مغلظ قسم کھا کر یہ عہد کیا کہ اب تمام عمر نہ وہ کسی منبر پر چڑھے گا اور نہ جہاد کے علاوہ کبھی تلوار باندھے گا' چنانچہ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کہیں کی ولایت کی اور نہ جہاد کے موقع کے سوا کبھی تلوار حمائل کی اس کے بعد ابوالعباس نے اسمٰعیل بن علی کو فارس کا والی مقرر کر کے فارس بھیجا۔

ابوالعباس کے عمال:

ابوالعباس نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ۔ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی مقرر کیا اور دوسرے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو موصل کا والی مقرر کیا اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ اور سواد کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا اور داؤد کو مدینہ' مکہ' یمن اور طائف کا والی مقرر کیا' اسی سنہ میں مروان نے اپنے قیام جزیرے کے اثناء ولید بن عروہ کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے اس کے بھائی یوسف بن عروہ کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتا ہے کہ یوسف ۴/ ربیع الاول کو مدینہ آ گیا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے ابن ابی لیلیٰ کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا' اس سال سفیان بن معاویہ المہلبی بصرہ کا عامل تھا اور حجاج بن ارطاۃ بصرے کے قاضی تھے' محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا' منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا' عبداللہ بن محمد جزیرہ آذربائیجان اور آرمینیا کا والی تھا۔ یحییٰ بن محمد موصل کا والی تھا عبداللہ بن علی علاقہ شام کا والی تھا ابوعون عبدالملک بن یزید مصر کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا خالد بن برمک افسر خزانہ تھا۔

امیر حج داؤد بن علی:

اس سال داؤد بن علی بن عبداللہ بن العباس رحمۃ اللہ علیہ کی امارت میں حج ادا ہوا۔

۱۳۳ھ کے واقعات

امارت بصرہ پر سلیمان بن علی کا تقرر:

اس سال ابوالعباس نے اپنے چچا سلیمان بن علی کو بصرہ اس کے توابع‘ ضلع دجلہ‘ بحرین‘ عمان اور مہر جانقذق کا والی بنا کر بھیجا۔ نیز اس نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو ضلع اہواز کا عامل مقرر کیا۔

داؤد بن علی کا انتقال:

اسی سنہ میں داؤد بن علی نے بنی امیہ کے ان افراد کو قتل کر دیا جن کو اس نے مکہ اور مدینہ میں پکڑا تھا۔ نیز اسی سال اس نے مدینہ میں ربیع الاوّل کے مہینے انتقال کیا‘ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس کی مدتِ ولایت تین مہینے ہوئی۔ مرتے ہوئے اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنے علاقے پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا۔

زیاد بن عبیداللہ کی امارت:

جب ابوالعباس کو اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے مکہ‘ مدینہ‘ طائف اور یمامہ پر اپنے ماموں زیاد بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو والی مقرر کر دیا۔ اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو یمن بھیجا یہ جمادی الاولیٰ میں یمن پہنچ گیا۔ زیاد مدینہ میں رک گیا‘ اور محمد یمن چلا گیا۔ زیاد نے مدینہ سے ابراہیم بن حسان السلمی ابوحماد الابرص کو مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے جو یمامہ میں امیر تھا‘ بھیجا۔ ابراہیم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

امارت مصر پر ابوعون کا تقرر:

اسی سنہ میں ابوالعباس نے ابوعون کو بذریعہ فرمان باقاعدہ طور پر مصر کا والی مقرر کر دیا نیز عبداللہ بن علی اور صالح بن علی کو شام کی فوجوں کا سپہ سالار بنا دیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث نے افریقیہ کا رخ کیا‘ اہل افریقیہ سے اس کی شدید لڑائی ہوئی مگر اس نے شہر فتح کر لیا۔

شریک بن شیخ المہری کا خروج:

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے خراسان کے شہر بخارا میں ابومسلم کے خلاف خروج کیا‘ اس کے خلاف یہ تحریک شروع کی کہ ہم نے آل محمد ﷺ کی اتباع خون بہانے اور حق کے خلاف عمل کرنے کے لیے نہیں کی تھی‘ تیس ہزار سے زیادہ اس کے ساتھ ہو گئے‘ ابومسلم نے زیاد بن صالح الخزاعی کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ لڑائی ہوئی زیاد نے اسے قتل کر دیا۔

ابوداؤد خالد بن ابراہیم کی ختل میں آمد:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم وخش سے ختل آیا یہ ختل میں داخل ہو گیا۔ حنش بن اسبل رئیس ختل نے اس کی مزاحمت نہیں کی۔ ختل کے بہت سے زمیندار اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ قلعہ بند ہو گئے‘ دوسرے زمیندار دروں میں‘ گھاٹیوں میں اور قلعوں میں لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ جب ابوداؤد نے حنش کو بالکل تنگ کر دیا یہ ایک رات اپنے زمینداروں اور خدمت

گاروں کو لے کر قلعہ سے نکل گیا یہ جماعت وہاں سے فرغانہ آئی اور وہاں سے بھی ترکوں کے علاقے سے گذر کر بادشاہ چین کے پاس پہنچ گئی۔ ابوداؤد نے مہزوم دشمن کو قیدی بنالیا انہیں لیے ہوئے بلخ آیا اور یہاں سے اس نے ان سب کو ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

متفرق واقعات:

اس سال سلیمان الاسود نے باوجود وعدۂ امان دے دینے کے بعد عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب کو قتل کر دیا۔

اس سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو دروں سے آگے بڑھ کر موسم گرما میں رومیوں سے جہاد کرنے روانہ کیا۔

اس سال یحییٰ بن محمد موصل کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی موصل کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج زیاد بن عبیداللہ وعمال:

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی کی امارت میں حج ہوا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا۔ ابن ابی لیلیٰ قاضی تھے بصرہ اس کے توابع، ضلع دجلہ، بحرین، عمان، غرض اور مہرجان قذق پر سلیمان بن علی والی تھا۔ عباد بن منصور اس تمام حصے کے قاضی تھے، اسمٰعیل بن علی اہواز کا والی تھا۔ محمد بن الاشعث فارس کا امیر تھا۔ منصور بن جمہور سندھ کا امیر تھا۔ خراسان اور جبال کا امیر ابومسلم تھا۔ عبداللہ بن علی قنسرین، حمص صوبہ دمشق اور اردن کا والی تھا صاع ابن علی فلسطین کا والی تھا، عبدالملک بن یزید ابوعون مصر کا والی تھا۔ عبداللہ بن محمد المنصور جزیرہ کا والی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا والی تھا۔ صالح بن صبیح آرمینیا کا والی تھا۔ مجاشع بن یزید آذربائیجان کا والی تھا۔ خالد بن برمک بخشی (افسر خزانہ) تھا۔

۱۳۴ھ کے واقعات

بسام بن ابراہیم کی بغاوت:

اس سال بسام بن ابراہیم اہل خراسان کے ایک بڑے سردار نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ ابوالعباس کی بیعت سے انحراف کر کے اپنے ان پیروؤں کو لے کر جنھوں نے اس بغاوت کے لیے اس سے اتفاق رائے کیا تھا امیرالمومنین ابوالعباس کی فوجی چھاؤنی سے نکل گیا اس کے متبعین نے اس خروج پر ایک دوسرے کو بشارت دی۔ ابوالعباس نے ان کے معاملہ کی تفتیش کی اور ان کے جانے کی سمت دریافت کی، جب ان کو معلوم ہوا کہ وہ مدائن میں ہیں انھوں نے خازم بن خزیمہ کو اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔

خازم کا بسام پر حملہ:

خازم نے اس سے دوچار ہوتے ہی حملہ کر دیا بسام اور اس کی فوج نے شکست کھائی، ان میں سے اکثر مارے گئے اس کا پڑاؤ ظفرمندوں نے لوٹ لیا۔ خازم اپنی فوج کے ساتھ ان کا تعاقب کرتا ہوا چوخا کے علاقے سے گزر کر ماہ پہنچا، شکست خوردہ فوج کا جو شخص ان کے ہاتھ آیا جس نے ان کا مقابلہ کیا ان کو اس نے تہ تیغ کر دیا، اس کام کو پورا کر کے خازم واپس ہوا، واپسی میں ذات المطامیر یا اس کے مشابہ کسی اور گاؤں سے گذرا وہاں بنی الحارث بن کعب (از خاندان عبدالمدان) کے جو ابوالعباس کے ماموں ہوتے تھے کچھ متعلقین رہتے تھے یہ ان کے پاس گذرا وہ اس وقت اپنی چوپال میں بیٹھے تھے یہ پینتیس آدمی تھے۔ اٹھارہ ان کے

خاندان کے تھے اور ستر ہ ان کے موالی تھے۔

مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کا قتل:

خازم ان کو سلام کیے بغیر آگے بڑھ گیا اس پر انھوں نے اسے گالیاں دیں چونکہ اس کے قلب میں ان کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اسے معلوم تھا کہ مغیرہ بن التضرع کو جو بسام بن ابراہیم کے ہوا خواہوں میں تھا انھوں نے پناہ دی تھی اس نے پلٹ کر ان سے مغیرہ کے اس مقام میں فروکش ہونے کے متعلق سوال کیا انھوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک راہ گیر ایک رات یہاں مقیم ہوا تھا پھر وہ یہاں سے چلا گیا' اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کون تھا۔ خازم نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم امیر المومنین کے ماموں ہو ان کا دشمن تمہارے پاس آتا ہے اور تمہارے گاؤں میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیوں تم سب نے مل کر اسے گرفتار نہ کر لیا۔ اس سوال کا ان لوگوں نے سخت جواب دیا خازم نے ان کے قتل کا حکم دے دیا وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ ان کے مکانات ڈھا دیئے گئے اور ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا گیا۔

ابوالعباس کا خازم کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس کے بعد خازم ابوالعباس کے پاس آ گیا' جب اس واقعہ کی اطلاع یمنی جماعت کو ہوئی انھوں نے اسے بڑی اہمیت دی اور سب کے سب متحد الخیال ہوئے' زیاد بن عبیداللہ الحارثی مع عبداللہ بن ربیع الحارثی' عثمان بن نہیک اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ابوالعباس کے کوتوال کے ابوالعباس کے پاس آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ خازم نے آپ کے مقابلہ میں ایسی جرأت کی ہے کہ آپ کا حقیقی بھائی بھی کبھی یہ جرأت نہ کر سکتا اس نے آپ کے ماموں کو قتل کر کے آپ کے حق و رتبہ کی اہانت کی ہے یہ وہ لوگ تھے جو آپ کی پناہ لینے اور آپ کے جود و کرم سے بہرہ مند ہونے کے لیے دور دراز مسافت طے کر کے آپ کے پاس آئے تھے اور اب جب کہ وہ آپ کے علاقے اور پناہ میں تھے خازم نے اچانک بلاوجہ اور بے قصور ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کے مکان منہدم کر دیئے ان کے مال و متاع کو لوٹ لیا ان کی تمام فصل برباد کر دی۔ اس تقریر کا ابوالعباس پر بہت اثر ہوا انھوں نے خازم کو قتل کر دینے کی ٹھان لی۔

ابوالجہم اور موسیٰ کی خازم کے متعلق سفارش:

اس کی اطلاع موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم بن عطیہ کو ہوئی یہ دونوں ابوالعباس سے آ کر ملے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے امیر المومنین کو خازم کے خلاف بھڑکا کر اس کے قتل کا مشورہ دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ بھی اس کے قتل پر آمادہ ہو گئے ہیں' ہم آپ کو اس فعل سے اس لیے باز رہنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ خازم آپ کا ہمیشہ سے سچا وفادار رہا ہے اور اس کی خدمات اس امر کی سزاوار ہیں کہ اس کی لغزش سے درگزر کر دیا جائے نیز جناب کو معلوم رہے کہ اہل خراسان ہی آپ کے سچے طرف دار ہیں انھوں نے اپنی اولاد اعزا اور اقربا کے مقابلے میں آپ کو ترجیح دی اور آپ کی حمایت کی ہے۔ آپ کے مخالفین کو انھوں نے قتل کیا ہے اگر ان میں سے کسی شخص سے کوئی خطا سرزد ہو بھی جائے تو آپ ہی کو اس کی پردہ پوشی لازم ہے اور اگر جناب والا نے اس کام کا عزم ہی کر لیا ہے تو اس کے سرانجام کا یہ طریقہ نہ ہونا چاہیے۔ کہ خود آپ ایسا کریں بہتر یہ ہے کہ کسی سخت مہم پر اسے بھیج دیجیے اگر وہ اس میں مارا جائے تو فہو المراد اور اگر وہ مظفر و منصور ہو تو یہ آپ ہی کی فتح ہو گی' اسے خارجیوں کے

مقابلے کے لیے عمان بھیج دیجیے تا کہ یہ وہاں جا کر جلندی اس کے ساتھیوں نیز ان خارجیوں کا جو جزیرۂ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کی قیادت میں برسراقتدار ہیں مقابلہ کرے' چنانچہ ابوالعباس نے سات سو آدمیوں کے ہمراہ اسے روانہ ہونے کا حکم دیا اور سلیمان بن علی حاکم بصرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اس جمعیت کو کشتیوں میں سوار کر کے جزیرہ ابن کاوان اور عمان روانہ کر دے' خازم اپنی اس مہم پر روانہ ہوا۔

خازم کی خوارج پر فوج کشی:

اس سال خازم عمان آیا اور اس نے عمان اور اس کے ملحقہ شہروں پر خارجیوں کو تباہ کرنے کے بعد غلبہ پالیا اور شیبان الخارجی کو قتل کر دیا۔

ان سات سو سپاہیوں کے ساتھ جن کو ابوالعباس نے اس کے ساتھ کر دیا تھا خازم روانہ ہوا اس کے علاوہ اس نے اپنے گھر والوں دوھیالی رشتہ داروں مولیوں اور اہل مروالروز میں سے بعض ایسے لوگوں کو جن کی شجاعت سے وہ واقف تھا اور جن کی وفا شعاری قابل اعتماد تھی انتخاب کر کے اپنے ساتھ لیا اور اب بصرہ روانہ ہوا' وہاں پہنچ کر سلیمان بن علی نے اس فوج کے لیے جہازوں کا انتظام کر دیا۔ بنی تمیم کے کچھ لوگ بھی بصرہ سے اس کے ساتھ ہو لیے' یہ فوج بحری سفر طے کر کے جزیرۂ ابن کاوان پر لنگر انداز ہوئی۔

شیبان خارجی کا خاتمہ:

خازم نے نضلة بن نعیم النہشلی کو پانچ سو فوج کے ساتھ شیبان کے مقابلے پر روانہ کیا فریقین میں نہایت خونریز لڑائی ہوئی اس کے بعد شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر عمان چل دیئے چونکہ یہ خوارج کے صفریہ فرقے کے تھے' عمان میں حل بندی اور اس کے متبعین نے جو اباضیہ خارجی تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا دونوں میں خونریز معرکہ ہوا جس میں شیبان مع اپنے ساتھیوں کے کام آیا۔

جلندی خارجی اور خازم کی جنگ:

اس کے بعد خازم اپنی فوج لے کر سمندر کے راستے ساحل عمان پر آ کر لنگر انداز ہوا یہ جماعت دشمن کے مقابلے کے لیے خشکی پر اتری اور بیابان کی طرف بڑھی جلندی اور اس کے متبعین مقابلے پر آئے فریقین میں شدید رن پڑا اس روز کی لڑائی میں خازم کی فوج کو زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اس کے بہت سے آدمی مارے گئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سمندر کی پشت پر ہونے کی وجہ سے یہ دشمن کے مقابلے میں زیریں سطح پر لڑ رہے تھے' اس روز خازم کا اخیافی بھائی اسمٰعیل مروالروذ کے اور نوے آدمیوں کے ساتھ خارجیوں کے ہاتھوں مارا گیا' دوسرے دن پھر جنگ ہوئی آج بھی نہایت خونریز جنگ ہوئی' خازم کے میمنہ پر مروالروذ کا ایک شخص حمید الورتکانی سردار تھا میسرہ پر مروالروذ کا دوسرا سردار مسلم الارغذی تھا اس کے طلائع پر نضلة بن نعیم النہشلی متعین تھا' آج کی لڑائی میں نو سو خارجی مارے گئے اور نوے کے قریب جلا دیئے گئے۔

جلندی خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

خازم کے عمان آنے کے سات روز بعد اہل صغد میں سے ایک ایسے شخص کی رائے کے بموجب جوان علاقوں میں لڑائی کا تجربہ رکھتا تھا۔ اب پھر مقابلہ ہوا۔ اس شخص نے خازم کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنی فوج کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے نیزوں کی انی پر حریر کی

چندیاں لپیٹ کر ان کو روغن نفط میں تر کر لیں پھر انہیں مشتعل کر کے لیے ہوئے آگے بڑھیں اور اس طرح جلندی کے متبعین کو جھونپڑیوں میں جو بانس اور سرکنڈوں کی تھیں آگ لگا دیں' چنانچہ جب خازم نے اس تدبیر پر عمل کیا اور خارجیوں کے مکانات میں آگ لگی وہ اپنے اہل وعیال کو بچانے اور آگ بجھانے میں مشغول ہوئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر خازم نے ان پر حملہ کر دیا اور بغیر مقابلہ ان پر تلوار برسانی شروع کی مقتولین میں جلندی بھی مارا گیا دس ہزار خارجی قتل کر دیئے گئے' خازم نے ان کے سر بصرہ بھیج دیئے' پھر خود خازم بصرہ آ کر کئی ماہ ٹھہرا رہا۔ یہاں سے اس نے مقتولین کے سر ابوالعباس کے پاس بھیجے اس کے بعد کئی ماہ خازم بصرہ میں قیام پذیر رہا پھر ابوالعباس نے اس کی مراجعت کا حکم بھیجا اور یہ تمام فوج واپس آ گئی۔

ابوداؤد خالد کی کس پر فوج کشی:

اسی سنہ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کس سے جہاد کیا اور اخرید بادشاہ کس کو قتل کر دیا یہ فرمانروا مسلمانوں کا مطیع اور وفادار تھا اس سے قبل خالد سے ملنے بلخ آیا تھا نیز اس نے کہذک میں جو کس سے متصل واقع ہے خالد کا استقبال کیا تھا' قتل کے وقت ابوداؤد نے اخرید اور اس کے ساتھیوں سے اس قدر مذہب و منقش چینی ظروف حاصل کیے تھے کہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح چینی زریں دیبا دوسرے بیش بہا کپڑے اور برتن نہایت کثیر تعداد میں اس کے ہاتھ آئے ابوداؤد نے ان سب کو ابومسلم کے پاس سمرقند بھیج دیا۔

ابوداؤد کی مراجعت:

ابوداؤد نے کس کے زمیندار کو مع اور زمینداروں کے قتل کر دیا۔ البتہ آخرید کے بھائی طاران کو چھوڑ دیا اور پھر اسی کو کس کا رئیس بنا دیا۔ ابوداؤد نے ابن النجاح کو پکڑ کر پھر اسے اس کے علاقہ بھیج دیا۔

اہل صغد اور اہل بخارا کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ابومسلم مرو آ گیا' نیز اس نے سمرقند کی فصیل کے بنانے کا حکم دے دیا۔ زیاد بن صالح کو صغد اور اہل بخارا پر اپنا نائب مقرر کر آیا۔ ابوداؤد بلخ واپس آ گیا۔

موسیٰ بن کعب اور منصور بن جمہور کی جنگ:

اس سال ابوالعباس نے موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے لڑنے ہندوستان بھیجا۔ تین ہزار فوج کے لیے جس میں عرب اور موالی تھے معاشیں دیں اور ان کو جنگی ساز و سامان سے مسلح کر دیا اس کے علاوہ ایک ہزار خاص بنی تمیم کو علیحدہ معاش اور اسلحہ دے کر اس کے ساتھ کیا اور اس کی جگہ مسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کر لیا' موسیٰ بن کعب سندھ آیا۔ منصور بن جمہور نے بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے اسے شکست دی یہ ریگستان میں پیاس سے مر گیا' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسے ہیضہ ہو گیا تھا۔ منصور کے نائب کو جو منصورے میں تھا جب اس کی شکست کا حال معلوم ہوا وہ اس کے اہل وعیال' مال ومتاع اور چند وفاداروں کو لے کر منصورہ سے نکل گیا اور ان سب کو خزر کے علاقے لے آیا۔

محمد بن یزید کا انتقال:

اس سنہ میں محمد بن یزید بن عبداللہ والی یمن نے انتقال کیا ابوالعباس نے اس کی جگہ علی بن ربیع بن عبیداللہ الحارثی کو جو زیاد بن عبیداللہ کی طرف سے اس کا مکہ کا عامل تھا یمن کا والی مقرر کیا۔

صالح بن صبیح کی برطرفی:

اسی سال کے ماہ ذی الحجہ میں واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق ابوالعباس حیرہ چھوڑ کر انبار آ گئے۔ اسی سال صالح بن صبیح آرمینیا سے برطرف کر دیا گیا اور یزید بن اسید اس کی جگہ مقرر کیا گیا' نیز مجاشع بن یزید کو آذربائیجان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن صول مقرر کیا گیا' اسی سال کوفے سے مکہ تک علامت میل اور مینارے بنائے گئے۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

عیسیٰ بن موسیٰ والی کوفہ کی امارت میں حج ہوا۔ ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے مکہ' مدینہ' طائف اور یمامہ کا والی زیاد بن عبیداللہ تھا' علی بن ربیع الحارثی یمن کا والی تھا۔ بصرہ اس کے علاقے' ضلع دجلہ' بحرین' عمان عرض اور مہرجان قدق کا والی سلیمان بن علی تھا' عباد بن منصور اس علاقے کے قاضی تھے موسیٰ بن کعب سندھ کا والی تھا' خراسان اور جبال پر ابومسلم تھا' فلسطین پر صالح بن علی تھا' مصر پر ابوعون' موصل پر اسمٰعیل بن علی۔ ارمینیا پر یزید بن اسید' آذربائیجان پر محمد بن صول تھا۔ افسر مال و خزانہ خالد بن برمک تھا۔ جزیرہ کا والی ابوجعفر عبداللہ بن محمد تھا' اور قنسرین' حمص' علاقہ دمشق اور اردن پر عبداللہ بن علی والی تھا۔

۱۳۵ھ کے واقعات

زیاد بن صالح کا خروج:

اس سال زیاد بن صالح نے دریائے بلخ کے پار حکومت کے خلاف خروج کیا ابومسلم اس سے لڑنے کے لیے مرو سے روانہ ہوا' ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو اس ہدایت کے ساتھ ترمذ بھیجا کہ وہ ترمذ میں فوج کے ساتھ ٹھہرا رہے کیونکہ اسے خوف تھا کہ مبادا زیاد بن صالح فوج بھیج کر ترمذ کے قلعہ اور کشتیوں پر قبضہ کر لے۔ نصر نے اس ہدایت کی تکمیل کی بہت روز تک ترمذ میں مقیم رہا۔ یہاں اہل طالقان کی راوندی جماعت نے ایک شخص کی قیادت میں جس کی کنیت ابواسحٰق تھی نصر کے خلاف خروج کر دیا اور نصر کو قتل کر دیا۔ ابوداؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ بن ماہان کو نصر کے قاتلوں کی تلاش کے لیے بھیجا۔ عیسیٰ نے ان کا تعاقب کر کے انھیں جا لیا اور سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔

سباع بن نعمان کی گرفتاری و قتل:

ابومسلم تیزی سے بڑھتا ہوا آمل پہنچا اس کے ہمراہ سباع بن نعمان الاروی بھی تھا یہ وہی شخص ہے جو ابوالعباس کے پاس سے زیاد بن صالح کی ولایت کا فرمان لے کر آیا تھا اور جسے ابوالعباس نے موقع پاتے ہی ابومسلم کے قتل کی ہدایت کر دی تھی ابومسلم کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی۔ ابومسلم نے سباع کو حسن بن جنید اپنے عامل آمل کے سپرد کر دیا اور اس کے قید رکھنے کا حکم دے دیا اس کے بعد ابومسلم دریا کو عبور کر کے بخارا آیا اور فروکش ہو گیا یہاں ابوشاکر اور ابوسعد الشروی مع اور سرداروں کے جو زیاد سے علیحدہ ہو گئے تھے اس کے پاس آئے تو ابومسلم نے ان سے زیاد کا حال دریافت کیا اور پوچھا کہ کس نے اسے بہکایا ہے' انھوں نے سباع بن النعمان کا نام لیا ابومسلم نے اپنے عامل آمل کو حکم بھیجا کہ تم سباع کے سو درے لگواؤ اور پھر اسے قتل کر دو' چنانچہ اس حکم کی بجا آوری کی گئی۔

زیاد بن صالح کا قتل:

جب زیاد کے ہمراہی سرداروں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ ابومسلم سے جا ملے اس نے بارکشا کے زمیندار کے پاس پناہ لی مگر اس نے زیاد کو اچانک قتل کر دیا اور اس کا سر خود ابومسلم کے پاس لے آیا راوندیوں کی شورش کی وجہ سے جب ابوداؤد ایک طویل مدت تک ابومسلم کے پاس نہ آسکا تو ابومسلم نے اسے لکھا کہ اللہ نے زیاد کا کام تمام کر دیا ہے اب تم کو کسی کا خوف نہ رہا تم اطمینان کے ساتھ واپس آ جاؤ۔ ابوداؤد کس آ گیا' اس نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف بھیجا اور ابن النجاح کو اصبہبذ کے مقابلے کے لیے شاوغر روانہ کیا' ابن النجاح نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شاوغر نے صلح کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔

عیسیٰ بن ماہان کی ابوداؤد کے خلاف شکایت:

اب رہا بسام تو عیسیٰ بن ماہان اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا اتنے میں ابومسلم کو سولہ خط ملے جو عیسیٰ بن ماہان نے کامل بن مظفر ابومسلم کے ایک خاص دوست کو لکھے تھے ان خطوں میں اس نے ابوداؤد کی مذمت کی تھی اور لکھا تھا کہ وہ اپنی قوم اور عربوں کی اور ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں جنھوں نے اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے جنبہ داری کرتا ہے ان کی فرودگاہ میں تریسٹھ خیمے ان لوگوں کے ہیں جو لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیتے اور مزے سے آرام کرتے ہیں۔ ابومسلم نے یہ تمام خط ابوداؤد کو بھیج دیئے اور لکھا کہ یہ اس کافر کے خط ہیں جس کو تم نے اپنے مماثل سمجھ کر اپنی بجائے بھیج رکھا ہے۔ اب تم اسے بھگت لو۔

عیسیٰ بن ماہان کی گرفتاری:

ابوداؤد نے عیسیٰ بن ماہان کو بسام کے مقابلے سے واپس آنے کا حکم بھیجا اور آتے ہی اسے قید کر کے عمر النغم کے حوالے کر دیا جو اس کی قید میں تھا۔ دو تین دن کے بعد اسے بلایا اپنے احسانات اسے یاد دلائے اور یہ کہ اس نے عیسیٰ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر اسے اس اہم خدمت پر مقرر کیا۔ عیسیٰ نے اس کا اقرار کیا۔ ابوداؤد کہنے لگا کیا میرے احسانات کا یہی عوض ہونا چاہیے تھا کہ تو نے میری شکایت لکھی اور میرے قتل کا ارادہ کیا' عیسیٰ نے اس سے قطعی انکار کیا۔ ابوداؤد نے اس کے خط اس کے سامنے ڈال دیئے جن کو وہ پہچان گیا۔

عیسیٰ بن ماہان کا انجام:

ابوداؤد نے اس روز اسے دو حدیں لگوائیں ایک حد حسن بن حمران کے لیے' اس کے بعد کہا کہ میں نے تو تمہاری خطا سے درگذر کیا۔ مگر اب فوج کا معاملہ علیحدہ رہا وہ جیسا مناسب سمجھے گی تمہارے ساتھ سلوک کرے گی۔ یہ بیڑیاں پہنے جب خیموں سے باہر لایا گیا تو حرب بن دینار اور حفص بن دینار' یحییٰ بن حضین کے موالی اس پر جھپٹ پڑے اور گرزوں اور تبروں سے اس پر ضربیں لگائیں جس سے وہ زمین پر گر پڑا' اہل طالقان اور دوسرے لوگوں نے یہ مزید ستم ڈھایا کہ اسے اناج کے بورے میں بند کر کے اتنے گرز مارے کہ وہ مر گیا' ابومسلم مرو آ گیا۔

امیر حج سلیمان بن علی وعمال:

اسی سنہ میں سلیمان بن علی والی بصرہ اور ملحقات بصرہ کی امارت میں حج ہوا۔ عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے۔ عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس مکہ کا والی تھا' زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا ابن

ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے' ابوجعفر منصور جزیرہ کا والی تھا۔ ابوعون مصر پر تھا۔ حمص' قنسرین' بعلبک' غوطہ' حوران' جولان اور اردن پر عبداللہ بن علی تھا بلقاء' اور فلسطین کا والی صالح بن علی تھا۔ اسمٰعیل بن علی موصل کا عامل تھا۔ آرمینیا پر یزید بن اسید' آذربائیجان پر محمد بن صول اور وزیر مال وخزانہ خالد بن برمک تھا۔

١٣٦ھ کے واقعات

ابومسلم کی ابوالعباس سے ملاقات:

اس سال ابومسلم خراسان سے امیرالمؤمنین ابوالعباس سے ملنے عراق آیا۔ ابومسلم نے خراسان سے ابوالعباس سے عراق آنے کی اجازت طلب کی جو منظور ہوئی۔ ابومسلم اہل خراسان وغیرہ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ابوالعباس کے پاس انبار آیا اس کے آنے پر ابوالعباس نے سب کو اس کے استقبال کا حکم دیا لوگوں نے جوش وخروش سے اس کا استقبال کیا۔ انبار آ کر ابومسلم ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالعباس نے اس کی بڑی تعظیم وتکریم کی اس نے ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی ابوالعباس نے کہا کہ اگر اسی سال ابوجعفر حج کے لیے جانے والے نہ ہوتے تو میں تمہیں کو امیر حج مقرر کرتا۔ اس کے بعد ابوالعباس نے اسے اپنے قریب ہی فروکش کیا اور وہ روزانہ ان کے سلام کے لیے آیا کرتا۔

ابوجعفر اور ابومسلم میں کشیدگی:

ابوجعفر اور ابومسلم کے تعلقات خوش گوار نہ تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب ابوالعباس کی خلافت پوری طرح مستقر ہوگئی اور کوئی مخالف نہ رہا تو انہوں نے ابوجعفر کو ابومسلم کی ولایت خراسان کا باقاعدہ فرمان دے کر ابومسلم کے پاس بھیجا جو اس وقت نیشاپور میں تھا نیز یہ ہدایت کی کہ وہ جا کر سب سے ابوالعباس کی خلافت اور ان کے بعد ابوجعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت لے لیں۔ چنانچہ ابومسلم اور تمام خراسانیوں نے حسبہٗ بیعت کر لی۔ ابوجعفر چند روز وہاں مقیم رہے جب سب سے بیعت لے چکے تو واپس آ گئے اس قیام کے اثنا میں ابومسلم نے ابوجعفر کے مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم نہیں کی بلکہ ان کے حق سے استخفاف کیا ابوجعفر نے ابوالعباس سے آ کر اس کی شکایت کی تھی۔

ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا مشورہ:

ابومسلم کے ابوالعباس کے پاس آنے کے بعد ابوجعفر نے ان سے کہا کہ آپ میری بات مانیں اسے قتل کر دیجیے کیونکہ بخدا! میں اس کے چہرے بشرے سے غدر کے آثار ہویدا پاتا ہوں' ابوالعباس کہنے لگے اے میرے بھائی! جو کچھ ابومسلم نے ہمارے لیے کیا ہے اس سے تم واقف ہو ابوجعفر نے کہا کہ حکومت تو ہمارے قبضہ میں آنے والی ہی تھی اگر آپ اس کے بجائے کسی بلی کو بھی مقرر کرتے تو چونکہ یہ حکومت ہماری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی اس لیے وہ بھی وہی خدمات انجام دیتی جو اس نے دیں۔ ابوالعباس نے پوچھا اچھا ہم کیونکر اسے قتل کریں' ابوجعفر نے کہا جب وہ آپ کے پاس آ کر اچھی طرح آپ سے باتوں میں مصروف ہو جائے گا میں پہلے آؤں گا اور اس کی آنکھ بچا کر پیچھے سے اس پر ایسا وار کروں گا کہ وہیں اس کا خاتمہ ہو جائے گا ابوالعباس نے کہا اس کے ساتھیوں کا کیا انتظام ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ وہ لوگ اسے اپنی دین ودنیا ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتے ہیں۔ ابوجعفر کہنے لگے کہ سب باتیں اس

طرح انجام پذیر ہوں گی جیسا آپ چاہتے ہیں جب ان کو اس کے قتل کا علم ہوگا وہ خود منتشر ہو جائیں گے اور کوئی قوت و شوکت ان کی باقی نہ رہے گی' ابوالعباس نے کہا میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں تم اس ارادہ سے باز رہو' ابوجعفر کہنے لگے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر آج ہی آپ نے اس کا خاتمہ نہ کر دیا تو کل یہ خود آپ کا خاتمہ کر دے گا' اس پر ابوالعباس نے کہا اچھا جو تمہاری مرضی۔

ابوالعباس کی ابومسلم کے قتل کی ممانعت:

اس گفتگو کے بعد اور اس کے قتل کا عزم کر کے ابوجعفر ابوالعباس کے پاس سے چلے آئے ان کے جانے کے بعد ابوالعباس کو اپنی اجازت دینے پر ندامت ہوئی اور انھوں نے ابوجعفر سے کہلا کر بھیجا کہ تم ہرگز اس کام کو نہ کرنا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوالعباس نے ابوجعفر کو ابومسلم کے قتل کی اجازت دے دی تو ابومسلم حسب دستور ابوالعباس کے پاس آیا ابوالعباس نے ایک خواجہ سرا کو ابوجعفر کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس نے آ کر دیکھا کہ وہ اپنی تلوار کی گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا امیر المومنین دربار میں بیٹھے ہیں اس نے کہا ابھی برآمد نہیں ہوئے مگر اب باہر آنے کی تیاری کر رہے ہیں اس خواجہ سرا نے ابوالعباس سے آ کر ساری سرگذشت سنائی انہوں نے اسے پھر ابوجعفر کے پاس اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ جس بات کا تم نے ارادہ کیا تھا اسے ہرگز عمل میں نہ لانا۔ چنانچہ ابوجعفر اپنے ارادے سے رک گئے۔

ابومسلم کو فریضہ حج کی اجازت:

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور نے حج ادا کیا ان کے ہمراہ ابومسلم بھی تھا جب ابومسلم نے ابوالعباس کے پاس آنے کا ارادہ کیا اس نے ان سے حج کے لیے آنے کی اجازت مانگی جو منظور ہوگئی ابوالعباس نے یہ بھی ابومسلم کو لکھا کہ تمہارے ساتھ صرف پانچ سو فوج ہو اس کے جواب میں ابومسلم نے لکھا کہ چونکہ میں نے بہت آدمی قتل کیے ہیں اس لیے لوگ میرے خون کے پیاسے ہیں مجھے اپنے قتل کا اندیشہ ہے اتنی جمعیت کافی نہیں ہوسکتی۔ ابوالعباس نے لکھا کہ اچھا ایک ہزار فوج کے ہمراہ آؤ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک تو تم اپنی ہی حکومت کے زیر سایہ رہو گے دوسرے یہ کہ مکہ کا راستہ کسی بڑی فوج کی ضروریات زندگی کی بہم رسانی کا کفیل نہیں ہو سکتا۔ اب ابومسلم خراسان سے آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا جسے اس نے نیشاپور اور رے کے درمیان مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا یہ تمام مال و متاع اور خزائن اپنے ساتھ لے چلا اور اسے رے میں چھوڑ آیا۔ اثناء راہ میں اس نے علاقہ جبل کا خراج وصول کیا اور وہاں سے صرف ایک ہزار فوج کے ساتھ عراق آیا۔ جب انبار میں داخل ہونے لگا تو تمام سرکاری عہدے داروں' اور عوام نے اس کا استقبال کیا پھر اس نے ابوالعباس سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی جسے انہوں نے منظور کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر اس سال ابوجعفر حج کے لیے نہ جاتے ہوتے تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا۔

ابوجعفر کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اسی زمانے میں ابوجعفر جزیرہ کے والی تھے واقدی کا بیان ہے کہ جزیرہ کے ساتھ آرمینیا اور آذربائیجان بھی ان کے تحت تھے' ابوجعفر نے مقاتل بن حکیم العتکی کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر کیا ابوالعباس کے پاس آئے اور ان سے حج کے لیے جانے کی اجازت مانگی' حج کے ارادے سے یہ مکے آئے ابومسلم نے بھی ان کے ہمراہ حج ادا کیا یہ ۱۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ حج کے بعد دونوں عراق روانہ ہوئے یہ بستان اور وہ ذات عراق کے درمیان تھے کہ ابوجعفر کو ابوالعباس کے انتقال کی خبر بذریعہ خط ملی وہ ابومسلم سے ایک منزل آگے تھے'

خط ملتے ہی ابوجعفر نے ابومسلم کو لکھا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ لہٰذا جس قدر جلد ممکن ہو تم میرے پاس آ ؤ' جب قاصد نے آ کر ابومسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی وہ تیزی سے ابوجعفر کی طرف روانہ ہوا اور آ ملا اور اب دونوں ساتھ ساتھ کوفہ چلے۔

عبداللہ بن محمد کی ولی عہدی:

اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی نے اپنے بھائی ابوجعفر کو خلافت کے لیے اپنا ولی عہد بنایا اور ابوجعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کو ولی عہد مقرر کیا اس عہد کو باضابطہ لکھ کر ایک کپڑے میں رکھا اس پر اپنی اور اپنے تمام خاندان کی مہریں ثبت کیں اور پھر اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا۔

ابوالعباس کی وفات:

اسی سال امیر المومنین ابوالعباس نے ۱۳/ ذی الحجہ بروز اتوار مقام انبار میں انتقال کیا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کی موت کا باعث مرض چیچک ہوا۔

ابوالعباس کی عمر و مدت حکومت:

ہشام بن محمد نے ان کی تاریخ وفات ۱۲/ ذی الحجہ بیان کی ہے ان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے' بعض کہتے ہیں کہ ۳۳ سال اور ہشام بن محمد نے ۳۶ سال بیان کی ہے بعض نے ۲۸ سال کہے ہیں۔ مروان کے قتل سے ان کی وفات تک ان کا عہد خلافت ۴ سال ہوا اور ان کی بیعت سے اگر حساب لگایا جائے تو ۴ سال ۸ ماہ ہوتے ہیں' بعض اربابِ سیر نے بجائے آٹھ کے نو ماہ بیان کیے ہیں۔ واقدی نے چار سال آٹھ ماہ بیان کیے ہیں اس میں سے آٹھ ماہ اور چار دن تو مروان سے لڑنے میں گذرے اس کے بعد چار سال یہ بلاشرکتِ غیر خلیفہ رہے۔

ابوالعباس کا حلیہ:

ان کے بال سیاہ اور گھونگر والے تھے' دراز قامت تھے گورا رنگ تھا۔ چونچ دار ناک تھی چہرہ وجیہہ اور خوبصورت اسی طرح داڑھی بھی بھری ہوئی خوبصورت تھی' ان کی ماں ربطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بن الدیان الحارثی تھی' ابوالجہم بن عطیہ ان کا وزیر تھا' ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرانے انبار میں اپنے ہی قصر میں سپرد خاک کیے گئے' بیان کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کے اثاثے میں کل نو جبے' چار قمیصیں' پانچ پاجامے' چار عبائیں اور تین ململ کے عمامے نکلے۔

باب ۳

خلیفہ ابوجعفر المنصور

ابوجعفر منصور کی بیعت:

جس روز ان کے بھائی ابوالعباس نے وفات پائی اسی دن ابوجعفر کے لیے بیعت ہوئی اگرچہ وہ اس وقت مکے میں تھے‘ عیسیٰ بن موسیٰ نے عراق میں ابوجعفر کے لیے بیعت لی اور اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو امیر المومنین کے انتقال اور خود ان کے لیے بیعت کی اطلاع بھیجی‘ علی بن محمد بیان کرتا ہے کہ جب ابوالعباس کا وقت آخر ہوا انہوں نے تمام لوگوں کو عبداللہ بن محمد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کے انتقال کے دن سب نے انبار میں ابوجعفر کی بیعت کر لی‘ عارضی طور پر عیسیٰ بن موسیٰ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور پھر محمد بن الحصین العبدی کے ذریعے ابوجعفر کو جو اس وقت مکہ میں تھے۔ ابوالعباس کی موت اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے روانہ کیا‘ محمد بن الحصین راستے ہی میں ابوجعفر سے ایک ایسے مقام میں جا ملا جسے زکیہ کہتے تھے‘ خط کے موصول ہونے کے بعد ابوجعفر نے سب کو اپنی بیعت کی دعوت دی‘ سب کے ساتھ ابومسلم نے بھی بیعت کی‘ ابوجعفر نے اپنی منزل کا نام پوچھا لوگوں نے زکیہ بتایا اس سے انہوں نے تفاؤل کیا کہ ان شاء اللہ حکومت ہمارے لیے پاک ثابت ہوگی‘ اس کے متعلق دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اس مقام کا نام جہاں انھیں اپنی خلافت کی اطلاع ملی تھی صفیہ تھا۔ انھوں نے اس نام سے تفاؤل لیا اور کہا کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے یہ خلافت پاک صاف ثابت ہوگی‘ علی بن محمد کی روایت کے سلسلے میں جب ابوجعفر کو یہ خبر ملی انھوں نے اسی وقت ابومسلم کو جو ایک چشمہ آب پر فروکش ہوا تھا اور یہ خود ایک منزل اس سے آگے نکل آئے تھے اس کی اطلاع بھیجی اور وہ ان کے پاس چلا آیا۔

ابومسلم خراسانی کا تعزیت نامہ:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابومسلم ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا تھا‘ اور پہلے اسی کو یہ خبر معلوم ہوئی اور پھر اس نے ابوجعفر کو یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اور آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے مجھے ایسی خبر معلوم ہوئی ہے کہ جس نے مجھے فرطِ غم سے پریشان کر دیا ہے اور مجھ پر اس کا اس قدر اثر ہوا ہے کہ کسی اور بات کا نہیں ہوا تھا‘ محمد بن الحصین مجھ سے ملا یہ آپ کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ کے اس خط کو لے کر آ رہا ہے جو انھوں نے امیر المومنین ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کی خبر مرگ دینے کے لیے آپ کو لکھا ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس حادثہ پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے زیور خلافت سے آپ کو آراستہ رکھے اور خلافت آپ کو مبارک کرے آپ کے تمام دوستوں میں آپ کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا‘ ناصح مخلص اور ہمیشہ آپ کی خوشی کے لیے ساعی مجھ سے زیادہ کوئی نہ ہوگا۔ اس خط کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا اس روز اور دوسرے دن ابومسلم رکا رہا اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے اس تاخیر

سے اس کی غرض ابوجعفر کو تخویف تھی''۔

ابوجعفر کو عبداللہ بن علی سے خدشہ:

علی بن محمد کے سلسلے کے مطابق' جب ابومسلم ابوجعفر کے پاس آ کر بیٹھا تو انھوں نے وہ خط اسے دیا اسے پڑھ کر ابومسلم رونے لگا اور اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ اب ابومسلم نے ابوجعفر کو دیکھا جن پر شدید حزن و ملال طاری تھا ان کی کیفیت محسوس کر کے ابومسلم نے کہا کہ اس رنج و غم سے کیا فائدہ' اب خلافت آپ کے لیے ہے انھوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن علی اور شیعان علی رضی اللہ عنہ کے شر سے خائف ہوں ابومسلم کہنے لگا آپ بالکل خوف نہ کریں ان شاء اللہ میں عبداللہ بن علی کو سمجھ لوں گا' تقریباً اس کی تمام فوج اور اکثر سردار خراسانی ہیں اور وہ سب میرے حکم کے تابع ہیں آپ فکر نہ کریں' یہ سن کر ابوجعفر کو بڑا اطمینان ہوا' ابومسلم نے ان کی بیعت کی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کی اور اب یہ دونوں کوفہ آ گئے۔

زیاد بن عبیداللہ کی برطرفی:

ابوجعفر نے زیاد بن عبیداللہ کو مکہ بھیج دیا یہ اس سے قبل ابوالعباس کے عہد میں مکہ اور مدینہ کا والی تھا' بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے مرنے سے پہلے اسے برطرف کر کے اس کی جگہ عباس بن عبداللہ بن محمد بن العباس کو مکہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی سپہ سالاری:

اسی سال عبداللہ بن علی ابوالعباس کے پاس انبار آیا تھا۔ ابوالعباس نے اسے اہل خراسان' شام' جزیرہ اور موصل کی موسم گرما کی مہم کا سپہ سالار بنا کر جہاد کے لیے بھیجا یہ ابھی دلوک ہی پہنچا تھا اور درہ کو عبور نہیں کر سکا تھا کہ اسے ابوالعباس کے مرنے کی خبر ملی۔

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ اور ابوالجہم نے یزید بن زیاد ابوغسان کو منصور کی بیعت کے لیے عبداللہ بن علی کے پاس بھیجا عبداللہ بن علی اپنی فوجوں کو لے کر واپس ہوا اس اثنا میں اپنے لیے بیعت لے لی تھی یہ حران آیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور و عمال:

اس سال ابوجعفر منصور کی امارت میں حج ہوا' یہ جس علاقوں کے والی تھے ہم ان کا ذکر پہلے کر چکے ہیں نیز یہ بھی بیان کر آئے کہ حج کو جاتے ہوئے کس شخص کو انھوں نے اپنا نائب مقرر کیا تھا' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ اور اس کے ملحقات پر سلیمان بن علی والی تھا' عباد بن عبداللہ بن معبد مکہ کا والی تھا اور صالح بن علی مصر کا والی تھا۔

۱۳۷ھ کے واقعات

ابوجعفر کی حیرہ میں آمد:

اس سال منصور ابوجعفر مکہ سے حیرہ آئے یہاں آ کر دیکھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ انبار چلا گیا ہے اور اس نے کوفے پر طلحہ بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اپنا نائب بنایا ہے ابوجعفر کوفہ آئے جمعہ کے دن امامت کی تقریر کی اور کہا کہ میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ ابومسلم بھی حیرہ میں ان سے ملا ابوجعفر انبار آئے اور وہیں اقامت گزیں ہو کر انھوں نے اپنے تمام متعلقین اور ساز و سامان کو وہیں اکٹھا کر لیا۔

علی بن محمد کا بیان:

علی بن محمد راوی ہے کہ ابوجعفر کے آنے سے قبل عیسیٰ بن موسیٰ نے تمام سرکاری بھنڈارخانوں' خزانوں اور دفاتر کو اپنی نگرانی میں لے لیا تھا اس کے بعد ابوجعفر انبار میں اس کے پاس آ گئے اور اس نے سب چیزیں ان کے سپرد کر دیں' تمام لوگوں نے ان کی اور ان کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی' اس کے بعد عیسیٰ نے حکومت کی باگ ابوجعفر کے سپرد کر دی' اس سے قبل ہی عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوغسان یزید بن زیاد ابوالعباس کے حاجب کو عبداللہ بن علی کے پاس ابوجعفر کی بیعت کرنے کے لیے ابوالعباس کی زندگی ہی میں بھیج دیا تھا' اور یہ اس وقت کیا گیا تھا جب کہ ابوالعباس نے سب کو اپنے بعد ابوجعفر کی بیعت کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کا دعویٰ خلافت:

ابوغسان اس وقت عبداللہ بن علی کے پاس آیا جب کہ وہ رومیوں سے جہاد کرنے کے ارادے سے جارہا تھا اور پہاڑی دروں کے دہانوں تک پہنچ چکا تھا۔ جب ابوغسان نے عبداللہ بن علی سے جودلوک نام ایک گاؤں میں فروکش تھا ابوالعباس کی خبر مرگ بیان کی تو اس نے نقیب کو حکم دیا کہ وہ سب لوگوں کو نماز کے لیے ندا دے جب تمام فوجی سردار اور سپاہی اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے وہ خط سنایا جس میں ابوالعباس کی موت کی خبر درج تھی اور پھر اپنی خلافت کی دعوت دی اور کہا کہ جب ابوالعباس مروان بن محمد کے مقابلے پر فوج بھیجنے لگے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو بلا کر مروان کے مقابلے پر جانے کی دعوت دی اور کہا جو اس کے مقابلے کے لیے جائے گا وہی میرا ولی عہد خلافت ہے' میرے علاوہ اور کوئی اس اہم خدمت پر جانے کے لیے آمادہ نہ ہوا میں اسی سمجھوتہ کی بنا پر اس کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور جس طرح میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا اس سے آپ لوگ واقف ہیں۔

عبداللہ بن علی کی بیعت:

ابوغانم الطائی اور خفاف المروزی نے چند اور اہل خراسان کے فوجی سرداروں کے ساتھ کھڑے ہو کر اس بیان کی صداقت پر شہادت دی اور ابوغانم۔ خفاف ابوالاصبع اور دوسرے تمام ان خراسان' شام اور جزیرے کے سرداروں نے جن میں حمید بن قحطبہ' خفاف الجرجانی' حیاش بن حبیب' مخارق بن غفار اور ترار خذا وغیرہ تھے اس کی بیعت کی' اس وقت عبداللہ بن علی تل محمد (ٹیلہ) پر فروکش تھا' بیعت کے بعد وہاں سے کوچ کر کے حران آ کر فروکش ہوا حران میں اس وقت مقاتل العکی حاکم تھا جسے ابوجعفر نے جزیرہ سے ابوالعباس کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوتے وقت اپنے علاقے کا نائب مقرر کیا تھا۔ عبداللہ نے مقاتل سے بیعت لینا چاہی مگر اس نے اسے منظور نہ کیا اور اس کے مقابلے کے لیے قلعہ بند ہو گیا عبداللہ بن علی نے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح چمٹا رہا کہ اسے ہتھیار رکھ دینے پڑے اور پھر عبداللہ بن علی نے اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم کی عبداللہ بن علی پر فوج کشی:

اب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے ابومسلم کو روانہ کیا' جب اسے اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ حران ہی میں ٹھہر گیا' ابوجعفر نے اس کے بارے میں ابومسلم سے کہا تھا کہ اس کا مقابلہ یا تم کر سکتے ہو یا میں کر سکتا ہوں' غرض کہ اب ابومسلم انبار سے عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا' عبداللہ بن علی نے حران میں مدافعت کے تمام سامان فراہم کیے' فوجیں' اسلحہ' سامان خوراک اور چارہ کثیر تعداد میں اکٹھا کیا اپنے گرد خندق بنائی' اسی طرح ابومسلم نے بھی کسی سردار کو نہ چھوڑا اسب کو اپنے ساتھ لیا

اپنے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم الخزاعی کو روانہ کیا جن کے ہمراہ قحطبہ کے دونوں بیٹے حمید اور حسن بھی تھے حمید عبداللہ بن علی کا ساتھ چھوڑ کر ابومسلم سے آ ملا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ عبداللہ اس کو قتل کر دینا چاہتا تھا اس کے ہمراہ ابواسحٰق اور اس کا بھائی ابوحمید اور اس کا بھائی اہل خراسان کی ایک جماعت کے ساتھ نکل آئے' خراسان چھوڑتے وقت ابومسلم نے خالد بن ابراہیم ابوداؤد کو خراسان پر اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

عبداللہ بن علی کی عکی سے مصالحت:

ہیثم نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن علی کو مقاتل کا محاصرہ کیے چالیس راتیں گذری تھیں کہ اسے ابومسلم کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اب تک اسے مقاتل کے مقابلہ پر فتح نہیں ہوئی تھی اسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا ابومسلم اچانک اس پر دھاوا کر دے اسی ڈر سے اس نے عکی کو امان دی' عکی اپنی فوج کے ہمراہ عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا چند ہی روز اس کے ساتھ قیام پذیر رہا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس رقہ بھیج دیا۔

عکی کا قتل:

عکی کے ہمراہ اس کے دو بیٹے بھی تھے عبداللہ نے عثمان کے نام ایک خط لکھ کر عکی کو دے دیا جب یہ عثمان کے پاس آئے اس نے عکی کو تو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس قید کر لیا اس کے بعد جب اسے عبداللہ بن علی اور اہل شام کی نصیبین پر شکست کی اطلاع ملی اس نے ان دونوں کو جیل سے نکال کر قتل کر دیا۔ چونکہ عبداللہ بن علی کو یہ اندیشہ تھا کہ اہل خراسان اس کے وفادار ثابت نہ ہوں گے اس وجہ سے اس نے اپنے کوتوال کے ذریعہ سترہ ہزار خراسانیوں کو قتل کرا دیا۔

حمید بن قحطبہ کے قتل کا حکم:

اسی طرح اس نے حمید بن قحطبہ کو ایک خط دے کر حلب بھیجا' جہاں زفر بن عاصم تھا اس خط میں تحریر تھا کہ جب حمید تمہارے پاس پہنچے فوراً اسے قتل کر دینا۔ حمید اس خط کو لے کر حلب روانہ ہوا اثنائے راہ میں کئی جگہ اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے خط کو لے کر جانا جس کے مضمون سے آگاہی نہ ہو نا تجربہ کاری ہے اس نے طومار توڑ کر خط نکالا اور پڑھا' پڑھنے کے بعد اپنے خاص دوستوں کو بلا کر اس کے مضمون سے آگاہ کیا' ان سے مشورہ لیا اور کہا کہ آپ لوگوں میں سے جو جان بچا کر بھاگنا چاہے وہ میرا ساتھ دے میں تو اب عراق جاتا ہوں اور جو شخص آپ میں سے اتنے طویل سفر کی مشقت نہ برداشت کرنا چاہے اسے اختیار ہے کہ وہ اس راز کو فاش کیے بغیر جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔

حمید بن قحطبہ کی روانگی عراق:

اس تجویز کے بعد اس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کے نعل لگوائے اور اب سفر کے لیے تیار ہوئے یہ سب کو لے کر دشت کی طرف چلا اور بجائے شاہراہ عام کے پگڈنڈی اختیار کی چلتے چلتے رصافہ ہشام واقع شام کی ایک سمت سے گذرے اس وقت رصافہ میں عبداللہ بن علی کا ایک مولیٰ سعید البربری متعین تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ حمید بن قحطبہ عبداللہ بن علی کے خلاف ہو کر ریگستان کی طرف ہو گیا ہے۔ یہ اپنے شہ سواروں کو لے کر اس کے تعاقب میں چلا اور راستے میں کسی جگہ اسے جا لیا اسے دیکھتے ہی حمید نے اپنے گھوڑے کو اس کی طرف پلٹایا اور اس کے پاس آ کر کہنے لگا تم کو کیا ہوا ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے مجھ سے لڑنے میں تمہاری بھلائی نہیں

واپس جاؤ میرے دوستوں کو جو تمہارے بھی دوست ہیں قتل مت کرو اس سے تم کو قطعی کوئی فائدہ نہ ہوگا اس تقریر کو سن کر وہ اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھ گیا اور ان کی مزاحمت کیے بغیر پھر رصافہ اپنی جگہ چلا آیا حمید اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق روانہ ہوا اس کے محافظ دستے کے سردار موسیٰ بن میمون نے اس سے کہا کہ رصافہ میں میری ایک لونڈی ہے میں اسے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس سے مل کر بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ حمید نے اجازت دے دی موسیٰ اس کے پاس آ کر ٹھہرا اور پھر حمید کے پاس جانے کے ارادے سے رصافہ سے روانہ ہوا سعید البرزی عبداللہ بن علی کے مولیٰ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کی حکمتِ عملی:

عبداللہ بن علی آگے بڑھ کر نصیبین میں فروکش ہوا' اس نے اپنے گرد خندق بنالی۔ ابومسلم مقابلہ کے لیے بڑھا۔ ابوجعفر نے اس سے پہلے حسن بن قحطبہ کو جوان کی طرف سے آرمینیا پر ان کا نائب تھا لکھ بھیجا تھا کہ وہ ابومسلم سے آملے چنانچہ حسن بن قحطبہ ابو مسلم کے پاس آ گیا جو اس وقت موصل میں تھا' اب ابومسلم عبداللہ بن علی کے سامنے آ کر ایک سمت میں فروکش ہوا اور پھر اس کا تعرض کیے بغیر اس نے شام کا راستہ لیا اور عبداللہ کو لکھ دیا۔ کہ مجھے نہ تمہارے مقابلہ پر بھیجا گیا ہے اور نہ تم سے لڑنے کا حکم دیا گیا مجھے تو امیر المومنین نے شام کا والی مقرر کیا ہے میں شام جا رہا ہوں۔

اہل شام کی عبداللہ بن علی سے علیحدگی:

اس پر ان شامیوں نے جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے اس سے کہا کہ اس صورت میں کہ ابومسلم ہمارے ملک میں جا رہا ہے جہاں ہمارے بیوی بچے اور اعزا ہیں جن پر اس کا قابو چلے گا انہیں یہ تہ تیغ کر دے گا ہماری اولاد کو لونڈی غلام بنالے گا' ہم کیونکر آپ کا ساتھ دینے کے لیے یہاں قیام کر سکتے ہیں ہم تو اب اپنے گھروں کو جاتے ہیں' وہاں جا کر اپنے اہل وعیال کی مدافعت کریں گے اور اگر ابومسلم ہم سے لڑے گا تو ہم اس سے لڑیں گے' عبداللہ بن علی نے کہا بخدا! اس کا ارادہ شام جانے کا نہیں ہے یہ تو تم ہی سے لڑنے بھیجا گیا ہے اگر تم یہاں ٹھہرو تو وہ ضرور تمہارے مقابلے پر آئے گا۔ مگر اہل شام نے اس کا کہنا نہ مانا اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

ابومسلم خراسانی اور عبداللہ بن علی کی جنگ:

ابومسلم نے آگے بڑھ کر ان کے قریب اپنا پڑاؤ ڈالا' اور عبداللہ بن علی اپنا پڑاؤ چھوڑ کر شام کی طرف روانہ ہوا اس کے جاتے ہی ابومسلم نے اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن علی کا پڑاؤ تھا' قبضہ کر کے اپنا پڑاؤ ڈالا اور مورچے لگائے' نیز آس پاس کے تمام کنوؤں اور چشموں کو اندھا اور خراب کر دیا ان میں مردار جانور ڈال دیئے تاکہ دشمن کو پانی میسر نہ ہو۔

جب اس کی اطلاع عبداللہ بن علی کو ہوئی اس نے اپنے شامی سرداروں سے کہا کہ میں نے تو پہلے ہی آپ لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ ضرور پلٹ آئے گا۔ اب خود عبداللہ بھی واپس ہوا یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے پڑاؤ پر ابومسلم نے پہلے سے قبضہ کر لیا ہے اس نے مجبوراً اس مقام پر چھاؤنی ڈالی جہاں اس سے پہلے ابومسلم کی چھاؤنی تھی' اب جنگ شروع ہوئی پانچ یا چھ ماہ دونوں فریق لڑتے رہے اہل شام کے پاس سوار زیادہ تھے نیز ساز وسامان بھی ان کے پاس بہت عمدہ تھا عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور میسرہ پر حبیب بن سوید الاعدی تھے' عبدالصمد بن علی رسالہ کا سردار تھا۔ اس کے مقابل ابومسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور میسرہ پر ابونصر

خازم بن خزیمہ تھا کئی ماہ تک دونوں حریف مصروف کارزار رہے۔

ہشام بن عمرو التغلبی راوی ہے کہ میں ابومسلم کی فرودگاہ میں تھا ایک دن لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ کون قوم زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ ہی لوگ بیان کریں تاکہ میں بھی سنوں' ایک شخص نے کہا اہل خراسان' دوسرے نے کہا اہل شام' اس پر ابومسلم نے کہا کہ ہر قوم اپنے علاقے میں زیادہ بہادر اور ثابت قدم ہوتی ہے۔

عبداللہ بن علی کا شدید حملہ:

اس کے بعد پھر جنگ شروع ہوئی عبداللہ بن علی کی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ ہمیں اپنی جگہوں سے پسپا کر دیا اس کے بعد وہ پلٹ گئے بعد ازاں عبدالصمد نے رسالہ کے ساتھ ہم پر حملہ کیا اور ہمارے اٹھارہ آدمی قتل کر کے وہ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ پھر اپنی اصل میں جاملا۔ اور اب ان سب نے مل کر اس بے جگری سے ہم پر حملہ کیا کہ ہماری صفیں درہم برہم کر دیں اور ہماری فوج کا بڑا حصہ تاب مقاومت نہ لا کر بے ترتیبی سے پسپا ہوا میں نے ابومسلم سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے گھوڑے کو ایڑ دے کر اس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھوں اور اپنی فوج کو جو شکست کھا کر پسپا ہو رہی ہے پھر واپس آنے کے لیے للکاروں' ابومسلم نے اس کی اجازت دی میں نے ابومسلم سے کہا کہ آپ بھی اپنے گھوڑے کو موڑ یئے اس نے جواب دیا دانشمند ایسے موقع پر کبھی ایسا نہیں کرتے تم خود جا کر اہل خراسان کو للکارو کہ واپس آؤ کیونکہ نتیجہ کے مالک وہی ہوتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں میں نے اسی طرح ان کو آواز دی اور اب وہ پھر مقابلہ پر پلٹ آئے' اس دن ابومسلم نے یہ شعر بطور رجز پڑھا:

مــن کـــان ینـوی اهلــه فـلا رجع فـرمـن الـمـوت و فـی الموت وقع

ترجمہ: ''جو اپنے اہل وعیال کی نیت رکھتا ہے وہ واپس نہ آئے گا جو موت سے بھاگا وہ موت ہی کے منہ میں گرا''۔

ابومسلم کی ہدایات:

اس لڑائی میں ابومسلم کے لیے ایک تخت بنایا گیا تھا جب دونوں فوجیں لڑتیں تو وہ تخت اس کے لیے بچھایا جاتا اور ابومسلم اس پر بیٹھ کر لڑائی کا رنگ ڈھنگ دیکھتا جس حصہ فوج میں کوئی خلل اسے نظر آتا فوراً اسے ہدایت بھیجتا کہ تمہاری سمت میں یہ رخنہ ہو گیا ہے فوراً اس کا تدارک کرو ورنہ دشمن اس میں سے نکل آئے گا اس کے لیے رسالہ آگے بڑھاؤ یا پیچھے ہٹاؤ اس کے قاصد اس کی ہدایات برابر دوسرے سرداران لشکر کو پہنچاتے رہتے تھے اور ان کے جواب لاتے رہتے تھے بہر حال بروز سہ شنبہ ۷/ جمادی الآخر ۱۳۶ یا ۱۳۷ھ فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی ابومسلم نے جب جنگ کا یہ رنگ دیکھا اس نے دشمن کے خلاف یہ چال چلی کہ حسن بن قحطبہ اپنے میمنہ کے سردار کو حکم دیا کہ تم اپنی سمت خالی کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ میسرہ میں شامل کر دو اور سمت میمنہ میں اپنی فوج کے بہادر ترین مدافعین کو چھوڑ دو کہ وہ اس سمت میں صرف مدافعت کرتے رہیں' جب اہل شام نے یہ ترکیب دیکھی انھوں نے اس کے مقابل اپنے میسرہ کو خالی کر کے اس کی بڑی جمعیت کو اپنے میمنہ میں شامل کر دیا جو ابومسلم کے میمنہ کے مقابل متعین تھا۔

عبداللہ بن علی کی شکست:

اس کے بعد ہی ابومسلم نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم قلب فوج کو حکم دو کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان چند آدمیوں کو لے کر جواب تک سمت میمنہ میں موجود تھے اہل شام کے میسرہ پر حملہ کریں اس حکم کی بجا آوری ہوئی اہل قلب نے شامی میسرہ پر اس

بے جگری سے حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے ان کو مقابلے سے مار بھگایا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا میمنہ اور قلب بھی' پسپا ہوا خراسانیوں نے ان کا تعاقب کیا گویا ان پر چڑھے پڑتے تھے اب اہل شام کو کامل شکست ہوگئی' عبداللہ بن علی نے سراقۃ الازدی سے جو اس کے پاس کھڑا تھا پوچھا اب کیا کروں؟ اس نے کہا کہ آپ آخر دم تک ڈٹے رہیے اور لڑیئے یہاں تک کہ آپ قتل ہو جائیں کیونکہ آپ ایسے شخص کا بھاگنا سخت معیوب ہے اور خود آپ نے مروان کو یہ الزام دیا تھا کہ وہ موت سے ڈر کر بھاگ گیا عبداللہ بن علی نے کہا مگر میں عراق جاتا ہوں سراقہ نے کہا میں آپ کے ساتھ ہوں اب اہل شام کو کامل شکست ہوئی اور ان میں عام بھاگڑ پڑی وہ اپنی فرودگاہ کو چھوڑ کر چلتے بنے ابومسلم نے اس پر قبضہ کرلیا اور اس فتح کی خبر ابوجعفر کو بھیجی ابوجعفر نے اپنے مولیٰ ابوالخصیب کو اس لیے کہ وہ عبداللہ بن علی کی فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے لے مقام جنگ پر بھیجا اس سے ابومسلم رنجیدہ ہوا۔

عبداللہ بن علی کی مراجعت بصرہ:

عبداللہ بن علی اور عبدالصمد بن علی چلتے بنے عبدالصمد کوفے آیا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لیے امان کی درخواست کی جسے ابوجعفر نے منظور کرلیا اور عبداللہ بن علی بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس آ کر قیام پذیر ہوگیا۔

ابومسلم نے معافی عام کا اعلان کر دیا اس نے کسی کو اب قتل نہیں کیا اور اپنی فوج کو بھی اہل شام کے تعاقب اور قتل سے روک دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی کے لیے اسمٰعیل بن علی نے امان کی درخواست دی تھی۔

سلیمان بن علی کی عبداللہ بن علی کو امان:

بیان کیا گیا ہے کہ شکست کھا کر عبداللہ اور اس کا بھائی عبدالصمد بن علی رصافہ شام آ گئے تھے۔ عبدالصمد رصافہ میں مقیم تھا کہ منصور کے سوار جہور بن مرار العجلی کی قیادت میں اس کے لیے آئے۔ جہور نے اسے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور پھر ابوجعفر کے مولیٰ ابوالخصیب کے ذریعہ اسے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا' یہ ان کے سامنے پیش کیا گیا انھوں نے اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے حوالے کر دیا' اس نے عبدالصمد کو امان دی اسے عزت کے ساتھ رہا کر دیا نیز عطیہ میں کچھ روپیہ اور لباس دیا۔ البتہ عبداللہ بن علی رصافہ میں صرف ایک رات ٹھہرا صبح اندھیرے میں اپنے خاص سرداروں اور موالیوں کو لے کر رصافہ سے نکل کھڑا اور سلیمان بن علی کے پاس بصرے آ گیا یہ ان دنوں بصرہ کا عامل تھا۔ سلیمان نے انہیں پناہ دی ان کی آؤ بھگت کی یہ جماعت عرصہ تک پوشیدہ طور پر اس کے پاس قیام گزیں رہی۔

اسی سال ابومسلم قتل کیا گیا۔

ابومسلم خراسانی اور ابوالعباس:

۱۳۶ھ میں ابومسلم نے ابوالعباس سے حج کے لیے اجازت طلب کی اور مطلب یہ تھا کہ وہ حج میں خود نماز کی امامت کرے ابوالعباس نے اس کی اجازت دے دی مگر اپنے بھائی ابوجعفر کو جو جزیرہ' آذربائیجان اور آرمینیا کے والی تھے' لکھا کہ ابومسلم نے مجھ سے حج کی اجازت لی ہے میں نے اسے اجازت دے دی ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہاں آ کر وہ مجھ سے درخواست کرے گا کہ اسی کو اس مرتبہ امیر حج بنایا جائے' مناسب یہ ہے کہ تم بھی مجھ سے حج کی اجازت طلب کرو کیونکہ جب تم مکے میں ہو گے تو پھر وہ تمہارے ہوتے اپنے لیے امارت حج کی خواہش نہ کر سکے گا۔ چنانچہ ابوجعفر نے ابوالعباس سے حج کی اجازت مانگی جو منظور کر لی گئی یہ

انبار آ کر ان سے ملے یہ سن کر ابومسلم کہنے لگا کہ اس سال کے علاوہ کیا اور سال نہ تھا جس میں ابوجعفر حج کے لیے جاتے ان کو بھی اسی سال حج کے لیے جانا تھا نیز ان کی طرف سے یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی۔

ابومسلم خراسانی کی داد و دہش:

علی کہتا ہے کہ اپنے علاقے سے آتے ہوئے ابوجعفر نے حسن بن قحطبہ کو اپنا قائم مقام بنایا دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ابوجعفر نے اپنے دودھ شریک یحییٰ بن مسلم بن عروہ کو اپنی جگہ والی مقرر کیا تھا اسود ان کا مولیٰ تھا' اب یہ دونوں کے ساتھ روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ابومسلم کی یہ کیفیت تھی کہ وہ پہاڑی دشوار گذار گھاٹیوں کو درست کراتا اور ہر منزل پر عربوں کو کپڑے تقسیم کرتا' جو اس سے سوال کرتا اسے ضرور دیتا اس نے عربوں کو گدے اور لحاف دیئے' کنوئیں کھدوائے' راستے کو ہموار کیا اس سے ہر طرف اس کی شہرت پھیلی' عرب کہنے لگے کہ اس شخص کے خلاف تو ہم نے بہت سے الزام سنے تھے' مگر اس نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کیا کہ وہ بالکل جھوٹ اور بہتان تھا' غرض کہ اسی طرح داد و دہش کرتا ہوا یہ مکہ آیا یمانی عربوں کو دیکھ کر اس نے نیزک کے پہلو میں ٹھوکا دے کر کہا کہ دیکھو اگر ان کو کوئی چرب زبان جلد آنسو بہانے والا آدمی مل جائے تو یہ کس قدر عمدہ سپاہی ہیں۔

ابومسلم خراسانی کی روانگی عراق:

پہلے بیان کے مطابق جب مناسک حج ادا کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے تو ابومسلم ابوجعفر سے پہلے ہی عراق چل دیا راستے میں اسے ابوالعباس کی موت اور ابوجعفر کے خلیفہ ہونے کی اطلاع خط کے ذریعہ ملی اس نے فوراً ابوجعفر کو ایک خط لکھا جس میں ابوالعباس کی موت پر صرف تعزیت لکھ بھیجی مگر ان کی خلافت پر نہ ان کو مبارک باد دی اور نہ اس منزل پر ٹھہرا رہا تا کہ وہ اس سے آ ملتے اور نہ خود چل کر ان کے پاس آیا۔ اس طرزِ عمل پر ابوجعفر کو سخت غصہ آیا انھوں نے ایک خط سخت لہجے میں ابوایوب سے اسے لکھوایا اسے پڑھ کر ابومسلم نے ابوجعفر کو خلافت کی مبارک باد دی' یزید بن اسید السلمی نے ابوجعفر سے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ راستے میں آپ اور وہ یک جا ہوں کیونکہ تمام لوگ بمنزلہ اس کی سپاہ کے ہیں وہ اس کا بہت زیادہ کہنا مانتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہے' ابوجعفر نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اب وہ ارادتاً پیچھے رہتے گئے اور ابومسلم آگے بڑھتا گیا۔ ابوجعفر نے اپنے آدمیوں کو یک جا ہونے کا حکم دیا وہ سب آگے بڑھ آئے اور جمع ہو گئے انہوں نے اپنے اسلحہ بھی یک جا کر لیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کے فرودگاہ میں اس وقت کل چھ زرہیں تھیں۔

ابومسلم کی عبدالجبار و صالح کے خلاف شکایت:

ابومسلم انبار چلا آیا اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا تا کہ یہ اس کی بیعت کر لے عیسیٰ آ گیا' ابوجعفر کوفہ آ گئے۔ یہاں ان کو عبداللہ بن علی کی بغاوت کا حال معلوم ہوا اسے سن کر وہ یہاں آئے اور یہاں انہوں نے ابومسلم کو اپنے پاس بلا کر عبداللہ بن علی کے مقابلے کے لیے سپہ سالار بنایا ابومسلم نے کہا کہ عبدالجبار بن عبدالرحمٰن اور صالح بن ہیثم مجھ پر تہمتیں عائد کرتے ہیں آپ ان کو قید کر دیجیے' ابوجعفر نے کہا عبدالجبار میرا کوتوال ہے اور اس سے پہلے وہ ابوالعباس کا بھی کوتوال رہا ہے صالح بن ہیثم میرا رضائی بھائی ہے محض تمہارے گمان کی وجہ سے میں ان دونوں کو قید نہیں کرتا۔ اس پر ابومسلم نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہوئے کہ میرے مقابلے میں آپ کے قلب میں ان کی زیادہ وقعت اور جگہ ہے۔ یہ سن کر ابوجعفر برہم ہو گئے ابومسلم کہنے لگا کہ میرا ہرگز مقصد یہ نہ تھا کہ آپ اس طرح برہم

ہو جائیں۔

مسلم بن مغیرہ کا بیان:

مسلم بن مغیرہ بیان کرتا ہے کہ میں آرمینیا میں حسن بن قحطبہ کے پاس تھا۔ جب ابو مسلم شام کی طرف روانہ ہوا ابو جعفر نے حسن کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ابو مسلم کے پاس جا کر اس کے ہمراہ شام جائے اس حکم کی بنا پر ہم لوگ ابو مسلم کے پاس آئے جو اس وقت موصل میں تھا چند روز اس نے یہاں قیام کیا جب اس نے روانگی کا ارادہ کیا میں نے حسن سے کہا کہ آپ تو لڑائی کے لیے جا رہے ہیں اب سر دست آپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں عراق چلا جاؤں اور آپ کے واپس آنے تک وہاں قیام کروں' حسن نے میری درخواست منظور کر لی البتہ یہ کہا کہ جب جانے لگو تو مجھے اطلاع دینا۔

حسن بن قحطبہ کا ابو ایوب کو پیغام:

چنانچہ جب میں تہیہ سفر کر چکا تو میں نے اس سے آ کر کہا کہ اب میں جاتا ہوں آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں' حسن نے کہا تھوڑی دیر کے لیے باہر دروازے پر ٹھہرو میں تم سے آ کر ملتا ہوں' میں باہر نکل کر ٹھہرا رہا حسن نے باہر آ کر مجھ سے کہا کہ میں تمہارے ذریعہ ابو ایوب کو ایک پیام بھیجنا چاہتا ہوں اگر مجھے تم پر کامل اعتماد نہ ہوتا یا مجھے تمہارے اور ابو ایوب کے دوستانہ مراسم کا علم نہ ہوتا تو ہرگز یہ بات تم سے نہ کہتا امید ہے کہ تم اس پیام کو ان تک پہنچا دو گے ان سے کہہ دینا کہ جب سے میں ابو مسلم کے پاس آیا ہوں۔ مجھے اس کی وفاداری میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جب کبھی امیر المومنین کا خط اس کے پاس آتا ہے یہ اسے پڑھ کر اپنا منہ بنا لیتا ہے اور پھر اسے دیکھنے کے لیے ابو نصر کو دے دیتا ہے اور دونوں استہزاءً اس خط کو پڑھ کر ہنستے ہیں میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پیام کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں' میں عراق آ کر ابو ایوب سے ملا میرا خیال تھا کہ میں ایک نئی بات اس سے بیان کروں گا مگر اس پیام کو سن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ ہم خود ابو مسلم کو عبداللہ بن علی سے بھی زیادہ ناقابل اعتبار اور منافق سمجھتے ہیں البتہ ہم دونوں کے لیے ایک بات کی آرزو رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خراسانی عبداللہ بن علی کو اچھا نہیں سمجھتے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انحراف بیعت کے بعد اہل خراسان کی مخالفت کے خوف سے اس نے اپنے کوتوال حیاش بن حبیب کو اہل خراسان کے قتل کا حکم دیا اور اس نے سترہ ہزار خراسانی قتل کر دیے۔

مال غنیمت کے متعلق ابو حفص کا بیان:

ابو حفص الازدی بیان کرتا ہے کہ ابو مسلم عبداللہ بن علی سے لڑا اس نے اسے شکست فاش دی اور اس کی فرودگاہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے اسے ایک محدود احاطہ میں جمع کر دیا' غنیمت میں سونا چاندی زیورات اور جواہرات کثیر مقدار میں فاتحوں کے ہاتھ آئے تھے یہ بیش بہا چیزیں اس احاطہ میں کھلی ہوئی بکھری پڑی تھیں ابو مسلم نے اپنے ایک فوجی عہدہ دار کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا تھا میں اسی عہدہ دار کے دستہ فوج میں تھا اس نے باری باری سے ہمارا پہرہ مقرر کر دیا تھا جو شخص اس احاطہ سے باہر جاتا تھا اس کی جامہ تلاشی ہوتی تھی ایک دن میرے اور ساتھی احاطہ سے باہر گئے میں پیچھے رہ گیا ہمارے سردار نے ان سے مجھے پوچھا انھوں نے کہا کہ ابو حفص احاطہ کے اندر ہے اس نے احاطہ کے دروازے سے مجھے دیکھا میں تاڑ گیا میں نے فوراً اپنے دونوں موزے اتار کر اس کے سامنے جھاڑے وہ اسے دیکھتا رہا' اس کے بعد میں نے اپنا پاجامہ جھٹکا اور کرتے کی آستینیں جھٹک دیں پھر میں نے اپنے

موزے پہن لیے وہ ان سب حرکتوں کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اپنی مجلس میں جا بیٹھا اور اب میں احاطہ سے نکل آیا۔اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم احاطہ میں کیوں رہ گئے تھے میں نے عرض کیا' خیر ہے اس کے بعد اس نے تنہائی میں مجھ سے کہا جو کچھ تم نے کیا میں اسے دیکھتا رہا ہوں ایسا تم نے کیوں کیا میں نے کہا کہ جناب والا اس احاطہ میں ہر طرف موتی اور درہم بکھرے پڑے ہیں ہم ان پر چلتے رہتے ہیں مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کوئی موتی میرے موزے میں آ گیا ہو اس وجہ سے میں نے اپنے جوتے اور جراب دونوں کو اتار کر جھٹک دیا یہ بات اسے بہت پسند آئی' اس نے کہا جاؤ۔اب میری یہ ترکیب رہی کہ میں پہرہ داروں کے ساتھ اس احاطہ میں آتا درہم لیتا اپنے جوتے میں ڈال لیتا اور بیش بہا کپڑے اپنے پیٹ پر لپیٹ لیتا جب ہم سب نکلتے تو میرے اور ساتھیوں کی جامہ تلاشی ہوتی مگر مجھے کوئی نہ پوچھتا اس طرح میں نے بہت سی دولت جمع کر لی مگر موتیوں کو ہاتھ نہ لگایا۔

ابومسلم کا ابوالخصیب کو قتل کرنے کا ارادہ:

عبداللہ بن علی کی ہزیمت کے بعد ابوجعفر نے ابوالخصیب کو ابومسلم کے پاس بھیجا تا کہ یہ مال غنیمت کی فرد تیار کرے یہ بات ابومسلم کو سخت ناگوار گزری اس نے ابوالخصیب پر کوئی الزام عائد کر کے اسے قتل کر دینا چاہا' مگر دوسرے اشخاص نے اس کی سفارش کی اور کہا کہ اس کا کیا قصور ہے یہ تو ایلچی ہے اس پر ابومسلم نے اسے چھوڑ دیا یہ ابوجعفر کے پاس چلا آیا۔دوسرے سرداران فوج نے ابومسلم سے آ کر کہا کہ تم نے عبداللہ بن علی کا خاتمہ کر کے اس کے قیام گاہ پر قبضہ کیا ہے ہمارے حاصل کردہ غنیمت کے متعلق سوال نہیں کیا جا سکتا اس میں سے صرف پانچواں حصہ امیر المومنین کا ہے۔

ابوجعفر کو ابومسلم سے خطرہ:

ابوالخصیب نے ابوجعفر سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کر دینا چاہتا تھا۔ابوجعفر کو خوف پیدا ہوا کہ اب ابومسلم خراسان چلا جائے گا انھوں نے یقطین کے ہاتھ ایک خط اسے بھیجا اور اس میں لکھا کہ میں تم کو مصر و شام کا صوبہ دار مقرر کرتا ہوں یہ تمہارے لیے خراسان کی صوبہ داری سے اچھا ہے مصر پر تم خود کسی اور کو اپنا عامل بنا دو' شام میں خود رہو اس طرح تم امیر المومنین کے قریب ہو جاؤ گے اور وہ تم کو جب بلائیں گے تم جلد ان کے پاس آ سکو گے' خط پڑھ کر ابومسلم برہم ہو گیا کہنے لگا ان کی یہ شان کہ وہ مجھے شام و مصر کی ولایت دیں میں ان کی کیا پروا کرتا ہوں خراسان پر تو میرا قبضہ ہے اور اب میں خراسان جانے کا مصمم عزم رکھتا ہوں یقطین نے ابوجعفر کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔

یقطین بن موسیٰ کی ابومسلم کے خلاف شکایت:

متذکرہ بالا بیان کے علاوہ اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب ابومسلم نے عبداللہ بن علی کی فرودگاہ پر قبضہ کر لیا تو منصور نے یقطین بن موسیٰ کو بھیجا تا کہ وہ اس فرودگاہ کی ہر شے کو اپنے قبضہ میں لے کر ابومسلم اسے ''یک دین'' پکارتا تھا ابومسلم نے اس سے کہا اس کے کیا معنیٰ کہ لڑائی کے لیے تو میں امین سمجھا جاؤں اور مال کے متعلق مجھے خائن سمجھا گیا۔اس کے بعد اس نے ابوجعفر کو گالیاں دیں۔یقطین نے یہ تمام واقعہ ابوجعفر سے آ کر بیان کر دیا۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط:

ابومسلم ابوجعفر کی مخالفت پر کمر باندھ کر جزیرہ سے روانہ ہوا اور ان کے سامنے سے بغیر ان کے پاس آئے خراسان کی طرف

چل دیا۔ ابوجعفر انبار سے مدائن آئے انہوں نے ابومسلم کو لکھا کہ تم میرے پاس آ ؤ اس کے جواب میں ابومسلم نے حسب ذیل خط زاب سے بھیجا جہاں اس نے منزل کی تھی اور وہ اسی شام وہاں سے براہ حلوان روانہ ہونے والا تھا۔ امیر المومنین کا کوئی دشمن ایسا نہ رہا کہ جس پر اللہ نے ان کو قابو نہ دیا ہو۔ ساسانی بادشاہوں سے یہ روایت ہم سنتے آئے ہیں کہ جب فتنہ وشورش فرو ہو جاتے ہیں تو سب سے زیادہ خوف زدہ طبقہ وزراء کا ہوتا ہے' ہم آپ کی قربت پسند نہیں کرتے مگر اسی کے ساتھ جب تک آپ ہمارے ساتھ اپنے عہد کو پورا کرتے رہیں گے ہم بھی آپ کے وفادار رہنا چاہتے ہیں اور آپ کی طاعت وفرماں برداری کے لیے تیار ہیں مگر یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم آپ سے دور رہیں اسی میں سلامتی ہے اگر آپ اس سے خوش ہیں تو ہم آپ کے بہترین غلام ہیں اور اگر آپ اس تجویز کو نہیں مانتے اور اپنے ارادے پر عمل پیرا ہی ہونا چاہتے ہیں تو ایسی صورت میں اپنی جان بچانے کی خاطر اس استوار عہد وفا کو توڑتا ہوں جو میں نے آپ کی وفا کا کیا ہے۔

ابوجعفر کا خط بنام ابومسلم خراسانی:

جب یہ خط منصور کو ملا انہوں نے یہ جواب اسے لکھا: میں نے تمہارے خط کے مفہوم کو سمجھ لیا تمہاری مثال ان منافق وزراء کی نہیں ہے جو اپنے جرائم کی کثرت کی وجہ سے اپنے بادشاہوں کی توجہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کر کے اپنی طرف سے ہٹا دیتے ہیں بے شک ان کی راحت اسی میں ہے کہ وہ جماعت میں اختلاف وانتشار پیدا کرتے رہیں تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کیا' کہاں تم کہاں وہ' تم اپنی اطاعت' اخلاص اور اس حکومت کی گراں بار ذمہ داریوں کے اٹھانے میں اپنی آپ نظیر ہوالبتہ جو شرط تم نے پیش کی ہے میں اس کے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں' میں عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ یہ خط بھیجتا ہوں تاکہ اگر تم میری تحریر کے قبول پر مائل ہو تو اس سے تم کو اطمینان قلب نصیب ہو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو شیطان کے وسوسوں سے بچائے کیونکہ جو خیال تم نے قائم کرلیا ہے اس سے بہتر اسے تمہاری نیت کے بگاڑنے کا ذریعہ ہم دست نہ ہو سکے گا۔

جریر بن یزید کی سفارت:

منصور نے جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ البجلی کو جو اپنی فراست و چرب زبانی میں یکتائے روزگار تھا ابومسلم کے پاس بھیجا یہ اسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا۔ ابومسلم کہا کرتا تھا کہ میں روم میں قتل کیا جاؤں گا کیونکہ نجومی اس کے متعلق یہ حکم لگاتے تھے چنانچہ جب وہ منصور کے پاس آیا تو وہ اس وقت رومیہ میں خیموں میں فروکش تھے لوگوں نے اس کا استقبال کیا' منصور نے اسے اپنا مہمان بنایا اور چند روز اس کی بہت خاطر وتواضع کی۔

ابومسلم کا ابوجعفر کے نام خط:

علی کہتا ہے کہ ابومسلم نے حسب ذیل خط ابوجعفر کو لکھا تھا: اللہ کا فرض سمجھ کر میں نے ایک شخص کو اپنا امام اور دلیل بنایا وہ بڑے پایہ کے عالم اور رسول اللہ ﷺ کے عزیز قریب تھے انہوں نے قرآن سے لاعلمی برتی اور دنیائے حقیر وقلیل کی خاطر انہوں نے قرآن میں تحریف کی ان کی حالت فریب خوردہ کی سی ہوگئی انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار نیام سے باہر نکالوں اور عفو ورحم کو بالکل نظر انداز کر دوں نہ کوئی عذر قبول کروں اور نہ کبھی لغزش کو معاف کروں میں نے یہ سب باتیں آپ کے خاندان کی حکومت کے قیام کے لیے انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے ان لوگوں پر آپ کا حق ثابت کر دیا جو اس سے اب تک جاہل تھے' اس کے بعد اب اللہ نے

مجھے توبہ کی توفیق مرحمت فرما کر اس ہلاکت سے نکال لیا' اگر وہ اسے معاف کر دے تو وہ تو ہمیشہ سے معافی دینے والا ہے اور اگر میرے کرتوت کی بنا پر وہ مجھے ان اعمال کی سزا دے تو دے کیونکہ خداوند عالم ہرگز اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

ابومسلم خراسانی کی سرکشی:

منصور کی مرضی کے خلاف ابومسلم خراسان جانے کے لیے اپنے مستقر سے روانہ ہوا' جب عراق کی سرزمین میں آیا تو منصور بھی انبار سے چل کر مدائن آ گئے' ابومسلم نے حلوان کا راستہ اختیار کیا اور کہنے لگا کہ سب سے اہم واقعات حلوان سے اس طرف طے ہوئے ہیں۔

امراء کے ابومسلم کے نام خط:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن علی' عیسیٰ بن مسلم اور بنی ہاشم سے جو وہاں موجود تھے کہا کہ ابومسلم کو خط لکھیں چنانچہ سب نے اسے خطوط لکھے جن میں اس کی بہت تعظیم کی گئی تھی اور اس کے خدمات کا اعتراف تھا نیز اس سے درخواست تھی کہ جو عہد وفا اس نے اس خاندان سے کیا وہ اسے مدت العمر نباھے اس پر خلیفہ کی طاعت واجب ہے' عذر کے عواقب سے اسے ڈرایا تھا اور اسے ہدایت کی تھی کہ وہ امیر المومنین کے پاس آ کر ان کی خوشنودی حاصل کر لے۔

ابوحمید کی سفارت:

ابوجعفر نے اپنا خط ابوحمید المروزی کے ہاتھ ابومسلم کو بھیجا اور اسے ہدایت کر دی کہ وہ ابومسلم سے انتہائی اطمینان کے ساتھ گفتگو کرے ان کی طرف سے اس کے احسانات کا تشکر ظاہر کرے اور کہہ دے کہ میں اس کو ایسا رفیع درجہ دینے والا ہوں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرنے والا ہوں جو ان کے ساتھ کسی نے نہ کیا ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ وہ راہ راست پر آ کر میرا کہا مان لے اور واپس چلا آئے البتہ اگر وہ واپسی سے انکار کرے تو اس سے کہہ دینا کہ امیر المومنین نے تجھ سے کہا ہے کہ اگر میری اجازت کے بغیر میرے علی الرغم تم چلے گئے اور میرے پاس نہ آئے تو مجھے نہ عباس کا پوتا سمجھنا اور نہ مسلمان سمجھنا اگر میں خود ہی تیرا مقابلہ نہ کروں' اور اس کام کو کسی دوسرے کے سپرد کروں۔ اگر تو سمندر میں پھاندے گا میں سمندر میں کود پڑوں گا اگر تو آگ میں گھسے گا میں تیرے تعاقب میں آگ میں گھس جاؤں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر دوں یا خود اپنی جان دے دوں' مگر جب تک اس کی واپسی سے مایوسی نہ ہو یہ تہدید اس سے نہ کہنا البتہ کسی بھلائی کی اس سے توقع نہ رکھنا۔

ابوحمید اور ابومسلم خراسانی کی گفتگو:

ابوحمید اپنے معتمد علیہ لوگوں کے ساتھ ابومسلم کے پاس حلوان آیا۔ ابوحمید ابو مالک اور دوسرے لوگ ابومسلم کے پاس پہنچے' انھوں نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور کہا کہ مفسد وفتنہ پرداز لوگ امیر المومنین کی جانب سے تمہارے متعلق اس قسم کی باتیں تم سے بیان کر رہے ہیں جو انھوں نے اپنی زبان سے بھی نہیں نکالیں ان کی رائے تمہارے متعلق ان فتنہ پردازوں کے بیان کے بالکل خلاف ہے یہ تم سے حسد رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو امارت وترفہ تم کو حاصل ہے وہ جاتی رہے تم اپنی حالت کو خراب نہ کرو اور ان سے آ کر گفتگو کر لو تم تو امین آل محمد ﷺ مشہور ہو اس دنیاوی امارت' شوکت اور عزت کے مقابلہ میں تمہاری خدمات کا اجر جو تم کو آخرت میں ملے گا کہیں زیادہ ہوگا اس اجر آخرت کو تم ضائع مت کرو اور شیطان کے ورغلانے میں نہ آ جاؤ۔

ابوحمید کی اس تقریر کو سن کر ابومسلم نے کہا اس سے پہلے تو تم نے کبھی اس قسم کی گفتگو مجھ سے نہیں کی تھی اس نے جواب دیا تمہیں نے ہم کو اس تحریک میں شرکت اور اہل بیت یعنی ابوالعباس کی حمایت و طاعت کی دعوت دی تھی اور ہم سے خواہش کی تھی کہ ہم اس تحریک کے مخالفین سے نبرد آزما ہوں تمہیں نے ہم کو مختلف ممالک اور مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پر اس تحریک میں شریک کیا اللہ نے ہم کو ان کی طاعت کے لیے متحد کیا اور ان کی محبت کی خاطر ہمارے قلوب ایک دوسرے سے وابستہ کر دیئے اور ان کی مدد کرا کر اللہ نے ہمیں عزت بخشی ہم نے ان کے ہر فرد سے اسی محبت وخلوص قلب سے ملاقات کی جو اللہ نے ان کے لیے ہمارے دل میں ڈال دی تھی اب ہم پوری طرح سوچ سمجھ کر اور خالص طاعت کے جذبات لیے ہوئے ان کے شہروں میں ان کے پاس آ گئے۔ اب جب کہ ہم اپنی انتہائے غایت اور آرزو کو پہنچ گئے ہیں تم ہماری حالت کو خراب کرنا اور بات کو بگاڑ دینا چاہتے ہو تم نے ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اسے بلا تامل قتل کر دو اور اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو تم مجھے بھی قتل کر دینا۔

ابونصر کا ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ:

ابومسلم نے ابونصر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے مالک اس کی گفتگو تم سن رہے ہو یہ خود اس کی گفتگو نہیں مالک نے کہا آپ اس کی بات پر توجہ نہ فرمایئے واقعی آپ سچ کہتے ہیں یہ خود اس کی اپنی تقریر نہیں ہے آپ اس سے ہرگز خائف نہ ہوں جو اس کے بعد پیش آئے گا وہ اس تقریر کے مفہوم سے زیادہ تکلیف دہ ہے آپ نے جو عزم کیا ہے اسے پورا کیجیے آپ واپس نہ چلئے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ منصور کے پاس جائیں گے وہ ضرور آپ کو قتل کر دے گا آپ کی طرف سے اس کے دل میں ایسی بدگمانی پیدا ہو گئی ہے کہ اب وہ کبھی آپ پر بھروسہ نہیں کرے گا۔

نیزک کا ابومسلم کو رے میں قیام کا مشورہ:

اس کے بعد ابومسلم نے مجلس کے برخواست ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ چلے گئے اس نے نیزک کو بلایا اور کہا کہ بخدا! میں نے مدت العمر میں تم سے زیادہ عقلمند آدمی نہیں دیکھا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے لوگوں کے یہ خط میرے پاس آئے ہیں اور اس وقت جو گفتگو بالمشافہ ہوئی اس سے تم بھی واقف ہو نیزک نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ منصور کے پاس نہ جائیں بلکہ رے چلئے' اور وہاں چل کر قیام کیجیے اس طرح رے اور خراسان کا درمیانی علاقہ آپ کے تصرف میں رہے گا وہاں کے سب لوگ آپ کے حامی ہیں اور وہ آپ کی باقاعدہ فوج کے مثل ہیں وہاں کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا اگر منصور آپ کے ساتھ سیدھا رہے آپ بھی سیدھے رہیے اور اگر فساد پر آمادہ ہو تو آپ کو کوئی خطرہ نہیں کیونکہ آپ اپنی فوج میں کھڑے ہوں گے خراسان آپ کے عقب میں رہے گا اس وقت آپ کو غور کرنے کا کافی موقع ہم دست رہے گا۔ جیسا مناسب نظر آئے کیجیے۔

ابوجعفر کی ابومسلم خراسانی کو دھمکی:

ابومسلم نے ابوحمید کو بلا کر کہا کہ تم اپنے آقا سے جا کر کہہ دو کہ میں ان کے پاس نہیں آتا' ابوحمید نے پوچھا کیا اب مخالفت کا عزم ہی کر لیا ہے؟ اس نے کہا ہاں! ابوحمید نے پھر کہا ایسا نہ کرو مگر ابومسلم نے نہ مانا اور کہا میں ان سے ملنا نہیں چاہتا جب ابوحمید اس کی واپسی سے مایوس ہوا اس نے اب ابوجعفر کی وہ تہدید اس سے کہہ دی' اس پر ابومسلم دیر تک سر جھکائے غور کرتا رہا پھر اس نے ابوحمید سے کہا چلے جاؤ مگر معلوم ہوتا تھا کہ ابوجعفر کی تہدید نے اس کی ہمت توڑ دی ہے اور وہ اس سے مرعوب ہو چکا ہے جس وقت

ابومسلم کی طرف سے ابوجعفر کے خیالات خراب ہوئے انہوں نے ابوداؤد کو جوخراسان میں ابومسلم کا قائم مقام تھا اس کی تمام عمر کے لیے امارت خراسان کا فرمان تقرر اسے براہ راست لکھ بھیجا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابوداؤد نے ابومسلم کو لکھا کہ ہم نے خلفاء اور اہل بیت رسول ﷺ کی نافرمانی کے لیے تمہارے ساتھ خروج نہیں کیا تھا تم اپنے امام کی مخالفت نہ کرو اور بغیر ان کی اجازت کے خراسان واپس نہ آؤ جب ابوحمید سے اس کی گفتگو ہوئی اسی زمانے میں ابوداؤد کا یہ خط ابومسلم کو ملا اس سے اس کے حوصلے اور بھی پست ہو گئے اور وہ سخت مرعوب وخوف زدہ ہوا اس نے ابوحمید اور ابو مالک کو بلا کر کہا کہ اگر چہ میرا یہ ارادہ تھا کہ میں خراسان چلا جاؤں مگر اب میری رائے بدل گئی ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ابواسحٰق کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں اور پھر وہ اپنی رائے آ کر مجھے دے کیونکہ میں ابواسحٰق پر پورا اعتماد کرتا ہوں چنانچہ اس نے ابواسحٰق کو منصور کے پاس بھیج دیا۔

ابواسحٰق کا ابومسلم خراسانی کو مشورہ:

جب یہ ان کی فرودگاہ میں آیا تو بنی ہاشم نے اس کی ہر اس ذریعہ وطریقہ سے جو اسے محبوب تھا اس کی خاطر و مدارات کی ابوجعفر نے اس سے کہا کہ اگر تم اسے واپس لے آؤ تو خراسان کی ولایت تمہاری ہے اس کے علاوہ اسے خلعت وانعام سے سرفراز کیا' ابواسحٰق نے واپس جا کر ابومسلم سے بیان کیا کہ میں نے ان سب کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہیں پائی جو قابل اعتراض ہو وہ سب لوگ آپ کی بڑی قدر ومنزلت کرتے ہیں اور آپ کے لیے وہی چاہتے ہیں جو اپنے لیے چاہتے ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ امیر المومنین کے پاس چل کر ان سے معذرت کر لیجیے اس تقریر کے بعد اب ابومسلم آنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

نیزک کی ابومسلم خراسانی کو نصیحت:

جب نیزک کو اس کی خبر ہوئی اس نے ابومسلم سے اس کی تصدیق چاہی ابومسلم نے اقرار کیا اور یہ شعر اپنی مثال میں سنایا:

ما للرجال مع القضاء محالة ذهب القضاء بحيلة الا قوام

ترجمہ: ''تقدیر کے مقابلے میں انسانوں کی کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی اور تقدیر قوموں کی عقل کو سلب کر لیتی ہے''۔

نیزک کہنے لگا اگر جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو اللہ اس میں آپ کی بھلائی کرے میری صرف یہ بات گرہ میں باندھ لیجیے کہ ان کے پاس جاتے ہی ان کا کام تمام کر دیجیے پھر جس کی چاہے بیعت کر لیجیے کوئی آپ کی مخالفت نہ کرے گا۔

ابوجعفر کا ابومسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ابومسلم نے ابوجعفر کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ ابوایوب کہتا ہے کہ میں ایک دن ابوجعفر کے پاس گیا وہ مقام رومیہ میں ایک اونی خیمہ میں نماز عصر کے بعد مصلی پر بیٹھے تھے' ابومسلم کا خط سامنے رکھا تھا مجھے دیا میں نے اسے پڑھا اس کے بعد کہنے لگے کہ بخدا! جب وہ میرے سامنے آیا میں اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر میں نے اپنے دل میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ میں نے کتابت سیکھی جب اچھی طرح اس کی تحصیل کر لی تو میں خلیفہ کا میر منشی ہو گیا اب لوگوں میں یہ فساد کی باتیں پیدا ہو گئیں اگر ابومسلم قتل کر دیا گیا تو اس کے پیرو اس کے قتل کو ہرگز خاموشی سے گوارا نہ کریں گے وہ نہ اس شخص کو زندہ چھوڑیں گے اور نہ کسی دوسرے ان سے راہ رکھنے والے کو زندہ چھوڑیں گے' اس خوف سے میری نیند جاتی رہی پھر میں نے اپنے دل سے کہا کہ شاید ابومسلم بے خوف وخطر معمولی طرح چلا آئے تو ابوجعفر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں ورنہ اگر وہ خطرے کو محسوس کر کے اپنی

حفاظت کے سامان ساتھ لے کر آیا تو پھر تو یہ کام بغیر سخت فساد اور شر کے رو براہ ہوتا مشکل نظر آتا ہے کیوں نہ کوئی تدبیر سوچوں۔

ابوایوب کی حکمت عملی:

میں نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اس سے پوچھا تم میرے احسانات کا اعتراف کرتے ہو اس نے کہا بدل و جان' میں نے کہا میں ایک ایسا عہدہ دیتا ہوں کہ جس سے اس قدر آمدنی تم کو ہوگی جتنی کل عراق کے مالک کی ہوتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ تم میرے بھائی حاتم بن ابی سلیمان کو اپنے ساتھ شریک کر لو اور اسے نصف حصہ دینا اس نے اسے منظور کر لیا اس شرط کے لگانے سے میرا مدعا یہ تھا کہ اسے اس قدر کثیر النفع تجویز کے متعلق کوئی شک نہ پیدا ہو بلکہ وہ اسے صحیح سمجھ کر اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے اب میں نے اس سے کہا کہ کسکر کی آمدنی سال اوّل میں اس قدر رہوئی تھی امسال اس کے مقابلہ میں دو چند ہے میں چاہتا ہوں کہ سال گذشتہ کی آمدنی پر اس کا قبالہ تمہارے نام کر دوں' یا تشخیص لگان کے بغیر امانتاً تمہارے اجارے میں دے دوں تم کو اتنی آمدنی ہوگی کہ اٹھائے نہ اٹھے گی اس نے مجھ سے کہا مگر اتنا روپیہ دھڑوت کے لیے میں کہاں سے لاؤں میں نے کہا تم ابومسلم کے پاس جاؤ اس سے ملو اور کہو کہ وہ اپنی ضروریات میں جہاں اور رقم خرچ کرتا ہے اسی میں سے کسکر کی سال اوّل کی آمدنی کے مساوی رقم دے دے کیونکہ امیر المومنین کا ارادہ ہے کہ وہ ابومسلم کو ان کے پاس آتے ہی عراق کا والی مقرر کر دیں اور اس طرح اسے اور خود اپنے کو اس خلفشار سے سکون دیں' اس نے کہا مگر امیر المومنین مجھے اس سے ملنے کی اجازت کیوں دینے لگے میں نے کہا میں تمہارے لیے اجازت لے لوں گا۔

سلمہ بن سعید اور ابومسلم خراسانی:

میں ابوجعفر کے پاس آیا ان سے اصل حقیقت بیان کی' انھوں نے مجھے سلمہ کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے اندر بلایا ابوجعفر نے اس سے کہا کہ ابوایوب نے تمہارے لیے اجازت مانگی ہے کیا تم ابومسلم سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا اچھا تم کو اجازت دی جاتی ہے اس سے میرا اسلام کہہ دینا اور کہنا کہ ہم ان کے مشتاق ہیں۔

سلمہ ابومسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کے متعلق بہت ہی عمدہ رائے رکھتے ہیں' اس سے اسے اطمنان ہوا ورنہ اس سے پہلے وہ پریشان و غمگین نظر آتا تھا جب سلمہ نے اس سے آکر وہ بات کہی جس کے لیے وہ ابومسلم کے پاس آیا تھا تو ابومسلم بہت خوش ہوا اور ابوجعفر کے پاس آنے تک برابر خوش رہا۔

ابومسلم خراسانی کا استقبال:

ابوایوب راوی ہے کہ جب ابومسلم مدائن کے قریب آگیا امیر المومنین نے حکم دیا کہ سب اس کا استقبال کریں چنانچہ تمام سرکاری عہدہ داروں نے اس کا استقبال کیا سر شام ابومسلم مدائن آگیا میں نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا وہ اپنے خیمہ میں مصلّٰی پر بیٹھے تھے کہ ابومسلم اسی شام کو آپ کے پاس آنا چاہتا ہے آپ اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں' ابوجعفر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھتے ہی اسے قتل کر دوں میں نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس وقت ایسا نہ کیجیے وجہ اس کی یہ ہے کہ اور بہت سے لوگ اس وقت اس کے ساتھ ہوں گے اور چونکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا تھا اگر وہ آپ کے پاس آکر باہر نہ جائے گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ فساد برپا ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ اس وقت آنے کے بعد آپ اسے واپس جانے کی

اجازت دیجیے گا اور جب کل صبح وہ آپ کے پاس آئے اس وقت جو مناسب سمجھ میں آئے کیجیے گا' اس مشورہ سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ اس وقت اس کے ساتھیوں کے شر سے اپنے تئیں اپنی ساری جماعت اور امیر المومنین کو محفوظ رکھا جائے اسی شام کو ابو مسلم امیر المومنین سے ملنے آیا مجرا بجالایا' مؤدب ان کے سامنے کھڑا رہا اس کے بعد ابوجعفر نے اس سے کہا اے عبدالرحمٰن واپس جا کر 3
آرام کرو اور سفر کی وجہ سے بدن پر میل کچیل آ گیا ہو گا غسل کرو اور کل صبح میرے پاس آنا' ابو مسلم اپنی قیام گاہ چلا آیا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔

عثمان بن نہیک کو ابوجعفر کا حکم:

ابو مسلم کے جانے کے بعد امیر المومنین نے مجھ پر بہتان لگایا کہ تم نے یہ موقع کھو دیا جب کہ وہ میرے سامنے مؤدب کھڑا تھا اس سے بہتر اس کے قتل کرنے کا کیا موقع ہوتا معلوم نہیں آج رات میں وہ کیا فتنہ برپا کر دے' میں اپنی قیام گاہ کو واپس آ گیا اور علی الصباح ان کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی انھوں نے کہا دور ہو تو نے کل مجھے اس کے قتل سے روک دیا میں اسی فکر میں ساری رات سو نہ سکا انھوں نے مجھے خوب گالیاں دیں بلکہ اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں یہ مجھی کو قتل نہ کرا دیں اس کے بعد انھوں نے عثمان بن نہیک کے بلانے کا حکم دیا میں نے اسے آواز دی' امیر المومنین نے اس سے پوچھا کیا تم کو میرے احسانات کی سپاس گذاری ہے اس نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں اپنی تلوار کی نوک پر اپنا بوجھ ڈال دوں یہاں تک کہ وہ آر پار ہو جائے تو میں ایسا بھی کرنے کے لیے تیار ہوں انھوں نے کہا اچھا اگر میں تم کو ابو مسلم کے قتل کا حکم دوں تو کیا کرو گے' عثمان تھوڑی دیر تک سر جھکائے خاموش کھڑا رہا میں نے کہا کہتے کیوں نہیں اس پر اس نے دبے الفاظ میں کہا جی ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کا منصوبہ:

امیر المومنین نے اسے حکم دیا کہ جاؤ اور محافظ دستہ کے چار بڑے دلیر اور سخت جوانمرد انتخاب کر کے لاؤ جب یہ نکل کر جانے لگا اور سراپردہ کے قریب گیا تھا کہ اسے پھر آواز دی اور واپس بلایا اور کہا تم بیٹھ جاؤ اور اپنے کسی معتمد علیہ شخص کو بھیج کر اپنے چار بھروسہ کے سپاہیوں کو بلا منگواؤ' عثمان نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تو جا کر ابن داج' ابو حنیفہ اور دو سپاہیوں کو بلا لا جب یہ لوگ آ گئے تو امیر المومنین نے ان سے بھی وہی خواہش کی جو عثمان سے کی تھی انھوں نے کہا ہم اسے قتل کر دیں گے ابوجعفر نے انھیں رواق کے عقب میں چھپ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور کہا جب میں تالی بجاؤں تم فوراً نکل کر اسے قتل کر دینا۔

ابو مسلم خراسانی کی طلبی:

اس انتظام کے بعد اب ابوجعفر نے پے در پے کئی آدمی اس کے بلانے کے لیے بھیجے انھوں نے آ کر کہا کہ وہ سوار ہو چکا ہے اتنے میں ایک خدمت گار نے آ کر بیان کیا کہ وہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس ملنے آیا ہے میں نے امیر المومنین سے کہا' اگر اجازت مرحمت ہو تو باہر فرودگاہ کا ایک چکر لگا آؤں اور دیکھوں کہ لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں آیا کسی کو ہمارے اس ارادے کی بھنک تو نہیں ملی یا کسی نے راز فاش تو نہیں کر دیا انھوں نے کہا اچھا جاؤ میں ان کے پاس سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازے ہی پر ابو مسلم مجھے اندر جاتا ہوا ملا مجھے دیکھ کر مسکرایا میں نے خود اسے سلام کیا وہ اندر چلا آیا واپس آ کر میں نے دیکھا کہ وہ زمین پر مقتول پڑا ہے امیر المومنین نے اس کے قتل میں میری واپسی کا بھی انتظار نہیں کیا' ابوالجہم نے جب اسے آ کر مقتول پایا تو اظہار افسوس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون

پڑھا میں نے اس سے کہا تمہیں نے اس کے مخالف ہو جانے پر اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور اب قتل کے بعد اظہار رنج وافسوس کرتے ہو اس سے تم نے ایک بے خبر شخص کو اپنے حقیقی جذبات سے واقف کر دیا اس کے بعد اس نے جو گفتگو کی وہ اس قدر قرین مصلحت اور برمحل تھی کہ مدت العمر اس نے ایسی گفتگو نہیں کی پھر کہنے لگا امیر المومنین حکم ہو تو ان سب لوگوں کو واپس بھیج دوں انہوں نے کہا مناسب ہے۔

ابوالجہم کا ابوجعفر کو مشورہ:

ابوالجہم نے کہا تو بہتر یہ ہے کہ آپ خدمت گاروں کو حکم دیں کہ وہ آپ کے خیموں میں سے بستر وفرش اور دوسرا سامان معیشت کسی دوسرے خیمہ میں منتقل کریں چنانچہ ابوجعفر نے اس کے مطابق حکم دے دیا اور اب فرش وبستر وغیرہ اس طرح نکالا جانے لگا کہ گویا کسی اور خیمہ کو اس کے رہنے اور آرام کرنے کے لیے درست کیا جا رہا ہے اب ابوالجہم نے باہر نکل کر اس کے تمام ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مقام واپس جائیں امیر (ابومسلم) امیر المومنین کے پاس دوپہر کو آرام کرنا چاہتے ہیں اس بیان کے ساتھ جب انہوں نے بستر وفرش بھی منتقل ہوتا دیکھا انہیں اس کے کہنے پر یقین آ گیا وہ سب چلے گئے اور اپنے ہتھیار کھول دیئے ابوجعفر نے ان سب کو ان کے مقررہ انعام وخلعت سے سرفراز کیا اور ابواسحٰق کو ایک لاکھ دیئے' ابوایوب کہتا ہے کہ خود امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ جب ابومسلم میرے سامنے آیا میں نے اسے سخت سست کہا اور پھر گالیاں دیں اس وقت عثمان نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اب شبیب بن داج اور اس کے ساتھیوں نے پردہ سے نکل کر اس پر ایک ساتھ وار کیے وہ زمین پر گر پڑا جب تلواریں اس پر پڑنے لگیں تو مجھ سے کہنے لگا امیر المومنین مجھے معافی دیجیے میں نے کہا حرامزادے اب معافی مانگتا ہے جب کہ چاروں طرف سے تلواریں پڑ رہی ہیں میں نے کہا اسے ذبح کر ڈالو ان سب نے اسے ذبح کر دیا۔

ابوحفص الازدی کا بیان:

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ میں ابومسلم کے ساتھ تھا ابواسحٰق اس کے پاس ابوجعفر کے پاس سے بنی ہاشم کے خط لے کر آیا اور اس نے بیان کیا کہ ان لوگوں کی رائے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ تم کو اندیشہ ہے ہر شخص تمہاری اتنی ہی عزت ومنزلت کرتا ہے جتنی خلیفہ وقت کی اور وہ تمہارے احسانات کے معترف ہیں۔

ابومسلم کی ابونصر کو ہدایت:

ابواسحٰق کے کہنے پر یقین کر کے ابومسلم مدائن روانہ ہوا اس نے ابونصر کو اپنے مال ومتاع کی حفاظت کے لیے اپنے مقام پر چھوڑا اور کہا کہ میرے خط کے آنے تک تم یہاں ٹھہرے رہو اس نے کہا کہ ایک نشانی مقرر کر کے مجھے بتایا جائے تا کہ اس سے میں آپ کا خط پہچان لوں' ابومسلم نے کہا اگر میرے خط پر میری نصف مہر ثبت ہو تو سمجھنا کہ میں نے لکھا ہے اور اگر پوری مہر ہو تو سمجھ لینا کہ نہ میں نے اسے لکھا ہے اور نہ خود مہر ثبت کی ہے۔

جب یہ مدائن کے قریب پہنچا اس وقت بھی اس کے ایک فوجی سردار نے اسے آداب بجا لا کر عرض کیا کہ میرا کہا مانئے اور واپس چلئے' کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ کو دیکھتے ہی وہ آپ کو قتل کر دے گا۔ ابومسلم نے کہا میں ان کے بالکل نزدیک پہنچ گیا ہوں اب واپس جانا اچھا نہیں سمجھتا۔

ابومسلم اور ابوالخصیب کی ملاقات:

غرض کہ ابومسلم تین ہزار فوج کے ہمراہ مدائن آیا اپنی بڑی جمعیت کو حلوان چھوڑ آیا۔ ابوجعفر سے ملنے آیا انھوں نے اس دن اسے واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ دوسرے دن ان سے ملنے کے لیے جانے لگا' راستے میں ابوالخصیب نے اس سے آ کر ملاقات کی اور کہا چونکہ ابھی امیر المومنین مصروف ہیں آپ ذرا توقف فرمائیں تا کہ آپ تخلیہ میں ان سے ملیں۔

ابومسلم خراسانی اور عیسیٰ بن موسیٰ:

یہ وقت گزارنے عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈیرے آ گیا یہ عیسیٰ کو محبوب رکھتا تھا عیسیٰ نے اس کے لیے ناشتہ منگوایا دوسری طرف امیر المومنین نے ربیع سے کہا (یہ اس زمانے میں ابوالخصیب کا خدمت گار تھا) تو جا دیکھ کسی کو اس کی خبر نہ ہو اور ابومسلم سے کہہ کہ مرزوق نے آپ کو یہ پیام بھیجا ہے کہ اگر آپ امیر المومنین سے تنہائی میں ملنا چاہتے ہوں تو فوراً تشریف لایئے یہ سنتے ہی ابومسلم اٹھا اور سوار ہوا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم چلو مگر جب تک میں نہ آؤں اندر جانے کی عجلت نہ کرنا میں بھی تمہارے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلوں گا۔ عیسیٰ کو وضو کرنے میں دیر ہوگئی ابومسلم اندر چلا گیا اور عیسیٰ کے آنے سے پہلے ہی قتل کر دیا گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا اظہارِ افسوس:

اب عیسیٰ بھی آیا اس وقت ابومسلم ایک عبا میں لپٹا ہوا پڑا تھا اس نے پوچھا کہ ابومسلم کہاں ہے ابوجعفر نے کہا اس چادر میں لپٹا ہوا ہے عیسیٰ نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا ابوجعفر کہنے لگے چپ رہو آج ہی وہ دن ہے جب کہ حقیقی معنی میں حکومت واقتدار تم کو نصیب ہوا ہے اس کے بعد اس کی نعش دجلہ میں پھینک دی گئی۔

ابومسلم خراسانی سے جواب طلبی:

ابوحفص کہتا ہے کہ امیر المومنین نے عثمان بن نہیک اور چار اور محافظ دستے کے سپاہیوں کو بلا کر حکم دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم دشمن خدا کو قتل کر دینا۔

ابومسلم کے سامنے آتے ہی ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ وہ دونوں تلواریں کہاں ہیں جو تم کو عبداللہ بن علی کے سامان میں ملی تھیں اس نے کہا ایک تو یہ ہے جو میرے اوپر معلق ہے ابوجعفر نے کہا مجھے دکھاؤ اس نے نیام سے کھینچ کر انہیں دی انھوں نے اسے حرکت دے کر اپنی مسند کے نیچے رکھ لیا اور اب اس پر عتاب کرنے لگے پوچھا تو نے ابوالعباس کو وہ خط کیوں لکھا تھا جس میں ان کو افتادہ زمینوں پر قبضہ کرنے سے منع کیا تھا تو ہمیں شریعت سکھانا چاہتا تھا ابومسلم نے کہا میرا خیال تھا کہ ان پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہے میرے خط کے جواب میں انہوں نے مجھے خط لکھا جسے پڑھ کر مجھے معلوم ہوا کہ امیر المومنین اور ان کے اہل خاندان علم کا مخزن ومعدن ہیں' ابوجعفر نے سوال کیا تم مکے سے واپس آتے وقت راستے میں مجھ سے آگے کیوں بڑھ گئے تھے اس نے کہا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ میں اور آپ ایک ہی چشمہ آب پر منزل کریں کیونکہ اس سے اور لوگوں کو تکلیف ہوتی اس بنا پر میں محض سہولت کی وجہ سے آپ کے آگے بڑھ گیا تھا۔ ابوجعفر نے سوال کیا جب ابوالعباس کے مرنے کی اطلاع تجھے ہوئی اور حسین نے تجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ تو میرے پاس آ جائے تو نے اس سے کہا کہ ہم واپس نہیں جاتے آگے بڑھتے ہیں اور پھر دیکھا جائے گا تو اپنی راہ ہولیا نہ تو نے اپنی منزل پر قیام کیا کہ ہم تیرے پاس پہنچ جاتے اور نہ تو میرے پاس واپس آیا۔ ابومسلم نے کہا میں اس کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں

کہ یہ بات میں نے محض لوگوں کی سہولت کی خاطر کی تھی اور یہ خیال کیا تھا کہ آپ سے پہلے ہم کوفہ پہنچ جائیں اس سے آپ کی مخالفت مقصود نہ تھی۔ ابوجعفر نے کہا تو نے عبداللہ بن علی کی جاریہ کو اپنے تصرف میں لانا چاہا تھا ابومسلم نے کہا میرا ہرگز یہ مقصد نہ تھا' بلکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ کھو نہ جائے اس وجہ سے میں نے اسے ایک بلند کوٹھے پر اتار دیا ہے' اور ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دیئے ہیں۔ ابوجعفر نے سوال کیا اس کا کیا جواب ہے کہ تو نے میرے حکم کی تحقیر کی اور میری مرضی کے خلاف خراسان روانہ ہو گیا اس نے کہا چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ آپ میری طرف سے بدظن ہو گئے ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے خراسان جاؤں اور وہاں سے آپ کو اپنے خراسان آنے کی معذرت لکھ بھیجوں اور اس سے ہرگز میرا مقصد وہ نہ تھا جس کی بنا پر آپ مجھ سے بدظن ہو گئے کہ میں آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو گیا ہوں' ابوجعفر کہنے لگے کہ آج کا ایسا دن مجھ پر کبھی نہیں گذرا اور تیری ان باتوں سے میرا غضب اور بڑھ گیا' اس کے بعد انھوں نے تالی بجائی اس کے ساتھ ہی لوگوں نے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا عثمان اور اس کے آدمیوں نے تلواروں سے اس کا کام تمام کر دیا۔

عبدالرحمٰن سے جواب طلبی و قتل:

یزید بن اسید کہتا ہے کہ امیر المومنین منصور نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن پر عتاب کیا اور پوچھا کہ وہ مال اور روپیہ کہاں ہے جو تو نے حران میں جمع کیا تھا اس نے کہا کہ اسے میں نے فوج کی حالت درست کرنے کے لیے خرچ کر دیا اور ان کی تقویت کے لیے انہیں دے دیا۔ میں نے پوچھا میری ضد پر تو خراسان کیوں جا رہا تھا اس نے کہا یہ نہ پوچھئے میں اب خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر مجھے طیش آ گیا میں نے اسے گالیاں دیں اب سپاہیوں نے عقب سے نکل کر اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم خراسانی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے درخواست:

متذکرۂ بالا بیان کے علاوہ بیان کیا جاتا ہے کہ قتل کے دن ابومسلم نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں اس نے جواب دیا تم آگے چلو اور تمہاری حفاظت میرے ذمہ ہے' ابومسلم ابوجعفر کے خیمہ میں آ گیا۔ اس سے پہلے ابوجعفر نے عثمان بن نہیک اپنے صاحب حرس کو ہدایت کر دی تھی اس نے شبیب بن داج المروزی ایک سپاہی اور ابوحنیفہ' حرب بن قیس کو اس کے قتل کے لیے مستعد رکھا تھا ابوجعفر نے ان سے کہہ دیا تھا کہ جب میں تالی بجاؤں تم اپنا کام کر دینا ابومسلم کو اندر آنے کی اجازت دی گئی۔

محمد البخاری کے خلاف ابوجعفر سے شکایت:

اس نے محمد البخاری دربان سے پوچھا کیا خبر ہے' اس نے کہا خیریت ہے آپ اپنی تلوار مجھے دے دیجیے ابومسلم نے کہا پہلے تو میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا تھا اس پر دربان نے کہا جو اسلحہ آپ لگا کر آئے ہیں وہ سب یہیں اتار دیجیے۔ ابومسلم نے اس طرز عمل کی ابوجعفر سے اندر جا کر شکایت کی انہوں نے کہا جس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے اللہ اس کا برا کرے۔

ابومسلم خراسانی پر عتاب:

اس کے بعد انہوں نے اس کی طرف پلٹ کر اس پر اپنا عتاب شروع کیا اور کہا کیا تو نے یہ بدتہذیبی نہیں کی کہ اپنے خط کی ابتداء اپنے نام سے کی اور کیا تو نے امینہ بنت علی کے لیے پیام نہیں دیا تو اس بات کا مدعی ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا

ہے۔تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کر دیا حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ ہماری اس دعوت میں تیری شرکت سے پہلے وہ پوری طرح اس تحریک میں ہمارا سچا معاون اور ہمارا خاص داعی تھا' ابو مسلم نے کہا وہ ہماری مخالفت کرنا چاہتا تھا اور اس نے میری حکم عدولی کی تھی اس وجہ سے میں نے اسے قتل کر دیا ابوجعفر نے کہا حالانکہ ہم جیسی کچھ اس کی عظمت و وقعت کرتے تھے اس سے تو باخبر تھا پھر بھی تو نے اسے قتل کر دیا اب تو میری حکم عدولی کر رہا ہے اور میری مخالفت پر کمربستہ ہے خدا مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں' ابوجعفر نے گرز سے اس پر ضرب لگائی اتنے میں شبیب اور حرب نے نکل کر اسے قتل کر دیا یہ ۲۵/ شعبان ۱۳۷ھ کا واقعہ ہے۔

ابو مسلم نے اپنے زمانہ اقتدار اور لڑائیوں میں چھ لاکھ انسانوں کو قتل کیا تھا۔

ابو مسلم خراسانی کا قتل:

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابوجعفر ابو مسلم پر عتاب کرنے لگے اور کہا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا تو اس نے کہا پھر ان جانفشانیوں اور خدمات کے بعد جو میں نے آپ کی حکومت کے قیام کے لیے کی ہیں آپ کو ان باتوں کا مجھ سے کہنے کا حق نہیں' ابوجعفر نے کہا اے خبیث عورت کے جنے! اگر کوئی کم عمر چھوکری بھی تیری جگہ ہوتی تو وہ اپنے فرض کو سرانجام دیتی تو نے جو کچھ کیا وہ ہمارے اقبال اور خوش بختی کی وجہ سے کیا اگر یہی کام تو اپنی خاطر کرتا تو تجھے ذرا سی بھی کامیابی نہ ہوتی' تو نے اپنے خط کو اپنے نام سے شروع کیا اور مجھ سے امینہ بنت علی کی نسبت اپنے ساتھ چاہی تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کے بیٹے ہونے کا مدعی ہے تو بام عروج کی کٹھن منزل پر چڑھ گیا ہے ابو مسلم ان کا غصہ فرو کرنے کے لیے ان کا ہاتھ لے کر اسے ملنے اور چومنے لگا اور معذرت کرنے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عثمان بن نہیک نے پہلے آہستہ سے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کا صرف پرتلہ کٹ گیا ابو مسلم اس میں الجھ گیا اب شبیب بن داج نے ایک ہاتھ میں اس کا پاؤں قطع کر دیا اس کے اور لوگوں نے متواتر اس پر وار کیے اور قتل کر دیا منصور اس اثناء میں برابر ان کو للکارتا رہا۔ مارو مارو' بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے وار پر ابو مسلم نے ابوجعفر سے کہا امیر المومنین آپ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لیے میری جاں بخشی کیجیے' منصور نے کہا اللہ مجھے ہلاک کر دے گا اگر میں اب تجھ کو چھوڑ دوں تجھ سے بڑھ کر میرا دشمن کون ہوگا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو ابوجعفر کی نصیحت:

اس کے قتل کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ منصور کے پاس آیا اس نے پوچھا امیر المومنین ابو مسلم کہاں ہے انھوں نے کہا ابھی تو یہیں تھا۔عیسیٰ نے کہا آپ واقف ہیں کہ وہ ہمارا کیسا مخلص اطاعت شعار ہے۔امام ابراہیم اسے بہت اچھا سمجھتے تھے۔منصور کہنے لگے اے احمق! بخدا سارے روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی تیرا دشمن نہ تھا یہ دیکھ وہ اس بستر میں لپٹا ہوا پڑا ہے اسے مقتول دیکھ کر عیسیٰ نے اظہار افسوس میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔عیسیٰ کے دل میں ابو مسلم کی خاص وقعت تھی اور وہ اسے بہت اچھا سمجھتا تھا مگر منصور نے اس سے کہا کہ تمہاری تو عقل جاتی رہی ہے کیا ابو مسلم کے ہوتے ہوئے تم کو کسی قسم کا بھی اقتدار حاصل تھا۔

ابو مسلم خراسانی کے متعلق جعفر بن حنظلہ کی رائے:

اس کے بعد انھوں نے جعفر بن حنظلہ سے بلا کر پوچھا کہ تم ابو مسلم کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا اگر امیر المومنین۔اس کے سر کا صرف ایک بال لے کر مجھے دیں تو میں اسے بھی برابر قتل کرتا جاؤں گا۔منصور نے کہا اللہ تمہارا بھلا کرے اٹھو اور ابو مسلم کو دیکھو

جب اس نے ابومسلم کو مقتول پایا تو کہنے لگا کہ صحیح معنی میں آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کریں۔

اسمٰعیل بن علی اور ابوجعفر منصور کی گفتگو:

اس کے بعد اسمٰعیل بن علی کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اس نے سامنے آ کر بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ آپ نے ایک مینڈھا ذبح کیا ہے اور میں نے اسے اپنے قدموں سے روندا ہے منصور نے کہا اے ابوالحسن تمہاری آنکھ میٹھی نیند سوئے اٹھو اور اپنے خواب کی تصدیق کر لو اللہ نے فاسق کو قتل کر دیا ہے اسمٰعیل اٹھ کر اس جگہ گیا۔ جہاں ابومسلم مقتول پڑا تھا اور اس نے اپنے قدموں سے اسے روندا۔

ابوجعفر کا ابواسحٰق و ابونصر کے قتل کا ارادہ:

اس کے بعد منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ ابواسحٰق ابومسلم کے صاحب حرس اور ابونصر اس کے کوتوال کو بھی قتل کر دے مگر ابوالجہم نے اس بارے میں منصور کو سمجھایا کہ ابومسلم کی فوج دراصل آپ ہی کی فوج ہے آپ ہی نے اس فوج کو ابومسلم کی اطاعت کا حکم دیا تھا اسی وجہ سے اس نے اس کی اطاعت کی۔

ابواسحٰق کی اطاعت:

منصور نے ابواسحٰق کو بلایا' یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا ابومسلم اسے دکھائی نہیں دیا منصور نے اس سے پوچھا تم نے بھی تو میری مخالفت کے لیے دشمن خدا ابومسلم کی اتباع کی تھی۔ وہ چپ رہا اور ابومسلم کے ڈر سے وہ ادھر ادھر دیکھتا رہا' منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس سے کہا کہ جو کہنا چاہتے ہو کہو اللہ نے اس فاسق کا کام تمام کر دیا ہے پھر حکم دیا کہ اسے اس کی پارہ پارہ شدہ نعش دکھاؤ اس کے دیکھتے ہی ابواسحٰق سجدے میں گر پڑا' اور بہت دیر تک سربسجود رہا' منصور نے کہا سر اٹھاؤ اور کہو کیا کہنا چاہتے ہو اس نے یہ کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے آج مجھے تیری طرف سے بے خطر کر دیا جب سے کہ میں اس کے پاس آ کر اس کے ساتھ ہوا تھا آج تک مجھے اس کی طرف سے کبھی ایک دن کے لیے بھی اطمینان نہیں ملا میں نے اپنے اہل و عیال کو وصیت بھی کر دی تھی اور حنوط لگائے کفن پہنے رہتا تھا چنانچہ جب اس نے اپنے جسم کے ظاہری کپڑے اٹھائے' تو معلوم ہوا کہ ان کے نیچے نئے کتاں کے کپڑے موجود ہیں جن میں خوشبو بسی ہوئی ہے۔ یہ حال دیکھ کر ابوجعفر کو اس پر رحم آیا کہنے لگے' اپنے خلیفہ کی طاعت خلوص نیت سے قبول کرو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو اس فاسق سے بچایا اور اطمینان دلایا' نیز یہ بھی کہا کہ اس جمعیت کو یہاں سے ہٹا دو۔

مالک بن الہیثم کا عذر:

اس کے بعد انھوں نے مالک بن الہیثم کو بلا کر اسی قسم کی باتیں کیں اس نے یہی عذر پیش کیا کہ آپ ہی کے حکم سے ہم اس کی اطاعت کرتے تھے اور محض آپ کی خوشنودی کے لیے سب لوگ اس سے ڈرتے تھے اور اس کی خدمت کرتے تھے اور میں خود تو ابومسلم کی صورت دیکھنے سے بھی پہلے سے آپ کے خاندان کا حلقہ بگوش اور عقیدت کیش رہا ہوں' منصور نے اس کی معذرت کو قبول کیا اور اسے بھی ابواسحٰق کی طرح یہی حکم دیا کہ ابومسلم کی فوج کو یہاں سے ہٹا دے۔

ابوجعفر کا ابواسحٰق کو انتباہ:

اس کے علاوہ ابوجعفر نے ابومسلم کے اور کئی سرداروں کو بلا کر ان کو بیش بہا خلعت و انعام دیا اسی طرح ان کی تمام فوج کو انعام بانٹا۔ وہ خوش ہو کر واپس جانے لگے مگر کہتے جاتے تھے کہ ہم نے اپنے آقا کو روپیہ کے عوض فروخت کر دیا' اس کے بعد ابوجعفر نے ابواسحٰق سے بلا کر کہہ دیا کہ یاد رکھو اگر اس فوج میں سے کسی نے میرے خیموں کی ایک رسی بھی کاٹ دی تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا اور پھر ان کے خلاف بھی پوری طاقت صرف کر دوں گا' ابواسحٰق نے ان سے جا کر کہا اے کتو خاموشی کے ساتھ واپس چلو۔

ابونصر کے نام جعلی خط:

ابوحفص الازدی راوی ہے کہ ابومسلم کے قتل کے بعد ابوجعفر نے ابونصر کو ابومسلم کی طرف سے ایک خط لکھا اس میں اسے حکم دیا کہ تم میرا اسارا مال ومتاع اور ہر وہ شے لے کر جو میں وہاں چھوڑ آیا ہوں یہاں چلے آ ؤ اس خط پر ابومسلم کی مہر ثبت کر دی' ابونصر نے جب دیکھا کہ مہر کا نقش پورا طبع ہوا ہے وہ سمجھ گیا کہ یہ ابومسلم کا لکھا ہوا خط نہیں ہے اس ۔نے قاصدوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ تمہاری کارستانی ہے اس کے بعد وہ خراسان کے ارادے سے ہمدان کی طرف چل پڑا۔

ابونصر کی گرفتاری:

ابوجعفر نے شہرزور کی ولایت کا فرمان ابونصر کو لکھ بھیجا مگر یہ فرمان اسے اس وقت ملا جب کہ وہ شہرزور سے خراسان روانہ ہو چکا تھا جب ان کو اس کا علم ہوا انھوں نے زہیر بن الترکی عامل ہمدان کو حکم بھیجا کہ اگر ابونصر تمہارے علاقے سے گزرے اسے قید کر دینا یہ خط زہیر کو ہمدان میں موجودگی ہی میں مل گیا اس نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ یہ زہیر بنی خزاعۃ کا مولیٰ تھا۔

ابونصر اور ابراہیم بن عریف کی گفتگو:

ایک دن ابونصر ابراہیم بن عریف کے سامنے جو اس کے اخیافی بھائی کا بیٹا تھا قلعہ کی فصیل پر برآمد ہوا اور کہا' اے ابراہیم تو اپنے چچا کو قتل کرتا ہے اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں' اب زہیر نے قلعہ کی دیوار پر نمودار ہو کر ابراہیم سے کہا دیکھو میں حکم کا بندہ ہوں بخدا! میں ان کو دنیا میں سب سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہوں مگر مجبور ہوں امیرالمومنین کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اگر تم میں سے کسی ایک نے ایک تیر بھی چلایا تو میں ان کا سر کاٹ کر یہاں سے تمہارے پاس پھینک دوں گا۔

ابونصر کی رہائی:

اس کے بعد ابوجعفر نے زہیر کو ایک دوسرا خط لکھا اس میں ہدایت کی کہ اگر تم نے ابونصر کو گرفتار کر لیا ہو تو اسے قتل کر دو مگر اس حکم کے آنے سے پہلے ہی اس کے تقرر کا فرمان جو پہلے ارسال کیا گیا تھا ایک قاصد اس کے پاس لے کر پہنچا چونکہ زہیر خود ابونصر کا طرف دار تھا اس نے اس فرمان کے آتے ہی اسے رہا کر دیا۔ ابونصر ہمدان سے چل دیا' اس فرمان کے آنے کے دوسرے دن زہیر کو ابوجعفر کا وہ خط ملا جس میں اسے ابونصر کے قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اسے پڑھ کر اس نے کہا کہ میں اب کیا کروں چونکہ اس کے تقرر کا فرمان میرے پاس پہلے آ چکا تھا میں نے اسے رہا کر دیا۔

ابونصر کا کردار:

ابونصر ابوجعفر کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا تمہیں نے ابومسلم کو خراسان چلے جانے کا مشورہ دیا تھا اس نے جواب دیا یہ

درست ہے چونکہ اس نے میرے ساتھ بہت احسان کیے تھے جب اس نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا اگر جناب والا بھی مجھ پر احسان فرمائیں تو میں آپ کا بھی سچا بہی خواہ اور مخلص رہوں گا اور ہمیشہ شکر گزار رہوں گا' ابوجعفر نے اسے معاف کر دیا چنانچہ راوندیہ جماعت کی شورش کے وقت ابونصر قصر کے دروازے پر موجود تھا اس نے کہا میں آج دربانی کی خدمت انجام دوں گا جب تک میں زندہ رہوں کوئی شخص قصر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ابوجعفر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قصر کے دروازے پر حفاظت کے لیے موجود ہے اس سے انہیں اس کے خلوص کا ثبوت مل گیا۔

مالک بن ہیثم کی گرفتاری ورہائی:

بیان کیا گیا ہے کہ جب مالک بن ہیثم ہمذان کی طرف روانہ ہو گیا تو ابوجعفر نے زہیر بن ترکی کو لکھا کہ اگر مالک کو تو نے روک نہ لیا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا' زہیر نے مالک سے آ کر کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے' اگر آپ تشریف لائیں گے تو میری عزت افزائی ہوگی مالک نے دعوت کے لیے اس کے گھر جانے کا اقرار کر لیا اس نے چالیس آدمیوں کو چن کر دو ایسے کمروں میں چھپا دیا جس سے دعوت کے کمرے میں راستہ تھا۔ جب مالک وہاں آ گیا تو زہیر نے ادہم کو آواز دی کہ جلد کھانا لاؤ اس کی آواز سنتے ہی وہ چالیس آدمی نکل کر مالک پر جھپٹے اس کی مشکیں باندھ لیں اور پھر دونوں پیروں میں بیڑیاں ڈال کر اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے معافی دے دی اور موصل کا عامل مقرر کر دیا۔

سنباذ کی بغاوت:

اسی سال منصور نے ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اسے لکھ بھیجا' نیز اسی سال خراسان میں ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے سنباذ نے خروج کیا۔

سنباذ نیشاپور کے ایک گاؤں اہن نام کا رہنے والا مجوسی تھا جب اس نے اپنی بغاوت کی علت ظاہر کی ہزاروں آدمی اس کے ساتھ مرنے مارنے کے لیے آمادہ ہوئے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ ابومسلم کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص اس کا ساختہ پرداختہ تھا' خروج کرتے ہی اس نے نیشاپور' قومس اور رے پر قبضہ کر لیا فیروز اصبہبذ اس کا نام تھا' رے پہنچ کر اس نے ابومسلم کے تمام اندوختہ خزانوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ یہ وہ خزائن تھے جو ابومسلم ابوالعباس کے پاس جانے کے وقت رے چھوڑ گیا تھا اس کے اکثر پیرو اہل جبال تھے۔

سنباذ کا قتل:

ابوجعفر نے جہور بن مرار العجلی کو دس ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا ہمذان اور رے کے درمیان دشت کے کنارے فریقین میں لڑائی ہوئی' شدید جنگ کے بعد سنباذ کو شکست فاش ہوئی اس شکست میں تقریباً اس کے ساٹھ ہزار آدمی مارے گئے اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اس کے بعد خود سنباذ کو لودان الطبوی نے طبرستان اور قومس کے درمیان قتل کر دیا منصور نے طبرستان کی ریاست پر ونداہرمزین القرخان کو مقرر کر دیا' سنباذ کے خروج سے اس کے قتل تک ستر راتیں گذری تھیں۔

ملبد بن حرملہ شیبانی کا خروج:

اسی سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کر کے جزیرہ کی ایک سمت میں خارجیوں کا شعار بلند کیا جزیرے کی قائم سوارہ

فوج جس کی تعداد ایک ہزار بیان کی جاتی ہے اس کے مقابلے پر گئی ملبد ان سے لڑا اس نے انہیں مار بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے' اس کے بعد موصل کی قائم فوج مقابلہ پر گئی ملبد نے اسے بھی شکست دی پھر یزید بن حاتم المہلبی اس کے مقابلے پر آیا شدید لڑائی کے بعد ملبد نے اسے شکست دی اور اس کی ایک جاریہ کو جس سے وہ متمتع ہوتا تھا پکڑ لیا نیز اس نے یزید کے ایک فوجی سردار کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اپنے آزاد کردہ غلام مہلل بن صفوان کو دو ہزار منتخب سپاہی دے کر اس کے مقابلے پر بھیجا ملبد نے انھیں بھی مار بھگایا ان کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس کے بعد منصور نے زیاد بن مشکانی کو ایک بڑی فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اب منصور نے صالح بن صبیح کو ایک بہت بڑی فوج اور کثیر رسالہ دے کر جو تمام ساز و سامان جنگ سے پوری طرح آراستہ تھا اس کے مقابلے کے لیے بھیجا ملبد نے اسے بھی شکست دی۔ اب خود حمید بن قحطبہ جزیرہ کا ناظم اس کے مقابلے کے لیے گیا' ملبد اس سے بھی لڑا اور اسے بھی شکست دی حمید اس کے خوف سے قلعہ بند ہو گیا پھر اس نے ایک لاکھ درہم اسے اس لیے دیئے تاکہ وہ اس کے مقابلے سے رک جائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ملبد کا خروج اور تحکیم ۱۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال:

چونکہ اس سال لوگ سنباذ کے قضیہ میں مصروف رہے اس وجہ سے موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی گئی واقدی وغیرہ کے قول کے مطابق اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو موصل کا والی تھا' فریضہ حج ادا ہوا' اسی سال زیاد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا عباس بن معبد مکے کا والی تھا۔ حج ختم ہوتے ہی عباس کا انتقال ہو گیا اسمٰعیل نے اس کے علاقے کو بھی زیاد بن عبداللہ کے ماتحت کر دیا اور اس تقرر کی منصور نے بھی توثیق کر دی' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا والی تھا' سلیمان بن علی بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا عمر بن عامر السلمی بصرہ کے قاضی تھے' ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا' حمید بن قحطبہ موصل کا والی تھا۔ صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس مصر کا صوبہ دار تھا۔

۱۳۸ھ کے واقعات

صالح بن علی اور عباس بن محمد کا جہاد:

اس سال قسطنطین شاہ روم بزور شمشیر ملطیہ میں در آیا' اس نے شہر کی فصیل گرا دی اور تمام جنگجو آبادی اور ان کے اہل و عیال کو خارج البلد کر دیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ موسم گرما میں کفار سے جہاد کرنے صالح بن علی بن عبداللہ کے گیا صالح نے اسے چالیس ہزار دینار دیئے' اسی جماعت کے ہمراہ عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بھی تھا اسے بھی اس نے چالیس ہزار دینار دیئے۔ شہر ملطیہ کا جو حصہ بادشاہ روم نے توڑ دیا تھا صالح نے اسے پھر بنا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح اور عباس جہاد کے لیے ۱۳۹ھ میں ملطیہ گئے تھے۔

جھور بن مرار کی بغاوت و قتل:

اس سال عبداللہ بن علی نے جو اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس بصرہ میں مقیم تھا ابوجعفر کی بیعت کر لی۔ اس سال جھور بن

مرارالعجلی نے منصور سے بغاوت کر دی۔

بیان کیا گیا ہے کہ سنباذ کو شکست دے کر جہور نے اس کے پڑاؤ کی ہر شے پر قبضہ کر لیا۔ اس میں ابومسلم کے وہ خزائن بھی تھے جن کو وہ رے چھوڑ آیا تھا' اس نے اس روپیہ کو منصور کے پاس نہیں بھیجا تھا اور اب اس کے خوف سے اس نے بغاوت ہی کر دی منصور نے محمد بن الاشعث الخزاعی کو ایک زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ محمد اس سے آ کر لڑا نہایت ہی خونریز معرکہ جدل وقتال گرم رہا جہور کے ساتھ منتخب مشہور بہادر عجمی سردار زیاد اور دلاستانج بھی تھے آخر کار جہور اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل شکست ہوئی ان کے ہزار ہا آدمی مارے گئے' زیاد اور دلاستانج گرفتار کر لیے گئے جہور بھاگ کر آذر بائیجان چلا گیا پھر اس لڑائی کے کچھ روز بعد اسباذرو میں گرفتار کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

ملبد خارجی کا عبدالعزیز پر حملہ:

اسی سال ملبد الخارجی مارا گیا۔ جب اس نے حمید کو بھی شکست دے کر قلعہ بند ہونے پر مجبور کر دیا تو ابوجعفر نے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن' عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے بھائی کو اس کے مقابلے پر بھیجا اور زیاد بن مشکان کو اس کے ساتھ کیا' ملبد نے سو شہ سوار اس کے عقب میں ایک کمین گاہ میں متعین کر دیئے ان میں لڑائی شروع ہوئی' ان شہ سواروں نے عقب سے نکل کر عبدالعزیز پر دھاوا کر کے اسے مار بھگایا اور اس کے اکثر سپاہیوں کو قتل کر دیا۔

خازم بن خزیمہ کی ملبد خارجی پر فوج کشی:

اس مرتبہ ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مروذی ترکوں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل آ کر فروکش ہوا اور یہاں سے اس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی مزدوروں کے ساتھ دے کر ملبد کی طرف بھیجے یہ جماعت ملبد آئی یہاں انھوں نے خندق بنائی اپنے سردار کی فوج کے لیے منڈیاں قائم کیں ملبد کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فرودگاہ چھوڑ کر ملبد آیا اور خازم کی ساختہ خندق پر قبضہ کر کے وہیں اس نے پڑاؤ کر دیا۔

ملبد خارجی کی پیش قدمی:

جب اس کی اطلاع خازم کو ہوئی وہ موصل کے مضافات میں حریز نام ایک قصبہ میں آ کر فروکش ہوا اس کی اطلاع ملبد کو ہوئی اس نے ملبد سے دجلہ کو عبور کر لیا اور اب اس طرف سے موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے وہ خازم کی طرف چلا اس کی اس پیش قدمی کی اطلاع ایک طرف خازم اور دوسری طرف اسمٰعیل والی موصل کو ہوئی اس نے خازم کو حکم دیا کہ تم فوراً اپنے پڑاؤ سے واپس آ و اور موصل کے پل سے دجلہ کو عبور کرو۔

خازم بن خزیمہ اور ملبد خارجی کی جنگ:

خازم نے اس تجویز کو نہ مانا بلکہ اپنی فرودگاہ کے سامنے ہی دریا پر پل باندھ کر ملبد کے مقابلہ کے لیے اس نے دجلہ کو عبور کیا اس کی فوج کے مقدمہ اور طلیعہ پر نضلۃ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی سردار تھا۔ میمنہ پر زہیر بن محمد العامری متعین تھا اور میسرہ پر ابوحماد الابرص بنی سلیم کا مولیٰ مقرر تھا' خود خازم قلب فوج میں بڑھ رہا تھا اب یہ حالت ہوئی کہ حریفوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابل ایک ہی سمت میں رات تک چلتی رہیں۔ رات ہوتے ہی وہ ساری رات ایک دوسرے کے مقابلے پر بغیر لڑے ٹھہرے۔ صبح کو

جو بدھ کا دن تھا ملبد اور اس کے ساتھی پرگنہ خرہ کی طرف چلے' خازم اور اس کی فوج بھی ان کے ساتھ ساتھ بڑھی اور اسی طرح پھر رات ہوگئی اب جمعرات کے دن ملبد اور اس کی فوج نے کچھ اس طرح چلنا شروع کیا۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ خازم کے مقابلے سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہے یہ رنگ دیکھتے ہی خازم اپنی فوج کو لے کر خندق چھوڑ کر ان کے تعاقب کے لیے چلا مقام حسک پر خازم نے اپنے اور اپنی فوج کے گرد خندق بنالی تھی اس جماعت کے خندق چھوڑتے ہی خارجی ان پر پلٹ پڑے خازم نے بھی اس چال کو بھانپ لیا اس نے حسک کو اپنے اور حملہ آوروں کے درمیان آڑ رکھ کر مقابلہ شروع کیا خارجیوں نے خازم کے میمنہ پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اسے بالکل درہم برہم کر کے الٹ دیا اس کے بعد انہوں نے خازم کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کا بھی یہی حشر کیا' خارجی قلب تک پہنچ گئے جہاں خازم موجود تھا' انہیں دیکھتے ہی خازم نے اپنے سپاہیوں کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا وہ اتر پڑے انہیں دیکھ کر ملبد اور اس کے ساتھی بھی پیدل ہو گئے۔ خارجیوں نے اپنے تمام سواری کے گھوڑے ذبح کر دیئے اور تلواریں لے کر حریف پر ٹوٹ پڑے ایسی شمشیر زنی کی کہ تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئیں۔

ملبد خارجی اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

جنگ شروع ہوتے ہی خازم نے نضلہ کو ہدایت کر دی تھی' کہ جب اس قدر غبار چھا جائے کہ ہم ایک دوسرے کو نہ دکھائی دینے لگیں۔ اس وقت تم چپکے سے میدان مصاف سے کھسک جانا اپنے اور ساتھیوں کے گھوڑوں پر جا کر سوار ہونا اور پھر دشمن پر تیر اندازی کرنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا خازم کے سپاہی میمنہ اور میسرہ سے پلٹ کر یہاں آ گئے انہوں نے ملبد اور اس کی فوج پر تیروں کا مینہ برسا دیا ملبد ان آٹھ سو آدمیوں کے ہمراہ جو میدان کارزار میں پا پیادہ لڑ رہے تھے مارا گیا اور تقریباً اس کے تین سو آدمی وہ مارے گئے جو ابھی گھوڑوں سے اترنے نہ پائے تھے' باقی جو بچے انہوں نے راہ گریز اختیار کی نضلہ نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امیر حج فضل بن صالح وعامل:

واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق اس سال فضل بن صالح بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا یہ حج کرنے کے ارادے سے اپنے باپ کے پاس سے شام سے حجاز روانہ ہوا راستے میں اسے امیر المومنین کا فرمان مل گیا جس میں اسے امیر حج مقرر کیا تھا یہ مدینے سے گذرا اور وہیں اس نے احرام حج باندھا۔

اس سال زیاد بن عبیداللہ مدینہ' مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقے کا والی تھا بصرہ اور اس کے توابع کا والی سلیمان بن علی تھا سوار بن عبداللہ بصرے کے قاضی تھے' ابوداؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا اور مصر کا صوبہ دار صالح بن علی تھا۔

۱۳۹ھ کے واقعات

اُم عیسیٰ اور لبابہ کی جہاد میں شرکت:

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد ملطیہ میں قیام پذیر رہے اور جب ان کی از سر نو تعمیر مکمل ہوگئی تو یہ دونوں خدمت کے درے موسم گرما کی مہم لے کر رومیوں کے علاقے میں گھس پڑے صالح کے ہمراہ ان کی دو بہنیں ام عیسیٰ اور لبابہ علی کی بیٹیاں بھی جہاد میں شریک تھیں انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی سلطنت ختم ہوگئی تو یہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی' ان کے علاوہ جعفر بن حنظلۃ البہرانی ملطیہ کے درے سے جہاد کے لیے بڑھا۔

مسلم قیدیوں کی زرفدیہ پر رہائی:

اس سال منصور اور بادشاہ روم میں فدیہ کا معاہدہ ہوا جس کی رو سے منصور نے ان تمام مسلمانوں کو جو رومیوں کی قید میں تھے فدیہ دے کر رہا کرالیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد ۱۴۶ھ تک کوئی لڑائی رومیوں سے اس وجہ سے نہ ہوسکی کہ منصور عبداللہ بن الحسن کے بیٹوں کی شورش کے قضیہ میں رہے' مگر بعض ارباب سیر کہتے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں حسن بن قحطبہ نے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام کی قیادت میں ایک مہم جہاد کے لیے بھیجی تھی' اس کے مقابلے کے لیے شاہ روم ایک لاکھ فوج کے ساتھ جیجان آ کر فروکش ہوا۔ مگر جب اسے مسلمانوں کی فوج کی کثرت کا علم ہوا اس نے ان کو نہیں چھیڑا البتہ اس کے بعد پھر ۱۴۶ھ تک کوئی مہم جہاد کے لیے نہ بھیجی جاسکی۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ کی سپین میں امارت:

اس سال عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اندلس گیا۔ اہل اندلس نے اسے اپنا بادشاہ بنا کر حکومت اس کے سپرد کردی چنانچہ آج تک اسی کا خاندان اندلس پر فرماں روا چلا آتا ہے۔ اسی سال ابوجعفر نے مسجد حرام کی توسیع کی۔ چونکہ اس سال پیداوار بہت فراواں ہوئی تھی اس وجہ سے اسی سال کو سنۃ الخصیب کہتے ہیں۔

سلیمان بن علی کی معزولی:

اس سال منصور نے سلیمان بن علی کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کردیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ۱۴۰ھ میں اسے معزول کیا گیا' اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا بروز چہار شنبہ نصف ماہ رمضان میں اس نے اپنی اس خدمت کا جائزہ لیا اس کے برسر ولایت آتے ہی عبداللہ بن علی اور اس کے ساتھی اپنی جان کے خوف سے روپوش ہوگئے۔

عبداللہ بن علی کی طلبی:

ابوجعفر کو اس کی اطلاع ہوگئی انہوں نے سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹوں کو حکم بھیجا کہ تم فوراً عبداللہ بن علی کو میرے پاس بھیج دو اس حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ نہیں اس لیے اس معاملہ میں تاخیر نہ ہونے پائے اور میں تم دونوں سے عبداللہ بن علی کو امان دینے کا جس طرح تم چاہو اور جس طرح تم کو اعتماد آسکے عہد کرتا ہوں' نیز انھوں نے سفیان بن معاویہ اپنے جدید والی کو بھی اس حکم کی

اطلاع دے دی اور اسے ہدایت کی کہ وہ خود ان دونوں کو اصرار کر کے مع عبداللہ بن علی اور اس کے خاص لوگوں کو میرے پاس بھیجنے پر آمادہ کرے چنانچہ سلیمان اور عیسیٰ' عبداللہ بن علی اس کے تمام سرداروں' خاص دوستوں اور موالیوں کو لے کر ۱۸/ ذی الحجہ جمعرات کے دن ابوجعفر کے پاس آئے۔

اسی سال ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو مع اس کے ساتھیوں کے قید کر دینے کا حکم دیا اور بعض کو قتل کر دینے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن علی کی گرفتاری:

جب سلیمان اور عیسیٰ بن علی کے بیٹے ابوجعفر کے پاس آئے ابوجعفر نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی انھوں نے عرض کیا کہ عبداللہ بن علی بھی حاضر ہے آپ اسے اندر آنے کی اجازت دیں ابوجعفر نے ان کی یہ درخواست قبول کی مگر دیر تک انہیں اپنے ساتھ باتوں میں مشغول رکھا' اس سے پہلے ہی انہوں نے عبداللہ بن علی کو اپنے قصر میں قید کر دینے کا انتظام کر لیا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ جب سلیمان اور علی میرے پاس اندر چلے آئیں عبداللہ بن علی کو فوراً قصر میں لے جا کر قید کر دیا جائے اس حکم پر عمل ہوا' ابوجعفر اپنی مجلس اٹھے اور انھوں نے سلیمان اور علی سے کہا کہ تم عبداللہ کو جلدی لے آؤ باہر آ کر انھوں نے عبداللہ کو اس جگہ جہاں وہ بیٹھا تھا نہ پایا معلوم ہوا کہ اسے قید کر دیا گیا ہے یہ دونوں ابوجعفر کے پاس جانے لگے مگر اور لوگ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے اور اب سرکاری عہدے داروں نے عبداللہ بن علی کے موجودہ ساتھیوں کی تلواریں ان کے کندھوں سے اتار کر اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں بھی قید کر دیا۔

عبداللہ بن علی کے ساتھیوں کا انجام:

خفاف بن منصور نے اس سلوک سے پہلے ہی ان کو متنبہ کر دیا تھا وہ اپنے آنے پر نادم تھا اس نے اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میری بات مانو ہم سب مل کر ایک دم ابوجعفر پر حملہ کر یں ہمیں ان کے پاس پہنچنے سے کوئی روکنے والا نہیں پھر ہم تلواریں نیام سے نکال کر ان دروازوں پر حملہ کر دیں گے جو ہمارے سامنے آئے گا ہم اس کا کام تمام کر دیں گے اور اسی طرح ہم یہاں سے بچ کر نکل جائیں گے مگر اس کے ساتھیوں نے یہ بات نہ مانی جب ان کی تلواریں چھین کر اسے قید کر دیا گیا تو غصے کے مارے خفاف اپنی داڑھی پر تھوکتا تھا اور اپنے ساتھیوں کے منہ پر تھوک رہا تھا' ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے ہی قتل کرا دیا اور بقیہ کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا جس نے ان کو وہاں ختم کر دیا۔

امیر حج عباس بن محمد اور عمال:

اسی سال عباس بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا زیاد بن عبیداللہ الحارثی مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا۔ سوار بن عبیداللہ بصرہ کے قاضی تھے' ابو داؤد خالد بن ابراہیم خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۴۰ھ کے واقعات

ابوداؤد خالد کی ہلاکت:

اس سال خراسان کا صوبہ دار ہلاک ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ چند سپاہی ابوداؤد خالد بن ابراہیم صوبہ دار خراسان پر ایک رات میں جب کہ وہ مرو کے کشماہن دروازے کے سامنے فروکش تھا چڑھ دوڑے یہ اس کی قیام گاہ تک پہنچ گئے ان کی یورش کی وجہ سے ابوداؤد دیوار کے باہر نکلے ہوئے کنگرے پر آیا جو اینٹ کا تھا یہ اس پر کھڑے ہو کر اپنی فوج کو آواز سنانے کے لیے زور سے چیخا اس سے وہ اینٹ جس پر وہ کھڑا تھا ٹوٹ گئی یہ تڑکے کا وقت تھا اس کے ٹوٹتے ہی یہ اس پتھر کے پردے کی دیوار پر گرا جو صحن کے سامنے استادہ تھی اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسی دن نماز ظہر کے وقت مر گیا۔ اس کا کوتوال عصام عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی کے خراسان آنے تک اس کی جگہ منصرمانہ خدمت انجام دیتا رہا۔

امارت خراسان پر عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا تقرر:

اس سال منصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اس نے خراسان آ کر بہت سے فوجی سرداروں کو گرفتار کر لیا اور بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ان پر آل علی بن ابی طالب ؓ کے لیے دعوت خلافت کی سازش کا الزام لگایا۔ گرفتار ہونے والوں میں یہ لوگ تھے' مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا۔ ابوالمغیرہ بنی تمیم کا مولیٰ جس کا نام خالد بن بشیر تھا اور وہ قوہستان کا عامل تھا اور حریش بن محمد الذہلی ابوداؤد کا چچیرا بھائی۔ عبدالجبار نے ان سب کو قتل کر دیا۔ نیز جنید بن خالد بن حریم التغلبی اور معبد بن خلیل المزنی کو بری طرح پٹوا کر قید کر دیا نیز اس نے اور کئی خراسانی سرداروں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کردہ عمال پر سرکاری خراج کے بقایا کی جلد ادائیگی کے لیے سختی شروع کی۔

امیر حج ابوجعفر منصور و عمال:

اس سال منصور حج کے لیے گئے انہوں نے حیرہ سے احرام باندھا حج سے فارغ ہو کر مدینہ گئے اور وہاں سے بیت المقدس۔

اس سال تمام علاقوں کے والی وہی اشخاص تھے جو سنہ گذشتہ میں رہے تھے البتہ خراسان کا عامل اس سال عبدالجبار تھا۔ ابوجعفر نے بیت المقدس مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی پھر اپنے عاصمہ واپس آنے کے لیے شام کے راستے رقہ آئے اور یہاں کچھ دن قیام کیا۔ منصور بن جعونہ بن الحارث العامری (از بنی عامر بن صعصعہ) ان کے سامنے لایا گیا منصور نے اسے قتل کر دیا اور اب یہاں سے دریائے فرات کے ذریعہ ہاشمیہ (ہاشمیہ کوفہ) آ گئے۔

۱۴۱ھ کے واقعات

راوندیہ فرقہ:

راوندیوں کا خروج' بعض ارباب سیر کہتے ہیں راوندی جماعت کا ابوجعفر سے مناقشہ جس کو اب ہم ذکر کرنے والے ہیں یہ

۱۳۷ھ یا ۱۳۹ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے:

علی بن محمد کے بیان کے مطابق یہ اہل خراسان کی ایک جماعت تھی جو ابو مسلم داعی بنی ہاشم کے عقائد کو مانتی تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے اور مدعی تھے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں آ گئی ہے ان کا رب جو ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے وہ ابو جعفر منصور ہے اور ہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔

راوندیہ فرقہ کی شورش:

یہ لوگ منصور کی محل سرا کے پاس آئے اور اب اس کا طواف کرنے لگے اور اور کہتے جاتے تھے کہ یہ ہمارے پروردگار (رب) کا محل ہے منصور نے اس کے سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان میں سے دوسو کو قید کر دیا اس پر ان کے اور ساتھی بہت برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں بلاوجہ کیوں قید کیا گیا۔ منصور نے ان کے اجتماع کی ممانعت کر دی انھوں نے ایک جنازہ تیار کیا اور تابوت اٹھا کر جلوس نکالا حالانکہ وہ تابوت بالکل خالی تھا اس طرح انہوں نے سارے شہر کا چکر لگایا جیل خانے کے دروازے پر آ کر اس تابوت کو پھینک دیا اور جیل کے محافظین پر حملہ کر کے زبردستی جیل خانے میں گھس گئے اپنے مقید دوستوں کو چھڑا کر اب منصور کی طرف چلے اس دن ان کی تعداد چھ سو تھی ان کی اس شورش کی بنا پر تمام شہر میں منادی کر دی گئی اور شہر کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے کوئی بھی شہر کے اندر نہ آیا۔ چونکہ اس زمانے میں خاص قصر میں کوئی سواری کا جانور نہیں رکھا جاتا تھا اس وجہ سے منصور قصر سے پیدل ہی نکلے۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ حکم دے دیا کہ ایک گھوڑا ہر وقت قصر میں ان کے پاس موجود رہا کرے جب منصور قصر سے باہر آ گئے تو اب ایک گھوڑا ان کے لیے لایا گیا وہ اس پر سوار ہو کر اس جماعت کے مقابلے کے ارادے سے روانہ ہوئے اتنے میں معن بن زائدہ سامنے آیا ابو جعفر کو دیکھتے ہی وہ گھوڑے سے کود پڑا اس نے اپنی قبا کا دامن اپنے پٹکے میں اڑس لیا اور منصور کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض پرداز ہوا کہ میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس تشریف لے چلیں ہم لوگ ان سے نپٹ لیں گے۔ آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں' ابو نصر مالک بن ہیثم بھی قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہر گیا اور اس نے کہا کہ آج قصر کا دربان میں ہوں۔

راوندیوں کا انجام:

اب بازار والوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ان کا مقابلہ کریں چنانچہ انھوں نے ان پر تیر برسائے اور مار مار کر ان کا برا حال کر دیا' شہر کا دروازہ کھولا گیا اب اور لوگ شہر میں آ گئے' خازم بن خزیمہ ایک سم بریدہ گھوڑے پر سوار ابو جعفر کے پاس آیا اور پوچھا حکم ہو تو ان سے جنگ کروں انہوں نے اس کی اجازت دی اس نے راوندی جماعت پر حملہ کیا اور انہیں قصر کی فصیل کی پشت تک پسپا کر دیا انھوں نے خازم پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ اسے اور اس کی جماعت کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر اب خازم نے دوبارہ ان پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس مرتبہ انہیں شہر پناہ تک دھکیل دیا اور شعبہ بن ظہیر کو ہدایت کی کہ اگر اس مرتبہ یہ پھر ہم پر جوابی حملہ کریں تو تم فوراً شہر پناہ تک ان سے پہلے پہنچ جانا اور اگر اس دفعہ وہ شہر پناہ کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہیں ان سے لڑ پڑنا' اس مرتبہ انہوں نے پھر خازم پر حملہ کیا خازم خود ان کے سامنے سے پسپا ہو گیا اور اب شعبہ ان کے عقب میں جا پہنچا اور اس طرح وہ سب کے سب مارے گئے۔

عثمان بن نہیک کی ہلاکت:

اس سے پہلے اسی دن عثمان بن نہیک ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان کو بہت سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا جب یہ واپس جانے لگا تو انہوں نے ایک تیر اس کے مارا جو اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیوست ہوگیا یہ اسی زخم سے چند دن بیمار رہ کر جان بحق ہوا ابوجعفر نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور دفن ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے دفن کے بعد کہا اللہ ابو یزید پر رحم کرے' انہوں نے اس کی جگہ عیسیٰ بن نہیک کو اپنا محافظ مقرر کیا یہ مرنے تک اس عہدے پر برقرار رہا اس کے بعد ابوجعفر نے ابوالعباس الطوسی کو یہ عہدہ دیا۔

معن بن زائدہ کی شجاعت و دلیری:

اسمٰعیل بن علی اپنی فوج لے کر اس دن اس وقت آیا جب کہ دروازے بند کر دیئے گئے تھے اس نے دربان سے کہا کہ دروازہ کھول دو میں تم کو ایک ہزار درہم دیتا ہوں اس نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ قعقاع بن ضرار عیسیٰ بن موسیٰ کا کوتوال اس دن شہر ہی میں تھا اس نے باغیوں کے خلاف خوب جوانمردی دکھائی اور اپنا حق ادا کر دیا۔ یہ تمام جھگڑا کوفہ کے شہر ہاشمیہ میں وقوع پذیر ہوا تھا اس دن ربیع میدان جنگ میں آیا تا کہ منصور کے گھوڑے کی لگام پکڑے مگر معن نے اس سے کہا کہ آج تمہارا کام نہیں ہے۔

ابرویز بن المصمغان رئیس دنباوند اس لڑائی میں شریک ہوا۔ یہ اپنے بھائی کے خلاف ہوگیا تھا اور اس وجہ سے ابوجعفر کے پاس چلا آیا تھا ابوجعفر نے اس کی خاطر و تواضع کی اور اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا اس ہنگامے کے دن یہ منصور کے پاس آیا مگر انہوں نے اپنا رخ پھیر لیا اس نے کہا اجازت ہو تو ان سے لڑوں انہوں نے اس کی اجازت دی چنانچہ اب یہ بھی لڑائی میں شریک ہوا جب یہ کسی کو مار کر گرا دیتا تھا تو پھر اسے چھوڑ دیتا تھا۔

معن بن زائدہ کا اعزاز:

جب وہ سب قتل کر دیئے گئے تو منصور نے ظہر کی نماز پڑھی اور پھر کھانا منگوایا دستر خوان بچھنے کے بعد انھوں نے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ معن کو اطلاع دی جائے اور اس کے آنے تک کھانا شروع نہیں کیا اس کے آ جانے کے بعد قثم کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ بیٹھ جائے اور اس کی جگہ انھوں نے معن کو بٹھایا' کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انھوں نے عیسیٰ بن علی کو مخاطب کر کے کہا' اے ابوالعباس! کیا تم نے ایسے لوگوں کا حال سنا ہے جو شیر کے مانند ہیں اس نے کہا جی ہاں! منصور کہنے لگے کہ اگر آج تم نے معن کو دیکھا ہوتا تو تم کو معلوم ہوتا کہ معن بھی اسی قسم کا شیر ہے اس پر معن نے کہا امیرالمومنین بخدا! جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت میں خود خائف تھا مگر جب میں نے دیکھا کہ آپ کے دل میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور آپ بالکل نڈر ان پر حملہ کر رہے ہیں تو یہ ایسی بات تھی جو میں نے کبھی اپنی عمر میں نہیں دیکھی تھی میں نے کسی شخص کو جنگ میں ایسا بے باک نہ دیکھا تھا آپ کو اس طرح دیکھ کر خود میرا دل قوی ہوگیا اور اسی وجہ سے میں نے اس طرح جرأت کا اظہار کیا۔

رزام کو امان:

ابن خزیمہ نے ابوجعفر سے کہا کہ اس جماعت کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے انھوں نے کہا میں ان کے معاملہ کو تمہارے حوالے کرتا ہوں تم ان کو قتل کر دو' ابن خزیمہ کہنے لگا میں رزام کو بھی قتل کر دوں گا کیونکہ یہ بھی اسی جماعت سے تعلق

رکھتا ہے اس کی بھنک پاتے ہی رزام نے جعفر بن ابی جعفر کی پناہ لی جعفر نے اس کی سفارش اپنے باپ سے کی منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ابوبکر ہذلی کا بیان:

ابوبکر الہذلی بیان کرتا ہے کہ میں امیر المومنین کے دروازے پر کھڑا تھا جب وہ برآمد ہوئے تو ایک شخص جو میرے پہلو میں کھڑا تھا کہنے لگا یہی ہمارے رب العزت ہیں جو ہمیں کھلاتے اور پلاتے ہیں جب امیر المومنین محل کے اندر پلٹ گئے اور دربار ہوا تو میں بھی اندر گیا تخلیہ کے بعد میں نے عرض کیا کہ آج میں نے یہ عجیب بات سنی اس کے بعد میں نے ان سے وہ بات نقل کی اسے سن کر وہ زمین کریدنے لگے اور کہنے لگے اے ہذلی ہماری طاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں بھیج دے گا مگر میں چاہتا ہوں کہ کاش یہ ہماری معصیت کرتے تاکہ جنت میں جاتے۔

ابوجعفر منصور کی لغزشیں:

ربیع کہتا ہے کہ منصور کہا کرتے تھے مجھ سے تین غلطیاں سرزد ہوئیں اور اللہ نے ان تینوں کے عواقب سے مجھے محفوظ رکھا میں نے ابومسلم کو اس حالت میں قتل کیا جب کہ میں معمولی بوسیدہ لباس پہنے بیٹھا تھا جو لوگ میرے گرد تھے وہ سب کے سب اسے مجھ سے زیادہ مانتے تھے اگر اس وقت مجھے کوئی چھو بھی دیتا تو میں مفت میں مارا گیا ہوتا۔ اسی طرح راوندی فتنہ کے دن میں بالکل بے باکانہ طریقہ پر مقابلہ کے لیے نکل کھڑا ہوا اگر کوئی اڑتا ہوا تیر میرے لگ جاتا تو میں اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔ نیز جب میں شام گیا اس وقت اگر عراق میں معمولی سا فتنہ بھی کھڑا ہو جاتا تو خلافت ہی برباد ہو جاتی۔

معن بن زائدہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ معن ابن ہبیرہ کے ساتھ ہو کر سیاہ علم والوں کی جماعت سے کئی مرتبہ لڑا تھا اس وجہ سے وہ ابوجعفر کے خوف سے مرزوق ابوالخصیب کے پاس چھپا ہوا تھا اور اسے یہ امید تھی کہ مرزوق اس کے لیے معافی حاصل کر لے گا راوندی جماعت کے فتنہ کے دن یہ قصر کے دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا' منصور نے اس وقت ابوالخصیب سے جو ان دنوں دربانوں کا چاؤش تھا دریافت کیا کہ قصر کے دروازے پر کون کھڑا ہے اس نے کہا معن بن زائدہ' منصور کہنے لگے کہ یہ بڑا کڑ واعرب ہے لڑائی کا خوب تجربہ رکھتا ہے اور شریف ہے اسے اندر لے آؤ' معن اندر آیا منصور نے اس سے کہا کہو معن کیا کہتے ہو' اس وقت کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیے اس نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ کے لیے شرکت کی عام منادی کر دیجیے اور جو لوگ لڑنے نکلیں ان کو خوب روپیہ دیجیے۔ منصور نے کہا' آدمی کہاں ہیں اور روپیہ اس وقت کہاں ہے اور بھلا کون شخص ان کافروں کے مقابلے کے لیے اپنی جان خطرے میں ڈالے گا معن تم نے کوئی مناسب رائے نہیں دی۔ میری رائے یہ ہے کہ میں خود ان کے مقابلے کے لیے نکلوں اور میدان میں ٹھہروں' لوگ مجھے دیکھ کر ان سے لڑیں گے' داد مردانگی دیں گے' ضرورت کے وقت میرے پاس پلٹ آئیں گے اور پھر مقابلہ کے لیے جائیں گے اور اگر میں یہیں ٹھہرا رہا تو یہ مقابلے پر ثابت قدم نہ رہیں گے بلکہ پسپا ہو جائیں گے۔

معن بن زائدہ کی کارگذاری:

یہ سن کر معن نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں امیر المومنین کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں ورنہ آپ اسی وقت

قتل کر دیئے جائیں گے اس کے بعد ابوالخصیب ان کے پاس آیا اور اس نے بھی وہی تقریر کی جو معن نے کی تھی' منصور نے ان دونوں سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اپنا گھوڑا طلب کیا بغیر رکاب کے سہارے اچھل کر گھوڑے کی پشت پر متمکن ہوا اپنے کپڑے برابر کیے اور اب مقابلے کے لیے نکلے معن اب بھی ان کی لگام تھامے تھا اور ابوالخصیب ان کے ہم رکاب تھا ایک جگہ جا کر منصور ٹھہرے ایک شخص ان کی طرف بڑھا انہوں نے معن سے کہا اس کافر کو لینا۔ معن نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اسی طرح پے در پے اس نے چار کافروں کو قتل کیا۔ منصور کو دیکھ کر اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر دشمن سے لڑے ایک گھڑی میں ان سب کا صفایا کر دیا اس کارروائی کے ختم پر معن وہاں سے غائب ہو گیا۔

معن بن زائدہ کا امارتِ یمن پر تقرر:

ابوجعفر نے ابوالخصیب سے اسے دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی منصور کہنے لگے کہ کیا اس قدر حسن کارگذاری کے بعد بھی اسے یہ اندیشہ ہے کہ امیر المومنین اس کی خطا معاف نہ کریں گے۔ تم جا کر اسے میری طرف سے امان دو اور میرے پاس لے کر آ ؤ۔ چنانچہ ابوالخصیب اسے لے آیا منصور نے دس ہزار درہم اسے دیئے اور یمن کا والی مقرر کر دیا۔ ابوالخصیب نے منصور سے آ کر کہا کہ جو روپیہ بطور انعام کے آپ نے اسے دیا تھا وہ اس نے سب تقسیم کر دیا ہے اور اب اسے کہیں سے کچھ نہیں ملتا کہ وہ اپنے علاقے پر جائے کہنے لگے اگر وہ ہزار مرتبہ تیری قیمت کے مساوی روپیہ چاہے تو اسے وہ مل جائے۔ یہ بات تو نے کیا کہی۔

اس سال منصور نے اپنے بیٹے محمد کو جو ولی عہد خلافت تھا متعدد فوجوں کے ساتھ خراسان بھیجا اور ہدایت کی کہ رے جا کر قیام کرے۔ محمد نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن عامل خراسان:

اسی سال منصور کے عامل خراسان عبدالجبار بن عبدالرحمٰن نے نقض بیعت کر کے بغاوت کی' جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبدالجبار اہل خراسان کے عمائد کو قتل کر رہا ہے اور ان میں سے کسی نے منصور کو بھی یہ خط لکھا کہ ''چمڑا متعفن ہو گیا ہے'' اس نے ابوایوب سے کہا کہ عبدالجبار نے ہمارے طرف داروں کو فنا کر دیا ہے اس سے اس کی نیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بغاوت کرے گا۔ اس نے عرض کیا اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ آپ اسے لکھیں کہ آپ رومیوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے وہ اہل خراسان کے امراء اور رؤسا کی قیادت میں وہاں سے آپ کے پاس فوجیں بھیجے جس وقت یہ فوجیں خراسان کی سرحد سے نکل آئیں اس وقت آپ ان کی سرکوبی کے لیے جسے چاہیں بھیج دیں' اس میں مزاحمت کی طاقت نہ ہو گی۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی سرکشی:

منصور نے اس تجویز کے مطابق عبدالجبار کو خط لکھا اس نے جواب دیا کہ خود یہاں ترکوں نے سخت ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اگر میں نے کچھ بھی فوج یہاں سے بھیج دی تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا' اس خط کو منصور نے ابوایوب کو دکھایا اور پوچھا اب کیا رائے ہے اس نے کہا اس جواب سے تو وہ خود آپ کے ہاتھ میں پھنس گیا ہے آپ اسے لکھیئے کہ میں خراسان کو اور تمام صوبوں کے مقابلے میں بہت اہم سمجھتا ہوں اس خطرے کے روکنے کے لیے میں خود یہاں سے تمہارے پاس فوجیں بھیجتا ہوں' یہ بات لکھ دینے کے بعد پھر آپ خراسان فوج بھیج دیں تا کہ اگر اس کی نیت بغاوت کی ہو تو یہ فوجیں اس کی گردن پکڑ لیں۔

جب یہ خط عبدالجبار کے پاس پہنچا اس نے جواب میں لکھا کہ اس سال خراسان کی بہت بری حالت ہے۔ قحط کی وجہ سے اشیاء مایحتاج اس قدر گراں ہوگئی ہیں کہ اگر بیرونی فوجیں یہاں آئیں تو وہ ہلاک ہو جائیں گی جب یہ خط منصور کے پاس آیا منصور نے اسے ابوایوب کو دکھایا اس نے کہا اب کیا ہے اب تو اس خط سے اس نے اپنا عندیہ واضح کر دیا ہے اور اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آپ کی بیعت سے انحراف کیا ہے اب اس کے معاملے میں آپ انتظار نہ کریں۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کی شکست و گرفتاری:

منصور نے اپنے بیٹے محمد بن المنصور کو خراسان روانہ کیا اور حکم دیا کہ رے جا کر پڑاؤ کرے مہدی خراسان روانہ ہوا اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالجبار سے لڑنے کے لیے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے بھیجا اور اب خود آگے بڑھ کر نیشاپور آیا۔ جب خازم عبدالجبار کے مقابلے کے لیے چل پڑا اور اس کی اطلاع اہل مروالروذ کو ہوئی وہ اپنے اپنے علاقوں سے سمٹ کر عبدالجبار پر چڑھ دوڑے اور اس سے لڑ پڑے نہایت شدید جنگ کے بعد عبدالجبار کو ہزیمت ہوئی وہ بھاگا اور ایک روئی کے کھیت میں جا چھپا محشر بن مزاحم المروالروذی نے وہاں جا کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور خازم کے وہاں آنے کے بعد اسے اس کے سامنے پیش کیا۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا انجام:

خازم نے اسے پشم کا ایک کرتہ پہنا کر اونٹ پر اس طرح سوار کیا کہ اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف رکھا اور اسی طرح یہ منصور کے پاس پہنچا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے اور دوسرے خاص دوست تھے۔ منصور نے ان سب پر طرح طرح کی سختیاں کیں انہیں کوڑے لگوائے اور اس طرح جس قدر ہو سکا اتنا روپیہ ان سے اگلوایا پھر مسیب بن زہیر کو عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے اس کی گردن مارنے کا حکم دیا جسے وہ بجا لایا۔ منصور نے اس کے بیٹوں کو دھلک لے جانے کا حکم دیا' یہ یمن کے قریب سمندر میں ساحل سے کچھ فاصلہ پر ایک جزیرہ ہے اس جزیرے میں یہ لوگ ایک عرصہ تک قید رہے پھر اہل ہند نے ان پر غارت گری کی اور دوسرے قیدیوں کے ساتھ ان کو بھی قید کر لیا گیا بعد میں زرفدیہ دے کر انہیں رہائی ملی ان میں سے صرف عبدالجبار بن عبدالرحمٰن ایسا شخص ہے جسے خلفاء کی مصاحبت نصیب ہوئی ہے اور جس کا دیوان میں داخلہ ملتا ہے یہ بہت عرصہ تک زندہ رہا ۱۷۰ھ عہد ہارون میں اس نے مصر میں وفات پائی۔

قلعہ مصیصہ کی تعمیر:

اسی سال جبرئیل بن یحییٰ الخراسانی کی نگرانی میں قلعہ مصیصہ کی تعمیر مکمل ہوئی' نیز اسی سنہ میں محمد بن ابراہیم الامام نے ملطیہ میں جہاد کی نیت سے چھاؤنی میں قیام کیا۔

عبدالجبار کی شورش کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے واقدی کے بیان کے مطابق یہ ۱۴۲ھ کا واقعہ ہے دوسرے ارباب سیر نے اسے ۱۴۱ھ کا واقعہ بیان کیا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ عبدالجبار ۱۰/ ربیع الاوّل ۱۴۱ھ کو خراسان آیا۔ (۱۴/ ربیع الاوّل بھی بیان کیا گیا ہے) اور بروز شنبہ ۶/ ربیع الاوّل ۱۴۲ھ اسے شکست ہوئی۔

مہدی کو طبرستان پر فوج کشی کا حکم:

دوسری روایت' بغداد کی تعمیر سے پہلے منصور نے مہدی کو عبدالجبار سے لڑنے خراسان روانہ کیا یہ رے پہنچ کر ٹھہر گیا مگر قبل اس

کے کہ یہ اس کا مقابلہ کرتا خود دوسرے لوگوں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور اسے گرفتار کر لیا اس وجہ سے اب منصور کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ مہدی کی مہم پر جو اخراجات ہو چکے تھے ان کو بغیر کسی دوسری جگہ کام میں لائے رائیگاں جانے دیا جائے منصور نے اسے طبرستان پر جہاد کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ تم خود رے میں ٹھہرے رہو اور ابوالخصیب' خازم بن خزیمہ اور دوسری فوجوں کو اصبہذ کے مقابلے پر بھیج دو۔

اصبہذ اور مصمغان میں مصالحت:

اس زمانے میں اصبہذ مصمغان ملک دنباوند سے لڑ رہا تھا اور اس کے مقابل فروکش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اسلامی عساکر اس کے علاقے میں گھس آئے ہیں اور ابوالخصیب شہر ساریہ میں داخل ہو گیا ہے' تو اس واقعہ کا مصمغان پر بڑا اثر پڑا اور اس نے اصبہذ کو لکھا کہ تمہارے خلاف مسلمانوں کی پیش قدمی کو میں اپنے خلاف پیش قدمی سمجھتا ہوں' اس خیال کی بنا پر دونوں نے لڑنے کے لیے آپس میں سمجھوتہ کر لیا۔ اصبہذ اپنے علاقے میں واپس آ کر مسلمانوں سے لڑنے لگا۔

طبرستان کی فتح:

جب ان لڑائیوں نے بہت طول کھینچا تو ابوجعفر نے ابرویز مصمغان کے بھائی کے مشورے پر عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا اس کے متعلق ابرویز نے ابوجعفر سے کہا تھا کہ تمام لوگوں کے مقابلے میں عمر طبرستان سے سب سے زیادہ واقف ہیں ابرویز اس سے سنباذ اور راوندیہ شورشوں کے زمانے سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا' ابوجعفر نے خازم بن خزیمہ کو بھی عمر کے ساتھ کر دیا خازم نے رویان میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا نیز قلعہ طاق کو مسخر کر لیا اور اس میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ جنگ نے طوالت اختیار کی مگر خازم لڑنے چلا گیا آخرکار اس نے طبرستان فتح کر لیا اس کے اکثر باشندوں کو اس نے تہ تیغ کر دیا۔

اصبہذ کا انتقال:

اصبہذ نے اپنے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور پھر وہاں اس نے قلعہ کو مع ہر شے کے جو اس میں تھی حوالہ کر دینے کی شرط پر امان کی درخواست کی مہدی نے اس کے بارے میں ابوجعفر کو لکھا انھوں نے صالح عابد و زاہد کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس کام کے لیے بھیجا یہ لوگ قلعہ کی ہر شے کو قلم بند کر کے واپس آ گئے' اصبہذ کے چیچک نکل آئی وہ دیلم کے علاقے جیلان میں آیا اور یہیں وہ مر گیا' اس کی بیٹی قید کر لی گئی یہی ابراہیم بن العباس بن محمد کی ماں ہے۔

مصمغان کی گرفتاری:

اس سے فارغ ہو کر اب عساکر اسلامیہ نے مصمغان کا رخ کیا مسلمانوں نے اسے گرفتار کر لیا اس کے ساتھ بحتریہ منصور بن مہدی کی ماں اور صمیہ علی بن ریطہ کی ام ولد مصمغان کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ یہ طبرستان کی پہلی فتح کا ذکر ہے مصمغان کے مرنے کے بعد اس پہاڑ کے باشندے پراگندہ ہو کر حوزی ہو گئے اور حوزی ان کو اس وجہ سے کہتے تھے کہ یہ وحشی گدھوں کی طرح ہو گئے تھے۔

امیر حج صالح بن علی وعمال:

اس سال زیاد بن عبیداللہ الحارثی مدینہ' مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا' اور مدینہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ

القسری عامل مقرر ہوکر ماہ رجب میں مدینہ آ گیا مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ العتکی اہل خراسان کے ایک شخص کو عامل مقرر کیا گیا۔

اس سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی۔ یہ شخص منصور کا صاحب شرطہ اور مصر و ہندوستان کا والی رہ چکا تھا اور مرنے کے وقت ہندوستان پر اس کا بیٹا عیینہ اس کا قائم مقام تھا۔

اس سال موسیٰ بن کعب مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر رہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن فرات مصر کا والی مقرر رہوا' اس سال صالح بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں جو قنسرین حمص اور دمشق کا والی تھا حج ادا ہوا۔ مدینہ کا عامل محمد بن خالد بن عبداللہ القسری تھا۔ مکہ اور طائف پر ہیثم بن معاویہ تھا کوفہ اور اس کے علاقے پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا بصرہ اور اس کے توابع پر سفیان بن معاویہ والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' مہدی خراسان کا صوبہ دار تھا اور اس کی طرف سے سری بن عبداللہ خراسان کا قائم مقام تھا نوفل بن الفرات مصر کا والی تھا۔

۱۴۲ھ کے واقعات

عیینہ بن موسیٰ کی بغاوت:

اس سال عیینہ بن موسیٰ بن کعب نے سندھ میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کر دی اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:

اس کے اطاعت سے منحرف ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیّب بن زہیر شرطہ پر موسیٰ بن کعب کا خلیفہ تھا موسیٰ بن کعب کے مرنے کے بعد مسیّب بدستور صاحب شرطہ تھا مگر اب اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید منصور عیینہ کو بلا کر اس کی جگہ مقرر کر دے اس خطرے کو دور کرنے کے لیے اس نے یہ شعر عیینہ کو لکھ بھیجا مگر اس خط میں اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ شعر یہ ہے:

فارضك ارضك ان تاتنا   فنم نومة ليس فيها حلم

ترجمہ: ''تم اپنے ہی علاقہ میں رہو اگر یہاں آ ؤ گے تو ایسی گہری نیند سو جاؤ گے کہ اس میں خواب تک دیکھنا نصیب نہ ہوگا''۔

امارت سندھ پر عمرو بن حفص کا تقرر:

جب معلوم ہوا کہ عیینہ نے بغاوت کر دی ہے' خود ابوجعفر اپنے دارالخلافۃ سے روانہ ہوکر اپنی بصرے کی چھاؤنی آئے جو بڑے پل کے نزدیک تھی یہاں سے انھوں نے عمرو بن حفص بن ابی صفرۃ العتکی کو سندھ و ہند پر جا کر قبضہ کر لیا۔

اصبہذ کی عہد شکنی:

اس سال طبرستان کے اصبہذ نے معاہدہ شکنی کی اور ان تمام مسلمانوں کو جو اس کے علاقہ میں تھے شہید کر دیا۔

جب ابوجعفر کو اصبہذ کے اس غدر کی اطلاع ہوئی انھوں نے خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو جن کے ساتھ مرزوق ابوالخصیب ابوجعفر کا مولیٰ بھی تھا اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا انھوں نے جا کر اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا اسی کے قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔

ابوالخصیب کی حکمت عملی:

محصورین عرصہ تک لڑتے رہے جب محاصرہ نے بہت طول کھینچا تو ابوالخصیب نے دشمن کے مقابل یہ چال کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے خوب پیٹو اور میرا سر اور داڑھی مونڈ ڈالو' جب یہ سب کچھ اس کے ساتھ ہولیا تو وہ اصبہذ رئیس قلعہ کے پاس

گیا اور کہنے لگا کہ مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے اور یہ تہمت رکھ کر کہ میں آپ کا ہوا خواہ ہوں میرا سر اور داڑھی مونڈ دی گئی ہے میں مسلمانوں کے پڑاؤ کے کمزور نقطہ سے واقف ہوں جہاں سے ان پر کامیاب حملہ کیا جا سکتا ہے' اصبہذ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس نے اسے اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا' اس قلعہ بند شہر کا پھاٹک صرف ایک بڑے پتھر کا تھا جسے کھولنے کے وقت اٹھا لیا جاتا تھا اور بند کرنے کے وقت وہیں جما دیا جاتا تھا اس کام کے لیے اصبہذ نے اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر رکھا تھا اور اس کے لیے ان کی باریاں مقرر کر دی تھیں۔

اصبہذ کے معتمدین میں ابوالخصیب کی شرکت:

ایک مرتبہ ابوالخصیب نے اصبہذ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے اور آپ نے میرا مشورہ نہیں مانا اس نے پوچھا یہ کیونکر اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کسی کام میں مدد نہیں لیتے اور نہ کسی اہم ذمہ داری کے کام کو میرے سپرد کرتے ہیں' اس گفتگو کے بعد سے اب اصبہذ اس سے بھی کام لینے لگا جسے ابوالخصیب نہایت دیانت داری سے انجام دیتا تھا اور اس طرح اس نے اپنا اعتماد جما لیا۔ چنانچہ اب اصبہذ شہر کے پھاٹک کھولنے اور بند کرنے میں اس کی بھی باری مقرر کرنے لگا یہاں تک کہ اس نے اس کام پر اسی کو مامور کر دیا اور اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا۔

طبرستان پر قبضہ:

ابوالخصیب نے روح بن حاتم اور خازم کے نام ایک خط لکھ کر اسے تیر کے ذریعہ ان کے پاس باہر پھینک دیا۔ اس میں ان کو بتایا کہ مجھے اب موقع ہم دست ہو گیا ہے میں فلاں شب شہر کا دروازہ کھول دوں گا۔ چنانچہ شب معہود میں اس نے مسلمانوں کے لیے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں نے اندر داخل ہو کر جنگجو آبادی کو تہ تیغ کر دیا ان کے اہل و عیال کو لونڈی غلام بنا لیا اسی میں بحتر یہ منصور بن مہدی کی ماں بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی یہ باکند بنت الاصبہذ بہرے کی بیٹی تھی اور یہ اصبہذ جو طبرستان کا بادشاہ تھا باکند کا بھائی نہ تھا نیز شکلہ ابراہیم بن المہدی کی ماں ہاتھ آئی یہ خرناماں مصمغان کے حاجب کی بیٹی تھی اصبہذ نے اپنی انگوٹھی کو جس میں زہر تھا چوس کر خودکشی کر لی۔

بیان کیا گیا ہے کہ روح بن حاتم اور خازم بن خزیمہ ۱۴۳ھ میں طبرستان میں داخل ہوئے۔

بصرہ میں عید گاہ کی تعمیر:

اس سال منصور نے حمان میں اہل بصرہ کے لیے عید گاہ بنائی۔ سلمہ بن سعید بن جابر جوان دنوں ابوجعفر کی طرف سے فرات اور ابلہ کا عامل تھا اس تعمیر کا مہتمم تھا۔ ابوجعفر نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی مصلّی پہ میں عید الفطر کی نماز پڑھی۔

سلیمان بن علی کا انتقال:

اس سال شب شنبہ ۲۱/ جمادی الآخر کو انسٹھ سال کی عمر میں سلیمان بن علی بن عبداللہ نے بصرے میں انتقال کیا عبدالصمد بن علی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نوفل بن فرات کی برطرفی:

اس سال نوفل بن فرات مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اس کی جگہ محمد بن الاشعث مقرر ہوا پھر یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا اور

اس کی جگہ پھر نوفل مقرر ہوا مگر دوبارہ وہ برطرف کیا گیا اور اب حمید بن قحطبہ مصر کا والی مقرر ہوا۔

امیر حج اسمٰعیل بن علی و عمال:

اس سال اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن خالد بن عبداللہ مدینہ کا والی تھا۔ ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کا والی تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ اور اس کے علاقہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے اور حمید بن قحطبہ مصر کا والی تھا۔

اس سال واقدی کے بیان کے مطابق ابوجعفر نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ اور سرحدوں کا والی مقرر کیا بعض مشہور سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے یہ اپنی مدت العمر اسی خدمت پر مامور رہا۔

۱۴۳ھ کے واقعات

اس سال منصور نے تمام مسلمانوں کو دیلم سے لڑنے کی دعوت دی اس کی تفصیل یہ ہے:

دیلم پر جہاد کا اعلان:

جب منصور کو معلوم ہوا کہ دیلم نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کے ہزاروں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو انھوں نے حبیب بن عبداللہ بن غسان کو بصرہ بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جس شخص کی آمدنی دس ہزار درہم یا اس سے زیادہ ہو ان کے نام لکھ لیے جائیں اور ان کو مجبور کیا جائے کہ وہ خود دیلم کے مقابل پر جہاد کے لیے جائیں اور ایک دوسرے شخص کو انھوں نے اسی غرض سے کوفہ بھیجا۔

ہیثم بن معاویہ کی برطرفی:

اس سال ہیثم بن معاویہ مکہ اور طائف کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا' سری یمامہ میں تھا کہ اسے مکہ کی ولایت کا فرمان تقرر ملا۔ یہ مکہ چل دیا اور ابوجعفر نے قثم بن العباس بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو یمامہ بھیج دیا۔

امارت مصر پر یزید بن حاتم کا تقرر:

اس سال حمید بن قحطبہ مصر کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ نوفل بن الفرات مقرر ہوا مگر پھر وہ بھی علیحدہ ہوا اور اس کی جگہ یزید بن حاتم مصر کا والی مقرر کیا گیا۔

امیر حج عیسیٰ بن موسیٰ و عمال:

اس سال والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ سری بن عبداللہ بن الحارث مکہ کا والی تھا۔ سفیان بن معاویہ بصرہ اور اس کے توابع کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

باب ۴

محمد بن عبداللہ کا خروج

۱۴۴ھ کے واقعات

محمد بن ابی العباس کی دیلم پر فوج کشی:

اس سال محمد بن ابی العباس بن عبداللہ بن محمد بن علی امیر المومنین ابوالعباس کا بیٹا اہل کوفہ بصرہ' واسط' موصل اور جزیرے کے ساتھ دیلم سے لڑنے گیا۔

محمد بن ابی جعفر کی مراجعت عراق:

اس سال محمد بن ابی جعفر المہدی خراسان سے عراق واپس آئے۔ ابوجعفر قرماسین تک ان کے استقبال کو گئے' اور وہاں سے دونوں جزیرہ پلٹ آئے۔ اس سال خراسان سے آ کر محمد بن ابی جعفر کی منگنی ان کے چچا کی بیٹی ربطہ بنت ابوالعباس سے ہوئی۔

امیر حج خلیفہ منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا انھوں نے اپنے مستقر اور خزانوں پر خازم بن خزیمہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

محمد بن خالد کی برطرفی:

نیز اس سال انھوں نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو مدینہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ریاح بن عثمان المری کو مقرر کیا۔ اس وقت محمد کی برطرفی اور اس سے پہلے زیادہ بن عبیداللہ کی برطرفی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی شخصیتوں نے منصور کو مرعوب کر دیا تھا اور جب یہ اپنے بھائی ابوالعباس کی زندگی میں ابومسلم کے ہمراہ حج کرنے آئے تو تمام بنی ہاشم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر یہ دونوں بھائی محمد اور ابراہیم ان سے ملنے نہیں آئے۔

بنی ہاشم کی مجلس مشاورت:

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بیان کرتے تھے کہ جب بنی امیہ کی حکومت متزلزل ہوگئی اس وقت ایک رات مکہ میں تمام بنی ہاشم کا ایک جلسہ ہوا اور اس میں یہ بحث ہوئی کہ اب آئندہ کے لیے کسے خلیفہ بنایا جائے اور جب میرے لیے تمام ان معتزلہ نے جو وہاں اس وقت موجود تھے بیعت کی تو ابوجعفر بھی میری بیعت کرنے والوں میں تھے۔

محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسن کی ضمانت:

منصور نے زیاد سے ان دونوں کو دریافت کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے معاملہ کو بہت اہم سمجھتے ہیں میں انہیں

آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا' جب ۱۳۶ھ میں ابوجعفر مکہ آئے یہ زیاد بن عبید اللہ ان کے ہمراہ تھا اس وعدہ کے بعد منصور نے اسے اس کے علاقہ پر جانے کی اجازت دے دی اور محمد اور ابراہیم کی اس سے ضمانت لے لی۔

محمد بن عبداللہ کے متعلق تفتیش:

خلیفہ ہونے کے بعد ابوجعفر کو سب سے زیادہ فکر محمد کی تھی انھوں نے دریافت کیا کہ محمد کہاں ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے' اس غرض سے انہوں نے تمام بنی ہاشم کو فرداً فرداً تخلیہ میں بلایا اور محمد کو دریافت کیا ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ چونکہ انہیں علم ہے کہ آپ اس بات سے واقف ہیں کہ وہ اس سے پہلے خلافت کے خود خواہاں تھے اس وجہ سے وہ آپ سے خائف ہیں مگر اسی کے ساتھ وہ آپ کی مخالفت یا نافرمانی کرنا نہیں چاہتے' حسن بن زید کے سوا کسی اور شخص نے اس بیان پر شبہ نہیں کیا البتہ اس نے ابوجعفر کو اس کی پوری حالت سے باخبر کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کرے گا کیونکہ وہ آپ کی طرف سے غافل نہیں ہے اب جو آپ کی سمجھ میں آئے کیجیے۔

محمد کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا موسیٰ بن عبداللہ کو یہ کہتے سنا ہے اے خداوندا تو ہمارے خون کا بدلہ حسن بن زید سے لے۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میرے باپ کہا کرتے تھے میں اس بات کو یقینی طور پر کہتا ہوں کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جو مجھ سے صرف حسن بن زید نے سنی۔

محمد بن عبداللہ کی روایت:

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجعفر نے مجھ سے ایک بات بیان کی تھی جسے مجھ سے صرف میرے بھائی عبداللہ بن حسن اور حسن بن زید نے سنا تھا اور میں اس بات کو پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ابوجعفر کو عبداللہ نے نہیں کی اور نہ منصور غیب دان تھے کہ بغیر کسی کے بیان کیے ہوئے معلوم کر لیتے۔

محمد کہتا ہے کہ حج کے سال ابوجعفر نے مجھ سے عبداللہ بن حسن کو دریافت کیا۔ میں نے ان سے وہی کہہ دیا جو بنی ہاشم ان کے متعلق کہتے تھے اس پر اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس جواب سے خوش نہیں ہوا اور یہ کہ میں اسے ان کے پاس حاضر کروں۔

محمد بن اسمٰعیل کا بیان:

محمد بن اسمٰعیل اپنے نانا کے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ سلیمان بن علی سے کہا کہ اے میرے بھائی جو قریبی تعلقات میرے اور تمہارے درمیان ہیں اس سے ہم دونوں اچھی طرح واقف ہیں اس معاملہ میں تم اپنی رائے ظاہر کرو' سلیمان نے کہا بخدا! گویا اس وقت میں عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جب کہ ہمارے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو چکا تھا کہ وہ ہماری طرف اشارہ کر کے بتا رہا ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے' اگر منصور معاف کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے چچا کو معاف کرتے' انھوں نے اس کے بیان کو قبول کر لیا اور اس صاف بیانی اور راست گفتاری کو عبداللہ کی اولاد اس کا ایک احسان سمجھتی تھی۔

محمد بن عبداللہ کی تلاش:

ابوجعفر نے اعرابی غلام خریدے ان میں سے ایک کو ایک اونٹ دیا ایک دوسرے کو دو اونٹ دیئے اور ایک کو چند اونٹنیاں دیں

اور انہیں مدینہ کے علاقہ میں محمد کی تلاش میں روانہ کیا ان میں سے ہر شخص چشمہ آب پر رہگیر اور گم کردہ راہ کی طرح آتا تھا یہ اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے اور پھر تلاش شروع کرتے تھے۔

عقبہ بن سلم اور ابوجعفر منصور:

محمد بن عباد بن حبیب المہلبی کہتا ہے کہ مجھ سے سندی امیر المومنین کے مولی نے پوچھا تم جانتے ہو کہ کیوں عقبہ بن سلم کا اتنا رسوخ امیر المومنین کے پاس بڑھا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا میرا چچا عمر بن حفص ایک وفد کے ساتھ جس میں عقبہ بھی تھا سندھ سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا جب وفد نے ابوجعفر سے اپنی ضروریات عرض کر دیں اور ارکان وفد دربار سے اٹھ گئے تو انہوں نے عقبہ کو اپنے پاس واپس بلایا اور بیٹھنے کا حکم دیا پھر پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں امیر المومنین کا ایک عسکری اور خادم ہوں اور عمر بن حفص کے ساتھ رہا ہوں انھوں نے نام پوچھا اس نے کہا عقبہ بن سلم بن نافع' پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے اس نے کہا ازد کے خاندان بنی ہناۃ سے کہنے لگے تمہاری صورت سے وجاہت اور قابلیت ٹپکتی ہے میں تم سے ایک ایسا کام لینا چاہتا ہوں جس کا مدت سے ارادہ تھا اور اس کے لیے میں کسی مناسب آدمی کی تلاش میں تھا ممکن ہے کہ تم اسے سرانجام دے سکو اگر ایسا ہوا تو میں تم کو بہت ترقی دوں گا' اس نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جیسا امیر المومنین نے میرے متعلق خیال فرمایا ہے اسے پورا کرسکوں گا' فرمایا تم اپنے تئیں چھپائے رکھو کسی سے اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا اور فلاں فلاں وقت میرے پاس آنا۔

ابوجعفر منصور کی عقبہ بن سلم کو ہدایات:

وہ اسی وقت پر خدمت میں حاضر ہوا منصور نے کہا میرے یہ دوھیالی رشتہ دار میری حکومت و خلافت کے خلاف بغاوت پر بالکل تلے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اچانک اس کا خاتمہ کر دیں خراسان کے فلاں گاؤں میں ان کے طرفداروں کی ایک جماعت ہے جو ان سے مراسلت رکھتی ہے اور وہ ان کو اپنے صدقات وزکوۃ کی آمدنی نیز اپنے علاقوں کے میوے ہدیہ بھیجتی رہتی ہے اب تم یہ کام کرو کہ کپڑے میوے اور نقد روپیہ لے کر اپنی ہیئت بدل کر اس گاؤں کے باشندوں کی طرف سے ان کے نام پر ایک خط لکھ کر ان کے پاس جاؤ اور انہیں ٹٹولو اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کر چکے ہیں تو بہت اچھا ہے اور اگر اب بھی وہ اسی ارادے پر قائم ہیں تو یہ بات مجھے معلوم ہو جائے گی اور اس طرح میں اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کرلوں گا اور ہر وقت ان کی طرف سے چوکنا رہوں گا' تم جا کر عبداللہ بن الحسن سے نہایت انکساری و عاجزی کے ساتھ ملو اگر وہ تم کو دھتکار دے اور وہ ضرور ایسا کرے گا تو تم خاموش رہنا اور پھر دوسری مرتبہ اس کے پاس جانا اگر اس مرتبہ پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ ہو تو پھر بھی صبر کرنا۔

اور پھر جانا یہاں تک کہ وہ تم سے مانوس ہو جائے تمہاری بات سن لے اور جب تم کو اس کے دل کا بھید معلوم ہو جائے تم فوراً میرے پاس چلے آنا۔

عقبہ بن سلم اور عبداللہ بن حسن کی ملاقات:

یہ شخص جعلی خط لے کر عبداللہ کے پاس آیا عبداللہ نے اسے دھتکار کر نکلوا دیا اور کہا میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں کئی مرتبہ آنے اور واپس جانے کے بعد عبداللہ نے اس کا خط اور تحائف قبول کر لیے اور اب اس سے بے تکلف ہو گیا' عقبہ نے خط کے جواب کی درخواست کی' اس نے کہا میں خط تو کسی کو لکھتا نہیں تم ہی میرے خط ہو زبانی جا کر ان لوگوں سے میرا اسلام کہنا اور کہہ دینا کہ

میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کرنے والے ہیں' عقبہ نے یہ بات ابوجعفر سے آ کر بیان کر دی ابوجعفر نے فضل بن صالح بن علی کو ۱۳۸ھ میں امیر حج بنا کر مکہ بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر تم عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو دیکھ پاؤ تو انہیں پھر اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دینا اور اگر نہ دیکھو تو ان کے متعلق کسی سے سوال نہ کرنا۔

فضل بن صالح اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

فضل مدینہ آیا تمام باشندوں نے جن میں عبداللہ بن حسن اور تمام بنی حسن تھے اس کا استقبال کیا مگر محمد اور ابراہیم عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس سے ملنے نہ آئے یہ خاموش رہا جب حج سے فارغ ہو کر سیالہ آ رہا تو اس نے عبداللہ بن حسن سے پوچھا کہ تمہارے دونوں بیٹے اپنے متعلقین کے ساتھ کیوں میری ملاقات کو نہ آئے اس نے کہا بخدا! ان کے نہ آنے کی وجہ کوئی برائی یا نیت فساد نہیں ہے بلکہ چونکہ وہ دونوں شکار کے بے حد دلدادہ ہیں اور ہر وقت اسی میں منہمک رہتے ہیں اس وجہ سے وہ کسی بھلائی یا برائی میں اپنے متعلقین کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔

یہ جواب سن کر فضل خاموش ہو گیا اور اس چوبرجے پر آ کر بیٹھا جو اس کے لیے سیالہ میں بنایا گیا تھا عبداللہ نے اپنے چرواہوں کو حکم دیا وہ اس کے ڈھوروں کو اس کے سامنے لائے اس نے ایک چرواہے کو دودھ دوہنے کا حکم دیا اس نے ایک بڑے پیالے میں دودھ دوہ کر اس میں شہد ملایا اور اسے لے کر چوبرجے پر چڑھا۔ عبداللہ نے اسے اشارہ کیا کہ یہ پیالہ فضل کو پلا وہ اس کی طرف بڑھا جب اس کے قریب پہنچا فضل نے سختی سے اسے جھڑکا کہ دور ہٹ' چرواہا پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھتے ہی خود عبداللہ جو بہت ہی متواضع اور خلیق آدمی تھا' لپکا اور خود اس نے وہ پیالہ چرواہے کے ہاتھ سے لیا اور فضل کی طرف چلا جب فضل نے اسے خود اپنی طرف آتے دیکھا وہ شرمندہ سا ہو گیا اور اس نے پیالہ لے کر پی لیا۔

حفص بن عمر کے خلاف شکایت:

حفص بن عمر ایک کوفہ کا باشندہ زیاد بن عبیداللہ کا میر منشی تھا یہ شیعہ تھا اور یہی اسے محمد کی تلاش سے روکتا تھا' عبدالعزیز بن سعد نے اس کی شکایت ابوجعفر کو لکھ بھیجی انھوں نے اسے وہاں سے بلایا زیاد نے اس کے بارے میں عیسیٰ بن موسیٰ اور عبداللہ بن الربیع الحارثی کو لکھا ان دونوں نے اسے ابوجعفر کی گرفتاری سے رہائی دلوائی اور وہ شخص پھر زیاد کے پاس آ گیا۔

محمد بن عبداللہ کا بنی راسب میں قیام:

علی بن محمد راوی ہے کہ محمد چالیس آدمیوں کے ہمراہ چھپ کر بصرے آیا۔ یہ جماعت عبدالرحمٰن بن عثمان بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس آئی عبدالرحمٰن نے اس سے کہا تم نے مجھے ہلاک کر دیا' اور مجھے تمام میں مشہور کر دیا مناسب یہ ہے کہ تم میرے پاس قیام کرو اور اپنے ساتھیوں کو منتشر کر دو' محمد نے اس بات سے انکار کیا عبدالرحمٰن نے کہا تو اس صورت میں تم کو میں نہیں ٹھہرا سکتا بنی راسب میں جا کر قیام کرو چنانچہ یہ جماعت بنی راسب میں جا کر مقیم ہو گئی۔

ابو ہبار المازنی کہتا تھا کہ ہم محمد بن عبداللہ کے ساتھ بصرے میں قیام پذیر تھے اور وہ اپنے لیے دعوت دیتا تھا ابوجعفر کہتے تھے کہ جب مجھے بصرے میں بنی راسب کا مکان یاد آتا تھا تو میرے دل میں کبھی کوئی خواہش اس کے متعلق پیدا نہیں ہوئی تھی اور میں ان کی طرف سے بالکل مطمئن تھا۔

ابن جشیب کا بیان:

ابن جشیب اللہبی راوی ہے کہ میں ابن معاویہ کے عہد میں بنی راسب کے احاطہ میں جا کر فروکش ہوا ان کے ایک نوجوان نے مجھ سے میرا نام دریافت کیا اس پر ان کے ایک معمر شخص نے اسی نوجوان کے ایک تھپڑ مارا اور کہا کہ تجھ کو اس معاملہ سے کیا سروکار ہے پھر اس نے ایک بڈھے کی طرف دیکھا جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور کہا کہ اس بڈھے کو دیکھتے ہو اس کا باپ حجاج کے عہد میں ہمارے یہاں آ کر اترا تھا اس وقت سے وہ برابر یہیں مقیم رہا ہے اور یہ بیٹا اس کے پیدا ہوا جس کی عمر اب یہ ہوگئی ہے نہ ہم اس کے نام سے واقف ہیں نہ اس کے باپ کے نام سے واقف ہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ کس قبیلہ اور کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی بصرہ سے روانگی:

زعفرانی کہتا تھا کہ محمد بصرہ آ کر عبداللہ بن شیبان (جو بنی مرہ بن عبید کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا) کے پاس فروکش ہوا چھ ماہ کے قیام کے بعد وہ یہاں سے چلا گیا اس کے بعد ابوجعفر کو اس کے بصرہ آنے کا حال معلوم ہوا وہ تیزی سے طے منازل کر کے بصرہ آئے اور بڑے پل کے پاس فروکش ہوئے ہم نے عمر سے خواہش کی کہ وہ ان سے جا کر ملے پہلے تو اس نے انکار کیا مگر آخر کار ہماری بات پیش کی گئی اور وہ ابوجعفر سے جا کر ملا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہ اے ابوعثمان کیا بصرے میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے ہم کو اپنی حکومت کے متعلق خطرہ ہو اس نے کہا کوئی نہیں' ابوجعفر نے کہا میں صرف تمہارے بیان پر اکتفا کرتا ہوں اور واپس ہو جاتا ہوں۔ عمر نے کہا بہتر ہے ابوجعفر واپس چلے گئے۔

ابوجعفر اور عمرو بن عبید کی گفتگو:

ابوجعفر نے عمرو بن عبید سے پوچھا کیا تم نے محمد کی بیعت کر لی ہے اس نے جواب دیا اگر تمام امت مجھے اپنا خلیفہ بھی بنا لے تب بھی میں ان دونوں بھائیوں کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ ان کی طرف اعتنا کروں یا ان کی کوئی خدمت کرو۔

ایوب القزاز راوی ہے کہ میں نے عمرو سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنا دین کھو کر صبر کر لیا ہو تمہاری کیا رائے ہے' اس نے کہا میں خود ایسا شخص ہوں جس کا تم نے اشارہ کیا ہے' میں نے پوچھا آپ نے یہ کیوں کیا اگر آپ چاہتے تو تین ہزار جنگجو آپ کے ساتھ ہوتے اس نے کہا تمہارا خیال غلط ہے میں تو ایسے تین آدمیوں کو بھی نہیں جانتا جو اپنے عہد کو وفا کرتے اگر ایسے تین آدمی بھی مجھے مل جاتے تو میں کبھی علیحدہ نہیں رہتا بلکہ میں ان میں چوتھا ہوتا۔

محمد بن حفص اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ محمد اور ابراہیم ابوجعفر کے خوف سے عدن گئے وہاں سے سندھ چلے گئے اور پھر کوفہ آئے اور وہاں سے مدینہ آ گئے۔

ابوجعفر منصور کی آل ابی طالب میں دادودہش:

جب زیاد نے ابوجعفر سے عبداللہ کے دونوں بیٹوں کے اخراج کا ذمہ لے لیا تو ابوجعفر نے اسے مدینہ کی ولایت پر بحال رکھا' حسن بن زید کو ان کا پتہ چلتا تھا تو اس وقت تک وہ خاموش رہتا جب تک وہ اس جگہ مقیم ہوتے اور جب وہاں سے روانہ ہو جاتے تو وہ ابوجعفر کو ان کے مقام کی خبر کر دیتا ابوجعفر اطلاع کے مطابق پتہ پاتے اور اس کے بیان کو سچ سمجھتے رہے' ۱۴۰ھ تک یہی نوبت رہی اس سال وہ خود حج کرنے گئے انہوں نے خاص کر آل ابی طالب میں بہت سا روپیہ تقسیم کیا۔

عبداللہ بن حسن اور ابوجعفر منصور میں تلخ کلامی:

ابوجعفر نے عبداللہ کو بلایا اور اس کے دونوں بیٹوں کو پوچھا اس نے اپنی بے خبری ظاہر کی اس پر دونوں میں سخت کلامی ہوئی ابوجعفر نے اس پر کم نسبی کا عیب لگایا اس نے کہا تم میری کس ماں کی وجہ سے مجھے طعنہ دیتے ہو کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر یا فاطمہ بنت اسد یا فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا یا ام اسحق بنت طلحہ یا ام خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی وجہ سے انھوں نے کہا نہیں ان میں سے کسی کی بنا پر نہیں بلکہ جرباء بنت قسامہ بن زہیر کی وجہ سے۔ یہ بنی طے کی ایک عورت تھی۔ اس گفتگو پر مسیب بن زہیر غصہ میں بھرا ہوا کھڑا ہوا اور عرض پرداز ہوا امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اس فاحشہ زادے کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر زیاد بن عبداللہ نے اپنی چادر اس پر ڈال دی اور امیر المومنین سے کہا آپ میری خاطر انھیں معاف کر دیجیے اور میں ان کے دونوں بیٹوں کا کھوج نکالتا ہوں اور ان کو آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا اس طرح عبداللہ کی گلوخلاصی ہوئی۔

حزین الدیلی ان دو شعروں میں جرباء کے نسب کی وجہ سے عبداللہ بن حسن پر طنز کرتا ہے:

لعلك بالجرباء او بحكاكة	تفاخر ام الفضل و ابنة مشرح
و ما منهما الاحصان نجيبة	لها حسب في قومها مترجح

ترجمہ: ''شاید کہ تو جرباء اور حکاکہ کی بنا پر ام الفضل اور مشرح کی بیٹی کے مقابلہ میں اپنا فخر نسبی ظاہر کرتا ہے حالانکہ یہ دونوں عورتیں باعصمت شریف زادیاں تھیں اور ان کی قوم میں ان کا حسب باوقعت تھا''۔

عقبہ بن سلم کو عبداللہ بن حسن کے متعلق ہدایت:

سندی امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب عقبہ بن سلم نے ابوجعفر کو اطلاع کی کہ میں بھی حج کے لیے جا رہا ہوں انھوں نے اس سے کہا کہ جب میں فلاں مقام میں پہنچوں تو ابناء حسن میری ملاقات کو آئیں گے ان میں عبداللہ بن حسن بھی ہوگا میں اس وقت اس کی بہت تعظیم کروں گا اور صدر مجلس میں اسے جگہ دوں گا پھر کھانا منگواؤں گا جب کھانے سے ہم فارغ ہو جائیں گے اس وقت میں تم کو آنکھ کا اشارہ کروں گا تم فوراً اس کے روبرو آ کر کھڑے ہونا وہ اپنی نگاہ تمہاری طرف سے پھیر لے گا تم گھوم کر اس کے پیچھے ہو جانا اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے اس کی پیٹھ میں ٹھوکا دینا تاکہ وہ تم کو اچھی طرح دیکھ لے بس مگر جب تک وہ کھانا کھاتا رہے تم ہرگز اس کے سامنے نہ آنا۔

عبداللہ بن حسن سے جواب طلبی:

ابوجعفر حج سے فارغ ہو کر اپنے علاقوں میں دورہ کرنے لگے ابنائے حسن ان سے آ کر ملے انھوں نے عبداللہ بن حسن کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور کھانا منگوایا سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد انھوں نے عبداللہ کو صدر میں بٹھایا اور اسے مخاطب کر کے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے مجھ سے اس بات کا حتمی وعدہ اور عہد کیا تھا کہ تم میری برائی نہ چاہو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف کوئی سازش کرو گے عبداللہ نے کہا امیر المومنین میں اپنے اس وعدہ پر قائم ہوں اب ابوجعفر نے عقبہ کو دیکھا وہ گھوم کر عبداللہ کے روبرو کھڑا ہوا عبداللہ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر اپنا سر اٹھایا اب عقبہ اس کی پشت پر آ کر کھڑا ہوا اس نے اپنی انگلیوں سے اسے ٹھوکا دیا عبداللہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو عقبہ بالکل دوچار تھا وہ فوراً دوزانو ہو کر ابوجعفر سے اپنی خطا کی معافی کا خواستگار ہوا مگر انھوں نے کہا

ابوجعفر تو وہاں سے چلے آئے اور عبداللہ بن حسن تین سال تک قید رہا۔

ابوجعفر منصور کو قتل کرنے کی سازش:

ابو ہبار المزنی راوی ہے کہ جب ۱۴۰ھ میں ابوجعفر نے حج کیا تو اس سے پہلے تو محمد اور ابراہیم عبداللہ کے بیٹے روپوش تھے مگر حج کے موسم میں یہ مکہ آئے اور انھوں نے ابوجعفر کو قتل کر دینا چاہا اشتر عبداللہ بن محمد بن عبداللہ نے ان سے کہا کہ میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے نہ مانا اور اصرار کیا کہ تاوقتیکہ ہم اسے اپنی بیعت کی دعوت نہ دیں تم اسے اچانک قتل نہ کرو اسی اختلاف رائے کی وجہ سے ان کا تمام منصوبہ بگڑ گیا اس سازش میں ابوجعفر کا ایک خراسانی سپہ سالار فوجی بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الاعرج ابوجعفر کے سامنے آیا اور اس نے اس سازش کی ان کو اطلاع دی ابوجعفر نے اس خراسانی سردار کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی بھیجے مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس کے کچھ ساتھی پکڑ لیے گئے اس کا ایک غلام جس کے پاس تقریباً دو ہزار دینار تھے اور خود وہ سردار بچ کر نکل گئے یہ اس روپیہ کو لے کر محمد سے جا ملا محمد نے وہ روپیہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

ابو ہبار کا خراسانی سردار کے متعلق بیان:

ابو ہبار کہتا ہے محمد کے حکم سے میں نے اس شخص کے لیے اونٹ خریدے ان کو سفر کے لیے تیار کیا اور ایک کجاوے میں سوار کر کے میں اسے مدینہ لے کر چلا اور مدینہ تک اسے پہنچا دیا جب محمد مدینہ آیا تو اس نے اس شخص کو اپنے باپ عبداللہ کے پاس ٹھہرا دیا اور بعد ازاں ان دونوں کو خراسان کی ایک سمت بھیجا۔ ابوجعفر نے اس سردار کے آدمیوں کو جن پر ان کی دسترس ہوئی قتل کرا دیا۔

زیاد بن عبداللہ کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن محمد اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں ایک دن سویرے زیاد بن عبیداللہ سے ملنے گیا اس زمانہ میں ابوجعفر مدینہ میں تھے زیاد نے مجھ سے کہا آج رات میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا (امیر المومنین کے مدینہ آنے کی وجہ سے زیاد سرکاری قصر کو چھوڑ کر اپنے مکان واقع محلّہ بلاط میں ان دنوں سکونت پذیر تھا) رات کے وقت امیر المومنین کے ہرکارے میرے دروازے پر آئے اور اسے کھٹ کھٹایا اس وقت سوائے پاجامے کے اور کوئی کپڑا میرے جسم پر نہ تھا میں اسی کو سنبھالتا ہوا اپنی خواب گاہ سے نکلا میں نے اپنے خدمت گاروں اور خواجہ سراؤں کو جو بیرونی ڈیوڑھی میں سو رہے تھے جا کر بیدار کیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ چاہے یہ لوگ اس بیرونی حصہ مکان کو ڈھا دیں تب بھی تم لوگ ایک بات ان سے نہ کرنا وہ بہت دیر تک کھٹ کھٹانے کے بعد واپس چلے گئے اور پھر پلٹ کر آئے اور اب انھوں نے ایک گھڑی انتظار کے بعد گرز نکالے یہ گرز ایسے تھے جو ایک یا دو ہی مرتبہ مدت العمر میں ان کے پاس رہے ہوں گے اور اب ان لوہے کے گرزوں سے انھوں نے دروازہ پیٹا اور خود چیخنا چلانا شروع کیا اس مرتبہ بھی کسی نے ان کو جواب نہیں دیا وہ واپس چلے گئے اور ایک گھڑی کے بعد پھر واپس آئے اور اس مرتبہ تو انھوں نے ایسا اودھم مچایا کہ اس پر کسی طرح ضبط نہیں ہو سکتا تھا' مجھے تو یہ گمان ہوا کہ شاید پورا مکان ہی مجھ پر گر پڑے گا میں نے مجبوراً دروازہ کھولنے کا حکم دیا میں ان کے پاس گیا انہوں نے مجھے فوراً چلنے کا حکم سنایا بلکہ وہ تو مجھے کندھوں پر لاد کر لے چلے میں ان کے ہانپنے کی آواز سنتا تھا اسی طرح کشاں کشاں وہ مجھے مروان کے مکان تک لے آئے یہاں سے دو شخصوں نے میرے مونڈھے تھامے اور زمین سے کچھ اوپر تھامے ہوئے لے چلے اسی طرح وہ مجھے قبہ عظمیٰ کے حجرہ میں لائے۔

زیاد سے ربیع کی گفتگو:

یہاں میں نے دیکھا کہ ربیع کھڑا ہوا ہے مجھ سے کہنے لگا زیاد یہ آج رات تم نے اپنے اور ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ ربیع نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا قبہ کے دروازے کا پردہ اٹھا کر مجھے اندر کر دیا اور خود دونوں دروازوں کے درمیان میرے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے اندر آ کر دیکھا کہ قبہ میں ہر طرف شمعیں روشن ہیں ایک کونے میں ایک خدمت گار کھڑا ہوا ہے اور ابوجعفر اپنے تلوار کے گتکے کی گات لگائے ایک فرش پر بیٹھے ہیں جس کے نیچے نہ گدا ہے اور نہ مصلیٰ۔ سر جھکائے ہوئے ایک گرز سے زمین پیٹ رہے ہیں ربیع نے مجھ سے کہا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے اب تک یہ اسی حال میں ہیں۔

زیاد بن عبید اللہ سے محمد و ابراہیم کے متعلق استفسار:

میں اسی طرح خاموش کھڑا رہا اذان صبح کا انتظار کرنے لگا کہ شاید اذان صبح کے بعد یہاں سے رہائی ہو مگر اس سارے عرصہ میں انھوں نے ایک لفظ مجھ سے نہیں کہا بہت دیر کے بعد سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے! بتا محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اس جملہ کے بعد انھوں نے پھر سر نیچا کر لیا اور اب کے پہلے سے بھی زیادہ دیر تک زمین پر گرز کو ٹیکتے رہے اور دوسری مرتبہ سر اٹھا کر مجھ سے پوچھا اے فاحشہ زادے! محمد اور ابراہیم کہاں ہیں؟ اللہ تجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں میں نے عرض کیا ذرا میری بھی سن لیجیے۔ کہا کہو کیا کہتے ہو میں نے عرض کیا اس کے ذمہ دار خود آپ ہیں آپ نے ان کو اپنے سے متنفر کیا ہے جس قاصد کے ہاتھ آپ نے بنی ہاشم میں روپیہ تقسیم کرنے بھیجا تھا اس نے قادسیہ پہنچ کر ایک چھری نکالی اور اسے تیز کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے امیر المومنین نے محمد اور ابراہیم کو ذبح کرنے بھیجا ہے اس بیان کی مسلسل خبریں ان کو معلوم ہوئیں اور اس وجہ سے وہ بھاگ گئے' اس کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ دور ہو میں وہاں سے پلٹ آیا۔

عبدویہ کا منصور کو قتل کرنے کا ارادہ:

نصر بن قادم بنی محول الحناطیین کا مولیٰ کہتا ہے کہ جس سال ابوجعفر حج کرنے گئے عبدویہ اور اس کی جماعت مکہ میں تھی عبدویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس بہانے سے صفا اور مروہ کے درمیان ابوجعفر کا کام تمام کر دوں عبداللہ بن حسن کو یہ بات معلوم ہو گئی انہوں نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم حرم میں ہو یہاں ایسا فعل نہ کرنا' ابوجعفر کا ایک فوجی سردار خالد بن حسان تھا جسے ابوالعسا کر کہتے تھے اور یہ ایک ہزار فوج کا قائد تھا اس نے عبدویہ اور اس کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی تھی ابوجعفر نے اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور عبدویہ اور عطاروی اور تم یہاں مکے میں کس ارادے سے مقیم ہو اس نے صاف صاف بتا دیا کہ ہم یہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوجعفر نے پوچھا پھر تم کیوں اپنے ارادے سے باز رہے اس نے کہا ہمیں عبداللہ بن حسن نے منع کر دیا یہ سنتے ہی ان کو چکر آ گیا اور تھوڑی دیر تک انہیں کچھ سجھائی نہیں دیا۔

ابوجعفر منصور کے جاسوس کی کارگزاری:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ عبداللہ کے قید کر دینے کے بعد ابوجعفر نے اس کے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے لیے سعی بلیغ کی شیعوں کی طرف سے محمد کے نام ایک جعلی خط لکھ کر ایک جاسوس کو دیا اس خط میں گویا شیعوں کے اپنی طاعت اور خروج کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی مستعدی کا اظہار کیا تھا نیز انہوں نے اس جاسوس کے ساتھ روپیہ اور تحائف بھی کر دیئے' یہ شخص

مدینہ آ کر عبداللہ بن حسن سے ملا اور اس سے محمد کا پتہ پوچھا اس نے کہا وہ جہینہ کے کوہستان میں ہے نیز یہ بھی کہا کہ پہلے تم علی بن حسن کے پاس جاؤ وہ ایک نہایت ہی نیک آدمی ہیں وہ اغر پکارے جاتے ہیں وہ مقام ذی ابر میں سکونت پذیر ہیں وہ تم کو محمد کا پتہ بتا دیں گے' یہ شخص علی بن حسن کے پاس آیا اور اس نے محمد تک اس کی رہنمائی کی۔

ابو ہبار کی مدینہ سے روانگی:

ابو جعفر کا ایک کاتب سر تھا یہ شیعہ تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کے اور اس کے بھیجے جانے کی غرض سے مطلع کر دیا اس کا خط پڑھ کر عبداللہ بہت ہراساں ہوا انھوں نے ابو ہبار کو فوراً علی بن حسن اور محمد کے پاس دوڑایا کہ یہ جا کر ان دونوں کو متنبہ کر دے' ابو ہبار علی کے پاس آیا علی نے کہا میں نے تو اس شخص کو محمد کے پاس بھیج دیا ہے ابو ہبار کہتا ہے کہ اب میں محمد کے پاس اس کے مقام پر پہنچا محمد ایک غار میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ عبداللہ بن عامر الاسلمی' شجاع کے دونوں بیٹے اور دوسرے لوگ اور وہ جاسوس بیٹھے تھے اسی کی آواز سب سے بلند سنائی دیتی تھی اور وہی اور دوسروں کے مقابلہ میں بہت خوشی کا اظہار کر رہا تھا مگر مجھے دیکھتے ہی کچھ آثار پریشانی اور اضطراب اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے۔

ابو ہبار کا محمد بن عبداللہ کو جاسوس کے متعلق مشورہ:

میں بھی یاران صحبت کے ساتھ جلیس ہوا اور تھوڑی دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے بعد میں نے محمد کے کان میں کہا کہ میں تم سے علیحدہ کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ مجلس سے اٹھ آیا۔ میں بھی اس کے ساتھ اٹھ آیا اور تخلیہ میں میں نے اس شخص کا سارا واقعہ سنایا محمد نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے میں نے کہا تین باتیں ہیں ان میں سے کسی ایک پر عمل کر و اس نے کہا اچھا بتاؤ میں نے کہا مجھے اجازت دو میں اسے قتل کر دیتا ہوں محمد نے کہا میں بغیر مجبوری کسی خون کا وبال اپنے سر نہیں لینا چاہتا پھر اس نے کہا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا تو پھر بہتر یہ ہے کہ اسے بھاری بھاری بیڑیاں پہنا کر اپنے ساتھ قید رکھو اور جہاں تم جاؤ اسے بھی لے جاؤ محمد نے کہا اس خوف و ہراس کی حالت میں ہمیں ایسی فراغت کہاں نصیب ہے کہ ہم اس طرح اسے ساتھ لیے پھریں پھر محمد نے کہا اچھا اور کیا مشورہ دیتے ہو میں نے کہا مناسب یہ ہے کہ اسے مقید کر کے بنی جہینہ کے اپنے کسی خاص بھروسہ کے آدمی کے پاس چھوڑ دیجیے اس نے کہا ہاں یہ مناسب ہے ایسا ہی میں کرتا ہوں۔

جاسوس کا فرار:

اب ہم دونوں واپس آئے مگر اسی اثنا میں وہ شخص مجھے تاڑ گیا تھا اور بھاگ چکا تھا ہم نے اور لوگوں سے اسے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس نے پانی کی چھاگل اٹھائی اس میں سے کچھ پانی گرا دیا اور پھر اس ٹیکری کے پیچھے طہارت کی غرض سے چلا گیا۔ اب ہم نے اس کی تلاش میں تمام پہاڑ اور اس کے اطراف کا علاقہ چھان مارا مگر اس کا پتہ نہ پایا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔ دوسری طرف وہ جاسوس اپنے پیروں بھاگ کر شاہراہ پر آ گیا یہاں اسے کچھ اعرابی مدینہ جاتے ہوئے ملے جن کے ساتھ اونٹوں سامان بار تھا اس نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تم بورے کو خالی کر کے اس میں مجھے بٹھا لو اس طرح میں دوسری جانب کے بورے کے ہم پلہ ہو جاؤں گا اور تم کو اس قدر زر روپیہ معاوضہ میں دوں گا اس اعرابی نے یہ بات مان لی اور ایک جانب کا بورا خالی کر کے اس جاسوس کو اونٹ پر سوار کر کے مدینہ پہنچا دیا۔

ابرالمزنی کی گرفتاری:

مدینہ سے وہ شخص ابوجعفر کے پاس آیا انہیں سارا ماجرا سنایا مگر وہ ابوہبار کے نام اور کنیت کو بھول گیا اور بجائے اس کے اس نے وبر کہہ دیا' ابوجعفر نے وبرالمزنی کی تلاشی کرائی۔ چنانچہ ایک شخص وبر نامی ان کے پاس بھیج دیا گیا انھوں نے اس سے محمد کا قصہ دریافت کیا اور جو جاسوس نے واقعہ بیان کیا تھا اس کی تصدیق چاہی اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں ان واقعات سے قطعی نابلد ہوں ابوجعفر کے حکم سے سات سو درے اس کے لگے اور اسے قید کر دیا گیا یہ شخص ابوجعفر کے انتقال تک قید ہی رہا۔

محمد بن عبداللہ سے زیاد بن عبیداللہ کا حسن سلوک:

ابوجعفر نے اب محمد کی تلاش میں بیش از بیش سعی شروع کی اور زیاد بن عبیداللہ الحارثی سے مطالبہ کیا کہ جو ذمہ تم نے لیا تھا اسے پورا کرو' ایک مرتبہ محمد مدینہ آیا زیاد کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی زیاد اس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور اس نے وعدۂ امان دے کر اس سے یہ خواہش کی کہ تم میرے ساتھ اہل مدینہ کو اپنا چہرہ دکھا دو محمد نے اس کا وعدہ کر لیا زیاد صبح اندھیرے سے سوار ہوا۔ اور اس نے محمد سے وعدہ کیا تھا کہ میں چوک بازار میں ملوں گا چنانچہ اسی مقام پر یہ دونوں ملے محمد اس وقت بغیر اپنے کو چھپائے کھلم کھلا باہر آیا تھا زیاد نے اس کے پاس کھڑے ہو کر بازار والوں سے کہا کہ دیکھ لو یہ محمد بن عبداللہ بن حسن موجود ہے دوسری طرف اس نے محمد سے کہا کہ اب جہاں تمہارا جی چاہے چلے جاؤ اس کے بعد ہی محمد روپوش ہو گیا' اس واقعہ کی متواتر خبریں ابوجعفر کو پہنچیں۔

محمد بن عبداللہ کی روپوشی:

ایک دن ابراہیم بن عبداللہ زیاد سے ملنے گیا اس نے کپڑوں کے نیچے زرہ پہن رکھی تھی زیاد نے اسے چھو کر معلوم کیا اور کہنے لگا اے ابواسحٰق کیا مجھ سے بدگمان ہو بخدا! میں تمہارے ساتھ کبھی کوئی برائی نہیں کروں گا۔

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ زیاد سوار کر کے محمد کو بازار میں لے کر آیا' اسے دیکھتے ہی لوگوں نے مہدی مہدی کے نعرے بلند کیے محمد روپوش ہو گیا اور پھر خروج تک وہ ظاہر نہیں ہوا۔

زیاد بن عبیداللہ کی گرفتاری:

جب اس واقعہ کی مسلسل خبریں ابوجعفر کو پہنچیں انھوں نے ابوالازہر ایک خراسانی کو ایک خط دے کر مدینہ بھیجا اور بھی کئی خط اسے دیئے ہدایت کی کہ تاوقتیکہ وہ مدینہ کے قریب مقام اعوص پر نہ پہنچ جائے وہ اپنے موسومہ خط کو نہ پڑھے اس نے حسبہ' اعوص پہنچ کر اپنا خط پڑھا اس میں عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ کی ولایت مدینہ کا عہد مرقوم تھا جو زیاد بن عبیداللہ کے قاضی تھے۔ زیاد کو بیڑیاں پہنا دی گئیں اس کی جائداد ضبط کر لی گئی اور جہاں اس کی کوئی چیز ملی اس پر قبضہ کر لیا گیا نیز اس کے مقرر کردہ عمال کو گرفتار کر کے زیاد کے ساتھ ابوجعفر کے پاس بھیج دیا گیا۔

ابوالازہر ۲۳/ جمادی الآخر ۱۴۱ھ میں مدینہ آیا زیاد اس وقت سواری میں تھا ابوالازہر نے اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سواری کے لیے گیا ہے۔ ہرکاروں نے جا کر ابوالازہر کے آنے کی اسے اطلاع دی وہ فوراً تیزی سے واپس آ کر مروان کے مکان میں جلوس پذیر ہوا ابوالازہر نے اس کے پاس جا کر ابوجعفر کے خط کا ایک ثلث حصہ حوالے کیا جس میں اسے بے چون و چرا تعمیل ارشاد کا حکم تھا اس نے بسروچشم تعمیل کا اقرار کیا اور اس سے کہا کہ تم جو چاہو حکم دو ابوالازہر نے کہا کہ عبدالعزیز بن المطلب

کو بلا بھیجو اس کے آنے کے بعد الوالا زہر نے دوسرا خط عبدالعزیز کو دیا جس میں ہدایت کی گئی تھی کہ تم ابوالا زہر کی ہدایت پر عمل کرو عبدالعزیز نے بلا پس و پیش اس کے لیے آمادگی ظاہر کی اس کے بعد اس نے تیسرا خط زیاد کے حوالے کیا جس میں اسے عبدالعزیز کو اپنی خدمت کا جائزہ دینے کا حکم دیا گیا تھا اور اب اس نے عبدالعزیز کو اس کا فرمان تقرر دیا اور حکم دیا کہ تم ابو یحییٰ کی مشکیں بندھوا دو۔

معزول زیاد بن عبیداللہ کا احترام:

چنانچہ زیاد کو پابہ زنجیر کر کے اس کے مال و متاع کو ضبط کر لیا گیا' سرکاری خزانہ میں پچاسی ہزار دینار ملے اس کے تمام عامل بھی بلا استثناء گرفتار کر کے اس کے ساتھ پابجولاں ابوجعفر کے پاس بھیج دیئے گئے جب یہ مدینہ کی گلیوں سے گذرے تو اس کے دوسرے ماتحت اہل کاروں اور عہدے داروں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا ان کے اظہار رنج و ہمدردی سے زیاد اس قدر متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ میرا باپ تم پر سے قربان ہوا گر ابوجعفر تم کو اس طرح مجھے سلام کرتے دیکھ لیں تو پھر مجھے اس کی کچھ پروا نہ رہے کہ میرا کیا حشر ہو گا۔

محمد بن عبدالعزیز کا فرار:

علی بن عبدالحمید کہتا ہے کہ ہم لوگ زیاد کی مشائیت کے لیے ساتھ چلے ایک رات میں اس کے محل کے نیچے چل رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا کہ سوائے اس کے کہ عبداللہ کے بیٹوں کا معاملہ ہوا اور یہ کہ میں نے بنی فاطمہ کے خون کو بہت عزیز رکھا' اور اس کے بہانے سے پہلوتہی کی مجھے اپنا اور کوئی قصور نظر نہیں آتا جو میں نے امیر المومنین کے خلاف کیا ہو۔ جب یہ جماعت شقرہ پہنچی تو ان میں سے محمد بن عبدالعزیز فرار ہو کر مدینہ چلا آیا باقی اور لوگوں کو ابوجعفر نے قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد پھر رہا کر دیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابوجعفر نے مہبوت اور ابن ابی عاصمہ کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مہبوت وہ شخص ہے جس نے زیاد کو گرفتار کیا تھا اس وقت زیاد نے یہ شعر پڑھا:

اکلف ذنب قوم لست منهم و ما جنت الشمال علی الیمین

ترجمہ: ''میں ان لوگوں کے قصور میں پکڑا جا رہا ہوں جن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور اس قضیہ کی صورت یہ ہے کہ بائیں ہاتھ نے داہنے کے خلاف کارروائی کی ہے''۔

عمران بن ابی فروہ کا بیان:

عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شیبانی ابوجعفر کا ایک فوجی سردار زیاد بن عبیداللہ کے پاس تھے جس زمانے میں ابوجعفر نے ابوالا زہر کو بنی حسن کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا ہم اس کے پاس اکثر جاتے تھے ایک دن میں ابوالا زہر کے ہمراہ جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر اس سے چمٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں محمد اور ابراہیم کے بارے میں ایک مفید بات کہنا چاہتا ہوں ابوالا زہر نے کہا دور ہو اس نے کہا اس میں امیر المومنین کی بھلائی ہے ابوالا زہر نے کہا دور ہو اب کیا ہو سکتا ہے جب کہ اس قضیہ میں ایک خلق کثیر کام آ چکی ہے مگر وہ شخص برابر لپٹا رہا اور اس نے پلٹ جانے سے انکار کر دیا ابوالا زہر نے بھی اس سے تعارض کرنا چھوڑ دیا اور جب ذراویران راستہ آیا ابوالا زہر نے اپنی تلوار سے اس کے پیٹ میں اس زور سے ایک ٹھوکا دیا کہ وہ ایک سمت کو جا پڑا۔

محمد بن خالد کا امارت مدینہ پر تقرر:

زیاد کے بعد ابوجعفر نے محمد بن خالد کو مدینہ کا والی مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ محمد کی تلاش میں سعی بلیغ کرے اور یہ بھی اجازت دے دی کہ اس کام کے لیے جس قدر روپیہ چاہے صرف کرے یہ مسلسل منزلیں طے کر کے غرۂ ماہ رجب ۱۴۱ھ کو مدینہ آیا اس کے مدینہ آنے کی اہل مدینہ کو اس وقت تک کوئی اطلاع ہی نہ تھی جب تک کہ اس کے قاصد نے شقرہ سے آ کر جو مقام عوص اور طرف کے درمیان مدینہ سے صرف دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے اس کے والی ہو کر آنے کی مدینہ والوں کو اطلاع نہ دی اسے بیت المال میں ستر ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کثیر کو محمد کی تلاش کی مد میں صرف کر دیا اور جو حسابات دار الخلافہ کو بھیجے ان میں اکثر خرچ اسی مد میں بتایا گیا مگر اس قدر خرچ کثیر کے بعد بھی جب محمد کی گرفتاری میں کامیابی نہیں ہوئی تو اب ابوجعفر نے اسے بلاوجہ کی تعویق خیال کیا اور اس رقم کی وجہ سے وہ محمد بن خالد کی طرف سے مشتبہ ہو گئے۔

اہل مدینہ کی خانہ تلاشی:

ابوجعفر نے اسے مدینہ کی پوری خانہ تلاشی لینے کا حکم دیا محمد بن خالد نے اپنے اہل عملہ کو حکم دیا کہ کسی ایسے شخص سے معاملہ کرو جو محمد کا پتہ چلا دے انھوں نے رباح الغاضری مسخرے سے معاملہ کیا یہ ایک ہزار دینار پر لوگوں سے اہم کاموں کے لیے معاملہ کرتا تھا مگر یہ ساری رقم بھی برباد گئی اور کوئی پتہ نہ چلا اب سرکاری عہدے داروں نے تمام مدینہ کی خانہ تلاشی کی ٹھانی۔ قسری نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ سات روز تک اپنے گھروں سے قدم باہر نہ نکالیں۔ اس اثناء میں اس کے ہرکارے اور سپاہی گھر گھر کی خانہ تلاشی کرتے پھرے مگر کوئی پتہ محمد کا نہ چلا اس ڈر سے کہ خود اس کے عہدے داروں کو دوسرا فریق رشوت دے کر اپنے ساتھ نہ ملا لے قسری نے اپنے تمام عہدے داروں کو چیک لکھ کر دیئے تھے مگر جب اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی اور ابوجعفر کو اس قدر رقم کا خرچ محسوس ہوا انھوں نے محمد بن خالد القسری کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔

ابوجعفر کا محمد بن عبداللہ کے متعلق ابوالعلاء سے مشورہ:

ابن قبہ راوی ہے کہ محمد اور ابراہیم کے معاملے کو ابوجعفر بہت ہی اہم خیال کرنے لگے انھوں نے ابوالعلاء قیس عیلان کے ایک شخص کو بلا کر اس سے ان دونوں کے معاملہ میں مشورہ چاہا اور ان کی طرف سے اپنی فکر و پریشانی کا اظہار کیا اس نے کہا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے آپ زبیر یا طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی شخص کو متعین کیجیے وہ بھلا وا دے کر ان دونوں کی تلاش کرے گا اور میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ان دونوں کو تمہارے پاس لے آئے گا انھوں نے کہا تمہاری رائے تو صائب ہے خود میرے ذہن میں بھی یہ بات آئی تھی مگر میں اللہ سے عہد کر چکا ہوں کہ اپنے اور ان کے مشترکہ دشمن کو اپنے خاندان والوں پر متعین نہ کروں گا البتہ میں عرب کے ایک مشہور ڈاکو کو اس کام پر مقرر کرتا ہوں اور وہ اس کو سرانجام کرے گا۔

امارت مدینہ پر ریاح بن عثمان کا تقرر:

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ جب ابوجعفر نے محمد بن خالد کو ولایت مدینہ سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کیا وہ ایک دن سواری کے لیے چلے اپنے مکان سے نکلے تھے کہ یزید بن اسید السلمی نظر آیا ابوجعفر نے اسے بلایا اور وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا پھر اس نے کہا تم مجھے قیس کا کوئی ایسا غریب بہادر آدمی بتاؤ کہ میں اسے دولت مند بنا دوں اس کا مرتبہ بلند کروں اور یمنی عربوں کے سردار

یعنی ابن القسری کو اس کے حوالے کر دوں تا کہ وہ جس طرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے یزید نے کہا مناسب ہے' ایک شخص میرے پیش نظر ہے ابوجعفر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا ریاح بن عثمان بن حیان المری' ابوجعفر نے کہا اچھا اب کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرنا۔ سواری سے واپس آ کر انہوں نے بہت تیز رو اونٹنیاں اور ان کے زین سامان اور کجاوے منگوائے اور اب ان کو سفر کے لیے تیار کیا گیا۔ عشاء کی نماز پڑھ کر جب واپس آئے ریاح کو بلایا اس سے عبداللہ کے بیٹوں کے معاملہ میں زیادہ اور قسری کی سہل انگاری اور بددیانتی کی شکایت کی اور اسی کو مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اپنے گھر جانے سے پہلے ہی اپنے مستقر حکومت کو چلے جاؤ اور مدینہ جا کر ان دونوں کی تلاش میں پوری جدوجہد کام میں لاؤ' ریاح پے در پے منزلیں طے کرتا ہوا ۲۳/ رمضان ۱۴۴ھ کو جمعہ کے دن مدینہ پہنچ گیا۔

ریاح بن عثمان کی منصور سے پیش کش:

ربیع کہتا ہے کہ جب ان دونوں بھائیوں کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ابوجعفر اس کی وجہ سے سخت متردد و پریشان رہنے لگے اس زمانہ میں ایک دن میں ان کے پاس سے باہر آیا تھا یا اپنے گھر سے ان کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا تھا کہ ایک شخص پر میری نظر پڑی اس نے میرے قریب آ کر کہا کہ میں ریاح بن عثمان کا قاصد ہوں اور آپ کی خدمت میں بھیجا گیا ہوں انھوں نے آپ کو یہ پیام دیا ہے کہ اسے محمد اور ابراہیم کی ساری کیفیت کا علم ہے اور ان کے معاملہ میں والیوں نے مداہنت سے کام لیا ہے اگر امیر المومنین مجھے مدینہ کا والی بنا دیں تو میں یہ ذمہ لیتا ہوں کہ ان کو پکڑلوں گا اور سامنے لے آؤں گا میں نے امیر المومنین سے جا کر یہ بات کہہ دی انھوں نے اسی وقت اس کی ولایت کا فرمان لکھ دیا وہاں اور کوئی شخص اس وقت موجود نہ تھا۔

موسیٰ بن عبدالعزیز بیان کرتا ہے کہ ریاح مروان کے محل میں پہنچ کر جب اس کے چبوترے کے پاس آیا تو اپنے بعض ہمراہیوں سے کہنے لگا کیا یہی مروان کا محل ہے انھوں نے کہا جی ہاں! کہنے لگا یہ بھی عجیب محل سرا ہے کہ آج ایک یہاں آ کر اترتا ہے اور دوسرے دن یہاں سے کوچ کر جاتا ہے ہم خود سب سے پہلے یہاں سے کوچ کرنے والوں میں ہوں گے۔

ریاح بن عثمان کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

زہیر بن المنذر عبدالرحمٰن بن العوام کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ریاح کے ساتھ اس کا ایک دربان ابوالبختری نام بھی مدینہ آیا چونکہ یہ ولید بن یزید کے زمانے میں میرے باپ کا دوست تھا اس تعلق کی وجہ سے میں اس سے ملنے جاتا تھا ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ ریاح نے مروان کے قصر میں فروکش ہونے کے بعد مجھ سے کہا تھا کہ بخدا! یہ محل سرا بھی عجیب ہے کہ ادھر یہاں کوئی آ کر فروکش ہوا اور تھوڑے ہی عرصہ میں کوچ کر گیا عبداللہ اسی قصر کی ایک کوٹھڑی میں اس راستے پر جو مقصورہ کو جاتا ہے قید تھا جہاں اسے زیاد نے قید کر رکھا تھا تو جب اور لوگ اس سے ملاقات کر کے چلے گئے تو ریاح نے مجھ سے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور ہم اس معزز بزرگ سے ملنے چلیں' چنانچہ وہ مجھ پر سہارا دیئے ہوئے عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا' اے شیخ! امیر المومنین نے مجھے کسی قرابت کی وجہ سے یا کسی ایسے احسان کی وجہ سے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہو مجھے اس خدمت پر مامور نہیں کیا ہے۔ بخدا! تم اس طرح مجھے اس معاملہ میں بے وقوف نہ بنا سکو گے جیسا کہ تم زیاد اور قسری کے ساتھ کرتے آئے ہو یا تو اپنے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو حاضر کر دو ورنہ میں تمہاری جان نکال لوں گا۔

عبداللہ بن حسن کی ریاح کے متعلق پیشین گوئی:

اس پر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگا' ہاں ٹھیک ہے تو ہی وہ ذلیل نیلگوں چشم قیسی ہے جو اس قضیہ میں بکری کی طرح ذبح کر دیا جائے گا۔ ابوالبختری کہتا تھا کہ اب ہم واپس آئے عبداللہ کے کہنے کا اس پر یہ اثر ہوا کہ اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا مجھے اس کی سردی محسوس ہو رہی تھی اور اس کے دونوں پاؤں لڑکھڑا رہے تھے' میں نے اس سے کہا کہ آپ اس کی بات پر التفات نہ کیجیے یہ غیب سے واقف نہیں' کہنے لگا یہ کیا کہتے ہو اس نے جو کچھ اس وقت کہا ہے یہ ضرور اپنے بزرگوں سے سن کر کہا ہے' راوی کہتا ہے کہ یہ شخص واقعی بکری کی طرح اس فتنہ میں ذبح کر دیا گیا۔

محمد بن خالد اور رزام پر جبر و تشدد:

ریاح نے مدینہ آ کر قسری کو طلب کیا اور اس سے سرکاری روپیہ کا حساب مانگا اس نے کہا میرا یہ منشی موجود ہے یہ مجھ سے زیادہ روپیہ کے حساب سے واقف ہے اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں تم اپنے منشی پر ٹالتے ہو اس کے بعد ریاح کے حکم سے اس کی گردن دبائی گئی اور اس پر بے شمار کوڑے پڑے پھر اس نے اس کے منشی رزام کو جو اس کا مولیٰ بھی تھا گرفتار کیا اس پر سخت مار پڑنے لگی صورت یہ تھی کہ ایک دن بیچ اس کے ہاتھ گردن پر باندھ دیئے جاتے تھے اور سویرے سے شام تک پندرہ کوڑے لگوائے جاتے نیز اسے مسجد نبویؐ کے صحن اور شہر کے چوک میں پھرا کر کوڑے لگائے جاتے اس سے کہا گیا کہ تو ابن خالد کے خلاف مواد دے دے مگر اس سے اس نے قطعی انکار کر دیا' ایک دن اسے عمر بن عبداللہ الجذامی نائب کوتوال نے باہر نکالا اور کوڑے مارنا چاہے مگر دیکھا کہ اس کے دونوں پیروں سے لے کر کانوں تک زخم ہی زخم ہیں عمر نے اس سے کہا کہ آج تمہارے پٹنے کی باری ہے بتاؤ کہاں کوڑے لگائیں وہ کہنے لگا بخدا! کفِ دست کے علاوہ میرے تمام جسم پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تم کوڑے لگا سکو کیونکہ ہر حصہ زخمی ہے اگر چاہتے ہو تو یہ ہتھیلیاں موجود ہیں ان پر کوڑے لگالو اس نے اپنی ہتھیلیاں سامنے کر دیں اور ان پر پندرہ کوڑے لگائے گئے۔

ریاح بن عثمان اور رزام:

ریاح کے آدمی برابر اس شخص کے پاس آتے اور اسے پھسلاتے رہے کہ وہ کسی طرح سے ابن خالد کے خلاف مواد دے دے تو پھر اسے چھوڑ دیا جائے گا' اس نے ریاح سے کہلا بھیجا کہ تم مجھے پٹوانا چھوڑ دو میں ایک تحریر لکھتا ہوں' ریاح نے مار کی ممانعت کر دی اور پھر اس سے اصرار کیا اور کہا کہ آج شام تم وہ تحریر لے کر سب لوگوں کے سامنے مجھے دو' شام کے وقت ریاح نے پھر اپنا آدمی اس کے پاس بھیجا اور اسے بلایا رزام اس کے پاس آ گیا اس وقت بہت سے لوگ ریاح کے پاس بیٹھے تھے اس نے کہا اے لوگو! تم گواہ رہو کہ امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ایک تحریر لکھ کر دوں جن میں ابن خالد کو ملزم ثابت کروں میں نے اس قسم کی ایک تحریر لکھ دی ہے اور اس میں ابن خالد پر الزام عائد کیا ہے۔ مگر میں اب تم لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور غلط ہے۔ ریاح نے حکم دیا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں چنانچہ اب سو کوڑے اسے مارے گئے اور پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

عبیداللہ بن محمد کی آئینہ کے متعلق روایت:

عبیداللہ بن محمد بن عمر بن علی راوی ہے کہ جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتار کر جبل ابوقبیس پر کھڑا کیا تو تمام سطح

زمین ان کے سامنے آیا' اللہ نے فرمایا یہ ساری زمین تمہارے لیے ہے آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار! میں کیونکر جان سکوں گا کہ اس زمین میں کیا ہے' اللہ نے ان کے لیے ستارے ظاہر کیے اور کہا کہ جب تم کو یہ ستارہ نظر آئے تم سمجھ لینا کہ یہ اور یہ واقعات ہوں گے اور جب فلاں ستارہ دیکھنا تو سمجھ لینا کہ اب فلاں واقعہ پیش آئے گا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام تمام واقعات زمین ستاروں کے ذریعہ معلوم کرتے تھے اس کے بعد یہ طریقہ بھی آپ کے لیے مشکل ہو گیا تو اللہ نے آسمان سے ایک آئینہ نازل فرمایا جس میں وہ تمام روئے زمین کے واقعات دیکھ لیتے تھے ان کے انتقال کے بعد قفطس شیطان نے اس آئینہ پر قبضہ کر کے اسے توڑ ڈالا اور اس پر سرزمین مشرق میں ایک شہر جابرت نام بسایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس آئینہ کو دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ قفطس لے گیا۔ آپ نے اسے بلا کر اس آئینہ کو پوچھا' اس نے کہا کہ وہ شہر جابرت کی بنیادوں میں موجود ہے' آپ نے اس سے کہا کہ وہ لے کر آ' اس نے کہا مگر ان بنیادوں کو کون منہدم کر سکے گا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ اس شیطان سے کہیے کہ تو ہی یہ کام بھی کر۔ چنانچہ وہ شیطان اس آئینہ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے ٹکڑوں کو جوڑ کر اس کے چاروں طرف تسمے باندھے' اب وہ تمام جہان کی سیر اس میں کرنے لگے۔ آپ کے انتقال کے بعد بہت سے شیطان اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے لے گئے۔ اس کا ایک ٹکڑا بچ گیا تھا جو بنی اسرائیل میں متوارث ہوتا ہوا قبیلہ جالوت کے سردار کے پاس آیا وہ اسے مروان بن محمد کے پاس لایا اس نے اسے رگڑ کر ایک دوسرے آئینہ پر چڑھا کر جب دیکھا تو اس میں سے اسے اپنے متعلق خلاف منشا واقعات نظر آئے' مروان نے اسے پھینک دیا اور بنی جالوت کے سردار کو قتل کرا دیا اور وہ آئینہ اپنی ایک جاریہ کو دے دیا اس نے اسے ایک تھیلی میں بند کر کے کوٹھڑی میں مقفل کر دیا۔ ابوجعفر نے خلیفہ ہونے کے بعد اسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ فلاں عورت کے پاس موجود ہے چنانچہ اس کی تلاش ہوئی اور مل گیا ابوجعفر بھی یہ کرتے تھے کہ اسے رگڑ کر اور صاف کر کے ایک دوسرے آئینہ پر رکھتے تھے اور اس میں تمام زمین کی سیر کر لیتے تھے اسی میں انھوں نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا اور ریاح کو لکھا کہ محمد ایسے علاقے میں ہے جہاں لیموں اور عناب کثرت سے پیدا ہوتے ہیں وہاں اس کی تلاش کرو۔ مگر چونکہ ابوجعفر کے کسی خاص آدمی نے محمد کو یہ بات لکھ دی تھی کہ تم ایک مقام میں صرف اتنے دن قیام کرنا جتنے دن میں ڈاک عراق سے مدینہ پہنچ جاتی ہے اس کے بعد وہ مقام چھوڑ دینا چنانچہ وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اسی اثناء میں ابوجعفر نے ایک مرتبہ اسے کوہ بیضا میں دیکھا جو جھاڑی سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر ہے اور سب پہاڑوں سے زیادہ طویل ہے ابوجعفر نے ریاح کو اطلاع دی کہ محمد آج کل ایسے علاقے میں ہے جہاں پہاڑ اور غار کثرت سے ہیں ریاح نے ایسے مقام پر بھی اسے ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ پھر ایک مرتبہ انہوں نے ریاح کو لکھا کہ اب وہ ایسے پہاڑ میں ہے جہاں مونگ اور تارکول ہوتا ہے ریاح نے پڑھ کر کہا کہ یہ تو کوہ مری ہے' چنانچہ اب اس نے یہاں محمد کو ڈھونڈا مگر نہ پایا۔

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار کہتا ہے کہ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دوست یا دشمن کو سمجھ جاتے تھے۔

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ ریاح نے محمد کی تلاش میں اب اور بھی زیادہ کوشش شروع کی اسے معلوم ہوا کہ محمد کوہستان جھینہ

کے جبل رضوی کی کسی گھاٹی میں ہے یہ مقام ینبع کے علاقہ میں واقع ہے ریاح نے عمرو بن عثمان بن مالک الجھنی (از بنی جشیم) کو اس مقام کا عامل مقرر کیا اور محمد کی تلاش کی ہدایت کی اسے معلوم ہوا کہ وہ کوہ رضوی کی ایک گھاٹی میں موجود ہے یہ رسالہ اور پیدل سپاہ لے کر اس کی تلاش میں چلا محمد کو اس کے آنے کی اطلاع ہوگئی وہ تو بڑی سرعت سے نکل بھاگا مگر اس کا ایک بالکل کم سن بچہ جو اسی حالت خوف و ہراس میں پیدا ہوا تھا اور جسے اس کی ایک چھوکری لیے ہوئی تھی پہاڑ پر سے گر پڑا اور پاش پاش ہوگیا۔ عمرو بن عثمان بے نیل مرام پلٹ آیا۔ وہ بچہ گر کر مر گیا جب اس کی اطلاع محمد کو ہوئی اسے اس کا سخت صدمہ ہوا۔

محمد بن عبداللہ کے بچہ کی ہلاکت:

خود محمد سے یہ روایت مذکور ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ جب میں جبل رضویٰ میں چھپا ہوا تھا اس وقت میرے ساتھ میری ایک ام ولد لونڈی تھی۔ میرا ایک شیر خوار بچہ اس کے پاس تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی اتنے میں اچانک اہل مدینہ کے مولیٰ ابن سیوطی نے اس پہاڑ میں مجھے آ گھیرا میں تو بھاگ کر بچ گیا' میری جاریہ بھی بھاگی وہ بچہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور پاش پاش ہوگیا۔

اس بیان کا ناقل عبیداللہ کہتا ہے کہ ظہور کے بعد جب ابن سیوطی محمد کے سامنے پیش کیا گیا تو محمد نے اس سے پوچھا تم کو اس شیر خوار بچہ کا واقعہ یاد ہے۔ اس نے کہا ہاں! میں جانتا ہوں' محمد نے اسے قید کر دیا اور یہ محمد کے قتل ہونے تک قید رہا۔

محمد بن عبداللہ کی ریاح کے متعلق رائے:

خود محمد سے روایت ہے کہ میں وادی حرہ میں تھا کبھی پہاڑ پر چڑھ جاتا تھا اور کبھی وادی میں اتر آتا تھا اتنے میں ریاح رسالہ لے کر آ پہنچا میں ایک کنویں کی طرف مڑ گیا اور اس کے دونوں ڈھادوں کے درمیان ٹھہر کر پانی پینے لگا یہ دیکھ کر ریاح نے میرا تعاقب چھوڑ دیا اللہ اس کا بھلا کرے یہ اعرابی اپنے اخلاق میں کس قدر وسیع ظرف تھا۔

ریاح کا محمد بن عبداللہ کی گرفتاری سے گریز:

عثمان بن مالک کہتا ہے کہ ریاح نے عمداً محمد کو بچ کر نکل جانے دیا۔ محمد نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے مسجد الفتح لے چلو وہاں ہم اللہ سے دعا مانگیں گے' میں صبح کی نماز پڑھ کر محمد کے پاس آیا اور اب ہم دونوں چلے اس وقت محمد نے ایک موٹی قمیص پہن رکھی تھی اور ایک پھٹی ہوئی قرقبی چادر اوڑھے ہوئے تھا جب ہم اس کی قیام گاہ سے نکل کر مسجد کے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے ریاح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ آتا ہوا نظر آیا میں نے اس سے کہا غضب ہوگیا ریاح آ رہا ہے محمد نے بے پروائی سے مجھ سے کہا کہ چلے چلو میں آگے تو بڑھا مگر خوف کی وجہ سے میرے پاؤں بھی کام نہ دیتے تھے خود محمد راستے سے ہٹ کر اور اس سے پشت پھیر کر بیٹھ گیا اور اپنی چادر کا آنچل اپنے منہ پر ڈال لیا یہ جسیم تھا جب ریاح اس کے برابر آیا تو اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی عورت ہے جو ہمیں دیکھ کر شرما گئی ہے اور اس نے گھونگٹ کر لیا ہے' میں آفتاب کے طلوع ہونے تک چلتا رہا ریاح آیا اور اس نے مسجد پر چڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی پھر بطحان کی سمت سے واپس چلا گیا اس کے بعد محمد مسجد میں آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا کی۔

بنی حسن کی گرفتاری کا حکم:

اپنے ظاہر ہونے تک محمد برابر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ جب اس پر قابو پانے میں منصور کو اس قدر دیر لگی تو وہ چڑ

گیا۔ عبداللہ بن حسن اس کی قید میں تھا اس وقت عبدالعزیز بن سعید نے ابوجعفر سے کہا کہ ایک طرف تو آپ محمد اور ابراہیم کے پکڑنے کی فکر میں ہیں اور دوسری طرف ابنائے حسن آزاد پھر رہے ہیں' حالانکہ بخدا! ان کے ہر شخص کا رعب لوگوں کے قلوب میں شیر سے بھی زیادہ ہے عبدالعزیز کی یہی بات ان سب کی گرفتاری کا باعث ہوئی۔ ابوجعفر نے اس کے بعد عبدالعزیز سے بلا کر پوچھا تم کو کس نے یہ بات سمجھائی تھی اس نے کہا فلیح بن سلیمان نے' چنانچہ عبدالعزیز بن سعید کے مرنے کے بعد جو ابوجعفر کا جاسوس اور حاکم صدقات تھا انھوں نے فلیح بن سلیمان کو اس کی جگہ مقرر کر دیا ابوجعفر نے بنی حسن کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

ابوجعفر نے ریاح کو حکم دیا کہ تم تمام بنی حسن کو گرفتار کر لو اور اس غرض کے لیے انھوں نے ابوالازہر المہری کو مدینہ بھیجا انہوں نے اس سے پہلے ہی عبداللہ بن حسن کو قید کر دیا تھا اور وہ تین سال تک قید رہا حسن بن حسن نے عبداللہ کے غم میں خضاب لگانا ترک کر دیا تھا اور اس پر ابوجعفر کہتے تھے کہ اس ماتمی شکل بنانے سے کیا فائدہ ہو گا۔

بنی حسن کی گرفتاری:

ریاح نے حسن بن حسن کے بیٹوں ابراہیم اور حسن کو حسن بن جعفر بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو' داؤد بن حسن کے بیٹوں سلیمان اور عبداللہ کو ابراہیم بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹوں محمد اسمٰعیل اور اسحٰق کو اور عباس بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کو گرفتار کر لیا آخرالذکر اس کے گھر کے دروازے ہی پر گرفتار کیا گیا تو اس کی ماں عائشہ بنت طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے اسے چھوڑ دو میں اسے لپٹا کر پیار کر لوں' سرکاری عہدہ داروں نے اس سے انکار کر دیا اور کہا تم زندہ نہ رہو گی' نیز انہوں نے علی بن حسن بن حسن العابد کو گرفتار کر لیا۔ ابوجعفر نے ان کے ساتھ علی کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کو بھی قید کر دیا۔

ریاح بن عثمان کی درگت:

اب ریاح نے اہل مدینہ اور عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو علی الاعلان گالیاں دینا شروع کیں ایک دن منبر پر کہا کہ یہ دونوں فاسق نقض بیعت کرنے' فتنۂ جنگ برپا کرنے والے مفسد ہیں پھر ابوعبیدہ کی پوتی ان کی ماں کا نام لیا اور اسے گالیاں دیں اسے سن کر سب لوگوں نے اظہار تعجب و حیرت کے لیے سبحان اللہ کہا اور اس کے کہے کو سخت برا سمجھا اس پر اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے ان کو گالیاں دینے کی تمام ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ تم نے ہم کو اس کے لیے مجبور کر دیا۔ اللہ تم کو ذلیل و خوار کر دے میں اب تمہارے خلیفہ کو تمہاری منافقت اور ریاکاری کی شکایت لکھتا ہوں اس پر تمام لوگوں نے کہا اے اس شخص کے بیٹے جس پر حد شرعی جاری ہوئی ہے ہم تیری بات نہیں سنتے اور اب سب لوگ کنکر اٹھا کر اس پر جھپٹے مگر یہ فوراً جھپٹ کر بھاگا اور قصر مروان میں گھس کر اس نے اس کا پھاٹک بند کر لیا تمام لوگ مسجد سے نکل کر اس کے مقابل صف بستہ ہوئے اس پر پتھر پھینکے اور خوب گالیاں دیں مگر پھر چھوڑ کر چلے گئے۔

علی بن محمد کی گرفتاری کا واقعہ:

مذکورۂ بالا بنی حسن کے ساتھ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی علیہ السلام بھی قید کر دیا گیا اسی طرح علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ بھی مصر سے آنے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا' والی مصر کو اس کا پتہ چل گیا۔ علی اچانک اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے اسے گرفتار کر کے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا اس نے ابوجعفر سے اپنے مجرمانہ ارادے کا اقرار کیا اور اپنے باپ کے طرفداروں کا نام بتا دیا جن لوگوں کے نام اس نے ابوجعفر کو بتائے تھے اس میں عبدالرحمٰن بن ابی الموالی اور ابوحنین بھی تھے' ابوجعفر نے ان دونوں کو قید کرا دیا اور سو درے ابوحنین کو لگوائے۔

ایک مرتبہ حسن بن حسن بن حسن' ابراہیم بن حسن کے پاس آیا وہ اس وقت اپنے اونٹوں کو چارہ کھلا رہا تھا' حسن اس سے کہنے لگا کہ عبداللہ تو قید میں ہے اور تم یہاں اونٹ چرا رہے ہو اے غلام اس کی رسی کھول دو' غلام نے ان کو چھوڑ دیا پھر اس نے انہیں واپس لانے کے لیے آواز بھی دی مگر ان اونٹوں میں سے ایک بھی ہاتھ نہ آیا۔

علی بن عبداللہ کا بیان:

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بیان کرتا ہے کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازے پر حاضر ہوئے نقیب نے آ کر کہا کہ بنی حسین میں سے جو لوگ یہاں ہوں وہ اندر آئیں میرے چچا عمر بن محمد نے مجھ سے کہا کہ ذرا اندر جا کر دیکھو کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں چنانچہ یہ لوگ باب مقصورہ سے اندر گئے اور باب مروان سے باہر چلے آئے' ان کے بعد نقیب نے کہا کہ جو بنی حسن یہاں ہوں اب وہ اندر آئیں یہ بھی باب المقصورہ سے داخل ہوئے اور دوسری طرف باب مروان سے لوہار اندر گئے پھر بیڑیاں طلب ہوئیں۔

علی بن حسین کی گرفتاری کے لیے پیشکش:

عیسیٰ کا باپ راوی ہے کہ ریاح کا یہ دستور تھا کہ وہ صبح کی نماز پڑھ کر مجھے اور قدامہ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجتا تھا اور ہم لوگ کچھ دیر باتیں کر لیتے تھے ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور جب روشنی اچھی طرح پھیل گئی کہ ہم ایک دوسرے کی شکل پہچان سکے' اس وقت ایک شخص تو بے سے منہ چھپائے سامنے آیا' ریاح نے اسے خوش آمدید کہا اور کہا کہ آپ کیوں آئے ہیں اور کیا چاہتے ہیں اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے بھی میرے خاندان والوں کے ساتھ قید کر دیجیے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ علی بن حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ ہے ریاح کہنے لگا میں یہ بات امیر المومنین تک پہنچا دوں گا اور وہ اس بات پر ضرور تمہارا لحاظ کریں گے' اس نے اسے بھی قید کر دیا۔

سعید بن ناشرہ' جعفر بن سلیمان کا مولیٰ راوی ہے کہ محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا۔ یہ وہیں گرفتار کر لیا گیا اور ابوجعفر کی قید ہی میں اس کا انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ کا عبداللہ بن حسن کو پیغام:

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب ہم سب قید کر دیئے گئے تو جیل خانہ میں گنجائش نہ رہی اور ہمیں تکلیف ہونے لگی اس پر میرے باپ عبداللہ بن حسن نے ریاح سے کہا آپ اجازت دیں تو میں ایک مکان خرید لیتا ہوں اور اسی میں آپ ہمیں قید کر دیجیے۔ ریاح نے اسے منظور کر لیا۔ میرے باپ نے ایک مکان خرید لیا اور ہم سب اسی میں منتقل کر دیئے گئے جب قید بہت طول ہو گئی تو محمد اپنی ماں ہند کے پاس آئے اور کہنے لگا کہ میں نے اپنے باپ اور چچاؤں کو ایسی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں رکھ دوں شاید اسی طرح انہیں رہائی نصیب ہو۔

عبداللہ بن حسن کی محمد بن عبداللہ کو نصیحت :

ان کی ماں نے یہ کیا کہ اپنی ہیئت بدل کر پرانے چیتھڑے گدڑے پہن کر پیام رساں کی طرح جیل آئی اسے اندر آنے کی اجازت دی گئی میرے باپ نے اسے دیکھ کر پہچان لیا اور خود اٹھ کر اس کے پاس گئے اس نے محمد کا قصہ کہا انھوں نے کہا اسے منع کر دو کہ وہ ہرگز ایسا نہ کرے ہم اپنی حالت پر صابر ہیں اور اللہ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس میں ہمارے لیے بھلائی کرے گا تم جا کر اس سے کہہ دو کہ وہ اپنی حکومت کے لیے دعوت دے اور اس میں پوری کوشش کرے ہمارے مصائب کی کشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے' ان کی ماں نے واپس جا کر ساری گفتگو محمد سے بیان کر دی اب محمد اپنے ارادے پر پوری طرح جم گئے۔اس سال حسن بن حسن بن علی کے بیٹوں' پوتوں کو مدینہ سے عراق بھیج دیا گیا' اس واقعہ کی تفصیل اور اس کے اسباب حسب ذیل ہیں۔

حسن بن حسن اور عبداللہ بن حسن کی گفتگو:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ابوجعفر حج کرنے گئے انہوں نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو ہمارے اعزاء کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ آپ عبداللہ کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کو میرے حوالے کر دیں' یہ دونوں آدمی ہمارے پاس آئے اس وقت میرے باپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان دونوں نے وہ پیام پہنچا دیا اسے سن کر حسن بن حسن نے کہا کہ یہ اس بد بخت کے بیٹوں کی حرکت ہے' بخدا! نہ ہماری یہ رائے ہے نہ ہمارے کنبہ کا ایسا خیال ہے اور نہ اس میں ہمیں کچھ دخل ہے اس پر ابراہیم نے حسن کو خطاب کیا کہ آپ ان کے بیٹوں کی وجہ سے اپنے بھائی کو برا کہتے ہیں اور اپنے بھتیجے کو ان کی ماں کی وجہ سے کیوں برا کہتے ہیں اتنے میں میرے باپ نماز پڑھ کر واپس آ گئے ان دونوں شخصوں نے ان سے وہ پیام کہہ دیا انہوں نے ان کے جواب میں کہا بخدا! میں ایک حرف بھی اس کے جواب میں نہیں کہنا چاہتا۔البتہ اگر وہ مجھے اجازت دیں تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں ان دونوں صاحبوں نے یہ پیام ابوجعفر کو پہنچا دیا اسے سن کر ابوجعفر کہنے لگے کہ وہ اپنی سحر بیانی سے مجھے موہ لینا چاہتے ہیں بخدا! جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو حاضر نہیں کریں گے میں ان کو اپنے پاس نہیں بلاؤں گا۔

ابن زبالہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بعض علماء سے یہ بات سنی ہے کہ عبداللہ بن حسن کی تقریر میں یہ جادو بھرا تھا کہ جس کے ساتھ وہ ہم سفر ہوئے انھوں نے اسے اس کی رائے سے پھیر دیا۔

بنو حسن کی طلبی:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد اسی سلسلہ میں ابوجعفر حج کرنے چلے گئے حج سے فارغ ہو کر مدینہ نہیں آئے بلکہ ربذہ چلے گئے اور اس کی نہر کے موڑ پر آئے حارث بن اسحٰق کہتا ہے کہ بنو حسن ریاح کے پاس قید تھے' کہ ابوجعفر ۱۴۴ھ میں حج کے لیے آئے ریاح ربذہ آ کر ان سے ملا انھوں نے اسے مدینہ واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ تم سب بنو حسن کو میرے پاس بھیج دو نیز ان کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھی بھیج دیا کیونکہ یہ بھی ماں کی طرف سے بنو حسن کا بھائی تھا ان سب کی دادی فاطمہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہم بن ابی طالب تھی۔

بنو حسن کی روانگی ربذہ:

ریاح نے اسے بھی طلب کیا یہ اس وقت بدر میں اپنی کسی جائداد پر مقیم تھا وہاں سے اسے ریاح نے مدینہ بلایا اور پھر اس کے

ساتھ اور تمام بنی حسن کو لے کر ربذہ روانہ ہوا جب مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر قصر نفیس میں آیا تو یہاں اس نے لوہاروں کو مع بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کے بلایا اور ہر شخص کو بیڑی اور ہتھکڑی پہنائی گئی عبداللہ بن حسن بن حسن کو بیڑی کے حلقے ان کی پنڈلی پر اتنے تنگ تھے کہ وہ گوشت میں پیوست ہو گئے عبداللہ نے ایک مرتبہ ان کی تکلیف کی وجہ سے آہ کی اس پر اس کے بھائی علی بن حسن بن حسن نے ریاح کو قسم دی کہ میری بیڑی کے حلقے اتنے چوڑے ہیں کہ یہ اس کے پیر میں بخوبی آ جائیں گے ان کو اسے پہنا دیا جائے چنانچہ وہ بدل دیئے گئے اور اب ریاح انہیں ربذہ لے چلا۔

علی بن حسن کا استقلال و استقامت:

جویریہ بن اسما راوی ہے کہ جب بنی حسن ابوجعفر کے پاس لے جائے جانے لگے تو بیڑیاں منگوا کر سب کے ڈال دی گئیں علی بن حسن بن حسن اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ان بیڑیوں میں ایک بھاری بیڑی تھی کہ جس کے ڈالے جانے پر کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تھی اور سب نے اس کے ڈالے جانے سے انکار کر دیا تھا جب یہ نماز سے فارغ ہو گیا تو کہنے لگا۔ ابھی تو ابتداء ہے اسی میں تم نے جزع وفزع شروع کر دی آیندہ نہ معلوم تم لوگوں کی کیا حالت ہو گی اب اس نے خود ہی اپنے پاؤں آگے بڑھا دیئے اور وہ وزنی بیڑی اس کے ڈال دی گئی۔

عبداللہ بن عمران کہتا ہے کہ ابوالازہران سب کو ربذہ لایا تھا۔

بنو حسن کی منتقلی پر حسین بن زید کا اظہار تاسف:

حسین بن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کہتا ہے' جب صبح کی نماز کے لیے میں مسجد نبوی گیا تو میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو مروان کے قصر سے نکالا جا رہا ہے ابوالازہران پر متعین ہیں اور ان کو ربذہ لے جا رہے ہیں میں اپنے گھر واپس آ گیا اس وقت جعفر بن محمد نے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا واقعہ ہوا میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ بنی حسن کو محملوں میں بٹھا کر لے جا رہے ہیں مجھے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا پھر اپنے ایک غلام کو بلا لیا اور بہت دیر تک اپنے رب سے دعا مانگی غلام سے کہا کہ تو جا اور دیکھتا رہ جب وہ سوار کرا دیئے جائیں تو مجھ سے آ کر خبر کرنا تھوڑی دیر میں اس نے آ کر کہا کہ اب وہ روانہ ہوئے جعفر بن محمد کھڑے ہوئے اور اونی پردہ کے پیچھے جہاں سے ان کو سب نظر آتے تھے مگر وہ خود دکھائی نہ دیتے تھے آ کر کھڑے ہوئے سب سے پہلے عبداللہ بن حسن محمل پر سوار سامنے آیا اس کے ساتھ محمل پر دوسری جانب ایک حبشی بٹھایا گیا تھا اسی طریقہ پر اس کے تمام خاندان والے ایک ایک کر کے بٹھائے گئے تھے ان کو دیکھ کر جعفر آبدیدہ ہو گئے بلکہ ان کی داڑھی تک آنسو بہہ کر آئے پھر میری طرف دیکھ کر کہا اے ابوعبداللہ ان لوگوں کے بعد اب کوئی اللہ کا حرم محفوظ نہیں رہا۔

مصعب بن عثمان راوی ہے کہ جب بنی حسن کو قید کر کے لے گئے تو حارث بن عامر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ربذہ میں ان کے پاس آ کر کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے علاقہ سے تمہارا اخراج کر دیا حسن بن حسن اس پر دیدے نکال کر تیز ہوئے مگر عبداللہ نے کہا میں پرزور طریقہ پر تم سے کہتا ہوں کہ تم خاموش رہو۔

محمد اور ابراہیم کی عبداللہ بن حسن سے ملاقات:

ابن ابرد و محمد بن عبداللہ کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جب بنی حسن عراق جا رہے تھے تو محمد اور ابراہیم بدویوں کے لباس میں

اپنے چہرہ پر عمامہ اوڑھے اپنے باپ کے پاس آتے اور اس کے ساتھ ساتھ چلتے اور خروج کے لیے اجازت مانگتے مگر عبداللہ خروج میں جلدی کرنے سے ان کو روکتا اور کہتا کہ جب تک اچھی طرح انتظام نہ کرو خروج نہ کرنا اور یہ بھی کہا کہ اگر ابوجعفر تم کو کریموں کی زندگی بسر کرنے سے روک دے تو روک دے مگر وہ تم کو کریموں کی موت مرنے سے تو نہیں روک سکتا۔

ابوجعفر منصور اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ:

جب بنوحسن ربذہ میں تھے اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ ایک پھولدار قمیص اور اس کے نیچے کپڑے کی ازار پہنے ابوجعفر کے پاس آیا جب یہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تو ابوجعفر نے اسے دیوث کہہ کر خطاب کیا محمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ بچپن سے لے کر بڑھاپے تک میں نے کبھی کوئی ایسا فعل نہیں کیا جس کی وجہ سے مجھے یہ خطاب دیا جائے ابوجعفر نے کہا پھر کہاں سے تو نے اپنی بیٹی کو حاملہ کرایا۔ (اس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے نکاح میں تھی) تو نے مجھ سے طلاق اور عتاق کی شرط پر قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ تو مجھ سے منافقت نہیں برتے گا اور نہ میرے کسی دشمن سے تعلقات رکھے گا تو اپنی بیٹی کو حنا اور عطر لگائے دیکھتا ہے اور اسے حاملہ بھی پاتا ہے مگر اس کے حملہ کی تجھے ذرا پرواہ نہیں اب یا تو عہد شکن ہے یا تو دیوث ہے بخدا! میں تجھ پر حد شرعی جاری کروں گا محمد نے جواب دیا میں نے آپ سے جو عہد کیا تھا اس پر میں بدستور قائم ہوں' اور جہاں تک میرے علم میں ہے میں نے کوئی بات آپ کے خلاف نہیں کی ہے آپ نے میری لڑکی پر جو الزام لگایا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس تہمت سے مبرا ہے البتہ اس کے حاملہ ہونے پر میرا یہ گمان ہے کہ شاید ہماری لاعلمی میں اس کے شوہر نے اس سے خلوت اختیار کی۔

عبداللہ بن عمرو پر عتاب:

اس کی اس تقریر سے ابوجعفر بہت برہم ہوئے انہوں نے اس کے کپڑے پھاڑنے کا حکم دیا چنانچہ ان کی قمیص ازار پر سے شق کر دی گئی اور اس کی شرم گاہ کھل گئی۔ اس کے بعد ابوجعفر کے حکم سے ڈیڑھ سو کوڑے اس کے لگے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ ان کی ضرب سے باقی نہیں رہا اس اثنا میں ابوجعفر بلا توقف اسے پٹواتے رہے ایک کوڑا اس کے چہرے پر لگا اس پر اس نے کہا ذرا تو رحم کرو اور میرے چہرے کو تو بچا دو اسے تو رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی عزت و حرمت حاصل ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیے اس بات سے ابوجعفر کو اور بھی طیش آیا اور جلاد سے کہا کہ اب سر پر لگاؤ' چنانچہ تقریباً تیس کوڑے اس کے سر پر اور لگے اس کے بعد لکڑی کا ایک تختہ اس کے قد کے برابر منگوایا گیا' عبداللہ بن عمرو بن عثمان طویل قامت تھا وہ تختہ اس کی گردن میں باندھ دیا گیا پھر اس کا ہاتھ اس سے باندھا گیا' اور اس طرح اسے تشہیر کے لیے نکالا گیا جب یہ ابوجعفر کے کمرے سے برآمد ہوا تو اس کے ایک مولی نے لپک کر اس سے آ کر کہا میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی چادر آپ کو اوڑھا دوں اس نے کہا اللہ تم کو اس کی جزائے خیر عطا کرے تم نے بہت اچھا کیا جو یہ بات کہی بخدا! میری ازار کی درزیں جن سے میرا ستر کھلا ہوا ہے وہ اس مار سے جو مجھ پر پڑی ہے میرے لیے زیادہ تکلیف دہ ہے' چنانچہ وہ چادر اسے اوڑھا دی گئی اور اسی طرح وہ اپنے دوسرے رشتہ داروں کے پاس جو پہلے سے قید تھے' قید کر دیا گیا۔

عبداللہ بن حسن کا ابوجعفر پر طنز:

محمد بن ہاشم بن البرید معاویہ کا مولی راوی ہے کہ جب بنی حسن قید کر کے ربذہ لائے گئے میں وہاں موجود تھا ان کے ہمراہ

عثمانی بھی تھا اس کا رنگ چنچی تھا یہ سب لوگ باہر بٹھا دیئے گئے تھوڑی ہی دیر میں ابوجعفر کے پاس ایک شخص نے باہر آ کر پوچھا کہ محمد بن عبداللہ العثمانی کہاں ہے یہ کھڑا ہوا اور اندر گیا اس کے اندر جاتے ہی ہم نے کوڑوں کی آواز سنی' اس پر ایوب بن سلمۃ المخزومی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ ابوجعفر کسی شخص کے ساتھ نرمی نہ برتیں گے اس لیے تم لوگ ابھی سے ہر بات کے لیے تیار رہو اور کسی قسم کی پریشانی کا اظہار نہ ہونے دو۔ اب عثمانی باہر نکالا گیا اس کے اتنے کوڑے لگے تھے کہ اس کا رنگ بدل گیا تھا اور وہ زنگی معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خون جاری تھا ایک کوڑا اس کی ایک آنکھ پر لگا تھا اور اس سے بھی خون جاری تھا وہ اپنے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن کے پہلو میں لا کر بٹھا دیا گیا اس نے پانی مانگا عبداللہ بن حسن نے کہا اے لوگو! کون ہے جو ابن رسول اللہ ﷺ کو تھوڑا سا پانی پلائے کسی نے اسکا جواب نہیں دیا اور سب کنارہ کش ہو گئے مگر ایک خراسانی نے پانی لا کر اسے پلایا۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابوجعفر ایک خچر پر محمل کی ایک شق میں سوار برآمد ہوئے ان کی دوسری جانب داہنی شق میں ربیع بیٹھا ہوا تھا ان کو دیکھ کر عبداللہ نے للکارا اے ابوجعفر بخدا جنگ بدر میں ہم نے تمہارے قیدیوں کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا تھا۔ اسے سن کر ابوجعفر جھینپ گئے اور اس کا کوئی جواب ان سے نہ بن پڑا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ العثمانی ابوجعفر کے پاس آیا تو اس نے اس سے ابراہیم کو پوچھا اس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز سے ضرب لگائی۔

ابوجعفر اور عبداللہ بن عمر میں تلخ کلامی:

بیان کیا گیا ہے کہ اس محمد کے بارے میں ابوجعفر کی رائے بہت عمدہ تھی مگر ریاح نے ابوجعفر سے ایک مرتبہ کہا امیر المومنین اہل خراسان آپ کے شیعہ اور انصار ہیں' اہل عراق آل ابوطالب کے شیعہ ہیں۔ اہل شام تو علی رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان کے کسی لڑکے کو نہیں مانتے مگر ان کا رشتہ دار محمد بن عبداللہ بن عمرو ایسا شخص ہے کہ اگر وہ دعوت دے تو ایک شامی بھی اس کی حمایت سے گریز نہ کرے گا اس تقریر نے ابوجعفر کے دل میں جگہ کر لی جب وہ حج کو آئے تو یہ محمد ان کے پاس آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تیری بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں نہیں ہے اس نے کہا میں صرف فلاں سنہ میں منیٰ میں اس سے ملا تھا ابوجعفر نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تیری بیٹی مہندی لگاتی ہے اور کنگھی چوٹی کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ ابوجعفر نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زانیہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین زبان بند کیجیے یہ آپ اپنے چچا کی بیٹی کی نسبت ایسا کہتے ہیں ابوجعفر نے اسے ماں کی گالی دی' محمد نے کہا میری کس ماں کو گالی دیتے ہو ابوجعفر نے کہا تو فاحشہ زادہ ہے۔ اس کے بعد ابوجعفر نے اس کے منہ پر گرز مارا۔ محمد کی بیٹی رقیہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی بیوی تھی۔

سلیمان بن داؤد کا بیان:

سلیمان بن داؤد بن حسن بیان کرتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو کبھی اس قدر بے چین اور رنجیدہ نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا' جب کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا اونٹ بگڑ کر بے قابو ہو گیا اور خود محمد اس سے غافل تھا اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں زنجیر بندھی تھی اونٹ کے بگڑنے سے یہ گرا اس کے گلے کی زنجیر محمل میں اٹک گئی اور وہ معلق لٹکا رہ گیا اسے دیکھ کر عبداللہ بن حسن زار و قطار رونے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ پر عتاب:

موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے' کہ جب ہم ربذہ آئے تو ابوجعفر نے میرے باپ کے پاس اپنا قاصد اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ اپنے میں سے ایک شخص کو بھیج دو مگر یہ سمجھ لو کہ وہ اب کبھی تمہارے پاس واپس نہیں آئے گا ان کے تمام بھتیجے بڑھ بڑھ کر اپنے تیئں اس قربانی کے لیے پیش کرنے لگے ان کو انھوں نے دعا دی مگر کسی کو قبول نہیں کیا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری خاطر اپنے بھتیجوں کو مصیبت میں ڈالوں' البتہ اے موسیٰ تم جاؤ۔ چنانچہ میں گیا اس وقت میری عمر بہت ہی کم تھی مجھے دیکھ کر ابوجعفر نے کہا اے لڑکے تو کوڑوں سے بچ نہیں سکتا۔ چنانچہ مجھ پر اتنے کوڑے پڑے کہ میں بے ہوش ہو گیا مجھے مار کی کچھ خبر نہ رہی جب وہ ختم ہوئی تو مجھے ہوش آیا انھوں نے مجھے اپنے بالکل قریب بلایا اور پوچھا جانتا ہے یہ کیا ہے۔ یہ وہ خون تھا جو میرے جسم سے بہا تھا مجھے ایک ڈول اپنا خون پینا پڑا اس کے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ اگر نہ پیتا مارا جاتا' اس کے بعد میں نے کہا۔ امیر المومنین بخدا اس معاملہ میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور میں بالکل علیحدہ ہوں انھوں نے کہا تم جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو میرے پاس لے کر آنا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی مدینہ:

میں نے کہا آپ مجھے ریاح بن عثمان کے پاس بھیج رہے ہیں وہاں جاتے ہی وہ میری نقل وحرکت کی دیکھ بھال کے لیے جاسوس ومخبر متعین کر دے گا وہ سایہ کی طرح میرے ساتھ رہیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے بھائیوں کو ان جاسوسوں کا علم ہو جائے گا اور وہ مجھ سے دور بھاگتے رہیں گے' ابوجعفر نے ریاح کو لکھ دیا کہ تم کو موسیٰ پر کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے اسے آزاد چھوڑ دو مگر اس کے ساتھ خود انھوں نے اپنے آدمی میرے ساتھ کر دیئے اور ان کو ہدایت کر دی کہ وہ میری تمام حالت ان کو لکھتے رہیں۔ میں مدینہ آ کر بلاط میں ابن ہشام کے مکان میں فروکش ہوا میں کئی ماہ اسی مکان میں مقیم رہا' ریاح نے ابوجعفر کو لکھا کہ موسیٰ اپنے مکان میں مزے سے سکونت پذیر ہے اور انتظار کر رہا ہے کہ کب امیر المومنین پر مصائب کا نزول ہو' ابوجعفر نے اسے لکھا کہ موسیٰ کو میرے پاس بھیج دو چنانچہ ریاح نے پھر مجھے ان کے پاس بھیج دیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کی طلبی:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ میرے باپ نے ابوجعفر کو لکھا تھا کہ میں محمد اور ابراہیم کے نام ایک خط لکھتا ہوں آپ موسیٰ کو بھیج دیجیے ممکن ہے کہ یہ اپنے بھائیوں تک اس خط کو پہنچا دے اور اپنے خط میں تو ان دونوں کو یہ لکھا کہ تم ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ مگر موسیٰ نے ان سے زبانی یہ کہہ دیا کہ کہہ دینا کہ وہ کبھی نہ آئیں اس ترکیب سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح میں ابوجعفر کی گرفت سے نکل جاؤں چونکہ میں ہند کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا اس وجہ سے میرے باپ مجھے بہت ہی عزیز رکھتے تھے' میں مدینہ آ کر کئی ماہ مقیم رہا میرے ساتھ ابوجعفر کے سپاہی متعین تھے جب میرے قیام کو عرصہ گذر گیا اور جس مقصد کے لیے مجھے چھوڑا گیا تھا وہ پورا نہ ہوا تو ریاح نے ابوجعفر کو میری شکایت لکھ بھیجی ابوجعفر نے مجھے اپنے پاس بلا لیا۔

عمران بن محرز راوی ہے کہ بنوحسن ربذہ روانہ ہوئے ان میں علی اور عبداللہ' حسن بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے بھی تھے ان کی ماں حبابہ بنت عامر بن عبداللہ بن عامر بن بشیر تھی حسن بن حسن اور عباس بن حسن اسی قید میں انتقال کر گئے۔ ان کی ماں عائشہ

بنت طلحہ بن عمر بن عبید اللہ تھی' اور عبداللہ بن حسن اور ابراہیم بن حسن تھے۔

پسران حسن وعلی کی پیش کش:

ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب عبداللہ بن حسن کو مع اپنے اہل وعیال کے قید کر کے عراق لایا جارہا تھا نجف سامنے آیا عبداللہ نے نجف کی طرف اشارہ کر کے اپنے اہل سے کہا دیکھو اس گاؤں میں وہ شخص آرام کررہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس ظالم کے خلاف کارروائی کرنے سے رکے ہوئے ہیں اتنے میں حسن وعلی کے دو بیٹے تلواریں بغل میں دبائے عبداللہ بن حسن کے پاس آئے اور اس سے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ہم تمہارے پاس آئے ہیں جو آپ چاہیں ہم اسے بجالائیں گے عبداللہ نے کہا تم نے اپنا فرض ادا کر دیا اس معاملہ میں تم کچھ کارآمد نہیں ہو سکتے' وہ دونوں واپس چلے گئے۔

محمد بن ابراہیم کا انجام:

ابوجعفر کے حکم سے ابوالازہر نے بنی حسن کو ہاشمیہ میں قید کر دیا جب یہ سب ابوجعفر کے سامنے پیش کیے گئے تو ان کی نظر محمد بن ابراہیم بن حسن پر پڑی۔ دیکھ کر کہنے لگے تو ہی دیباج اصغر ہے اس نے کہا جی ہاں ابوجعفر نے کہا بخدا میں تجھ کو اس طرح قتل کروں گا کہ اس طرح میں نے کسی اور تیرے خاندان والے کو قتل نہ کیا ہوگا ابوجعفر نے ایک چونے کے ستون کو بیچ میں سے شق کرنے کا حکم دیا جب وہ شق کر دیا گیا تو محمد بن ابراہیم کو اس میں زندہ چنوا دیا۔ یہ اس قدر حسین تھا کہ اس کی زندگی میں لوگ اس کی صورت دیکھنے جاتے تھے۔

ابوالازہر بیان کرتا ہے کہ ایک دن عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا کہ حجام بلوا دو' میں نے امیرالمومنین سے اس کے لیے اجازت طلب کی فرمایا بہت اچھا حجام بھیجنا۔

بنی حسن جو قید کیے گئے تھے تیرہ تھے ان کے ساتھ عثمانی بھی تھا اور اس کے دو بیٹے بھی تھے یہ سب ابن ہبیرہ کے محل میں جو کوفہ کے مشرق میں بغداد سے متصل واقع ہے قید رکھے گئے ان میں سب سے پہلے ابراہیم بن حسن نے انتقال کیا پھر عبداللہ بن حسن کا انتقال ہوا یہ جہاں مرا تھا اس کے قریب ہی دفن کیا گیا عام طور پر جس قبر کو لوگ اس کی قبر بتاتے ہیں وہ اس کی قبر نہیں ہے بلکہ اس کے قریب دوسری قبر ہے۔

ابوعون کی محمد بن عبداللہ بن عمرو کے خلاف شکایت:

محمد بن ابی حرب راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو ابوجعفر کی قید میں تھا وہ اس کی برات کو جانتے تھے اتنے میں ابوعون نے خراسان سے ابوجعفر کو لکھا کہ اہل خراسان پر میرا رعب باقی نہیں رہا ہے اور وہ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کو بہت اہم سمجھ رہے ہیں اس پر ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور اپنا حلفی بیان بھی بھیجا کہ یہی محمد بن عبداللہ ہے اور اس کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ تھی۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کا قتل:

کوفہ آ کر ابوجعفر کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس فاسق اور فاسق خاندان والے سے چھٹکارا پاؤں انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کیا تو نے اپنی بیٹی عبداللہ کے بیٹے سے بیاہ دی ہے اس نے کہا نہیں' ابوجعفر نے پوچھا تو

کیا وہ اس کی بیوی نہیں ہے اس نے کہا اس کے چچا اور اس کے خسر یعنی عبداللہ بن حسن نے ان کا نکاح کر دیا تھا اور پھر میں نے اس نکاح کو برقرار رکھا ابوجعفر نے پوچھا تیرے وہ وعدے کہاں گئے جو تو نے مجھ سے کیے تھے۔ اس نے کہا میں ان پر قائم ہوں' انہوں نے کہا۔ کیا تو اپنی بیٹی کے مہندی لگانے سے ناواقف ہے اور کیا اس کے عطر کی خوشبو تجھ کو نہیں آتی۔ اس نے کہا میں ان سب باتوں سے قطعی بے خبر ہوں' اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام لوگ اس عہد اور اقرار سے واقف ہیں جو میں نے آپ سے کیا ہے۔ اس وجہ سے ان تمام باتوں کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے ابوجعفر نے کہا تم اپنی خطا کی اگر معافی مانگ لو تو میں تم کو خطا معاف کر دوں گا اور نیز اب جدید حلف اٹھا کر میری اطاعت و بہی خواہی کا عہد کرو' اس نے کہا چونکہ میں نے عہد شکنی نہیں کی اس وجہ سے اس کی تجدید مجھ پر ضروری نہیں اور نہ میں نے آپ کی کوئی خطا کی ہے جس کی میں معافی مانگوں' اس پر ابوجعفر نے اسے اس قدر پٹوایا کہ وہ مر گیا اور اس کا سر کاٹ کر خراسان بھیج دیا۔ عبداللہ بن حسن کو جب اس کے قتل کی اطلاع ہوئی تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون. پڑھا اور کہا کہ کیا الٹی بات ہے کہ اس کے خاندان کے دور اقتدار میں ہم اس کی وجہ سے مامون رہے اور اب وہی ہمارے ساتھ ہمارے خاندان کے دورِ حکومت میں قتل کیا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو کے سر کی خراسان میں تشہیر:

ایک روایت یہ ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن ابوجعفر کے مقابل ظاہر ہوا تو انھوں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو کو قتل کر کے اس کا سر خراسان بھیج دیا اس کے ساتھ کئی شخصوں کو بھیجا جنہوں نے اہل خراسان کے سامنے قسم کھا کر یہ بات کہی کہ یہ محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ہے۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی وجہ:

عمر مورخ کہتا ہے کہ میں نے محمد بن جعفر بن ابراہیم سے محمد بن عبداللہ بن عمرو کے قتل کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ منصور کو اس کے سر کی ضرورت تھی۔ پھر جب محمد بن عبداللہ بن حسن کا سر خراسان ابوعون کے پاس محمد بن عبداللہ بن ابی الکرام اور ابن ابی العون کے ساتھ بھیجا گیا تو اہل خراسان کو اس پر شک پیدا ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو ایک مرتبہ اور قتل ہو چکا ہے اور اس کا سر ہمارے پاس آیا تھا۔ پھر جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو وہ کہا کرتے تھے کہ ابوجعفر نے صرف یہ ایک ہی جھوٹ بولا ہے۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کا حکم:

عبداللہ بن عمران بن ابی فروہ راوی ہے کہ میں اور شعبانی ہاشمیہ میں رہتے تھے اور ابوالازہر کے پاس جایا کرتے تھے' جب ابوجعفر اسے خط لکھتے تو اسے اس طرح شروع کرتے' یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے ابوالازہر اس کے مولیٰ کے نام بھیجا جاتا ہے' اور جب ابوالازہر انہیں لکھتا تو اسے اس طرح شروع کرتا' یہ خط ابوجعفر کے نام ابوالازہر کی طرف سے جو ان کا مولیٰ اور غلام ہے بھیجا جاتا ہے' ایک دن ہم اس کے پاس بیٹھے تھے (ابوجعفر نے یہ قاعدہ بنا رکھا تھا کہ وہ ہفتہ میں تین دن اسے نہیں بلاتے تھے۔ انہیں خالی دنوں میں ہم اس کے پاس جایا کرتے تھے) کہ اتنے میں ابوجعفر کا خط اس کے پاس آیا اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور وہ بنی حسن کے پاس جو قید تھے چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں نے اس خط کو اٹھا کر پڑھا' اس میں لکھا تھا اے ابوالازہر میں نے اس مغرور اکڑ والے کے متعلق جو حکم تم کو دیا تھا اب اس پر عمل کرو اور جلدی اس کی بجا آوری کر دو۔

عبداللہ بن حسن کا قتل:

شعبانی نے بھی وہ خط پڑھا اور مجھ سے پوچھا جانتے ہو کہ یہ غرور ناز والا کسے کہا گیا ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا اس نے کہا بخدا! یہ عبداللہ بن حسن ہے' دیکھو کہ اب یہ کیا کرکے آتا ہے تھوڑی ہی دیر کے بعد ابوالازہر ہمارے پاس آ گیا اور بیٹھ گیا۔ کہنے لگا بخدا! عبداللہ بن حسن مر گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر وہ اس کے پاس گیا اور وہاں سے غمگین صورت باہر آیا۔ مجھ سے پوچھا' تمہارے خیال میں علی بن حسن کیسا آدمی ہے۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے سچا سمجھتے ہیں۔ اس نے کہا اس سے بھی بڑھ کر' میں نے کہا بخدا وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم اتنی طول طویل تعریف کرتے رہتے ہو۔ ابوالازہر کہنے لگا بخدا وہ بھی ختم ہو گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ قید میں ہمیں نماز کے اوقات صرف ان اوراد واحزاب سے معلوم ہوتے تھے جو علی بن حسن پڑھا کرتے تھے۔

بشیر الرجال کا عہد:

بنی دارم کا ایک مولیٰ کہتا ہے کہ میں نے بشیر الرجال سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس شخص کے خلاف خروج میں جلدی کی۔ اس نے کہا عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرنے کے بعد ایک دن اس نے مجھے بلا بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اس کوٹھڑی میں داخل ہو اس کے اندر جا کر میں نے عبداللہ بن حسن کو مقتول پایا اسے دیکھ کر مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ اگر اس کا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی کھڑا ہوگا تو میں ضرور اس کا ساتھ دوں گا' مگر میں نے منصور کے قاصد سے جو میرے ہمراہ تھا یہ درخواست کی کہ وہ اسے میری اس حالت سے جو مجھ پر گذری ہے اطلاع نہ دے کیونکہ اگر اسے یہ بات معلوم ہو جاتی تو وہ ضرور مجھے قتل کر دیتا۔

عبداللہ بن حسن کے قتل کی دوسری روایت:

عمر مورخ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ روایت ہشام بن ابراہیم بن ہشام بن راشد الہمدانی سے جو عباسی تھا بیان کی کہ ابوجعفر کے حکم سے عبداللہ بن حسن قتل کیا گیا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ غلط ہے انہوں نے ایسا حکم نہیں دیا تھا بلکہ واقعہ یہ ہوا کہ منصور نے اپنے کسی مخبر کے ذریعہ عبداللہ بن حسن کو یہ غلط خبر پہنچائی کہ محمد ظاہر ہوا اور قتل کر دیا گیا۔ اس خبر کو سن کر' عبداللہ بن حسن کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

عیسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

عیسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ان کے ماقبی کو زہر دے کر ختم کر دیا گیا ان میں سے صرف داؤد بن حسن بن حسن کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اور ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے اسحٰق و اسمٰعیل اور جعفر بن حسن زندہ بچے اور جو ان میں سے قتل ہوئے وہ محمد کے خروج کے بعد قتل کیے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ آل حسن کی ایک آزاد کردہ لونڈی جعفر بن حسن کو دیکھ کر کہنے لگی۔ ابوجعفر آدمیوں کو خوب جانتے پہچانتے ہیں کہ انہوں نے تجھے چھوڑ دیا اور عبداللہ بن حسن کو قتل کر دیا۔

۱۴۴ھ کے واقعات

اسی سنہ میں ابوجعفر منصور بنی حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے عراق لائے۔

محمد بن عمر کی گرفتاری:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن عمر راوی ہے کہ جب ابوجعفر نے ریاح بن عثمان بن حیان المری کو مدینہ کا والی مقرر کیا اسے تاکید کی کہ وہ عبداللہ بن حسن کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کی تلاش میں پوری جدوجہد کرتا رہے اور کبھی ان سے غافل نہ رہے' چنانچہ ریاح نے پوری مستعدی کے ساتھ ان کی تلاش شروع کی اس کے خوف سے وہ دونوں ہمیشہ نقل مقام کرتے رہے' ابوجعفر ان کی سرکشی سے سخت پریشان وملول تھے' انھوں نے ریاح کو حکم بھیجا کہ وہ ان کے باپ عبداللہ بن حسن اور اس کے بھائیوں حسن بن حسن' داؤد بن حسن' ابراہیم بن حسن اور محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کو جو ان کی دادی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کی وجہ سے ان کا بھائی ہوتا تھا چند اور لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دے اور پھر ان کو ہمارے پاس بھیج دے۔ چنانچہ یہ سب لوگ قید کر کے ابوجعفر نے ریاح کو میرے متعلق یہی لکھا کہ اسے بھی بھیج دیا جائے۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اسی سال میں نے بھی حج کیا تھا' مجھے بھی بیڑیاں پہنائی گئیں اور ربذہ تک پاپیادہ چلایا گیا میں ان لوگوں سے آ ملا۔

بنی حسن پر جبر وتشدد:

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حسن اور ان کے گھر والوں کو عصر کے بعد مروان کے قصر سے بیڑیاں پہنے نکلتا ہوا دیکھا پھر ان کو بغیر کسی زین کے محملوں میں سوار کیا گیا' میں اس وقت چونکہ سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ اس لیے جو میں نے دیکھا تھا وہ خوب یاد ہے۔

یہی راوی عبدالرحمٰن بن ابی الموالی سے روایت کرتا ہے کہ بنی حسن کے ساتھ تقریباً چار سو آدمی جہینہ مزنیہ وغیرہ قبائل کے بھی گرفتار کیے گئے تھے میں نے ان کو ربذہ میں دیکھا کہ ان کی مشکیں بندھی تھیں اور وہ دھوپ میں کھڑے تھے' راوی کہتا ہے کہ میں بھی عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل بیت کے ساتھ جیل میں ڈال دیا گیا حج سے فارغ ہو کر ابوجعفر ربذہ آئے۔ عبداللہ بن حسن نے ابوجعفر سے ملاقات کے لیے اجازت مانگی مگر انہوں نے ملنے سے انکار کیا اور پھر عبداللہ بن حسن نے ان کو مرنے تک نہیں دیکھا۔

محمد بن عمر پر عتاب:

اس کے بعد ان میں سے ابوجعفر نے مجھے بلایا میں سوار کر کے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت عیسیٰ بن علی ان کے پاس تھا مجھے دیکھ کر عیسیٰ کہنے لگا یہی وہ ہے جس کا نام میں نے لیا تھا اگر آپ اس پر سختی کریں گے یہ ان دونوں کا پتہ بتا دے گا۔ میں نے ابوجعفر کو سلام کیا اس نے جواب دیا اللہ تجھ پر سلامتی نازل نہ فرمائے بتا وہ دونوں فاسق اور جھوٹے' فاسق اور جھوٹے کے بیٹے کہاں ہیں میں نے کہا امیر المومنین اگر میں سچی بات بیان کروں گا تو کیا اس کا نفع مجھے ملے گا انھوں نے پوچھا کہو کیا ہے۔ میں نے کہا میری

بیوی پر طلاق ہو اور مجھ پر یہ اور یہ لعنت پڑے اگر میں ان دونوں کے مقام سے واقف ہوں مگر اس نے میرے اس بیان کو نہ مانا اور کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ میں دونوں عقابوں کے درمیان کھڑا کیا گیا اور مجھ پر چار سو کوڑے پڑے‘ میں چونکہ بے ہوش ہو گیا تھا اس لیے اس وقت تو مجھے کچھ معلوم نہ ہوا مار کے بعد مجھے اسی حال میں اٹھا کر میرے دوسرے اعزاء کے پاس لے جایا گیا۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو پر جبر و تشدد:

اس کے بعد اس نے دیباج محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جس کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی بیوی تھی‘ بلوایا۔ جب یہ اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے محمد سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ وہ دونوں کذاب کیا کر رہے ہیں اور کہاں ہیں اس نے کہا امیر المومنین بخدا مجھے ان کا مطلقاً علم نہیں ہے اس نے کہا تجھے بتانا پڑے گا۔ محمد نے کہا میں نے عرض کر دیا اور میں اپنے بیان میں سچا ہوں۔ آج سے پہلے میں جانتا بھی تھا مگر آج تو بخدا میں اس بات کو کہتا ہوں کہ مجھے ان کا علم نہیں ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اتارے جائیں۔ چنانچہ ننگا کر کے سو کوڑے اس کے مارے گئے اس وقت لوہے کی ہتھکڑیاں بھی اس کے ہاتھ میں پڑی تھیں جو اس کی گردن سے بندھی تھی مار کے بعد اسے باہر لائے اس کی وہی قمیص اسے پہنائی اور ہمارے پاس لے آئے اس کے بدن سے اس قدر خون بہا تھا کہ وہ قمیص اس سے چپک گئی تھی اور اتاری نہیں جاتی تھی جب ایک بکری کا دودھ اس کے جسم پر ڈالا گیا تب وہ قمیص اتر سکی اس کے بعد اس کی مرہم پٹی کی گئی۔

بنو حسن کی ہاشمیہ میں اسیری:

اب ابو جعفر نے ہم سب کو عراق لے جانے کا حکم دیا اور ہمیں ہاشمیہ میں لا کر وہیں قید کر دیا گیا۔ ہم میں سے سب سے پہلے اس قید کی حالت میں عبداللہ بن حسن نے انتقال کیا۔ جیل کے افسر نے آ کر کہا کہ تم میں جو اس کا قریب ترعزیز ہو وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ چنانچہ حسن بن حسن بن حسن بن علی علیہ السلام نے اس کی نماز پڑھائی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ مرا اس کا سر کاٹ کر شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان بھیجا گیا خراسان کے تمام علاقہ میں اس کی تشہیر کی گئی جہاں وہ سر جاتا وہ شیعہ جماعت حلفیہ اس بات کو بیان کرتی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ ابن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے ان کی مراد محمد بن عبداللہ بن حسن ہوتا کیونکہ اسی کے متعلق ان کے ہاں یہ روایت مشہور تھی کہ وہ ابو جعفر کے خلاف خروج کرے گا۔ اس سال سری بن عبداللہ مکہ کا والی تھا‘ ریاح بن عثمان المری مدینہ کا والی تھا عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کا اور شعبان بن معاویہ بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۵ھ کے واقعات

ریاح بن عثمان کی محمد بن عبداللہ کی تلاش:

اس سال محمد بن عبداللہ بن حسن نے مدینہ میں اور اس کے بھائی ابراہیم نے اس کے بعد بصرے میں خروج کیا اور دونوں مارے گئے۔

ابو جعفر بنی حسن کو قید کر کے اپنے ساتھ عراق لے گئے ریاح مدینہ واپس آیا اس نے اب محمد کی تلاش میں ایسی مستعدی دکھائی

اور اسے اس قدر تنگ کر دیا کہ اس نے ظاہر ہونے کا مصمم قصد کر لیا۔ عمر کہتا ہے کہ جب میں نے ابراہیم بن محمد بن عبداللہ الجعفری سے یہ بات کہی کہ ریاح کے مجبور کر دینے کی وجہ سے محمد کو اس وقت مقررہ سے پہلے ہی خروج کرنا پڑا جو اس کے اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان خروج کے لیے طے پایا تھا تو اس نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ بے شک محمد کی تلاش بڑی شدت سے کی جا رہی تھی اور اسی سلسلہ میں اس کا کم سن بیٹا پہاڑ سے گر کر مر گیا اور ایک مرتبہ تو تعاقب کرنے والے اس کے قریب ہی آ گئے تھے مگر وہ مدینہ کے ایک کنوئیں میں اتر کر اپنے ساتھیوں کو پانی دینے لگا اور کنویں میں سر تک غرق ہو گیا اور جسامت کی وجہ سے ان کا بدن چھپتا بھی نہ تھا بلکہ ابراہیم بھی چیچک نکل آنے کی وجہ سے وقت مقررہ پر خروج نہ کر سکا۔

ریاح بن عثمان کی روانگی نداد:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے۔ تمام مدینہ میں محمد کی جلد ظاہر ہونے کی خبر پھیل گئی۔ لڑائی کے خوف سے ہم سامان خوراک کو جلد جلد خرید نے لگے' بعض لوگوں نے تو اس کے لیے اپنی عورتوں کے زیور تک بیچ ڈالے ریاح کو معلوم ہوا کہ محمد نداد آ گیا ہے وہ اپنی فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا' محمد اس سے پہلے ہی نداد پہنچ جانے کے ارادے سے بڑھ چکا تھا اس کے ساتھ جبیر بن عبداللہ السلمی' جبیر عبداللہ بن یعقوب بن عطاء' عبداللہ بن عامر الاسلمی تھے ان لوگوں نے ایک بہشتن کو اپنی سہیلی سے کہتے سنا کہ ریاح محمد کے ارادے سے نداد روانہ ہو گیا ہے اور اب وہ بازار کی طرف جا رہا ہے یہ سن کر یہ لوگ جہینہ کے مکان میں گھس گئے اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ ریاح اسی دروازے کے سامنے سے گذرا مگر اسے کیا خبر تھی کہ محمد یہیں چھپا ہوا ہے نداد جا کر بے نیل مرام اپنی سرکاری قیام گاہ قصر مروان میں واپس آیا۔ عشاء کی نماز اس نے مکان کے اندر ہی پڑھی باہر نہیں آیا۔

عبیداللہ اور عبدالحمید کا محمد بن عبداللہ کو مشورہ:

بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ (از بنی عامر بن لوئی) نے ریاح کو محمد کی اطلاع دی تھی۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عبیداللہ بن عمرو بن ابی ذویب اور عبدالحمید بن جعفر خروج سے پہلے محمد کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا انتظار کر رہے ہو بخدا ساری امت پر تمہاری تاخیر اور احتیاط سخت دوبھر ہو رہی ہے تم تنہا خروج کرنے میں کیوں پس و پیش کرتے ہو۔

بنی حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے۔ ریاح نے ہم کو بلا بھیجا' میں جعفر بن محمد بن علی بن حسین' حسین بن علی بن حسین بن علی' علی بن عمر بن علی بن حسین بن علی' حسن بن علی ابن حسین بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بعض دوسرے قریش کے عمائد جن میں اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن مغیرہ اور اس کا بیٹا خالد تھے ریاح کے پاس آئے ہم قصر مروان میں اس کے پاس بیٹھے تھے کہ ہم نے اس زور کی تکبیر سنی کہ اور کوئی شے سنائی نہیں دیتی تھی ہم نے یہ خیال کیا کہ پہرہ والوں نے تکبیر کہی ہو گی اور پہرہ والوں نے یہ خیال کیا کہ یہ آواز مکان کے اندر سے آ رہی ہے۔

ابن مسلم بن عقبہ کا بنی حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا مشورہ:

اسے سنتے ہی ابن مسلم بن عقبہ جو ریاح کے متوسلین میں تھا اچھل کر اپنی تلوار پر سہارا لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ میری بات مانیں اور سب کو ابھی قتل کر دیں۔ علی بن عمر کہتا ہے کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا تھا کہ گویا اسی رات ہم

سب ذبح کر دیئے جائیں گے۔ مگر حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کو اس کا حق نہیں ہے کیونکہ ہم لوگ بدستور وفادار اور اطاعت کیش ہیں۔ اب ریاح اور محمد بن عبدالعزیز مجلس سے اٹھ کر یزید کے گھر کے ایک گنبد میں جا چھپے۔ ہم سب وہاں اٹھ کر عبدالعزیز بن مروان کے گھر سے راستے پر نکلے اور ایک برآمدے پر جو عاصم بن عمر کے کوچہ میں واقع تھا کود کر چڑھ گئے۔ اسمٰعیل بن ایوب نے اپنے بیٹے خالد سے کہا کہ مجھ سے برآمدے پر اچھلا نہیں جاتا' تم مجھے اٹھا دو۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کو اٹھا کر اس برآمدے پر چڑھا دیا۔

عبدالعزیز بن عمران کی روایت:

عبدالعزیز بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ریاح کو قصر مروان میں یہ خبر معلوم ہوئی کہ آج ہی رات محمد خروج کرے گا اس نے میرے بھائی محمد بن عمران' عباس بن عبداللہ بن الحارث بن عباس' ان کے علاوہ اور کئی شخصوں کو بلا بھیجا۔ اپنے بھائی کے ہمراہ میں بھی گیا عشاء کے بعد ہم اس کے پاس آئے ہم نے سلام کیا مگر اس نے سلام کا جواب ہمیں نہیں دیا۔ ہم بیٹھ گئے میرے بھائی نے مزاج پرسی کی اس نے پست آواز سے خیر کہہ دیا۔ اس کے بعد دیر تک خاموش رہا پھر ایک دم چونک کر کہنے لگا۔ اے مدینہ والو! امیر المومنین جسے پکڑنا چاہتے ہیں اسے مشرق و مغرب میں تلاش کر رہے ہیں' حالانکہ وہ شخص تمہارے درمیان گھومتا پھرتا ہے بخدا! اگر اس نے خروج کر دیا تو میں بلا استثناء تم سب کو قتل کر دوں گا' میرا بھائی کہنے لگا اس کا خروج قطعی کوئی اہمیت نہیں رکھتا میں اس کا کفیل ہوں ریاح نے کہا مدینہ میں تمہارا خاندان بہت بڑا ہے اور تم امیر المومنین کے قاضی بھی ہو بہتر ہے کہ اپنے خاندان کو ہر موقع کے لیے خدمات انجام دینے پر آمادہ کرو اور ان کو دعوت دو۔

ثابت بن عمران کی بنی زہرہ کی طلبی:

میرا بھائی جانے کے لیے تیر کی طرح اٹھا مگر ریاح نے اسے بیٹھ جانے کا حکم دیا اور مجھ سے کہا کہ ثابت تم جاؤ چنانچہ میں فوراً وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میں نے بنی زہرہ کو جو طلحہ کے باغیچہ سعد کے مکان اور بنی ازہر کے مکان میں رہتے تھے بلا بھیجا اور کہہ دیا کہ اپنے ہتھیار لے کر آؤ ان میں سے بشر اسی وقت آ موجود ہوا نیز ابراہیم بن یعقوب بن سعد بن ابی وقاص اپنی کمان موڑے ہوئے آیا یہ سب سے زبردست قادر انداز تھا ان کی کثرت دیکھ کر میں نے ریاح سے آ کر کہا کہ لیجیے یہ بنی زہرہ مسلح ہو کر آ گئے ہیں یہ آپ کے ساتھ ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت دیجیے ریاح کہنے لگا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلح جماعتیں میرے پاس آئیں میں ان کو یہاں آنے کی اجازت تو نہیں دے سکتا البتہ ان سے کہو کہ وہ قصر کے صحن میں بیٹھ جائیں اگر کوئی واقعہ رونما ہو تو لڑیں میں نے ان لوگوں سے آ کر کہہ دیا کہ اس نے اندر آنے کی تو آپ کو اجازت نہیں دی اور وہاں جانے سے فائدہ بھی کیا ہے آؤ ہمارے پاس بیٹھ کر باتیں کرو۔

مدینہ کے قیدیوں کی رہائی:

وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ عباس بن عبداللہ بن الحارث رسالہ کے ساتھ رات کی گرد آوری کے لیے نکلا اور گھاٹی کی چوٹی تک جا کر اپنے مقام پر واپس آ گیا اور اس نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا' بخدا! میں اسی طرح ان سے باتیں کر رہا تھا کہ زوراء کی سمت سے دو شہ سوار تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے دکھائی دیئے یہ دونوں عبداللہ بن مطیع کے مکان اور محکمہ

قضاء کے احاطہ کے درمیان پانی پلانے کی جگہ آ کر ٹھہر گئے اب ہم نے کہا بخدا اب فتنہ جنگ برپا ہو گیا' ہم نے بہت دور ایک آواز سنی ہم ساری رات وہیں ٹھہرے رہے اب محمد بن عبداللہ نداد سے دو سو پچاس آدمیوں کے ہمراہ آگے بڑھا' اس نے بنی سلمہ اور بطحان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بنی سلمہ کے راستے چلو اللہ نے چاہا تو سب سلامت رہو گے اس کے بعد ہم نے تکبیر سنی پھر اس کی آواز مدھم پڑ گئی وہ اور آگے بڑھ کر ابن جبین کے کوچہ سے برآمد ہوا اور بازار ہو لیا کھجور والوں کے محلّہ سے سرکی والوں میں ہوتا ہوا جیل خانہ آیا ان دنوں ابن ہشام کا مکان جیل تھا۔ جیل کا پھاٹک توڑ کر اس نے تمام قیدی رہا کر دیئے وہاں سے بڑھ کر جب وہ یزید اور اویس کے مکانوں کے درمیان آیا تو اس وقت ایک بھیانک اور خوفناک منظر ہمیں نظر پڑا۔ ابراہیم بن یعقوب گھوڑے سے اتر پڑا اس نے اپنا ترکش سرنگوں کر کے کہا کہ میں تیر مارتا ہوں مگر ہم نے اسے منع کر دیا محمد کا مکان رحبہ میں تھا وہاں سے آگے بڑھ کر یہ عاتلہ بنت یزید کے مکان آیا اور اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور سب لوگ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے ایک سغدی مارا گیا یہ ساری رات مسجد نبوی میں بسر کرتا تھا محمد کے کسی آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کا خروج:

جہم بن عثمان بیان کرتا ہے کہ محمد نداد سے ایک گدھے پر سوار ہو کر برآمد ہوا ہم اس کے ساتھ تھے اس نے خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو پیدل دستہ کا سردار مقرر کیا اور بھالا عبدالحمید بن جعفر کے سپرد کیا اس سے کہا کہ میری طرف سے تم اسے سنبھالو پہلے تو اس نے اسے اٹھا لیا مگر پھر اس کے لینے سے انکار کر دیا محمد نے اس کے انکار کو منظور کر کے اسے اپنے بیٹے حسن بن محمد کے ساتھ کر دیا۔

جعفر بن عبداللہ بن یزید بن رکانہ راوی ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو کئی تلواریں بھیجیں وہ اس نے نداد میں رکھ دیں خروج کی رات اس نے ہمیں بلایا ہم سو آدمی بھی نہ تھے' وہ ایک سیاہ اعرابی گدھے پر سوار تھا۔ وہاں سے دو راستے پھٹتے تھے ایک بطحان کا دوسرا بنی سلمہ کا ہم نے پوچھا کون سا راستہ اختیار کریں کہنے لگا اللہ تم کو سلامت رکھے گا بنی سلمہ کا راستہ اختیار کرو۔ چنانچہ اب ہم اسی راستے بڑھتے ہوئے قصر مروان کے دروازے پہنچ گئے۔

ابوعمر المدنی اور محمد بن عبداللہ کی ملاقات:

ابوعمر المدنی قریش کا شیخ بیان کرتا ہے کہ کئی روز سے مدینہ پر بادل چھایا ہوا تھا اور بارش ہو رہی تھی جب مینہ کھلا تو اس وقفہ میں میں مدینہ سے کھسک گیا اگرچہ اب بھی بارش کا اندیشہ لگا ہوا تھا' میں اپنے دیہاتی مکان میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص آ کر میرے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس سمت سے آیا تھا کثیف چیتھڑے اس کے جسم پر ایک ایک میلا عمامہ سر پر تھا میں نے اس سے پوچھا کہاں سے آئے' اس نے کہا اپنی تھوڑی سی بھیڑوں کے پاس سے آ رہا ہوں ان کے چرواہے سے ایک ضرورت تھی مگر اب گھر جانے کا ارادہ ہے میں اس سے مختلف موضوعات علوم پر گفتگو کرنے لگا' اس کی وسعت علم کا یہ حال تھا کہ جس موضوع کو میں نے چھیڑا وہ اس میں مجھ سے کہیں آگے اور بہت زیادہ معلومات رکھتا تھا میں اس کے تبحر علمی سے متحیر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ جو آنے کی وجہ اس نے بیان کی ہے وہ تو ٹھیک نہیں معلوم ہوتی میں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا مسلمان ہوں۔ میں نے کہا یہ تو درست ہے مگر کس خاندان و قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس نے کہا اس سے زیادہ کے دریافت کرنے کی تم کو ضرورت نہیں۔ میں نے کہا نہیں میں اسے

ضرور پوچھوں گا کہ تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو یہ سن کر وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ پڑھتا ہوا منخرق الخفین یشکو الوجی (اس کے دونوں پاؤں پتھریلے دشوار گذار سرزمین پر چلتے چلتے پھٹ گئے ہیں اور وہ درد سے کراہ رہا ہے) آناً فاناً نظر سے اوجھل ہو گیا نظر سے غائب ہو جانے کے بعد اس کا حال معلوم کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دینے پر مجھے ندامت ہوئی میں اس کے پیچھے چلا کہ اس سے پھر پوچھوں مگر اسے نہ پایا۔ معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں سما گیا ہے' میں اپنے قیام گاہ واپس آ گیا۔ پھر مدینہ آیا' مدینہ آئے مجھے ایک دن اور رات گزری تھی کہ میں مدینہ میں صبح کی نماز میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھا رہا ہے جس کی آواز سے میں آشنا تھا نماز میں اس نے سورہ انا فتحنالك فتحا مبينا. تلاوت کی نماز سے فارغ ہو کر وہ منبر پر بیٹھا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہی محمد بن عبداللہ بن حسن ہے جو مجھے بیرون شہر میں ملا تھا۔

اسمٰعیل بن ابراہیم کو ابو جعفر کا حکم:

اسمٰعیل بن الحکم بن عوانتہ نے ایک اور شخص کا جس کا نام اس نے لیا تھا اسی قسم کا قصہ نقل کیا اور وہ کہتا ہے کہ جب اس واقعہ کو میں نے انبار کے ایک شخص سے جس کی کنیت ابو عبید تھی بیان کیا تو اس نے یہ بیان کیا کہ محمد اور ابراہیم نے بنی ضبہ کے ایک شخص اسمٰعیل بن ابراہیم بن ہود کو ابو جعفر کے پاس اس غرض سے متعین کر کے روانہ کیا کہ یہ ان کی خبریں بھیجتا رہے یہ شخص میّب کے پاس پیش کیا گیا جو اس وقت ابو جعفر کا کوتوال تھا اس نے اپنی قرابت جتائی میّب نے کہا جو کچھ ہو مگر تم کو امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ چنانچہ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا ابو جعفر نے پوچھا تم نے اسے کیا کہتے سنا ہے اس نے کہا:

شرده الخوف فازرى بـه کذاك من يكره حرا لجلاد

ترجمہ: ''خوف اس کا لباس بن گیا ہے کہ اسے کہیں چین نہیں اور جو تلوار کی گرمی کو برا سمجھتا ہے اس کا حال خوف سے یہی ہو جاتا ہے۔

و خطة ذل نجعل الموت دونها نقول لها للموت اهلا و مرحبا

ترجمہ: ہم موت کو ذلت پر ترجیح دیتے ہیں اور ذلت کے موقع پر موت کو خوش آمدید کہتے ہیں تم جاؤ اور یہ شعر اسے سنا دو''۔

ازہر بن سعید کا بیان:

ازہر بن سعید بن نافع جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ یکم رجب ۱۴۵ھ کے دن محمد نے خروج کیا اس نے مع اپنے ساتھیوں کے رات مذاد میں بسر کی اور رات ہی میں وہ مدینہ آیا جیل اور خزانہ پر قبضہ کر کے اس نے ریاح اور ابن مسلم کو ایک ساتھ ہشام کے مکان میں قید کر دیا۔

خروج کے وقت محمد بن عبداللہ کا لباس:

علی بن ابی طالب راوی ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ محمد نے خروج کیا عمر بن راشد کہتا ہے کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں ابھی باقی تھیں محمد نے خروج کیا۔ میں نے خروج کی رات میں اسے زرد رنگ کی مصری ٹوپی' زرد رنگ کا جبہ اور عمامہ پہنے دیکھا۔ عمامہ سے اس نے اپنی دونوں کو کیں باندھ رکھی تھیں اس کے علاوہ ایک دوسرے پھول

دار پٹکے میں اس نے تلوار باندھ رکھی تھی۔ یہ اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم مت لڑو مگر جب سرکاری قصر میں آنے سے انہیں روکا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ باب المقصورہ سے قصر میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے اکٹھے ہو کر ایک دم دھاوا کر دیا مگر مدافعین نے اس دروازے میں جو باب الخوضہ تھا اسے جلا ڈالا کوئی شخص ادھر سے نہ جا سکا۔

ریاح بن عثمان کی گرفتاری:

البتہ قسری کے مولیٰ رزام نے یہ ترکیب کی کہ اپنی ڈھال آگ پر رکھی اور اس پر سے گذر گیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی اور اسی طرح اس دروازے سے قصر میں گھس پڑے۔ اسی دروازے پر ریاح کے سپاہیوں نے کچھ مقابلہ بھی کیا' قصر میں جو لوگ ریاح کے ساتھ تھے وہ عبدالعزیز کے گھر سے ہو کر نکل گئے' خود ریاح قصر مروان کے آب دار خانہ میں جا چھپا اور باہر سے اسے تیغہ کرا دیا مگر اسے ڈھا کر لوگ چڑھ دوڑے اور اسے نکال لائے اور اب خود وہ قصر مروان میں قید کر دیا گیا اس کے ہمراہ اس کا بھائی عباس بن عثمان بھی قید کر دیا گیا' محمد بن خالد اس کا بھتیجا نذیر بن یزید اور رزام ریاح کی قید میں تھے محمد نے ان سب کو رہا کر دیا اور نذیر کو حکم دیا کہ وہ ریاح اور اس کے ہمراہیوں کو جکڑ بند کرے۔

ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کی اسیری:

عیسیٰ کہتا ہے کہ محمد نے ریاح اس کے بھتیجے اور ابن مسلم بن عقبہ کو قصر مروان میں قید کر دیا تھا' راشد بن حفص بیان کرتا ہے کہ رزام نے نذیر سے درخواست کی کہ تم مجھے اجازت دو کہ میں جو چاہوں ریاح کے ساتھ سلوک کروں کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ اس نے مجھے کیا کیا تکلیفیں اور سزائیں دی ہیں نذیر نے یہ بات مان لی اور کہا تم کو اس کا اختیار دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ باہر جانے کے لیے کھڑا ہوا ریاح نے اس سے عرض کیا اے ابوقیس جو کچھ میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ کیا مگر میں نے ہمیشہ تمہارے مرتبہ اور درجہ کا لحاظ رکھا نذیر نے جواب دیا کہ ہاں یہ ٹھیک ہے جو اہلیت تم میں تھی اس کا اظہار تم نے کیا اب ہم میں جو اہلیت ہے اس کے مطابق ہم کریں گے۔ رزام نے اسے سنبھالا مگر ریاح برابر اس کی منت سماجت کرتا رہا آخر کار وہ اپنے ارادے سے رک گیا اور کہنے لگا کہ اپنی حکومت اور اقتدار کے زمانے میں تو نہایت جلد مشتعل ہو جاتا تھا اور اب مصیبت کے وقت اس قدر رذیل ہے کہ اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

موسیٰ بن سعید الجہنی راوی ہے ریاح نے اپنے عہد میں محمد بن مروان بن ابی سلیط الانصاری (از بنی عمرو بن عوف) کو قید کر دیا تھا اس نے قید ہی میں اس کی مدح میں اشعار لکھے تھے۔

محمد بن عبداللہ کا خطبہ:

اسمٰعیل بن یعقوب التیمی بیان کرتا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر محمد نے حمد و ثنا کے بعد کہا: لوگوں کو معلوم ہے کہ دشمن خدا ابوجعفر نے اپنے عہد میں بیت اللہ کے مقابلہ میں اس کی تحقیر کے لیے ایک قبہ خضرا بنایا ہے' جب فرعون نے کہا تھا کہ میں ہی تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں تو اسی وقت اللہ نے اسے پکڑ لیا' دین کے قیام کے لیے سب سے زیادہ اولین مہاجرین اور ہمدرد انصار کی اولاد کا حق ہے۔ اے اللہ! ہمارے دشمن نے تیرے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے تیرے دشمنوں کو انھوں نے امان دی اور تیرے دوستوں کو انھوں نے خوف زدہ کر دیا اے اللہ تو ان سب کو ہلاک کر دے اور کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ' اے لوگو! میں نے تمہارے بھروسہ پر خروج نہیں کیا ہے کیونکہ میرے نزدیک تم میں کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر میں نے تم کو اپنا بنایا ہے۔ کیونکہ بخدا! تمام روئے زمین میں کوئی

اسلامی بستی ایسی نہیں ہے جہاں میری بیعت نہ ہوگئی ہو۔

موسیٰ بن عبداللہ کی رہائی و مراجعت مدینہ:

موسیٰ بن عبداللہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب ریاح نے مجھے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا اس کی اطلاع محمد کو ہوگئی اس نے اسی رات خروج کر دیا ریاح نے ان سپاہیوں کو جو میرے ساتھ متعین کیے گئے تھے روانگی سے پہلے ہی یہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی شخص آتا ہوا انہیں نظر آئے تو وہ میری گردن اڑا دیں۔ چنانچہ جب ریاح محمد کے سامنے پیش ہوا تو اس نے اس سے مجھے پوچھا کہ موسیٰ کہاں ہے اس نے کہا کہ اب اس تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے میں نے اسے عراق بھیج دیا ہے' محمد نے کہا تم کسی کو بھیجو کہ وہ اسے واپس لے آئے اس نے کہا یہ ممکن نہیں کیونکہ میں نے اس کے ہمراہی سپاہیوں کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ اگر مدینہ کی سمت سے کوئی آتا ہوا ان کو دکھائی دے وہ فوراً اسے قتل کر دیں' اب محمد نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو موسیٰ کو میرے پاس لائے۔ ابن خضیر نے کہا میں اسے لاتا ہوں' محمد نے کہا اس کام کے لیے خاص آدمی منتخب کرلو۔ چنانچہ اس نے کئی آدمی انتخاب کیے ہمیں قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی کہ اچانک وہ اس طرح سے ہمارے پاس آ پہنچا کہ گویا وہ عراق سے آ رہا تھا اسے دیکھ کر سپاہی کہنے لگے کہ یہ تو امیر المومنین کے فرستادے معلوم ہوتے ہیں جب وہ بالکل ہم میں آ ملے اس وقت انھوں نے ہتھیار عریاں کیے ان کے سردار اور دوسرے اس کے ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے اونٹ کو بٹھا کر میری بیڑیاں کاٹیں اور مجھے چھڑا کر محمد کے پاس لے آئے۔

ابوجعفر کے محمد بن عبداللہ کے نام جعلی خطوط:

علی بن الجعد کہتا ہے کہ ابوجعفر کا یہ دستور تھا کہ وہ محمد کے نام اپنے سربرآوردہ سپہ سالاروں کی طرف سے جعلی خط بھیج دیا کرتے تھے ان خطوط میں محمد کو ظاہر ہونے کی دعوت ہوتی تھی اور یہ لکھا جاتا تھا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اس بنا پر محمد کہتا کہ جب ہم دونوں کا مقابلہ ہوگا تو ابوجعفر کے تمام سپہ سالار اس کا ساتھ چھوڑ کر میرے پاس چلے آئیں گے۔

محمد بن عبداللہ کے عمال:

حارث بن اسحٰق راوی ہے۔ مدینہ پر قبضہ کر کے محمد نے عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔ عبدالعزیز بن المطلب بن عبداللہ المخزومی کو مدینہ کا قاضی بنایا ابوالقلمس عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو کوتوال مقرر کیا' عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ کو بخشی مقرر کیا۔ محمد بن عبدالعزیز سے کہلا کر بھیجا کہ مجھے تو یہ خیال تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارا ساتھ دو گے۔ اس نے معذرت کہلا کر بھیجی اور کہا کہ میں تمہاری مدد کے لیے آتا ہوں مگر پھر چپکے سے مدینہ سے نکل گیا اور مکے چلا آیا۔

عبدالحمید بن جعفر راوی ہے پہلے تو میں محمد بن عبداللہ کا افسر کوتوالی تھا پھر اس نے مجھے کسی ایک سمت کو بھیج دیا اور میرے بعد عمر زبیری کو اس نے کوتوال بنایا۔

ضحاک ابوسلمہ اور حبیب کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

ازہر بن سعید بن نافع کہتا ہے کہ سوائے حسب ذیل عمائد کے باقی کوئی سربرآوردہ شخص ایسا نہ تھا جو محمد کے ساتھ نہ ہوگیا ہو جو

لوگ اس کے شریک نہ ہوئے وہ یہ تھے۔ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام' عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن حزام' ابوسلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ۔

کلثم بنت وہب کے اشعار:

کلثم بنت وہب کہتی ہے کہ جب محمد نے خروج کیا اکثر مدینہ والے شہر چھوڑ کر چلے گئے ان میں میرا خاوند عبدالوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی بقیع چلا گیا تھا میں اسماء بنت حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا چھپی میرے خاوند نے کچھ اپنے کہے ہوئے شعر مجھے لکھے اس کے جواب میں میں نے یہ اشعار اسے لکھ بھیجے:

رحم الله شبابا قاتلوا یوم الثنیه قاتلو عنه بنیات

واحساب نقیه فر عنه الناس طرا غیر خیل اسدیه

ترجمہ: ''اللہ ان جوان مردوں پر اپنا رحم نازل فرمائے جو گھاٹی کی لڑائی میں مصروف کارزار ہوئے' اس شخص کی حمایت میں بڑے نجیب الطرفین نوجوان لڑے جب کہ اسدی رسالہ کے علاوہ اور سب لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہوگئے تھے''۔

ان اشعار پر لوگوں نے یہ شعر زائد کر دیا:

قتل الرحمن عیسی قاتل نفس الزکیه

ترجمہ: ''خدا عیسیٰ کو قتل کرے جو نفس الزکیہ کا قاتل ہے''۔

امام مالک بن انس کا فتویٰ:

سعید بن عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن الحکم بن سنان الحکمی انصار کے بھائی نے اسی روایت کو ایک سے زیادہ آدمیوں سے سنا ہے کہ محمد کے ہمراہ خروج کرنے کے متعلق امام مالک بن انس سے فتویٰ پوچھا گیا تھا اور یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ ہم ابوجعفر کی بیعت کر چکے ہیں امام مالک نے کہا کہ تم نے بادل ناخواستہ بیعت کی تھی اور اس صورت میں فسخ بیعت کرنے کی حالت میں کفارۂ یمین عائد نہیں ہوتا اس فتویٰ کی بنا پر اب لوگ جوق جوق محمد کے پاس جانے لگے امام مالک اپنے گھر ہی بیٹھے رہے۔

اسمٰعیل بن عبداللہ کا بیعت کرنے سے انکار:

ابن ابی ملیکہ عبداللہ بن جعفر کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ خروج کے بعد محمد نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بیعت کرنے کے لیے بلایا یہ بہت معمر تھا اسمٰعیل نے کہا اے میرے بھتیجے بخدا! میں جانتا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے' پھر میں کیوں بیعت کروں' یہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے لوگ اس کی بیعت کرنے سے ٹھٹک گئے چونکہ خروج کے بعد محمد کی بیعت کرنے میں بنی امیہ سب سے پیش پیش تھے۔اس وجہ سے حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل کے پاس آئی اور کہنے لگی چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں سب سے پہلے میرے بھائی اپنے ننہالی رشتہ داروں کی مدد کے لیے تیار ہوئے اگر آپ نے ایسا کہا تو تمام لوگ ان کی مدد کرنے سے رک جائیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ میرے ماموں زاد بھائی اور میرے بھائی سب مارے جائیں گے' مگر اس سن رسیدہ بزرگ نے اس کے کہنے پر کوئی التفات نہیں کیا اور محمد کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے حمادہ ان کی دشمن ہوگئی اور اس نے ان کو مار ڈالا۔محمد چاہتا تھا کہ ان کی نماز جنازہ پڑھے' عبداللہ بن اسمٰعیل اس سے بحث کرنے لگا اور اس نے ہنگامہ برپا کیا اور کہا کہ ایک طرف تو میرے باپ کو قتل کراتا ہے

اور پھر اسی کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑا ہوتا ہے مگر سپاہیوں نے اسے ایک طرف ہٹا دیا اور محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عبیداللہ بن حسین اور محمد بن عبداللہ:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبیداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی علیہ السلام محمد کے سامنے پیش کیا گیا۔ محمد نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا کہ میں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں اسے دیکھوں گا قتل کر دوں گا۔ عیسیٰ بن زید کہنے لگا کہ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کا کام تمام کیے دیتا ہوں مگر محمد نے اسے اس بات سے روک دیا۔

محمد بن خالد القسری کی گرفتاری:

محمد بن خالد القسری کہتا ہے کہ محمد کے خروج کے وقت میں ابن حیان کی قید میں تھا محمد نے مجھے رہا کر دیا جب میں نے محمد کی تقریر سنی جو اس نے منبر نبویؐ پر بیٹھ کر دی تھی اور اس میں اس نے جو دعوت دی اسے سنا تو میں نے کہا کہ یہ دعوت حق ہے میں اس تحریک کو کامیاب کرنے میں اللہ کے لیے پوری محنت و جانفشانی کروں گا' تب میں نے کہا امیر المومنین آپ نے ایسے شہر میں خروج کیا ہے کہ اگر اس کے ناکے بند کر دیئے جائیں تو تمام اہل شہر بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ عراق چلیے کل دس منزل کا فاصلہ ہے وہاں چل کر اس کا مقابلہ کیجیے ایک لاکھ تلوار یئے آپ کے ہمراہ ہوں گے' محمد نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک دن میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ مجھ سے کہنے لگا' ابن ابی فروہ ابوالخصیب کے داماد کے پاس جو چیز مجھے ملی اس سے بہتر کوئی شے میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ محمد نے اس پر غارت گری کی تھی' میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی بہترین شے کو دیکھ پایا ہے اسی بنا پر میں نے امیر المومنین ابوجعفر کو اطلاع دی کہ بہت ہی کم آدمی اس کے ساتھ ہیں۔ محمد مجھ پر برہم ہوا اور اس نے پھر مجھے قید کر دیا۔ پھر عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کو قتل کرنے کے بعد مجھے قید سے رہا کیا۔

عبدالحمید کی محمد بن عبداللہ کے رویہ پر تنقید:

عبدالحمید راوی ہے کہ میں ایک دن محمد کے پاس تھا اس کے پاؤں میرے گود میں رکھے تھے' خوات بن بکیر بن خوات بن جسیر اسی وقت اس سے ملنے آیا اس نے سلام کیا محمد نے بے اعتنائی سے اسے جواب دے دیا جس میں گرم جوشی نہ تھی۔ اس کے بعد ہی قریش کا ایک نوجوان اس سے ملنے آیا اس نے جب سلام کیا تو محمد نے بڑے تپاک سے اسے جواب دیا اس پر میں نے اس سے کہا کہ اب تک تمہارا تعصب نہ گیا اس نے کہا کیا ہوا میں نے کہا کہ جب انصار کے سردار نے تم کو سلام کیا تو تم نے اسے معمولی طریقہ پر جواب دے دیا اور جب قریش کے ایک ڈاکو نے آ کر تم کو سلام کیا تو اس کے جواب میں تم نے بڑی گرم جوشی کا اظہار کیا یہ کیا بات ہے۔ محمد نے کہا کہ ہرگز میں نے ایسا نہیں کیا جیسا کہ تم کو خیال ہے بات یہ ہے کہ تم اس طرح میرے افعال پر نظر رکھتے ہو کہ اس طرح دوسرے نہیں کرتے اسی وجہ سے تم کو شبہ ہوا۔

مکہ یمن اور شام پر عاملین کا تقرر:

محمد نے حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو مکہ کا عامل مقرر کیا اس کے ساتھ قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا۔

محمد نے قاسم بن اسحٰق کو یمن کا عامل مقرر کیا اور موسیٰ بن عبداللہ کو شام کا عامل مقرر کیا' تا کہ یہ دونوں ان علاقوں میں اس کے

لیے دعوت دیں مگر قبل اس کے کہ یہ دونوں اپنی اپنی منزل مقصود کو پہنچتے خود محمدؐ ہی قتل کر دیا گیا۔ نیز محمد نے عبدالعزیز بن الدراوردی کو اسلحہ کا محافظ مقرر کیا۔

محمد کا رنگ شدید سانولا بلکہ کالا تھا یہ بہت جسیم اور فربہ تھا کالے ہونے کی وجہ سے لوگ اسے قاری کہتے تھے بلکہ ابوجعفر بھی اسے محمد کے بجائے مُحمّم پکارتے تھے۔

ابراہیم بن زیاد کا بیان:

ابراہیم بن زیاد بن عنبسہ کہتا ہے کہ جب کبھی محمد منبر پر چڑھا اس کے چرانے کی آواز میں نے سنی حالانکہ میں منبر سے دور ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ محمد منبر پر بیٹھا تقریر کر رہا تھا کہ اس کے حلق میں بلغم اڑ گیا یہ اسے نگل گیا' بلغم صدر سے نیچے اتر گیا مگر پھر آیا پھر اسے نگل گیا وہ پھر آیا محمد نے ادھر ادھر دیکھا اسے تھوکنے کی کوئی جگہ نظر نہ آئی آخر اس نے اپنا بلغم مسجد کی چھت پر تھوک مارا اور وہ وہیں چمٹ کر رہ گیا' یہ بہت ہکلا تھا بعض مرتبہ اس کے سینے میں آ کر بات رک جاتی تھی اور پھر یہ اپنی چھاتی پر ہاتھ مار کر ادا کرتا۔

ایک دن عیسیٰ بن موسیٰ ابوجعفر سے ملنے آیا اور کہنے لگا امیر المومنین یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کے مکان کا اگلا رخ بنی معاویہ یعنی حسن یزید اور صالح سے خرید لیا ہے' ابوجعفر نے کہا کیا اس بات سے تم کو خوشی ہوئی ہے یہ بات قابل خوشی نہیں ہے تم کو معلوم رہے کہ یہ حصہ انہوں نے صرف اس لیے فروخت کیا ہے کہ اس کی جو قیمت ان کو ملے اسی سے وہ تمہارے خلاف بغاوت برپا کریں۔

عبداللہ بن ربیع اور ابوجعفر کی گفتگو:

عبداللہ بن الربیع بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عبدالمدان بیان کرتا ہے جس وقت محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے اس وقت منصور اپنے شہر بغداد کی بانسوں کے ذریعہ حد بندی کر چکے تھے وہ کوفے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا مجھے للکارا میں بڑھ کر ان کے پاس پہنچا۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد مجھ سے کہا اے ابن ربیع محمد نے خروج کر دیا ہے میں نے پوچھا کہاں؟ انہوں نے کہا مدینہ میں' میں نے کہا خدا کی قسم ہے وہ مارا گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی تباہ کیا اس نے ایسی حالت میں خروج کیا ہے کہ نہ اس کے یار و مددگار ہیں اور نہ ساز و سامان' امیر المومنین میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ میں جنگ زاب کے دن مروان کے پاس کھڑا ہوا تھا اس نے مجھ سے پوچھا سعید تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے جو دشمن کے رسالے کے ساتھ مجھ سے لڑ رہا ہے میں نے کہا یہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہے مروان نے پوچھا ان میں وہ کون سا ہے ذرا مجھے اس کا حلیہ بتاؤ' میں نے کہا وہ اچھے نقشہ کا زرد رو پتلی باہوں والا ہے۔ وہ تم سے سخت عداوت رکھتا ہے' عبداللہ بن معاویہ کو شکست کھا جانے پر سخت برا کہتا ہے' مروان کہنے لگا ہاں میں اسے پہچان گیا۔ بخدا میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ مجھ سے لڑتے تو مجھے کوئی باک نہ تھا۔ بخدا! علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا خلافت میں کچھ حصہ نہیں ہے اور وہ کبھی اس سے بہرہ ور نہ ہوں گے' البتہ یہ بنی ہاشم رسول اللہ ﷺ کے چچا کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پوتا ہے۔ اس کے ساتھ شام کی ہوا ہے' اور شامیوں کی مدد ہے۔ اے ابن جعدہ تم جانتے ہو کہ میں نے عبدالملک کو چھوڑ کر جو عبیداللہ سے بڑا ہے کیوں اپنے بیٹوں عبداللہ اور

عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا' میں نے کہا میں اس کی وجہ نہیں جانتا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خلافت عبداللہ کو ملے گی چونکہ عبدالملک کے مقابلہ میں عبیداللہ' عبداللہ سے قریب تر تھا اس وجہ سے میں نے اسے بھی اپنا ولی عہد بنا دیا۔

ابوجعفر کہنے لگے میں تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا واقعی ابن جعدہ نے یہ بات بیان کی ہے۔ میں نے کہا اگر اس نے وہ بات جو میں نے آپ سے بیان کی ہے مجھ سے نہ کہی ہو تو میری بیوی سفیان بن معاویہ کی بیٹی پر طلاق ہے۔

محمد بن عبداللہ کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع:

جس رات کو محمد نے خروج کیا اسی رات ایک شخص جو عامر بن لوی کے خاندان اویس بن ابی سرح سے تعلق رکھتا تھا ابوجعفر کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوا اور نو دن مدینہ سے مسلسل سفر کر کے رات کے وقت دارالخلافہ کے دروازے پر آ کر ٹھہرا اور اس نے چلانا شروع کیا۔ آخر کار لوگوں کو اس کی طرف توجہ ہوئی اور اسے شہر سے بلا لیا' ربیع نے اس سے پوچھا کہ اس وقت تو امیرالمومنین سو رہے ہیں تم کو اس وقت کیا کام ہے اس نے کہا مجھے ان سے بہت ہی ضروری کام ہے اور بغیر ان سے ملاقات ہوئے چارہ نہیں۔ ربیع نے کہا تم مجھ سے بیان کر دو میں ان سے جا کر کہہ دوں گا اس نے اس سے انکار کیا اب ربیع نے اندر جا کر امیرالمومنین سے اس شخص کا ذکر کیا انہوں نے کہا کہ تم جا کر پوچھو جو وہ کہے وہ مجھ سے آ کر بیان کر دو' ربیع نے کہا میں نے اس سے یہی کہا تھا مگر اس نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا اور وہ آپ کی ملاقات کے لیے مصر ہے۔ آخر کار ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا اس نے ان کے پاس جا کر کہا کہ امیرالمومنین محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے۔ ابوجعفر کہنے لگے بخدا! اگر تو اپنے بیان میں سچا ہے تو گویا تو نے اسے قتل کر دیا۔ مجھے بتا کون کون اس کے ساتھ ہے۔ اب اس نے ان عمائد اہل مدینہ کے اور ان کے خاندان والوں کے نام بتائے جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ابوجعفر نے اس سے پوچھا کیا تو نے خود اسے دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں میں نے بچشم خود اسے دیکھا ہے اور جب وہ منبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھا ہوا تھا اس سے میں نے خود باتیں کی ہیں۔

ابوجعفر نے اسے ایک حجرہ دے دیا۔ صبح کے وقت عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام سعید بن دینار کا جو عیسیٰ کی مدینہ کی جائداد کا مہتمم تھا ایک فرستادہ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے اس خبر کی توثیق کی اس کے بعد اور ذرائع سے متواتر خبریں محمد کے خروج کی ابوجعفر کو موصول ہوئیں۔ اب اس نے اویسی کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہاری حفاظت کے لیے پہرہ دار مقرر کر دوں گا اور تم کو مالدار کر دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے فی رات ہزار کے حساب سے نو راتوں کے نو ہزار درہم اسے دیئے۔

حارث منجم کی پیشین گوئی:

جب ابوجعفر کو محمد کے ظاہر ہونے کا علم ہوا تو وہ بہت ڈرے' حارث منجم نے ان سے کہا آپ بلاوجہ پریشان ہیں بخدا! اگر وہ ساری روئے زمین کا بھی مالک ہو جائے تب بھی نوے راتوں سے زیادہ برقرار نہیں رہے گا۔

جب ابوجعفر کو محمد کے خروج کا علم ہوا وہ کوفے کی طرف جھپٹے۔ کہنے لگے میں ابوجعفر ہوں میں نے لومڑی کو اس کے بھٹ میں سے نکال ہی لیا۔

عبداللہ بن علی کا مشورہ:

جب ان دونوں بھائیوں محمد اور ابراہیم نے خروج کیا تو ابوجعفر نے عبداللہ بن علی سے جو ان کی قید میں تھا پچھوایا کہ فلاں شخص

نے خروج کیا ہے۔ اس کے متعلق اگر تم کوئی مشورہ دے سکتے ہو تو دو (عبداللہ بن علی عباسیوں میں بڑا مدبر مانا جاتا تھا) اس نے کہا کہ میں قید ہوں قیدی کی رائے بھی قید ہوتی ہے۔ پہلے تم مجھے آزاد کرو تو پھر میری رائے بھی آزاد ہو جائے گی۔ اس کے جواب میں ابوجعفر نے کہلا کر بھیجا کہ اگر وہ بڑھتا ہوا میرے دروازے تک بھی آ جائے گا تب بھی میں تجھ کو رہا نہ کروں گا۔ یاد رکھو کہ میں اب بھی تمہارے حق میں محمد سے اچھا ہوں اور یہ حکومت تمہارے ہی خاندان کی ہے۔ اس پر عبداللہ بن علی نے کہلا کر بھیجا۔ اچھا یہ کرو کہ فوراً کوفے جا کر اہل کوفہ کے سینوں پر بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اہل کوفہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں اس وجہ سے شہر کے چاروں طرف فوجی چوکیاں بٹھا دو جو شخص وہاں سے کسی طرف بھی جائے یا کسی سمت سے بھی آتا ہو اس کی گردن مار دو۔ سلم بن قتیبہ کو فوراً اپنے پاس بلاؤ (یہ اس وقت رے میں تھا) پھر اہل شام کو لکھو کہ جو خاص بہادر اور جنگجو وہاں ہوں وہ ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ تیزی سے منزلیں طے کر کے تمہارے پاس آئیں پھر ان کو خوب روپیہ اور انعام دے کر سلم بن قتیبہ کی قیادت میں محمد کے مقابلہ پر بھیجو۔ ابوجعفر نے یہی کیا۔

عبداللہ بن علی کی ہدایات:

جب محمد کے ظاہر ہونے کی اطلاع ابوجعفر کو ہوئی اس وقت عبداللہ بن علی قید تھا۔ ابوجعفر نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ جنگی معاملات میں اس احمق کی رائے ہمیشہ صائب ہوتی ہے تم اس سے جا کر اس معاملہ میں مشورہ کرو مگر اسے یہ نہ بتانا کہ میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے' یہ سب کے سب اس کے پاس آئے' انہیں دیکھ کر عبداللہ بن علی کہنے لگا آج کیا بات ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو تم نے تو ایک زمانے سے مجھے چھوڑ رکھا تھا۔ کہنے لگے کہ آپ سے ملنے کی ہم نے امیر المومنین سے اجازت مانگی' انہوں نے اجازت دی تو ہم آئے ہیں۔ کہنے لگا یہ غلط ہے۔ اصل بات کہو کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ابن عبداللہ نے خروج کیا ہے۔ اس نے پوچھا پھر ابن سلامہ (ابوجعفر) کیا کرے گا۔ انھوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا راستہ اختیار کریں گے اس نے کہا بخدا! بخل نے اسے تباہ کر دیا ہے جا کر کہو کہ روپیہ دل کھول کر خرچ کرے تمام اندوختہ فوجوں میں تقسیم کر دے اگر اسے کامیابی ہوئی تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سب روپیہ اس کو مل جائے گا اور اگر اس کے حریف کو کامیابی نصیب ہوئی تو اسے اس کے روپیہ میں سے ایک درہم بھی نہ ملے گا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے پر ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر کہا کہ تم اس کے مقابلہ کے لیے جاؤ۔ اس نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے سب چچا موجود ہیں ان سے بلا کر مشورہ لیجیے مگر ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اور ابن ہرمہ کے قول کے مطابق اس طرز کارروائی کو مصلحت و دوراندیشی کے خلاف سمجھا۔

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ کی خط و کتابت:

محمد بن یحییٰ راوی ہے کہ میں نے ان خطوں کو محمد بن بشیر سے سن کر قلم بند کیا ہے' یہ سرکاری رسائل کا مصحح تھا نیز ابوعبدالرحمٰن کو عراق کے کاتبوں اور حکم بن صدقہ بن نزار سے بھی ان رسائل کی اصلیت کی تصدیق ملی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ابن ابی حرب جوان خطوط کی تصحیح کرتا تھا بیان کرتا تھا کہ جب محمد کا خط ابوجعفر کے پاس آیا تو ابوایوب نے عرض کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے میں اس کا جواب لکھوں مگر ابوجعفر نے اسے نہ مانا اور کہنے لگے کہ چونکہ محمد شرافت نسبی میں ہماری برابری کرتا ہے اس وجہ سے خود مجھے اس کا جواب لکھنے دو' محمد کے مدینہ میں خروج کے بعد ابوجعفر نے حسب ذیل خط لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا جاتا ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْہِمْ وَ اَرْجُلُہُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ . ذٰلِکَ لَہُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ. اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْہِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾

''ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ سولی پر لٹکایا جائے ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف ترتیب کاٹ دیئے جائیں یا انہیں اس سرزمین سے جلاوطن کردیا جائے۔ دنیا میں تو ان کی یہ رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا سخت عذاب ان پر ہوگا۔ البتہ وہ لوگ اس سے بچ سکیں گے جو قبل اس کے کہ ان پر تمہاری دسترس ہو سکے وہ توبہ کرلیں اس صورت میں تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے یہ عہد کرتا ہوں اور ذمہ لیتا ہوں کہ اگر تم قبل اس کے کہ میرا قابو تم پر چلے تائب ہو کر اپنی حرکات سے باز آجاؤ تو میں تم کو تمہاری اولاد کو تمہارے تمام بھائی اہل خاندان اور تمام پیرووں کو ان کی جان و مال کے متعلق امان کلی دیتا ہوں اور اس اثناء میں تم نے جو خون بہایا جتنے روپیہ پر قبضہ کیا ہے اسے چھوڑ دوں گا اور اس کے متعلق کوئی مطالبہ نہ کروں گا اس کے علاوہ میں تم کو دس لاکھ درہم نقد دوں گا اور تمام وہ ضروریات جن کا تم مطالبہ کرو گے پوری کروں گا اور جس علاقہ میں تم سکونت اختیار کرنا چاہو گے وہیں تم کو فروکش کروں گا نیز تمہارے ان سب اعزا و اقربا کو جو میرے پاس قید ہیں رہا کردوں گا' جس شخص نے تمہاری آکر بیعت کی ہوگی اس نے تمہارا ساتھ دیا ہوگا اور اس معاملے میں تمہارے شریک رہا ہوگا اسے بھی امان دوں گا نیز اس سے اس وجہ سے پھر تمام عمر کسی قسم کا کوئی مواخذہ یا مطالبہ نہیں کروں گا' اگر تم اپنے لیے اس وعدۂ امان کی توثیق چاہتے ہو تو جسے چاہو میرے پاس بھیج دو تاکہ وہ اس طرح عہد و پیمان کرالے جس پر تم کو اعتماد ہو سکے''۔

سرنامہ پر تھا ''یہ خط عبداللہ بن عبداللہ امیر المومنین کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو لکھا گیا ہے''۔ محمد بن عبداللہ نے حسب ذیل خط اس کے جواب میں ابوجعفر کو لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''یہ خط عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ کی طرف سے عبداللہ بن محمد کے نام لکھا جاتا ہے:

﴿ طٰسٓمٓ. تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ. اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَہْلَہَا شِیَعًا یَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَۃً مِّنْہُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَ ہُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَ ہُمْ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَہُمْ اَئِمَّۃً وَّ نَجْعَلَہُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَ نُمَکِّنَ لَہُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ ہَامٰنَ وَ جُنُوْدَہُمَا مِنْہُمْ مَّا کَانُوْا

یَحْذَرُوْنَ ﴾

''طسم ۔ یہ کتاب واضح اور روشن کی آیات ہیں ہم موسیٰ اور فرعون کا سچا واقعہ ایمان والوں کے لیے بیان کرتے ہیں' فرعون نے اس سرزمین (مصر) میں سر اٹھایا وہاں کے باشندوں کو اس نے اپنا پیرو بنالیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور سمجھ کر اس نے ان کے بیٹوں کو قتل کرنا اور ان کی عورتوں کو زندہ باقی رکھنا شروع کیا' بے شک وہ فساد برپا کرنے والوں میں تھا اب ہم نے ارادہ کیا کہ ان لوگوں پر احسان کریں جن کو اس سرزمین میں کمزور اور ناتواں سمجھا گیا اور انہیں کو سربرآوردہ اور اس ملک کا وارث بنادیں اور ان کو اس سرزمین میں اچھی طرح جمادیں اور فرعون ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ دکھادیں جس سے وہ ڈرا کرتے تھے''۔

جو وعدۂ امان تم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہی میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں خلافت ہمارا حق ہے اور تم نے بھی ہماری ہی خاطر اس کا دعویٰ کیا تھا۔ ہمارے ہی پیرووں کے ساتھ تم نے اس کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا اور ہمارے اثر اور بزرگی کی وجہ سے تم کو یہ خلافت نصیب ہوئی' ہمارے دادا علی وصی اور امام تھے ان کی اولاد کی موجودگی میں تم کیونکر ان کی ولایت کے وارث بن گئے' علاوہ بریں تم جانتے ہو کہ آج تک اس خلافت کا مدعی کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو شرافت نسبی اور فضیلت ذاتی کی بناء پر ہمارے مماثل ہو ہم ان کی اولاد میں نہیں ہیں جن پر لعنت بھیجی گئی ہو یا جن کو جلا وطن کیا گیا ہو یا ان کی ماؤں کو طلاق دی گئی ہو۔ کسی بنی ہاشم کو قرابت رسول اللہ ﷺ سے اسلام لانے میں سبقت اور وہ ذاتی فضیلت حاصل نہیں ہے جو ہم کو ہے ہمارا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے جاہلیت اور اسلام دونوں میں ملتا ہے' ہم جاہلیت میں ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو کی اولاد ہیں اور عہد اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں اور یہ شرف صرف ہم کو حاصل ہے تم کو نہیں' اللہ نے ہم کو ان کی اولاد اور انہیں ہمارا اسلاف اختیار کیا ہے۔ ہمارے نانا انبیاء میں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں ہمارے دادا سب سے پہلے اسلام لانے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی سب سے افضل بیوی خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی نیز رسول اللہ ﷺ کی سب سے بہتر صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں جو تمام جنتیوں کی سیدہ ہیں اسی طرح ہم عہد اسلام میں پیدا ہونے والے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں' علی رضی اللہ عنہ دو طرح سے ہاشم کی اولاد ہیں اسی طرح حسن رضی اللہ عنہ دو طرح سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور میں حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو طرح سے رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہوں میں ننہالی اور ددھیالی دونوں رشتوں کے اعتبار سے تمام بنی ہاشم میں اشرف اور نجیب الطرفین ہوں' کسی عجمی عورت یا لونڈی کا خون میری رگوں میں نہیں ہے۔ اللہ نے ہمیشہ دونوں عہد' جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ اور ماں بہتر بنائے یہاں تک کہ دوزخ میں بھی اس نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ چنانچہ میں اس شخص کا نواسہ ہوں جس کا مرتبہ جنت میں سب سے بڑھ کر ہے اور اس کا پوتا ہوں جس پر دوزخ میں سب سے سہل عذاب ہوگا۔ میں نیکوں میں سے سب سے بہتر کی اولاد ہوں اور بروں میں بھی جو سب سے کم برا تھا اس کی اولاد میں ہوں اس طرح میں سب سے اعلیٰ جنتی کا فرزند ہوں اس طرح سب سے بہتر دوزخی کا پوتا ہوں' اگر تم میری طاعت اختیار کرلو اور میری دعوت قبول کرو تو

میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں تمہاری جان و مال کے لیے امان دیتا ہوں اور اس اثناء میں سوائے اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے چاہے وہ مسلمان کے ہوں یا مجاہدین کے جو تم نے کیا ہوگا اس پر تم سے کوئی باز پرس نہ کروں گا البتہ اللہ کے محارم اور حقوق العباد کے متعلق تم میری ذمہ داری سے واقف ہو کہ اسے میں خود معاف نہیں کر سکتا کیونکہ تمہارے مقابلہ میں اس خلافت کا میں زیادہ مستحق ہوں نیز مجھے اپنے عہد کا تم سے زیادہ پاس ہے کیونکہ تم نے مجھ سے پچھلے کئی آدمیوں کو عہد امان دیا تھا مگر اس کا لحاظ نہیں رکھا اب تم مجھے کس قسم کا وعدہ امان دیتے ہو ابن ہبیرہ کا یا اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابن مسلم کا''۔

اس کے جواب میں ابوجعفر نے حسب ذیل خط محمد کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''میں نے تمہارا خط پڑھا اور مجھے تمہارے مطلب سے آگاہی ہوئی۔ تم نے اپنے فخر نسبی کی بنیاد زیادہ تر عورتوں کی قرابت پر رکھی ہے تا کہ اس سے اوباش عوام کو گمراہ کرو' تم کو معلوم رہے کہ اللہ نے عورتوں کا وہ حق مقرر نہیں کیا ہے جو چچا' دادا یا عصبات اور اولیاء کا ہے اللہ نے چچا کو باپ کا مرتبہ عطا کیا ہے اور اپنی کتاب میں قریبی ماں پر بھی چچا کو ترجیح دی ہے۔ اگر اللہ عورتوں کے حق ان کی قرابت کی وجہ سے قائم کرتا تو سب سے زیادہ حق اور مرتبہ اس دنیا میں اور آخرت میں دخول جنت کا شرف اولیت رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ کو عطا فرماتا۔ لیکن اللہ نے اپنے علم کے باوجود یہ شرف دوسروں کو دیا تم نے ابی طالب کی ماں فاطمہ کا ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد ہونے پر فخر کرتے ہو حالانکہ اس کی اولاد میں سے چاہے بیٹا ہو یا بیٹی کسی کو اسلام لانے کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ اگر کسی کو محض قرابت رسول ﷺ کی وجہ سے شرف اسلام نصیب ہوا ہوتا تو وہ عبداللہ کو ہوتا جو رسول اللہ ﷺ کے آباء میں اس دنیا اور آخرت دونوں جگہ سب سے قریب تر ولی رسول تھے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنے دین مبین کے لیے پسند فرماتا ہے فرمایا:

﴿ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴾

''بے شک تم راہ راست پر نہیں لاتے جسے تم چاہتے ہو لیکن اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر لے آتا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں سے خوب واقف ہے''۔

جب اللہ نے محمد ﷺ کو نبی مبعوث فرمایا اس وقت آپ کے چار چچا موجود تھے۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴾

''تم اپنے قریبی واہل خاندان کو ڈراؤ''۔

چنانچہ آپ نے ان کو اللہ کا پیام پہنچایا اور دعوت اسلام دی' دو نے اسے قبول کیا ان میں سے ایک میرے دادا تھے۔ دو نے اسلام قبول نہیں کیا ان میں سے ایک تمہارے دادا ہیں اس وجہ سے اللہ نے تمہارے دادا کو ان دونوں یعنی اسلام لانے والے میرے دادا اور خود رسول اللہ ﷺ کی ولایت میراث عہد و ذمہ داری سے محروم کر دیا۔

تم نے دعویٰ کیا ہے کہ تم اس شخص کی اولاد میں ہو جسے دوزخ میں سب سے کم عذاب ہوگا اور جو اشرار میں بہترین تھا حالانکہ

نہ کفر میں چھوٹائی اور بڑائی ہے اور نہ اللہ کے عذاب میں کمی یا خفت ہے۔ بھلا شر میں خیر کہاں' کسی مومن کو جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو یہ زیبا نہیں کہ وہ دوزخ کی حالت پر کسی سے فخر کرے جو ایسا کرے گا وہ عنقریب دوزخ میں جائے گا اور تب اسے حقیقت معلوم ہو جائے گی:

﴿ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلِبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾

''عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح کروٹ پلٹائے جاتے ہیں''۔

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمہ پر فخر کیا اور لکھا ہے کہ اس طرح علی رضی اللہ عنہ دو طرح سے ہاشم کی اولاد میں ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر فخر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس طرح حسن رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے عبدالمطلب کی اولاد ہیں اور یہ کہ تم نے خود اپنے متعلق لکھا ہے کہ تم دو واسطوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اگلے اور پچھلے سب میں افضل ہیں وہ ایک ہی واسطے سے ہاشم کی اولا[د] اور ایک ہی واسطے سے عبدالمطلب کے پوتے ہیں۔

تم نے اس بات پر فخر کیا ہے کہ تم بنی ہاشم میں نسب کے اعتبار سے اوسط ہو اور نجیب الطرفین ہو اور یہ کہ نہ تم کسی عجمی بیوی کی اولاد ہو اور نہ لونڈیوں کا خون تمہاری رگوں میں موج زن ہے۔ یہ دعویٰ کر کے تم نے تمام بنی ہاشم پر اپنی فضیلت کا ادعا کیا ہے تم پر افسوس ہے کہ فردائے قیامت میں تم خدا کو اس فخر کا کیا جواب دو گے تم اپنی حد سے متجاوز ہو گئے اور تم نے اس کے مقابلہ میں اپنے نسب پر فخر کیا ہے جو ذاتی طور پر اور اپنے باپ کی وجہ سے اوّل و آخر تم سے بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر بھی تم نے اپنا نسبی فخر جتایا ہے۔ حالانکہ خود تمہارے دادا کی بہترین اولاد باعتبار اپنی ذاتی بزرگی کی وہی ہے جو لونڈیوں کے بطن سے ہے تمہارے خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بہتر کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا باوجودیکہ وہ چھوکری کے بطن سے ہیں مگر وہ تمہارے دادا حسن بن حسن رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے اسی طرح تمہارے خاندان میں ان کے بعد ان کے بیٹے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا حالانکہ ان کی دادی ام ولد تھیں اور وہ تمہارے باپ سے بہتر ہیں ان کے بیٹے جعفر ہیں ایسا بھی تمہارے خاندان میں اور کوئی نہیں ہوا ان کی دادی بھی ام ولد تھیں مگر وہ تم سے بہتر ہیں۔

تمہارا یہ دعویٰ کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ﴾

''تم لوگوں میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ نہ تھے''۔

البتہ تم ان کی صاحبزادی کے بیٹے ضرور ہو اور یہ بہت قریب کی رشتہ داری ہے مگر اس سے تم کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ اس سے تم ان کی ولایت کے وارث ہو سکتے ہو اور چونکہ لڑکی کو امامت نہیں ملتی اس وجہ سے بھلا امامت کے تم کیونکر وارث بن سکتے ہو' تمہارے دادا نے تو اس کا مطالبہ کیا تھا اور علانیہ اور خفیہ طور پر اس کے لیے ہزار جتن کیے مگر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو قبول نہیں کیا اور شیخین کو ان پر فضیلت دی۔ نیز تمام مسلمانوں میں بلا اختلاف یہ طریقہ رائج ہے کہ نانا' ماموں اور خالہ ورثہ نہیں پاتے۔

تم نے علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہم پر اپنا فخر جتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اسلام میں ان کو دوسروں پر سبقت حاصل تھی تو یہ بھی کوئی فخر کی بات نہیں ہو سکتی۔ وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ کر دوسرے کو امامت جماعت کا حکم دیا تھا پھر ان کے بعد لوگوں

نے اور دوسرے شخص کو اپنا امام بنالیا اور علی رضی اللہ عنہ کو امام نہیں بنایا چنانچہ اسی وجہ سے وہ ان چھ آدمیوں میں نامزد کیے گئے اور ان سب نے بھی خلافت اور امامت کا علی رضی اللہ عنہ کو مستحق نہیں سمجھا بلکہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی' جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ پر ان کے قتل میں شرکت کا شبہ تھا۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما تو ان سے لڑ ہی پڑے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا اور پھر ان کے بعد سعد رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیعت لینے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر دیا بلکہ جنگ بھی کی جس میں خود ان کے ساتھیوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا' اور حکومت حاصل ہونے سے پہلے خود ان کی شیعہ جماعت نے ان کی اہلیت پر شبہ ظاہر کیا۔ پھر انھوں نے دو حکموں کے فیصلے پر اپنا معاملہ چھوڑ دیا ان کے انتخاب کو پسند کر کے ان لوگوں کے سامنے یہ عہد کر لیا کہ وہ ان کے فیصلہ کو مان لیں گے۔ ان دونوں نے متفقہ طور پر ان کی علیحدگی کا تصفیہ کیا۔ اس کے بعد حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چند چیتھڑوں اور درہموں کے عوض خلافت بیچ دی۔ خود حجاز جا رہے۔ اپنے طرفداروں کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا اس طرح انھوں نے حکومت ایسے شخص کے حوالے کر دی جو اس کا اہل نہ تھا اور نیز ایسے شخص سے خلافت کے عوض قیمت قبول کر لی جو اس کا جائز وارث نہ تھا' اگر خلافت کا تم کو کچھ بھی حق تھا تو وہ پہلے ہی تم نے روپیہ کے عوض فروخت کر دیا۔ تمہارے چچا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن مرجانہ کے مقابلہ پر خروج کیا مگر جمہور نے حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ابن مرجانہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ انھوں نے ان کو قتل کر دیا اور خود ان کا سر لے کر اس کے پاس حاضر ہوئے پھر تم نے بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر انھوں نے تم کو بری طرح قتل کر کے کھجوروں کے تنوں پر سولی دے دی' تم کو آگ میں جلایا اور اپنے تمام علاقوں سے نکال دیا۔ اسی سلسلہ میں یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا انھوں نے تمہارے مردوں کو قتل کر کے بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر گدے اور تکیے کے محملوں پر سوار کر کے حاصل کردہ لونڈی غلاموں کی طرح شام لے گئے۔ ہم نے ان پر خروج کر کے تمہارے خون کا مطالبہ کیا اور واقعی ہم نے تمہارا عوض ان سے لے لیا۔ ہم نے تم کو ان کے علاقوں اور آبادیوں کا مالک بنا دیا ہم تمہارے آباء کی سنت پر چلے اور اس طرح ہم نے ان کی بڑائی ثابت کر دی اب تم ہمارے اسی فعل کو ہمارے خلاف حجت کے طور پر پیش کرتے ہو اور کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہارے دادا کا جو ذکر کیا یا ان کی فضیلت کا اظہار اس لیے کیا تھا کہ ہم ان کو حمزہ' عباس اور جعفر رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے ہیں' اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ ان سب ہمارے بزرگوں نے جب اس دنیا کو خیر باد کہا وہ اپنی موت مرے نہ ان کو کسی نے قتل کیا نہ انھوں نے کسی کو نقصان پہنچایا۔ سب لوگ باتفاق ان کی بزرگی کے قائل تھے اس کے برخلاف تمہارے دادا ہمیشہ جنگ و جدل ہی میں مشغول رہے' بنی امیہ کا یہ حال تھا کہ وہ ان پر اس طرح لعنت بھیجتے تھے جس طرح کفار اپنی مکتوبہ نماز میں لعنت کرتے ہیں' ان کی حمایت میں ہم نے مناقشہ کیا اور بنی امیہ کو تمہارے دادا کی فضیلت یاد دلائی اور ان پر جبر کر کے ان کو اس حرکت سے روک دیا۔ تم کو معلوم ہے کہ عہد جاہلیت میں زمزم نگرانی اور حجاج کو پانی پلانے کا شرف ہم کو حاصل تھا بعد میں زمزم کی تولیت ان کے اور بھائیوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ کو ملی اس بارے میں تمہارے دادا نے ہم سے تنازعہ کیا مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا۔ اس طرح ہم جاہلیت اور اسلام دونوں عہد میں زم زم کے مالک رہے' ایک مرتبہ مدینہ میں بارش نہ ہونے سے قحط پڑا عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہی دادا کو اللہ کی جناب میں وسیلہ بنایا اور ان سے دعا کرائی۔ اللہ نے اہل مدینہ کو قحط کی مصیبت سے نجات دی اور رحمت بارش نازل فرمائی۔ اس وقت اگرچہ تمہارے دادا وہاں موجود تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اس کام کے لیے وسیلہ نہیں بنایا تم کو

معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے صرف عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے اس وجہ سے وہ اپنے چچا ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے وارث بنے' بنی ہاشم کے ایک سے زیادہ اشخاص نے اس حق کو طلب کیا مگر ان کے بیٹے کے سوا اور کسی کو وہ نہ ملا۔ اس لیے سقایہ بھی انہیں کو حاصل رہا اور نبی کی میراث بھی ان کو پہنچی اور اب خلافت بھی انہیں کی اولاد کو ملی اس طرح عہد جاہلیت ہو یا اسلام' دنیا ہو یا آخرت کوئی شرف اور فضل ایسا نہ تھا کہ عباس رضی اللہ عنہ اس کے وارث اور مورث نہ ہوئے ہوں۔

تم نے بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس وقت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوطالب کو پناہ دی اور سخت عسرت میں وہ ابوطالب کے گھر کے کفیل رہے اور اگر عباس رضی اللہ عنہ بادل ناخواستہ دوسروں کی زبردستی بدر نہ جاتے تو طالب اور عقیل بھوک سے مرجاتے اور ان کو شیبہ اور عتبہ کی دیگیں چاٹنا پڑتیں مگر چونکہ عباس رضی اللہ عنہ بڑے فیاض کہلانے والے تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے اس ذلت سے تم کو بچا دیا اور تمہارے سارے اخراجات خود برداشت کیے پھر جنگ بدر میں انھوں نے عقیل کا فدیہ دے کر اسے رہا کرایا۔ اب تم کس بات کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں فخر کرتے ہو۔ کفر کے زمانے میں ہم تم سے بڑے تھے اور ہمارا ہاتھ اوپر تھا ہم نے تم کو فدیہ دے کر قید سے رہائی دلوائی جو مکارم اور شرف ہمارے آباء کو حاصل ہوئے وہ تم کو نہیں ملے تم نہیں ہم خاتم الانبیاء کے وارث بنے ہم نے تمہارے خون کا عوض طلب کیا اور اسے لے لیا حالانکہ تم خود اس کے حاصل کرنے سے عاجز رہے' والسلام علیکم و رحمۃ اللہ''۔

موسیٰ بن عبداللہ کی روانگی شام:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے کہ ابن القسری نے محمد سے فریب کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا کہ آپ موسیٰ بن عبداللہ کو میرے مولیٰ رزام کے ہمراہ شام بھیج دیجیے تا کہ یہ وہاں آپ کے لیے دعوت دیں۔ محمد نے ان دونوں کو شام روانہ کیا جب رزام موسیٰ کو لے کر شام روانہ ہو گیا تو اب محمد پر یہ بات کھلی کہ قسری نے ابوجعفر سے اس کے معاملہ میں کچھ خط و کتابت کی ہے۔ محمد نے اسے مع اس کے چند ہمراہیوں کے ابن ہشام کے گھر میں جو نماز جنازے کی جگہ کے سامنے واقع تھا' اور ان دنوں خرج الخصی کی ملکیت میں تھا قید کر دیا۔ رزام موسیٰ کو لے کر شام آیا اور وہاں اس کو بے خبر چھوڑ کر ابوجعفر کے پاس چلا گیا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محمد بن عبداللہ کے نام خط:

موسیٰ نے محمد کو لکھا کہ یہاں لوگوں کی حالت یہ ہے کہ سب سے بہتر بات جو یہاں مجھ سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جنگ کے مصائب سے ہم سخت پریشان ہیں اور ہم میں اب اس کی قطعاً جرأت یا ہمت نہیں آپ کی دعوت کے لیے نہ یہاں گنجائش ہے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ اہل شام کی ایک جماعت نے تو حلفیہ اس بات کو کہا کہ اگر ایک شب و روز بھی ہم نے یہاں اور بسر کی تو وہ ہماری شکایت کر دیں گے اور ہمارا پتہ بتا دیں گے میں نے یہ خط تو آپ کو لکھ دیا ہے مگر اب میں روپوش ہوں اور مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ موسیٰ رزام اور عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور ایک جماعت کے ساتھ شام روانہ ہوئے یہ تیما پہنچے تھے کہ رزام زادراہ کے خریدنے کے بہانے اس جماعت سے پیچھے رہ گیا اور عراق چل دیا موسیٰ اور اس کے ساتھی وہیں سے مدینہ آ گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کی گرفتاری:

عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ خود مجھ سے موسیٰ بن عبداللہ نے بغداد میں اور رزام نے ساتھ ہی ساتھ یہ بات بیان کی کہ محمد نے مجھے اور رزام کو چھ دوسرے اشخاص کے ساتھ اس غرض سے شام بھیجا کہ ہم ان کے لیے دعوت دیں۔ جب ہم دومۃ الجندل پہنچے تو ہمیں سخت گرمی معلوم ہوئی ہم اپنے کجاووں سے اتر کر ایک تالاب میں نہانے لگے اس وقت رزام اپنی تلوار نیام سے کھینچ کر میرے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ اگر میں تم کو قتل کر کے تمہارا سر ابوجعفر کو لے جا کر دوں تو جس قدر عزت و منزلت اس کے پاس میری اب ہو گی اور کسی کی نہ ہو گی۔ میں نے کہا ابوقیس تمہاری مذاق کی عادت نہیں چھوٹی' اللہ تم کو معاف کرے اپنی تلوار نیام میں رکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنی تلوار نیام میں کی اور اب ہم سب سوار ہو گئے' عیسیٰ کہتا ہے کہ شام پہنچنے سے پہلے موسیٰ اور عثمان بن محمد بصرہ آ گئے' یہاں ان کی مخبری کر دی گئی اور وہ گرفتار کر لیے گئے۔

نافع بن ثابت اور محمد بن عبداللہ:

عبداللہ بن نافع الاکبر راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد میرے والد نافع بن ثابت اس کے پاس نہیں گئے' محمد نے ان کو بلا بھیجا۔ یہ قصر مروان میں اس سے آ کر ملے محمد نے کہا اے ابوعبداللہ تم میرے پاس نہیں آئے انھوں نے کہا میں تمہارا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نہیں ہوں محمد نے بہت اصرار کیا اور کہا کہ کم از کم تم ہتھیار ہی لگا لو تا کہ دوسرے لوگ تم کو مسلح دیکھ کر میری حمایت کے لیے آمادہ ہو جائیں انھوں نے کہا سنو جی! تم کو کامیابی نہ ہو گی تم نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی' نہ ضروریات زندگی اور نہ ہتھیار' نہ میں خود تمہارے ساتھ ہو کر اپنی جان دینا چاہتا ہوں اور نہ اپنی زندگی کے خلاف اعانت کرنا چاہتا ہوں محمد نے کہا اس گفتگو کے بعد مجھے آپ سے کوئی بات کہنا باقی نہیں' آپ جائیں' یہ محمد کے قتل ہونے تک برابر نماز کے لیے مسجد جاتے رہے جس روز محمد مارا گیا ہے اس روز مسجد نبوی میں صرف ایک نمازی یہی نافع تھے۔

امارت مکہ پر حسن بن معاویہ کا تقرر:

خروج کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر مکے روانہ کیا اس کے ہمراہ آل ابولہب میں سے ایک شخص عباس بن القاسم بھی تھا جب تک وہ مکے کے قریب نہ جا پہنچے سری ابن عبداللہ کو ان کے آنے کی کچھ خبر نہ ہوئی اب یہ ان کے مقابلہ کے لیے بڑھا ان کے سامنے پہنچ کر اس کے مولیٰ نے اس سے پوچھا کہو اب کیا رائے ہے اس نے کہا اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ اور سب بیر میموں پر اکٹھا ہو چنانچہ وہ خود پسپا ہو گئے حسن بن معاویہ مکے میں داخل ہو گیا حسین بن صخر آل اوس کا ایک شخص اسی رات ابوجعفر کے ارادے سے روانہ ہوا اس نے نو شبانہ روز منزلیں طے کر کے ابوجعفر کو اس بغاوت کی اطلاع دی ابوجعفر نے کہا ان باتوں سے کیا ہوتا ہے کہیں تیروں سے پہاڑ پھٹا کرتے ہیں اس شخص کو انھوں نے تین سو درہم انعام دیئے۔

محمد بن عبداللہ کی حسن بن معاویہ کو ہدایات:

جب محمد حسن بن معاویہ کو مکے کا عامل بنا کر بھیجنے لگا تو حسن نے اس سے پوچھا کہ اگر ہماری سری کی فوج سے لڑائی ہو جائے تو سری کے متعلق آپ کیا ہدایت کرتے ہیں؟ محمد نے کہا سری ہمیشہ ان کارروائیوں کو جو ہمارے خلاف ہوتی رہی ہیں ناپسند کرتا رہا ہے نیز وہ ابوجعفر کی حرکات کو بھی ناپسند کرتا تھا اس لیے اگر تم اس پر قابو پا جاؤ تو نہ اسے قتل کرنا اور نہ اس کے متعلقین کو چھیڑنا اور نہ اس کی

کسی چیز پر قبضہ کرنا اگر وہ خود مقابلہ سے کنارہ کش ہو تو تم اس کا قطعی تعاقب نہ کرنا۔ حسن ان ہدایات کو سن کر کہنے لگا کہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بنی عباس رضی اللہ عنہ کے کسی آدمی کے متعلق آپ کی یہ رائے ہوگی محمد نے کہا ہاں تمہارا خیال درست ہے مگر سری ہمیشہ ابوجعفر کی حرکتوں کو بری نظروں سے دیکھتا تھا۔

سری بن عبداللہ کی مدافعانہ کارروائی:

عمر بن ارشد عنج کا مولیٰ راوی ہے کہ میں مکے میں تھا ظاہر ہونے کے بعد محمد نے حسن بن معاویہ' قاسم بن اسحٰق' محمد بن عبداللہ بن عتبہ کو جو ابوحبرہ کے نام سے مشہور تھا مکے بھیجا حسن بن معاویہ ان سب کا سپہ سالار تھا' سری بن عبداللہ نے اپنے کاتب مسکین بن ہلال کو ہزار آدمیوں کے ساتھ اپنے مولیٰ مسکین بن نافع کو ایک ہزار کے ساتھ اور اہل مکہ میں سے ایک شخص ابن فرس نام کو جو بہت ہی دلاور تھا سات سو کی جمعیت کے ساتھ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لیے بھیجا سری نے ابن فرس کو پانچ سو دینار بھی دیئے بطن اذاخر میں دونوں گھاٹیوں کے درمیان اس گھاٹی پر جو ذی طویٰ کی طرف اترتی ہے اور جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکہ پر آ گئے تھے اور جو حرم میں داخل ہے۔

سری بن عبداللہ کی ابن معاویہ کو مشروط پیش کش:

دونوں حریف ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے پہلے نامہ و پیام شروع ہوا۔ حسن نے سری سے کہلا بھیجا چونکہ ہمارے لیے یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کے حرم میں خون ریزی کریں اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ تم مکے کو ہمارے لیے خالی کر دو اور مزاحمت نہ کرو' نیز ان دونوں وکیلوں نے جو سری کے پاس آئے تھے حلفیہ اس بات کو بیان کیا کہ یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں کہ ابوجعفر کا انتقال ہو چکا ہے' اس کے جواب میں سری نے بھی انہیں کی طرح حلف اٹھا کر کہا کہ ابھی صرف چار راتیں گزری ہیں کہ امیر المومنین کے پاس سے میرے پاس قاصد آیا تھا تم مجھے چار راتوں کی مہلت دو میں دوسرے پیامبر کا انتظار کرتا ہوں اور اس اثناء میں تم کو اور تمہارے سواری کے جانوروں کو سامان خوراک بہم پہنچاؤں گا اگر اس کے بعد تمہاری بات سچ ثابت ہوئی تو میں مکے کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور اگر غلط ہوئی تو پھر میں تمہارے خلاف پوری جدوجہد کروں گا یہاں تک کہ تم مجھ پر غالب آ جاؤ یا میں تم پر غالب آ جاؤں۔

حسن بن معاویہ اور سری بن عبداللہ کی جنگ:

مگر حسن نے یہ بات منظور نہیں کی اور کہا بغیر لڑے ہم یہاں سے نہیں ٹلیں گے اس کے ہمراہ ستر پیدل اور سات سوار تھے۔ جب حریف کے بالکل نزدیک پہنچ گئے تو حسن نے ان سے کہا کہ جب تک بگل نہ بجے تم میں سے کوئی آگے نہ بڑھے اور بگل بجتے ہی سب مل کر حملہ کرنا' چنانچہ جب ہم نے ان پر دھاوا کرنے کی تیاری کی اور حسن کو یہ اندیشہ ہوا کہ اب اسے اور اس کی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے گا اس نے بگلچی کو حکم دیا کہ وہ حملہ کے لیے اجازت دے چنانچہ جب حملہ کا بگل بجا تو اب سب نے ہم پر یک جان ہو کر حملہ کیا' سری کی فوج پسپا ہوئی اور ان کے سات آدمی مارے گئے۔

سری بن عبداللہ کی شکست:

سری اپنے چند ساتھی شہ سواروں کو لے کر جو گھاٹی کے عقب میں متعین تھے اور جن میں کچھ آدمی قریش کے بھی تھے حسن کی

فوج پر نمودار ہوا یہ وہ جماعت تھی جسے وہ خود اپنے ساتھ لے کر نکلا تھا اور ان سے اپنی امداد کا عہد لے لیا تھا' سری کو دوسری پسپا ہونے والی جماعت کو دیکھ کر ان قریشیوں نے کہا کہ اب ہم لڑ کر کیا کریں تمہاری فوج تو پسپا ہو گئی۔ سری نے کہا ابھی جلدی مت کرو پہاڑوں میں ہماری سوار اور پیدل فوج جو جمع ہے اسے آ جانے دو اس سے کہا گیا کہ وہاں اب کوئی نہیں رہا۔ یہ سن کر اس نے کہا تو اچھا اب اللہ کا نام لے کر پسپا ہو جاؤ چنانچہ اب تمام فوج پسپا ہو کر سرکاری محل میں در آئی اس نے ہتھیار اتار پھینکے اور سپاہی ابورزام کے گھر کی دیوار پر چڑھ کر اس کے گھر میں اتر آئے اور وہیں چھپے رہے' حسن بن معاویہ نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ابوجعفر کی موت کی خبر بیان کی اور محمد کے لیے دعوت دی۔

ایک دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ جب حسن کے مکہ پر قبضہ کرنے اور سری کے بھاگنے کی خبر ابوجعفر کو ہوئی تو کہنے لگے ابن ابی العقل پر سخت ہے۔

سری بن عبداللہ کا حسن بن معاویہ سے حسن سلوک:

ابن ابی مساور بن عبداللہ بن مساور مولیٰ بن نائلہ جو بنی عبداللہ بن محیص کے خاندان سے تھا' راوی ہے میں سری بن عبداللہ کے ہمراہ مکے میں تھا محمد کے خروج سے پہلے حسن بن معاویہ سری کے پاس آیا وہ ان دنوں طائف میں تھا اور اس کی طرف سے ابن سراقہ جو عدی بن کعب کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مکے پر اس کا قائم مقام تھا عتبہ بن خداش اللھبی نے حسن بن معاویہ پر اپنے قرضہ کی ادائیگی کا دعویٰ پیش کیا اور حسن کو قید کر لیا سری نے ابن ابی خداش کو لکھا کہ تم نے ابن معاویہ کو گرفتار کرنے میں غلطی کی ہے اور اس کا نتیجہ خود تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا کیونکہ تم کو وہ رقم اس کے بھائی سے وصول ہو چکی ہے نیز سری نے ابن سراقہ کو حکم بھیجا کہ وہ ابن معاویہ کو رہا کر دے اور حسن بن معاویہ کو لکھا کہ تم میرے آنے تک ٹھہرو میں خود آ کر اس معاملہ کا تصفیہ کروں گا اسی اثناء میں محمد ظاہر ہو گیا اور حسن بن معاویہ مکہ کا عامل مقرر ہو کر چلا لوگوں نے سری سے کہا کہ یہ ابن معاویہ ہے جو تمہارے مقابلہ پر آ رہا ہے سری کہنے لگا کہ یہ ہرگز میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا کیونکہ جو احسان میں نے اس پر کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ بھی میرے خلاف کیوں خروج کرنے لگے۔ مدینہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس کے ساتھ احسان نہ کیا ہو مگر جب اس سے کہا گیا کہ آپ کس ہوا میں ہیں وہ تو مکے پہنچ گیا ہے تو اب سری طائف سے مکے آیا۔

ابن جریج کا حسن بن معاویہ کو مشورہ:

ابن جریج حسن بن معاویہ سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ تم ہرگز مکہ نہیں پہنچ سکتے تمام اہل مکہ سری کے ساتھ ہیں کیا وہ اس بات کو گوارا کریں گے کہ تم قریش پر غلبہ پا کر بیت اللہ پر قبضہ کر لو' حسن نے کہا اسے جلا ہے کیا تو مجھے اہل مکہ سے ڈراتا ہے۔ بخدا میں آج رات مکے میں بسر کروں گا' یا اس سے پہلے اپنی جان دے دوں گا۔

سری بن عبداللہ کی روپوشی:

اب وہ اپنی جماعت کو لے کر لپکا سری اس کے مقابلہ کے لیے آیا۔ مقام فخ پر مقابلہ شروع ہوا حسن کی فوج کے ایک شخص نے مسکین بن ہلال' سری کے میر منشی کے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے وہ چکر کھا کر گر پڑا' سری اور اس کی فوج پسپا ہو کر مکے آئی خاندان عبدالدار کے ایک شخص ابورزام نے اور پھر بنی شیبہ کے ایک شخص نے سری پر کپڑے اڑھا کر اپنے گھر میں چھپا لیا اور حسن مکے

میں داخل ہوگیا' اس نے چند روز مکہ میں قیام کیا تھا کہ محمدؒ کا خط اس کے پاس آیا جس میں اسے فوراً مدینہ آنے کی ہدایت لکھی تھی۔

حسن بن معاویہ کا مکہ پر قبضہ:

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ جب حسن اور قاسم نے مکے پر قبضہ کرلیا تو انھوں نے تمام جنگی ضروریات کثیر مقدار میں مہیا کیں اور ایک بڑی جماعت تیار کر کے دونوں محمد کے پاس آنے کے ارادے سے روانہ ہوئے' تاکہ عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف اس کی مدد کریں انھوں نے ایک انصاری کو مکے پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اور جب قدید پہنچے تو انھیں محمد کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی اس خبر کے مشہور ہونے ہی تمام لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے راستے ہو لیے حسن نے بسقہ کی راہ اختیار کی جو ریگستان عرب میں ایک نہایت ہی گرم مقام ہے اور بسقہ قدید کے نام سے مشہور ہے اور پھر وہ ابراہیم سے جاملا اور ابراہیم کے قتل ہونے تک بصرے میں مقیم رہا۔ قاسم بن اسحٰق بھی ابراہیم کے ارادے سے چلا' علاقہ فدک کے مقام بدیع پہنچ کر اسے ابراہیم کے قتل کی اطلاع مل گئی۔ یہ مدینہ پلٹ آیا اور جب تک عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی پوتی نے جو عیسیٰ بن موسیٰ کی بیوی تھی اس کے اور اس کے بھائیوں کے لیے امان نہ لے لی وہ روپوش رہا۔ بعد میں بنو معاویہ نے اس سے رشتہ مناکحت قائم کیا اور اب قاسم ظاہر ہوگیا۔

حسن بن معاویہ کی مدینہ میں طلبی:

عمر بن راشد عنج کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب حسن بن معاویہ نے سری پر فتح پائی تو یہ تھوڑے ہی دن مکے میں قیام کرنے پایا تھا کہ محمد کا خط اس کے نام آیا جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ تم فوراً میرے پاس چلے آؤ اور لکھا تھا کہ چونکہ عیسیٰ مدینہ کے قریب پہنچ گیا ہے اس لیے تم ممکنہ عجلت کے ساتھ میرے پاس پہنچ جاؤ' یہ دوشنبہ کے دن شدید بارش میں مکے سے روانہ ہوا (ارباب سیر کا خیال ہے کہ اسی دن محمد قتل ہو چکا تھا) اج میں جو بنی خزاعہ کا تالاب ہے اور عسفان اور قدید کے درمیان واقع ہے۔ عیسیٰ بن موسیٰ کے ڈاک کے ہرکاروں کے ذریعہ اسے محمد کے قتل ہونے کی خبر ہوگئی اور یہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے۔

ابراہیم کے خروج کی محمد بن عبداللہ کو اطلاع:

ابو سیار کہتا ہے کہ میں محمد بن عبداللہ کا حاجب تھا رات کے وقت ایک شتر سوار میرے پاس آیا اس نے کہا میں بصرے سے آیا ہوں اور ابراہیم نے خروج کر کے بصرہ پر قبضہ کرلیا ہے' میں قصر مروان آ کر اس کمرے میں آیا جہاں محمد شب باش تھا میں نے دروازے پر دستک دی اس نے بہت بلند آواز سے پوچھا کون ہے میں نے کہا ابو سیار ہوں اس نے لاحول پڑھا اور کہا اے خداوندا! میں رات میں آنے والوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ البتہ اس صورت میں کہ وہ کوئی خیر کی خبر لائے ہوں۔ اس نے پوچھا خیر ہے' میں نے کہا جی ہاں خیر ہے۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا ابراہیم نے بصرہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ محمد کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح و مغرب کے بعد ان کا ایک نقیب تمام نمازیوں سے درخواست کرتا تھا کہ وہ اپنے بصرے کے بھائیوں اور حسن بن معاویہ کی کامیابی کے لیے دعا مانگیں۔

ابوعمرو شامی کی محمد بن عبداللہ کے متعلق رائے:

عیسیٰ کہتا ہے کہ ایک شامی ہمارے گھر آ کر مقیم ہوا ابوعمرو اس کی کنیت تھی میرے باپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے محمد کو کیسا پایا

اس نے کہا کہ میں ان سے ملوں تو معلوم ہو پھر تم سے بیان کروں گا اس کے کچھ روز کے بعد میرے باپ پھر اس سے ملے اور محمد کو پوچھا اس نے کہا کہ ان میں تمام خوبیاں موجود ہیں مگر ان کا موٹا پا ان کی کمزوری ہے کیونکہ جنگجو آدمی اس قدر موٹا نہیں ہوتا اس کے بعد انھوں نے بھی اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ جنگ میں شریک رہے' عبداللہ بن محمد بن مسلم ابن البواب منصور کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ابوجعفر نے اعمش کے نام ایک خط محمد کی طرف سے لکھ بھیجا جس میں اسے اپنی نصرت کی دعوت دی خط کو پڑھ کر اعمش نے کہا۔ اے بنی ہاشم! ہم نے تم کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تم لذائذ دنیا کو محبوب رکھتے ہو' قاصد نے ابوجعفر سے آ کر واقعہ سنایا اسی جملہ کو سن کر ابوجعفر کہنے لگے کہ بے شک یہ اعمش کا کلام ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ پر قبضہ کر لیا اور ہمیں اس کی اطلاع ہوئی تو ہم نے بھی خروج کیا میں اس وقت بالکل عنفوان شباب میں تھا پندرہ سال کا سن تھا ہم اس کے پاس آئے اور بہت سے لوگ وہاں جمع تھے کسی کو اس کے پاس آنے کی روک ٹوک نہ تھی میں نے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھا وہ گھوڑے پر سوار سفید چکن کی قمیص پہنے تھا سفید ہی عمامہ زیب سر تھا اس کا سینہ اندر گھسا ہوا تھا چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ اس نے پھر اپنے سرداروں کو مکے بھیجا اور انھوں نے اس کے لیے مکے پر قبضہ کر لیا اور سفید جھنڈا بلند کر لیا۔ اس نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اہل بصرہ نے بھی اس کی تائید میں سفید جھنڈا بلند کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی مدینہ:

امیر المومنین ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد کے مقابلہ پر بھیجنے کا تصفیہ کر لیا اور کہنے لگے کہ مجھے اس کی پروا نہیں کہ ان میں سے کون اپنے حریف کو قتل کر دیتا ہے دونوں طرح میرا فائدہ ہے۔ چار ہزار باقاعدہ فوج اس کے ساتھ کی نیز محمد بن ابی العباس امیر المومنین کو اس کے ساتھ کر دیا۔

جب ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو روانہ ہونے کا حکم دیا تو اس نے ابوجعفر سے کہا کہ آپ اپنے چچاؤں سے بھی اس امر میں مشورہ لے لیجیے۔ ابوجعفر نے کہا تم جانتے ہی ہو بخدا!! اس کے پیش نظر صرف میں ہوں یا تم ہو۔ اب یا تم اس کے مقابلہ پر جاؤ یا میں جاؤں۔ اس واقعہ کا راوی زید مسمع کا مولیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ عراق سے چل کر ہم پر آ گیا ہم اس وقت مدینہ میں تھے۔

جعفر بن حنظلہ کی محمد بن عبداللہ کے خروج پر پیشگوئی:

عبدالملک بن شیبان راوی ہے ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو مبروص' طویل القامت جنگی معاملات کا سب سے بڑھ کر عالم تھا اور مروان کے ہمراہ اس کی جنگوں میں شریک ہو چکا تھا بلایا اور پوچھا کہ محمد نے خروج کر دیا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس نے پوچھا محمد نے کس جگہ خروج کیا ہے ابوجعفر نے کہا مدینہ میں' جعفر نے کہا تو اب تم اللہ کا شکر ادا کرو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس نے ایسی جگہ خروج کیا ہے جہاں نہ دولت ہے نہ آدمی ہیں نہ ہتھیار اور نہ سامان خوراک ہے تم اپنے کسی بھی مولیٰ کو بھیج دو کہ وہ وادی القریٰ پر جا کر مورچہ زن ہو جائے اور شام سے آنے والی رسد کو روک دے اس طرح وہ بغیر لڑائی کے اپنے مکان ہی میں بھوک سے ہلاک ہو جائے گا' ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کثیر بن حصین کا فید میں قیام:

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوجعفر نے کثیر بن حصین العبدی کو عیسیٰ کے آگے بھیج دیا تھا اس نے فید میں اپنی چھاؤنی ڈال دی اور اس کے گرد ایک خندق بنالی۔ جب عیسیٰ یہاں آیا تو پھر یہ بھی اس کے ساتھ مدینہ ہولیا' عبداللہ بن راشد اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس خندق کو دیکھا تھا یہ بہت مدت تک باقی تھی عرصہ کے بعد وہ پٹ گئی اور مٹ گئی۔

ابوجعفر کی عیسیٰ بن موسیٰ کو ہدایت:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ بھی کہا کہ تم ابوالعسکر مسمع بن محمد بن شیبانی بن مالک بن مسمع کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ کیونکہ اس کے اثر کا یہ حال ہے کہ میں نے دیکھا کہ اس نے سعید بن عمرو بن جعدہ بن ہبیرہ کو مروان کے داعی اہل بصرہ سے بچالیا حالانکہ وہ رسالہ لے کر اس پر چڑھ آئے تھے۔

ابوالعسکر اور مسعودی کی عیسیٰ بن موسیٰ سے علیحدگی:

سعید اس وقت ابوالعسکر کے پاس تھا جو ہڈی کا گودا مصری کے ساتھ ملا کر کھا رہا تھا عیسیٰ نے اسے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ بطن نخل پہنچا تو ابوالعسکر اور مسعودی بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود عیسیٰ کا ساتھ چھوڑ کر وہیں ٹھہر گئے' یہاں تک کہ محمد مارا گیا اور ابوجعفر کو اس کی اطلاع ملی تو انھوں نے عیسیٰ سے کہا کہ تم نے وہیں اس کو قتل کر دیا ہوتا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد بن عبداللہ کے متعلق ہدایت:

عیسیٰ بن موسیٰ کو رخصت کرتے وقت ابوجعفر نے اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں تم کو اس کی طرف بھیج رہا ہوں جو میرے ان دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے اگر تم محمد کو زندہ پکڑ سکو تو اپنی تلوار نیام میں کرنا اور امان دے دینا۔ اگر وہ روپوش ہو جائے' تو اہل مدینہ کو اس کی حاضری کا ضامن بنانا کیونکہ وہ اس کی آمد و رفت سے واقف ہیں چنانچہ مدینہ آ کر عیسیٰ نے ایسا ہی کیا۔

امیر مقدمۃ الجیش حمید بن قحطبہ:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو جب محمد بن عبداللہ کے مقابلہ کے لیے مدینہ بھیجا تو اس کے ساتھ محمد بن ابی العباس امیر المومنین اور نیز بعض دوسرے خراسانی سرداروں کو بھی کر دیا اور ان سرداروں کی فوجیں بھی ساتھ کیں' عیسیٰ بن موسیٰ کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ سردار تھا۔ اس فوج کے ساتھ گھوڑے' خچر' اسلحہ اور سامان خوراک اور رسد اتنی کافی مقدار میں تھا کہ انھیں اثنائے راہ میں کسی جگہ منزل کرنے کی ضرورت نہ پڑی نیز اس کے ہمراہ ابوجعفر نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بھیج دیا۔ یہ ابوجعفر کے مصاحبین میں تھا یہ بنی العباس کی طرف مائل تھا ابوجعفر کو اس پر پورا بھروسہ تھا اسی وجہ سے انہوں نے اسے بھی عیسیٰ کے ساتھ کر دیا۔

ابوزیاد کی دولت کی ضبطی:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا کہ آل ابی طالب میں سے جو شخص تم سے ملنے آئے تم اس کا نام مجھے لکھ بھیجو اور جو نہ آئے اس کی املاک ضبط کر لو چنانچہ ابوزیاد کا روپیہ ضبط کر لیا گیا اس اثناء میں جعفر بن محمد اس سے ملنے نہیں آیا' اور جب ابوجعفر مدینہ آئے تو اس

نے ان سے گفتگو کی اور اپنا روپیہ طلب کیا ابوجعفر کہنے لگے' تمہارے مہدی نے اس پر قبضہ کرلیا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے اہل مدینہ کے نام خطوط:

فید پہنچ کر عیسیٰ نے حریر کے پارچوں پر کئی خط اہل مدینہ کے نام لکھے ان میں عبدالعزیز بن عبدالمطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے جب عیسیٰ کے خط مدینہ آئے تو بہت سے عمائد محمد کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے انہیں میں عبدالعزیز بن المطلب بھی تھا اسے گرفتار کرکے پھر محمد کے پاس لایا گیا یہ چندے قیام کرکے پھر چلا گیا' دوبارہ پکڑ بلوایا گیا چونکہ اس کے بھائی علی بن المطلب کا محمد پر بہت اثر تھا اس نے محمد سے اس کی سفارش کی اور اب محمد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

عیسیٰ کہتا ہے کہ عیسیٰ بن محمد نے زرد حریر کے پارچہ پر خط لکھ کر میرے باپ کے پاس بھیجا ایک اعرابی خط کو اپنے جوتے کے تلے میں چھپا کر ہمارے گھر لایا۔ میں نے اسے اپنے مکان میں بیٹھا ہوا دیکھا تھا میں اس وقت کم سن تھا وہ خط اس نے میرے باپ کو دیا اس میں لکھا تھا۔ محمد نے ایسی شے کو لینا چاہا جو اللہ نے اسے نہیں دی اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾

''کہو اے بار الہٰ تو ملک کا مالک ہے جس کو تو چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہی ید قدرت میں بھلائی ہے کیونکہ تو ہر شئے پر قادر ہے''۔

تم بغیر انتظار کیے فوراً اس مخمصے سے نکل جاؤ اور اپنی قوم والوں کو بھی مدینہ سے خروج کی دعوت دو اور ان کو لے کر چلے آؤ۔

عمر بن محمد اور ابوعقیل کی مدینہ سے روانگی:

چنانچہ وہ مع عمر بن محمد بن عمر اور ابوعقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے مدینہ سے نکل گئے' انھوں نے افطس حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے' کہا مگر اس نے نہ مانا اور وہ محمد کے ہمراہ مدینہ میں جما رہا' محمد سے جب ان کے خروج کا ذکر کیا گیا اس نے تمام اونٹوں پر قبضہ کرلیا عمر بن محمد نے اس سے آ کر کہا کہ تم تو عدل کی دعوت دیتے ہو اور ظلم و غضب کے مٹانے کے لیے اٹھے ہو میرے اونٹوں نے کیا قصور کیا ہے جو ان کو پکڑا جا رہا ہے میں نے تو ان کو اس غرض سے تیار کیا ہے کہ ان پر سوار ہو کر حج کروں یا عمرہ ادا کروں' محمد نے وہ اونٹ اسے واپس دے دیئے اور یہ اسی شب مدینہ سے نکل کر چار یا پانچ منزل پر عیسیٰ سے جا ملے۔

ابوجعفر منصور کے عمائد مدینہ کے نام خطوط:

خود ابوجعفر نے متعدد خطوط قریش اور دوسرے عمائد کے نام لکھ کر عیسیٰ کو دے دیئے تھے اور ہدایت کردی تھی کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر یہ خطوط ان لوگوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ عیسیٰ نے اس ہدایت پر عمل کیا محمد کے پہرہ داروں نے قاصد اور خط گرفتار کیے ان میں ایک خط ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ بن معمر اور قریش کے دوسرے عمائد کے نام تھا محمد نے ابن عمر اور ابوبکر بن ابی سبرہ کے علاوہ ان سب لوگوں کو جن کے نام خط آئے تھے گرفتار کرکے ابن ہشام کے مکان واقع مصلیٰ میں قید کردیا۔

ایوب بن عمر کی روایت:

اس بیان کا ناقل ایوب بن عمر اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ محمد نے مجھے اور میرے بھائی کو گرفتار کرا کے اپنے پاس بلایا اور ہمیں تین تین سو کوڑے مارے گئے جب وہ مجھے مار رہا تھا اور وہ کہتا جاتا تھا کہ تو نے مجھے قتل کرنا چاہا تھا میں نے کہا میں نے اس وقت تم کو چھوڑ دیا تھا جب کہ تم پہاڑوں اور ان ہی خیموں میں چھپتے پھرتے تھے جب مدینہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا اور تمہاری حکومت پائیدار ہو گئی تو میں تمہاری حمایت میں کھڑا ہوا اب میں کس کے بھروسہ پر کھڑا ہوں اپنی طاقت کے بھروسہ پر اپنی دولت کے بھروسہ پر یا اپنے خاندان کے بل پر۔

اس کے بعد اس نے ہم کو قید کر دینے کا حکم دیا اور ہمیں بھاری بھاری بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنائی گئیں جن کا وزن اسی رطل تھا۔ محمد بن عجلان نے محمد سے جا کر کہا کہ میں نے ان دونوں شخصوں کو نہایت شدید مار ماری ہے اور ان کو اتنی بھاری بیڑیاں پہنا دی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے' عیسیٰ کے مدینہ میں داخل ہونے تک یہ دونوں قید رہے۔

محمد بن عبداللہ کی مجلس مشاورت:

عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم بیان کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ان دنوں ایک رات میں محمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے دوستوں سے کہا کہ مجھے مشورہ دو کہ آیا اس وقت خروج کروں یا یہیں ٹھہرا رہوں اس معاملہ پر اختلاف رائے ہونے لگا محمد نے میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے کہا اے ابوجعفر! تم اپنی رائے بیان کرو میں نے کہا کیا آپ اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ آپ اس شہر میں ہیں جہاں گھوڑے' سامان خوراک اور ہتھیار بہت ہی کم ہیں اور جہاں کے باشندے سب سے زیادہ کمزور واقع ہوئے ہیں محمد نے کہا بے شک میں اس حالت سے واقف ہوں میں نے کہا اور آپ اس بات سے واقف ہوں گے کہ آپ اس ملک کے مقابل ہیں جہاں کے باشندے بڑے کڑوے اور جہاں اسلحہ اور روپیہ کی افراط ہے' اس نے کہا ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ میں نے کہا ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت کو لے کر مصر چلے جائیں وہاں کوئی آپ کے معاملہ میں مخالفت نہ کرے گا اور وہاں سے پھر آپ اپنے حریف کا اسی ساز و سامان' اسلحہ اور آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کر سکیں گے جو وہ آپ کے مقابل میدان کارزار میں لائے گا۔ اس پر حنین بن عبداللہ نے بلند آواز سے کہا میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں' آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جائیں پھر اس نے محمد سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی ''میں نے اپنے تئیں ایک مضبوط زرہ پہنے ہوئے دیکھا اور اس کی تعبیر میں نے یہ لی ہے کہ وہ مضبوط زرہ مدینہ ہے''۔

محمد بن عبداللہ سے قیسی قبائل کی برہمی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد اہل مدینہ اور اس کے مضافات کے باشندے اس کے ساتھ ہو گئے' قبائل عرب میں سے جھینہ' مزینہ' سلیم بنو بکر' اسلم اور غفار بھی اس کے ساتھ تھے مگر محمد بنی جھینہ کو سب سے مقدم رکھتا تھا اسی وجہ سے قیسی قبائل برہم ہو گئے۔

جابر بن انس کی خندق بنانے کی مخالفت:

عبداللہ بن معروف جو اس ہنگامہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ تمام بنو سلیم اپنے سرداروں کے ساتھ محمد کے پاس آئے ان کے وکیل خطیب جابر بن انس الریاحی نے محمد سے کہا آپ کے ننھیالی رشتہ دار اور آپ کے ہمسایہ ہیں ہمارے پاس ہتھیار اور سواری

کے جانور کثرت سے ہیں۔ بدو اسلام میں تمام حجاز میں سب سے زیادہ رسالہ بنوسلیم ہی کا تھا اب بھی ہمارے پاس اس قدر سوار ہیں کہ اگر وہ کسی ایک عرب کے پاس ہوں تو تمام بدوی قبائل اس کے سامنے سرِتسلیم خم کر دیں آپ ہرگز خندق نہ بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اس وقت خندق بنائی جب اللہ نے اس کا انھیں حکم دیا اگر آپ خندق بنالیں گے تو یہ لوگ پوری طرح اپنی جنگی قابلیت کو بروئے کار نہ لاسکیں گے کیونکہ نہ پیدل سپاہ خندق میں بیٹھ کر اچھی طرح لڑسکتی ہے اور نہ رسالہ خندقوں کی درمیانی گلی کوچوں میں نقل وحرکت کرسکتا ہے۔ علاوہ بریں جس فوج کے مقابلے پر خندق ہوگی اس میں وہ لوگ ہیں جو خندقوں کی آڑ میں اچھی طرح لڑتے ہیں اور جن کے لیے خندق بنائی جائے گی ان کی آزاد نقل وحرکت میں خود وہی خندق رکاوٹیں ڈال دے گی۔

بنی شجاع کا جابر بن انس کی تجویز سے اختلاف:

اس پر بنی شجاع کے ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو خندق بنائی تھی تم یہ چاہتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے کو چھوڑ کر تمہارا مشورہ اختیار کیا جائے اس نے جواب دیا اے شجاع کے بیٹے! تم اور تمہاری جمعیت پر حریف کا مقابلہ سخت دوبھر ہے اس کے مقابلہ میں میری جمعیت اور خود میں ان سے لڑنے کو اس وقت سب سے زیادہ دل سے چاہتا ہوں اس لیے تمہاری رائے اس معاملہ میں کچھ مؤثر نہیں محمد نے کہا خندق کے معاملہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے پر عمل کیا ہے اور اس سے کوئی شخص مجھے ہٹا نہیں سکتا میں خندق کو ترک نہیں کرتا۔

مدینہ کے گرد خندق کی کھدائی:

جب محمد کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کی اس خندق کو جو حضور ﷺ نے جنگ احزاب میں بنائی تھی پھر کھودلیا۔ کھودنے کے وقت خود محمد سفید قبا پہنے اور کمر پیٹی لگائے اپنے تمام ساتھیوں کے جلوس کے ساتھ اس خندق پر آیا اس مقام پر پہنچ کر وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور سب سے پہلے خود اسی نے کھودنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی خندق کی ایک اینٹ اس سے برآمد کی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اس کے ساتھ سب جماعت نے تکبیر کہی' لوگوں نے اس سے کہا کہ آپ کو فتح کی بشارت مبارک ہو۔ یہی آپ کے دادا رسول اللہ ﷺ کی خندق ہے۔

محمد بن عبداللہ کا اپنی جماعت سے خطاب:

جب عیسیٰ مقام اعوص آ گیا تو مدینہ میں محمد نے منبر پر ایک تقریر کی اور اس میں حمد وثنا کے بعد کہا خدا کا اور تمہارا دشمن عیسیٰ بن موسیٰ اعوص آ گیا ہے حالانکہ دین کے قیام کا سب سے زیادہ حق مہاجرین اولین اور انصار کی اولاد کا ہے۔

عثمان بن محمد خالد الزبیری جسے ابوجعفر نے قتل کرا دیا تھا بیان کرتا ہے کہ محمد کے ساتھ پہلے تو ایسی زبردست جمعیت آمادۂ پیکار ہوگئی تھی کہ اس کی نظیر اس سے پہلے میری آنکھ سے نہیں گزری' میرا خیال ہے کہ اس وقت ہماری تعداد ایک لاکھ ہوگی عیسیٰ کے قریب آ جانے کے بعد محمد نے ہمارے سامنے ایک تقریر کی اور اس میں کہا کہ عیسیٰ بڑی زبردست فوج اور تمام ساز وسامان و اسلحہ کے ساتھ قریب آ گیا ہے میں اپنی بیعت کی ذمہ داری سے تم کو آزاد کرتا ہوں اب جس کا جی چاہے وہ میرے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے میرا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے اس اذن کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب لوگ کھسک گئے' اور ایک چھوٹی سی حقیر جماعت اس کے ساتھ رہ گئی۔

اہل مدینہ کی محمد بن عبداللہ سے علیحدگی:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ایک بہت بڑی جماعت اس کے ساتھ ہوگئی یہ ان سب کو لے کر ایک میدان میں آیا اور یہاں اس نے اس کا ساتھ دینے کے لیے ان سے سخت عہد و پیمان لیے مگر جب سنا کہ عیسیٰ اور حمید بن قحطبہ مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں اس نے منبر پر تقریر کی اور کہا کہ میں نے آپ سب کو لڑنے کے لیے اکٹھا کیا تھا اور صبر و ثبات کے لیے راسخ عہد و پیمان لیے تھے۔ اب یہ دشمن زبردست فوج کے ساتھ آپ کے قریب پہنچ گیا ہے۔ مدد صرف اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اسی کے ہاتھ میں ہر شے کی باگ ہے اب مجھے یہ مناسب معلوم ہوا کہ آپ لوگوں کو اجازت دے دوں اور عہود وعدوں سے بری الذمہ کر دوں اب جو چاہے وہ میرا ساتھ دے اور ٹھہرے اور جو چاہے چلا جائے' اس اجازت کے بعد ہزارہا آدمی مدینہ سے نکل گئے جب یہ عریض پہنچے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں انھیں رحبہ کے سامنے عیسیٰ بن موسیٰ کا مقدمۃ الجیش ملا ان کی پیدل سپاہ ایک ٹڈی دل معلوم ہوتا تھا ہم بغیر تعرض ان کے پہلو سے گزر گئے اور وہ ہمارے پہلو سے مدینہ کے رخ چلے گئے۔

مدینہ کے بہت سے لوگ اپنے اہل و عیال کو لے کر پہاڑوں کے غاروں اور دروں میں جا چھپے تھے محمد نے ابوالقلمس کو حکم دیا کہ وہ ان سب کو مدینہ لوٹا لائے' جس پر اس کی دسترس ہوسکی ان کو وہ واپس لے آیا مگر اکثر پر اس کا قابو نہ چل سکا اور اس نے بھی ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔

محمد بن عبداللہ اور غاخری:

غاخری کہتا ہے کہ محمد نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ کو ہتھیار دیتا ہوں' اور تو میرے ساتھ ہو کر لڑنا' میں نے کہا بہت اچھا اگر آپ مجھے نیزہ دیں گے تو میں اعوص ہی میں ان پر نیزہ چلاؤں گا اور اگر تلوار باندھیں گے تو جب وہ سفا میں ہوں گے تب ان پر ضرب لگاؤں گا' تھوڑی دیر کے بعد محمد نے مجھ سے کہلا بھیجا کہ اب کیا انتظار ہے' میں نے جواب دیا خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نزدیک تو یہ بات بالکل معمولی ہے کہ میں اس ہنگامہ میں مارا جاؤں اور مزے دوسرے لوٹیں اور اس وقت کہا جائے کہ چونکہ اس نے جنگ کی ابتداء کی تھی اس لیے اس کا خمیازہ بھی اسی کو بھگتنا پڑا۔ محمد نے کہا تم کو کیا ہوا ہے کیوں متردد ہو اہل شام' عراق اور خراسان نے میری حمایت میں علم سفید بلند کر دیا ہے میں نے کہا' جناب والا میں تو اس دنیا کو سفید مسکہ سمجھتا ہوں اور خود اپنے آپ کو دوات کی صوف میں پیچیدہ پاتا ہوں جب کہ عیسیٰ اعوص پہنچ چکا ہے مجھے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔

ابن الاصم کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

ابوجعفر نے عیسیٰ کے ہمراہ ابن الاصم کو بھیجا تھا اسی کے مشورہ سے فوج اپنی قیام گاہ اختیار کرتی تھی پہلے یہ آ کر مسجد رسول اللہ ﷺ سے ایک میل کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے مگر ابن الاصم نے کہا کہ یہاں پیدل سپاہ کے ساتھ رسالہ کوئی مؤثر کارروائی نہ کر سکے گا اور مجھے خوف ہے کہ وہ تمہاری صفوں میں شگاف پیدا کر کے تمہارے فرودگاہ میں گھس آئیں گے اس خطرے کا احساس کر کے وہ اس تمام فوج کو یہاں سے اٹھا کر جرف لے گیا جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ان کو سلیمان بن عبدالملک کے سقایہ کے پاس فروکش کیا اور کہنے لگا کہ پیدل سپاہ ایک ملے میں دو تین میل سے زیادہ آگے نہ بڑھنے پائے گی کہ رسالہ اسے آ لے گا۔

محمد بن ابی الکرام کا شجرہ میں قیام کا مشورہ:

محمد بن ابی الکرام کہتا ہے کہ جب عیسیٰ طرف القدوم پر فروکش ہوا اس نے آدھی رات کو مجھے بلا بھیجا میں نے اس وقت اسے بیٹھا ہوا پایا' پاس شمع روشن تھی اور روپیہ کا ڈھیر تھا مجھ سے کہا کہ مخبروں نے مجھے آ کر کہا ہے کہ محمد کی حالت سقیم ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ راہ گریز اختیار کرے گا اور اب سوائے مکے کی سمت کے اور کوئی رخ اس کے لیے کھلا ہوا نہیں ہے تم اپنے ساتھ پانچ سو پیدل سپاہی لو اور شاہ راہ عام کو چھوڑ کر مکے کی سمت جاؤ شجرہ پہنچ کر ٹھہرے رہو' پھر اس نے شمع کے سامنے ان کو عطا دی۔ میں ان کو لے کر روانہ ہوا بطحا ابن ازہر کے مقام بصرہ سے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے گزرا' ہمیں دیکھ کر اس مقام کے باشندے سہم گئے میں نے ان کو اطمینان دلایا کہ تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہم سے کوئی گزند نہ پہنچے گا میں محمد بن عبداللہ ہوں کچھ ستو ہوں تو لاؤ وہ لوگ ہمارے لیے ستو لائے ہم نے اسے پی لیا اور محمد کے قتل ہونے تک ہم وہیں قیام پذیر رہے۔

قاسم بن حسن کی سفارت:

مدینہ کے قریب پہنچ کر عیسیٰ نے قاسم بن حسن بن زید کو محمد کے پاس بھیجا تا کہ وہ اسے سمجھا بجھا کر اس مقابلہ سے باز رکھے اور محمد کو اطلاع دے کہ امیر المومنین ابوجعفر نے اسے اور اس کے اہل بیت کو امان دے دی ہے محمد نے قاسم سے کہا کہ اگر سفراء کو قتل نہ کیا جاتا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا' میں بچپن سے تجھے دیکھتا ہوں کہ جب دو فریق ایک صاحب خیر اور دوسرا شر پر ہوتا ہے تو ہمیشہ خیر کے مقابلہ میں شر کا ساتھ دیتا رہا ہے۔

محمد بن عبداللہ کی عیسیٰ کو بیعت کی دعوت:

نیز محمد نے عیسیٰ سے کہلا بھیجا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ حاصل ہے' میں تم کو کتاب اللہ کی اطاعت اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں' اور اللہ کے انتقام سے اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں تم خود میرے مقابلہ سے باز رہو میں خود اس فرض سے جو اللہ نے عائد کیا ہے دست بردار نہیں ہو سکتا تم اس شخص کے ہاتھوں جو اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے قتل ہونے سے ڈرو اور بچو ورنہ تم بہت برے مقتول ہو گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو اس کی ذمہ داری بھی تم پر بہت بڑی عائد ہو گی اور اس کا گناہ بھی بہت ہو گا۔ محمد نے یہ خط ابراہیم بن جعفر کے ہاتھ عیسیٰ کے پاس بھیجا ابراہیم نے اسے پہنچا دیا عیسیٰ نے اس سے کہا کہ تم اپنے صاحب سے جا کر کہہ دو کہ اب ہمارے درمیان سوائے جنگ کے اور کوئی صورت باعث تصفیہ نہیں رہی۔

ابن ابی الکرام کی سفارت:

ابراہیم بن محمد ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر اپنے باپ کی روایت کرتا ہے کہ جب عیسیٰ مدینہ کے قریب آ گیا اس نے مجھے محمد کے لیے امان کا عہد دے کر اس کے پاس بھیجا محمد نے کہا یہ بتاؤ کہ تم لوگ مجھ سے کیوں لڑتے ہو اور کیوں میرے خون کو حلال کرتے ہو میں تو خود لڑائی سے بھاگتا ہوں میں نے کہا کہ ہماری جماعت اب تم کو امان دیتی ہے اگر تم اسے قبول نہ کرو گے اور بغیر ان سے لڑے باز نہ رہو گے تو پھر ان کو بھی مجبوراً تم سے اسی بنا پر لڑنا پڑے گا جس بنا پر تمہارے اشرف ترین دادا علی رضی اللہ عنہ' طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی بیعت سے انحراف کر کے ان کی حکومت لینا چاہی اور خود ان کی جان کے خلاف جد و جہد کی تھی۔ جب میں نے ابوجعفر سے اس گفتگو کو نقل کیا تو انھوں نے کہا کہ اگر اس کے علاوہ تم اور کوئی بات اس

سے کہتے تو مجھے خوشی نہ ہوتی تم نے خوب کیا جو یہ کہہ دیا اب میں تم کو اس صلہ میں یہ انعام دیتا ہوں۔

ابراہیم بن جعفر بن مصعب:

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ جب ہم مدینہ آئے تو ابراہیم بن جعفر بن مصعب بطور طلیعہ ہمارے ہاں آیا اس نے ہمارے پورے پڑاؤ کا چکر لگایا اور پھر واپس چلا گیا اس کی اس جرأت سے ہم لوگ سخت مرعوب ہوئے یہاں تک کہ خود عیسیٰ اور حمید بھی اس کی اس دلیری پر تعجب کر کے کہنے لگے کہ صرف ایک شخص تن تنہا اپنی فوج کے لیے طلیعہ کی خدمت انجام دینے چلا آیا۔ جب یہ ہماری حد نظر کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ٹھہر گیا ہے حمید نے کہا ذرا دیکھو تو سہی کہ اس شخص پر کیا گذری مجھے اس کا گھوڑا وہیں کھڑا ہوا نظر آ رہا ہے اور وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ خود حمید نے اپنے دو شخص دریافت واقعہ کے لیے روانہ کیے انھوں نے جا کر دیکھا کہ گھوڑے کے ٹھوکر کھانے کی وجہ سے سوار اوندھے منہ گر پڑا ہے اور ایک تنور سے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ ان دونوں شخصوں نے اس کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کر لیا اور اس تنور کو بھی ہمارے پاس لے آئے' معلوم ہوا کہ یہ تنور مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا تھا اس میں طلائی کام تھا کہ اس جیسا پہلے دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا جرف میں قیام:

۱۲/ رمضان ۱۴۵ھ سنیچر کے دن عیسیٰ مقام جرف میں قصر سلیمان میں آ کر فروکش ہوا' یہ سنیچر' اتوار اور پیر کی صبح کو وہیں مقیم رہا البتہ پیر کے دن اس نے کوہ سلع پر چڑھ کر مدینہ کو اور وہاں آنے جانے والوں پر نظر کی پھر اس کے تمام ناکے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ سے بند کر دیئے' البتہ مسجد ابی الجراح کی سمت جو بطحان پر واقع ہے بھاگنے والوں کے لیے خاص چھوڑ دی محمد اہل مدینہ کے ساتھ مقابلہ کے لیے برآمد ہوا۔

محمد بن زید راوی ہے کہ ہم عیسیٰ کے ہمراہ مدینہ آئے اس نے تین دن جمعہ' سنیچر اور اتوار محمد کو جنگ سے باز رہنے کی دعوت دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی اہل مدینہ کو امان کی پیش کش:

زید مسمع کا مولیٰ راوی ہے کہ عیسیٰ نے جب پڑاؤ ڈال دیا وہ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جس کے گرد تقریباً پانچ سو سپاہی تھے اور اس کے آگے آگے ایک علم ساتھ چل رہا تھا' مدینہ کی سمت بڑھا' گھاٹی پر پہنچ کر وہ ٹھہر گیا اور اس نے اہل مدینہ کو خطاب کیا کہ اللہ نے ہمارا خون ایک دوسرے کے لیے حرام کر دیا ہے میں تم کو امان دیتا ہوں اسے قبول کر لو جو ہمارے علم کے نیچے آ جائے وہ مامون ہے جو اپنے گھر بیٹھ رہے گا' مامون ہے جو مسجد نبوی میں جا رہے گا' مامون ہے جو اپنے ہتھیار رکھ دے گا' مامون ہے جو مدینہ سے نکل جائے مامون ہے تم ہمارے اور ہمارے مدمقابل کے درمیان حائل مت ہو ہمیں اس سے نبٹ لینے دو اب چاہے ہمیں کامیابی ہو یا اسے اس کے جواب میں لوگوں نے اسے گالیاں دیں تیسرے دن وہ رسالہ اور پیدل سپاہ کی اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ مدینہ پر بڑھا کہ میں نے کبھی ایسی فوج نہیں دیکھی تھی ان کے پاس ہتھیار ساز و سامان کثرت سے اور بہت ہی عمدہ تھا تھوڑی ہی دیر میں وہ ہم پر چھا گیا اس نے پھر امان کی دعوت دی اور اپنی فرودگاہ کو واپس ہو گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی محمد بن عبداللہ کو امان کی پیشکش:

عثمان بن محمد بن خالد راوی ہے کہ ہمارا مقابلہ ہوا تو خود عیسیٰ نے بلند آواز سے کہا کہ اے محمد امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے

کہ جب تک میں تم کو امان کی دعوت نہ دے دوں تمہارے خلاف تلوار نہ اٹھاؤں لہٰذا تم کو تمہارے خاندان کو تمہاری اولاد کو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو میں امان پیش کرتا ہوں تم کو اس قدر رقم دی جائے گی' تمہارا قرضہ ہم ادا کریں گے اور دوسرے اور مراعات تمہارے ساتھ کی جائیں گی محمد نے کہا اس گفتگو کو ختم کرو اگر تم کو معلوم ہوتا کہ نہ کسی اندیشہ کی وجہ سے میں تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا اور نہ کسی طمع میں تمہارے پاس آؤں گا تو تم کبھی مجھ سے ایسی خواہش نہ کرتے' اب عام لڑائی شروع ہوگئی محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور میرا خیال ہے کہ اس دن اس نے ستر آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کیے۔

آل ابی طالب کی سفارت:

محمد بن زید راوی ہے کہ دوشنبہ کے دن عیسیٰ کوہ ذیاب پر کھڑا ہو گیا اس نے عبداللہ بن معاویہ کے ایک مولیٰ کو جو اس کے ہمراہ زرہ پوش دستہ کا سردار تھا بلایا اور کہا کہ اپنے دس زرہ پوش سپاہی لے کر آؤ وہ ان کو لے آیا پھر عیسیٰ نے ہم کو یعنی آل ابوطالب کو یہ حکم دیا کہ ہم میں سے دس آدمی اٹھ کھڑے ہوں چنانچہ ہمارے دس آدمی اس کے ساتھ جا کر کھڑے ہوئے ہمارے ساتھ محمد بن عمر بن علی کے دونوں بیٹے عبداللہ اور عمر تھے' محمد بن عبداللہ بن عقیل' قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اسمٰعیل بن عبداللہ جعفر تھے عیسیٰ نے اس جماعت کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے پاس جا کر اسے لڑائی سے باز رہنے کی دعوت دے اور امان دے۔ چنانچہ ہم اس مقصد کے لیے روانہ ہوئے اور سوق الحطابین آئے یہاں ہم نے ان کو دعوت دی انھوں نے ہم کو گالیاں دیں اور ہم پر تیر چلائے کہنے لگے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم تمہاری دعوت کی پرواہ نہیں کرتے۔

آل ابی طالب کی مراجعت:

قاسم بن الحسن بن زید نے ان سے کہا کہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں اور جو لوگ تمہارے سامنے موجود ہیں ان میں بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے ہیں ہم تم کو کتاب اللہ' سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتے ہیں نیز وعدہ کرتے ہیں کہ تمہارا جان و مال محفوظ رہے گا۔ اس پر انھوں نے پھر ہمیں گالیاں دیں اور تیر چلائے قاسم نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ یہ تیر اٹھاؤ' اس نے اٹھا کر قاسم کو دیا قاسم اسے اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے عیسیٰ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اب کیا انتظار ہے یہ دیکھو انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے اب عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ کو سو آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلہ پر بھیجا۔

مدینہ منورہ کی ناکہ بندی:

دوسرا بیان' قاسم بن حسن جس کے ہمراہ آل ابی طالب میں سے ایک اور شخص تھا وداع کی چوٹی پر کھڑا ہوا اور اس نے محمد کے سامنے عہد امان پیش کیا محمد نے ان کو گالیاں دیں یہ دونوں پلٹ گئے' مدینہ پہنچ کر عیسیٰ نے اپنے سپہ سالاروں کو مختلف مقامات پر متعین کر دیا تھا۔ ہزار مرد کو ابن ابی الصعبہ کے حمام کے پاس متعین کیا تھا' کثیر بن حصین کو ابن افلح کے اس مکان کے پاس مقرر کیا تھا جو بقیع الغرقد میں واقع تھا محمد بن ابی العباس کو بنی سلمہ کے دروازے پر متعین کیا اسی طرح اس نے اپنے تمام سرداروں کو مدینہ کے تمام ناکوں پر متعین کر دیا تھا خود عیسیٰ اپنی فوج کے ساتھ گھاٹی کی چوٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔

اہل مدینہ کی عیسیٰ بن موسیٰ پر تیراندازی:

اہل مدینہ نے یہاں اس پر تیر چلائے اور گوپھنوں سے تیر پھینکے۔ مسجد کے پردوں سے محمد نے اپنی فوج کے لیے زرہیں بنوائی

تھیں‘ مسجد نبوی کے شامیانوں کو کاٹ کر محمد نے اپنی فوج کے لبادے بنوا دیئے‘ جہینہ کے دو شخص لڑائی میں شریک ہونے اس کے پاس آئے ان میں سے ایک کو اس نے ایک لبادہ دے دیا اور دوسرے کو نہیں دیا جسے لبادہ ملا تھا‘ وہ جنگ میں شریک ہوا اور دوسرا علیحدہ رہا معرکہ جنگ میں ایک تیر آ کر اس لبادہ پوش کو لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا اس کے دوسرے ساتھی نے اس پر یہ شعر پڑھا:

یا رب لا تجعلنی کمن خان و باع باقی عیشه بخفتان

ترجمہ: ''اے میرے رب! تو مجھے ایسا نہ کرنا جو ہلاک ہو گیا اور اس نے اپنی بقیہ زندگی ایک لبادے کی خاطر بیچ دی''۔

محمد بن عبداللہ کو ایک تمیمی کا پیغام:

اسمٰعیل بن ابی عمر راوی ہے کہ میں بنی غفار کی خندق پر کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک شخص گھوڑے پر سوار جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آتی تھیں سامنے سے آیا اور کہا امان دو لوگوں نے اسے امان دی‘ وہ ہمارے بالکل قریب آ کر ہم میں مل گیا اور کہنے لگا کون شخص محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دے گا۔ میں نے کہا میں اس کے لیے موجود ہوں اب اس نے اپنا چہرہ نمایاں کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سن رسیدہ آدمی ہے جس نے داڑھی پر خضاب کر رکھا ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم محمد کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ فلاں تمیمی نے جو کہ کوہ جہینہ میں چٹان کے نیچے تمہارا جلیس تھا یہ کہا ہے کہ رات ہونے تک تم صبر کرنا اور مقابلہ پر جمے رہنا اس کے بعد تم کو فتح ہوگی کیونکہ فوج کا اکثر حصہ تمہارے ساتھ ہے۔

صبح باہر نکلنے سے قبل دوشنبہ کے دن جس روز کہ وہ قتل ہوا میں محمد کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ سفید شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک شخص اس شہد کی ایک کپی اس کے سامنے رکھی ہے اور اسے وسط سے کاٹ دیا گیا ہے ایک دوسرا آدمی اس کے پیٹھ پر گات باندھ رہا ہے میں نے وہ پیام اسے پہنچا دیا۔ اس نے کہا تم اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے میں نے کہا میرے دونوں بھائی آپ کے قبضہ میں ہیں اس نے کہا جہاں وہ ہیں وہ جگہ ان کے لیے مناسب ہے۔

عثمان بن خالد کی علمبرداری:

محمد بن عثمان بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میرے باپ محمد کے علمبردار تھے مگر ان کے بجائے میں علمبرداری کرتا تھا۔

عیسیٰ کہتا ہے افسطس حسن بن علی بن حسین کے پاس ایک زرد علم تھا جس میں سانپ کی تصویر تھی اس طرح آل علی رضی اللہ عنہ میں سے جو جو شخص اس کے ساتھ تھا اس کے پاس علیحدہ علیحدہ نشان تھے اور ہر ایک کا شعار جنگ بھی جدا جدا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار جنگ بھی ایسا ہی تھا۔

محمد بن عبداللہ کی جماعت کی تعداد:

عبدالحمید بن جعفر بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کے مقابلہ میں ہماری تعداد وہی تھی جو اہل بدر کی مشرکین کے مقابلہ میں تھی۔ ہماری تعداد تین سو سے کچھ اوپر تھی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا لشکر:

عیسیٰ بن موسیٰ ۱۰۳ھ میں پیدا ہوا تھا محمد اور ابراہیم کے مقابلے میں جب وہ نبرد آزما ہوا اس وقت اس کی عمر تینتالیس سال تھی‘ اس کے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ‘ میمنہ پر محمد امیر المومنین ابو العباس کا لڑکا‘ میسرہ پر داؤد بن کراز الخراسانی اور ساقہ لشکر پر ہیثم بن

شعبہ متعین تھے۔

ابوالقلمس اور برادر اسد بن المرزبان کا مقابلہ:

سوق خطابین میں ابوالقلمس محمد بن عثمان کا مقابلہ اسد بن المرزبان کے بھائی سے ہوگیا دونوں تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور دونوں کی تلواریں ٹوٹ گئیں پھر یہ اپنی اپنی جگہ پلٹ گئے' اسد کے بھائی نے ایک اور تلوار لے لی اور ابوالقلمس نے ایک پایہ اٹھالیا اسے اپنی زین کے ہرنے پر رکھ کر اسے اپنی زرہ سے چھپالیا اب پھر دونوں لڑنے کے لیے معرکہ میں آئے قریب ہوتے ہی ابوالقلمس نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہوکر اس پایہ سے اس کے سینہ پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اس نے اتر کر اس کا سر کاٹ دیا۔

قاسم بن وائل کی مبارزت:

محمد کے طرفداروں میں سے ایک شخص آل زبیر کا مولیٰ قاسم بن وائل میدان جنگ میں نکل کر مبارزت کا خواست گار ہوا اس کے مقابلہ کے لیے فریق ثانی کی طرف سے ایک ایسا وجیہ اور شاندار آدمی جو اس قدر مسلح تھا کہ دیکھنے میں نہیں آیا مقابلہ کے لیے برآمد ہوا ابن وائل اس کو دیکھ کر بغیر مقابلہ پلٹ گیا۔ اس واقعہ کا محمد کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور وہ مرغوب ہوگئی ابوالقلمس نے اس رنگ کو دیکھ کر کہا اللہ سفہا کے سردار کا برا کرے کہ اس نے ایسے شخص کو یوں ہی چھوڑ دیا جس سے وہ ہمارے مقابلہ میں اپنی دیدہ دلیری ظاہر کر رہا ہے اگر یہ شخص (اہل وائل) اس کے مقابلہ کے لیے بڑھتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسا ثابت نہ ہوتا جیسا کہ ظاہر میں نظر آ رہا ہے پھر خود ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر بڑھا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ابوالقلمس اور ہزار مرد کا مقابلہ:

از ہر بن سعید بن نافع راوی ہے کہ اس روز قاسم بن وائل خندق سے نکل کر مبارزت کا خواہاں ہوا اس کے مقابلہ میں ہزار مرد نکل کر آیا قاسم اسے دیکھ کر ڈر گیا اور پلٹ آیا اب ابوالقلمس اس کے مقابلہ پر نکلا اور کہنے لگا' آج تلوار کی بہار دیکھنا ہے پھر اس نے ہزار مرد کے شانے پر ایک ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا ابوالقلمس کہنے لگا ''یہ لے میں فاروق رضی اللہ عنہ کا پوتا ہوں اس پر عیسیٰ کی فوج کے ایک شخص نے کہا تو نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ہزار فاروقوں سے بڑھ کر تھا''۔

مسعود کا بیان:

مسعود الرحال کہتا ہے محمد کے قتل کے دن میں مدینہ میں موجود تھا میں کوہ سلع پر چڑھ کر زیت کے پتھروں کے پاس ان کو دیکھ رہا تھا میں نے دیکھا کہ عیسیٰ کی فوج کا ایک شخص جو سر سے پاؤں تک فولاد میں ڈھکا ہوا تھا اور جس کی صرف دونوں آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ گھوڑے پر سوار اپنی صف سے علیحدہ ہوکر دونوں صفوں کے درمیان آ کر کھڑا ہوا اور اس نے مبارزت طلب کی محمد کی فوج میں ایک شخص اس کے مقابلہ پر نکلا وہ سفید قبا پہنے تھا جس کی آستینیں بھی سفید تھیں اور وہ پیادہ تھا اس نے اس سوار سے تھوڑی دیر کچھ باتیں کیں میرا یہ خیال ہے کہ اس نے اسے بھی پیدل ہو جانے کے لیے کہا ہوگا تا کہ دونوں برابر ہوسکیں وہ شہسوار اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب دونوں لڑنے لگے محمد کے طرف دار نے اس کے فولادی خود پر جو اس کے سر پر تھا ایسی ضرب لگائی کہ وہ چکر کھا کر اپنے چوتڑ کے بل بے حس وحرکت بیٹھ گیا اس نے اس کا خود سر سے اتار کر اس کے سر پر ایک ہی وار ایسا لگایا کہ وہ مر گیا اس کے بعد یہ شخص

اپنی فوج میں واپس چلا گیا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک دوسرا شخص عیسیٰ کی فوج میں سے ایسا قوی ہیکل وہیبت نکل کر آیا جیسا کہ اس کا پیش رو تھا اس کے مقابلہ پر محمد کی طرف سے وہی شخص آیا جو پہلے لڑنے آ چکا تھا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی کیا جو پہلے کے ساتھ کر چکا تھا اور اسے قتل کر کے پھر اپنی صف میں چلا گیا اس کے بعد تیسرا شخص مبارزت کے لیے نکلا محمد کے آدمی نے اس کا کام بھی تمام کیا اور جب یہ تیسرے کو قتل کر کے اپنی صف میں جانے لگا تو عیسیٰ کی فوج کے بہت سے آدمی اس پر ٹوٹ پڑے اس پر تیر چلائے جس سے وہ ذرا سا ٹھٹکا مگر پھر تیزی سے وہ اپنے دوستوں کے پاس جانے لگا مگر ان تک پہنچنے نہ پایا کہ زخمی ہو کر گرا اور بہت سے حملہ آوروں نے اسے اس کے ساتھیوں کے سامنے قتل کر دیا۔

حمید بن قحطبہ کی پیش قدمی:

محمد بن زید راوی ہے کہ جب ہم نے عیسیٰ سے جا کر بیان کیا کہ اہل مدینہ نے ہم پر تیر چلائے اس نے حمید بن قحطبہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ حمید سو آدمیوں کے ہمراہ جو سب پیدل تھے اور جن کے ساتھ تیر اور ڈھالیں تھیں آگے بڑھا یہ دھاوا کر کے اس دیوار تک پہنچ گئے جو محمد کی خندق کے سامنے قائم تھی اور جس پر اس کے کچھ آدمی متعین تھے حملہ آوروں نے مدافعین کو اس دیوار سے بے دخل کر دیا اور خود اس کے پاس ٹھہر گئے۔ حمید نے عیسیٰ سے اس دیوار کو گرا دینے کا مطالبہ کیا اس نے مزدور بھیج دیئے اور انھوں نے اسے منہدم کر دیا اور اب حملہ آور خندق تک پہنچ گئے۔ عیسیٰ نے خندق کے عرض کے برابر پھاٹک بھیج دیئے جن کو اس پر رکھ کر عبور کیا گیا اور اس طرح حملہ آور مدافعین کے عقب میں جا پہنچے اور یہاں صبح تڑکے سے عصر کے وقت تک نہایت ہی خونریز جنگ ہوتی رہی۔

بنی جہینہ کی شجاعت:

محمد بن عمر بیان کرتا ہے عیسیٰ نے آ کر اپنی فوجوں سے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ محمد بن عبداللہ اپنے تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا کئی روز شدید لڑائی ہوئی' جہینہ کے بعض لوگ جن میں بنی شجاع تھے نہایت صبر و ثبات کے ساتھ محمد کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے اور سب کے سب مارے گئے حالانکہ ان کو مقابلہ سے ہٹ جانے کی اجازت حاصل تھی۔

پہلا سلسلہ بیان: عیسیٰ کے حکم سے اونٹوں کی لادیاں خندق میں ڈالی گئیں پھر اس نے سعد بن مسعود کے اس مکان کے جو ثنیہ میں واقع تھا دو پھاٹک خندق پر رکھوائے ان پر سے رسالہ گزر کر آگے بڑھا پھر خشرم کے گوداموں کے پاس فریقین عصر تک لڑتے رہے۔

ظہر سے پہلے محمد میدان جنگ سے قصر مروان میں واپس آیا اس نے غسل کیا خوشبو لگائی اور اب پھر مقابلہ کے لیے نکلا۔

عبداللہ بن جعفر کا محمد بن عبداللہ کو مکہ جانے کا مشورہ:

عبداللہ بن جعفر راوی ہے کہ میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں آپ میں ان کے مقابلے کی اب طاقت نہیں ہے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی ایسا نہیں جو صداقت کے ساتھ آپ کی حمایت میں نبرد آزما ہو مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت مدینہ سے چلے جائیں اور حسن بن معاویہ سے مکے میں جا ملیں' کیونکہ آپ کے طرف داروں کا بیشتر حصہ اس کے ساتھ مکے میں موجود ہے' اس نے کہا اے ابوجعفر اگر میں اس وقت یہاں سے نکل جاؤں تو تمام مدینہ والے قتل کر دیئے جائیں گے اب میں جب تک کہ دشمن کو قتل نہ کر دوں گا یا خود قتل نہ ہو جاؤں گا واپس نہیں آؤں گا۔ البتہ تم کو میری طرف سے بخوشی اجازت

ہے کہ جہاں چاہو چلے جاؤ میں ان کے ساتھ نکلا جب وہ ابن مسعود کے اس مکان پر آئے جو بازار میں واقع تھا تو میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور زبائین کا راستہ لیا وہ ثنیہ چلا گیا اس کے ساتھی تیروں سے ہلاک کر دیئے گئے اب عصر کا وقت آ گیا اس نے نماز پڑھی۔

ریاح بن عثمان کا قتل:

ابراہیم بن محمد کہتا ہے کہ میں نے محمد کو بنی سعد کے مکانات کے درمیان دیکھا وہ ایک بوسیدہ جبہ پہنے گھوڑے پر سوار تھا' ابن خضیر اس کے پہلو میں موجود تھا وہ محمد کو خدا کا واسطہ دے رہا تھا کہ وہ بصرہ یا کسی اور جگہ چلا جائے محمد اس کے جواب میں کہہ رہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگوں کو دومرتبہ ہلاک ہونا پڑے تم کو کامل آزادی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ ابن خضیر نے کہا کہ بھلا تم کو چھوڑ کر اب میں کہاں جاؤں اس گفتگو کے بعد ابن خضیر نے جا کر دفتر جلا دیا ریاح کو قتل کر دیا اور پھر ثنیہ میں محمد کے پاس آ گیا اور مارا گیا۔

محمد بن عمر کا ابن خضیر کے متعلق بیان:

محمد بن عمر راوی ہے کہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ایک شخص ابن خضیر بھی تھا جس دن کہ محمد مارا گیا اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کے ساتھیوں میں خلل واقع ہو گیا ہے اور تلوار نے ان کا صفایا کر دیا ہے اس نے محمد سے مدینہ جانے کی اجازت لی محمد نے اسے اجازت دے دی مگر اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ کیوں جا رہا ہے اس نے ریاح بن عثمان بن حیان المری اور اس کے بھائی کو زبردستی جیل میں گھس کر ذبح کر دیا واپس آ کر محمد کو اس کی اطلاع دی پھر آگے بڑھ کر حریف سے لڑا اور اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عباس بن عثمان کا قتل:

(روایت سابقہ کے سلسلہ میں) ابن خضیر نے واپس جا کر ریاح اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کر دیا۔ حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن خضیر نے ریاح کو ذبح کر ڈالا مگر اس کا سرتن سے جدا نہیں کیا بلکہ دیوار سے ٹکرا ٹکرا کر کے اسے مار ڈالا نیز اس نے ریاح کے بھائی عباس کو بھی قتل کر دیا۔ چونکہ یہ ایک نہایت شریف اور نیک چلن شخص تھا اس وجہ سے اس کے قتل کو لوگوں نے اچھا نہیں سمجھا ان سے فارغ ہو کر ابن خضیر' ابن القسری کی طرف چلا جو ابن ہشام کے مکان میں مقید تھا مگر اسے ابن خضیر کے آنے کی اطلاع مل چکی تھی اس نے گھر کے دونوں دروازے مسدود کر لیے ابن خضیر نے ان کے کھولنے کی بہت کوشش کی مگر چونکہ تمام قیدی ان کی مدافعت میں لگ گئے اس وجہ سے ابن خضیر کا ان لوگوں پر قابو نہ چل سکا اب وہ محمد کے پاس واپس گیا اس کے سامنے لڑا اور مارا گیا۔

ریحہ بنت ابی الشاکر کی محمد بن عبداللہ سے درخواست:

جب عصر کا وقت آیا محمد نے نماز عصر بنی الدیل کی مسجد میں جو ثنیہ میں واقع تھی پڑھی سلام کے بعد پانی مانگا ریحہ بنت ابی الشاکر القرشیہ نے اسے پانی پلایا اور عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں آپ اپنی جان بچا کر چلے جائیں اس نے جواب دیا اگر میں ایسا کروں تو سارا مدینہ بے چراغ ہو جائے گا ایک مرغ کی آواز بھی سنائی نہ دے گی' محمد اس مسجد سے پھر میدان جنگ چلا گیا جب یہ کوہ سلع کے نالے کے بطن میں پہنچا اس نے گھوڑے سے اتر کر اس کی کونچیں کاٹ دیں بنو شجاع نے بھی اپنے اپنے جانوروں کی

کونچیں کاٹ دیں۔ نیز سب نے اپنے نیام توڑ ڈالے۔ (اس بیان کا ناقل مسکین کہتا ہے کہ میں اس زمانے میں نوعمر لڑکا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ ان نیاموں میں جو قیمتی دھاتیں لگی ہوئی تھیں تقریباً تین سو درہم کی مالیت کی میں نے جمع کر کے اٹھالیں)

محمد بن عبداللہ کی استقامت:

اب محمد نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک تم نے میری بیعت کی ہے میں قتل ہوئے بغیر یہاں سے نہیں ہٹوں گا میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں جس کا جی چاہے میدان کارزار سے چلا جائے پھر ابن خضیر سے پوچھا کیا تم نے دفتر جلا دیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اس خوف سے کہ مبادا ہمارے دشمن کا اس پر قبضہ ہو جائے محمد نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

ازہر اپنے دو بھائیوں کا بیان نقل کرتا ہے ہم نے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین مرتبہ پسپا کر دیا اور ہم ایک مرتبہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹے جب ایک مرتبہ ہم نے اپنے حریف کو پسپا کر دیا تو ہم نے یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے سنا افسوس ہے کہ محمد کے پاس فوج نہ ہوئی ورنہ اسے ضرور فتح ہو جاتی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ:

عیسیٰ ناقل ہے جو لوگ محمد کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے ان میں عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر ؓ بھی تھا محمد نے اپنے آدمی بھیج کر اسے پکڑ بلوایا اس پر شہر کے لڑکے اس پر آوازے کسنے لگے اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ مجھے تمام عمر میں ایسی اذیت کبھی نہیں ہوئی جیسا کہ ان لڑکوں کے میرا مذاق اڑانے سے ہوئی۔

ہشام بن عمارہ کی محمد بن عبداللہ سے گفتگو:

ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الجبار کا ایک مولیٰ ناقل ہے ہم محمد کے ہمراہ تھے ہشام نے آگے بڑھ کر جب کہ میں اس کے ساتھ تھا محمد سے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تم گواہ رہو میرا یہ غلام آزاد ہے اگر میں کبھی بھاگوں' مگر یہ کہ تم قتل ہو جاؤ یا خود میں مارا جاؤں یا یہ کہ ہمیں ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے۔ میں اس وقت اس کے ساتھ تھا ایک تیر اس کی ڈھال کے دو ٹکڑے کر کے اس کی زرہ میں پیوست ہو گیا اس نے مجھے مڑ کر دیکھا اور آواز دی' میں نے کہا حاضر ہوں اس نے کہا بھلا کبھی تیر کی یہ توڑ تم نے دیکھی ہے۔ اب بتاؤ تم کو میری جان عزیز ہے یا خود تم' میں نے کہا آپ کی جان زیادہ عزیز ہے اس نے کہا تو اچھا تم خدا کے لیے آزاد کیے جاتے ہو یہ کہہ کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

جہینہ کے بدوؤں کا کوہ سلع سے فرار:

محمد بن عبدالواحد بن عبداللہ بن ابی فروہ ناقل ہے میں کوہ سلع پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا اس پہاڑ پر جہینہ کے بدو بھی تھے اتنے میں ایک شخص ایک نیزہ لیے ہوئے جس پر کسی کا سر آویزاں تھا پہاڑ پر چڑھ کر ہماری طرف آیا اس سر کے ساتھ حلقوم کلیجی اور آنتیں بھی لپٹی ہوئی تھیں اس منظر کو دیکھ کر مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی بدوی اسے شگون بد سمجھ کر خوف زدہ ہو کر بھاگے اور پہاڑ سے اتر کر میدان میں چلے گئے وہ شخص اس نیزے کو لیے ہوئے پہاڑ پر چڑھا اور اپنے ساتھیوں کو سنانے کے لیے اس نے پہاڑ پر سے فارسی میں کہا ''کوہیاں'' یہ سنتے ہی اس کی جمعیت والے چڑھ کر اس کے پاس آ گئے سلع کی چوٹی پر چڑھ کر انھوں نے اسی نیزہ پر ایک سیاہ علم لگا کر اسے بلند کیا اور اب وہ سب مدینہ کی طرف اتر کر اس میں درآئے۔

مسجد نبوی پر سیاہ علم:

دوسری طرف سے اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جو عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی ایک سیاہ اوڑھنی مسجد نبوی کے منارے پر بطور علم کے بلند کرادی اسے دیکھ کر محمد کے ساتھیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دشمن مدینہ میں گھس گیا یہ کہتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب محمد کو معلوم ہوا کہ دشمن کوہ سلع کی سمت سے مدینہ میں داخل ہوگیا ہے اس نے کہا ہر قوم کا پہاڑ اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہمارا پہاڑ ایسا ہے کہ ہمیشہ اس سمت سے دشمن نے ہم پر یلغار کیا ہے۔

بعض معتبر لوگوں نے بیان کیا ہے کہ غفاریوں کے خاندان ابوعمرو نے بنی غفار میں سے مسعودہ جماعت کے لیے راستہ کھول دیا اسی راستے سے یہ لوگ محمد کے طرف داروں کے عقب میں پہنچ گئے۔

محمد بن عبداللہ کی حمید بن قحطبہ کو مقابلہ کی دعوت:

عبدالعزیز بن عمران ناقل ہے اس روز محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا اگر ایسے ہی بہادر ہو اور اپنی بہادری خراسانیوں پر جتاتے ہو تو میرے مقابلہ پر آؤ میں محمد بن عبداللہ ہوں' حمید نے کہا میں نے آپ کو پہچانا آپ کریم ابن کریم' شریف ابن شریف ہیں۔ اے ابوعبداللہ بخدا! میں ہرگز اس وقت تک تمہارے مقابلہ پر نہ آؤں گا جب تک کہ ان اراذل و انفار کا صفایا نہ کرلوں گا جو میرے سامنے موجود ہیں اور جن میں صرف ایک ہی انسان ہے ان کے بعد میں ضرور آپ کے مقابلہ پر آؤں گا۔

ابن خضیر کی شجاعت و خاتمہ:

جس روز محمد قتل ہوا ابن خضیر اس کے ہمراہ تھا ابن قحطبہ نے اسے امان کی دعوت دی اور بہت کچھ موت سے ڈرا کر سلامتی جان کی ترغیب دی مگر اس نے ایک نہ سنی رجز پڑھتا ہوا پیادہ حریف پر حملے کرتا رہا۔ بڑھتے ہوئے یہ دشمن کی بڑی فوج میں گھس پڑا وہاں کسی نے اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ جوڑ سے کھل گیا یہ اپنی فوج میں پلٹ آیا ایک کپڑا پھاڑ کر اس کی پٹیاں اس کٹے ہوئے حصہ کو سنبھالنے کے لیے اپنی پشت پر باندھیں اور پھر لڑنے آیا اس مرتبہ کسی نے اس کی بھویں پر تلوار ماری جو اس کی آنکھ میں پیوست ہوگئی اس صدمہ سے وہ گر پڑا اب بہت سے لوگوں نے نرغہ کر کے اس کا سر کاٹ لیا اس کے قتل کے بعد محمد گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی کی لاش پر کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ابن خضیر کے سر کی کیفیت:

خراسانیوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ ابن خضیر کو دیکھتے تو ایک دوسرے کو سنانے کے لیے پکارتے خضیر آمد خضیر آمد' اور سب کے سب اس کے سنتے ہی مقابلہ سے ہٹ جاتے۔

ماہان بن بخت قحطبہ کا مولی کہتا ہے ابن خضیر کا سر ہمارے پاس لایا گیا اس پر اتنے زخم تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اٹھایا نہیں جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ بیگن ہے جو بیچ میں سے شق ہوگیا ہے سنبھالنے کے لیے سر کی ہڈیاں جوڑنا پڑتی تھیں۔

محمد بن عبداللہ پر حمید بن قحطبہ کا حملہ:

مسجد کے منارہ پر علم سیاہ دیکھ کر محمد کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے حمید نے اشجع کی گلی سے نکل کر

بے خبری میں اچانک محمد کو قتل کر دیا اس کا سر کاٹ کر عیسیٰ کے پاس لایا حمید نے محمد کے ساتھ اور سب لوگوں کو قتل کر دیا۔

مسعود الرحال بیان کرتا ہے کہ اس دن میں نے خود محمد کو نہایت ہی شدید لڑائی لڑتے ہوئے دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اس کے بائیں کان کی لو کے نیچے تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اسی وقت بہت سے آدمیوں نے ایک دم اس پر حملہ کر دیا مگر حمید نے ڈانٹ بتائی کہ اسے قتل مت کرو اس پر وہ لوگ رک گئے پھر خود حمید نے آ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔

حارث بن اسحق ناقل ہے کہ جب محمد اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا تو اس وقت بھی اس نے اپنی مدافعت جاری رکھی وہ کہتا جاتا تھا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے میں تمہارے نبی کا مظلوم اور مجروح فرزند ہوں۔

عبداللہ بن جعفر بیان کرتا ہے ابن قحطبہ نے اس کے سینہ پر نیزہ مارا محمد گر پڑا ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر اس کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آیا۔

محمد بن عبداللہ کی شجاعت:

ابوالحجاج المنقری بیان کرتا ہے میں نے اس روز محمد کو دیکھا تھا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی جو حالت بیان کی گئی ہے اس وقت محمد کی وہی حالت تھی وہ گاجر مولی کی طرح انسانوں کو کاٹ رہا تھا جو شخص اس کے قریب پہنچا محمد نے اسے قتل کر دیا اس کے پاس صرف ایک تلوار تھی مگر اس کی کاٹ اس بلا کی تھی کہ کسی چیز کو نہیں چھوڑتی تھی ایک سرخ رنگ کنجی آنکھ والے شخص نے اس کے تیر مارا اس کے بعد رسالہ کی زبردست جمعیت ہم پر آ پڑی محمد دیوار کے پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ اس سے دور ہٹ گئے جب اس نے محسوس کیا کہ اب موت سے مفر نہیں رہا اس نے اپنی تلوار پر زور ڈال کر اسے توڑ ڈالا۔

رسول اللہ ﷺ کی شمشیر ذوالفقار:

اس بیان کا آخری راوی محمد بن اسمٰعیل کہتا ہے کہ میں نے اپنے دادا سے یہ سنا کہ محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی۔

عمرو بن المتوکل جس کی ماں فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کی خادمہ تھیں بیان کرتا ہے کہ اس دن محمد کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلوار ذوالفقار تھی جب اس نے دیکھا کہ اب موت سر پر آ گئی ہے اس نے وہ تلوار ایک تاجر کو جو اس کے ہمراہ تھا اور جس کے چار سو دینار محمد پر قرض تھے دے دی اور کہا کہ یہ تلوار اس رقم کے عوض میں قبول کرو آل ابی طالب کے جس شخص کے پاس تم اس تلوار کو لے جاؤ گے وہ اسے لے لے گا اور تمہاری رقم ادا کر دے گا چنانچہ جعفر بن سلیمان کے مدینہ کا والی مقرر ہونے تک وہ تلوار اسی تاجر کے پاس تھی جب جعفر کو اس کی خبر ملی اس نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس تلوار کو لے کر چار سو دینار اسے دے دیئے مہدی کے برسر اقتدار آنے اور جعفر کے مدینہ کا والی ہونے تک وہ تلوار جعفر بن سلیمان کے پاس رہی۔ جب جعفر کو اس کا پتہ چلا اس نے اسے لے لیا پھر وہ موسیٰ کے پاس پہنچی۔ موسیٰ نے اسے ایک شے پر آزمایا اور وہ تلوار ٹوٹ گئی۔

عبدالملک بن قریب الاصمعی کہتا ہے ایک مرتبہ طوس میں میں نے امیر المومنین رشید کو ایک تلوار باندھے دیکھا انھوں نے مجھ سے کہا اصمعی میں تم کو ذوالفقار دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے ضرور مجھے اس کی زیارت کرائیے' انھوں نے کہا یہ میری تلوار نیام سے نکالو۔ جب میں نے اسے نکالا تو اس میں اٹھارہ دندانے پڑے دیکھے۔

فضل بن سلیمان کی حملہ میں پہل کی ترغیب:

فضل بن سلیمان النمیری کا بھائی کہتا ہے ہم محمد کے ساتھ تھے چالیس ہزار فوج نے ہم کو آ کر گھیر لیا' ان کی تعداد اور اسلحہ سے ہمارے گرد کی زمین سیاہ نظر آتی تھی میں نے محمد سے کہا اگر آپ ان پر حملہ کریں تو ان کی ترتیب درہم برہم ہو جائے گی اور ان میں رخنہ پڑ جائے گا۔ محمد نے کہا امیر المومنین خود حملہ آور نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر وہ خود حملہ کر دے تو پھر کیا رہ جائے' ہم نے بار بار اسی بات کا اصرار کیا چنانچہ اس نے حملہ کیا وہ ساری فوج اس پر پلٹ پڑی اور اس کو قتل کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی پیشین گوئی:

عبداللہ بن عامر ناقل ہے کہ میں محمد کے ساتھ عیسیٰ کے مقابلہ میں لڑ رہا تھا اتنے میں ایک بادل ہم پر محیط ہوا محمد نے مجھ سے کہا اگر یہ بادل برسا تو ہمیں فتح ہوگی اور اگر یہ بے برسے نکل گیا تو میں قتل کر دیا جاؤں گا اور زیت کے چٹانوں پر تم میرا خون پڑا ہوا دیکھو گے۔ دیکھتے دیکھتے وہ بادل ہم پر ایسا چھا گیا کہ میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور برسے گا مگر وہ بغیر برسے گزر گیا اور عیسیٰ اور اس کی فوج پر جا برسا اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے محمد کو زیت کی چٹانوں کے پاس مقتول دیکھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور حمید بن قحطبہ میں تلخ کلامی:

عصر کے وقت عیسیٰ نے حمید بن قحطبہ سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شخص کے معاملہ میں دیدہ ودانستہ دیر لگا رہے ہو' حمزہ بن مالک کو اس سے لڑنے پر مقرر کر دو حمید نے برہم ہو کر کہا' آپ یہ کیا فرماتے ہیں بخدا! اگر آپ نے یہ بغاوت کی ہوتی تو میں آپ کو بھی نہ چھوڑتا اب جب کہ میں نے سینکڑوں آدمیوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور فتح سامنے ہے آپ مجھے یہ ہدایت کرتے ہیں یہ کہہ کر اس نے جنگ میں بہت زیادہ جدوجہد شروع کر دی یہاں تک کہ محمد قتل کر دیا گیا۔

محمد بن عبداللہ کا خاتمہ:

اس جنگ میں حمید رسالہ کا سپہ سالار تھا عیسیٰ کو اس کی کارروائی پر شبہ ہوا اور اس نے تاخیر کا الزام اس پر لگایا اور کہا کہ حمید میں سمجھتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں پوری سرگرمی نہیں دکھا رہے ہے حمید نے کہا کیا آپ مجھ پر اتہام لگاتے ہیں۔ بخدا! اب جہاں کہیں میں نے محمد کو پایا میں اسے قتل کر دوں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ جب حمید محمد کے پاس آیا جو مقتول پڑا تھا اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے تلوار کا ایک ہاتھ اور اس کے مار دیا۔

۱۴/ رمضان بروز دوشنبہ بعد عصر محمد مارا گیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی شناخت:

ایوب بن عمر اپنے باپ کا بیان نقل کرتا ہے عیسیٰ نے اپنے آدمی جیل خانہ بھیجے انھوں نے دروازہ توڑ دیا۔ ہم سب عیسیٰ کے پاس لائے گئے اس وقت تک فریقین میں جنگ ہو رہی تھی اور ہم عیسیٰ کے سامنے مقید پڑے تھے اتنے میں محمد کا سر اس کے پاس لایا گیا میں نے اپنے بھائی یوسف سے کہا کہ عیسیٰ ضرور ہمیں اس کی شناخت کے لیے بلائے گا مگر ہمیں شناخت نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ ہم غلطی کر جائیں چنانچہ جب اس کا سر آیا اس نے ہم دونوں سے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا جی ہاں! اس نے کہا اچھا دیکھو کیا یہ اسی کا سر ہے۔ میں نے یوسف کے زبان کھولنے سے پہلے کہہ دیا کہ اس پر اس قدر خون اور زخم ہیں کہ میں صحیح طور پر نہیں کہہ

سکتا کہ یہ اسی کا سر ہے اس کے بعد عیسیٰ نے ہماری بیڑیاں کٹوا دیں ہم نے تمام رات اسی کے پاس بسر کی پھر اس نے مجھے مکے اور مدینہ کے درمیانی علاقہ کا عامل مقرر کر دیا میں جعفر بن سلیمان کے آنے تک اسی خدمت پر مامور تھا اس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور وہیں متعین کر لیا۔

محمد بن عبداللہ کی سیرت و کردار:

ابو کعب بیان کرتا ہے جب محمد کا سر عیسیٰ کے سامنے لایا گیا میں اس وقت عیسیٰ کے پاس موجود تھا اسے دیکھ کر اس نے اپنے مصاحبین سے محمد کے متعلق رائے دریافت کی سب نے اس کی برائی کی اس کے ایک فوجی سپہ سالار نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سب جھوٹے ہو اور تم نے سراسر غلط بیانی کی ہے ہم اس کی کسی ذاتی بری عادت کی وجہ سے اس سے نہیں لڑے تھے بلکہ محض اس لیے کہ اس نے امیر المومنین سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے شیرازۂ اتحاد کو توڑ دیا وہ نہایت ہی عابد و زاہد اور صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا یہ سن کر وہ سب مصاحبین دم بخود ہو گئے اور کسی نے جواب نہیں دیا۔

اسلمی ناقل ہے ایک شخص نے مدینہ سے آ کر ابو جعفر سے کہا کہ محمد جنگ سے بھاگ گیا انھوں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے ہم اہل بیت بھاگا نہیں کرتے۔

ابوالحجاج الجمال کا بیان:

ابوالحجاج الجمال کہتا ہے میں ابو جعفر کے سرہانے کھڑا تھا اور وہ مجھ سے محمد کے خروج کا حال پوچھ رہے تھے اتنے میں ان کو خبر پہنچی کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی وہ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور ایک عصا سے جو ان کے پاس تھا اپنی جانماز پر ضرب لگائی اور کہا اب ہماری اولاد بھلا کہاں اس عصا سے منبر پر کھیلا کرے گی اور عورتوں سے باتوں کا لطف اٹھائے گی۔ اب میں اس کا اہل نہیں رہا۔

ابوالقلمس کا میدان جنگ سے فرار:

ایک تیر ابوالقلمس کے گھٹنے میں لگا اور اس کا پھل اسی میں رہ گیا اس نے اس کا بہت علاج کیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کو لوگوں نے کہا کہ اسے یوں ہی چھوڑ دو چند روز میں یہ خود بخود اچھا ہو نکل آئے گا محمد کی شکست کے بعد جب اس کی تلاش ہوئی تو یہ حرہ چلا گیا اور اب تک اس کے گھٹنے کا زخم مندمل نہ ہوا تھا اور وہ تیر کا پھل بدستور اس میں پیوست تھا آخر اس نے اسے نکلوایا اور پھر گھٹنے کے بل بیٹھ کر اپنا ترکش اوندھا کر دیا اور دشمن پر تیر برسانے لگا تعاقب کرنے والوں نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا اور یہ اپنے ساتھیوں میں جا ملا اور بچ کر نکل گیا۔

ابوالقلمس کی فرع میں روپوشی:

عبداللہ بن عمر بن القاسم کہتا ہے جب اس دن ہم نے شکست کھائی تو میں اس جماعت میں تھا جس میں کہ ابوالقلمس تھا میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ وہ ہنسی کے مارے لوٹا جا رہا ہے میں نے کہا بھلا یہ کیا ہنسی کا موقع تھا اتنے میں میری نظر ایک اور مغرور شخص پر پڑی جس کا کرتہ اس طرح پھٹ گیا تھا کہ اس کا صرف گریبان اور اتنا حصہ باقی تھا جس سے اس کا صرف سینہ پستانوں تک مستور تھا باقی اس کا تمام ستر ننگا تھا اور اسے جان کے خوف سے اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر ابوالقلمس کے ہنسنے کی

وجہ سے مجھے بھی ہنسی آ گئی۔ ابوالقلمس عرصہ تک فروع میں روپوش رہا۔

ابوالقلمس کا قتل:

پھر ایک زمانے کے بعد اس کے ایک غلام نے عداوت کی وجہ سے ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ پھر اس کی ام ولد سے جا کر کہا کہ میں نے تمہارے آقا کا کام تمام کر دیا ہے آؤ میں تمہارے ساتھ شادی کر لوں اس نے کہا اچھی بات ہے' ذرا ٹھہرو میں تیرے لیے بناؤ سنگھار کر لوں اس غلام نے اسے مہلت دے دی اس نے سرکار میں جا کر اس کی خبر کر دی سرکار نے اس غلام کو گرفتار کر کے اس کا سر پتھر سے کچلوا دیا۔

ابوالشدائد فالح بن معمر کا قتل:

جب بنی فزارہ کے ذرہ سے عیسیٰ کا رسالہ مدینہ میں داخل ہوا محمد مارا گیا تو کچھ لوگوں نے ابوالشدائد کے گھر میں گھس کر اسے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا اس کی بیٹی ناعمہ بنت ابی الشدائد اسے دیکھ کر چلائی اے میرے لوگو! فوج کے ایک سپاہی نے پوچھا تیرے کون لوگ ہیں جن کو مدد کے لیے پکارتی ہے اس نے کہا بنی فزارہ' اس سپاہی نے کہا بخدا!! اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو میں کبھی تیرے گھر میں نہ گھستا اب تم خوف زدہ مت ہو میں تمہارے ہی خاندان کے بنی باہلہ کا ایک فرد ہوں' اس سپاہی نے اپنے عمامہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دیا اس عورت نے اسے اپنے دروازہ سے لٹکا دیا۔

جب اس کا سر عیسیٰ کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت ابن ابی الکرام اور محمد بن لوط بن مغیرہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب اس کے پاس بیٹھے تھے سر دیکھ کر ان دونوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگے اب مدینہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا یہ ابوالشدائد فالح بن معمر الفزاری کا سر ہے جو پٹیوں سے بندھا ہوا ہے۔ اس کے بعد عیسیٰ نے اعلان کر دیا جو شخص ہمارے پاس اب کسی کا سر لے کر آئے گا ہم اس کا سر کاٹ دیں گے۔

ابن ہرمز کی گرفتاری:

عبداللہ بن برقی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ کا ایک قائد اپنی جماعت کے ساتھ ابن ہرمز کا پتہ پوچھتا ہوا آیا ہم اس کے گھر تک اسے پہنچا آئے' ابن ہرمز باریک ململ کا کرتہ پہنے باہر آیا' سپاہیوں نے اپنے قائد کو گھوڑے سے اتار کر اس پر ابن ہرمز کو سوار کیا اور تیز بھگاتے ہوئے اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے مگر اب بھی اس پر کوئی پریشانی کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

قدامہ بن محمد کہتا ہے عبداللہ بن یزید بن ہرمز اور محمد بن عجلان نے بھی محمد بن عبداللہ کے ہمراہ خروج کیا تھا ان دونوں نے کمان بھی حمائل کی۔ ہم کو یہ خیال ہوا کہ اس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہو کہ وہ اس کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔

ابن ہرمز سے جواب طلبی و رہائی:

حسن بن یزید کہتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد جب ابن ہرمز عیسیٰ کے پاس پیش ہوا تو عیسیٰ نے اس سے کہا' کہیے جناب آپ کی تمام فقہ بیکار ہو گئی اور اس نے باغیوں کی شرکت سے آپ کو باز نہیں رکھا اس نے کہا ایک عام فتنہ رونما ہوا جس میں سب ہی کو شریک ہونا پڑا مجبوراً ہم نے بھی اس میں شرکت کی عیسیٰ نے کہا اچھا بخیریت اپنے گھر جایئے' اور اسے چھوڑ دیا۔

امام مالک اور ابن ہرمز:

امام مالک کہتے ہیں میں ابن ہرمز سے ملنے جاتا تھا وہ اپنی چھوکری سے گھر کا دروازہ بند کرا دیتے اور پردہ ڈلوا دیتے۔ پھر امت اسلام کے ابتدائی زمانے کا ذکر کر کے اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی اشکوں سے تر ہو جاتی۔ انھوں نے جب محمد کے ساتھ خروج کیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ میں اب کیا باقی رہا ہے۔ کہنے لگے ہاں میں اسے جانتا ہوں مگر محض اس لیے کہ جہلاء مجھے دیکھ کر میری اقتدا کریں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مراجعت جرف:

محمد بن زید کہتا ہے کہ محمد بن عبداللہ کے قتل کے بعد اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی کہ اس سے پہلے اس کی نظیر دیکھنے میں نہیں آئی تھی، عیسیٰ نے اعلان کر دیا کہ کثیر بن حصین اور اس کی جمعیت کے علاوہ اور کوئی فوج مدینہ میں رات کو قیام نہ کرے جنگ کے بعد عیسیٰ مدینہ سے اپنے پڑاؤ کو جو جرف میں تھا واپس چلا گیا ساری رات اس نے جرف میں بسر کی دوسرے دن صبح کو قاسم بن حسن بن زید کو بشارت فتح پہنچانے کے لیے عراق روانہ کیا اور محمد کا سر ابن الکرام کے ہاتھ عراق بھیج دیا۔

محمد بن عبداللہ کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن اس کی بہن زینب بنت عبداللہ اور اس کی بیٹی فاطمہ نے عیسیٰ سے کہلا کر بھیجا کہ محمد کو قتل کر کے تمہاری غرض پوری ہوگئی۔ اگر تم اجازت دو تو ہم اسے دفن کر دیں عیسیٰ نے جواب میں کہلا بھیجا' اے میری چچا زاد بہنو! تم نے اپنے پیام میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اس کا قتل کرنا میرا مقصود تھا' تمہارا یہ خیال غلط ہے نہ میں نے اس کے قتل کا حکم دیا اور نہ مجھے علم ہوا تم بڑی خوشی سے اسے دفن کر دو' چنانچہ انھوں نے آدمی بھیج کر اس کے لاشہ کو اٹھا منگایا اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی گردن میں جہاں سے سر کاٹا گیا تھا اسی قدر روئی بھر کر بقیع میں دفن کر دیا۔ اس کی قبر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی گلی کے سامنے جہاں وہ گلی بڑی سڑک سے آ کر مل جاتی ہے یا اسی کے کہیں قریب واقع ہے۔

مدینہ میں امان کا اعلان:

عیسیٰ نے چند جھنڈیاں مدینہ بھیج دیں ان میں سے ایک اسماء بنت حسن بن عبداللہ کے دروازے پر' ایک عباس بن عبداللہ بن الحارث کے دروازے پر' ایک محمد بن عبدالعزیز الزہری کے دروازے ایک عبیداللہ بن محمد بن صفوان کے دروازے ایک ابوعمرو الغفاری کے دروازے پر نصب کر دی گئی اور اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ان جھنڈیوں کے پاس آ جائے گا یا مذکور الصدر کی مکان میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہے۔

بارش خوب ہوئی صبح ہوتے ہی تمام لوگ بازاروں میں اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے عیسیٰ روزانہ جرف سے مسجد نبوی آتا تھا یہ چند روز مدینہ میں قیام کر کے ۱۹/ رمضان کی صبح کو مکے کے ارادے سے روانہ ہو گیا۔

ابن خضیر کی تدفین:

محمد کے قتل کے دوسرے دن عیسیٰ نے اس کے دفن کی اجازت دے دی اور دوسرے مقتولین کو ثنیۃ الوداع سے لے کر عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مکان تک سولی پر لٹکا دیا۔ ان لاشوں کی دو قطاریں تھیں جس تنے پر ابن خضیر کی لاش مصلوب تھی اس کے پاس

پہرہ بٹھا دیا گیا تھا مگر رات کے وقت کچھ لوگ اس کے لاشہ کو اتار لے گئے اور انھوں نے اسے دفن کر دیا لے جانے والوں کا پتہ نہ چل سکا اس کے علاوہ اور لاشیں تین دن تک لٹکی رہیں' جب ان کی بدبو سے لوگوں کو ایذا ہونے لگی تو عیسیٰ نے ان کو کوہ سلع پر سے المفرح پر جو یہودیوں کا قبرستان تھا جلوا دیا کچھ روز یہ لاشیں یہاں پڑی رہیں پھر کوہ ذیاب کی جڑ میں ایک خندق کھود کر اس میں ڈال دیا گیا۔

جعفر بن محمد کی محمد وابراہیم کے متعلق پیش گوئی:

ام حسین بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ کہتی ہے کہ میں نے اپنے چچا جعفر بن محمد سے پوچھا کہ آپ محمد بن عبداللہ کے معاملہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ایک فتنہ ہے جس میں محمد ایک رومی کے گھر کے پاس قتل ہو جائے گا اور اس کا بھائی عراق میں اس حالت میں قتل ہوگا جب کہ اس کے گھوڑے کے سم پانی میں ہوں گے۔

حمزہ بن عبداللہ بن محمد:

محمد کے ہمراہ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی نے بھی باوجود اپنے چچا جعفر کے منع کرنے کے خروج کیا تھا اور اس کی حمایت میں اس کا جوش وخروش بہت بڑھا ہوا تھا جعفر اس سے کہا کرتے کہ محمد ضرور اس فتنہ میں قتل ہوگا اس بناء پر حمزہ نے خود جعفر سے کنارہ کشی کر لی۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی روانگی:

ابن ابی الکرام کہتا ہے کہ عیسیٰ نے مجھے محمد کے سر کے ساتھ عراق بھیجا اور سو سپاہی میرے ساتھ کر دیئے جب ہم نجف کے سامنے آئے ہم نے تکبیر کہی' عامر بن اسمٰعیل نے ان دنوں ہارون بن سعد العجلی کا واسط میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ابوجعفر نے ربیع سے پوچھا یہ تکبیر کیسی ہے اس نے کہا ابن ابی الکرام محمد بن عبداللہ کا سر لے کر حاضر ہوا ہے ابوجعفر نے کہا اسے اور اس کے دس ہمراہیوں کو اندر آنے کی اجازت دو۔ میں نے اندر جا کر ایک ڈھال میں سر کو رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا ابوجعفر نے پوچھا اس کے گھر والوں میں سے اور کون کون اس کے ساتھ قتل ہوئے میں نے کہا اور کوئی شخص نہیں ابوجعفر کہنے لگے بے شک ایسا ہی ہوگا پھر ربیع کی طرف دیکھ کر پوچھا کہو ربیع اس سے پہلے جو شخص آیا تھا اس نے کیا اطلاع دی تھی۔ ربیع نے کہا اس نے تو یہ بیان کیا تھا کہ اس کے خاندان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ میں نے عرض کیا یہ بالکل غلط ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کام نہیں آیا۔

محمد بن عبداللہ کے سر کی کوفہ میں تشہیر:

علی بن اسمٰعیل بن صالح بن ہیثم راوی ہے جب محمد کا سر ابوجعفر کے پاس کوفے لایا گیا تو انھوں نے ایک سفید طباق میں رکھ کر اسے تمام شہر میں گشت کرایا میں نے بھی اسے دیکھا تھا اس کا رنگ سانولا اور چہرہ پر چیچک کے داغ تھے اسی دن شام کے وقت وہ تمام اطراف واکناف سلطنت میں گشت کے لیے بھیج دیا گیا۔

ابوجعفر کی بنوشجاع کی تعریف:

جب بنوشجاع کے سر ابوجعفر کے سامنے پیش ہوئے تو وہ کہنے لگے لوگوں کو ان ایسا ہونا چاہیے۔ میں نے محمد کی سخت تلاش شروع کی۔ انھوں نے اسے چھپائے رکھا پھر یہ خود اسے لے کر نکلے اور اس کے ساتھ برابر نقل مقام کرتے رہے جب وہ لڑا تو یہ بھی لڑے اور ایسی پامردی سے لڑے کہ قابل مثال ہے آخر کار اسی طرح سب کے سب مارے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان:

موسیٰ بن عبداللہ بن حسن راوی ہے محمد کے خروج سے قبل میں رات کو اپنے مکانوں سے سویقہ کے راستے سے نکلا' وہاں مجھے کچھ عورتیں دکھائی دیں جن کے متعلق مجھے خیال ہوا کہ یہ ہمارے گھروں سے نکلی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے غیرت آئی میں یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کہاں جاتی ہیں ان کے پیچھے پیچھے ہولیا جب وہ غرس کے پہلو میں حمیرا کے کنارے پہنچیں تو ان میں سے ایک نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور یہ شعر پڑھا:

سویقة بعد ساکنها یباب　　　لقد امست اجدبها الخراب

ترجمہ: ''جب سویقہ کے ساکن نہ رہیں گے تو یہ ویرانہ بن جائے گا اور ابھی سے اس پر ویرانی کا عمل شروع ہو گیا ہے''۔

یہ سن کر مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ باہر والیاں ہیں میں واپس آ گیا۔

محمد کے قتل کے بعد عیسیٰ نے بنی حسن کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا نیز ابوجعفر نے بھی عیسیٰ کے اس فعل کی توثیق کی۔

جعفر بن محمد کرمانی:

ایوب بن عمر بیان کرتا ہے جعفر بن محمد ابوجعفر سے ملے اور کہا امیر المومنین آپ میری جاگیر عین ابی زیاد مجھے واپس دے دیجیے کیونکہ اس کا مستاجر اسے کھائے جاتا ہے ابوجعفر نے کہا تم اور مجھ سے اس قسم کی گفتگو کرتے ہو بخدا! میں تمہاری جان نکال لوں گا۔ جعفر نے کہا مہربانی فرما کر ذرا جلدی نہ کیجیے گا میں تریسٹھ سال کا ہو گیا ہوں اسی عمر میں میرے باپ اور دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ہے اگر میں نے اپنی مدت العمر تمہارے خلاف کوئی سازش کی ہو یا بشرط زندگی تمہارے بعد تمہارے جانشین کے خلاف کروں تو مجھ پر یہ اور یہ لعنت وعذاب نازل ہو اسے سن کر ابوجعفر کو ان پر رحم آ گیا اور معاف کر دیا۔

اپنی زندگی میں تو ابوجعفر نے یہ جاگیر جعفر کو نہیں دی البتہ ان کے بعد مہدی نے وہ جعفر کی اولاد پر بحال کر دی۔

اہل مدینہ کو بحری تجارت کی مخالفت:

محمد کے قتل کے بعد اہل مدینہ کو سزا دینے کے لیے ابوجعفر نے بحری راستہ اہل مدینہ کے لیے بند کرا دیا۔ چنانچہ سمندر کی راہ سے کوئی چیز انھیں نہیں پہنچ سکتی تھی' مہدی نے اپنے عہد میں یہ ممانعت اٹھا دی اور اب سمندر کے ذریعہ ضروریات زندگی مدینے آنے لگیں۔

محمد بن عبداللہ کی املاک وجائداد کی بحالی:

موسیٰ بن عبداللہ کی بیوی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ مخزومیہ کے بیٹوں عیسیٰ' سلیمان اور ادریس' عبداللہ بن حسن کے بیٹوں نے محمد بن عبداللہ بن حسن کے بیٹوں سے وراثت کے متعلق تنازع کیا اور کہا کہ چونکہ تمہارے باپ محمد قتل ہو چکے اس وجہ سے اس کے وارث اب عبداللہ ہوئے انھوں نے اس مقدمہ کو حسن بن زید کے سامنے پیش کیا اس نے امیر المومنین ابوجعفر کو لکھ بھیجا ابوجعفر نے حسن بن زید کو جواب لکھا کہ جب تم کو میرا یہ خط ملے تم محمد کے بیٹوں کو ان کے دادا کا ورثہ دلا دو کیونکہ میں نے ان کی قریبی رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کی املاک انھیں واپس دے دی ہیں۔

ابوجعفر کا خروج محمد بن عبداللہ پر اظہار تعجب:

بنی ہاشم کے حسب ذیل لوگ محمد کے ہمراہ شریک جنگ تھے۔ معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسن' یزید اور صالح زید بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حسین اور عیسیٰ ان آخر الذکر دونوں کے خروج پر ابوجعفر کہا کرتے تھے کہ ان پر مجھے سخت تعجب ہے کہ انہوں نے میرے خلاف کیوں خروج کیا حالانکہ میں نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا اسی طرح سولی دی۔ جس طرح اس نے ان کو سولی دی تھی اور اسی طرح جلا دیا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔

علی و زید کے متعلق ابوجعفر کی حسن سے گفتگو:

حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے بیٹے علی اور زید' ابوجعفر نے حسن بن زید سے ایک مرتبہ کہا گویا میں تمہارے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تلواریں لیے قبائیں پہنے محمد کے سرہانے کھڑے ہیں' حسن بن زید نے جواب دیا امیر المومنین میں ان کی سرتابی اور سرکشی کی ہمیشہ آپ سے شکایت کیا ہی کرتا تھا اس میں میرا کیا قصور ہے انھوں نے کہا ہاں ٹھیک کہتے ہو اسی وجہ سے انھوں نے تمہاری مرضی کے خلاف اس کا ساتھ دیا ہے۔

ابوجعفر کا المرجی کے متعلق استفسار:

قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور المرجی علی بن جعفر بن اسحٰق بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب' ابوجعفر نے جعفر بن اسحٰق سے پوچھا یہ مرجی کون ہے اللہ اسے برباد کرے اس نے کہا امیر المومنین یہ میرا ہی بیٹا ہے حکم ہو تو خدا کی قسم میں اسے اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کروں۔ بنی عبدشمس میں سے یہ لوگ محمد کے ساتھ شریک جنگ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس۔

ابن عجلان کی رہائی:

عباد بن کثیر بیان کرتا ہے ابن عجلان نے بھی محمد کے ساتھ خروج کیا یہ ایک مادہ خچر پر سوار تھا' جب جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے اسے قید کر دیا میں نے اس سے جا کر کہا فرمایئے کہ اس شخص کے متعلق اہل بصرہ کی کیا رائے تھی جس نے حسن کو قید کر دیا تھا اس نے کہا بخدا! بری رائے تھی' میں نے کہا تو بس ابن عجلان کی حالت یہاں بعینہ وہ ہے جو بصرہ میں حسن کی تھی' یہ سن کر جعفر نے اسے رہا کر دیا۔ یہ محمد بن عجلان فاطمہ بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کا مولیٰ تھا۔

عبیداللہ بن عمر بن حفص اور ابوجعفر منصور:

عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم نے بھی اس کے ہمراہ خروج کیا تھا۔ محمد کے قتل کے بعد جب یہ ابوجعفر کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے اس سے سوال کیا' کیا تم نے بھی محمد کے ساتھ میرے خلاف خروج کیا تھا اس نے کہا میں ایسا کرنے پر مجبور تھا ورنہ جو اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کا انکار لازم آتا۔ عمر کہتے ہیں کہ یہ محض وہم ہے۔

مگر عبدالعزیز بن ابی سلمہ بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بیان کیا ہے کہ عبیداللہ نے خروج کے لیے محمد سے وعدہ کیا مگر اس کے خروج سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا ہے۔

محمد بن عبداللہ کے ساتھی:

محمد کے ہمراہ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصرہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے بھی خروج کیا تھا نیز عبدالواحد بن ابی عون ازد کا مولیٰ بھی تھا۔ عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن المسور بن مخرمہ' عبدالعزیز بن محمد الدراوردی عبدالحمید بن جعفر' عبداللہ بن عطاء بن یعقوب بنی سباع کا مولیٰ' خزاعہ کا ابن سباع جو بنی زہرہ کا حلیف تھا اور اس کے بیٹوں میں سے ابراہیم' اسحٰق' ربیعہ جعفر' عبداللہ' عطا' یعقوب' عثمان اور عبدالعزیز عبداللہ بن عطا کے بیٹے تھے۔

امینہ بنت خضیر کا سجدۂ شکر:

زبیر بن حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتا ہے کہ میں مر میں جو کوہ اصم کے بطن میں واقع ہے' مقیم تھا میرے ساتھ میری بیوی امینہ بنت خضیر بھی تھی ایک شخص مدینہ سے عراق جاتا ہوا ہمارے پاس سے گزرا' میری بیوی نے اس سے پوچھا محمد کیسے ہیں؟ اس نے کہا وہ مارا گیا میری بیوی نے پوچھا ابن خضیر کیسے ہیں؟ اس راہ گیر نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا یہ سنتے ہی وہ سجدہ میں گر پڑی مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے کہا کہ اپنے بھائی کے قتل پر سجدہ شکر ادا کرتی ہو کہنے لگی بے شک یہ شکر کے قابل ہے کہ وہ میدان جنگ سے نہ فرار ہوا اور نہ پکڑا گیا۔

ابوجعفر منصور کی آل زبیر رضی اللہ عنہ و آل عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے:

ابوجعفر نے عیسیٰ بن موسیٰ سے پوچھا کن کن خاندانوں نے محمد کا ساتھ دیا تھا اس نے کہا آل زبیر رضی اللہ عنہ نے' انھوں نے پوچھا' اور کس نے' اس نے کہا آل عمر رضی اللہ عنہ نے' ابوجعفر کہنے لگے بخدا! ان لوگوں نے محمد کا ساتھ کسی محبت یا خلوص کی بنا پر نہیں دیا۔

ابوجعفر کہا کرتے تھے اگر آل زبیر رضی اللہ عنہ کے ہزار آدمی مجھے ایسے ملیں جو سب کے سب نیک و متقی ہوں اور ان میں صرف ایک بدمعاش ہو تو میں سب کو قتل کر دوں اور اگر آل عمر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار آدمیوں میں ایک کے سوا سب برے ہوں تو میں سب کو معاف کر دوں۔

موسیٰ بن عبداللہ و محمد بن عثمان کی بصرہ میں آمد:

محمد بن عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ محمد کے قتل کے بعد میرے باپ اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بھاگے' میں ان کے ہمراہ تھا اور ابوہبار المزنی بھی ہمارے ساتھ فرار ہوا۔ ہم مکے آئے اور پھر وہاں سے بصرہ ہو لیے ہم نے حکیم نام ایک شخص کے اونٹ کرایہ پر لیے رات کا ایک تہائی حصہ گزرنے کے بعد ہم جب بصرہ پہنچے تو اس وقت شہر کے تمام ناکے بند ہو چکے تھے' صبح تک ہم شہر کے باہر ہی بیٹھے رہے علی الصباح شہر میں داخل ہو کر مربد کے مکان میں فروکش ہوئے صبح ہونے کے بعد ہم نے حکیم کو اپنے لیے کھانا خرید کر لانے کے لیے بھیجا یہ ایک حبشی کے سر پر جس کے پاؤں میں لوہے کا کڑا پڑا ہوا تھا کھانا لے کر آیا وہ کھانا لیے ہوئے ہمارے پاس اندر چلا آیا' حکیم نے اسے اجرت دی اس پر وہ برہم ہوا کہ یہ بہت کم ہے۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے اور دو۔ اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا۔ ہم نے حکیم سے کہا کہ اسے دوگنی اجرت دے دو مگر اس پر بھی وہ راضی نہ ہوا اور ہمارے متعلق اسے اب شبہ پیدا ہوا وہ ہمارے چہروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ اور پھر چلا گیا۔

عثمان بن محمد کی جرأت و بے باکی:

عروہ بن ہشام بن عروہ بیان کرتا ہے جب عثمان ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا میں ان کے پاس تھا لوگوں نے عثمان کو ان کے سامنے کر کے کہا کہ یہ عثمان بن محمد بن خالد ہے ابوجعفر نے اس سے پوچھا وہ سرکاری روپیہ جو تمہارے پاس تھا کہاں ہے؟ اس نے کہا وہ میں نے امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا ابوجعفر نے پوچھا امیر المومنین کون؟ اس نے کہا محمد بن عبداللہ' ابوجعفر نے کہا تو نے اس کی بیعت کی تھی؟ عثمان نے کہا ہاں! میں نے اس کی بیعت کی تھی جس طرح تو نے بیعت کی تھی' ابوجعفر نے اسے فاحشہ زادہ کہا اس نے جواب دیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی مائیں کنیزیں ہوئی ہیں اس پر ابوجعفر برافروختہ ہو گئے اور انھوں نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ اسے پیچھے ہٹا لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

محمد بن عبداللہ کے طرف داروں کی تلاش:

محمد بن عثمان بن خالد الزبیری ایک دوسرے سلسلہ سے روایت بیان کرتا ہے جب محمد نے خروج کیا اس کے ساتھ خاندان کثیر بن الصلت کا ایک شخص بھی شریک جنگ ہوا تھا محمد کے قتل اور اس کی فوج کی ہزیمت کے بعد بقیہ لوگ روپوش ہو گئے تھے انھیں لوگوں میں میرا باپ اور یہ کثیری بھی تھے' ایک عرصہ تک یہ دونوں روپوش رہے' جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی مقرر ہو کر آیا اس نے محمد کے طرف داروں کی تلاش اور گرفتاری میں بڑی سختی شروع کی' میرے باپ نے کثیری سے ایک اونٹ کرایہ پر لیا اور اب ہم گرفتاری کے خوف سے بصرہ چلے جعفر کو اس کی اطلاع ہوگئی اس نے اپنے بھائی محمد کو ہمارے بصرہ جانے کا حال لکھ دیا اور مشورہ دیا کہ وہ ہماری تاک رکھے۔ ہمارے معاملہ اور بصرہ آنے سے ہوشیار رہے۔

عثمان بن محمد کے قتل کی دوسری روایت:

چنانچہ جب ہم بصرہ آئے محمد کو ہمارے آنے اور ٹھہرنے کا علم ہو گیا۔ اس نے اپنے آدمی بھیج کر ہم سب کو گرفتار کر لیا' ہم سب اس کے سامنے پیش ہوئے۔ میرے والد نے اس سے کہا کہ آپ کم از کم اس اونٹ والے کے معاملہ میں تو اللہ سے خوف کیجیے اس بیچارے کا کیا قصور ہے یہ ایک اعرابی ہے جس کو ہمارا حال بالکل معلوم نہیں۔ محض پیٹ بھرنے کے لیے اس نے اپنا اونٹ ہم کو کرایہ پر دے دیا اگر اسے ہمارے جرم کا علم ہو جاتا تو وہ کبھی ہم کو اونٹ نہ دیتا آپ اسے بھی ابوجعفر کے سامنے پیش کر رہے ہیں حالانکہ ابوجعفر کی طینت سے آپ خوب واقف ہیں اس لیے اس کے خون کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ محمد بہت دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا۔ پھر کہنے لگا بخدا! یہ ابوجعفر کا معاملہ ہے میں اس میں قطعاً دخل نہ دوں گا۔ اب ہم سب کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ہم اس کے سامنے پیش کیے گئے اس وقت ابوجعفر کے پاس سوائے حسن بن زید کے دوسرا کوئی شخص کثیری کا شناسا نہ تھا۔ ابوجعفر نے اسے مخاطب کر کے کہا اے دشمن خدا! تو اپنے اونٹ امیر المومنین کے دشمن کو کرایہ پر دیتا رہا ہے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرتا رہا۔ کبھی تو نے اسے چھپایا اور کبھی ظاہر کیا۔ اس نے کہا امیر المومنین مجھے اس کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون ہے' یا اس کا کیا قصور ہے۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا دشمن ہے۔ میں نے بالکل لاعلمی میں اسے ایک سخی' خوش اخلاق مسلمان سمجھ کر اپنا اونٹ کرایہ پر دے دیا اگر اس کا حال مجھے معلوم ہوتا تو میں ہرگز ایسا نہ کرتا۔ اس تمام دوران میں حسن بن زید نیچی نظر کیے بیٹھا رہا۔ اب ابوجعفر نے کثیری کو خوب ڈرایا دھمکایا۔ پھر چھوڑ دیا یہ وہاں سے نکل کر غائب ہو گیا اب وہ میرے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا

کہو عثمان تم نے امیر المومنین کے خلاف خروج کیا اور ان کے دشمن کی مدد کی۔ اس نے کہا سنیے میں نے اور آپ نے مکہ میں ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کی میں نے اسے پورا کیا اور آپ نے اس کی خلاف ورزی کی' ابوجعفر نے اس کے قتل کا حکم دیا جس کی بجا آوری ہوگئی۔

عبدالعزیز بن عبداللہ کی رہائی:

عیسیٰ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ابوجعفر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا اگر میں تم ایسے قریشی کو قتل کر دوں تو پھر دوسرا کون ہے جسے میں معافی دے سکتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد بن خالد پیش ہوا ابوجعفر نے اسے قتل کر دیا مگر بہت سے قریشیوں کو چھوڑ دیا اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے ابوجعفر سے کہا۔ جناب والا! یہ کچھ ان لوگوں سے زیادہ خطاوار نہ تھا ابوجعفر کہنے لگے ہاں مگر یہ میرے گھرانے والے ہیں۔

علی بن المطلب اور عبدالعزیز بن ابراہیم پر عتاب:

عیسیٰ کہتا ہے میں نے حسن بن زید کو یہ کہتے سنا کہ ایک دن صبح کو میں ابوجعفر سے ملنے گیا۔ انھوں نے ایک چبوترہ بنوایا اور اس پر خالد کو کھڑا کیا اب علی بن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ان کے سامنے پیش کیا گیا' ان کے حکم سے پانچ سو کوڑے اسے مارے گئے اس کے بعد عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع پیش ہوا اسے بھی انھوں نے پانچ سو کوڑے لگوائے ان دونوں میں سے ایک نے بھی جنبش نہیں کی مجھ سے کہنے لگے دیکھتے ہو ان سے زیادہ جوانمرد اور صابر تم نے کبھی دیکھے ہیں۔ بخدا! میرے سامنے ایسے شخص پیش ہوئے کہ جن کی ساری زندگی سخت محنت و جفاکشی میں بسر ہوئی تھی پھر بھی وہ مار کے مقابلہ میں ایسے صابر نہیں رہ سکے' حالانکہ یہ لوگ وہ ہیں جن کی ساری عمر عیش وآرام اور ناز ونعم میں بسر ہوئی مگر پھر بھی یہ اس قدر مستقل مزاج ثابت ہوئے میں نے کہا کیوں نہ ہوں' یہ آپ کی قوم کے جلیل القدر' ذی عزت وشرف اصحاب ہیں ان میں یہ خوبیاں کیوں نہ ہوں گی' یہ سن کر انھوں نے منہ پھیر لیا اور پھر کہنے لگے تم میں خاندانی عصبیت اب بھی باقی ہے۔

عبدالعزیز بن ابراہیم کو معافی:

اس کے کچھ عرصہ کے بعد انھوں نے عبدالعزیز بن ابراہیم کو مارنے کے لیے پھر اپنے سامنے طلب کیا اس نے کہا امیر المومنین ہم اپنے معاملہ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں میں چالیس روز سے اوندھا پڑا ہوں' اس اثنا میں اللہ کی نماز بھی ایک وقت کی نہیں پڑھ سکا' کہنے لگے یہ تمہارے کیے کی سزا ہے تم خود اس کے ذمہ دار ہو عبدالعزیز نے کہا تو عفو کہاں گیا کہنے لگے اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ابوجعفر نے اسے رہا کر دیا۔

امارت مدینہ پر عبداللہ بن ربیع کا تقرر:

محمد بن عمر ناقل ہے کہ کثیر التعداد فوج محمد پر ٹوٹ پڑی اور اس نے جنگ میں پوری جدوجہد صرف کر دی۔ نصف ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو محمد مارا گیا اس کا سر عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیج دیا گیا اس نے ابن ابی الکرام کو بلا کر وہ سر دکھایا اس نے شناخت

کیا عیسیٰ نے اس پر سجدۂ شکر ادا کیا اور اب مدینہ میں داخل ہو گیا۔ اور عام امان کا اعلان کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے ظاہر ہونے سے قبل تک دو ماہ سترہ روز گزرے۔ اس سنہ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے محمد کے قتل کے بعد مدینہ چھوڑتے وقت کثیر بن حصین کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ یہ ایک ماہ تک اسی خدمت پر رہا اس کے بعد ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینہ کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

اس سال مدینہ کے حبشی عبداللہ بن الربیع الحارثی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبداللہ ان سے ڈر کر بھاگ نکلا۔

باب ۵

مدینہ میں حبشیوں کی یورش

اور

تعمیر بغداد

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی گرفتاری:

ریاح بن عثمان نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کو بنی اسد اور بنی طے کے صدقات کا تحصیل دار مقرر کیا' محمد کے خروج کے وقت ابوبکر صدقات کی وصول شدہ رقم لے کر اس کے پاس آ گیا اور اس کے ہمراہ جنگ کے لیے مستعد ہو گیا' جب عیسیٰ نے کثیر بن حصین کو مدینہ کا عارضی والی مقرر کیا تو اس نے ابوبکر کو پکڑ کر ستر کوڑے اس کے لگوائے اور بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مدینہ میں آمد:

عبداللہ بن ربیع ابوجعفر کی طرف سے مدینہ کا والی مقرر ہو کر بروز سنیچر ماہ شوال ۱۴۵ھ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ مدینہ آیا اس کی فوج کے سپاہیوں کی بعض خرید کردہ اشیاء کے متعلق ان کے تاجروں سے تکرار ہو گئی انھوں نے قصر مروان آ کر جہاں ابن ربیع فروکش تھا سپاہیوں کی شکایت کی۔ ابن ربیع نے تاجروں کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے نکلوا دیا۔ اس واقعہ سے سپاہی تاجروں پر اور چیرہ دست ہو گئے۔ جس سے تمام تاجروں میں ان کی بدنامی بڑھ گئی اور ہر شخص ان کو بری نظر سے دیکھنے لگا۔

مدینہ میں حبشیوں کی شورش:

بعض سپاہیوں نے بغیر قیمت ادا کیے بازار سے کچھ سامان لے لیا۔ اور ایک صبح کو وہ عثمان بن زید نام صراف کے پاس آئے' اور اس کی تھیلی چھین لی عثمان نے فریاد رسی کے لیے دہائی دی اور بڑی مشکل سے اس کا مال اسے ملا۔ مدینہ کے عمائد نے جمع ہو کر ابن ربیع سے اس کی شکایت کی مگر نہ اس نے ان حرکات کو ناروا تسلیم کیا اور نہ ان کی روک تھام ہی کی' اس کے بعد یہ واقعہ ہوا کہ ایک سپاہی نے جمعہ کے دن ایک قصاب سے گوشت خریدا اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کیا اور قصاب پر تلوار نکال لی اس نے کندے کے نیچے سے ایک چھری نکال کر اس سے سپاہی کی چھنگلیا قطع کر دی سپاہی اپنے گھوڑے سے گر پڑا بہت سے قصاب اس پر جھپٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا نیز انھوں نے حبشیوں کو جو نماز جمعہ کے لیے جا رہے تھے۔ سپاہیوں پر للکارا حبشیوں نے ان کو ہر طرف جہاں وہ ملے عمداً ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنا شروع کیا شام تک یہ ہنگامہ برپا رہا۔ دوسرے دن صبح ابن ربیع مدینہ سے بھاگ گیا۔

حبشیوں پر ابن ربیع کا ظلم و ستم:

حارث بن اسحٰق راوی ہے حبشیوں نے اپنا ایک بگل بجایا اس پر تمام شہر کے حبشیوں کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی نے وہ آواز سنی چاہے وہ کسی مشغلہ میں ہو اسے چھوڑ کر کان لگا کر اسے غور سے سنتا اور جب اسے یقین آ جاتا کہ یہ بگل ہمارے لیے بج رہا ہے وہ فوراً اس چیز کو جو اس کے ہاتھ میں ہوتی پھینک کر اس آواز کی سمت چلتا اور جہاں بگل بج رہا تھا وہاں آ جاتا۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور ۱۴۵ھ کے ماہ ذی الحجہ کے ختم میں ابھی سات راتیں باقی تھیں یہ تین شخص وثیق، یعقل اور رمقہ حبشیوں کے سرگروہ تھے۔ یہ سیدھے ابن الربیع پر بڑھے‘ لوگ جمعہ کی نماز میں مشغول تھے مگر ان حبشیوں نے ان کو نماز بھی نہ پڑھنے دی اور جا لیا۔ ابن الربیع ان کے مقابلہ پر نکلا پہلے تو یہ اس کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ بازار میں آ گیا یہاں پانچ مسکین مسجد کے راستے میں بیٹھے بھیک مانگ رہے تھے ابن الربیع نے اپنی جمعیت کے ساتھ ان غریبوں پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا پھر اسے چند چھوٹے بچے ایک مکان کے چھجہ پر نظر آئے اس نے خیال کیا کہ یہ باغیوں کے بچے ہیں اس نے ان بچوں کو پھسلا کر نیچے اتروایا ان کو امان کا وعدہ دیا جب وہ نیچے اتر آئے اس نے ان سب کو قتل کر دیا۔

حبشیوں کا ابن ربیع پر حملہ:

پھر یہاں سے آگے بڑھ کر گندھیوں کے پاس کھڑا ہوا اب حبشیوں نے اس پر حملہ کیا مگر بھاگتے ہوئے اس نے ان کی صف میں رخنہ پیدا کر دیا اور نکل گیا‘ انھوں نے تعاقب کیا ابن الربیع بقیع آیا یہاں حبشیوں نے اسے ہر طرف سے آ گھیرا جب اس نے دیکھا کہ اب مفر نہیں اس نے ان کے لیے درہم بکھیر دیئے۔ حبشی ان کے لوٹنے میں پڑ گئے اس طرح وہ ان سے بچ کر نکل گیا اس نے بطن نخل میں جو مدینہ سے دو راتوں کی مسافت پر واقع ہے آ کر منزل کی۔

عبداللہ بن ربیع کا مدینہ سے فرار:

عیسیٰ راوی ہے حبشیوں نے ابن الربیع پر خروج کیا‘ وثیق حدیا‘ عنقو داور ابوقیس ان کے سرگروہ تھے اگر چہ ابن الربیع نے ان کا مقابلہ کیا مگر حبشیوں نے اسے مار بھگایا وہ بطن نخل چلا آیا اور یہیں فروکش ہو گیا۔

عمر بن راشد راوی ہے ابن الربیع کے بھاگ جانے کے بعد حبشیوں نے سرکاری بھنڈار خانہ کو لوٹ لیا جتنا ستو‘ آٹا‘ زیتون کا تیل اور چھوہارے وہاں تھے سب پر قبضہ کر لیا چنانچہ نرخ اشیاء اتنا ارزاں ہوا کہ ایک بوجھ آٹا دو درہموں میں اور زیتون کا ایک کپہ چار درہم میں ملنے لگا۔

حبشیوں کے خروج کی ابوجعفر کو اطلاع:

حارث بن اسحٰق راوی ہے کہ حبشیوں نے قصر مروان پر اور یزید کے محل پر غارت گری کی ان دونوں مکانوں میں ذخائر خوراک کثیر تعداد میں جمع تھے جو بحری راستے سے لا کر فوج کی سربراہی کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ حبشیوں نے ان میں کچھ نہ چھوڑا سب پر قبضہ کر لیا اسی دن سلیمان بن خلیج بن سلیمان مدینہ سے روانہ ہو کر ابوجعفر کے پاس آیا اور اس نے اس ہنگامہ کی اطلاع ابوجعفر کو دی۔

ان حبشیوں نے کئی سپاہیوں کو قتل کر دیا اس کی وجہ سے تمام سپاہی ان سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ اگر کسی شہ سوار کی حبشی سے مڈبھیڑ ہو جاتی جو ستر پوشی کے لیے صرف تہبند' لانبا کرتا اور اس پر چھوٹا کوٹ پہنے ہوتا تو وہ حبشی حقارت کی نیت سے اپنا منہ اس شہ سوار کی طرف سے موڑ لیتا اور فوراً ہی بازار میں سے کوئی ڈنڈا لے کر اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیتا ان کی اس جرأت کی وجہ سے سپاہی کہتے تھے۔ کہ ہوں نہ ہوں یہ حبشی ضرور یا جادوگر ہیں یا بھوت۔

ابن ابی سبرہ کی مدینہ میں امامت:

مسور بن عبدالملک راوی ہے کہ جب ابن الربیع نے ابوبکر بن ابی سبرہ کو جس نے بنی طے اور اسد کے صدقات کی رقم وصول کر کے محمد کو لا کر دے دی تھی قید کر دیا تو قریشیوں کو اس کی جان کا خوف ہوا کہ مبادا یہ قتل کر دیا جائے اسی زمانے میں حبشیوں نے ابن الربیع کے خلاف یورش کی ابن ابی سبرہ نے جیل سے نکل کر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور انہیں حکومت کی اطاعت کی ترغیب وتحریص کی اور ابن الربیع کے مدینہ واپس آنے تک نماز پڑھائی۔

ابن ابی سبرہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

حارث بن اسحٰق راوی ہے ابن ابی سبرہ بیڑیاں پہنے جیل سے نکل کر مسجد آیا اس نے محمد بن عمران' محمد بن عبدالعزیز اور دوسرے عمائد کو بلا بھیجا یہ سب لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اس نے خدا کا واسطہ دے کر ان سے کہا کہ یہ شورش بڑی مصیبت ہے اگر پہلی شورش کے ساتھ اس شورش کا برا اثر امیر المومنین کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا تو سمجھ لیجیے کہ یہ ہمارا شہر اور اہل شہر تباہ ہو جائیں گے تمام غلام جماعت اس وقت بازار میں موجود ہے میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ حضرات ان سے جا کر ملیے اور حکومت کی اطاعت میں واپس آنے کے لیے گفتگو کیجیے اور اپنی رائے کے مطابق ان کے طرز عمل کو بدل دیجیے اور ان میں نہ کوئی نظام ہے اور نہ ان کی شورش کسی تحریک خاص پر مبنی ہے یہ لوگ تو محض جوش حمیت میں اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سب حضرات غلاموں سے جا کر ملے اور ان سے گفتگو کی انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار اور آقا ہیں ہم آپ کی نصیحت پر بخوشی لبیک کہتے ہیں کیونکہ ہم نے تو محض اس نازیبا طرز عمل کے خلاف جو انھوں نے آپ حضرات کے ساتھ برتا تھا خروج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اپنے معاملہ کو آپ کے سپرد کیے دیتے ہیں اس کے بعد عمائد مدینہ ان کو مسجد لے آئے۔

حسین بن مصعب کی حبشیوں سے گفتگو:

حسین بن مصعب راوی ہے حبشیوں کے خروج کے بعد ابن الربیع مدینہ سے بھاگ گیا میں کچھ لوگوں کے ساتھ حبشیوں کے پاس آیا جو اس وقت بازار میں مورچہ زن تھے ہم نے ان سے کہا کہ تم لوگ متفرق ہو جاؤ کیونکہ اس ہنگامہ سے نہ تو تم کو کوئی فائدہ ہوگا اور نہ ہمیں' وثیق نے کہا کہ اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا' ابن الربیع ہمیں معاف نہ کرے گا اور نہ آپ لوگوں کو' آپ ہمیں اس سے اب نبٹ لینے دیجیے تاکہ کم از کم ہم اپنا دل تو ٹھنڈا کر لیں مگر ہم نے اس کی بات نہ مانی اور برابر اصرار کرتے رہے کہ اس ہنگامہ سے باز آ جاؤ یہاں تک کہ وہ سب حبشی متفرق ہو کر اپنی اپنی راہ چل دیئے۔

عمر بن راشد کا بیان:

عمر بن راشد کہتا ہے کہ وثیق حبشیوں کا سرغنہ تھا اور یعقل قصائی اس کا خلیفہ تھا۔ ابن عمران نے اس سے جا کر پوچھا کہو وثیق

کسے حکمران بنانا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ بنی ہاشم کے چار شخص قریش کے چار انصار کے چار اور موالیوں میں سے چار آدمی باہمی مشورہ سے حکومت کریں۔ ابن عمران نے کہا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اگر اللہ ہماری حکومت میں تم کو شریک کرے تو وہ تمہارے عدل سے ہمیں بہرہ اندوز کرتا رہے وثیق نے کہا کہ اللہ نے پہلے ہی حکومت میرے سپرد کر دی ہے۔

ابن عمران کا خطبہ:

حارث بن اسحٰق بیان کرتا ہے ابن ابی سبرہ کے ہمراہ حبشی مسجد نبوی میں جمع ہوئے وہ بیڑیاں پہنے منبر پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر متمکن ہوا' اس کے بعد محمد بن عمران منبر پر چڑھا اور یہ ابن ابی سبرہ سے ایک درجہ نیچے بیٹھا ان کے بعد محمد بن عبدالعزیز ان دونوں سے ایک درجہ نیچے بیٹھا اس کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن ابی سبرہ ان سب سے نیچے منبر پر جا بیٹھا۔ اب گفتگو شروع ہوئی۔ جتنے منہ اتنی باتیں' بڑی سخت سخت تقریریں ہوتی رہیں مگر ابن ابی سبرہ تمام دوران گفتگو میں بالکل خاموش بیٹھا رہا ابن عمران نے کہا میں بازار جاتا ہوں یہ کہتے ہی وہ منبر پر سے اتر آیا جو لوگ اس سے نیچے بیٹھے تھے وہ بھی اتر آئے مگر ابن ابی سبرہ اپنی جگہ بیٹھا رہا اب اس نے تقریر شروع کی اور اس میں لوگوں کو امیر المومنین کی اطاعت اختیار کرنے کی ترغیب وتحریص کی اور محمد بن عبداللہ کی شورش کا مفصل ذکر کیا۔ محمد بن عمران بازار آیا یہاں اس نے گیہوں کے ایک ٹاٹ پر کھڑے ہو کر عوام کو خطاب کیا اس کی تقریر سن کر تمام لوگ مسجد سے چلے آئے۔

اصبغ بن سفیان کی امامت:

اس روز صرف مؤذن کی امامت میں نماز ادا ہوئی عشاء کی نماز کے وقت تک بہت سے لوگ مسجد آ گئے' قریشی مقام مقصورہ میں جمع ہو گئے تھے اب جماعت کھڑی ہوئی محمد بن عمار مؤذن نے جس کا لقب کساکس تھا قریشیوں سے پوچھا کون نماز پڑھائے گا کسی نے اسے جواب نہیں دیا اس نے پھر کہا کیا آپ کو سنائی نہیں دیتا اس پر بھی کسی نے اسے جواب نہیں دیا اب اس نے ہر شخص کا نام لے کر کہ اے ابن عمران اے ابن فلاں کون نماز پڑھاتا ہے جب اس کا بھی کسی نے جواب نہیں دیا تو اب وہ خود کھڑا ہوا اس کے بعد اصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں نماز پڑھاتا ہوں' اس نے امام کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ صفیں برابر کرو جب صفیں برابر ہو چکیں تو اب اس نے بلند آواز سے سارے نمازیوں کو مخاطب کر کے کہا سن لیجیے میں الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان ہوں اور میں ابوجعفر کی اطاعت کے ساتھ تم سب کو نماز پڑھاتا ہوں اس جملہ کو اس نے دو یا تین مرتبہ کہا پھر تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔

ابن ابی سبرہ کی ہدایت:

دوسرے دن صبح کو ابن ابی سبرہ سے لوگوں نے کہا کہ کل شام تم نے جو حرکت کی وہ سب کو معلوم ہے تم نے اپنے عامل کے قصر کی ہر شے کو لوٹ لیا نیز تم نے امیر المومنین کی فوج کے آذوقہ کو بھی لوٹ لیا میں سب سے بتاکید کہتا ہوں کہ جس کے پاس جو شے ہو وہ لا کر واپس کر دے اور اس کے لیے میں نے حکم بن عبداللہ بن المغیرہ بن موہب کو متعین کیا ہے کہ وہ لوٹ کا سامان وصول کریں' چنانچہ اب لوگوں نے لوٹ کا سامان لا کر اس کے سپرد کیا اور اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہزار دینار مالیت کا سامان اس کے پاس واپس آ گیا۔

ابن ابی سبرہ کی قائم مقامی:

مسور بن عبدالملک ناقل ہے کہ قریش کی یہ صلاح ہوئی کہ وہ ابن الربیع سے ہیں کہ تم مدینہ سے چلے جاؤ اور جب وہ اسے منظور کر لے تو پھر وہ اس سے یہ خواہش کریں کہ وہ ابن ابی سبرہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر جائے تا کہ امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے جو بدگمانی جاگزیں ہے وہ اس طرح دور ہو سکے۔ چنانچہ جب حبشیوں نے ابن الربیع کو مدینہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو ابن عبدالعزیز نے اس سے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو کہ بغیر کسی کو نائب بنائے دینہ سے جاتے ہو یہ بات مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو اپنا نائب بناتے جاؤ۔ اس نے پوچھا کسے بناؤں؟ اس نے قدامہ بن موسیٰ کا نام لیا۔ چنانچہ اسے بلایا گیا۔ قدامہ اس کے پاس آیا وہ ابن الربیع اور ابن عبدالعزیز کے درمیان بیٹھ گیا۔ ابن الربیع نے اس سے کہا قدامہ تم جاؤ میں نے تم کو مدینہ اور اس کے توابع کا والی مقرر کیا۔ قدامہ نے کہا جس شخص نے تم کو میری ولایت کے لیے رائے دی ہے وہ تمہارا خیر خواہ اور دور اندیش نہیں۔ میرے تقرر سے اس کا مقصد فساد پیدا کرانا ہے اس وقت مدینہ کی امارت کا ہم سب سے زیادہ مستحق اور اہل وہ شخص ہے جو گھر بیٹھے سب پر حکومت کر رہا ہے یعنی ابن ابی سبرہ بہتر ہے کہ تم مدینہ واپس جاؤ کیونکہ مدینہ چھوڑنے کی کوئی معقول وجہ اب تک تمہارے پاس نہیں ہے۔ ابن الربیع مدینہ چلا گیا۔

عبداللہ بن ربیع کی مراجعت مدینہ:

حارث بن اسحٰق کہتا ہے ابن عبدالعزیز چند قریشیوں کے ہمراہ ابن الربیع کے پاس بطن نخل میں جہاں وہ اس وقت مقیم تھا آیا اور ان سب لوگوں نے اسے مدینہ واپس آنے کا مشورہ دیا اور اس پر سخت اصرار بھی کیا مگر اس نے نہ مانا آخر کار ابن عبدالعزیز نے خلوت میں کچھ دیر اس سے باتیں کیں اس سرگوشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابن الربیع مدینہ چلا آیا اب سب طرف امن و امان ہو گیا اور لوگ بھی امان وسکون کی زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

عمر بن راشد راوی ہے کہ ابن عمران وغیرہ ابن الربیع سے جا کر اعوص میں ملے جہاں وہ مقیم تھا۔ یہ اسے سمجھا بجھا کر مدینہ واپس لے آئے۔ اس نے مدینہ آ کر وثیق ابوالنار یعقل اور مسعر کا ایک ایک ہاتھ کٹوا دیا۔

منصور کا دارالخلافہ کی منتقلی کا ارادہ:

حکمران ہونے کے بعد منصور نے مدینہ ابن ہبیرہ کے سامنے اپنا ہاشمیہ بنایا ان دونوں کے درمیان فقط شاہراہ کا عرض حائل تھا۔ یہ مدینہ ابن ہبیرہ کوفہ کے ایک پہلو میں واقع ہے اس کے علاوہ منصور نے خود وسط کوفہ میں ایک شہر رصافہ نام بنایا۔ جب راوندیہ جماعت ہاشمیہ میں منصور پر چڑھ آئی تو اس ہنگامہ اور نیز کوفہ کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے منصور کو یہاں قیام کرنا اچھا معلوم نہ ہوا نیز وہاں کے باشندوں سے بھی اب خطرہ پیدا ہو گیا تھا ان حالات کی وجہ سے اس نے ان کی ہمسائیگی کو خیر باد کہہ دینا چاہا۔ وہ خود کسی مناسب اور ایسے خوش آب وہوا مقام کی تلاش میں نکلا جسے وہ اپنا اور اپنی فوج کا مسکن بنا سکے اور وہاں ایک شہر بسائے۔

بغداد کی خصوصیات:

پہلے وہ جرجرایا آیا یہاں سے بغداد گیا وہاں سے موصل جا کر پھر بغداد واپس آیا۔ بغداد کو دیکھ کر کہنے لگا۔ یہ فوجی چھاؤنی کے لیے بہت اچھا مقام ہے۔ اس کے ایک پہلو میں دجلہ رواں ہے یہاں سے لے کر چین تک ہمارے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں،

ہمیں ہر قسم کا سامان معیشت بحری راستے سے وصول ہوسکتا ہے۔اسی طرح تمام سامان خوراک جزیرہ اور ارمینیا اور اس کے گرد کے علاقوں سے ہمیں پہنچ سکتا ہے' دریائے فرات بھی ہمارے قریب ہی واقع ہے اس کے ذریعہ شام رقہ اور اس کے گرد کے علاقوں کی ہر قسم کی پیداوار ہمیں وصول ہوسکتی ہے' ان تمام فوائد ومصالح کو پیش نظر رکھ کر منصور اسی مقام پر فروکش ہو گیا اور صراۃ پر اس نے اپنی چھاؤنی ڈال دی' شہر کی داغ بیل ڈالی اسے چار حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ایک ایک مہتمم تعمیرات کی نگرانی میں دے دیا۔

بغداد کے متعلق پیشین گوئی:

سلیمان بن مجالد راوی ہے کوفے والوں نے اپنی دراندازیوں سے منصور کی فوج کی اطاعت وفرماں برداری ناقابل اعتماد کر دی' نقل مکان کے لیے منصور پہاڑی علاقہ کی طرف گیا تاکہ وہاں کوئی مناسب جگہ اپنے مقام کے لیے انتخاب کرے اس زمانے میں راستہ مدائن سے ہو کر آتا تھا چنانچہ ہم ساباط کی راہ ہولیے میرا ایک رفیق آشوب چشم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اور اپنی آنکھوں کا علاج کرانے لگا طبیب نے اس سے امیر المومنین کے دورے کی غایت دریافت کی اس نے کہا کہ وہ اپنی سکونت کے لیے خوش منظر مقام کی تلاش میں ہیں۔اس نے کہا کہ ہمارے یہاں کتب میں مذکور ہے کہ ایک شخص مقلاص نام دجلہ اور صراۃ کے درمیان زوراء نام آباد کرے گا۔اور جب وہ اس شہر کی بنیاد ڈالے گا۔اور ایک بنیاد بھر جائے گی اس وقت اسے حجاز میں فتنہ پیدا ہونے کی خبر ملے گی وہ اس کی تعمیر چھوڑ کر اس کے فرو کرنے میں مصروف ہو جائے گا اور جب حجاز کے فتنہ سے اسے اطمینان ہو جائے گا اسے بصرہ میں بغاوت برپا ہونے کی اطلاع ملے گی اس واقعہ کا اس پر پہلے سے زیادہ اثر ہوگا مگر تھوڑی ہی مدت میں یہ دونوں فتنے دب جائیں گے وہ اس کی پھر تعمیر شروع کرے گا اسے مکمل کر کے ایک عرصہ تک زندہ رہے گا اور حکومت اس کے ورثاء میں باقی چلی جائے گی۔

سلیمان کہتا ہے کہ امیر المومنین مقام کی تلاش میں اطراف جبل میں پھر رہے تھے کہ میرا رفیق مجھ سے آملا اس نے یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا میں نے اس کی اطلاع امیر المومنین کو دی انھوں نے میرے رفیق کو بلایا اس نے ان کے سامنے پورا واقعہ نقل کیا۔کہنے لگے بخدا وہ شخص میں ہوں' بچپن میں مجھے مقلاص کہہ کر پکارتے تھے بعد میں یہ عرف جاتا رہا۔

ابوجعفر کا اپنے مصاحبوں سے مشورہ:

ابن غیاش راوی ہے جب ابوجعفر نے ہاشمیہ سے نقل مکان کرنا چاہا انھوں نے معماروں کو ایک ایسے عمدہ مقام کے انتخاب کے لیے بھیجا جس کی جائے وقوع مرکزی ہو اور اس میں عوام اور فوج کو کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے' بارما کے قریب ایک جگہ کی ان سے نشان دہی کی گئی جس کے منظر اور آب وہوا کی خوبی کی تعریف کی گئی' منصور خود اس کے ملاحظہ کے لیے روانہ ہوئے' وہیں شب باش ہوئے صبح کو پھر اسی مقام کو اچھی طرح دیکھا بھالا یہ مقام ان کو پسند آ گیا انھوں نے اپنے مصاحبوں سلیمان بن مجالد' ابوایوب الخوزی اور میری منشی عبدالملک بن حمید وغیرہ سے بھی اس مقام کے متعلق رائے دریافت کی سب نے باتفاق اس کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے بہتر جگہ دیکھنے میں نہیں آئی یہ مقام خوش فضا ہے اور یہاں کی آب وہوا بہت معتدل وسزاوار معلوم ہوتی ہے منصور نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو مگر مشکل یہ ہے کہ یہاں اتنی بڑی آبادی' فوجیں اور دوسری جماعتیں آباد نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ ان کی ضروریات معیشت کو کافی نہیں ہوسکتی میں ایسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہتا ہوں جو خوبی آب وہوا کے علاوہ لوگوں کی ضروریات کی کفیل ہوسکے اور میرے

مزاج کے بھی موافق ہو جہاں نرخ اشیاء مایحتاج گراں نہ ہوں اور زندگی گراں بار نہ ہو کیونکہ اگر میں نے اس جگہ قیام کیا جہاں خشکی و تری کے راستے سامان معیشت بہم نہ ہو سکے گا تو ضروری بات ہے کہ یہاں نرخ اشیاء بہت چڑھ جائے گا۔ ضروریات زندگی کم ہوں گی اور اس وجہ سے معیشت گراں ہو جائے گی اور اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوگی' اثنائے سفر میں مجھے ایک ایسا مقام نظر پڑا ہے جہاں یہ تمام خوبیاں جمع ہیں آج رات وہاں بسر کر کے دیکھتا ہوں اگر آب و ہوا بھی اچھی ثابت ہوئی اور اسی کے ساتھ یہ بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ مقام فوج اور عوام کی ضروریات کے لیے مکتفی ہوگا تو میں وہیں شہر آباد کروں گا۔

ابوجعفر منصور کا موضع قصر میں قیام:

ہیثم بن عدی راوی ہے کہ منصور پل کی سمت آ کر وہاں ٹھہرے جہاں اب قصر اسلام واقع ہے یہاں انھوں نے عصر کی نماز پڑھی گرمی کا زمانہ تھا موضع قصر میں ایک راہب کی خانقاہ تھی' انھوں نے یہیں رات بسر کی رات ان کو نہایت خوش گوار معلوم ہوئی۔ میٹھی نیند سوئے اور اس قدر لطف اندوز ہوئے کہ یہاں سے باہر روئے زمین میں ایسی سہانی رات بسر کرنے کا ان کو پہلے اتفاق نہیں ہوا تھا' دوسرے دن سارے دن وہاں ٹھہرے' ہر شے خیال کے مطابق نظر آئی کہنے لگے یہ جگہ ہے یہیں میں نیا شہر آباد کرتا ہوں یہاں فرات' دجلہ اور دوسرے دریاؤں کے ذریعہ دور دور کی پیداوار ہمیں پہنچتی رہے گی۔ نیز فوج اور عوام کے لیے بھی یہ جگہ ہر حیثیت سے بالکل کافی وافی ہوگی اب انھوں نے اس کی داغ بیل ڈالی اس کی تعمیر کا اندازہ قائم کیا' پہلی اینٹ خود اپنے ہاتھ سے رکھی' بنیاد رکھتے وقت یہ کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَالْاَرْضُ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ.

پھر کہنے لگے:

بنو علی بر کته الله.

''اب بناؤ اللہ اس میں برکت دے''۔

ابوجعفر منصور کی بطریق سے ملاقات:

بشر بن میمون الشروی اور سلیمان بن مجالد سے روایت ہے' جب منصور جبال کی سمت سے پلٹے تو انھوں نے اس فوجی افسر کی اطلاع کا جس نے ایک طبیب کی روایت بیان کی تھی کہ ان کی کتابوں میں مقلاص کا ذکر آیا ہے' ذکر کیا اور اس گرجا میں جو ان کے قصر خلد نام کے مقابل واقع ہے فروکش ہوئے۔ منصور نے گرجا کے مہتمم کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی' نیز اس نے اس بطریق کو جو رحاء البطریق کا مالک تھا' بغداد اور محرم کے ویسمکھ اور بستان القس کے مشہور گرجا کے مہتمم کو اور عتیقہ کے ویسمکھ کو اپنے پاس بلایا اور ہر شخص سے ان کے موضعوں کا حال پوچھا کہ سردی اور گرمی میں اور بارش میں ان مقامات کی آب و ہوا کیسی رہتی ہے' کیچڑ کتنا ہوتا ہے' مچھر' کھٹمل' پسوؤں کا کیا حال ہے خشک سالی میں کیا کیفیت رہتی ہے' ہر شخص نے اپنے علم کے مطابق جواب دیا۔ منصور نے اپنے کئی آدمی ان کے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہر ایک ان کے موقع میں رات بسر کرے۔ چنانچہ ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ موضع میں رات گزاری اور پھر منصور کو آ کر اس کی کیفیت بیان کی' اب منصور نے ان سب سے جن کو انہوں نے بلایا تھا مشورہ لیا ہر شخص کی اطلاع کی تنقیح و تنقید کر کے سب نے بالاتفاق بغداد کے زمیندار کو اختیار کیا' منصور نے اسے بلا کر اس سے مشورہ لیا اور اس کے گاؤں کا حال

پوچھا یہ وہی زمیندار ہے جس کا گاؤں اب تک اس مربع میں جو ابوالعباس الفضل بن سلیمان الطوسی کے نام سے مشہور ہے قائم ہے۔ گاؤں کے کچے مکانات کی صرف بنیادیں اور اس زمیندار کا پورا مکان بدستور اب تک قائم ہیں۔

بطریق کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

اس نے منصور سے کہا کہ جناب والا نے ان مقامات کی آب و ہوا اور فضا کے متعلق مجھ سے دریافت فرمایا ہے کہ کون سا مقام آپ کے لئے اختیار کیا جائے میری یہ رائے ہے کہ آپ ان چار پرگنوں کے درمیان سکونت پذیر ہوں۔ مغرب میں دو پرگنے قطربل اور بادوریا اور مشرق میں نہر بوق اور کلواذی ہوں اس طرح آپ ایک ایسے وسطی مقام میں سکونت پذیر ہو جائیں گے جہاں کثرت سے نخلستان ہیں اور پانی بالکل قریب ہے اگر کبھی ایک پرگنہ میں خشک سالی ہوگئی اور اس کی وجہ سے اس کی فصل پچھڑ گئی تو دوسرے پرگنوں میں کافی پیداوار ہو جائے گی اور اس طرح آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی' آپ صراۃ پر قیام کریں گے۔ دریائے فرات کے ذریعہ شام سے سامان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچتا رہے گا نیز مصر و شام کے میوے آپ کو ہم دست ہوتے رہیں گے دوسری طرف سے دجلہ کے ذریعہ چین' ہند' بصرہ اور واسط سے امان خوراک کشتیوں میں بار ہو کر آپ کو پہنچے گا آرمینیا اور اس کے ملحقہ علاقہ کا سامان خوراک دریائے تامرا کی راہ دریائے زاب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچا کرے گا' اسی طرح روم' آمد' جزیرہ اور موصل کی پیداوار دجلہ کے راستے آپ کو پہنچا کرے گی۔

بغداد کی دفاعی حیثیت:

چونکہ آپ بہت سے دریاؤں کے بیچ میں متوطن ہوں گے اس وجہ سے کوئی دشمن دریا کو کشتیوں کے پل یا پختہ پل کے ذریعہ عبور کیے بغیر آپ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اگر آپ دشمن کے لیے ان پلوں کو قطع یا برباد کر دیں گے تو کسی اور ذریعہ سے دشمن آپ تک پہنچ ہی نہ سکے گا آپ دجلہ اور فرات کے درمیان ہوں گے جو کوئی بھی مشرق یا مغرب سے آپ کے خلاف پیش قدمی کرے گا۔ اسے بہر حال دریا کا عبور کرنا لازمی ہوگا۔ نیز یہاں سکونت پذیر ہونے سے آپ ایک طرف بصرہ' واسط اور کوفہ اور دوسری طرف موصل اور تمام علاقہ سواد کے درمیان رہیں گے' نیز آپ صحرا' سمندر اور کوہستان سے قریب رہیں گے تاکہ جیسی ضرورت واقع ہو اس سے کام لیا جا سکے' یہ گفتگو سن کر منصور کا ارادہ اسی مقام پر فروکش ہونے کا جو اس شخص نے منصور کے لیے اختیار کی اور بڑھ گیا' اتنے میں اس نے منصور سے یہ بھی کہا کہ ان تمام فوائد کے ہوتے ہوئے یہ بات بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ اللہ کے فضل و احسان سے امیر المومنین کی فوج اور عہدہ دار بہت کثیر ہیں اس وجہ سے آپ کے کسی دشمن کو آپ پر آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہو سکتی' شہروں کی تعمیر میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اس کی فصیلیں ہوں' خندق ہوں' اور قلعے ہوں یہاں یہ فائدہ ہے کہ قدرتی طور پر دجلہ اور فرات آپ کے شہر کے لیے خندق کا کام دیں گے۔

حماد الترکی کا بیان:

حماد الترکی کہتا ہے ۱۴۵ھ میں منصور نے کئی آدمیوں کو مضافات میں ایک ایسے مقام کے انتخاب کے لیے متعین کیا جہاں وہ اپنا شہر بسائیں ان اصحاب نے اس مقصد کے حاصل کرنے میں گو پوری جدوجہد کی مگر منصور کو کوئی جگہ پسند نہ آئی اور اس لیے وہ خود معائنہ کے لیے نکلے اور اسی گرجا میں جو صراۃ پر واقع ہے آ کر شب باش ہوئے' کہنے لگے کہ بس میں اسی مقام کو پسند کرتا ہوں یہاں

فرات' دجلہ' اور صراۃ کے ذریعہ تمام ضروریات زندگی بہم پہنچیں گی۔

محمد بن جابر کی روایت:

محمد بن جابر کا باپ راوی ہے جب ابوجعفر منصور نے بغداد میں اپنا شہر بسانا چاہا تو ان کی نظر ایک راہب پر پڑی انھوں نے اسے آواز دے کر بلایا وہ حاضر ہوا انھوں نے اس سے پوچھا کیا تمہاری کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شخص ایک شہر بسائے گا اس نے کہا جی ہاں مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر بسائے گا منصور کہنے لگے بچپن میں مجھی کو مقلاص عرف سے پکارتے تھے راہب کہنے لگا تو بس آپ ہی اس کی تعمیر کریں گے' اسی طرح جب انھوں نے روم کے علاقہ میں شہر رافقہ بسانا چاہا تو اہل رقہ نے اس کی مخالفت کی بلکہ لڑنے مرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ کہنے لگے کہ اس طرح آپ ہمارے ہاٹ بند کرا دیں گے' ہماری روزی جاتی رہے گی اور ہمیں اپنے گھروں میں رہنا مشکل پڑ جائے گا۔ ان کی اس معاندانہ روش کے مقابلہ میں خود منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے اور انھوں نے وہاں کے کلیسا کے راہب کو بلا بھیجا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی کتابوں میں کچھ اس بات کا ذکر آیا ہے کہ یہاں کوئی شہر آباد کیا جائے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ بات پہنچی ہے کہ مقلاص ایک شخص اس مقام پر شہر بسائے گا۔ منصور نے کہا تو میں مقلاص ہوں' چنانچہ انھوں نے یہاں بھی بالکل بغداد کے نمونے پر شہر بسایا' شہر کی تقسیم اور ترتیب بغداد جیسی تھی البتہ فصیل اور شہر کے دروازوں میں فرق تھا اور صرف ایک خندق تھی۔

بغداد کی تعمیر کا حکم:

سلیمان بن مجالد راوی ہے اب منصور نے معماروں اور مزدوروں کے جمع کرنے کے لیے شام' موصل' جبال' کوفہ' واسطہ اور بصرہ میں اپنے عمال پھیلا دیئے اور ان تمام مقامات سے معمار اور مزدور آ گئے نیز ان کے حکم سے امین قابل ہوشیار و سمجھ دار اور فن تعمیر سے واقف لوگوں کی ایک جماعت منتخب کی گئی ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے' اس کے بعد انھوں نے شہر کی داغ بیل ڈالنے' بنیاد کھودنے' کچی اینٹوں کی ساخت اور ان کی پز کا حکم دیا' اب یہ کام شروع ہوا سب سے پہلے ۱۴۵ھ میں اس کی ابتداء ہوئی۔

بغداد کی ترتیب و تقسیم:

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد کی تعمیر کا منصور نے مصمم ارادہ کر لیا تو اطمینان قلب کے لیے ان کی خواہش ہوئی کہ ترتیب و تقسیم کو وہ عیاناً مشاہدہ کر لیں اس غرض کے لیے انھوں نے حکم دیا کہ تمام شہر کی داغ بیل راکھ سے بنا دی جائے۔ اب انھوں نے معائنہ شروع کیا ایک دروازے سے داخل ہو کر شہر کی تمام شاہراہوں' گلی کوچوں' اور چوکوں سے ہوتے ہوئے گزرے اور چاروں طرف پھر کر خوب غور سے اسے اور خندقوں کی داغ بیل کو دیکھا اس طرح معائنہ کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ ان خطوط پر بنولے جمائے جائیں اور ان پر مٹی کا تیل ڈال دیا جائے۔ چنانچہ اس طرح کر کے جب ان کو آگ لگائی گئی اور وہ اچھی طرح روشن ہو گئی تو منصور نے پھر بغور شہر کی ترتیب و تقسیم کا معائنہ کیا اس کو اچھی طرح سمجھ گیا اور وہی داغ بیل تعمیر کے لیے منظور کر کے اسی پر بنیاد کھودنے کا حکم دے دیا اور کام شروع ہوا۔

قریہ عتیقہ:

حماد الترکی بیان کرتا ہے منصور نے کئی شخصوں کو شہر بسانے کے لیے ایک عمدہ قطعہ کی تلاش میں روانہ کیا محمد بن عبداللہ کے

خروج سے ایک سال یا تقریباً ایک سال قبل ۱۴۴ھ میں اس جماعت نے موضع بغداد کو جو صراۃ کے کنارے خلد سے متصل واقع تھا اس کام کے لیے اختیار کیا جس جگہ خلد واقع ہے وہاں پہلے ایک گرجا تھا نیز صراۃ کی کھاڑی میں خلد سے متصل جانب مشرق ایک اور قریہ اور بڑا گرجا تھا جسے سوق البقر کہتے تھے اور وہ قریہ عتیقہ کہلاتا تھا یہ وہی قریہ ہے جسے مثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی نے فتح کیا ہے۔

ابوجعفر کا لقب الوالدوانیق:

منصور اس گرجا میں آ کر فروکش ہوئے جو موقع خلد پر صراۃ کے کنارے واقع تھا' یہاں ان کو مچھر' پسو' کھٹمل اور بھنگے' مکھیاں بہت ہی کم معلوم ہوئیں کہنے لگے میں ایسے ہی مقام کو پسند کرتا ہوں' یہاں تمام ضروریات زندگی فرات اور دجلہ کے ذریعہ بہم پہنچتی رہیں گی اور یہ جگہ ایک بڑے شہر کے بسانے کے لئے مناسب معلوم ہوتی ہے منصور نے اس گرجا کے راہب سے بلا کر کہا کہ میں یہاں ایک شہر بسانا چاہتا ہوں تمہاری کیا رائے ہے کہنے لگا آپ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں وہ بادشاہ شہر بسائے گا جس کا لقب ابوالدوانیق ہوگا۔ یہ سن کر منصور اپنے دل ہی دل میں ہنسے' کہنے لگے کہ میں ہی ابوالدوانیق ہوں اب ان کے حکم سے شہر کی داغ بیل قائم کی گئی اس کے چار حصے کر کے ایک ایک حصہ ایک مہتمم کے سپرد کر دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

سلیمان بن مجالد راوی ہے منصور نے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو قاضی بنانا چاہا انھوں نے اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا منصور نے قسم کھائی کہ میں ضرور ان کو سرکاری عہدہ دوں گا اس کے مقابلہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں کبھی قبول نہ کروں گا۔ چنانچہ جب قضا کے عہدے سے انہوں نے انکار کر دیا تو اب منصور نے راوی کے خیال کے مطابق اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شہر کی تعمیر خشت سازی' ان کا شمار اور مزدوروں سے کام لینے کی نگرانی پر متعین کر دیا۔ چنانچہ شہر کی خندق سے متصل دیوار کی تکمیل تک انھوں نے اس خدمت کو انجام دیا اس دیوار کی تکمیل ۱۴۹ھ میں ہوئی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہدہ قضاۃ قبول کرنے سے انکار:

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے منصور نے قضاء اور تصفیہ مظالم کا عہدہ ابوحنیفہ کو دینا چاہا انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ منصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو سرکاری عہدہ دیئے بغیر نہیں چھوڑیں گے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کی خبر ہوگئی انھوں نے ایک بانس لے لیا اور جو شخص جتنی اینٹیں بناتا یہ اس بانس سے اس کا شمار کر لیتے اس طریقہ سے اینٹ کا شمار سب سے پہلے انھوں نے کیا ہے اس طرح انھوں نے ابوجعفر کی قسم بھی پوری کر دی اس کے بعد وہ بیمار ہوئے اور بغداد ہی میں انتقال کر گئے۔

بغداد کی تعمیر کا التواء:

بیان کیا گیا ہے کہ جب منصور نے خندق کے کھودنے اور بنیاد کے قائم کرنے اور خوب مضبوط بنانے کا حکم دیا تو یہ کہا کہ فصیل کا عرض نیچے سے پچاس گز اور اوپر بیس گز ہو' اور بنیاد کی ہر چوکھٹ میں لکڑی کے بجائے مضبوطی کے لیے بانس کی کھچیاں رکھوائیں جب فصیل قد آدم بلند ہوگئی یہ ۱۴۵ھ میں ہوا تو اسے محمد کے خروج کی اطلاع ملی یہ سن کر انھوں نے شہر کی تعمیر رکوا دی۔

احمد بن حمید بن جبلہ اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ مدینہ ابوجعفر اپنی تعمیر سے پہلے بغدادیوں کا ایک مزرع تھا اس کو مبارکہ کہتے تھے اس کے ساٹھ مالک تھے ابوجعفر نے اس کے عوض ان کو دوسری زمینیں دے دیں اور قیمت بھی دے کر ان کو راضی کر لیا

میرے دادا کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملا تھا۔

بغداد کے نواحی مواضعات:

حماد الترکی کہتا ہے بنا سے پہلے مدینہ ابوجعفر کے گرد کئی گاؤں تھے۔ باب الشام کی طرف خطابیہ واقع تھا یہ باب درب النورہ سے لے کر درب الاقفاص تک آباد تھا اس کے بعض نخل خلیفہ مخلوع کے عہد تک باب الشام کی سڑک پر راستہ میں قائم تھے پھر فتنہ کے زمانہ میں کاٹ دیئے گئے' اس قریہ خطابیہ کے مالک بعض زمیندار تھے جو بنوفروہ اور بنوقنورا کے نام سے مشہور تھے اسمٰعیل بن دینار یعقوب بن سلیمان اور ان کے متعلقین انہی میں سے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات راوی ہے کہ جو قریہ مربعہ ابوالعباس میں واقع تھا وہ میرے نانا کا تھا اور یہ لوگ زمیندار تھے ان کو بنوزرارہ کہتے تھے دردانیہ اس کا نام تھا اس کے علاوہ ایک اور قریہ مربعہ ابوفروہ کے متصل تھا یہ اب تک قائم ہے۔

ابراہیم بن عیسیٰ راوی ہے جو مقام سعید خطیب کے گھر کے نام سے مشہور ہے یہاں شرقانیہ نام قریہ تھا ابوالجون کے پل کے متصل اس قریہ کے نخل اب تک قائم ہیں یہ ابوالجون اسی قریہ کا رہنے والا بغداد کے زمینداروں میں سے تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ربیع کے مقطع میں پرگنہ یا دوریا کے فروبیج نام ہاٹ کے قریہ نیاوری کے باشندوں کے بہت سے مزرعے تھے۔

محمد بن موسیٰ بن الفرات اپنے باپ یا دادا کی روایت بیان کرتا ہے (راوی کو اس معاملہ میں شبہ ہے) یا دوریا کا ایک کسان میرے پاس آیا جس کا جبہ پھٹا ہوا تھا میں نے اس کے پھٹنے کی وجہ دریافت کی' اس نے کہا لوگوں کے ازدہام کی وجہ سے' اور یہ بھیڑ ایسے موقع پر ہے جہاں میں نے مدت تک ہرنوں اور خرگوشوں کو ہنکایا ہے اس مقام سے اس کی مراد باب الکرخ تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ خارجہ نام ربیع کا مقطع ان مقطعوں میں کا ایک ہے جو اسے مہدی نے عطا کیے منصور نے اسے داخلہ دیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ نہر طابق کر دی اصل میں بابک بن بہرام بن بابک کی نہر ہے بابک ہی نے وہ جائداد آباد کی تھی جس پر اب عیسیٰ بن علی کا قصر واقع ہے اور یہ نہر بھی اسی نے بنوائی تھی۔ فرضۃ جعفر وہ جاگیر ہیں جو ابوجعفر نے اپنے بیٹے کو دی تھیں اور پرانا پل ایرانیوں کا ساختہ ہے۔

ابوجعفر منصور کا گرجا میں قیام:

حماد الترکی کہتا ہے منصور دریائے دجلہ کے کنارے والے گرجا میں فروکش تھے یہ جگہ اب خلد کے نام سے مشہور ہے' اس دن گرمی شدید تھی۔ یہ ۱۴۵ھ کا واقعہ ہے میں اپنے جائے قیام سے نکل کر ربیع اور اس کے مصاحبوں کے ساتھ جا بیٹھا اتنے میں ایک شخص آیا جو پہرہ دار سے گذر کر مقصورہ تک چلا آیا اور اب اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی ہم نے منصور سے اس کے لیے اندر آنے کی اجازت مانگی اس وقت سلم بن ابی سلم اس کے پاس تھا منصور نے اجازت دے دی۔

ابوجعفر منصور کی روانگی کوفہ:

اس شخص نے محمد کے خروج کی اطلاع اسے پہنچائی منصور کہنے لگے ہم ابھی مصر کو حکم بھیجتے ہیں کہ وہاں سے حرمین کو کسی قسم کا سامان خوراک نہ بھیجا جائے پھر کہنے لگے کہ اگر مصر سے غلہ کی بہم رسانی مسدود ہو جائے تو حجازیوں کی زندگی دوبھر ہو جائے گی اور قحط پڑ جائے گا' نیز انھوں نے حکم دیا کہ عباس بن محمد والی جزیرہ کو ایک خط لکھ دیا جائے اس میں محمد کے خروج کی اطلاع دی جائے اور یہ بھی لکھ دیا جائے کہ اس خط کو لکھنے کے بعد ہی میں یہاں سے کوفہ میں جا رہا ہوں تم سے جس قدر ہو سکے اہل جزیرہ کی فوج روزانہ مجھے

بھیجتے رہو امراء شام کو بھی انھوں نے اسی مضمون کے خط لکھ دیئے اور کہا کہ چاہے ایک ہی آدمی روزانہ بھیج سکو مگر بھیجو تاکہ جو آدمی آئیں ان سے میری خراسانی فوجوں کی کمک ہو سکے جب اس کی اطلاع اس کذاب کو ہوگی اس کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔اس کے بعد ہی انھوں نے کوچ کا حکم دے دیا ہم سب نہایت شدید گرمی میں روانہ ہوئے اور کوفے آ گئے اس کے بعد جب تک محمد اور ابراہیم کی بغاوت فرو نہ ہوگئی منصور نے کوفہ نہ چھوڑا اس کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے۔ 4

ابوجعفر کے متعلق اس کے مصاحبین کی آراء:

ابوجعفر کو بغداد میں یہ خبر ملی کہ محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا ہے وہ بغداد سے کوفہ روانہ ہوئے' اثنائے راہ میں عثمان بن عمارہ بن حریم' اسحٰق بن مسلم العقیلی اور عبداللہ بن الربیع المدانی نے ان کی طرف نظر کی یہ لوگ ان کے مصاحبین خاص تھے منصور اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار سفر کر رہے تھے ان کے اعزا اور اقرباء ان کے گرد تھے ان کو دیکھ کر عثمان نے کہا چونکہ اس عباسی نے چال بازی' ہوشیاری' موقع شناسی کو اپنی زینت لباس بنایا ہے اس وجہ سے میرا خیال ہے کہ محمد اور اس کے خاندان کو اس معاملہ میں ناکامی ہوگی علاوہ بریں جنگ وجدل میں بھی جس کے لیے محمد تیار ہوا ہے' منصور ابن جذل الطعان کے ان شعروں کا مصداق ہے:

فکم من غارۃ و رعیل خیل — تدارکھا وقد حمی اللقاء
فرد فخیلھا حتی ثناھا — باسمر ما یریٰ فیہ التواء

ترجمہ: ''شدید جنگ میں بہت سے حملوں اور رسالوں کے دستوں کا اس نے تدارک کیا ہے اور اس کے سپہ سالار کو اس نے گندم گوں سیدھے نیزے کی ضرب سے مار بھگایا ہے''۔

اسحٰق بن مسلم کہنے لگا میں نے منصور کو اچھی طرح جانچا اور پرکھا ہے وہ سخت ترش رو اور کڑوا ہے مضبوط و طاقتور ہے اس کے گرد جو اس کے اعزاء ہیں وہ ربیعہ بن مکدم کے ان شعروں کے مصداق ہیں:

سمالی فرسانٌ کان وجوھھم — مصابیح تبدو فی الظلام زواھر
یقودھم کبش اخو مصمئلۃ — عبوس السری قد لوحتہ الھواجر

ترجمہ: ''ایسے شہ سوار میرے سامنے آئے جن کے چہرے اس طرح درخشاں تھے جس طرح شب تار میں ستارے' ان کی قیادت ایک ایسا جفاکش اور مضبوط بہادر سردار کر رہا تھا جس کا چہرہ دوپہر کی لوؤں میں جھلس کر پرشکن ہو رہا تھا''۔

ابوجعفر کی کوفہ میں آمد:

عبداللہ بن الربیع کہنے لگا جناب وہ نہایت کڑوا خشم آگیں' شیر نیستاں ہے جو اپنے مقابل کو آناً فاناً پھاڑ ڈالتا ہے اور اس کی جان نکال لیتا ہے اور جنگ کے وقت تو اس کی حالت ابوسفیان بن الحارث کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:

و ان لنا شیخا اذا لحرب شمرت — یدیھتہ الاقدام قبل التوافر

ترجمہ: ''ہمارا ایسا سردار ہے کہ شدید جنگ میں وہ سب سے آگے نظر آتا ہے''۔

چلتے چلتے منصور قصر ابن ہبیرہ آئے کوفہ میں اقامت اختیار کی اور یہاں سے اپنی فوجیں معاندین کے مقابل بھیجیں' جنگ کے ختم کے بعد وہ پھر بغداد آ گئے اور اب اس کی تعمیر مکمل کی۔

باب ۶

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج

اس سال ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نے جو محمد بن عبداللہ بن حسن کا بھائی تھا۔ منصور کے خلاف بصرہ میں علم بغاوت نصب کیا منصور سے لڑا اور مارا گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی مراجعت کوفہ:

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن حسن کو گرفتار کرلیا تو اس واقعہ سے محمد اور ابراہیم دونوں چوکنے ہو گئے اور عدن چلے گئے یہاں بھی ان کو اپنے متعلق خوف دامن گیر ہوا وہ سمندر کی راہ سندھ آ گئے یہاں کسی نے عمرو بن حفص کو ان کا پتہ دے دیا انھوں نے سندھ بھی چھوڑا اور کوفے آ گئے اس وقت ابوجعفر کوفہ میں موجود تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ میں روپوشی:

منہ بنت ابی المنہال کہتی ہے کہ ابراہیم بنی صبیعہ کے ایک خاندان حارث بن عیسیٰ کے مکان میں فروکش ہوا وہ دن کو باہر نہیں نکلتا تھا اس کے ہمراہ اس کی ایک ام ولد بھی تھی میں جا کر اس سے باتیں کیا کرتی تھی' جب تک وہ ظاہر نہیں ہوا ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں اس کے ظاہر ہونے کے بعد میں اس کی ام ولد کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ آپ ہی سے میں روز آ کر باتیں کرتی تھی اس نے کہا ہاں میں وہی ہوں مسلسل پانچ سال سے ہم کو کہیں قرار نصیب نہیں ہوا ہے کبھی فارس' کبھی کرمان' کبھی جبال' کبھی حجاز اور کبھی یمن میں قیام ہوا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی روانگی بصرہ:

مطہر بن الحارث کہتا ہے بصرہ آنے کے ارادے سے ہم مکہ سے ابراہیم کے ہمراہ چلے ہم دس آدمی تھے راستے کے کسی مقام سے ایک اعرابی ہمارے ساتھ ہولیا۔ ہم نے اس سے نام پوچھا اس نے فلاں بن ابی مصاد الکلبی بتایا یہ بصرہ کے قریب پہنچنے تک برابر ہمارے ساتھ رہا' ایک دن اس نے مجھ سے کہا سچ کہو کیا یہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن نہیں ہے میں نے کہا' نہیں یہ تو شام کا باشندہ ہے' جب ہم بصرہ سے ایک رات کی مسافت پر رہ گئے تو ابراہیم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اور اس کی دوسری صبح کو ہم لوگ بصرہ میں داخل ہوئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی بصرہ میں آمد:

ابوصفوان نصر بن قدید بن نصر بن سیار راوی ہے کہ ابتداء ۱۴۳ھ مین ابراہیم اس وقت بصرہ آیا جب کہ حجاج حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے وطن پلٹے۔ یحییٰ بن زیاد بن حسان النبطی اسے لے کر آیا تھا اسی نے اس کا کرایہ دیا اور اس کے ساتھ دوسری جانب محمل میں بیٹھا بنی لیث کے ایک مکان میں اسے اتارا ایک عجمی سندھی جاریہ خرید کر اس کو دی یحییٰ بن زیاد کے گھر میں اس جاریہ کے بطن

سے ابراہیم کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ میں خود اس بچے کے جنازے میں شریک تھا۔ یحییٰ بن زیاد نے اس کی نماز پڑھی تھی۔

ابراہیم بن عبداللہ کے متعلق ابوجعفر منصور کو اطلاع:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے قبل کا یہ واقعہ ہے کہ ابراہیم حیار واقع شام میں قعقاع بن خلید العبسی کی اولاد کے پاس فروکش ہوا فضل بن صالح بن علی حاکم قنسرین نے ابوجعفر کو اس کی اطلاع ایک چھوٹے سے پرچہ پر جو اس نے اپنے مراسلہ کے نیچے شامل کر دیا تھا لکھ بھیجی اس اطلاع میں لکھا کہ ابراہیم یہاں آیا تھا میں نے اسے تلاش کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ بصرہ چل دیا ہے' جب یہ خط ابوجعفر کو موصول ہوا انہوں نے اس کا ابتدائی حصہ خود پڑھا مگر چونکہ اس میں کوئی پریشان کن خبر ان کو نہ ملی انھوں نے وہ خط ابوایوب الموریانی کے حوالے کر دیا اس نے بھی اسے بغیر پورے طور پر پڑھے داخل دفتر کر دیا البتہ جب دفتر پیشی والے' صوبہ داروں کے خطوط کا جواب دینے کے لیے آمادہ ہوئے تو ابان بن صدقہ نے جو اس وقت ابوایوب کا پیش کار تھا فضل کے خط کو تاریخ دیکھنے کے لیے کھولا پڑھتے پڑھتے اس کی نظر اس پرچہ پر بھی پڑی جب اس نے اس کا ابتدائی حصہ پڑھا جس میں تحریر تھا ''میں امیر المومنین کو اطلاع دیتا ہوں'' اس نے اس خط کو جدید موصول شدہ مراسلات میں رکھ لیا خود ابوجعفر کے پاس گیا ابوجعفر نے خط پڑھ کر حکم دیا کہ ابراہیم کی خبر کے لیے مخبر متعین کر دیئے جائیں اور پہرے چوکیاں بٹھا دی جائیں۔

بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش:

خود ابراہیم سے روایت ہے' مجھے موصل میں سرکاری طلب نے اس قدر مضطر کر دیا کہ ایک مرتبہ مجھے ابوجعفر کے دسترخوان پر بیٹھ کر پناہ لینا پڑی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں موصل پہنچا اتنی سختی سے میری تلاش شروع کی گئی کہ میں پریشان ہو گیا زمین میرے قدموں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی میرے لیے کوئی مفر کی صورت باقی نہ رہی تھی ہر طرف میری گرفتاری کے لیے پہرے اور چوکیاں متعین تھیں' عام لوگوں کو اب صبح کے کھانے کی دعوت دی گئی' میں بھی ان کے ساتھ سرکاری دسترخوان پر جا بیٹھا دوسروں کے ساتھ کھانا کھا کر نکل آیا اس اثناء میں تلاش ملتوی ہو چکی تھی۔

ابونعیم الفضل بن وکین کہتا ہے کہ ایک شخص نے مطہر بن الحارث سے کہا کہ ابراہیم کوفہ سے گزرا تھا اور میں کوفہ میں اس وقت اس سے ملا بھی تھا۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ نہیں وہ کبھی کوفہ نہیں آیا۔ البتہ وہ پہلے موصل میں تھا وہاں سے انبار آیا پھر بغداد پھر مداین اور نیل اور واسط آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے فوجی عہدیداروں کے نام خطوط:

نصر بن قدید بن نصر بیان کرتا ہے ابراہیم نے بہت سے شیعہ اہل بیت فوجی عہدہ داروں کے نام خط لکھے تھے انھوں نے جواب میں لکھا کہ آپ خروج کریں ہم ابوجعفر پر دھاوا کر دیں گے۔ اس وعدہ کی بنا پر ابراہیم نے خروج کیا' بڑھتا ہوا وہ ابوجعفر کے پڑاؤ تک پہنچ گیا' جو ان دنوں بغداد کے ایک گرجا میں فروکش تھے انھوں نے بغداد کی داغ بیل ڈال دی تھی اور اس کی تعمیر کا عزم کر لیا تھا۔ ابوجعفر کے پاس ایک ایسا آئینہ تھا جس میں دیکھ کر وہ اپنے دشمن اور دوست میں تمیز کر لیتے تھے۔ اس کے متعلق ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حسب دستور ایک دن ابوجعفر نے آئینہ میں دیکھا کہنے لگے اے مسیب بخدا! میں ابراہیم کو اپنے پڑاؤ میں دیکھ رہا ہوں روئے زمین پر اس سے زیادہ میرا دشمن اور کوئی نہیں ہے اب تم کیا کرتے ہو۔

ابراہیم بن عبداللہ اور سفیان العمی کی گفتگو:

عبداللہ بن محمد بن البواب کہتا ہے کہ ابوجعفر نے صراۃ کے پرانے پل بنانے کا حکم دیا یہ اس کے دیکھنے کے لیے گئے وہاں ان کی نظر ابراہیم پر پڑی' ابراہیم پچھلے پاؤں ہٹ گیا اژدحام میں مل کر ایک غلہ فروش کے پاس آیا اس کے پاس پناہ لی اس نے ابراہیم کو اپنے ایک بالا خانے پر چڑھا دیا اور وہاں چھپا دیا۔ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں بڑی جدوجہد کی اور ہر مکان پر پہرہ بٹھا دیا مگر ابراہیم چپ چاپ اپنے مسکن میں چھپا بیٹھا رہا اگرچہ ابوجعفر نے اس کی تلاش میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی مگر اسے اس کا پتہ نہ چلا۔ اس وقت سفیان العمی اس کے پاس تھا اس نے ابراہیم سے کہا کہ کب تک اس طرح چھپ کر بیٹھو گے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے چاہے اس میں خطرہ ہی کیوں نہ ہو' ابراہیم نے کہا کہ جو تمہاری سمجھ میں آئے' کرو۔

سفیان العمی کی ابوجعفر منصور سے ملاقات:

سفیان ربیع کے پاس آیا اور امیر المومنین سے ملنے کی اجازت چاہی اس نے پوچھا تم کون ہو سفیان نے اپنا نام بتا دیا ربیع نے اسے ابوجعفر کے سامنے پیش کر دیا اس پر نظر پڑتے ہی انہوں نے اسے خوب گالیاں دیں سفیان نے کہا میں آپ کے اس عتاب کا مستحق ہوں مگر اب تو میں آپ کی خدمت میں معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہوں اور اپنے کیے پر نادم اور تائب ہوں اگر آپ میری درخواست قبول کر لیں تو میں آپ کو ایسی بات بتاؤں جسے آپ دل سے چاہتے ہیں' ابوجعفر نے پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم بن عبداللہ کو آپ کے پاس لیے آتا ہوں میں نے اسے اور اس کے خاندان والوں کو اچھی طرح پرکھ لیا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے اگر میں ایسا کروں تو اس کا آپ مجھے کیا صلہ دیں گے۔ ابوجعفر نے پوچھا ابراہیم کہاں ہے اس نے کہا غالباً اب وہ بغداد پہنچ گیا ہوگا یا عنقریب پہنچ جائے گا میں اسے عبدسی میں خالد بن نہیک کے مکان میں چھوڑ کر آیا ہوں' آپ میرے لیے' میرے ایک غلام کے لیے اور ایک فوجی افسر کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے اور میرے لیے ڈاک کے گھوڑوں پر سفر کرنے کا حکم دے دیجیے۔

سفیان العمی کے لیے پروانہ راہداری:

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ سفیان نے منصور سے کہا کہ ایک دستہ فوج اب میرے ساتھ کر دیجیے۔ میرے اور میرے ایک غلام کے لیے پروانہ راہداری لکھ دیجیے میں اسے آپ کے پاس لیے آتا ہوں' ابوجعفر نے پروانہ راہداری لکھ کر اسے دے دیا فوج اس کے ساتھ کر دی نیز ایک ہزار دینار بھی دیئے کہا کہ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرو' سفیان نے کہا کہ مجھے اس ساری رقم کی ضرورت نہیں ہے اس نے اس میں سے صرف تین سو دینار لے لیے وہ اس رقم کو لے کر ابراہیم کے پاس آیا جو ایک کوٹھری میں مقیم تھا اس نے پشمینہ کا ایک کرتہ پہن رکھا تھا اور ایک عمامہ باندھے تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا فرار:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک غلاموں کی قبا پہنے تھا۔ سفیان نے اسے آواز دی کہ کھڑا ہو وہ کانپتا ہوا کھڑا ہوا اب یہ اس پر حکومت جتانے لگا اسی طرح وہ مدائن آیا پل کے افسر نے ان کو عبور سے روکا سفیان نے پروانہ راہداری اس کے حوالے کر دیا اس نے پوچھا کہ تمہارا غلام کہاں ہے سفیان نے کہا یہ ہے جب پل کے افسر نے غور سے اس غلام کے چہرے کو دیکھا تو کہنے لگا بخدا! یہ غلام نہیں ہے یہ ضرور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن ہے اچھا جاؤ میں تم کو نہیں روکتا' اس نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔ ابراہیم بھاگ گیا۔

سفیان العمی کی روپوشی:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ دونوں ڈاک کے گھوڑوں پر سوار ہو کر عبدسی آئے وہاں سے کشتی میں سوار ہو کر بصرہ آ گئے اور روپوش ہو گئے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ابوجعفر کے پاس سے نکل کر بصرہ آ گیا اور ایک ایسے مکان میں جس کے دو دروازے تھے سپاہیوں سے آ کر ملتا' دس کو ایک دروازے پر بٹھاتا اور کہتا کہ جب تک میں اندر سے نہ آؤں تم یہاں سے نہ جانا اور خود دوسرے دروازے سے نکل جاتا اسی طرح اس نے اس فوج کو جو ابوجعفر نے اس کے ساتھ کر دی تھی متفرق کر دیا اور جب تنہا رہ گیا تو اب وہ روپوش ہو گیا' سفیان بن معاویہ کو اس کی خبر پہنچی اس نے ان سرکاری سپاہیوں کو اپنے پاس بلالیا' اب اس نے عمی کو تلاش کرایا مگر اس کا پتہ نہ لگ سکا۔

ابن عائشہ اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ اصل میں عمرو بن شداد نے ابراہیم کے لیے یہ چال نکالی تھی اور اس طرح اس نے ان دونوں کو ابوجعفر سے بچا دیا۔

عمرو بن شداد پر عتاب:

عمرو بن شداد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے روپوشی کی حالت میں ابراہیم میرے پاس مدائن آیا میں نے اسے اپنے ایک مکان میں دجلہ کے کنارے واقع تھا اتار دیا' کسی شخص نے عامل مدائن سے اس واقعہ کی بنا پر میری شکایت کر دی' اس نے سو کوڑے میرے لگوائے مگر میں نے ابراہیم سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا اسے سن کر ابراہیم بصرہ کی سمت چل دیا۔ جب وہ شام سے بصرہ جا رہا تھا تو عبدالرحیم بن صفوان اس کے پاس گیا اور ہمرکاب ہو گیا' ناصر گذار کر واپس آیا۔ ایک دیکھنے والے نے آ کر بیان کیا کہ میں نے عبدالرحیم کو ایسے شخص کے ساتھ جاتے دیکھا ہے جو بانکا معلوم ہوتا تھا مشجر کی ازار پہنے تھا ہاتھ میں جلاہق کی کمان تھی جس سے وہ تیراندازی کر رہا تھا۔ جب عبدالرحیم واپس آیا تو اس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کون شخص تھا۔ اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی' روپوشی کی حالت میں ابراہیم اسی قسم کا لباس پہن کر بھیس بدلتا رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی دعوت بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے کہ بغداد سے پلٹ کر ابراہیم بنی کندہ میں ابوفزدہ کے پاس فروکش ہوا' خود چھپا رہا یہاں اس نے خروج کے لیے لوگوں کو اپنے سفراء کے ذریعہ دعوت دینی شروع کی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جزیرہ میں تلاش:

عبداللہ بن الحسن بن حبیب اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ شہر اہواز کی ایک سمت میں ابراہیم دریائے دجیل کے کنارے میرے پاس مقیم تھا' اور محمد بن الحصین اس کی تلاش کر رہا تھا ایک دن اس نے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے کہ نجومیوں نے ان کو بتایا ہے کہ ابراہیم اہواز میں دو دریاؤں کے درمیان ایک جزیرہ میں مقیم ہے۔

میں نے اس جزیرہ کو یعنی وہ جزیرہ جو شاہ جرد اور دجیل کے درمیان واقع ہے چھان مارا مگر وہاں تو اس کا پتہ نہ لگا اب میرا ارادہ ہے کہ میں کل شہر میں اسے تلاش کروں کیونکہ ممکن ہے کہ جزیرے سے امیر المومنین کی مراد وہ جگہ ہو جو دجیل اور مرقان کے درمیان ہو' میں نے ابراہیم سے جا کر کہہ دیا کہ کل اس مقام میں تم کو تلاش کیا جائے گا میں نے بقیہ دن اسی کے ساتھ گذارا رات

ہوتے ہی میں اسے لے کر نکلا اور کث کے درے دشت ارمک کے ابتدائی حصہ میں ایک جگہ اسے ٹھہرا آیا پھر اسی رات میں اہواز واپس آ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اب صبح ہوتے ہی محمد اس کی تلاش میں آتا ہوگا مگر وہ نہ آیا یہاں تک کہ دن ڈھل کر غروب کے قریب پہنچا مگر میں اہواز سے چل کر ابراہیم کے پاس آیا اور اسے عشاء کے وقت تک شہر لے آیا ہم دونوں دو گدھوں پر سوار تھے جب ہم شہر کے اندر آئے اور جبل مقطوع کے قریب پہنچے ہمیں ابن حصین کے رسالہ کا اگلا دستہ ملا۔ اسے دیکھتے ہی ابراہیم گدھے سے کود کر دور چلا گیا اور وہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا اتنے میں رسالے نے مجھے آ لیا مگر کسی نے مجھ سے تعارض نہیں کیا جب میں ابن حصین کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا اے محمد اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو میں نے کہا سر شام اپنے بعض عزیزوں سے ملنے چلا گیا تھا اب گھر واپس جا رہا ہوں' کہنے لگا کہو تو کچھ سپاہی ساتھ کر دوں کہ وہ تمہارے گھر تک تم کو پہنچا آئیں میں نے کہا جی نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے اب یہاں سے گھر قریب رہ گیا ہے میں چلا جاؤں گا۔ میں چپ چاپ اسی طرح اپنے راستے ہولیا جب رسالہ کے آخری سوار مجھ سے گذر گئے میں مڑ کر پھر ابراہیم کے پاس آیا اس کا گدھا ڈھونڈ ا بارے اسے پالیا' ابراہیم اس پر سوار ہولیا ہم دونوں چلے رات ہم نے اپنے گھر آ کر بسر کی۔ صبح کو ابراہیم نے کہا بخدا! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو میں نے خون کا پیشاب کیا ہے کسی شخص کو بھیج کر دکھاؤ میں خود اس جگہ آیا جہاں بیٹھ کر اس نے پیشاب کیا تھا دیکھا کہ واقعی خون کا پیشاب ہے۔

فضل بن عبدالرحیم بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ ابوجعفر کہنے لگا کہ بصرہ کے بیابانوں کی وجہ سے جہاں ابراہیم نے پناہ لی ہے اس پر قابو پانا میرے لیے بہت کٹھن ہو گیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی نصر بن اسحٰق کو دعوتِ بیعت:

محمد بن مسعر بن العلاء راوی ہے بصرہ آ کر ابراہیم نے دعوت شروع کی موسیٰ بن عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم نے سب سے پہلے لبیک کہا وہ پوشیدہ طور پر ابراہیم کو نصر بن اسحٰق کے پاس لایا اور اس سے اس کی یوں تقریب ملاقات کی کہ یہ ابراہیم کا سفیر ہے ابراہیم نے اس سے گفتگو کی' اور خروج کی دعوت دی نصر نے اس سے کہا چونکہ میرے دادا عبداللہ بن خازم اور اس کے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں مخالفت تھی اس وجہ سے بھلا میں کیونکر تمہارے صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں' ابراہیم نے اس سے کہا کہ گڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ اکھاڑنے سے کیا فائدہ یہ دین کا معاملہ ہے گذشتہ واقعات کا خیال نہ کرو میں تم کو حق کی دعوت دیتا ہوں۔ نصر نے کہا معاف کیجیے گا یہ بات تو میں نے محض مذاقاً کہی تھی اس کا خیال نہ کرنا حقیقت یہ ہے کہ ان گزشتہ واقعات کی بنا پر میں تمہارے صاحب کی نصرت سے باز نہیں رہتا ہوں بلکہ میں لڑائی کو نہ اچھا سمجھتا ہوں اور نہ لڑنا چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد ابراہیم تو پلٹ آیا مگر موسیٰ وہیں ٹھہر گیا موسیٰ نے اس سے کہا کہ بخدا یہ خود ابراہیم تھا جو تم سے گفتگو کر رہا تھا نصر کہنے لگا تم نے بہت برا کیا کہ یہ بات مجھ سے چھپائی اگر تم مجھے بتا دیتے تو میں ان سے اس قسم کی گفتگو ہرگز نہ کرتا جو میں نے کی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی بیعت:

نصر بن قدید کہتا ہے اب ابراہیم نے عوام کو دعوت دینا شروع کی' یہ ابوفروہ کے مکان میں فروکش تھا سب سے پہلے نمیلہ بن مرہ' عفو اللہ بن سفیان' عبدالواحد بن زیاد' عمر بن سلمہ الہجیمی اور عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی نے اس کی بیعت کی انھوں نے سب کو ابراہیم کی حمایت پر ابھارا ان کے بعد عرب کے بعض اور بہادروں نے جن میں مغیرہ بن الفزع اور اس ایسے اور جواں مرد تھے اس

کی دعوت کو قبول کیا' بعض راویوں کا خیال ہے کہ چار ہزار آدمیوں کے نام اس کے دیوان میں لکھے گئے اور اب اس کی تحریک علانیہ شروع ہوئی لوگوں نے ابراہیم سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ بصرہ کے وسط میں نقل مکان کریں کیونکہ وہاں سب لوگ بآسانی آپ کے پاس آسکیں گے' ابراہیم ابوفروہ کے مکان سے منتقل ہوکر اب بنی سلیم کے مولیٰ ابومروان کے مکان میں جو اہل نیسابور میں سے تھا آکر اقامت گزیں ہوا۔

یونس بن نجدہ کہتا ہے کہ ابراہیم بن راسب میں عبدالرحمٰن بن حرب کا مہمان تھا یہاں سے اس نے اپنے طرف داروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں عفواللہ بن سفیان' بروبن لبید الیشکری' مضاء تغلبی' طہوی' مغیرہ بن الفزع' نمیرہ بن مرہ اور یحییٰ بن عمروالہمانی تھے خروج کیا یہ بنی عقیل کی گڑھی سے گزرتے ہوئے طفاوہ آئے وہاں سے کرزم اور نافع ابلیس کے مکانات سے گزرتے ہوئے بنی یشکر کے مقبرہ میں ابومروان کے مکان میں آئے۔

محمد بن عبداللہ کا ابراہیم بن عبداللہ کے نام خط:

عفواللہ بن سفیان کہتا ہے میں ایک دن ابراہیم سے ملنے آیا وہ پریشان خوف زدہ بیٹھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کا خط آیا ہے اس میں انھوں نے اپنے خروج کی اطلاع دی ہے اور میرے خروج کی تحریک کی ہے اور اس کے بعد دیر تک سرنیچا کیے غمگین صورت بنائے سوچتا رہا میں یہ کہہ کر کہ یہ بالکل معمولی بات ہے اسے تسلی دیتا رہا میں نے کہا کہ اب آپ کو کیا فکر ہے آپ کا معاملہ مکمل ہو چکا ہے' مضاء' طہوی' مغیرہ' میں اور بہت سے عمائد آپ کے ساتھ ہیں ہم رات کو جیل خانہ پر دھاوا کر دیں گے صبح کو ایک عالم آپ کے ہمراہ ہوگا' یہ سن کر اسے اطمینان ہوگیا۔

جعفر بن حنظلہ کا ابوجعفر منصور کو مشورہ:

محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو جو بیڑا اصابت الرائے اور تجربہ کار مدبر تھا بلایا اور کہا کہ محمد مدینہ میں ظاہر ہوگیا ہے تم مشورہ دو کہ اس موقع پر میں کیا کروں اس نے کہا جس قدر ممکن ہو کثیر تعداد میں اپنی فوجیں بصرہ بھیج دو' ابوجعفر نے کہا اچھا اب تم جاؤ جب میں پھر بلاؤں تو آنا چنانچہ جب ابراہیم بصرہ آ گیا تو ابوجعفر نے پھر اسے بلایا اور یہ خبر سنائی اس نے کہا کہ مجھے اس بات کا خوف تھا بہتر یہ ہے کہ فوراً اس کے مقابلہ کے لیے فوجیں روانہ کرو' ابوجعفر نے پوچھا کس بنا پر تم کو یہ خدشہ پیدا ہوا تھا اس نے کہا اس لیے کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا تھا چونکہ اہل مدینہ ایسے کچھ تلوار کے دھنی نہیں ہیں کہ وہ اپنی شان وشرافت نسبی کے مطابق لڑسکیں اب رہے اہل کوفہ وہ آپ کے زیر قدم ہیں وہ آپ کے خلاف خروج کرنے کی جرأت نہ کریں گے' اہل شام وہ آل ابی طالب کے پرانے دشمن ہیں وہ کبھی ان کا ساتھ نہیں دیں گے' اب صرف بصرہ رہ گیا۔ اس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے ابوجعفر نے عقیل کے دونوں بیٹوں کو جو بنی طے کے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے خراسان میں بودوباش اختیار کر لی تھی اور مشہور سپہ سالار تھے بصرہ روانہ کیا اس وقت سفیان بن معاویہ بصرہ کا عامل تھا اس نے ان دونوں کے قیام کا انتظام کر دیا۔

بدیل بن یحییٰ کی اہواز فوج بھیجنے کی تجویز:

یحییٰ بن بدیل بن یحییٰ بن بدیل راوی ہے کہ محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے ابوایوب اور عبدالملک بن حمید سے پوچھا کیا تم کسی ایسے ہوشیار صاحب الرائے کو جانتے ہو جس سے ہم مشورہ کرسکیں انھوں نے کہا بدیل بن یحییٰ کوفہ میں موجود ہے

ابوالعباس بھی اس سے مشورہ لیتے تھے آپ ان کو بلا لیجیے۔ ابوجعفر نے اسے بلا بھیجا اور کہا کہ محمد نے مدینہ میں خروج کیا ہے کیا مشورہ دیتے ہو؟ اس نے کہا اہواز کو اپنی فوجوں سے بھر دو‘ ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ محمد نے تو مدینہ میں خروج کیا ہے اس نے کہا میں اس بات کو جانتا ہوں مگر یاد رکھو اہواز اس کا دروازہ ہے جس سے وہ درآئیں گے ابوجعفر نے کہا بہتر ہے تمہاری رائے پر عمل کیا جائے گا۔

جب ابراہیم بصرہ آ رہا تھا تو اب پھر ابوجعفر نے بدیل کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا جہاں تک جلد ممکن ہو اس کے خلاف فوجیں روانہ کرو اور اہواز سے اسے مدنہ پہنچنے دو۔

محمد بن حفص کا بیان:

محمد بن حفص الدمشقی (مولیٰ قریش) بیان کرتا ہے محمد کے ظاہر ہونے کے بعد ابوجعفر نے اہل شام کے ایک سن رسیدہ صاحب رائے اور تجربہ کار شیخ کو مشورہ کے لیے بلایا اس نے کہا فوراً چار ہزار با قاعدہ شامی فوج بصرہ بھیج دو۔ ابوجعفر نے اس مشورہ پر کوئی اعتنا نہیں کی کہنے لگے کہ بڈھا سٹھیا گیا ہے‘ اس کے بعد جب ابراہیم بصرہ آیا تو پھر انھوں نے اس بڈھے کو طلب کیا اور کہا کہ بصرے میں ابراہیم نے خروج کر دیا ہے‘ اس نے کہا کہ شام کی فوج بصرہ بھجوا دو‘ ابوجعفر کہنے لگے کہ اس کام کو کون انجام دے اس نے کہا کہ تم اپنے شام کے صوبہ دار کو حکم بھیجو کہ وہ روزانہ دس سپاہی ڈاک کے ذریعہ تمہارے پاس روانہ کرتا رہے۔ ابوجعفر نے اس کے لیے شام لکھ بھیجا‘ عمر بن حفص کہتا ہے کہ مجھے یہ سارا واقعہ خوب یاد ہے کیونکہ اس زمانے میں میرے باپ فوج کو عطا تقسیم کرتے تھے کیونکہ وہ رات کو تقسیم ہوتی تھی اس وجہ سے میں چراغ لے کر کھڑا رہتا تھا‘ اس وقت میں بالکل نوجوان تھا۔

شامی فوج کی روانگی کوفہ:

سلم بن فرقد کہتا ہے کہ جب جعفر بن حنظلہ نے ابوجعفر کو شام سے فوج بلانے کا مشورہ دیا تو اب شام کی فوجیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں پے در پے ان کے پاس آنے لگیں اہل کوفہ پر رعب قائم رکھنے کے لیے انھوں نے یہ کیا کہ جب اہل شام پر ان کی چھاؤنی میں رات طاری ہوتی تھی وہ ان کو حکم دیتے تھے کہ شام کا عام راستہ چھوڑ کر پھر تھوڑی دور تک شام کی سمت چلے جاؤ اور وہاں سے دوسری صبح کو شاہراہ عام سے کوفہ آؤ اس ترکیب سے اہل کوفہ کو بالکل یقین تھا کہ یہ نئی فوج ہے جو آج ہی وارد ہوئی ہے۔

محمد بن یزید کی بصرہ میں آمد:

عبدالحمید ابوالعباس کا ایک خادم بیان کرتا ہے کہ محمد بن یزید ابوجعفر کا ایک سپہ سالار تھا اس کے پاس شہری کیت گھوڑ تھا جب ہم کوفے میں تھے ہم نے اسے بارہا اس گھوڑے پر سوار اپنے پاس سے گزرتے دیکھا تھا۔ اس شہسوار کا سر گھوڑے کے سر سے مل جاتا تھا ابوجعفر نے اسے بصرہ بھیج دیا تھا یہ ابراہیم کے خروج تک بصرے میں متعین تھا پھر ابراہیم نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔

مجالد و محمد کی روانگی بصرہ:

سعید بن نوح بن مجالد الضبعی کہتا ہے کہ ابوجعفر نے یزید بن عمران کے بیٹوں مجالد اور محمد کو جو انبیورو کے باشندے اور فوجی افسر تھے بصرہ روانہ کیا‘ مجالد محمد سے پہلے بصرہ آ گیا محمد اس رات بصرہ پہنچا جس رات کہ ابراہیم نے خروج کیا تھا سفیان نے ان دونوں کو اپنے پاس روک کے رکھا اور پھر اپنے ہی پاس دارالامارۃ میں قید کر دیا۔ ابراہیم کے ظاہر ہونے کے بعد پھر اس نے ان دونوں کو

پکڑ کر ان کے بیڑیاں ڈلوادیں ابوجعفر نے ان کے ہمراہ عبدالقیس کا ایک فوجی سردار معمر نام بھی بھیجا تھا۔

مجالد بن یزید الضبعی ابوجعفر کی طرف سے پندرہ سوسوار اور پانچ سو پیدل کے ہمراہ سفیان کے پاس آیا تھا۔

ابوجعفر منصور کو کوفہ میں قیام کا مشورہ:

ابراہیم کے بارے میں ابوجعفر نے مشورہ لیا لوگوں نے کہا کہ اہل کوفہ اس کے شیعہ ہیں اور کوفہ کی حالت ایک دیگ ایسی ہے جو فوراً جوش زن ہو جاتی ہے آپ اس کا طباق ہیں کہ اگر وہ اس کے منہ پر رکھ دیا جائے تو اس کا جوش فرو ہو جائے اس لیے آپ خود کوفہ چل کر وہاں مستقل اقامت اختیار کریں' ابوجعفر نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

کوفہ میں کرفیو کا نفاذ:

محمد بن سلیمان کا مولیٰ مسلم الخصی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم کے ہنگامہ کے وقت میری عمر دس سال سے زیادہ تھی میں اس وقت ابوجعفر کی خدمت میں تھا انھوں نے ہم سب کو خاص کوفہ میں ہاشمیہ میں اتارا اور خود اس کی پشت پر رصافہ میں فروکش ہوئے اس وقت اس کی تمام چھاؤنی میں کل پندرہ سو فوج تھی' میتب بن زبیر اس کے محافظ دستہ کا سردار تھا اس فوج کو بھی پانچ پانچ سو کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا میتب ہر شب سارے کوفہ کا گشت کرتا تھا اور یہ عام منادی کر دی گئی تھی کہ عشاء کے بعد جو شخص چلتا پھرتا ملے گا اسے پکڑ کر مناسب سزا دی جائے گی' چنانچہ عشاء کے بعد میتب کو جو شخص ملتا اسے ایک عبا میں لپیٹ کر گھوڑے پر لاد لیتا' رات بھر اپنے پاس رکھتا صبح کو اس سے باز پرس کرتا اگر اطمینان بخش صفائی ملتی تو اسے چھوڑ دیتا ورنہ قید کر دیتا۔

سیاہ لباس پہننے کا حکم:

ابوجعفر نے تمام لوگوں پر سیاہ لباس لازم کر دیا لوگوں کی یہ حالت ہوئی کہ وہ سیاہی سے اپنے کپڑے رنگ لیتے تھے۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ بقال تک سیاہ لباس پہننے لگے تھے کوئی انقاص سے کپڑا رنگ کر اسی کو پہن لیتا تھا۔

مشتبہ کوفیوں کا قتل:

عباس بن سلم قحطبہ کا مولیٰ راوی ہے امیر المومنین ابوجعفر کو ابراہیم کی طرف میلان کا جس کوفہ والے پر شبہ ہوتا وہ میرے باپ سلم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیتے یہ رات کے آنے تک خاموش رہتا۔ جب رات اچھی طرح تاریک ہو جاتی اور خواب کی وجہ سے شہر میں سناٹا چھا جاتا یہ چپکے سے اس مشتبہ شخص کے مکان پر جاتا اور سیڑھی لگا کر اچانک گھر میں کود پڑتا اسے باہر لا تا قتل کر دیتا اور اس کی مہر پر قبضہ کر لیتا اس واقعہ کی بنا پر محمد بن ابی العباس کا مولیٰ جمیل عباس بن سلم سے کہا کرتا تھا کہ اگر تیرے باپ نے اپنے ورثہ میں تیرے لیے ان مقتولوں کی صرف مہریں چھوڑی ہیں تب بھی اس کے تمام بیٹوں میں تو ہی سب سے زیادہ دولت مند ہوگا۔

سلیمان بن مجالد کی ابوجعفر کو اہل کوفہ کے متعلق اطلاع:

سلیمان بن مجالد کا حاجب مسلم بن فرقد بیان کرتا ہے کہ کوفہ میں میرا ایک دوست تھا ایک دن اس نے محمد سے آ کر کہا کہ اہل کوفہ تمہارے آقا پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دینے کی تیاری کر رہے ہیں اگر ممکن ہو تو تم اپنے اہل کو کسی محفوظ مقام پر منتقل کر دو' میں نے سلیمان بن مجالد سے آ کر یہ خبر سنائی اس نے ابوجعفر کو اطلاع دی اس زمانے میں کوفہ کا ایک صراف ابن مقرون نام ابوجعفر کا جاسوس تھا' ابوجعفر نے اسے طلب کیا اور کہا کہ اہل کوفہ تیاری کر رہے ہیں اور تم نے اب تک مجھے اس کی اطلاع نہیں دی' اس نے کہا

امیر المومنین یہ خبر بالکل غلط ہے میں ان کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ابوجعفر نے اس کی بات پر یقین کیا اور اہل کوفہ سے مطمئن ہو گیا۔

بصرے کی ناکہ بندی:

ابوجعفر کی طرف سے فلاں بن معقل الخراسانی کو اس لیے قادسیہ پر متعین کیا گیا تھا کہ یہ کسی کوفہ والے کو ابراہیم کے پاس نہ جانے دے اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ چونکہ بصرے کے راستہ پر پہرے متعین تھے اس لیے لوگ یہ کرنے لگے تھے کہ پہلے کوفہ سے قادسیہ آتے وہاں سے غدیب اور وادی السباع ہوتے ہوئے بائیں جانب صحرا کا راستہ اختیار کر کے بصرہ آ جاتے ایک مرتبہ کوفہ کے بارہ آدمی اس غرض سے روانہ ہوئے جب یہ وادی السباع پہنچے وہاں ان کو بنی اسلکا ایک مولیٰ بکر نام شراف کا جو واقصہ سے دو میل درے واقع ہے رہنے والا اور مسجد موالی کے اہالی سے تھا' ملا۔ اس نے ابن معقل کو جا کر اس کی خبر کر دی اس نے ان کا تعاقب کیا قادسیہ سے چار فرسخ درے مقام خفان پر ان کو پکڑ لیا اور سب کو قتل کر دیا۔

ابراہیم بن سلم کہتا ہے کہ فرافصۃ العجلی نے اچانک طور پر کوفہ پر دھاوا کرنا چاہا تھا مگر ابوجعفر کی موجودگی سے اس کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور ابن ماغر الاسدی خفیہ طور پر ابراہیم کے لیے بیعت کرتا پھرتا تھا۔

تجار کا قتل:

غزوان پہلے قعقاع بن ضرار کی اولاد کا غلام تھا پھر اسے ابوجعفر نے خرید لیا تھا ایک دن اس نے ان سے کہا کہ یہ کشتیاں جو موصل سے آ رہی ہیں ان میں سفید نشان والے ہیں اور یہ ابراہیم کے پاس جا رہے ہیں ابوجعفر نے فوج کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی' موصل اور بغداد کے درمیان مقام باحمشا پر اس نے انھیں جا لیا اور سب کو قتل کر دیا۔ یہ مسافر تاجر تھے جن میں بعض بڑے عابد و زاہد اور دوسرے برگزیدہ اصحاب بھی تھے ان میں ایک شخص ابوالعرفان شعب السمان کی اولاد میں تھا اور وہ کہنے لگا اے غزوان کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے' میں تو ابوالعرفان تمہارا ہمسایہ ہوں میں تو آٹا لے کر آیا تھا وہ میں نے اس جماعت کے ہاتھ فروخت کیا ہے مگر غزوان نے کسی کی کچھ نہ سنی بلا استثناء' سب کو تہ تیغ کر دیا اور ان کے سروں کو کوفہ بھیج دیا جہاں وہ تشہیر کے لیے اسحٰق الارزق اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے درمیان مدینہ ابن ہبیرہ تک منظر عام پر سولی پر لٹکا دیئے گئے ابو احمد عبداللہ بن راشد کہتا ہے کہ میں نے ان سروں کو مٹی کے تھوؤں پر نصب دیکھا۔

حرب الراوندی کی کارگزاری:

کمھاروں کی ایک جماعت راوی ہے کہ ہم موصل میں مقیم تھے وہاں حرب الراوندی دو ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرکوبی کے لیے جنھوں نے جزیرے میں سر اٹھایا تھا چھاؤنی ڈالے پڑا تھا اتنے میں ابوجعفر کا حکم اسے ملا کہ تم میرے پاس واپس آ جاؤ یہ موصل سے روانہ ہوا جب یہ باحمشا پہنچا تو اس مقام کے باشندوں نے اس سے تعرض کیا اور کہنے لگے کہ ابراہیم کے خلاف ابوجعفر کی مدد کے لیے ہم تم کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیں گے اس نے کہا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا میں تو مسافر ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے جانے دو مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم ہرگز ہرگز تم کو آگے نہ بڑھنے دیں گے' حرب الراوندی ان سے لڑ پڑا اور ان کا بالکل قلع قمع کر دیا پانچ سو سر لے کر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ساری روئداد سنائی ابوجعفر کہنے لگے بشارت ہو یہ ہماری پہلی فتح ہے۔

دقیف بن راشد کی روانگی مصر:

بنی یزید بن حاتم کا مولیٰ دقیف بن راشد نے ابراہیم کے خروج سے ایک رات پہلے سفیان بن معاویہ سے آ کر کہا کہ آپ سواروں کو میرے ساتھ کیجیے میں ابراہیم کو یا زندہ پکڑ کر آپ کے پاس لیے آتا ہوں یا اس کا سر لے آؤں گا' سفیان نے کہا کیا تجھے اور کوئی کام نہیں تجھے اس میں دخل دینے سے کیا تو اپنا کام کر' دقیف اسی رات عراق سے روانہ ہو کر یزید بن حاتم کے پاس آ گیا جو مصر میں تھا۔

جابر بن حماد کی سفیان سے شکایت:

جابر بن حماد سفیان کا کوتوال کہتا ہے کہ ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے میں نے سفیان کو اطلاع دی تھی کہ میں جب بنی یشکر کے مقبرہ سے گزر رہا تھا تو وہاں لوگوں نے مجھ پر آوازے کسے اور پتھر مارے سفیان کہنے لگا کیا اس کے سوا اور کوئی راستہ تمہارے لیے نہ تھا۔

سفیان بن معاویہ اور ابوجعفر منصور:

عاقب' سفیان کی کوتوالی کے سپاہیوں کا ایک افسر ابراہیم کے خروج سے ایک دن پہلے اتوار کے دن بنی یشکر کے مقبرہ سے گذرا وہاں لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ ابراہیم موجود ہے اور خروج کی تیاری کر رہا ہے مگر اس نے اس خبر پر کوئی توجہ نہ کی اور اپنی راہ لی۔

ابوعمر والحوضی کہتا ہے کہ جب سفیان محصور ہو گیا تو ابراہیم کے ساتھیوں نے اسے پکارنا شروع کیا کہ مخزومیوں کے مکان میں تم نے جو بیعت کی تھی اسے یاد کرو۔

ابراہیم کے قتل ہونے کے بعد سفیان ایک کشتی میں گزر رہا تھا اس وقت ابوجعفر اپنے قصر پر برآمد تھے اسے دیکھ کر کہنے لگے یہ سفیان معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا بجا ہے کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ حرامزادہ اس طرح میرے قابو سے نکل جائے۔ اس پر سفیان نے ابراہیم کے ایک سردار سے کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو کیونکہ تمہارے سوا ہمارے دوسرے ساتھی اس معاملہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ جو میرے اور ابراہیم کے درمیان پیش آیا ہے۔

سفیان بن معاویہ کی ابراہیم بن عبداللہ سے چشم پوشی:

نصر بن فرقد کہتا ہے باوجودیکہ کرزم السدوسی صبح وشام ابراہیم اور اس کے پاس آنے والوں کی اطلاع سفیان سے کرتا رہتا تھا مگر سفیان نے اس کے خلاف قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور نہ اس کی تحقیق وتفتیش کی' بیان کیا جاتا ہے کہ سفیان بن معاویہ جو ان دنوں منصور کی جانب سے بصرے کا عامل تھا ابراہیم بن عبداللہ سے مل گیا تھا۔ اور اس وجہ سے وہ اپنے آقا کا وفادار وخیر خواہ نہیں رہا تھا۔

ابراہیم کے بصرہ آنے کے وقت میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض نے یہ کہا ہے کہ وہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ آیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت:

محمد بن عمر کہتا ہے جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے ظاہر ہو کر مدینے اور مکے پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے اسے خلیفہ تسلیم کر لیا اس

نے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کو بصرہ بھیجا ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو بصرہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا بصرہ میں اس نے سفید لباس اختیار کیا اس کے ساتھ اہل بصرہ نے بھی سفید لباس پہنا جن اصحاب نے اس کی تائید میں خروج کیا تھا ان میں عیسیٰ بن یونس' معاذ بن معاذ' عباد بن القوام' اسحٰق بن یوسف الارزق' معاویہ بن ہشام اور علماء فقہا کی ایک جماعت تھی یہ رمضان اور شوال بصرہ ہی میں رہا جب اسے اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اب اس نے ابوجعفر کے مقابلہ کے لیے خود کوفہ پر پیش قدمی کرنے کی تیاری کی' یہ محمد بن عمر کا قول ہے جن لوگوں نے ابراہیم کے بصرہ آنے کا زمانہ ۱۴۳ھ کہا ہے ان کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں البتہ یہ بات رہ گئی تھی کہ اس اثناء میں وہ پوشیدہ طور پر بصرہ میں اپنے بھائی محمد کے لیے دعوت دیتا رہا۔

سفیان بن معاویہ کی محصوری:

جن دو سرداروں کو ابوجعفر نے سفیان کی مدد کے لیے بھیجا تھا ابراہیم کے خروج سے پہلے سفیان انھیں اپنے پاس بلا لیتا تھا اور ان کو کسی قسم کی کارروائی کرنے کا موقع نہیں دیتا تھا' جب ابراہیم نے اس سے خروج کا وعدہ کر لیا تو سفیان نے اس رات ان دونوں سپہ سالاروں کو اپنے پاس بلا کر روک لیا' اسی وقت ابراہیم نے خروج کیا اور اس نے سفیان اور ان دونوں کا محاصرہ کیا اور پھر گرفتار کر لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوجعفر نے مجالد' محمد اور یزید کو جو تینوں بھائی تھے ابراہیم کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کی فوجوں کے ساتھ بصرہ بھیجا تھا' انھوں نے اپنی فوجیں اپنے سے آگے روانہ کر دی تھیں۔ یہ بصرہ میں پے در پے داخل ہونا شروع ہوئیں ان کو دیکھ کر ابراہیم کو خوف پیدا ہوا کہ اگر چندے میں اور خاموش رہا تو بہت زیادہ فوج یہاں آ جائے گی اس خیال سے اس نے فوراً خروج کر دیا۔

نصر بن قدید بیان کرتا ہے ابراہیم نے شب دوشنبہ غرۂ ماہ رمضان ۱۴۵ھ کو خروج کیا یہ اپنے مکان سے دس بارہ جوان مردوں کے ساتھ جن میں عبیداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی بھی تھا' بنی یشکر کے مقبرہ آ گیا' نیز اسی شب میں ابوحماد الابرص دو ہزار فوج کے ساتھ سفیان کی مدد کے لیے بصرہ آیا باقاعدہ قیام کے انتظام ہونے تک یہ جمعیت چوک میں فروکش رہی۔

سفیان بن معاویہ کو امان:

اب ابراہیم مقابلہ پر بڑھا سب سے پہلے جو کامیابی اسے حاصل ہوئی وہ اس فوج کے جانور اور اسلحہ تھے جو اس کے قبضہ میں آ گئے اس نے جامع مسجد میں صبح کی نماز لوگوں کو پڑھائی' سفیان سرکاری محل میں قلعہ بند ہو بیٹھا اس کے ہمراہ اس کے دادھیالی کچھ رشتہ دار بھی تھے اب ہزارہا آدمی ابراہیم کے پاس آنے لگے ان میں سے بعض تو محض تماشائی تھے اور بعض اس کی امداد کے لیے آئے تھے جب اس کے مددگاروں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اور سفیان نے محسوس کیا کہ اب مقابلہ عبث ہوگا اس نے امان کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی اس غرض کی تکمیل کے لیے مطہر بن جویریۃ السدوسی خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اس نے جب اس کے لیے وعدۂ معافی لے لیا تو اب اس نے قصر کا دروازہ ابراہیم کے لیے کھول دیا۔ ابراہیم اندر آیا' پیش دالان میں اس کے بیٹھنے کے لیے ایک حصیر بچھا دی گئی' اسی وقت ایسی تیز ہوا چلی کہ اس سے وہ الٹ گئی' لوگوں نے فال بد لی گو ابراہیم نے دکھانے کے لیے تو کہہ دیا کہ ہم شگون

کے قائل نہیں ہیں اور اس الٹی حصیر پر ہی بیٹھ گیا مگر اس واقعہ کا اثر اس کے چہرے پر نمایاں ضرور تھا۔

سفیان بن معاویہ کی نظر بندی:

قصر میں آتے ہی ابراہیم نے وہاں سے سفیان بن معاویہ کے علاوہ اور سب لوگوں کو نکال دیا البتہ سفیان کو قصر ہی میں نظر بند کر دیا اور دکھاوے کے لیے معمولی ہلکی سی بیڑیاں بھی اسے پہنا دیں یہ قید محض اس لیے دی گئی تھی کہ ابوجعفر کو سفیان کی وفاداری پر شبہ نہ پیدا ہو بلکہ وہ یہی خیال کرے کہ ابراہیم نے تو اسے قید کر دیا تھا۔

آل سلیمان کو امان کا اعلان:

سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو جو اس وقت بصرے میں تھے ابراہیم کے قصر امارت پر قابض ہونے اور سفیان کو قید کر دینے کی خبر معلوم ہوئی یہ اس کے مقابلہ پر جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھ سو فوج کے ساتھ جس میں پیدل' سوار اور تیر انداز سب ہی تھے بڑھے ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر مضاء بن القاسم الجزری کو صرف اٹھارہ سوار اور تیس پیدل سپاہیوں کی جمعیت کے ساتھ بھیجا۔ مضاء نے ان دونوں کو شکست دی' اس کے ایک سپاہی نے محمد کو جا پکڑا اور اس کی ران میں نیزہ مار دیا۔ اس کے بعد ہی ابراہیم کے نقیب نے منادی کر دی کہ کسی مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے بلکہ وہ خود قصر سے نکل کر زینب بنت سلیمان کے دروازے پر آیا اور کہا کہ آل سلیمان کو امان کامل دی جاتی ہے ہمارا کوئی آدمی ان سے تعرض نہ کرے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا بصرہ پر قبضہ:

بکر بن کثیر بیان کرتا ہے جب ابراہیم نے جعفر اور محمد پر فتح پائی اور بصرے پر قبضہ کر لیا تو اسے بیت المال میں چھ لاکھ درہم ملے اس نے اس رقم کو بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے دو کروڑ درہم ملے۔ بہر حال اس رقم سے اس کی طاقت بہت بڑھ گئی اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے۔

محمد بن حصین عامل اہواز کو شکست:

بصرہ پر قبضہ کے بعد ایک شخص حسین بن ثولا کو اہواز بھیجا تا کہ یہ وہاں اس کے لیے بیعت کر لے یہ شخص اس فرض کو بوجہ احسن انجام دے کر پھر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا۔ اب ابراہیم نے پچاس آدمیوں کے ساتھ مغیرہ کو اہواز پر قبضہ کرنے بھیجا یہ اس کام پر روانہ ہوا' اہواز پہنچتے پہنچتے پورے دو سو آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ابوجعفر کی طرف سے محمد بن الحصین اہواز کا عامل تھا جب اسے مغیرہ کی پیش قدمی کا علم ہوا تو یہ ایک روایت کے مطابق چار ہزار فوج کے ساتھ اس کی مقادمت کو نکلا' قصبہ اہواز سے دو میل کے فاصلہ پر دشت اربک پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابن حصین اور اس کی فوج کو شکست ہوئی' مغیرہ اہواز میں داخل ہو گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کے بغیرہ سے باخمریٰ جانے کے بعد مغیرہ اہواز گیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کا اہواز و فارس پر قبضہ:

محمد بن خالد المربعی کہتا ہے کہ بصرہ پر قبضہ کر کے جب ابراہیم نے کوفہ کی سمت جانا چاہا تو اس نے نمیلہ بن مرۃ العیشی کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وہ مغیرہ بن الفزع کو جو بہدلہ بن عوف کے خاندان سے تھا اہواز بھیج دے' محمد بن حصین العبدی ان دنوں اہواز کا عامل تھا' نیز ابراہیم نے عمرو بن شداد کو فارس کا عامل مقرر کر کے فارس بھیج دیا۔ یہ جب رام ہرمز سے گزرا تو وہاں

یعقوب بن الفضل سے اس کی ملاقات ہوئی جو وہاں کا عامل تھا اس نے اسے اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دی یعقوب اس کے ساتھ ہولیا۔ عمرو بن شداد فارس آیا۔ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ ابوجعفر کی جانب سے فارس کا عامل تھا عبدالصمد بن علی اس کا بھائی بھی اس وقت اس کے پاس تھا۔ جب عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل اصطخر پہنچ گئے جب اسمٰعیل اور عبدالصمد کو ان کے فارس کی جانب پیش قدمی کرنے کی اطلاع ہوئی یہ تیزی کے ساتھ دارابجرد کی طرف جھپٹے اور وہاں جا کر دونوں قلعہ بند ہو گئے اس طرح سارا علاقہ فارس بلا مزاحمت عمرو بن شداد اور یعقوب بن الفضل کے ہاتھ آ گیا' اب بصرہ' اہواز اور فارس پر ابراہیم کی حکومت قائم ہو گئی۔

حکم بن ابی غسلان کی پیش قدمی:

سلیمان بن ابی شیخ راوی ہے کہ ابراہیم کے بصرہ میں ظاہر ہونے کے بعد حکم بن ابی غسلان الیشکری سترہ ہزار فوج کے ساتھ بصرے کی سمت چلا۔ یہ واسط آ گیا جہاں ہارون بن حمید الایادی ابوجعفر کی طرف سے متعین تھا' حکم کی پیش قدمی کی خبر سن کر یہ قصر کے ایک تنور میں جا چھپا مگر پھر وہاں سے نکال لیا گیا' اہل واسط حفص بن عمر بن حفص بن عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس ہجیمی کے مقابلہ میں آپ واسط پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں چنانچہ اب حفظ نے واسط کو اپنے تصرف میں لے لیا یشکری وہاں سے چلا گیا حفص نے ابو مقرن الہجیمی کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ اور ہارون بن سعد:

عمر بن عبدالغفار بن عمرو الفقیمی' فضل بن عمرو الفقیمی کا بھائی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم' ہارون بن سعد سے ناراض تھا اس سے کلام بھی نہیں کرتا تھا۔ ابراہیم کے خروج کے بعد ہارون بن سعد' سلم بن ابی واصل سے آ کر ملا اور اس سے کہا کہ اپنے صاحب کو میری اطلاع کر دو اور پوچھو کیا ان کو اس اہم کام میں ہماری ضرورت نہیں ہے سلم نے کہا میں ابھی جاتا ہوں وہ ابراہیم کے پاس آیا اور کہا کہ ہارون بن سعد آپ کی خدمت میں حاضر ہے' ابراہیم نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے' سلم نے کہا آپ ہارون کے بارے میں ایسا نہ کریں اس نے اس معاملہ میں اس قدر اصرار کیا کہ آخر ابراہیم کو اس کی بات ماننا ہی پڑی اسے اندر بلا لیا۔ ہارون نے کہا آپ کا جو کام سب سے زیادہ مشکل اور اہم ہو وہ میرے سپرد کیجیے ابراہیم نے واسط اس کے سپرد کر دیا اور اسے اس کا عامل مقرر کر دیا۔

ہارون بن سعد عامل واسط:

ابوالصعدی کہتا ہے ہارون بن سعد العجلی (کوفی) جسے ابراہیم نے بصرے سے روانہ کیا تھا ہمارے ہاں آیا یہ ایک نہایت ذی اثر اور معزز سردار تھا جو اہل بصرہ اس کے ہمراہ تھے ان میں طہوی سب سے زیادہ مشہور و معروف بہادر تھا اہل واسط میں سے جو شخص بہادری میں اس کا ہمسر تھا وہ عبدالرحیم الکلبی تھا' یہ بھی بڑا دلاور تھا جو سردار اس کی مدد کے لیے بھیجے گئے تھے یا خود آ گئے تھے۔ ان میں عبدویہ کردام الخراسانی تھا۔ اس جماعت کا مشہور دلیر و جری سردار صدقہ بن بکار بھی تھا۔ اسی کے متعلق منصور بن جمہور کہتا تھا کہ اگر صدقہ میرے ساتھ ہو تو چاہے میرا مقابل کوئی ہو مجھے اس کی پروا نہیں رہتی' ابوجعفر نے ہارون بن سعد کے مقابلہ پر عامر بن اسمٰعیل المسلی کو بعض راویوں کے قول کے مطابق پانچ ہزار فوج کے ساتھ اور دوسرے کے قول کے مطابق بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کئی جھڑپیں ان میں ہوئیں۔

ابن ابی الکرام سے روایت ہے جب میں محمد کا سر لے کر ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت عامر بن اسمٰعیل نے واسط

پر ہارون بن سعد کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ خود ابراہیم کے بصرہ سے نکلنے کے پہلے ہی ابوجعفر کی فوجوں اور اہل واسط کی جنگ ہو چکی تھی۔

عامر بن اسمٰعیل کی واسط پر فوج کشی:

سلیمان بن ابی الشیخ کہتا ہے کہ عامر بن اسمٰعیل نے نیل کے پیچھے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا پہلے ہی معرکہ میں ایک بہشتی غلام نے عامر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ زخمی ہو کر گر پڑا اس سقہ کو اس کی شخصیت معلوم نہ تھی ابوجعفر نے عامر کو ایک ڈبیہ بھیجی جس میں ضمغ عربی تھا اور کہلا کر بھیجا کہ اسے اپنے زخموں پر لگاؤ کئی مرتبہ دونوں حریفوں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں اہل بصرہ اور واسط کے بے شمار آدمی مارے گئے ہارون ان کو لڑنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ ہمارے صاحب کا ان کے صاحب سے مقابلہ ہو جائے اس وقت ہمارے لیے بات بالکل صاف ہو جائے گی اب تم لوگ کیوں اپنی جانیں ضائع کرتے ہو ان کو بچاؤ مگر وہ کسی طرح نہ مانتے تھے مگر جب ابراہیم بصرے سے روانہ ہو کر باجمریٰ آیا تو اب دونوں فریق نے جنگ روک دی اور اس بات پر عارضی سمجھوتہ کر لیا کہ جب حریفوں کا مقابلہ ہوگا تو جو ان میں غالب ہوگا ہم اس کا اتباع کر لیں گے چنانچہ جب ابراہیم مارا گیا تو عامر بن اسمٰعیل نے واسط میں داخل ہونا چاہا مگر اہل واسط نے اسے اندر نہ آنے دیا۔

عامر بن اسمٰعیل اور اہل واسط میں مصالحت:

سلیمان کہتا ہے جب ابراہیم کے قتل اور ہارون کے بھاگنے کی خبر اہل واسط کو ہوئی انھوں نے امان کے وعدے پر عامر سے صلح کر لی مگر ان میں سے ایک بڑی جماعت نے اس کے وعدہ معافی پر اعتبار نہیں کیا اور وہ واسط سے چلی گئی اب عامر بن اسمٰعیل واسط میں داخل ہو کر وہی مقیم ہو گیا مگر اس نے کسی کو نہ چھیڑا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عامر نے اہل واسط سے معاہدہ صلح میں یہ شرط کی تھی کہ میں اہل واسط کو شہر واسط میں قتل نہ کروں گا مگر اب اس کی فوج والوں نے یہ حرکت شروع کی کہ وہ جس واسط کے باشندے کو شہر سے باہر پاتے اسے قتل کر دیتے۔ ابراہیم کے قتل کے بعد جب اہل واسط اور عامر کے درمیان صلح طے پا گئی تو ہارون بن سعد بصرے کی طرف بھاگ گیا مگر بصرہ پہنچنے سے پہلے ہی اثنائے راہ میں مر گیا۔

ہارون بن سعد کی روپوشی:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس صلح کے بعد وہ روپوش ہو گیا تھا اور محمد بن سلیمان کے کوفہ کا والی مقرر ہونے تک وہ برابر روپوش رہا البتہ پھر محمد بن سلیمان نے اسے امان دی اور اس کا پتہ چلا یا یہ مطمئن ہو کر ظاہر ہو گیا محمد بن سلیمان نے اس سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے دو سو آدمیوں کے نام دیوان میں لکھوا دو تاکہ ان کی معاش مقرر کی جائے اس کا ارادہ اس کام کے کر دینے کا ہو گیا تھا اور اس کے لیے وہ سوار ہو کر محمد سے ملنے روانہ ہوا مگر راستے میں اس کا ایک چچیرا بھائی اس سے ملا اور اس نے ہارون سے کہا کہ تم کہاں جا رہے ہو بخدا! تم کو دھوکہ دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ الٹے پاؤں پلٹا اور روپوش ہو گیا۔ اسی حالت میں اس نے انتقال کیا اس کے روپوش ہو جانے کے بعد محمد نے اس کا مکان منہدم کرا دیا۔

محمد بن عبداللہ کے قتل کی ابراہیم بن عبداللہ کو اطلاع:

یہ ظاہر ہونے کے بعد ابراہیم بصرے میں مقیم رہا اب یہاں سے وہ اپنے عہدہ دار اطراف اکناف میں قید کر کے روانہ کرنے

اور مختلف شہروں کو فوجیں بھیجنے لگا وہ اس کام میں مصروف تھا کہ اسے اپنے بھائی محمد کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔

بصرہ میں خاص قوانین کا نفاذ:

نصیر بن قدید کہتا ہے ابراہیم نے بصرے میں بہت سے خاص قوانین نافذ کر دیئے تھے عید الفطر سے تین دن پہلے اسے اپنے بھائی محمد کی موت کی اطلاع ہوئی یہ سب لوگوں کو لے کر عید گاہ گیا اسی وقت اس کے چہرے سے رنج وغم کے آثار ہویدا تھے وہاں اس نے سب کو محمد کے قتل کی خبر سنائی اسے سن کر اب اس کے ساتھی ابوجعفر کے مقابلہ میں پہلے سے زیادہ حزم واحتیاط سے لڑنے لگے دوسرے دن صبح کو اس نے بصرہ سے روانگی کے لیے شہر سے باہر پڑاؤ ڈالا۔ نمیلہ کو بصرہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور اس کے ساتھ اپنے بیٹے حسن کو بھی بصرے میں چھوڑ دیا۔

علی بن داؤد کہتا ہے جب عید کے دن ابراہیم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا تو میں نے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھا موت کے آثار نمایاں تھے' نماز سے فارغ ہو کر میں نے اپنے گھر والوں سے آ کر کہہ دیا تھا کہ یہ شخص مارا جائے گا۔

ابوجعفر منصور کے پاس فوج کی کمی:

محمد بن معروف اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے' جب سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد بصرہ سے چلے گئے تو انھوں نے مجھے ابراہیم کی خبر دینے ابوجعفر کے پاس روانہ کیا' میں نے ابوجعفر سے پوری کیفیت بیان کی کہنے لگے اب میں کیا کروں میرے پاس اس وقت صرف دو ہزار فوج ہے میری فوج کا بڑا حصہ یعنی تیس ہزار فوج رے میں مہدی کے ساتھ ہے اسی طرح محمد بن الاشعب کے پاس افریقیا میں چالیس ہزار فوج ہے اور باقی فوج عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہے بخدا اگر میں اس قضیہ میں کامیاب ہو گیا تو آئندہ ہمیشہ کم از کم تیس ہزار فوج اپنے پاس متعین رکھوں گا اور اسے اپنے پڑاؤ سے باہر نہ جانے دوں گا۔

عبداللہ بن راشد کہتا ہے اس وقت ابوجعفر کے پاس کچھ فوج نہ تھی تھوڑے سے حبشی اور دوسرے لوگ تھے ان کے حکم سے چھاؤنی میں رات کے وقت آگ کے الاؤ روشن کیے جاتے تھے جو رات بھر جلتے رہتے تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ بہت فوج ہے حالانکہ وہاں اس آگ کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

جب ابراہیم کے خروج کی اطلاع ابوجعفر کو ہوئی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ لکھا کہ اس خط کے دیکھتے ہی تم وہاں کے تمام کام چھوڑ کر فوراً میرے پاس آؤ' عیسیٰ بن موسیٰ کچھ ہی دنوں کے بعد ابوجعفر کے پاس پہنچ گیا اس نے اسی کو فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا نیز سلم بن قتیبہ کو رے سے بلا کر جعفر بن سلیمان کے پاس بھیج دیا۔

ابوجعفر منصور کی ابراہیم کے متعلق پیشین گوئی:

سلم بن قتیبہ سے مذکور ہے کہ جب میں ابوجعفر کے پاس آیا انھوں نے کہا کہ تم فوراً روانہ ہو جاؤ عبداللہ کے بیٹوں نے خروج کیا ہے تم ابراہیم کا رخ کرو اس کی جمعیت سے خوف نہ کھانا بخدا یہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں یہ سب مارے جائیں گے دل کھول کر قتل کرنا جو بات میں تم سے اس وقت کہہ رہا ہوں اس پر پورا بھروسہ رکھو تم میری اس بات کو آئندہ یاد رکھو گے چنانچہ واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں ابراہیم مارا گیا۔ اس پر مجھے ابوجعفر کی وہ بات یاد آتی تھی اور میں تعجب کرتا تھا کہ ان کی پیشین گوئی کس قدر سچی

ثابت ہوئی۔

خازم بن خزیمہ کی روانگی اہواز:

سعید بن سلم کہتا ہے ابوجعفر نے اسے فوج کے میسرہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔ بشار بن سلم العقیلی' ابو یحییٰ بن خزیم اور ابو ہراسہ اسنان بن تحمیس القشیری کو اس کے ساتھ کر دیا سلم نے اہل بصرہ کے نام خط لکھے ان میں ان کو اطاعت حکومت کی دعوت دی چنانچہ بنی باہلہ عرب اور ان کے موالی اس سے آ ملے' دوسری طرف منصور نے مہدی کو جو اس وقت رے میں تھا لکھا کہ تم خازم بن خزیمہ کو اہواز روانہ کرو مہدی نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چار ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ خازم کو اہواز روانہ کیا یہ اہواز آ کر مغیرہ سے لڑا۔ مغیرہ بصرہ چلا آیا اور خازم اہواز میں داخل ہو گیا' اس نے تین دن تک شہر کو قتل و غارت کیا۔

ابراہیم کے خروج کے بعد ابوجعفر کی حالت:

سندھی کہتا ہے میں محمد کے فتنہ کے زمانہ میں منصور کا خادم تھا ندیہ میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا تھا جب ابراہیم کی شورش نے نازک صورت اختیار کر لی اور معاملہ دشوار ہو گیا تو میں نے منصور کو دیکھا کہ اس نے پچاس راتوں سے بھی زیادہ مسلسل مصلیٰ پر گذارے اسی پر رات کو سو جاتا تھا ایک رنگین جبہ اس نے پہن رکھا تھا اس کا گریبان اور داڑھی کے نیچے رہنے والا سارا حصہ میل سے آلودہ ہو گیا تھا' مگر جب تک اللہ نے اسے فتح نہ دے دی نہ اس نے وہ جبہ بدلا اور نہ مصلیٰ چھوڑا۔ البتہ اس زمانے میں جب وہ دربار کے لیے بیٹھتا تو اس جبہ پر ایک سیاہ کپڑا اوڑھ کر اپنی مسند پر آ کر بیٹھ جاتا مگر اندر جا کر اس کی پھر وہی ہیئت ہو جاتی' اس زمانے میں ریسانہ جس نے مدینہ سے دو خوبصورت عورتیں ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ اور دوسری ام الکریم بنت عبداللہ (جو خالد بن اسید بن ابی العیص کی اولاد میں تھا) منصور کو ہدیہ بھیجی تھیں ان سے ملنے کو فہ آئیں چونکہ منصور نے ان دونوں عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے اس نے ان سے شکایت کی کہ آپ کے اس عدم التفات اور سرد مہری کا ان دونوں پر بہت برا اثر ہوا اور ان کو آپ سے سوءِ ظن ہو گیا ہے اس پر منصور نے اسے جھڑک دیا اور کہا کہ یہ زمانہ عورتوں سے تمتع کرنے کا نہیں ہے جب تک مجھے معلوم نہ ہو لے کہ ابراہیم کا سر میرے پاس آتا ہے یا میرا سر اس کے پاس جاتا ہے میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔

ابوجعفر منصور کا محمد و جعفر کے نام خط:

بصرہ چھوڑنے کے بعد سلیمان کے بیٹوں محمد اور جعفر نے ایک خرجی کے ٹکڑے پر کہ صرف وہی اس وقت اس کام کے لیے دستیاب ہو سکا منصور کو ابراہیم کے بصرہ پر قبضہ کرنے کی اطلاع لکھ بھیجی جب یہ خط اسے ملا اور اس نے قاصد کے ہاتھ میں خرجی کا ایک ٹکڑا دیکھا وہ فوراً تاڑ گیا کہ ضرور اہل بصرہ نے ابراہیم کے ساتھ ہو کر مجھ سے دغا کی ہے خط پڑھنے کے بعد اس نے عبدالرحمٰن الختلی اور ابو یعقوب مالک بن ہیثم کے داماد کو بلا کر رسالہ کی زبردست جمعیت کے ساتھ محمد اور جعفر کے پاس روانہ کیا اور ان دونوں کو ہدایت کی کہ ملتے ہی ان کو اپنے پاس روک لینا کہیں جانے نہ دینا البتہ جہاں وہ پڑاؤ کریں تم بھی فروکش ہو جانا ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا۔ نیز منصور نے ان دونوں کے نام بھی خط لکھا اس میں ان کو بہت ہی بزدل اور کمزور ٹھہرایا اور اس بات پر کہ ابراہیم کو ان کی موجودگی میں بصرہ پر حملہ کرنے کی جرأت ہوئی اور اس کے ارادے اور نیت سے یہ دونوں بے خبر رہے ان کی خوب زجر و توبیخ کی' خط کے آخر میں یہ شعر لکھے۔

ابلغ بنی هاشم عنی مغلغلةً فاستیقظوا ان هذا فعل نوام

تعد والذئاب علی من لا کلاب له و تتقی مربض المستنفر الحام

ترجمہ: ''بانگ دہل بنی ہاشم سے کہہ دو کہ وہ بیدار ہو جائیں ان کی موجودہ حالت خواب کی ہے' قاعدے کی بات ہے کہ جس ریوڑ کے حفاظت کے لیے کتے نہیں ہوتے اسی پر بھیڑیئے حملہ آور ہوتے ہیں اور جس ریوڑ کے بچانے والے محافظ موجود ہوتے ہیں بھیڑیئے ان کے پاس بھی نہیں آتے''۔

ابوجعفر منصور اور حجاج بن قتیبہ کی گفتگو:

حجاج بن قتیبہ بن مسلم کہتا ہے جس زمانے میں منصور محمد اور ابراہیم کے فتنہ میں مشغول تھے میں ان سے ملنے گیا اسی زمانے میں ان کو بصرہ' اہواز' فارس' مدائن' واسط اور علاقہ سواد کے اپنے قبضے سے نکل جانے کا حال معلوم ہوا تھا اس وقت منصور ایک چھڑی کو زمین پر مارتے تھے اور یہ شعر اپنی مثال میں ان کے وردزبان تھا:

و نصبت نفسی للرماح دریة ان الرئیس لمثل ذاك فعول

ترجمہ: ''میں نے اپنی جان نیزوں کے لیے بطور نشانہ پیش کر دی ہے اور بے شک سردار ایسا ہی کیا کرتا ہے''۔

میں نے کہا اللہ امیر المومنین کے اعزاز کو تادوام قائم رکھے اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی نصرت کرے آپ پر اعشیٰ کے یہ شعر صادق آتے ہیں:

و ان حربهم اوقدت بینهم فحرت لهم بعد ابرادها

وجدت صبوراً علی حرها و کرالحروب و تردادها

جب جنگ کا شعلہ ان میں روشن ہو جاتا ہے اور اس کی خفیف ٹھنڈک کے بعد وہ ان کے لیے پھر بہت گرم ہو جاتی ہے اس وقت میں باوجود اس کی حدت اور متواتر پلٹے کھانے کے نہایت ہی صابر اور مستقل مزاج ثابت ہوتا ہوں' منصور نے کہا اے حجاج ابراہیم کو میری شجاعت' بہادری اور ناقابل تسخیر ہونے کا علم ہے مگر اس علاقہ کوفہ کی وجہ سے جو میری فرودگاہ پر آنکھیں لگائے ہوئے ہے' اور اس وجہ سے کہ اہل سواد میری سرکشی اور مخالفت پر آمادہ ہو کر اس کے ساتھ ہیں اسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ بصرے سے خود مجھ پر چڑھائی کر رہا ہے مگر میں نے بھی ہر جگہ کا نہایت مناسب و معقول انتظام کر دیا ہے اور خود اہل بصرہ کے مقابلہ پر مشہور و معروف بہادر اقبال مند سعید و مبارک سردار عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی فوج کثیر کے ساتھ جو اچھی طرح تمام ضروریات جنگ سے مسلح ہے بھیج دیا ہے مگر میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور وہی اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھے گا اور جو طاقت وقوت مجھے حاصل ہے یہ سب اللہ ہی کی بدولت ہے۔

ابوجعفر منصور کی استقامت و مستقل مزاجی:

ایک دوسرے سلسلہ سے یہی حجاج بن قتیبہ بیان کرتا ہے جب اس دور میں میں منصور کے سلام کی غرض سے حاضر ہوا تو میرا گمان تھا کہ چونکہ پے در پے نقصان کی خبریں موصول ہوئی ہیں' نیز بے شمار فوجوں نے ان کو گھیر لیا ہے اس کے علاوہ خود کوفہ میں ان کی فرودگاہ کے سامنے ایک لاکھ تلواریں ایک اشارے پر ان کے خلاف اٹھنے کے لیے تیار ہیں وہ میرے سلام کا جواب بھی نہ دے سکیں

گئے مگر اس کے برعکس میں نے ان کو نہایت مستقل مزاج شاہین کی طرح تیز و جری پایا وہ ان حادثات اور واقعات کو کامل صبر و ثبات اور ہوش کے ساتھ برداشت کر کے ضروری اور مناسب تدابیر میں مصروف تھے حسب موقع عمل کرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر قابو رکھتے ہیں یہ نہیں تھا کہ ان واقعات کی وجہ سے وہ ہراساں یا تھڑدلے ہو گئے ہوں۔

یونس الجرمی کا بیان:

یونس الجرمی کہتا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنے بھائی کو ابوجعفر سے لڑنے بھیجا تھا مگر عمرو بن سلمہ کی بیٹی نے اس کا دل تو اپنے مقصد سے اچاٹ کر دیا۔ برخلاف اس کے ان دنوں یتیمہ ابوجعفر کے پاس بھیجی گئی انھوں نے ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہونے تک نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھا اور فرودگاہ کے کسی گوشہ میں اسے ڈال دیا۔ بصرہ آنے کے بعد ابراہیم نے ہنکنہ بنت عمرو بن سلمہ سے نکاح کر لیا تھا۔ یہ روزانہ خوب عطر و تیل لگا کر رنگین کپڑے پہن بن سنور کر اس کے پاس آتی تھی۔

ابراہیم بن عبداللہ کی کوفہ کی جانب پیش قدمی:

جب ابراہیم نے ابوجعفر پر پیش قدمی کا ارادہ کیا تو بشر بن سلمہ نے نمیلہ طہوی اور اہل بصرہ کے فوجی سرداروں کی ایک جماعت کو ابراہیم کے پاس پیش کیا' انھوں نے اس سے کہا جب کہ بصرہ اہواز فارس اور واسط آپ کے قبضہ میں آ چکے ہیں تو اب مناسب یہ ہے کہ آپ یہیں قیام کریں اور فوج کو مقابلہ پر بھیج دیں تا کہ اگر کوئی دستہ فوج شکست کھا جائے تو آپ دوسری فوج اس کی مدد کے لیے بھیج دیں اسی طرح اگر کسی سردار کو ہزیمت ہو تو کسی دوسرے سردار کو اس کی مدد پر بھیج دیجیے اس طرح دشمن پر آپ کا رعب و دبدبہ قائم ہو جائے گا وہ آپ سے خوف کرے گا' آپ اس سے محفوظ رہیں گے مال گزاری وصول کریں گے اس اس طرح آپ کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گا اس کے بعد بھی آپ اپنی رائے کے مختار و مجاز ہیں۔ اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ کوفہ میں بیشتر لوگ ایسے ہیں کہ وہ آپ کی صورت دیکھتے ہی آپ کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں گے اور اگر انھوں نے آپ کو نہ دیکھ پایا تو اس وقت مختلف اسباب و اثرات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیں گے اور کوئی آپ کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اس بنیاد پر اہل کوفہ نے اس قدر اصرار کیا کہ آخر کار ابراہیم خود ہی کوفے ہی روانہ ہوا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی اپنی فوج سے مایوسی:

عبداللہ بن جعفر المدینی کہتا ہے کہ ہم ابراہیم کے ہمراہ بصرے سے چل کر باخمریٰ آئے جب ہم نے وہاں پڑاؤ کر دیا تو ایک رات ابراہیم میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ ہم ساری فرودگاہ کا چکر لگاتے ہیں۔ لشکر میں اسے گانے بجانے کی آواز آئی۔ اسے سن کر وہ پلٹ آیا' دوسری مرتبہ پھر وہ ایک رات کو میرے پاس آیا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو ذرا لشکر کا ایک چکر لگائیں میں اس کے ساتھ ہوا' اب پھر اس نے گانے بجانے کی آواز سنی اسے سن کر ابراہیم پلٹ آیا کہنے لگا کہ بھلا ایسی فوج سے نصرت کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی فوج:

عسفان بن مسلم الصفار بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم نے چھاؤنی ڈالی تو چونکہ میرے بہت سے ہمسایہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے اس وجہ سے میں اس کی فرودگاہ میں آیا' میرا اندازہ یہ ہوا کہ دس ہزار سے بھی کم آدمی اس کے ساتھ تھے مگر داؤد بن جعفر بن

سلیمان کہتا ہے کہ ابراہیم کے دیوان میں ایک لاکھ اہل بصرہ درج تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی:

ابوجعفر نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا' حمید بن قحطبہ کو تین ہزار فوج کے ساتھ اس کے مقدمہ پر متعین کیا خود ابوجعفر نہر البصرین تک عیسیٰ کو پہنچانے گئے اور یہاں سے پلٹ آئے' اب ابراہیم اپنی ماخور کی فرودگاہ سے جو بصرہ کے ویرانے میں واقع تھی کوفہ کی سمت چلا اوس بن مہلہل القطعی کہتا ہے کہ اسی سفر میں ابراہیم کا گزر ہمارے پاس ہوا ہم اس وقت قباب میں جو قباب اوس کے نام سے مشہور ہے مقیم تھے میں اپنے باپ اور چچا کے ہمراہ اس کے پاس آ گیا اور ساتھ ہو لیا جس وقت ہم اس کے پاس پہنچے وہ گھوڑے پر سوار فرودگاہ کے لیے موزوں مقام تلاش کر رہا تھا اور اس وقت میں نے اسے اپنی حالت کی مثال میں قطامی کے چند شعر پڑھتے سنا ان کو سن کر میں نے اپنے ساتھی سے کہہ دیا کہ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص خود اپنے مقابلہ پر آنے سے نادم ہے۔

بنی ربیعہ کی ابراہیم بن عبداللہ کو پیش کش:

جب یہ کرفشا پہنچا تو میں نے اس سے کہا کہ یہاں میری قوم آباد ہے میں ان سے خوب واقف ہوں آپ عیسیٰ اور اس کی فوج کے مقابلہ پر نہ بڑھیئے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو ایک خفیہ راستے سے کوفہ پہنچا دیتا ہوں ابوجعفر کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی کہ آپ اس کی موجودگی میں کوفہ میں داخل ہو جائیں گے اس مشورے کو قبول کرنے سے اس نے انکار کر دیا تو میں نے کہا کہ ہم بنی ربیعہ ہیں۔ ہم شب خون مارنے کے عادی ہیں آپ اجازت دیں ہم عیسیٰ کی فوج پر شب خون مارتے ہیں مگر اس نے کہا کہ میں شب خون مارنے کو پسند نہیں کرتا۔

ہریم کا ابراہیم بن عبداللہ کو مشورہ:

سعید بن ہریم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ مین نے ابراہیم سے کہہ دیا تھا کہ تاوقتیکہ تمہارا کوفہ پر قبضہ نہ ہو جائے تم کو ابوجعفر پر کامیابی نہیں ہو سکتی البتہ باوجود اس کی کوفہ میں مدافعت کی ساری تیاری کے تم کوفہ پر قابض ہو جاؤ تو پھر کہیں وہ نہیں ٹھہر سکتا' اس کے علاوہ کوفہ میں میرے تھوڑے اعزہ ہیں مجھے اجازت دو کہ میں خفیہ طور پر ان کے پاس جاؤں اور خفیہ طور پر ہی تمہاری بیعت کے لیے دعوت دوں اور جب ایک اچھی جمعیت میرے ساتھ ہو جائے اس وقت علی الاعلان تمہارے لیے شعار بلند کر دوں جو شخص وہاں کسی کو تمہاری دعوت دیتے سنے گا فوراً اس پر لبیک کہے گا۔ جب خود کوفہ کے اطراف واکناف میں ابوجعفر کو یہ مہیب آواز سنائی دے گی مجھے یقین ہے کہ حلوان کے ادھر پھر کوئی چیز اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتی اور وہ کہیں ٹھہر نہ سکے گا۔

بشیر الرجال کی ہریم کے مشورہ کی مخالفت:

ابراہیم نے بشیر الرجال سے پوچھا' اے ابومحمد بتاؤ تم کیا کہتے ہو اس نے کہا کہ اگر اس تجویز میں کامیابی کا پورا اعتماد ہو تو بے شک اس پر عمل کرنا سزاوار ہے مگر مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کوفہ سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے گی اس کا خمیازہ کوفہ کی تمام آبادی کو یہ بھگتنا پڑے گا کہ ابوجعفر اپنے رسالہ سے ناکردہ گناہ عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سب کو بلا استثناء تباہ کر دے گا اور اس کا وبال تمہارے اوپر ہوگا نیز جس فائدے کی امید ہے وہ بھی حاصل نہ ہوگا' اس جواب پر میں نے بشیر سے کہا کہ

میں سمجھتا ہوں کہ تم تو یہاں ابوجعفر اور اس کی فوج سے لڑنے آئے ہو پھر تم سن رسیدہ ضعیف العمر‘ کم سن بچوں‘ عورتوں اور مردوں کے قتل سے کیونکر بچنا چاہتے ہو کیا تم کو یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا اور اس نے قتل عام کیا جسے تم پسند نہیں کرتے بشیر نے کہا کہ ان کا معاملہ علیحدہ ہے وہ سب مشرک تھے ہمارا حریف مسلمان ہے ہمارا اور اس کا دین اور قبلہ ایک ہے اس کے ساتھ مشرکوں کا سلوک نہیں کیا جا سکتا‘ ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور مجھے کوفہ جانے کی اجازت نہیں دی‘ ابراہیم وہاں سے روانہ ہو کر باخمریٰ آیا۔

سلم بن قتیبہ کا ابراہیم بن عبداللہ کو پیغام:

خالد بن اسید الباہلی کہتا ہے جب ابراہیم نے باخمریٰ پر پڑاؤ کیا تو سلم بن قتیبہ نے حکیم بن عبدالکریم کے ذریعہ اسے پیام بھیجا کہ تم کھلے ہوئے میدان میں اتر پڑے ہو تمہاری زندگی اس سے بہت گراں مایہ ہے کہ وہ اس طرح خطرے میں پڑے بہتر یہ ہے کہ تم فوراً اپنے گرد خندق بنا لو تا کہ صرف ایک ہی سمت سے تم پر کوئی حملہ کر سکے اور اگر ایسا نہیں کرتے تو میں تم کو بتا تا ہوں کہ ابوجعفر نے اپنی فرودگاہ کو بالکل ننگا کر دیا ہے حفاظت کا کوئی ذریعہ وہاں نہیں ہے تم ایک چھوٹی سی جماعت لے کر بڑھو اور اس کی پشت سے اسے آلو۔

ابراہیم کے مصاحبین کی خندق بنانے کی مخالفت:

ابراہیم نے اپنے مصاحبین سے بلا کر اس باب میں مشہور لیا وہ کہنے لگے کہ ہمارا پلہ ان پر بھاری ہے ہمیں اپنے گرد خندق بنانے کی کیا ضرورت ہے بخدا! ہم کبھی ایسا نہ کریں گے‘ ابراہیم نے کہا تو اچھا ہم تو یہ کریں کہ اچانک عقب سے اس پر حملہ کر دیں‘ کہنے لگے کہ اس کی بھی ضرورت نہیں‘ وہ ہماری مٹھی میں ہے نکل نہیں سکتا۔ ہم جب چاہیں گے اس کا قلع قمع کر دیں گے‘ ابراہیم نے سلم سے کہا‘ سن رہے ہو واپس ہو جاؤ میں کیا کر سکتا ہوں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صف بندی:

ابراہیم بن سلم اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ جب ہمارا اور دشمن کا مقابلہ ہوا تو ہمارے ساتھیوں نے دشمن کے مقابلہ پر ایک ہی صف قائم کی۔ میں نے صف سے نکل کر ابراہیم سے کہا کہ ایک صف ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر صف کا کوئی حصہ پسپا ہوتا ہے تو وہ چھوٹ جاتا ہے اور پھر کوئی ترتیب باقی نہیں رہتی بہتر یہ ہے کہ اس تمام فوج کے کئی دستے بناؤ تا کہ اگر ایک دستہ کو شکست ہو تو دوسرا تو اپنی جگہ قائم رہے اس پر سب چلا اٹھے کہ نہیں ہم تو اہل اسلام کے طریقہ ہی پر جنگی ترتیب قائم کریں گے اس سے ان کا اشارہ اللہ کے اس قول کی طرف تھا:

﴿ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا ﴾ وہ ایک صف بنا کر اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شبخون مارنے کی ممانعت:

عسفاء کہتا ہے کہ جب ہم باخمریٰ پر فروکش ہوئے تو میں نے ابراہیم سے جا کر کہا کہ کل صبح دشمن تمہاری مغربی سمت کا راستہ تم پر اس لیے مسدود کر دے گا تا کہ اسلحہ اور سواری کے جانور ادھر سے تم کو نہ پہنچ سکیں تمہارے ساتھ اہل بصرہ کے بہت سے آدمی نہتے ہیں مجھے اجازت دو‘ میں دشمن پر شب خون مارتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان کی جماعتوں کے پرزے پرزے کر دوں گا‘ ابراہیم نے کہا

میں مفت میں لوگوں کا خون بہانا نہیں چاہتا اس پر میں نے کہا یہ خوب کہی' آپ حکومت بھی چاہتے ہیں اور قتل کو بھی ناپسند کرتے ہیں۔ یہ کیسے ناممکن ہے؟

عیسیٰ بن موسیٰ اور ابراہیم بن عبداللہ کی جنگ:

محمد بن عمر راوی ہے۔ جب ابراہیم کو اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی۔ یہ ابوجعفر منصور سے لڑنے کوفہ کی طرف بڑھا انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ تم میرے پاس آؤ' ابوجعفر کا قاصد یہ خط اس وقت عیسیٰ کے پاس لے کر پہنچا جب کہ وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا' اس نے عمرہ ترک کر دیا اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا' انھوں نے اسے بہت سے سرداروں اور باقاعدہ فوج اور پورے ساز و سامان کے ساتھ ابراہیم بن عبداللہ کے مقابلہ پر بھیج دیا۔ ابراہیم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ جو اگر چہ عیسیٰ بن موسیٰ کی فوج سے تعداد میں زیادہ تھی مگر اس میں زیادہ تر معمولی آدمی تھے مقابلہ پر آیا مقام باخمریٰ پر جو کوفہ سے سولہ فرسنگ فاصلہ پر واقع ہے دونوں حریف نبرد آزما ہوئے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی۔ حمید بن قحطبہ عیسیٰ بن موسیٰ کے افسر مقدمۃ الجیش کو ہزیمت ہوئی اس کے ساتھ تمام فوج نے شکست کھائی اور راہ فرار اختیار کی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کو روکا ثابت قدمی و جان نثاری کے لیے خدا کا واسطہ دیا مگر کسی نے اس کی نہ سنی اور بھاگتے چلے گئے۔

حمید بن قحطبہ کا فرار:

اب حمید بن قحطبہ بھاگتا ہوا عیسیٰ کے سامنے آیا عیسیٰ نے اس سے کہا' اے حمید اللہ جاں نثاری اور وفاداری کے اظہار کا یہی تو موقع ہے اس نے کہا جناب والا! اس ہزیمت میں طاعت کا خیال کیسے؟ اسی طرح ساری فوج دشمن کے مقابلہ سے فرار ہو کر عیسیٰ کے پاس سے گزر گئی اس کے اور ابراہیم کی فرودگاہ کے درمیان کوئی بھی باقی نہ رہا مگر عیسیٰ بن موسیٰ بدستور اسی مقام پر جہاں وہ ابتدائے جنگ سے کھڑا ہوا تھا اپنے سو خدمت گاروں اور دوستوں کے ساتھ ڈٹا رہا کسی نے اس سے کہا بھی کہ تاوقتیکہ آپ کی فوج پلٹ کر آئے اس مقام کو عارضی طور پر چھوڑ دیجیے اور جب فوج پلٹ آئے تو پھر اسے لے کر جوابی حملہ کیجیے مگر عیسیٰ نے کہا میں اس مقام سے کبھی نہ ہٹوں گا اب چاہے اس میں مارا جاؤں یا اللہ مجھے فتح دے مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ عیسیٰ بھاگ گیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا استقلال و دلیری:

عیسیٰ بن موسیٰ نے خود اپنے باپ سے ایک مرتبہ کہا کہ جب امیر المومنین نے مجھے ابراہیم کے مقابلہ پر بھیجنے کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ خبثا یعنی نجومی یہ کہتے ہیں کہ جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو ابتداء میں تمہاری فوج کو عارضی طور پر پسپا ہونا پڑے گا مگر وہ فوج پلٹ کر پھر تمہارے پاس آ جائے گی اور نتیجہ تمہارے موافق ہی ہوگا چنانچہ بخدا یہی واقعہ پیش آیا کہ جنگ شروع ہوتے ہی دشمن نے ہمیں شکست دی اس وقت میں نے اپنے گرد دیکھا تو صرف تین یا چار آدمی میرے ساتھ رہ گئے تھے میرے غلام نے جو میرے گھوڑے کی لگام تھامے تھا مجھ سے کہا کہ جب سب جا چکے ہیں تو آپ اکیلے کیوں ٹھہرتے ہیں' میں نے کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا اگر اب میں اپنے خاندان کے دشمن کے مقابلہ سے منہ موڑوں گا تو میرے خاندان والے کبھی میری صورت دیکھنا گوارا نہیں کریں گے زیادہ سے زیادہ جو اس وقت مجھے سوجھی وہ یہ بات تھی کہ اس مفرور سے جو میرے پاس سے گذرتا اور اس سے میری شناسائی ہوتی میں کہتا کہ ذرا میرے خاندان والوں کو میرا اسلام کہہ دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ آپ لوگوں کے لیے

چونکہ میں اپنی جان سے زیادہ قیمتی کوئی اور شے فدیہ میں نہیں دے سکتا تھا اس لیے وہ آپ کی خاطر میں نے لگا دی۔

جعفر و محمد کا ابراہیم بن عبداللہ پر حملہ:

میں اسی پریشانی میں تھا اور لوگ برابر بھاگے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں سلیمان کے بیٹے جعفر اور محمد نے ابراہیم کی پشت پر سے اس پر دھاوا کیا ابراہیم کی جو فوج ہمارا تعاقب کر رہی تھی اسے اس پیش قدمی کا کچھ علم نہ ہوا البتہ جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان کے عقب میں لڑائی شروع ہے یہ دیکھتے ہی وہ ہماری فوج کا تعاقب چھوڑ کر ابراہیم کی طرف پلٹے اب ہماری فوج ان کا تعاقب کرتی ہوئی پھر پلٹ کر میدان کارزار میں آ ئی نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں کامیابی اور فتح ہوئی' یہ بات ضرور ہے کہ اس روز اگر سلیمان کے بیٹے نہ ہوتے تو ہماری ذلت و رسوائی میں کچھ شبہ باقی نہ رہا تھا۔ نیز خدا کی یہ کارسازی ملاحظہ کیجیے کہ جب ہماری فوج والے بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے تو وہ بلند گھاٹیوں والی نہران کے سامنے حائل ہوگئی ان بلند گھاٹیوں کی وجہ سے وہ اس میں کود نہ سکے اور کسی اور مقام کی پایابی کا حال ان کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے بھی وہ سب کے سب پھر پلٹ آئے۔

محمد بن اسحٰق کا بیان:

اس کے متعلق محمد بن اسحٰق بن مہران کہتا ہے کہ طلحہ کی اولاد میں کچھ لوگ اس وقت باخمریٰ میں سکونت پذیر تھے انھوں نے ابراہیم اور اس کی فوج کو پریشان کرنے کے لیے اس نہر کو ان کی سمت کاٹ دیا تھا چنانچہ صبح کو اس کی فرودگاہ میں پانی ہی پانی بھر گیا' مگر دوسرے راوی یہ کہتے ہیں کہ خود ابراہیم نے اس خیال سے کہ ایک ہی جانب سے دشمن اس پر حملہ کر سکے اس نہر کا پانی بہا دیا تھا' اور اسی نے فرار کی حالت میں اس کے دشمن کو بھاگنے سے روک دیا۔ اب جب کہ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی ابراہیم نے اپنے طرف داروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ میدان میں جما رہا یہ جماعت اس کی حمایت میں کٹ کٹ کر لڑ رہی تھی اس کی تعداد میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد پانچ سو تھی' بعض نے چار سو اور دوسروں نے صرف ستر بیان کی ہے۔

حمید بن قحطبہ کی مراجعت:

محمد بن عمر کہتا ہے عیسیٰ کی فوج نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی مگر عیسیٰ بدستور اپنی جگہ جما رہا اب ابراہیم بن عبداللہ اپنی فوج کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بڑھا اس کی فوج کا غبار قریب تر ہوتا گیا یہاں تک وہ قریب آیا کہ عیسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ابراہیم کو دیکھ لیا اسی نوبت پر ایک شہسوار سامنے آیا اور آتے ہی وہ پھر ابراہیم کی طرف پلٹ پڑا' اور سیدھا اس کی طرف ہولیا یہ حمید بن قحطبہ تھا اس نے اپنے سر کے بال پلٹ لیے تھے اور ایک زرد رنگ کی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی اس کے پلٹتے ہی تمام فوج اس کے ساتھ پلٹ پڑی چنانچہ جو لوگ بھاگے تھے وہ بلا استثناء سب کے سب پھر میدان جنگ میں واپس آ گئے اور دشمن سے پھر دست و گریبان ہوئے۔ نہایت ہی شدید و خونریز معرکہ جدال و قتال گرم رہا حریفوں نے ایک دوسرے کے ہزار ہا آدمی قتل کر دیے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا قتل:

اب حمید بن قحطبہ نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مشہور مقتولین کے سر بھیجنا شروع کیے ایک سر اس کے پاس ایسا آیا جس کے ہمراہ بہت سے لوگ شور مچاتے ہوئے ساتھ تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کا سر ہے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو بلا کر دکھایا اس نے کہا یہ

اس کا سر نہیں ہے اس کے بعد دوبارہ شدید جنگ مزید شدت واستقلال سے پھر شروع ہوگئی اور تمام دن ہوتی رہی یہاں تک کہ ایک بے اندازہ تیر جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کس نے چلایا تھا ابراہیم کے حلقوم میں آ کر پیوست ہوا اس نے اسے گویا ذبح کر دیا ابراہیم اپنے مقام سے ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اتارو لوگوں نے اسے سواری پر سے اتارا' اس وقت وہ کہہ رہا تھا جو اللہ نے مقدر کیا تھا وہ پورا ہو کر رہا ہم نے کچھ ارادہ کیا اللہ نے اس کے خلاف ارادہ فرمایا اب وہ زخمی خون میں لت پت زمین پر اتار دیا گیا اس کے تمام خاص دوست اور ہمراہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور نہایت بہادری سے اسے بچانے کے لیے جان فروشی کرنے لگے اس مجمع کو دیکھ کر حمید بن قحطبہ کھٹک گیا اس نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ اس جماعت پر حملہ کرو اور جس طرح بنے اسے اس مقام سے ہٹا کر دیکھو کہ یہ کیوں ایک جگہ اس طرح جمع ہوئے ہیں حمید کی فوج نے اس جماعت پر نہایت دلیری اور بے جگری سے حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد ان کو ابراہیم سے ہٹا دیا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر حملہ آوروں نے اس کا سر کاٹ لیا اسے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے آئے اس نے ابن ابی الکرام الجعفری کو سر دکھایا اس نے کہا ہاں یہ ابراہیم کا سر ہے یہ سنتے ہی فرط انبساط میں عیسیٰ زمین پر اتر کر سر بسجدہ ہو گیا اس نے اس سر کو منصور کے پاس بھیج دیا۔ بروز دوشنبہ ۱۴۵ھ کے ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ ابراہیم قتل ہوا' قتل کے وقت اڑتالیس سال عمر تھے خروج سے قتل تک پانچ دن کم تین ماہ زندہ رہا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل کی دوسری روایت:

ابو صلابہ سے دریافت کیا گیا کہ ابراہیم کیونکر مارا گیا کہنے لگا یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ ابراہیم اپنے گھوڑے پر سوار عیسیٰ بن موسیٰ کی اس فوج کو جو اس کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ رہی تھی دیکھ رہا تھا' ابراہیم کی فوج والے بھگوڑوں کو بری طرح قتل کر رہے تھے خود عیسیٰ نے اپنے گھوڑے قہقری کو پلٹا لیا تھا ایک بٹے ہوئے دھاگے کی موٹی قبا ابراہیم کے جسم پر تھی اس کی وجہ سے اسے سخت گرمی محسوس ہونے لگی' اس نے اپنی قبا کے بند کھول دیئے جس کی وجہ سے وہ اس کے سینے سے اتر گئی اور اس کا پیٹ نظر آنے لگا اتنے میں ایک بے نشانہ تیر اس کے شکم میں آ کر پیوست ہو گیا۔ اس وقت میں نے اس کو دیکھا کہ وہ اپنے گھوڑے پر لپٹ گیا اور اس مقام سے پلٹ آیا۔ زیدیوں نے ہر طرف سے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی شکست کی وجہ:

محمد بن ابی الکرام راوی ہے جب عیسیٰ کی فوج نے شکست کھائی تو ابراہیم کی فوجیں اس کے تعاقب میں چلیں' اتنے میں ابراہیم کے نقیب نے اعلان کیا کہ مفرور کا تعاقب نہ کیا جائے اس حکم کو سن کر تمام فوجیں اپنے اپنے نشان لیے ہوئے پلٹ آئیں ان کو واپس جاتا دیکھ کر عیسیٰ کے ہزیمت خوردہ فوج نے یہ خیال کیا کہ یہ شکست کھا کر پسپا ہو رہے ہیں اس خیال کے ساتھ ان کے حوصلے بڑھ گئے وہ انہیں کے پیچھے خود پلٹ آئے اور جوابی حملہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ واقعی ابراہیم کو شکست ہوگئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر کو عیسیٰ کی فوج کی پسپائی کی خبر ہوئی انھوں نے رے چلے جانے کا عزم کر لیا تھا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی شکست کی ابوجعفر کو اطلاع:

سلم بن فرقد' سلیمان بن مجالد کا حاجب بیان کرتا ہے کہ جنگ شروع ہوتے ہی عیسیٰ کی فوج کو بری طرح شکست ہوئی ان میں

کوئی ترتیب یا قوت مقاومت باقی نہ رہی تھی' بلکہ عیسیٰ کی فوج کے بعض سپاہی کوفہ میں آ چکے تھے مجھ سے میرے ایک کوفی دوست نے کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے ساتھی کوفہ آ گئے ہیں یہ دیکھو ابو ہریرہ کا بھائی فلاں مکان میں موجود ہے' اور وہ فلاں فلاں شخص کے گھر میں موجود ہے اب تم اپنی جان اہل وعیال اور مال بچانے کا انتظام کرلو' میں نے سلیمان بن مجالد سے یہ حال بیان کیا اس نے ابوجعفر سے جا کر بیان کیا کہنے لگے کہ خبردار! اس بات کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دینا بلکہ اس کا خیال ہی ترک کر دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ خود کوفہ والے مجھ پر حملہ کر دیں گے' شہر کے ہر دروازے پر اونٹ اور گھوڑے تیار رکھے جائیں تا کہ اگر ایک سمت سے ہم پر دھاوا ہو تو ہم دوسری سمت سے بچ کر بھاگ سکیں' راوی سے جب دریافت کیا گیا کہ بصورت مجبوری ابوجعفر کہاں جانے کا ارادہ کرتے تھے کہنے لگا وہ رے جانا چاہتے تھے۔

ابراہیم بن عبداللہ کے سر کی تشہیر:

انبجت منجم ابوجعفر کے پاس آیا کہنے لگا امیر المومنین فتح آپ ہی کو ہوگی اور ابراہیم مارا جائے گا ابوجعفر نے اس کی بات نہ مانی اس پر اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنے پاس روک لیجیے اگر میرا حکم سچ نہ ثابت ہو تو آپ میری گردن اڑا دیں ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابوجعفر کو ابراہیم کے شکست کھانے کی اطلاع ملی' اس وقت انھوں نے معفر بن اوس بن حمار البارقی کا یہ شعر اپنے حسب حال پڑھا:

''اس نے اقامت کے لیے لکڑی ٹکا دی اور اس طرح جدائی جاتی رہی جیسے کہ مسافر کی مراجعت سے آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے''۔

ابوجعفر نے اس صلے میں اسی وقت نبجت کو دو ہزار جریب زمین نہر جوبر کے کنارے دے دی۔ شب سہ شنبہ کو جب کہ ماہ ذی قعدہ کے ختم میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں ابراہیم کا سر ان کے پاس لایا گیا اس کی دوسری صبح کو انھوں نے اسے بازار میں تشہیر کے لیے نصب کرا دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ سر دیکھ کر ابوجعفر اتنا روئے کہ ان کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر گرے اور کہنے لگے کہ بخدا میں کبھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ابراہیم قتل ہو مگر مجبوری تھی کیونکہ صورت یہ ہوگئی تھی کہ یا وہ رہتا اور یا میں۔

ابراہیم بن عبداللہ کے قتل پر ابوجعفر کو صدمہ:

منصور کا مولیٰ صالح بیان کرتا ہے کہ جب ابراہیم کا سر ان کے سامنے لایا گیا انھوں نے اسے اپنے سامنے رکھا اور دربار عام کیا اب جو شخص جاتا وہ پہلے منصور کو سلام کرتا پھر ان کو خوش کرنے کے لیے ابراہیم کی برائی کرنے لگتا' ابوجعفر اس اثناء میں خاموش بیٹھے رہے ان کے چہرہ کا رنگ غصہ سے متغیر تھا اتنے میں جعفر بن حنظلۃ البہرانی دربار میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر پہلے اس نے سلام کیا اور پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی کی موت کا اجر عطا فرمائے اور مرنے والے کی خطا کو جو اس نے آپ کے حق کے بارے میں کی تھی معاف کر دے یہ سن کر اب ابوجعفر کا رنگ زرد پڑ گیا اور انہوں نے اسے مخاطب کر کے

کہا اے ابو خالد آؤ یہاں آ کر بیٹھو اس واقعہ سے لوگوں کو متنبہ ہوا کہ ابوجعفر کو اس کے قتل کا سخت رنج ہے چنانچہ اب جو لوگ آئے ان سب نے تعزیت ہی کی اور وہی کہا جو جعفر بن حنظلہ نے کہا تھا۔

امیر حج سری بن عبداللہ و عمال:

اس سال باب الابواب میں ترک اور خزر نے یورش کر کے آرمینا کے بہت سے مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اس سال سری بن عبداللہ بن الحارث بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی امارت میں جو ابوجعفر کی طرف سے مکہ کا عامل تھا فریضہ حج ادا ہوا۔ اس سال عبداللہ بن الربیع الحارثی مدینہ کا والی تھا' عیسیٰ بن موسیٰ کوفے اور اس کے علاقے کا والی تھا' سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ کا والی تھا عباد بن منصور بصرے کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

باب ۷

تعمیر بغداد کی تکمیل

۱۴۶ھ کے واقعات

اس سال ابوجعفر نے اپنے شہر بغداد کو پورا کیا محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال ماہ صفر میں ابوجعفر مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد منتقل ہوئے اب وہیں انھوں نے مستقل سکونت اختیار کی اور شہر بغداد آباد کیا۔

تعمیر کے سامان کا اتلاف:

منصور نے بغداد کی تعمیر کے لیے حسب ضرورت لکڑی' ساگوان کے شہتیر وغیرہ مہیا کر لیے تھے مگر جب انھیں محمد بن عبداللہ کے خروج کی اطلاع ملی وہ بغداد سے کوفے کو روانہ ہوئے روانہ ہوتے وقت وہ اپنے ایک مولی اسلم نام کو بغداد میں اس لیے چھوڑ آئے کہ یہ اس سامان کی تعمیر کے لیے تیار کرائے' جب اسلم کو یہ معلوم ہوا کہ ابراہیم نے ابوجعفر کی فوج کو شکست دے دی ہے اس نے اس تمام ساگوان اور لکڑی کو جس کی نگرانی کے لیے ابوجعفر اسے مقرر کر آئے تھے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس کے آقا کے مغلوب ہونے کی صورت میں یہ تمام سامان اس سے چھین لیا جائے' جلا ڈالا۔ جب ابوجعفر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی انھوں نے اسے اس فعل پر ملامت لکھ بھیجی اس کے جواب میں اسلم نے لکھا کہ چونکہ مجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ ابراہیم کو ہم پر فتح ہو جائے گی اور پھر وہ اس تمام سامان پر قبضہ کر لے گا میں نے اس سامان کو جلا دیا۔ اس جواب کو دیکھ کر پھر ابوجعفر نے کچھ نہ کہا۔

ابن برمک کی عجمی عصبیت:

ابراہیم الموصلی کہتا ہے کہ جب منصور نے بغداد کی تعمیر کا ارادہ کیا تو اس بارے میں اپنے دوستوں سے جن میں خالد بن برمک بھی تھا مشورہ لیا اس نے بغداد کا مشورہ دیا۔ اسی نے بغداد کی داغ بیل ڈال کر اسے منصور کو دکھایا جب منصور کو ملبہ کی ضرورت ہوئی انھوں نے خالد بن برمک سے مشورہ لیا کہ اگر مدائن کے ایوان کسریٰ کا ملبہ میں اپنے اس شہر کی تعمیر کے لیے لے آؤں تو کیسا ہے اس نے کہا میں اس کا مشورہ نہیں دیتا منصور نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا کہ یہ اسلام کی بے تعصبی اور رواداری کی یادگار ہے' اگر اس سے دنیاوی فوائد پیش نظر ہوں تو بھی یہ قائم رکھے جانے کا سزاوار ہے' چہ جائیکہ اس سے دین کی عزت و وقار کا استقرار مدنظر ہے علاوہ بریں اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مصلیٰ بھی ہے' یہ جواب سن کر منصور نے کہا اے خالد اب تک تم میں اپنی عجمی عصبیت باقی ہے۔

قصر ابیض کا انہدام:

منصور نے قصر ابیض کے انہدام کا حکم دیا اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اس کا سامان و ملبہ بغداد لے آیا گیا مگر جب اس کے توڑنے اور ملبہ کے منتقل کرنے کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تو اس کی لاگت نئے ترشے ہوئے مصالح سے بھی زیادہ آئی۔ اس کی

اطلاع باقاعدہ طور پر منصور کو کی گئی انھوں نے خالد بن برمک کو بلا کر اس سے ملبہ کی شکست اور پھر بار برداری کے کثیر اخراجات کا ذکر کیا اور کہا کہ اب مشورہ دو کہ کیا کیا جائے اس نے کہا کہ میں نے تو جناب والا سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ اسے ہاتھ نہ لگائیے مگر جب آپ نے اس کام کو شروع کر دیا ہے تو اب میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے بنیادوں تک منہدم کرائے بغیر نہ چھوڑیں تا کہ کوئی یہ نہ کہنے پائے کہ آپ تو اسے تڑوا بھی نہ سکے مگر منصور نے اب اس کے انہدام کا خیال ترک کر دیا اور انہدام کی مسدودی کا حکم جاری کر دیا۔

واسط کے فولادی دروازوں کی منتقلی:

موسیٰ بن داؤد المہندسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مامون نے مجھ سے کہا اے موسیٰ تم جو عمارت میرے لیے تعمیر کرو اسے اس قدر پائیدار و مستحکم بنانا کہ لوگ آئندہ اسے توڑ نہ سکیں تا کہ کم از کم اس کے کھنڈر اور آثار ہی باقی رہ جائیں' شہر کے لیے ابو جعفر کو کواڑوں کی ضرورت ہوئی۔ عبدالرحمٰن الہمانی کے خیال کے مطابق حجاج کے بنائے ہوئے شہر واسط کے قریب حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک شہر زندورد نام تعمیر کیا تھا اور اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے شیاطین نے فولاد کے پانچ جوڑا ایسے زبردست کواڑ تیار کیے تھے کہ آج اتنے بڑے کواڑوں کی ساخت لوگوں کے امکان سے باہر ہے کواڑوں کی یہ پانچوں جوڑیاں حجاج کے شہر واسط کی تعمیر تک بدستور اس شہر میں لگی رہیں' واسط کی تعمیر کے بعد یہ قدیم شہر اجڑ گیا حجاج ان فولادی کواڑوں کو زندورد سے واسط لے آیا اس نے ان کو نصب کر دیا۔ اب جب کہ ابو جعفر نے اپنا شہر بنایا انھوں نے انھیں کواڑوں کو لے کر اپنے شہر کے دروازوں میں لگا دیا جواب تک وہیں نصب ہیں۔

بغداد کے ابواب:

اس شہر کے آٹھ دروازے ہیں چار اندرونی اور چار بیرونی' ان کواڑ کی جوڑیوں میں سے چار تو اس نے شہر کے چاروں اندرونی دروازوں پر نصب کر دیں اور پانچویں باب القصر کے بیرونی دروازے میں لگا دی۔ باب الخراسانی کے بیرونی در پر اس نے وہ جوڑی نصب کی جو فراعنہ کی بنائی ہوئی شام سے اسے موصول ہوئی تھی۔ باب الکوفہ کے بیرونی در پر وہ جوڑی نصب کی جسے خالد بن عبداللہ القسری نے تیار کیا تھا اور جو کوفہ سے لائی گئی تھی البتہ باب الشام کے دروازے میں نصب کرنے کے لیے ان کے حکم سے خود بغداد میں ایک جوڑ کواڑ بنائے گئے جو دوسرے دروازوں کے کواڑوں سے بہت کمزور ہیں۔

قصر منصور و جامع مسجد:

شہر کو گول دائرے کی شکل میں اس لیے بنایا گیا تھا کہ ہر حصہ شہر کی مسافت بادشاہ سے مساوی فاصلہ پر رہے اس میں کمی بیشی نہ ہو' جس طرح جنگ میں فوج کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی مناسبت سے انھوں نے شہر کے چار دروازے رکھے دو فصیلیں بنوائیں اندرونی فصیل بیرونی سے زیادہ بلند ہے وسط شہر میں اپنا قصر بنایا اور اس کے گرد جامع مسجد بنائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو جعفر کے حکم سے حجاج بن ارطاۃ نے جامع مسجد کا نقشہ مرتب کیا تھا اور اس کی بنیاد قائم کی کہا جاتا ہے کہ اس کا قبلہ درست نہیں ہے اور مصلی میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے باب البصرہ کی سمت تھوڑا سا پھیر دیا جائے' رصافہ کی مسجد کا قبلہ شہر کی مسجد کے قبلہ سے زیادہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ شہر کی مسجد قصر کی تعمیر کے بعد اس کی متابعت میں تعمیر کی گئی اور مسجد رصافہ قصر سے پہلے بنی تھی اور پھر قصر مسجد

کے لحاظ سے بنایا گیا اسی وجہ سے یہ فرق پڑ گیا۔

خالد بن الصلت خزانچی:

ابو تعمیر نے تعمیر کے لیے شہر کے چار حصے کر کے ایک حصہ ایک مہتمم تعمیر کے متعلق کر دیا تھا تا کہ جلد سے جلد تعمیر مکمل ہو جائے انھوں نے خالد بن الصلت کو ایک حصہ کے اخراجات کا خزانچی مقرر کیا تھا خالد بیان کرتا ہے کہ جب اس حصہ کی تعمیر سے میں فارغ ہوا تو میں نے تمام اخراجات کا حساب ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے انگلیوں کے ذریعہ حساب کر کے پندرہ درہم میرے ذمے نکالے اور اس کی پاداش میں چند روز تک انھوں نے مجھے شرقیہ جیل میں قید کر دیا یہاں تک کہ میں نے وہ رقم ادا کر دی' جو اینٹیں شہر کے لیے بنائی گئی تھیں ان کا عرض وطول ایک ایک گز تھا۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ باب المحلول کے قریب فصیل کا ایک حصہ منصور نے تڑوا دیا اس میں ایک اینٹ نکلی جس پر سرخ کھریا سے اس کا وزن ایک سوستر ہ رطل لکھا ہوا تھا جب اسے ہم نے تولا تو ٹھیک وہی وزن نکلا جو اس پر منقوش تھا۔ ابو جعفر کے اکثر فوجی عہدے داروں اور کاتبوں کے مکانوں کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔

عیسیٰ بن علی کو ابو جعفر منصور سے شکایت:

عیسیٰ بن علی نے ابو جعفر سے شکایت کی کہ مجھے چوک کے دروازے سے قصر تک پیدل چل کر آنے میں زحمت ہوتی ہے' میں بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں ابو جعفر نے کہا تم محافہ میں بیٹھ کر آیا کرو اس نے کہا محافہ میں بیٹھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے ابو جعفر نے کہا کیا اب بھی کوئی ایسا شخص زندہ ہے جس سے شرمایا جائے عیسیٰ نے کہا آپ مجھے کسی پیدل سپاہی کا ایک مکان سکونت کے لیے دید یجیے کہنے لگے شہر میں جس قدر آبادی ہے وہ سب عسکری ہیں چاہے پیدل ہوں یا سوار۔

بغداد کے متعلق رومی بطریق کی رائے:

مگر اب منصور نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنے دروازے مسجد کے چوک کی سمت کے بجائے کمانوں کے کوچوں کی سمت نکال لیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب چوک میں جو شخص آتا وہ پیدل ہی ہو کر آ سکتا' اس تبدیلی کا دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ شہر کی چاروں سڑکوں پر جو کمانوں کے بعد واقع تھیں چار بازار لگ گئے' ہر کمان میں ایک ایک بازار لگ گیا۔ ایک مدت تک شہر کی یہی صورت قائم رہی اس کے بعد ایک رومی بطریق سرکاری کام پر ابو جعفر کے پاس آیا ابو جعفر نے ربیع کو حکم دیا کہ وہ اسے شہر اور حوالی شہر کی سیر کرائے تا کہ یہ شہر کی آبادی اور ساخت کو دیکھ لے' ربیع نے اسے سب میں پھرایا' جب وہ واپس آیا تو ابو جعفر نے اس سے پوچھا کہ شہر کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے' یہ شہر کی فصیل اور دروازوں کی برجوں پر چڑھا تھا اس بطریق نے کہا عمارت نہایت عمدہ ہے مگر صرف یہ خرابی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ وسط شہر میں موجود ہیں۔ ابو جعفر نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگا یہ بازاری' یہ سنتے ہی اس وقت سے ابو جعفر کے دل میں بازاروں کی مخالفت بیٹھ گئی' بطریق کے واپس جاتے ہی انھوں نے بازاروں کو شہر سے خارج کر دینے کا حکم دے دیا۔

بازاروں کی منتقلی:

جب یہ دونوں بازار بن چکے تو اب ابو جعفر نے بازاروں کو وہاں منتقل کر دیا اور ہر گز کے اعتبار سے اس کا کرایہ مقرر کیا۔ جب آبادی کی کثرت ہوگئی تو لوگ ایسے مقامات پر بھی دکانیں بنانے لگے جہاں ابراہیم بن حبیش اور جو اس کو ان کے بنانے کا خیال نہ آیا

تھا کیونکہ یہ بات ان کی ابتدائی تجویز میں شامل نہ تھی' اس بنا پر ان دکانوں کا کرایہ سرکاری دکانوں کے کرایہ سے کم رکھا گیا۔

تجار کا بغداد سے اخراج:

اس تبدیلی کی بعض راویوں نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ کسی نے ابوجعفر سے کہا کہ غرباد غیرہ بازاروں میں سو جاتے ہیں ممکن ہے کہ ان میں جاسوس اور مخبر ہوں جو کسی وقت بھی موقع پا کر رات کو شہر کا دروازہ کھول دیں اس وجہ سے ابوجعفر نے تمام بازار شہر سے نکال دیا اور بازار کی دکانیں پولیس اور فوج خاصہ کے سپاہیوں کو رہنے کے لیے دے دیں اور تاجروں کے لیے طاق الحرانی۔ باب الشام اور باب الکرخی پر بیرون شہر دکانیں بنا دیں۔

ابوزکریا یحییٰ کا قتل:

ایک دوسرے صاحب نے اس تبدیلی کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ۱۵۷ھ میں منصور نے ایک شخص ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ کو بغداد اور اس کے بازاروں کا محتسب مقرر کیا اس وقت تمام بازار شہر کے اندر ہی تھے اور منصور عبداللہ بن حسن کے بیٹے محمد اور ابراہیم کے ساتھ خروج کرنے والوں کی ہر وقت تلاش و تعاقب میں تھا یہ محتسب ان لوگوں سے خفیہ تعلق رکھتا تھا اس کے اشارے سے شہر کے آوارہ گرد انفار و اراذل نے منصور کے خلاف جمع ہو کر مظاہرہ کیا اور شور و غل برپا کر دیا منصور نے ابوالعباس الطوسی کو ان کے پاس بھیجا اس نے سمجھا بجھا کر ان کو خاموش کر دیا نیز اس نے ابوزکریا کو گرفتار کر کے اپنے ہی پاس قید کر دیا اور پھر منصور کے حکم سے ابوالعباس کے حاجب موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے چوک میں سب کے سامنے ابوزکریا کو قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے حکم دیا کہ جو مکانات شہر کی سڑکوں پر نکلے ہوئے ہوں ان کو توڑ دیا جائے۔ شہر کی سڑکوں کی چوڑائی چالیس گز مقرر کر دی گئی اور اب اس معیار کے اعتبار سے جو مکان سڑک پر ذرا سا بھی نکلا ہوا پایا اسے اسی قدر منہدم کرا دیا نیز انھوں نے تمام بازار کرخ میں منتقل کر دیئے۔

بقالوں کی دکانیں:

بیان کیا گیا ہے کہ جب ابوجعفر نے نقل بازار کا حکم دے دیا تو ابان بن صدقہ نے ایک بقال کے لیے منصور سے اجازت چاہی انھوں نے اسے منظور کر لیا اور پھر یہ کیا کہ شہر کے ہر ربع میں ایک ایک بقال کی دکان اس مثال کی بنا پر رہنے دی۔

ابوجعفر کی فن تعمیر سے واقفیت:

فضل بن الربیع کہتا ہے کہ جب بغداد میں منصور کا قصر تعمیر ہو گیا تو وہ معائنہ کے لیے اس میں آئے سب پھر کر دیکھا اس کی عمارات اور فضا بہت ہی پسند آئی مگر جو لاگت آئی تھی وہ ان کو بہت گراں گزری ایک مقام کو دیکھ کر اس کی بے حد تعریف کی مجھ سے کہا کہ ابھی جا کر ربیع کو مسیّب کے پاس بھیجو کہ وہ اس سے کہے کہ اسی وقت ایک نہایت ہوشیار معمار یہاں حاضر کرے میں خود ہی مسیّب کے پاس آیا اور میں نے امیر المومنین کا حکم سنایا اس نے اسی وقت میر عمارت کو بلا بھیجا اور اسے بارگاہ خلافت میں حاضر کر دیا۔ جب یہ ان کے سامنے پہنچا ابوجعفر نے اس سے پوچھا کہو تم نے اس قصر کو ہمارے عہدہ داروں کی نگرانی میں کس حساب سے بنایا ہے اور اس کی ہر ہزار خام اور پختہ اینٹ کی کیا اجرت لی ہے اس میر عمارت سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا وہ رعب کی وجہ سے ساکت و صامت کھڑا رہا اس سے مسیّب کو اندیشہ ہوا کہ دیکھئے یہ کیا کہہ دیتا ہے منصور نے پھر اس سے پوچھا کہ بولتے کیوں نہیں کچھ تو کہو' اس نے کہا جناب والا! میں نہیں جانتا' منصور نے کہا تم ڈرو مت بلا تکلف ہر بات کہہ سکتے ہو تم کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس نے کہا جی نہیں'

میں اس اسے قطعی واقف نہیں ہوں اور نہ جانتا ہوں کہ اس پر کیا لاگت آئی ہے۔ منصور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چل میں تجھے دکھاؤں اور اب وہ اس کمرے میں لے کر آئے جو انھیں بے حد پسند آیا تھا اور اس کی شہ نشین دکھا کر کہا کہ اسے اچھی طرح دیکھ لو اور اس کے مقابل میرے لیے ایک ایسی محراب اور بنا دو جو اپنی نزاکت اور خوبصورتی میں تمام قصر کے مماثل ہو مگر اس میں لکڑی کہیں نہ لگائی جائے اس نے کہا بہت اچھا۔ اس پر وہ میر عمارت اور اس کے دوسرے ساتھی منصور کی اس ہوشیاری اور فن تعمیر کی واقفیت پر عش عش کرنے لگے' میر عمارت نے تو یہاں تک کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں اس ایسا طاق ٹھیک اسی پیمانہ پر نہ بنا سکوں گا جیسا کہ آپ چاہتے ہیں۔ منصور نے کہا میں اس بارے میں تمہاری مدد کروں گا اور تم کو مشورہ دیتا رہوں گا۔

میر عمارت مسیّب کی گرفتاری:

ان کے حکم سے پختہ اینٹیں اور چونا لایا گیا اور اس جدید محراب کی تعمیر میں جس قدر اینٹ اور چونا صرف ہوتا منصور اسے شمار کر لیتے نیز اس کی تعمیر میں ایک دن تمام اور دوسرے دن کا کچھ حصہ صرف ہوا اسے بھی انھوں نے اجرت کی تشخیص کے لیے شمار کر لیا اس کے بعد مسیّب کو بلا کر حکم دیا کہ جس شرح سے اب تک تم نے اجرت دی ہے وہ اب ادا کرو' حساب کرنے سے پانچ درہم ہوئے منصور کو یہ رقم زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اسے منظور نہیں کیا اور اس کی کمی پر اصرار کر کے ایک درہم کم کر دیا۔ جب یہ شرح طے ہو چکی تو اب انھوں نے اس جدید محراب کو ہر سمت سے ناپ کر اس خاص کمرے کی مقدار معلوم کر لی۔ اور تمام گتہ داروں اور مسیّب کو بلا کر حسابات پیش کرنے کا حکم دیا اور دیانتدار معماروں اور انجینئروں سے ان کی جانچ پڑتال کرائی انھوں نے صحیح لاگت مشخص کر دی اس معیار پر منصور نے مسیب سے ایک ایک چیز کا حساب لینا شروع کیا اور اسی طاق کی لاگت کو معیار قرار دے کر تمام حسابات جانچے اس حساب سے مسیّب پر چھ ہزار سے کچھ زیادہ درہم سرکاری رقم کے واجب الادا نکلے اس کا انھوں نے مطالبہ کیا اور اسے قید کر دیا اور جب تک اس نے یہ رقم ادا نہ کر دی اسے قصر سے رہائی نہ ملی۔

عیسیٰ بن منصور کہتا ہے کہ ابوجعفر کے خزانے کے دفتر کے معائنہ سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس نے مدینۃ السلام' مسجد جامع' قصر الذہب' بازار' کوچے' خندق' برجیاں اور دروازوں پر چار کروڑ آٹھ سو تینتیس درہم خرچ کیے جن کے ایک ارب تیرہ ہزار پیسے ہوتے ہیں اس کا حساب اس طرح ہے کہ روزانہ راج کو ایک قیراط چاندی کا اجرت میں ملتا تھا اور مزدور کو دو پیسے سے تین پیسے تک روزانہ اجرت ملتی تھی۔

سلم بن قتیبہ کی معزولی:

اس سال منصور نے سلم بن قتیبہ کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔

بصرہ والی مقرر کرنے کے بعد منصور نے سلم کو لکھا کہ ابراہیم کے ہمراہ خروج کرنے والوں کے مکان ڈھا دے اور ان کی کھجوروں کے سر کاٹ دے۔ اس پر سلم نے منصور کو لکھا کہ جناب والا ارشاد فرمایئے کہ آیا پہلے مکان منہدم کراؤں یا کھجور کٹواؤں اس کے جواب میں منصور نے اسے لکھا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کے کھجور برباد کر دو اس کے جواب میں تم مجھ سے سوال کرتے ہو کہ کون سے کھجور برنی یا شہریز پہلے برباد کیے جائیں یہ بالکل مہمل سوال ہے اور اسی بنا پر منصور نے سلم کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مقرر کیا۔

ابراہیم بن عبداللہ کے حمائیتیوں پر ظلم وستم:

محمد نے بصرہ آ کر خوب ظلم ڈھائے۔ابراہیم کی ہزیمت کے بعد سلم بن قتیبہ بصرہ کا والی مقرر ہوا اس نے ابو برقہ یزید بن سلم کو اپنا کوتوال مقرر کیا یہ پانچ ماہ اس عہدہ پر برقرار رہا پھر علیحدہ کر دیا گیا اور محمد بن سلیمان اس کی جگہ بصرہ کا والی مقرر ہو کر آیا' محمد نے آتے ہی یعقوب بن الفضل اور ابو مروان کے مکانوں کو جو بنی یشکر کے محلّہ میں واقع تھے منہدم کرا دیا نیز عون بن مالک' عبدالواحد بن زیاد اور خلیل بن الحصین کے مکانوں کو جو محلّہ عدی میں واقع تھے اور عفو اللہ بن سفیان کے مکان کو منہدم اور ان سب کے نخلستانوں کو قطع کرا دیا۔

عبداللہ بن ربیع کی برطرفی:

اس سال موسم گرما کی مہم نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کی قیادت میں کفار سے جہاد کیا اس سال عبداللہ بن الربیع مدینہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ جعفر بن سلیمان مقرر کیا گیا آخر الذکر ماہ ربیع الاوّل میں مدینے پہنچ گیا۔

امیر حج عبدالوہاب بن ابراہیم:

نیز اسی سال سری بن عبداللہ مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر ہوا۔عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس سال حج ادا ہوا۔

۱۴۷ھ کے واقعات

ترکوں کی یورش:

اس سال استرخاں الخوارزمی ترکوں کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ آرمینا کی سمت میں مسلمانوں پر یورش کر کے ہزارہا مسلمانوں اور ذمیوں کو پکڑ کر تفلیس لے گیا۔ترکوں نے حرب بن عبداللہ الراوندی کو جس کے نام سے بغداد کا حربیہ مشہور ہے قتل کر دیا یہ ان خارجیوں کے ہنگامے کے فرو کرنے کے لیے جنھوں نے جزیرے میں اودھم مچا رکھا تھا دو ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ موصل میں مقیم تھا جب ابوجعفر کو ترکوں کی یورش کا علم ہوا انہوں نے جبرئیل بن یحییٰ کو ان سے لڑنے روانہ کیا اور اس کے ساتھ حرب کو بھی اس کے ہمراہ جانے کا حکم دیا۔حرب جبرئیل کے ساتھ ہو لیا' لڑائی میں مارا گیا' جبرئیل نے شکست کھائی اور بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔

ابوجعفر کا عبداللہ بن علی کو قتل کرنے کا حکم:

اس سال عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا اس کی وجہ موت میں اختلاف ہے' ایک بیان یہ ہے کہ مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر ولی عہدی کے لیے مقدم کرنے کے کئی ماہ بعد ۱۴۷ھ میں ابوجعفر حج کے لیے گئے اس سے پہلے ہی انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو والی مقرر کر کے اسے اپنی جگہ نائب بنا کر مدینۃ السلام بھیج دیا اب انھوں نے عیسیٰ کو بلا کر آدھی رات کو خفیہ طور پر عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور کہا کہ اس شخص نے اس نعمت خلافت سے مجھے اور تم کو محروم کرنے کی کوشش کی' مہدی کے بعد تم میرے ولی عہد ہو اور خلافت تم کو ملنے والی ہے تم اسے

لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو' اس معاملہ میں ہرگز ہرگز کمزوری اور بزدلی کا اظہار مت کرنا ورنہ میری یہ ساری محنت برباد جائے گی' یہ ہدایت کر کے ابوجعفر اپنے سفرِ حج پر روانہ ہوگئے اور اثنائے راہ سے انھوں نے تین مرتبہ عیسیٰ کو اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی مزید تاکید لکھی' عیسیٰ نے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی ہے اس جواب پر ابوجعفر کو اپنی جگہ یقین کامل ہوگیا کہ عیسیٰ نے ضرور میرے حکم کی متابعت میں عبداللہ کا کام تمام کر دیا ہے۔

یونس بن فروہ کا عیسیٰ بن موسیٰ کو مشورہ:

دوسری جانب جب عبداللہ کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا اس نے اسے پاس چھپالیا۔ اپنے میر منشی یونس بن فروہ کو بلا کر اس سے کہا کہ منصور نے اپنے چچا کو میرے سپرد کیا ہے اور اس کے بارے میں مجھے یہ ہدایت کی ہے' یونس نے کہا اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ تم کو اور اسے دونوں کو قتل کر دے اسی وجہ سے انہوں نے تم کو عبداللہ کے خفیہ طور پر قتل کر دینے کا حکم دیا ہے تاکہ جب تم اس کا کام تمام کر دو تو پھر علانیہ طور پر وہ تم سے اس کا مواخذہ کرے اور قصاص لے' عیسیٰ نے کہا تو پھر کیا کیا جائے اس نے کہا کہ تم عبداللہ کو اپنے پاس اس طرح چھپائے رکھو کہ کسی کو اس کا حال معلوم نہ ہو سکے تاکہ اگر منصور علانیہ طور پر اس کا تم سے مطالبہ کریں تم اس وقت سب کے سامنے عبداللہ کو ان کے سامنے لا کر پیش کر دو مگر یہ خیال رکھنا کہ کبھی اسے خفیہ طور پر دوبارہ منصور کے حوالے نہ کرنا کیونکہ یہ مانا کہ اس نے عبداللہ کو خفیہ طور پر قتل کیے جانے کے لیے تمہارے حوالے کیا ہے مگر یہ بات ظاہر ہو کر رہے گی' عیسیٰ نے اسی کی رائے پر عمل کیا۔

عبداللہ بن علی کے متعلق سفارش:

حج سے واپس آ کر منصور نے اپنے چچاؤں کو اشارہ کیا کہ تم مجھ سے عبداللہ کی معافی کے لیے سفارش کرو اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لوں گا' اس قرارداد کے مطابق یہ سب کے سب منصور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت ہی لجاجت و عاجزی کے ساتھ اور اپنی قرابت قریبہ کا اظہار کر کے اس کے لیے معافی کے خواستگار ہوئے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے عبداللہ بن علی کی طلبی:

منصور نے کہا اچھا عیسیٰ بن موسیٰ کو میرے پاس بلاؤ وہ آ گیا منصور نے اس سے کہا میں نے اپنے اور تمہارے چچا عبداللہ بن علی کو حج کے لیے جانے سے پیشتر تمہارے سپرد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اسے اپنے مکان میں رکھنا۔ عیسیٰ نے کہا بے شک امیر المومنین نے ایسا ہی حکم دیا تھا' منصور کہنے لگا ہاں! تو اب تمہارے یہ سب چچا اس کی جان بخشی کے لیے سفارش کرنے میرے پاس آئے ہیں اور میں بھی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے معاف کر کے رہا کر دیا جائے تم اسے میرے پاس لے آؤ' عیسیٰ نے کہا امیر المومنین! آپ نے تو مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا اور میں نے ارشاد کی بجا آوری میں اسے قتل کر دیا منصور نے کہا نہیں ہرگز نہیں' میں نے اس کے قتل کر دینے کا تم کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ اسے اپنے مکان میں قید رکھو' عیسیٰ نے کہا آپ نے مجھے اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا منصور کہنے لگا تو جھوٹ بولتا ہے' میں نے کبھی اس کے قتل کر دینے کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر انھوں نے کہا دیکھیے یہ شخص آپ کے بھائی کے قتل کا اقرار کرتا ہے اور مدعی ہے کہ میں نے اسے اس کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ بالکل جھوٹا ہے' انھوں نے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کیجیے ہم عبداللہ کے عوض میں اسے قتل کریں گے۔ منصور نے کہا اچھی بات ہے جو تمہارا جی چاہے کرو۔

عبداللہ بن علی کی حوالگی :

اب یہ سب عیسیٰ کو قتل کرنے کے لیے چوک میں لے کر آئے۔ ہزار ہا آدمی تماشہ کے لیے جمع ہو گئے تمام شہر میں یہ واقعہ مشہور ہو گیا ایک شخص اپنی تلوار نیام سے نکال کر عیسیٰ کی طرف بڑھا تا کہ اسے قتل کر دے۔ عیسیٰ نے اس سے کہا۔ کیا تم واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا بے شک' عیسیٰ نے کہا تو جلدی مت کرو مجھے امیر المومنین کے پاس واپس لے کر چلو۔ اب یہ پھر اسے منصور کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے ان سے کہا کہ اس کے قتل کرا دینے سے آپ کا اصلی مقصد یہ تھا کہ میں قتل کیا جاؤں' لیجیے آپ کے چچا صحیح وسالم زندہ ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کی حوالگی کا حکم دیں تو میں ابھی ان کو پیش کیے دیتا ہوں' منصور نے کہا اسے حاضر کرو' عیسیٰ نے اسے حاضر کر دیا اور کہا کہ آپ نے میرے خلاف بڑی گہری سازش کی تھی مگر میں اسے تاڑ گیا اور اب میرا خیال بالکل درست نکلا اب آپ جانیں اور یہ آپ کے چچا۔ منصور نے کہا کہ سر دست اسے قصر میں بھیج دیا جائے پھر جو مناسب ہوگا ہم حکم دیں گے۔

عبداللہ بن علی کی ہلاکت :

اس کے تمام چچا جو سفارش کے لیے آئے تھے واپس چلے گئے۔ منصور نے عبداللہ کو ایک ایسی کوٹھڑی میں قید کر دیا جس کی بنیادوں میں لونی لگی ہوئی تھی منصور نے اس پر پانی بہا دیا جس کی وجہ سے وہ منہدم ہو گئی اور عبداللہ اسی میں دب کر مر گیا' اسی سال اس کی وفات ہوئی۔ باب الشام کے مقبروں میں دفن کیا گیا یہ پہلا شخص ہے جو وہاں دفن ہوا۔ ۱۴۷ھ میں باون سال کے سن میں اس کی وفات ہوئی۔

اس کی موت کے بعد ایک دن منصور ہوا خوری کے لیے باہر نکلے' عبداللہ بن عیاش ہمراہ تھا اور ان کے برابر برابر چل رہا تھا منصور نے پوچھا تم ایسے پانچ خلیفہ جانتے ہو جن کے نام کا پہلا حرف عین ہو اور انہوں نے پانچ خارجیوں کو قتل کیا ہو جن کے نام حرف عین سے شروع ہوتے ہوں' اس نے کہا میں اس بات سے تو خود پورے طور پر واقف نہیں ہوں البتہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور عبدالملک بن مروان نے عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اور عمرو بن سعید کو قتل کیا اور عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی منصور نے کہا' بے شک عبداللہ بن علی پر چھت گر پڑی' اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا' میں نے تو یہ بات نہیں کہی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کی کوئی خطا ہے۔

باب ۸

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم

اس سال منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو منصب ولی عہدی خلافت سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے مہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور عیسیٰ کو مہدی کے بعد ولی عہد قرار دیا۔

ابوجعفر کا مہدی کو ولی عہد اوّل بنانے کا ارادہ:

ابوالعباس کی وفات کے بعد منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو کوفہ اور اس کے علاقے کا بدستور والی برقرار رکھا یہ اس کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے دربار میں اسے اپنی داہنی جانب بٹھاتے اور اپنے بیٹے مہدی کو اپنے بائیں' ایک عرصہ تک یہی آئین جاری رہا' خلافت ملنے کے ایک عرصہ کے بعد اب منصور نے اپنے بعد بجائے عیسیٰ کے مہدی کو ولی عہد خلافت بنانے کا ارادہ کر لیا۔ ابوالعباس نے اپنے بعد منصور کو اور ان کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد خلافت بنایا تھا' جب منصور نے اس تبدیلی کا عزم کر لیا تو انہوں نے اس بارے میں خود عیسیٰ سے بہت ہی نرم الفاظ میں گفتگو چھیڑی۔ عیسیٰ نے جواب دیا مگر یہ تو فرمایئے کہ اس منصب کو قبول کرتے وقت میں نے اور تمام مسلمانوں نے لونڈی غلام آزاد کرنے اور بیویوں کو طلاق دینے کی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں جو عہد و پیان اور مغلظ قسمیں اپنے اوپر عائد اور لازم کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔ امیر المومنین یہ بات نہیں ہوسکتی اس کا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔

ابوجعفر اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

جب ابوجعفر نے دیکھا کہ وہ ان کی اس بات کو کسی طرح ماننے کے لیے آمادہ ہی نہیں ہے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور انہوں نے اسی وقت سے اپنے اور اس کے تعلقات میں تھوڑی سی کبیدگی اور کشیدگی کا اظہار شروع کر دیا اور حکم دیا کہ ملاقات کے لیے جب سب آیا کریں تو عیسیٰ سے پہلے مہدی کو اندر آنے کی اجازت دی جایا کرے۔

ابوجعفر کا عیسیٰ بن موسیٰ سے اہانت آمیز رویہ:

چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ جب مہدی آتا تو اسے پہلے دربار میں جانے کی اجازت ملتی اور وہ منصور کی داہنی جانب عیسیٰ کی نشست گاہ پر بیٹھنے لگا اس کے بعد عیسیٰ کو اجازت ملتی یہ اسی سمت مہدی سے فروتر جگہ میں بیٹھ جاتا مگر کبھی اس دربار میں جس میں مہدی شریک ہوتا یہ منصور کے بائیں جانب نہیں بیٹھتا اس کی اس آن سے منصور اور بھی برہم ہوا اور اسے ذلیل کرنے کے لیے اب اس نے یہ دستور کر لیا کہ سب سے پہلے مہدی کو دربار میں آنے کی اجازت ملتی اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن علی کو ملتی اس کے کچھ وقفہ کے بعد عبدالصمد بن علی کو اجازت ہوتی اور اس کے بھی بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو بار ہوتا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ دستور قرار پایا کہ مہدی کو تو ہر حال میں سب سے پہلے اندر آنے کی اجازت ملتی' مگر دوسرے دونوں اشخاص میں ترتیب کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ کبھی کسی کو اور کبھی دوسرے کو پہلے آنے کی اجازت ہوتی۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے بدسلوکی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس تمام اثناء میں یہی گمان کرتا رہا کہ ابوجعفر ان اصحاب کو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یا کسی معاملہ میں مشورے کی غرض سے پہلے بلا لیتے ہیں اس خیال کی بنا پر وہ بالکل خاموش رہا اس نے اس کے متعلق ایک حرف بھی شکایت کا زبان سے نہیں نکالا' مگر اب حالات بد سے بدتر ہو گئے اس کے ساتھ بدسلوکی کی یہ نوبت پہنچی کہ ایک مرتبہ بارگاہ خلافت میں جانے سے پہلے جب وہ اپنی مقررہ نشست میں آ کر بیٹھا اس کے ساتھ اس کا ایک لڑکا بھی تھا اس نے دیوار کی جڑ میں سے کھودے جانے کی آواز سنی اور اس دیوار کے گر پڑنے کا خوف پیدا ہوا مٹی تک اس پر گری اس نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ چھت کی کڑی ایک سمت سے ہٹائی گئی ہے اس درز کی وجہ سے اس کی ٹوپی اور کپڑوں پر مٹی گرنے لگی اس نے اپنے بیٹے کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور خود نماز پڑھنے کھڑا ہوا' اس کے بعد اسے اندر بلایا گیا یہ اسی طرح خاک جھاڑے بغیر منصور کے پاس آیا منصور کہنے لگا کہ کوئی شخص آج تک اس طرح خاک آلودہ کپڑوں کے ساتھ میرے پاس نہیں آیا کیا یہ تمام خاک راستے کی ہے؟ عیسیٰ نے جواب دیا۔ میرا خیال یہی ہے کہ راستے کی خاک ہے' اس استفسار کی تہہ میں منصور کی یہ نیت تھی کہ یہ کسی طرح کوئی شکایت اپنی زبان سے کرے مگر عیسیٰ نے ایک حرف شکایت کا زبان سے نہیں نکالا۔

منصور نے ولی عہدی کے مسئلہ کو اپنی منشاء کے مطابق طے کرانے کے لیے عیسیٰ بن علی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس بھیجا تھا عیسیٰ بن موسیٰ کو اس معاملہ میں اس کا دخل دینا ناگوار گذرا اور اس سے وہ یہ سمجھا کہ منصور اس طرح اسے دق کر رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی علالت:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی مہلک شے کھلا دی گئی وہ مجلس سے ایک دم اٹھ کر جانے لگا منصور نے پوچھا اے ابوموسیٰ کہاں جاتے ہو اس نے کہا مجھے سخت گھبراہٹ معلوم ہو رہی ہے انھوں نے کہا تو صحن میں چلے جاؤ۔ عیسیٰ نے کہا مجھے اس قدر تکلیف ہے کہ میں صحن قصر میں نہیں ٹھہر سکتا منصور نے پوچھا تو آخر پھر کہاں' اس نے کہا میں اپنے مکان جانا چاہتا ہوں تاکہ لیٹ جاؤں' وہاں سے اٹھ کر عیسیٰ اپنے مکان کے آتش دان میں آیا منصور بھی اس کی طرف سے بہت پریشان صورت بنائے اس کے پیچھے ہی آتشدان میں آیا' عیسیٰ نے اس سے کوفہ جانے کی اجازت مانگی' منصور نے کہا بہتر یہ ہے کہ یہیں رہ کر علاج کرو مگر اس نے نہ مانا اور کوفہ جانے پر اصرار کیا آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دے دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی روانگی کوفہ:

اس اصرار پر اسے اس کی طبیب معالج بختیشوع بن جبرئیل نے جرأت دلائی تھی اور کہہ دیا تھا کہ منصور کے سامنے میں تمہارا علاج کرنے کی جرأت نہیں کروں گا کیونکہ مجھے خود اپنی جان کا خطرہ ہے' آخر منصور نے اسے کوفہ جانے کی اجازت دی اور کہا کہ چونکہ اس سال میں خود حج کرنے جا رہا ہوں تو میں تمہارے پاس بھی آ کر مہمان رہوں گا اس وقت تک ان شاءاللہ تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائے گی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی صحت یابی:

اب حج کا زمانہ قریب آ گیا منصور مدینۃ السلام سے کوفہ آئے اور یہاں رصافہ میں کئی روز تک قیام پذیر رہے' گھوڑ دوڑ بھی

کی کئی مرتبہ عیسیٰ کی عیادت کو بھی گئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے گئے اور مکہ کے راستے میں پانی کی قلت کا بہانہ کر کے حج کا ارادہ بھی ملتوی کر دیا۔ اس مرض سے عیسیٰ کی حالت نہایت زبوں ہوگئی یہاں تک کہ اس کے تمام بال گر پڑے مگر بہر حال اسے افاقہ ہوگیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کو ابو جعفر کی دھمکی:

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن علی نے منصور سے کہا کہ عیسیٰ بن موسیٰ اس وجہ سے مہدی کی بیعت سے رکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے اس خلافت کا منتظر ہے اور دراصل موسیٰ ہی اسے مہدی کی بیعت سے روک رہا ہے' منصور نے اس سے کہا کہ تم جاؤ اور موسیٰ بن عیسیٰ سے اس معاملہ میں گفتگو کرو کہ اگر وہ نہ مانے گا تو اس کے باپ اور بیٹے دونوں کی جان خطرے میں پڑ جائے گی' عیسیٰ نے موسیٰ سے جا کر اس بارے میں گفتگو کی اسے حکومت کے ملنے کی طرف سے مایوس کر دیا اور منصور کے غضب سے خوب ڈرایا دھمکایا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی عباس بن محمد سے درخواست:

جب موسیٰ کو اس بات کا خوف پیدا ہوگیا کہ اس معاملہ میں اسے تکلیف اٹھانا پڑے گی وہ عباس بن محمد کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میرے چچا! میں آپ سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو نہ اب تک میں نے کسی دوسرے سے کہی ہے اور نہ آئندہ زبان سے نکالوں گا مگر چونکہ میں آپ پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور آپ کی طرف سے مجھے قطعی اطمینان ہے اس وجہ سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں وہ بات ایسی ہے کہ میں اپنی جان آپ کے ہاتھ میں دے رہا ہوں' عباس نے کہا اے میرے برادرزادے تم میری طرف سے بالکل اطمینان رکھو اور بلاخوف جو کہنا چاہتے ہو کہو' موسیٰ نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرے باپ کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ مہدی کے حق میں اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائیں اور اسی وجہ سے ان کو ہر قسم کی تکلیف دی جا رہی ہے کبھی ان کو دھمکی دی جاتی ہے کبھی ان کو دربار میں آنے کے لیے دوسروں کے بعد اجازت ملتی ہے' کبھی دیواریں ان پر ڈھائی جاتی ہیں اور کبھی مہلک اشیاء ان کو کھلا دی جاتی ہیں مگر ان تمام مصائب کے ہوتے ہوئے بھی میرے باپ اب تک انکار پر مصر ہیں اور آئندہ بھی کبھی وہ اسے منظور نہیں کریں گے۔ البتہ ایک شکل میری سمجھ میں آتی ہے اگر اس طرح انھوں نے دست برداری دے دی تو دے دی ورنہ اور کوئی دوسری صورت ان کو مجبور کرنے والی نہیں ہے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز:

عباس نے پوچھا وہ کیا ہے جلد بتاؤ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے جو بات سوچی ہوگی وہ درست ہوگی' موسیٰ نے کہا آپ میرے سامنے میرے والد کو امیر المومنین کے پاس بلایئے اور وہ ان سے کہیں کہ عیسیٰ میں خوب واقف ہوں کہ تم ولی عہدی سے مہدی کے حق میں دست بردار ہونے کے لیے جو انکار کر رہے ہو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ تم خود خلیفہ بننا چاہتے ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تمہاری عمر اتنی ہو گئی ہے کہ اب موت کا وقت قریب ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اگر خلافت ملی بھی تو وہ کتنے دن کے لیے ہوگی تمہارا یہ انکار اپنے بیٹے موسیٰ کی خاطر معلوم ہوتا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اسے زندہ چھوڑ دوں گا کہ وہ تمہارے بعد میرے بیٹے مہدی پر حکومت کرے بخدا! یہ ہرگز نہیں ہوگا میں تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تا کہ مجھے اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اسے میرے بعد میرے بیٹے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں رہا اور نیز تم بھی اس سے مایوس ہو جاؤ' کیا تم اس خام خیال میں ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو

اپنے بیٹے سے زیادہ چاہتا ہوں' اس گفتگو کے بعد وہ میرے قتل کا حکم دیں اس وقت یا میرا گلا گھونٹا جائے یا تلوار اٹھائی جائے اب اگر وہ اس بات کو منظور کرنے والے ہوں گے تو شاید اس طریقہ سے کر گذریں ورنہ اور دوسری کوئی صورت نہیں ہے کہ اس کام کے لیے ان کو مجبور کیا جا سکے۔

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کی تجویز سے اتفاق:

عباس نے کہا اے میرے برادرزادے تم نے بڑی عمدہ تجویز سوچی ہے اللہ تم کو اس کی جزاء خیر عطا کرے تم اپنے آپ کو اپنے باپ کے عوض پیش کرتے ہو اور ان کی زندگی کی خاطر اپنے حق سے دست بردار ہو رہے ہو' یہ بہت ہی عمدہ رائے ہے' عباس نے ابوجعفر سے آ کر یہ بات بیان کی انھوں نے موسیٰ کو دعا دی اس تجویز کو بہت پسند کیا اور کہنے لگے کہ میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا' سب لوگ دربار میں جمع ہو گئے اور عیسیٰ بن علی بھی حاضر تھا منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہاری دلی منشاء سے واقف ہو گیا ہوں تم اس خلافت کو اپنے ایسے بیٹے کے لیے جو خود اپنے اور تمہارے دونوں کے لیے منحوس ہے حاصل کرنا چاہتے ہو' اسی وقت عیسیٰ بن علی نے کہا' امیر المومنین مجھے پیشاب معلوم ہو رہا ہے منصور نے کہا ہم تمہارے لیے یہیں پیشاب کا برتن منگائے دیتے ہیں عیسیٰ نے کہا مجھ سے کبھی یہ گستاخی نہیں ہو سکتی کہ میں آپ کے دربار میں بیٹھ کر پیشاب کروں البتہ مجھے قریب تر نالی بتا دی جائے کہ وہاں بیٹھ کر پیشاب کر لوں' منصور نے اس کام کے لیے اپنے ایک خدمت گار کو حکم دے دیا۔ عیسیٰ اٹھ کر چلا عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے بیٹے موسیٰ سے کہا کہ تم اپنے چچا کے ساتھ جاؤ ان کے کپڑے ان کے پیچھے تھام لینا اور اگر کوئی مندیل تمہارے پاس ہو تو وہ ان کو پیشاب جذب کرنے کے لیے دے دینا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کا عیسیٰ بن علی کے قتل کا ارادہ:

عیسیٰ پیشاب کرنے بیٹھا' موسیٰ نے جا کر اس کے کپڑے اس کے پیچھے سے اٹھا لیے' اختلاف رخ کی وجہ سے عیسیٰ نے اسے نہیں دیکھا پوچھا کون ہے۔ اس نے اپنا نام بتایا' عیسیٰ کہنے لگا میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے بخدا! میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس خلافت میں کوئی خیر نہیں اور تم دونوں اس کے سب سے زیادہ اہل اور حق دار ہو مگر منصور کو اس ولی عہدی کے معاملہ میں سخت طیش آ گیا ہے' موسیٰ نے اپنے جی میں کہا بخدا! اس وقت یہ میرے قابو میں ہے یہی منصور کو میرے والد کے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے آؤ اس کے اس قول کی بنا پر میں اس کا کام تمام کر دوں اس کے بعد مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ امیر المومنین مجھے قتل کر دیں اس کے قتل کر دینے میں دونوں فائدے ہیں کہ میرے باپ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر اس کے عوض میں قتل کیا گیا تو ان کو میری طرف سے بھی یک سوئی ہو جائے گی۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ کی گفتگو:

جب یہ دونوں دربار میں اپنی اپنی جگہوں پر آ بیٹھے تو موسیٰ نے کہا امیر المومنین میں اپنے باپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں منصور اس اجازت طلبی سے خوش ہوا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ اسی ہمارے معاملہ کا اس سے ذکر کرتا ہو گا انھوں نے موسیٰ کو دربار سے اٹھ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا جناب والا کو معلوم ہے کہ عیسیٰ نے میرے اور آپ کے قتل میں کوئی بات اٹھا نہیں رکھی آج اس نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ہم اس کا خاتمہ کرا دیں' عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا' موسیٰ

نے سارا واقعہ سنایا کہ عیسیٰ بن علی نے مجھ سے یہ اور یہ بات کہی ہے میں امیر المومنین کو اس کی اطلاع کر دیتا ہوں وہ اس کی پاداش میں اسے قتل کر دیں گے اور اس طرح آپ کا جی اس کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا اور قبل اس کے کہ وہ آپ کو اور مجھے قتل کرے خود آپ اس طرح اس کا کام تمام کر چکے ہوں گے اس کے بعد کیا ہوگا اس کی ہمیں پھر کوئی پرواہ نہ رہے گی' عیسیٰ بن موسیٰ نے سن کر کہا مجھے تمہاری اس نیت اور ارادے پر بہت افسوس ہے تمہارے چچا نے تم کو خوش کرنے کے لیے راز میں تم سے ایک بات بیان کی اور تم اسی کو بہانہ بنا کر اسے برباد اور ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خبردار! آئندہ یہ بات تمہاری زبان سے نہ نکلے جاؤ اپنی جگہ بیٹھو۔

ابوجعفر کا موسیٰ بن عیسیٰ کو قتل کرنے کا حکم:

موسیٰ بن عیسیٰ پھر اپنی جگہ آ بیٹھا ابوجعفر اس اثناء میں اس بات کے منتظر تھے کہ موسیٰ کی اپنے باپ سے جو گفتگو ہو رہی ہے اس کا ضرور کوئی اثر نمایاں ہوگا مگر جب انھوں نے اس کا کوئی اثر نہ دیکھا تو اب پھر حسب سابق اسے ڈراؤ اور دھمکی دینے لگے کہنے لگے میں تیرے سامنے ہی تیرے بیٹے کا کام تمام کر دیتا ہوں تاکہ تجھے اپنے ارادے میں قطعی مایوسی ہو جائے ربیع تو جا کر موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن گھونٹ دے' ربیع اٹھا اس نے موسیٰ کے پرتلہ سے اس کی گردن باندھی اور آہستہ آہستہ گھونٹنا شروع کیا۔ موسیٰ چلانے لگا' اے امیر المومنین میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں' جو خیال اس معاملہ میں میرے متعلق کیا جاتا ہے میں اس سے کوسوں دور ہوں میرا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے علاوہ بریں اگر مجھے قتل بھی کر دیا جائے تو عیسیٰ کو اس کی کیا پرواہ ہوگی اس کے بارہ تیرہ بیٹے موجود ہیں جن سے وہ وہی تعلق خاطر رکھتا ہے جو اسے میرے ساتھ ہے بلکہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اسے میرے مقابلہ میں زیادہ عزیز ہیں۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی اوّل سے دستبرداری:

اس دوران میں ابوجعفر برابر کہتے جاتے تھے ہاں ربیع اس کا خوب گلا گھونٹو اسی طرح مار ڈالو ربیع کو بھی اپنی جگہ یہ خیال ہو گیا کہ منصور واقعی اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنی گرفت کو ڈھیل دیتا رہا موسیٰ شور مچاتا رہا یہ حالت دیکھ کر عیسیٰ بن موسیٰ سے نہ رہا گیا کہنے لگا امیر المومنین مجھے یہ خیال کبھی نہ تھا کہ اس معاملہ میں آپ یہاں تک بڑھ جائیں گے مہربانی فرما کر اسے چھوڑنے کا حکم دیجیے اگر اس معاملہ کی وجہ سے میرا ایک غلام بھی قتل ہو تو میں اپنے گھر واپس نہیں جا سکتا چہ جائیکہ میرا بیٹا' میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں مہدی کے ہاتھ پر بیعت کے لیے اسی وقت تیار ہوں اگر اس کے خلاف کروں تو میری بیویاں' مطلقہ' میرے مملوک آزاد اور میری ساری جائداد اللہ کے راستے میں وقف سمجھی جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی دوم کی بیعت:

منصور نے اپنے حسب منشاء عیسیٰ سے مہدی کے لیے بیعت لے لی جب یہ مکمل ہو گئی' تو اب منصور نے اس سے کہا کہ یہ کام تو تم نے بادل ناخواستہ میرے لیے کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ ایک کام اپنی خوشی سے میرے لیے اور کر دو' تاکہ اس فعل کی ندامت جو میں اپنے قلب میں محسوس کرتا ہوں دور ہو جائے' عیسیٰ نے پوچھا وہ کیا' منصور نے کہا میری یہ خوشی ہے کہ اب مہدی کے بعد تم ولی عہدی خلافت قبول کرو' عیسیٰ نے کہا ایک مرتبہ اس منصب جلیلہ سے علیحدہ ہونے کے بعد میں دوبارہ اسے قبول کرنا نہیں چاہتا مگر منصور اور اس کے اہل خاندان نے جو دربار میں موجود تھے اس پر اس معاملے میں اس قدر اصرار کیا کہ اسے قبول کرنا پڑا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی کے متعلق دوسری روایت:

کوفہ کا ایک شخص جس کے سامنے عیسیٰ اس روز کے دربار میں جاتے ہوئے گذرا تھا کہتا ہے کہ ولی عہدی سے علیحدگی کا قضیہ دوسرے دن طے ہو گیا۔ متذکرۂ بالا بیان آل عیسیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہی اس معاملہ کو اس طرح بیان کرتے تھے ان کے علاوہ دوسرے اربابِ سیر نے اس معاملہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ منصور نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے فوجی عہدہ داروں سے اس معاملہ میں گفتگو کر لی اس کے بعد سے فوج والوں کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جب وہ عیسیٰ کو دیکھتے تو اس پر ناسزا فقرے چست کرتے عیسیٰ نے منصور سے ان کی شکایت کی انھوں نے فوجیوں سے کہا تم میرے بھتیجے کو مت ستاؤ میں اسے بہت عزیز رکھتا ہوں اگرچہ ایک بات میں نے تم سے پہلے سے کہہ دی ہے مگر اس کی وجہ سے تم اس کی توہین نہ کرو ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا' اس ڈانٹ کا یہ اثر ہوا کہ چندے وہ لوگ خاموش رہتے مگر پھر اسے ستانے لگتے۔

ابوجعفر منصور کا عیسیٰ بن موسیٰ کے نام خط:

ایک عرصہ تک یہ حالت قائم رہی پھر منصور نے یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عبداللہ عبداللہ المنصور امیر المومنین کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا جاتا ہے:

اسلام علیک! میں تمہارے سامنے اس ذاتِ پاک کی تعریف کرتا ہوں' جس کے ماسواء اور کوئی ذات الوہیت نہیں ہے۔

امابعد! اس خدا کی ثنا کرتا ہوں جس کا احسان قدیم ہے جس کا فضل عظیم ہے جس نے اس عالم کو ایک خوبصورت امتحان گاہ بنایا' جس نے محض اپنے علم سے اس مخلوق کی ابتداء کی' اپنے حکم سے اس کے متعلق فیصلہ نافذ کر دیا۔ مخلوق کا کوئی فرد اس کی ذات کی حقیقت کو نہیں پا سکتا اور نہ کوئی اس کی عظمت کو احاطہ ذکر میں محدود کر سکتا ہے' جو چاہتا ہے اپنے حکم سے کر بیٹھتا ہے اسے نافذ کر دیتا ہے نہ کوئی وزیر اور مددگار ہے جو اسے مشورہ دے' جو بات کرنا چاہتا ہے وہ اس پر منکشف نہیں رہتی بندے چاہے پسند کریں یا ناپسند کریں وہ ان کے لیے جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے نہ اس کے حکم کو وہ روک سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں وہ زمین اور ہر اس شئے کا جو زمین پر ہے مالک ہے' اسی نے پیدا کیا اور وہی حاکم مختار ہے' تبارک اللہ رب العالمین۔

تم کو معلوم ہے کہ ظالموں کے عہدِ حکومت میں ہماری کیا حالت تھی' ایک ملعون خاندان استبدادی طور پر ہم پر حکومت کرتا تھا جس کو انھوں نے والی مقرر کیا ہم اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے رہے ہم پر ہر طرح کے مظالم اور سختیاں ہوئیں مگر اس کا کوئی چارہ نہ کر سکے' ہمیں ہمارے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا' نہ کسی بری بات سے انکار کر سکتے تھے اور نہ اپنے حقوق حاصل کر سکتے تھے' آخر کار ان کا وقت بھی پورا اور ان کی حکومت کی مدت بھی پوری ہو گئی' اللہ نے اپنے دشمن کو ہلاک اور اپنے نبی کی اہل بیت پر نزول رحمت و برکت کا حکم دے دیا۔ مختلف ممالک سے اور مختلف اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کے خون کا بدلہ لینے اور ان کے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کے مددگار پیدا کر دیئے یہ ان کی محبت کے داعی اور ان کی دولت کے معین و مددگار بنے ان کی مختلف اغراض ہماری طاعت میں ایک ہو گئیں اللہ تعالیٰ نے ہماری

دوستی اور نصرت کے لیے ان کے دل یک جا کر دیئے اور ہماری نصرت سے ان کی عزت افزائی کی حالانکہ ہم نہ کبھی ان سے ملے اور نہ کبھی ان کے ہمراہ کسی معرکہ جنگ میں شریک شمشیر زنی ہوئے تھے مگر پھر بھی اللہ نے ان کے دلوں میں کچھ ایسی محبت ہماری ڈال دی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ پوری طرح سوچ سمجھ کر اور مخلصانہ طاعت کے جذبات کو اپنے قلوب میں لیے ہوئے اپنے اپنے علاقوں سے ہماری مدد کے لیے امنڈ آئے جہاں گئے فتح وظفر ہم رکاب رہی' ان کا رعب ایسا تھا کہ جس سے مقابلہ ہوا اسے شکست دی جو کینہ دوز مقابل آیا مارا گیا اس طرح اللہ نے ہمیں وہ انتہائی کامیابی عطا کی جس کی ہمیں آرزو تھی اور جس کے لیے ہم نے یہ ساری جدوجہد کی تھی' یہ اللہ کا ہم پر سب سے بڑا احسان وفضل ہے اور محض اس کی عطا ہے جس میں ہماری طاقت وقوت کو کچھ دخل نہ تھا۔

اللہ کے اس فضل سے ہم مسلسل بہرہ اندوز ہوتے رہے یہاں تک کہ یہ لڑکا سن شعور کو پہنچا اللہ نے اس مرتبہ پھر ہمارے ان حامی اور مددگاروں کے دلوں میں جن کی وجہ سے ہمیں یہ نعمت خلافت حاصل ہوئی ہے اس لڑکے کی کچھ ایسی محبت و وقعت جاگزیں کر دی ہے کہ وہ ہر وقت اس کی بزرگی وسعادت کا ذکر کرتے ہیں اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور اس خلافت کو صرف اس کا حق سمجھتے ہیں جب امیر المومنین نے دیکھا کہ اللہ نے اس کی محبت اور دوستی ہمارے مددگاروں کے دلوں میں جاگزیں کر دی ہے ان کی زبانوں پر اس کا ذکر جاری کر دیا ہے وہ اس کی علامات اور نام کی وجہ سے اس خلافت کا اس کو اہل اور مستحق سمجھتے ہیں اور عام لوگوں کا میلان بھی اسی کی جانب ہے تو امیر المومنین کو یقین آ گیا کہ یہ منصب اللہ نے براہ راست اسے دے دیا ہے اور اس کے لیے اس کا انتخاب کر لیا ہے اب بندوں کے لیے اس معاملہ میں دخل دینے یا صلاح ومشورہ کرنے کا بھی کوئی حق نہیں رہا اگر چہ پہلے ہی سب لوگ باتفاق اس کا نام لے رہے ہیں اسی وجہ سے امیر المومنین کا یہ گمان ہے کہ چونکہ یہ امر خلافت پہلے سے مہدی کے لیے مقدر ہو چکا ہے اس وجہ سے اگر باپ کی طرف سے اس کو اس کا حق نہ پہنچتا تب بھی وہی خلیفہ ہوتا اور جب کہ تمام لوگوں نے اس پر اتفاق کر لیا ہے تو امیر المومنین کے لیے سوائے اس کے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا امیر المومنین کے خاص احباب اور معتمدین میں چاہے وہ فوجی عہدے دار ہوں یا ملکی ہوں جو سب سے زیادہ قرابت اور ان کے مزاج میں درخور رکھتے ہیں وہی اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مصر بھی ہیں اب سوائے اس کے کہ امیر المومنین ان کی صلاح مان کر اس پر عمل پیرا ہوں اور کیا کر سکتے ہیں علاوہ بریں شخصی اور ذاتی طور پر خود امیر المومنین اور ان کے اہل بیت کو دوسروں کے مقابلہ میں اس بات کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنے ایک فرد کی اس فطری فضیلت وسعادت کو تسلیم کر کے اس کی برکت کے منتظر ہوں اور اس کے بارے میں جو روایت منقول ہے اس کی تصدیق کریں اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے ان کی اولاد میں ایک ایسا مردِ صالح پیدا کیا ہے جس کے لیے انبیاء نے ان سے پہلے اللہ سے دعا مانگی تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَ لِيًّا يَرِثُنِيْ وَ يَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴾

''اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے ایک ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث بنے اور اے میرے رب! تو اسے

پسندیدہ اور مرغوب اخلاق والا بنا''۔

اس کے برخلاف اللہ نے خود ہی امیر المومنین کو ایسا ولی (بیٹا) عطا فرمایا ہے جو پاک مبارک مہدی اور رسول اللہ ﷺ کا ہم نام ہے اس کے علاوہ دوسرے جس شخص نے اس نام کا ادعاء باطل کیا اور مہدی کے ایسے مشتبہ لفظ کو جس میں خود ارباب غرض متحیر اور اس بد بخت تحریک کے اہل فتنوں میں مبتلا ہو چکے ہیں آڑ بنا کر اپنے لیے دعوت دی اللہ نے اس خلافت کو ان سے چھین لیا اور ان کو برباد و ہلاک کر دیا اور حق اسی کو دے دیا جو حقدار تھا اور بتا دیا کہ کون مہدی ہے اور کون اس کے دین کے انصار ہیں۔ امیر المومنین کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ تم کو اس معاملہ سے جس پر ان کی رعایا نے اتفاق رائے کیا ہے آگاہ کر دیں۔ چونکہ امیر المومنین تم کو اپنے بیٹوں کے برابر سمجھتے ہیں اور تمہاری حفاظت' سعادت و عزت کے لیے وہی چاہتے ہیں جو وہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے چاہتے ہیں اس وجہ سے وہ اس بات کو تمہارے لیے مناسب سمجھتے ہیں کہ جب تم کو اپنے ابن عم کی یہ کیفیت معلوم ہو کہ سب لوگوں نے ان کی ولی عہدی پر اتفاق کر لیا ہے تو اس کی ابتداء خود تم اپنی طرف سے کرو تا کہ ہمارے خراسانی اور دوسرے تمام انصار و اعوان کو معلوم ہو کہ جس بات پر ان سب کا خود اتفاق ہو چکا ہے اسے تم نہایت خوشی سے سب سے پہلے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو علاوہ بریں جس فضل و سعادت کا انھوں نے مہدی کے لیے اعتراف کیا ہے اور اس کی وجہ سے آئندہ جو توقعات قائم کی ہیں چونکہ تم مہدی سے قرابت قریبہ رکھتے ہو اس وجہ سے اس کا سب سے زیادہ نفع تم کو ہوگا اور تم کو سب سے زیادہ خوش بھی ہونا چاہیے' امیر المومنین جو مشورہ تم کو دیتے ہیں اسے قبول کرو اس میں تمہاری فلاح و صلاح ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ابو جعفر کے نام خط:

عیسیٰ بن موسیٰ نے اس خط کا حسب ذیل جواب لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب سے عبداللہ عبداللہ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے' السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔

امابعد! مجھے آپ کا خط ملا' جس میں آپ نے عوام کے اس اتفاق کا ذکر کیا ہے جو انھوں نے حق کے خلاف کیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے قطع قرابت و تعلقات کا گناہ اپنے سر لیا ہے اور اس عہد واثق کی خلاف ورزی کی ہے جو آپ کی خلافت اور میری ولی عہدی کے لیے لیا گیا تھا اور جس کا ایفاء سب پر یکساں طور پر لازم تھا۔ اس ناجائز کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے جس رشتہ نظام کو جوڑا ہے وہ قطع کر دیا جائے اپنی مخلوق میں جو یک جہتی اور اتحاد قائم کیا ہے وہ پراگندہ ہو جائے اور ہلاک و بربادی کے اسباب و علل جن کو اللہ نے پراگندہ کر دیا ہے وہ پھر جمع ہو جائیں۔ یہ اللہ کی علو شان کے مقابلہ میں ایک طرح کی گستاخی ہے' اس کے فیصلہ کے خلاف اپنی طاقت کا اظہار باطل ہے اور شیطان کی اتباع ہے جو اللہ سے جھگڑا کرتا ہے' اللہ اسے پچھاڑ دیتا ہے' جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اسے برباد کر دیتا ہے' جو اس کے مقابلہ میں کسی شے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی حیلہ کرتا ہے' اللہ اسے ناکام و رسوا کر دیتا ہے' جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے' جو اللہ کے لیے انکساری کرتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے جس بنیاد پر ہماری سلطنت کی عمارت قائم ہے وہ ایک عہد ہے جو خلیفہ سابق نے اللہ کے لیے میری ولی عہدی کے لیے کیا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ہم سب برابر ہیں اور اب کسی مسلمان کو اس میں دخل دینے یا تغیر و تبدل کا حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو مان لے اور دوسرے کو تسلیم نہ کرے' اگر اس کا ایفاء ضروری ہے تو اوّل الذکر کو آخر پر کچھ ترجیح نہیں ہے اور اگر دوسرے کے حق میں دست اندازی ہوسکتی ہے تو اس طرح پر پہلے کا حق بھی محفوظ و مصئون نہ رہے گا۔ بلکہ ایسی صورت میں تو چونکہ اوّل الذکر خلیفہ معاہد سے متصل ہے جس نے اس کی فضیلت سوچ سمجھ کر قائم کی ہے اور اس طرح لوگوں کے گمانوں اور امیدوں کو اس کی جانب سے صاف کر دیا ہے اسے سب سے پہلے اس عدم ایفاء کا نقصان اٹھانا پڑے گا جس کا ذکر پہلے ہے وہی پہلے اس منصب سے ہٹائے جانے کا مستحق ہوگا۔ اللہ نے جو وقفہ دیا ہے اس کی وجہ سے آپ اس کے ابتلا کی مصیبت سے بے خبر نہ ہو جائیں اور لوگوں کو ایفاء عہد کے ترک کی اجازت نہ دیں یاد رکھیے کہ اگر کسی نے میرے حق یا عہد کے ترک یا نظر انداز کرنے میں آپ کی بات مان لی تو جب کبھی اسے موقع میسر ہوگا اسے آپ کے ساتھ بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہ ہوگا بلکہ اس وجہ سے کہ خود آپ کی طرف سے اس رسم قبیح کی بنیاد پڑے گی وہ آپ کے حق میں زیادہ بے باک اور مستعد ہوگا اس کے نتیجہ پر غور کیجیے' اللہ نے اپنے فضل و کرم سے جو دیا ہے اس پر راضی رہیے اور اسے مضبوطی سے تھامئے اور اس کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیے۔ اللہ نے یہ سچا وعدہ کیا ہے جس میں خلاف ہو ہی نہیں سکتا کہ جو اللہ کی نعمت پر اس کا شکر کرتا ہے اللہ اس میں اور زیادتی کرتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے جس نے اس کی مخالفت کا خیال تک اپنے دل میں پیدا کیا اللہ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے:

﴿ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرِ ﴾

''اللہ آنکھوں اور دلوں کی چوریوں سے واقف ہے''۔

علاوہ بریں واقعات زمانہ اور افتاد موت سے ہم محفوظ نہیں ہے کیا معلوم ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے سے پہلے ہی مجھے موت آ جائے اور اس طرح آپ اس خفیہ کارروائی کی ذمہ داری سے خود ہی بچ جائیں گے اور اس خیال پر پردہ پڑ جائے گا اور اگر میں آپ کے بعد زندہ رہا تو چونکہ آپ نے میری مخالفت نہ کی ہوگی اور میرے رشتہ قرابت کو قطع نہ کیا ہو گا اور نہ میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہوگا اس وجہ سے مجھے اس وقت آپ کے کسی خیال یا تجویز یا حکم پر عمل کرنے میں کسی قسم کا تردد نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ہر امر اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے جن کی تدبیر' تقدیر اور تنقید وہ اپنی مشیت سے کرتا ہے' بے شک اس باب میں شک ہی کیا ہے۔ آپ سچ فرماتے ہیں تمام معاملات اللہ کے ہاتھ ہیں تو اس شخص پر جو اس بات سے پوری طرح واقف ہے فرض ہے کہ وہ ایسا ہی عمل کرے اور تمام معاملات اللہ ہی کے سپرد کر دے' آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی طاقت و قوت سے نہ کوئی فائدہ حاصل کیا ہے اور نہ کسی مضرت کو دفع کیا ہے۔ اگر ان امور کو ہم اپنی خواہشات نفسانی کے سپرد کر دیتے تو جس درجہ پر اللہ تعالیٰ نے ہم کو اب پہنچا دیا ہے ہم اپنی قوت و طاقت سے تو کبھی اس تک پہنچنے نہ پاتے' مگر حقیقت یہ ہے کہ جب کسی کام کے کرنے' کسی وعدہ کی ایفاء کسی

عہد کی تکمیل' یا کسی میثاق کی تاکید کا اللہ ارادہ کر لیتا ہے تو وہ تمام اسباب وعلل بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے اور خود ہی اسے مستحکم ومکمل کر دیتا ہے جس شے میں اللہ نے تاخیر کی ہے بندوں کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ اسے جلد وقوع پذیر کرا سکیں اور جس شے کے بروئے کار آنے کا وقت آ چکا ہے اسے کوئی ملتوی نہیں کر سکتا' ہاں شیطان ضرور انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طاعت سے ڈرایا اور اس کی عداوت کو ظاہر کر دیا ہے مگر پھر بھی یہ ارباب حق وطاعت کے درمیان پھوٹ ڈال دیتا ہے تا کہ ان کا اتحاد واتفاق پراگندہ ہو جائے اور یہ ان میں دشمنی ڈال دیتا ہے اور جب معاملات کی اصلی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اس وقت شیطان ان سب سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیَاتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾

''ہم نے کوئی رسول یا نبی تم سے قبل دنیا میں نہیں بھیجا مگر جب اس نے کوئی تمنا کی شیطان نے اس کی تمنا میں وسوسہ ڈال دیا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی نشانیاں مضبوط کر دیتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا دانشمند ہے۔'' پھر اللہ نے اہل تقویٰ کی یوں تعریف کی ہے:

﴿ اِذَا مَسَّھُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾

''جب کوئی وسوسہ شیطانی ان کے قلب پر طاری ہوتا ہے وہ اللہ کو یاد کر لیتے ہیں''۔

اور پھر ان کو سمجھ آ جاتی ہے' اب اگر امیر المومنین کی نیت اور منشاء دلی اپنے پیش رووں کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرنا ہے تو میں آپ کو اللہ سے ڈراتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ اس سے قبل اپنے بیٹوں کی درخواست اور خود اپنی خواہشات کی وجہ سے ان لوگوں نے یہی کرنا چاہا تھا جس کا ارادہ اب آپ نے کیا ہے مگر پھر اچھی طرح غور وخوض کے بعد حق کو اختیار کر لیا اور دوسرے خیالات دل سے نکال ڈالے۔ ان کو معلوم تھا کہ اللہ کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی عطا کو کوئی رد کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ نعمتوں کے بدل جانے اور مصائب کے واقع ہو جانے سے وہ اپنے کو مامون نہیں سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے مؤخر شے کو اختیار کیا اور موجودہ کے مقابلہ میں نتیجہ کو قبول کر لیا اور اپنے عہود وقیود میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ کی اس فعل جمیل کی وجہ سے اللہ نے ان کے تمام معاملات پورے کر دیئے جو اہم واقعہ پیش آیا اللہ نے خود ہی اس کا تدارک کر دیا ان کی حکومت واقتدار کی حفاظت کی ان کے یار اور مددگاروں کی عزت بڑھائی ان کی عمارت کو اور بلند کر دیا اور اپنی نعمتوں اور سرفرازیوں سے ان کو مالا مال کر دیا۔ اس پر وہ ہمیشہ شکر ادا کرتے رہے اللہ کو جو منظور ہوا وہ پورا ہوا حالانکہ اس کے دشمن اسے پسند نہ کرتے تھے' وسلام علیٰ امیر المومنین ورحمۃ اللہ''۔

عیسیٰ بن موسیٰ کے خط سے ابوجعفر کی برہمی:

ابوجعفر اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوئے اس سے بات کرنا چھوڑ دی فوجیوں نے اس کے ساتھ زیادہ سخت کلامی اور بیہودگی

شروع کر دی۔ اسد بن المرزبان' عقبہ بن سلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ وغیرہ اس میں پیش پیش تھے۔ یہ عیسیٰ کی ڈیوڑھی پر آتے اور کسی کو اس کی ملاقات کے لیے اندر نہ جانے دیتے جب خود عیسیٰ سواری میں جاتا یہ اس کے پیچھے ہو لیتے اور کہتے کہ تو ہی وہ گائے ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۔ (آخرکار انھوں نے وہ گائے ذبح کر ڈالی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہ تھے) عیسیٰ نے منصور سے آ کر ان کے اس طرز عمل کی شکایت کی اس نے کہا اے میرے بھتیجے! چونکہ یہ لوگ میرے بیٹے کی محبت میں سرشار ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کی طرف سے مجھے اپنی اور تمہاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے' بہتر یہ ہے کہ تم اسے اپنے پر مقدم کر دو اس طرح وہ میرے اور تمہارے درمیان مقرر ہو جائے گا تب یہ لوگ باز آ جائیں گے' عیسیٰ نے ان کی بات کے ماننے پر آمادگی ظاہر کی۔

ربیع کہتا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس سے منصور کو اپنے خط کا جواب موصول ہوا انھوں نے اس جواب کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ جملہ لکھ دیا ''اس ولی عہدی خلافت سے کنارہ کشی کرو' دنیا میں اس کا عوض تم کو ملے گا اور آخرت میں خلافت کی ذمہ داریوں کی جواب دہی سے مامون رہو گے''۔

ابوجعفر کا خالد بن برمک سے مشورہ:

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کے متعلق متذکرہ بالا دو بیانوں کے علاوہ حسن بن عیسیٰ الکاتب نے حسب ذیل واقعہ بیان کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے اس بات کا قصد کیا کہ وہ اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ پر مقدم کر دے تو اس نے خود عیسیٰ سے اس بات کی خواہش کی مگر اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا جب ابوجعفر کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو انہوں نے خالد بن برمک سے بلا کر کہا کہ تم جا کر عیسیٰ سے اس بارے میں گفتگو کرو ہم سے تو اس نے قطعی انکار کر دیا ہے اور ہمیں اب کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ تم سے کوئی تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو' خالد نے کہا بہتر ہے' آپ تیس سربرآوردہ شیعوں کو منتخب کر کے میرے ساتھ کر دیجیے۔

خالد بن برمک کی حکمتِ عملی:

خالد اس جماعت کے ساتھ سوار ہو کر عیسیٰ کے پاس آیا اور انھوں نے منصور کا خط اسے دیا۔ عیسیٰ نے کہا چونکہ اللہ نے مجھے اس منصب پر فائز کر دیا ہے اس لیے اب میں خود اس سے دست بردار نہیں ہوتا خالد نے خوف و طمع کی تمام تدبیریں ختم کر دیں مگر وہ اپنے انکار پر جما رہا۔ مایوس ہو کر خالد اس کے پاس سے باہر آ گیا۔ اس کے بعد وہ شیعہ بھی اٹھ آئے۔ خالد نے ان سے پوچھا کہ اس معاملہ میں اب آپ کیا کریں گے' کہنے لگے کہ ہم اس کا خط امیر المومنین کو دے دیتے ہیں اور ہمارے اور اس کے درمیان جو واقعہ پیش آیا ہے اس کی ان کو اطلاع کر دیں گے' خالد نے کہا یہ نہیں بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ عیسیٰ نے آپ کی تجویز کو قبول کر لیا ہے اور اگر بعد میں وہ اس سے انکار کرے گا تو ہم اس کے خلاف شہادت دیں گے' انھوں نے کہا تم یہی کرو ہم بھی تیار ہیں خالد نے کہا بس یہ بات بالکل ٹھیک ہے اور میں امیر المومنین کو ان کے منشاء کے مطابق تصفیہ کی اطلاع دیتا ہوں یہ سب ابوجعفر کے پاس آئے خالد بھی ہمراہ تھا انھوں نے کہا کہ عیسیٰ نے اس بات کو منظور کر لیا ہے منصور نے اسی وقت مہدی کی بیعت کے لیے ایک فرمان لکھا اور اسے تمام حدود سلطنت میں ارسال کر دیا جب اس کی اطلاع عیسیٰ کو ہوئی اس نے ابوجعفر کے پاس آ کر اس معاملہ سے قطعی انکار کیا اور کہا کہ میں نے ہرگز ہرگز مہدی کو اپنے اوپر مقدم نہیں کیا ہے اور میں اس معاملہ میں آپ کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔ ابوجعفر

نے اس جماعت کو بلا کر اس کے متعلق سوال کیا انھوں نے کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس نے یہ بات منظور کر لی ہے ابوجعفر نے اپنا فرمان نافذ کر دیا اور اس کارروائی پر خالد کا شکر ادا کیا' مہدی بھی ہمیشہ خالد کی اس خدمت کا اعتراف کرتا تھا اور اس معاملہ میں اس کی دانائی کی تعریف کرتا تھا۔

ابونخیلہ شاعر کی سلیمان بن عبداللہ سے ملاقات:

عبداللہ بن حارث بن نوفل کا مولیٰ عبداللہ ابی سلیم کہتا ہے کہ جب ابوجعفر نے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کرنے کا عزم کر لیا تو اس زمانے میں ایک مرتبہ میں سلیمان بن عبداللہ بن الحارث بن نوفل کے ساتھ سیر کے لیے جا رہا تھا اتنے میں ابونخیلہ شاعر جس کے ہمراہ اس کے دونوں بیٹے اور دونوں غلام اپنے گھر کا کچھ سامان اٹھائے ہوئے ساتھ تھے ہمیں ملا۔ ان کو دیکھ کر سلیمان بن عبداللہ ٹھہر گیا اس نے ابونخیلہ سے پوچھا یہ کیا ہے تم کس حال میں ہو اس نے کہا میں خاندان زرارہ کے قعقاع نام ایک شخص کے پاس جو عیسیٰ بن موسیٰ کا صاحب شرطہ تھا مقیم تھا اس نے مجھ سے کہا کہ تم میرے پاس سے چلے جاؤ کیونکہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کا ساختہ پرداختہ ہوں اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے اس بیعت کے قضیہ میں مہدی کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے اس کی خبر ہوگئی تو تمہارے میرے پاس مہمان ہونے کی وجہ سے اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد کی جائے گی اس باب میں اس نے اتنا اصرار کیا کہ مجھے وہاں سے نکلنا ہی پڑا۔

ابونخیلہ کی ابوجعفر کے دربار میں باریابی:

سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم ابونخیلہ کو اپنے ساتھ لے جا کر میرے مکان میں کسی اچھی جگہ ٹھہرا دو۔ خادموں سے کہہ دینا کہ وہ اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور خوب خاطر مدارات کریں' اس کے بعد سلیمان نے ابوجعفر کو بھی ابونخیلہ کے وہ شعر سنائے جو اس نے مہدی کے لیے لکھے تھے' جس روز ابوجعفر نے اپنے بیٹے مہدی کو عیسیٰ پر مقدم کر کے اس کے لیے بیعت لی ابوجعفر نے ابونخیلہ کو دربار میں بلایا اور اشعار سنانے کی فرمائش کی' اس نے شعر سنائے۔ سلیمان بن عبداللہ نے ابوجعفر سے سفارش کی کہ ان اشعار کا آپ معقول صلہ دیں' کیونکہ یہ بات ہمیشہ کے لیے کتابوں میں اور لوگوں کی زبانوں پر یادگار رہ جائے گی۔ اور دس ہزار درہم ان سے دلوا کر ہی چھوڑے۔

ابونخیلہ کا بیان:

ابونخیلہ کہتا ہے میں ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا ایک ماہ ڈیوڑھی پر حاضر رہا۔ مگر ان تک رسائی نہ ہوئی' ایک دن عبداللہ بن الربیع الحارثی نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کر دیں اور عیسیٰ پر اسے مقدم کر دیں' مناسب ہوگا کہ تم ایسی نظم لکھو جس میں ان کو اس کام پر برانگیختہ کرو اور اس میں مہدی کی فضیلت اچھی طرح ظاہر کرو۔ اس طرح ممکن ہے کہ وہ اور ان کے صاحبزادے تمہارے ساتھ کچھ سلوک کر جائیں میں نے کئی نظمیں ان کی مدح میں لکھیں اور ان کو خادموں کے سامنے پڑھا وہ ان کو یاد ہوگئیں ابوجعفر نے بھی سنا پوچھا کہ یہ کس نے کہی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا قائل بنی سعد بن زید مناۃ کا ایک شخص ہے ابوجعفر خوش ہوئے انھوں نے مجھے بلایا میں ان کی بارگاہ میں پیش کیا گیا عیسیٰ بن موسیٰ ان کے داہنے بیٹھا تھا اور تمام بڑے فوجی اور ملکی عہدے دار دربار میں حاضر تھے جب میں ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے میں ان کو نظر آتا تھا۔ میں نے بلند آواز سے عرض کیا

امیر المومنین آپ مجھے اپنے قریب بلا ئیے تا کہ جو میں عرض کروں اسے آپ سن سکیں اور سمجھ سکیں انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کے لیے کہا میں بڑھتے بڑھتے ان کے بالکل سامنے جا پہنچا اور وہاں کھڑے ہو کر میں نے خوب بلند آواز سے ابتداء سے آخر تک اپنے اشعار سنا دیئے اس وقت تمام حاضرین دربار خاموش بیٹھے میری نظم سنتے رہے اور خود منصور بہت توجہ سے میرے اشعار سن کر ان سے مزہ لیتے رہے۔

ابونخیلہ کا قتل:

جب شعر پڑھ کر میں باہر آیا تو عسقال بن شبہ نے میرے مونڈھے پر آ کر چپکے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم نے امیر المومنین کو مسرور تو کر دیا ہے' اب اگر معاملہ اسی طرح روبراہ ہو گیا جیسا کہ تم چاہتے ہو اور جس کی تم نے اپنے شعر میں آرزو کی ہے تو بخدا! تم کو اس کا بہت صلہ ملے گا اور اگر معاملہ اس سے برعکس ہو گیا تو پھر تمہاری خیر نہیں پھر تم کو زمین میں دھنس کر یا آسمان پر چڑھ کر پناہ گزیں ہونا پڑے گا۔ منصور نے والی برنے کے نام اسے صلہ دینے کا حکم لکھ بھیجا یہ رے روانہ ہوا عیسیٰ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیئے انھوں نے اسے راستے ہی میں جا لیا اور ذبح کر کے اس کے چہرے کی کھال اتار لی اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب وہ اپنا صلہ لے کر رے سے واپس پلٹا اس وقت قتل کیا گیا۔

ولید بن محمد العنبری کی روایت:

ولید بن محمد العنبری کہتا ہے کہ عیسیٰ کے مہدی کو اپنے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلم بن قتیبہ نے اس سے کہا تھا کہ تم مہدی کو اپنے پر مقدم کر کے اس کی بیعت کر لو وہ تم کو ولی عہد برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس وجہ سے تم اس حق سے بھی محروم نہ ہو گے اور ان کی خوشی بھی ہو جائے گی' عیسیٰ نے پوچھا کیا واقعی تمہاری یہ رائے ہے اس نے کہا ہاں! عیسیٰ نے کہا تو میں اس کے لیے تیار ہوں' سلم نے منصور سے آ کر کہا کہ عیسیٰ اس بات کے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہے یہ سن کر منصور بہت خوش ہوا اور اس وقت سے سلم کی وقعت ان کی نگاہ میں بہت زیادہ ہو گئی اب سب لوگوں نے مہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کر لی پہلے خود منصور نے اس معاملہ پر تقریر کی اور کہا کہ میں مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ اس معاملہ میں منصور نے جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے ایفا کیا۔

یحییٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دستبرداری کی تیسری روایت:

اس معاملہ کے متعلق ابوجعفر کے بعض اصحاب آپس میں تذکرہ کر رہے تھے ان میں ایک سپہ سالار نے یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہی کہ عیسیٰ کی ولی عہدی سے علیحدگی کسی ناجائز اثر یا دباؤ کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ خود عیسیٰ نے روپیہ کے لالچ اور منصب خلافت کی عظمت سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی خوشی سے اس منصب جلیلہ کے بار عظمیٰ سے سبک دوشی اختیار کی جس روز اس نے علیحدگی اختیار کی میں مدینۃ السلام کے مقصورے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوعبیدہ مہدی کا کاتب کچھ خراسانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آیا۔ عیسیٰ نے اس سے کہا کہ میں نے ولی عہدی کو محمد بن امیر المومنین کے لیے چھوڑ دیا ہے اور اسے اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے' ابوعبیدہ نے کہا جناب والا محض اس قدر کافی نہیں ہے بلکہ آپ یہ کہیں کہ میں اپنے حق سے خوشی کے ساتھ اس کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں' نیز آپ اس معاملہ میں جو خواہش رکھتے ہوں اس کا اظہار کر دیں وہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم پر عیسیٰ بن موسیٰ کی رضا مندی:

عیسیٰ نے کہا اچھا عبداللہ امیر المومنین نے اپنے بیٹے محمد المہدی کو ولی عہدی میں جو تقدیم دی ہے میں اس شرط پر کہ اس کے عوض میں ایک کروڑ درہم مجھے دیئے جائیں' تین لاکھ میرے فلاں فلاں بیٹوں کو دیئے جائیں اور سات لاکھ میری فلاں بیوی کو دیئے جائیں اپنی دلی رضا مندی اور خوشی سے تیار ہوں کہ مہدی کو ولی عہد بنا دیا جائے کیونکہ وہ باعتبار اپنی اہلیت' حق' اثر وقوت کے خلافت کے بارگراں کو اٹھانے کے لیے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں ان کی تقدیم کی وجہ سے اب آئندہ مجھے اس معاملہ میں کوئی حق نہ رہے گا اور اگر میں اس کا ادعا کروں' تو وہ باطل متصور ہوگا۔

مہدی کی ولی عہدی کی تقدیم کا عہد نامہ:

اس معاہدے کو لکھتے ہوئے کئی مرتبہ وہ جملوں کو بھول جاتا تھا ابوعبیدہ اسے یاد دلاتا تھا تاکہ عہد میں کسی قسم کا قانونی نقص باقی نہ رہے۔ عہد نامہ کی تحریر کے بعد اس پر مہر اور گواہی کے ثبت کے بعد عیسیٰ نے اپنے دستخط اس پر کیے اور مہر لگائی بہت سے لوگ اس وقت موجود تھے عہد کی تکمیل کے بعد سب لوگ باب المقصورہ سے قصر میں آئے' امیر المومنین نے بارہ لاکھ درہم کی مالیت کا خلعت عیسیٰ اور اس کے بیٹے موسیٰ کو عطا فرمایا۔

امارت کوفہ پر محمد بن سلیمان کا تقرر:

عیسیٰ بن موسیٰ تیرہ سال کوفہ اور سواد کا والی رہا اس کے بعد جب عیسیٰ نے مہدی کو اپنے اوپر مقدم کرنے سے انکار کیا تو منصور نے اسے کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ محمد کو مقرر کرنے سے منصور کا مقصد یہ تھا کہ یہ عیسیٰ کی تحقیر وتذلیل کرے گا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ عیسیٰ کی بہت تعظیم وتکریم کرتا رہا۔

محمد بن ابی العباس کا استعفیٰ ووفات:

اس سال ابوجعفر نے محمد بن ابی العباس اپنے بھتیجے کو بصرہ کا والی مقرر کیا' محمد نے اس عہدہ سے استعفیٰ پیش کیا جسے منظور کر لیا گیا وہ مدینۃ السلام واپس آ گیا اور وہیں مرگیا اس کی بیوی بغوم بنت علی الربیع نے ''واقتیلاہ'' کہہ کر اس پر نوحہ کیا۔ ایک پہرہ دار نے ایک گٹھلی اس کی پشت پر پھینک ماری محمد بن ابی العباس کے خادم اس پر پل پڑے اور انھوں نے اس کا کام تمام کر دیا' اس مقتول کے خون کا کوئی معاوضہ نہیں لیا گیا' محمد بن ابی العباس نے بصرہ چلتے وقت عقبہ بن مسلم کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا منصور نے پھر اسی کو ۱۵۱ھ تک بصرہ کی ولایت پر بحال رکھا۔

امیر حج ابوجعفر منصور وعمال:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ان کا چچا عبدالصمد بن علی مکہ اور طائف کا عامل تھا جعفر بن سلیمان مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان کوفہ اور اس کے ماتحت علاقہ کا والی تھا' عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۴۸ھ کے واقعات

ترکوں کا آرمینیا سے فرار:

اس سال منصور نے حمید بن قحطبہ کو ان ترکوں سے لڑنے آرمینیا بھیجا' جنھوں نے حرب بن عبداللہ کو قتل کر کے تفلیس میں قتل عام کیا تھا' حمید آرمینیا آیا مگر اس کے آنے سے پہلے ہی ترک تفلیس سے چلے گئے تھے' حمید واپس آ گیا اور کسی ترک سے اس کا مقابلہ نہ ہوا۔

امیر حج جعفر بن ابی جعفر منصور:

اس سال صالح بن علی نے وابق میں جہاد کے لیے چھاؤنی ڈالی مگر جہاد نہیں کیا' اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو سنہ ماسبق میں رہے تھے۔

۱۴۹ھ کے واقعات

اس سال عباس بن محمد نے رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما کی مہم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث بھی تھے آخر الذکر راستے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

بغداد کی فصیل وخندق کی تکمیل:

اس سال منصور نے بغداد کی فصیل اور خندق وغیرہ کی مکمل تعمیر سے فراغت پائی۔ نیز وہ اس سال موصل کے جدید شہر کو دیکھنے آئے اور پھر مدینۃ السلام واپس چلے آئے۔

امیر حج محمد بن ابراہیم وعمال:

محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ عبدالصمد بن علی مکہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم مقرر کیا گیا۔ مکہ اور طائف کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار اس سال وہی لوگ تھے جو ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ میں تھے البتہ مکہ اور طائف کا والی اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھا۔

۱۵۰ھ کے واقعات

استاذسیس کی بغاوت:

اس سال استاذسیس نے صوبہ خراسان کے اضلاع ہرات باذغیس اور سجستان کے باشندوں کے ساتھ جن کی تعداد تقریباً تین لاکھ بیان کی جاتی ہے حکومت کے خلاف بغاوت برپا کی انھوں نے تقریباً سارے خراسان پر غلبہ حاصل کر لیا' اور اب آگے بڑھے اہل مروالروذ کا ان سے مقابلہ ہوا' اجثم المروذی اہل مروالروذ کے ساتھ مقابلہ پر نکلا باغیوں نے اس کا نہایت شدید مقابلہ کیا اجثم اور

اس کے ساتھ مروالروذ کے ہزار ہا آدمی گئے کئی بڑے مشہور سردار معرکہ سے بھاگ گئے ان میں معاذ بن مسلم بن معاذ‘ جبریل بن یحییٰ‘ حماد بن عمرو‘ ابوالنجم السجستانی اور داؤد بن کراز قابل ذکر ہیں منصور نے جو اس وقت بردان میں فروکش تھے‘ خازم بن خزیمہ کو مہدی کے پاس بھیجا‘ مہدی نے اسی کو استاذسیس کے مقابلہ پر سپہ سالار مقرر کیا اور دوسرے فوجی سردار اس کے تحت کر کے اس کے ساتھ گئے۔

خازم کی ابن عبیداللہ کی شکایت:

مہدی کا وزیر معاویہ بن عبیداللہ خازم کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا تھا مہدی ان دنوں نیساپور میں مقیم تھا۔ معاویہ خازم بن خزیمہ اور دوسرے اس کے تحت فوجی سرداروں کو اپنی طرف سے مختلف احکام بھیجتا رہا تھا۔ خازم نے اس کے تدارک کے لیے یہ تدبیر کی کہ بیمار پڑ گیا وہ اس وقت اپنی چھاؤنی میں مقیم تھا۔ دوا پی لی اور ڈاک کے ذریعہ مہدی کے پاس نیساپور آیا۔ سلام کر کے خلوت چاہی‘ ابوعبیدہ اس وقت وہاں موجود تھا مہدی نے خازم سے کہا کہ ابوعبیدہ سے کوئی راز نہیں ہے تم جو کہنا چاہتے ہو وہ اس کے سامنے کہہ سکتے ہو۔ خازم نے اس بات سے انکار کیا اور کوئی بات اس سے نہیں کی‘ آخر کار ابوعبیدہ مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور جب تخلیہ ہو گیا تو اب خازم نے مہدی سے اس کی سخت شکایت کی اور کہا کہ یہ فرقہ داری تعصب میں مبتلا ہے اسے اور پیدا کر رہا ہے اس طرح کے خطوط اس نے مجھے اور میرے ماتحت دوسرے عہدہ داروں کو لکھے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوجی نظام اور اطاعت میں خرابی واقع ہو گئی ہے ہر شخص خودسر ہو کر اپنی رائے سے کام کرتا ہے‘ میری بات سنی نہیں جاتی ان کی اطاعت میں فرق پڑ گیا ہے۔

خازم کی شرائط کی منظوری:

جب تک کہ ایک سپہ سالار کے ذمہ تمام معاملات کی باگ نہیں ہوگی لڑائی میں کامیابی ممکن نہیں ہے تمام پڑاؤ میں صرف ایک شخص کا جھنڈا لہرائے اور کسی دوسرے عہدے دار کو اپنا نشان بلند کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا اختیار سپہ سالار ہی کو رہے میں خود ان حالات میں استاذسیس کے مقابلہ پر جانے کے لیے تیار نہیں ہوں البتہ اگر مجھے کامل اختیار دیا جائے ابوعبیدہ سے میرا تعلق نہ رہے مجھے اجازت ہو کہ میں اپنے ہمراہی عہدے داروں کو نشان اترادوں اور ان کو میرے ہر حکم اور ہدایت کی تسلیم کے احکام جاری ہوں تب میں اس مہم پر جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ مہدی نے اس کی تمام باتیں منظور کر لیں۔

خازم کی فوجی ترتیب:

خازم اپنی چھاؤنی میں واپس آ گیا۔ اب اس نے باختیار خود کام کرنا شروع کیا ہر عہدہ دار کو اپنی جمعیت پر خود بخود قیادت کا حق نہیں رہا جسے چاہا اسے برقرار رکھا جسے چاہا اس منصب سے علیحدہ کر دیا ان فوجوں کو جو اس سے پہلے دشمن کے مقابلہ پر شکست یاب ہو چکی تھیں اس نے اپنے ساتھ ملا لیا مگر ان کو بطور مدد زائد تعداد بڑھانے کے لیے ساتھ لیا چونکہ ان کے دل دشمن سے مرعوب تھے اس وجہ سے اس نے اس فوج کو اپنی فوج کے عقب میں متعین کیا آگے نہیں بڑھایا اس فوج کی تعداد بائیس ہزار تھی پھر خازم نے باقاعدہ فوج کے چھ ہزار آدمی منتخب کیے اور ان کو ان بارہ ہزار چیدہ جوان مردوں کے ساتھ شامل کیا جو پہلے سے اس کی قیادت میں تھے‘ بکار بن مسلم العقیلی بھی منتخب شدہ سرداروں میں تھا اب خازم نے جنگ کی تیاری شروع کی اور خندق بنائی‘ ہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو میمنہ پر‘ نہار بن حصین العبدی کو میسرہ پر متعین کیا۔ بکار بن مسلم العقیلی مقدمۃ الجیش پر تھا‘ ترار خدا جو خراسان کے عجمی رؤسا کی اولاد میں تھا وہ

ساقہ جیش پر متعین تھا۔ زبرقان اس کا لوا بردار اور اس کا مولیٰ تسدم اس کا علمبردار تھا۔ اب اس نے دشمن کے خلاف ایسی مؤثر جنگی نقل وحرکت شروع کی کہ اس نے ان کو چکمہ دے کر کاٹ ڈالا یہ ساری جماعت پیدل تھی۔

استاذ سیس کا بکار بن مسلم پر حملہ:

اس کے بعد خازم ایک مقام پر جا کر فروکش ہو گیا وہاں اپنے گرد اس نے خندق بنالی اور تمام ضرورت اکٹھا کر کے اپنی ساری فوج خندق کے دور میں جمع کر لی اس کے چار دروازے بنائے ہر دروازے پر اپنی منتخب فوج متعین کی جس کی تعداد چار ہزار تھی بکار نے اپنے مقدمۃ الجیش کے سردار کے ماتحت مزید دو ہزار فوج کر دی اس طرح اٹھارہ ہزار کا تکملہ ہو گیا' باغیوں کی اور جماعتیں آئیں ان کے پاس کدال' پھاوڑے اور ٹوکریاں تھیں یہ ان کو لے کر خندق کو پر کرنے اور پھر مسلمانوں کے پڑاؤ میں در آنے کے لیے بڑھے یہ جماعت اس دروازے سے خندق پر بڑھی جس پر بکار بن مسلم متعین تھا۔ دشمنوں نے بکار پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اس کی فوج اس کی تاب مقاومت نہ لا سکی اور ان کو پسپائی کے بغیر چارہ نہیں رہا یہ فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹی اور ترک خندق کو عبور کر کے ان پر آ پڑے' بکار یہ رنگ دیکھ کر خو تیر کی طرح اس خطرہ کے مقام پر آیا۔ خندق کے دروازے پر گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنے خاص آدمیوں کو اس نے للکارا کہ ''کیا کر رہے ہو کیا میری ہی سمت سے ہو کر دشمن مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرے گا''۔ یہ سن کر اس کے خاندان اور علاقہ کے تقریباً پچاس آدمی پیادہ پا ہو گئے انھوں نے نہایت شجاعت سے اپنے دروازے کی مدافعت کی اور دشمن کو وہاں سے بے دخل کر دیا۔

ہیثم بن شعبہ کو عقبی حملہ کا حکم:

جس دروازے پر خود خازم موجود تھا اس پر حریش السجستانی نام ایک شخص جو کہ استاذ سیس کے ہمراہ اور ان کے معاملات کا منصرم تھا حملہ آور ہوا۔ اسے اپنی سمت آتا دیکھ کر خازم نے ہیثم بن شعبہ صاحب میمنہ کو حکم بھیجا کہ تم اپنی فوج لے کر اپنے مقابل دروازے سے وہ راستہ ترک کر کے جو بکار کے دروازے کو جاتا ہے دوسرے راستے چلے جاؤ اس وقت دشمن بکار سے لڑائی اور میری طرف پیش قدمی کرنے میں منہمک ہے جب تم ان کی حد نظر سے دور چلے جاؤ اس وقت ایک دم مڑ کر اس کے عقب سے اس پر حملہ کرنا۔

ہیثم بن شعبہ کا عقب سے حملہ:

اس وقت مسلمان ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ کے طخارستان سے ان کی مدد کے لیے آنے کے متوقع بھی تھے اس وجہ سے خازم نے بکار سے کہلا بھیجا کہ جب تم کو اپنی پشت پر سے ہیثم بن شعبہ کی بیرقیں بڑھتی ہوئی نظر آئیں' تم خوشی میں نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور کہنا کہ یہ اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ ہیثم کی فوج نے اسی ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ خود خازم قلب فوج کے ساتھ حریش السجستانی کے مقابلہ پر نکلا' دونوں حریفوں نے تلواریں نیام سے نکالیں اور ایک دوسرے سے نہایت عزم وثبات کے ساتھ دست و گریبان ہو گئے وہ اسی طرح کچھ دیر تک لڑتے رہے۔ اب ہیثم کی فوج اور جھنڈے ان کو بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے ایک دوسرے کو سنانے کے لیے نعرہ لگایا کہ یہ دیکھو اہل طخارستان ہماری مدد کے لیے آ پہنچے۔ حریش کی فوج نیز ان لوگوں کی جو بکار بن مسلم کے مقابل نبرد آزما تھے ان جھنڈوں پر نظر پڑی تھی کہ خازم نے دشمن پر نہایت شدید حملہ کر کے ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا اتنے میں ہیثم کی فوج نے عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور نیزوں اور تیروں سے ان کو سخت نقصان پہنچایا' نہار بن

حصین اپنی فوج لے کر میسرہ کی سمت سے اور بکار بن مسلم اپنی سمت سے اپنی فوج لے کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کو مار بھگایا۔

استاذ سیس کی شکست وفرار:

ہزیمت کے بعد مسلمانوں نے دل کھول کر قتل کرنا شروع کیا صرف اس معرکہ میں دشمن کے تقریباً ستر ہزار آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل اور چودہ ہزار مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہو گئے' استاذ سیس نے جس کے ہمراہ بہت ہی تھوڑے آدمی رہ گئے تھے بھاگ کر پہاڑ میں پناہ لی۔ اس جگہ ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ اپنی جمعیتوں کے ساتھ خازم سے آ ملے۔ خازم نے ان کو ایک سمت فروکش کرا دیا اور کہا کہ آپ دونوں یہیں پڑے رہیں جب ہم کو ضرورت ہوگی ہم آپ کو مدد کے لیے بلا لیں گے۔

استاذ سیس کا محاصرہ وگرفتاری:

اس کے بعد خازم نے استاذ سیس اور اس کے ہمراہیوں کا محاصرہ کر لیا آخر کار انھوں نے ابوعون کے فیصلہ پر ہتھیار رکھ دیئے چونکہ سوائے اس شرط کے انھوں نے دوسری کسی شرط پر ہتھیار رکھنے کے لیے آمادگی ظاہر نہیں کی تھی اس وجہ سے مجبوراً خازم نے اسے منظور کر لیا اور ابوعون کو حکم دیا کہ تم جا کر ان سے وعدہ کر لو کہ وہ تمہاری صواب دید پر ہتھیار رکھ دیں ابوعون نے ان سے جا کر اپنی ذمہ داری کا اقرار کر لیا انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کے حکم سے استاذ سیس' اس کے بیٹوں اور اغیرہ کے لوہے کی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور دوسروں کو چھوڑ دیا گیا' یہ تیس ہزار تھے۔ خازم نے بھی ابوعون کے اس تصفیہ کو برقرار رکھا اور ان کے ہر شخص کو دو دو پارچے دیئے اس نے اس فتح کی خوشخبری اور دشمن کی تباہی کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے امیر المومنین منصور کو اس کی اطلاع کی۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ استاذ سیس اور حریش نے ۱۵۰ھ میں خروج کیا اور ۱۵۱ھ میں استاذ سیس کو ہزیمت ہوئی۔

امارت مدینہ پر حسن بن زید کی تقرری:

اس سال منصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو والی مدینہ مقرر کیا۔

جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی وفات:

اس سال جعفر الاکبر بن ابی جعفر المنصور نے مدینۃ السلام میں وفات پائی' منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور وہ رات کے وقت قریش کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج عبدالصمد بن علی وعمال:

اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال صائفہ پر منصور نے اسید کو سپہ سالار مقرر کیا تھا مگر وہ دشمن کی سرزمین پر اپنی فوج لے کر حملہ آور نہیں ہوا بلکہ مرج وابق میں پڑا رہا اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ عامل مکہ اور طائف کی امارت میں حج ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال ان مقامات کا عامل محمد بن ابراہیم بن محمد تھا اور مدینہ کا والی حسن بن زید العلوی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا' عقبہ بن سلم بصرہ کا والی تھا' سوار بصرہ کے قاضی تھے' یزید بن حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۱ھ کے واقعات

عمر بن حفص کی امارت سندھ سے علیحدگی:

اس سال قوم کرک نے بندرگاہ جدہ پر براہ سمندر غارت گری کی' نیز اس سال عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر کے افریقیا کا والی مقرر کیا گیا اور اس کی جگہ سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی والی مقرر ہوا۔ اس عزل ونصب کے اسباب اور واقعات ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں۔

منصور نے عمر بن حفص الصفری ہزار مرد کو سندھ کا صوبہ دار مقرر کیا یہ مدینہ میں محمد بن عبداللہ اور بصرہ میں ابراہیم بن عبداللہ کے خروج تک اپنے فرائض بخوبی انجام دیتا رہا۔ محمد بن عبداللہ نے خروج کرنے کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ الاشتر کو چند زیدیوں کے ساتھ بصرہ بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں سے نہایت عمدہ تیز رو گھوڑے خرید کر عمرو بن حفص کے پاس سندھ چلے جاؤ اس شخص کے پاس بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ بھی منصور کے ان سپہ سالاروں میں تھا جنھوں نے محمد کے لیے بیعت کی تھی اور نیز اس لیے کہ یہ آل ابی طالب کی طرف رجحان قلبی رکھتا تھا۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جماعت کو عمر بن حفص کی امان:

یہ جماعت ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ آئی یہاں انھوں نے بہت سے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے خریدے' سندھ میں عمدہ گھوڑوں کی نہایت قدر و قیمت تھی یہ بحری راستے سے سندھ آئے اور عمر بن حفص کے پاس پہنچے اور بیان کیا کہ نخاس میں ہمارے پاس نہایت عمدہ گھوڑے ہیں' عمر نے کہا کہ وہ گھوڑے میرے سامنے پیش کیے جائیں انھوں نے وہ گھوڑے اس کے سامنے پیش کیے۔ جب یہ لوگ عمر کے قریب آ گئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ مجھے اپنے پاس آنے دیجیے' میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس نے پاس بلا لیا اس شخص نے کہا کہ ہم آپ کے پاس ایسی شے لے کر آئے ہیں جو آپ کے لیے ان گھوڑوں سے بہتر ہے اور جس میں آپ کی دنیا اور دین دونوں کی بھلائی ہے آپ ہمیں ان دو شرطوں پر امان دیجیے ایک یہ کہ یا تو جس غرض سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں آپ اسے قبول فرمالیں اور یا اگر قبول نہ کریں تو آپ اس وقت اس معاملہ کو بالکل پوشیدہ رکھیں اور ہمیں کوئی اذیت اس کی وجہ سے نہ دیں ہم پھر خود ہی آپ کے علاقہ سے واپس چلے جائیں گے۔

عمر بن حفص کی عبداللہ بن محمد کی بیعت:

عمر نے ان کو امان دی انھوں نے کہا کہ ہم گھوڑے لے کر آپ کے پاس نہیں آئے بلکہ یہ دیکھئے رسول اللہ ﷺ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پاس موجود ہیں۔ ان کے والد نے ان کو آپ کے پاس بھیجا ہے انہوں نے مدینہ میں خروج کر دیا ہے اور اپنی خلافت کی دعوت عام دے دی ہے ان کے بھائی ابراہیم نے بصرہ میں خروج کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے' عمر نے ان کی دعوت پر خوشی خوشی لبیک کہا اور محمد کے لیے ان کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن محمد کے لیے حکم دیا کہ اسے ہمارا مہمان بنایا جائے چنانچہ وہ اسی کے پاس فروکش ہو گیا عمر نے اپنے اہل خاندان اور خاص سرداروں اور اپنے علاقہ کے سربرآوردہ لوگوں کو محمد کی

بیعت کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کرلیا اور بیعت کر لی اب ان سب نے سفید جھنڈے اور نشانات اختیار کیے' سفید قبائیں اور سفید کلاہیں پہننا شروع کیں اور منبر پر پہننے کے لیے بھی سفید ہی لباس مہیا کر لیا ایک جمعرات کے دن اس نے اس سفید لباس کا اہتمام کیا۔

عمر بن حفص کا عبداللہ بن محمد کو مشورہ:

بدھ کے دن بصرہ سے ایک تباہ کن جہاز سندھ آیا اس میں عمر بن حفص کی بیوی خلیدہ بنت المعارک کا ملازم پیامبر عمر کے نام ایک خط لے کر آیا جس میں اسے محمد بن عبداللہ کے قتل کی اطلاع دی گئی تھی' عمر نے عبداللہ بن محمد سے آ کر یہ واقعہ بیان کیا اور اس کے باپ کی ہلاکت پر تعزیت کی اور کہا کہ میں نے آپ کے والد کے لیے بیعت کی تھی مگر اب ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آ گیا' عبداللہ نے کہا میرا معاملہ اب شہرت پذیر ہو چکا ہے' میرا پتہ معلوم ہو گیا ہے اب میرے خون کی ذمہ داری تمہاری گردن پر ہے اب تم جیسا مناسب خیال کرو اپنے لیے راستہ اختیار کرو چاہے میری حفاظت کرو یا اس سے دست بردار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا ایک بات میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہاں سندھ کا ایک بڑا زبردست رئیس ہے جس کا ملک وسیع اور جس کی رعایا کثیر ہے۔ یہ باوجود شرک کے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اپنے عہد کا پکا ہے میں اسے بلا کر تمہارے اور اس کے درمیان رشتہ مودت قائم کر دیتا ہوں اور تم کو اس کے پاس بھیج دوں گا تم وہیں رہنا اس کے ساتھ قیام کی حالت میں تم پر کسی کی دسترس نہیں ہو سکے گی۔

عبداللہ بن محمد کی جماعت:

عبداللہ نے کہا جو آپ مناسب خیال کرتے ہوں اس پر عمل کیجیے عمر نے اپنی تجویز پر عمل کیا عبداللہ اس رئیس کے پاس چلا گیا' اس نے اس کی بڑی تعظیم خاطر داری اور تواضع کی اور بہت سلوک کیا' اب زیدی رفتہ رفتہ اس کے پاس پہنچ کر قیام پذیر ہونے لگے اس طرح چار سو اچھے ذی اثر مدبر' بہادر اور علماء اس کے پاس جمع ہو گئے۔ عبداللہ اس جماعت کی معیت میں سیر و شکار کے لیے شہزادوں کی طرح پورے تزک و احتشام کے ساتھ سواری میں نکلتا تھا۔

عمر بن حفص کے ایک رشتہ دار کا قتل:

جب محمد اور ابراہیم دونوں مارے گئے تو عبداللہ الاشتر کی اطلاع منصور کو ہوئی منصور نے اسے بڑی اہمیت دی اسے سخت غصہ آیا اس نے عمر بن حفص کو اپنی اطلاع لکھ بھیجی' عمر نے اپنے تمام رشتہ داروں کو جمع کر کے منصور کا خط سنایا اور کہا کہ اگر میں اس واقعہ کا اقرار کرتا ہوں تو وہ فوراً مجھے معزول کر دیں گے اگر ان کے پاس جاؤں قتل کرا دیں گے اگر مقابلہ کروں تو وہ لڑ پڑیں گے' اس کے خاندان کے ایک شخص نے کہا کہ تم اس واقعہ کی تمام ذمہ داری میرے سر ڈال دو اور اسی وقت اس کی اطلاع امیر المومنین کو لکھ بھیجو نیز فوراً مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دو اور قید کر دو' وہ یقینی میری حاضری کا حکم دیں گے تم مجھے بھیج دینا میرا خیال ہے کہ سندھ میں جو قوت و دبدبہ تم کو حاصل ہے' نیز بصرہ میں تمہارے خاندان کا جو اعزاز اور اثر ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہ میرے خلاف کوئی کارر

وائی نہیں کریں گے' عمر نے کہا تمہارا خیال غلط ہے مجھے تمہارے متعلق اس کے بالکل برعکس معاملہ کا اندیشہ ہے وہ کہنے لگا اگر میں مارا گیا تو میں بخوشی اس کے لیے تیار ہوں کہ میری جان تم پر قربان ہو جائے اگر زندہ رہا تو یہ عطیہ خداوندی سمجھوں گا' عمر نے اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا وہ جیل میں ڈال دیا گیا پھر اس نے منصور کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی منصور نے اس کی حاضری کا حکم بھیجا جب یہ اس کے سامنے پیش ہوا انہوں نے اسے قتل کرا دیا۔

امارت سندھ پر ہشام بن عمرو کا تقرر:

اس کے بعد وہ ایک طویل مدت تک غور کرتے رہے کہ کسے سندھ کا حاکم مقرر کریں کبھی کسی کا نام لیتے اور پھر خاموش ہو جاتے ایک دن سیر کے لیے جا رہے تھے ہشام بن عمرو التغلبی ان کے ہمراہ تھا منصور جب تک اس روز سواری میں رہے اسے غور سے دیکھتے رہے' اپنی فرودگاہ واپس آ کر جب کپڑے اتار دیئے تو ربیع نے آ کر ہشام کی باریابی کی اجازت چاہی منصور نے کہا کہ ابھی وہ میرے ساتھ تھا ملنے کی ایسی کیا ضرورت پیش آئی' ربیع نے کہا اسے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا ہے' منصور ایک کرسی منگوا کر اس پر بیٹھ گئے' اور اب ہشام بن عمرو کو باریاب کیا' اس نے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ جب سواری سے میں اپنے مکان واپس گیا تو میری فلاں بہن بنت عمرو میرے سامنے آئی اس کے حسن و جمال' ذہانت و فراست اور تقویٰ کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ تو امیر المومنین کے لائق ہے' اب میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ اسے آپ کے نذر کروں منصور دیر تک سر جھکائے بید سے زمین کھرچتے اور سوچتے رہے اور پھر کہا کہ اچھا اس وقت تو جاؤ جو فیصلہ ہوگا اس کے متعلق میرا حکم تم کو بعد میں مل جائے گا۔

اس کے جانے کے بعد منصور نے ربیع کو خطاب کر کے کہا اگر بنی تغلب کی ہجو میں جریر نے یہ شعر۔

لا تطلبن خؤلة فی تغلب فالزنج اکرم منهم اخوالا

ترجمہ: ''بنی تغلب میں کبھی اپنا ننہال مت بنانا کیونکہ ننہالی رشتہ داروں کی حیثیت میں زنگی ان سے کہیں اچھے ہیں''۔

نہ کہا ہوتا تو میں ضرور اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سے میری اولاد ہوئی تو اس شعر کی وجہ سے ان کو عار آئے گا اچھا تم خود جاؤ اور اس سے جا کر کہو' کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اس رشتہ مناکحت کے علاوہ اگر امیر المومنین سے کچھ اور چاہتے ہو تو بیان کرو امیر المومنین اس کے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے اگر آئندہ خود مجھے اس رشتہ مناکحت کی ضرورت ہوگی تو میں تمہاری تجویز قبول کروں گا' خدا تم کو اس کی جزائے خیر دے' میں اس بات کے عوض میں تم کو سندھ کا والی مقرر کرتا ہوں' تم اس رئیس سے مراسلت کرنا اگر وہ تمہاری اطاعت منظور کر لے اور عبداللہ بن محمد کو تمہارے حوالے کر دے تو بہتر ہے ورنہ تم اس کے خلاف جنگ کرنا۔

امارت افریقیا پر عمر بن حفص کا تقرر:

دوسری طرف منصور نے عمر بن حفص کو افریقیا کا والی مقرر کر کے اسے اس کے متعلق حکم بھیج دیا' ہشام بن عمرو التغلبی نے سندھ آ کر اپنے عہدے کا جائزہ لے لیا اور عمر بن حفص بعید المسافت ممالک طے کر کے افریقیا پہنچ گیا' سندھ آ کر ہشام کا جی نہ چاہا

کہ وہ عبداللہ کو پکڑ لے مگر دکھاوے کے طور پر وہ اپنے مصاحبین سے کہتا رہا کہ میں اس رئیس سے اس معاملہ میں خط و کتابت کر رہا ہوں اور چاہتا ہوں کہ صلح و آشتی سے کام نکل جائے اسی وجہ سے میں اپنی تحریر میں نرم لہجہ اختیار کرتا ہوں تا کہ جنگ کی نوبت نہ آنے پائے' ابوجعفر کو اس کے دیدہ و دانستہ تساہل کی مسلسل اطلاعیں ملیں' انھوں نے اپنے خط میں اس معاملہ کے لیے بار بار اسے اصرار سے لکھا کہ اس پر جلد عمل کرو۔

سفنج کی روانگی سندھ:

اسی اثناء میں سندھ کے ایک علاقہ میں کسی شخص نے شورش برپا کی ہشام نے اپنے بھائی سفنج کو باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا یہ اپنی فوج لے کر اس سمت چلا' جس راستے سے یہ پیش قدمی کر رہا تھا وہ اس رئیس کی سرحد سے بالکل ملحق واقع ہوا تھا سفنج بڑھا چلا رہا تھا کہ اسے ایک غبار بلند ہوتا ہوا نظر آیا اصل میں تو یہ غبار عبداللہ بن محمد کی سواری کا تھا مگر سفنج کو یہ خیال گذرا کہ یہ اس دشمن کا مقدمۃ الجیش ہے جس کے مقابلہ پر یہ جا رہا ہے اس خیال کی بنا پر دریافت حقیقت کے لیے اس نے اپنے طلائع روانہ کیے انھوں نے آ کر بیان کیا کہ یہ وہ دشمن تو نہیں ہے جس کے مقابلہ کے لیے آپ جا رہے ہیں یہ عبداللہ بن محمد الاشتر العلوی سیر کے لیے دریائے سندھ کے کنارے کنارے جا رہا ہے۔

عبداللہ بن محمد اور اس کی جماعت کا خاتمہ:

یہ سنتے ہی سفنج نے اس کی گرفتاری کے لیے اس سمت جانے کا ارادہ کر لیا اگر چہ اس کے مشیروں نے کہا بھی کہ یہ ابن رسول اللہ ﷺ ہیں آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے بھائی نے عمداً ان سے کنارہ کشی کی تا کہ ان کے خون کا وبال اسے اپنے سر نہ لینا پڑے علاوہ بریں وہ آپ کے مقابلہ پر نہیں آئے بلکہ محض سیر و تفریح کے لیے نکلے ہیں اور آپ خود بھی ان کے مقابلے کے لیے نہیں آئے ہیں بلکہ دوسرے کے لیے آئے ہیں مناسب ہے کہ آپ ان سے اعراض کریں اور ان کو نہ چھیڑیں مگر سفنج نے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا ان کو پکڑ کر ان کی گرفتاری اور قتل کو منصور کی خدمت میں ذریعہ تقرب و رسوخ بنائے لہٰذا میں خود ہی کیوں اس موقع سے فائدہ نہ اٹھاؤں' عبداللہ کے ہمراہ اس وقت دس آدمی تھے۔ سفنج ان کی طرف بڑھا اس نے اپنے مشیروں کی مداہنت کی مذمت کی اور عبداللہ پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے بہادری سے حملہ آوروں کا مقابلہ کیا' لڑے اور سب کے سب مارے گئے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ بچا جو اس واقعہ کی جا کر اطلاع دیتا' چونکہ عبداللہ دوسرے مقتولین میں خلط ملط پڑا ہوا تھا اس وجہ سے سفنج کو اس کا پتہ نہ چلا' مگر اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس خوف سے کہ اس کا سر کاٹ لیا جائے قتل کے بعد اس کے ساتھیوں نے اسے دریائے سندھ میں ڈال دیا۔

سندھ کے رئیس پر حملہ کرنے کا حکم:

ہشام بن عمرو نے اس فتح کی اطلاع کے لیے منصور کی بارگاہ میں ایک عریضہ ارسال کیا اور اس میں یہ ظاہر کیا۔ کہ میں خود ارادتاً اس کے مقابلہ پر گیا تھا۔ منصور نے اپنے جواب میں اس کی اس کارروائی کو خوب سراہا اور ہدایت کی کہ اب تم اس رئیس کے

خلاف جنگ کرو جس نے عبداللہ بن محمد کو پناہ دی تھی' اور یہ اس لیے کہ عبداللہ نے اس رئیس کے ہاں قیام کے زمانے میں چند لونڈیاں رکھی تھیں ان میں ایک کے ہاں محمد بن عبداللہ جو ابوالحسن محمد العلوی ابن الاشتر کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوا تھا سفیح اس رئیس سے لڑا اس پر فتح یاب ہوا اس نے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا اور اس رئیس کو قتل کر دیا' اس نے عبداللہ بن محمد کی ام ولد کو مع اس کے فرزند کے منصور کی خدمت میں بھیج دیا۔ منصور نے اپنے والی مدینہ کو اس لڑکے کی صحت نسب لکھ بھیجی اور خود اسی بچے کو بھی اس کے پاس بھیج دیا اور لکھا کہ تم آل ابی طالب کو جمع کر کے میرا یہ خط جو اس بچے کی صحت نسب کے متعلق ہے سنا دینا اور اسے اس کے اعزا کے سپرد کر دینا۔

مہدی کی بغداد میں آمد:

اس سال ماہ شوال میں منصور کا بیٹا مہدی خراسان سے ان کے پاس آیا۔ مہدی کی ملاقات اور اس کے کامیاب واپس آنے پر منصور کو مبارک باد دینے کی غرض سے منصور کے تمام اعزا' شام' کوفہ اور بصرہ وغیرہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے' مہدی نے صلہ کے طور پر نقد' لباس' اور سواریاں ان کو دیں۔ منصور نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا اور ان میں سے بعض کو مہدی کا مصاحب مقرر کیا اور ان کا پانچ پانچ سو درہم منصب مقرر کر دیا۔

باب ۹

رصافہؒ اور رافقہؒ کی تعمیر

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینۃ السلام کے مشرق میں رصافہ کی تعمیر شروع کی۔

جب مہدی خراسان سے آیا تو منصور نے اس کو جانب شرق فروکش کیا اور اس کے لیے رصافہ بنوایا' اس کی ایک فصیل اور خندق بنوائی میدان قائم کیا اور اس میں باغ لگوایا نیز اس کے لیے پانی جاری کرا دیا چنانچہ پانی نہر مہدی سے رصافہ پہنچتا تھا۔

راوندیہ فتنہ کے متعلق ابوجعفر کی قثم بن العباس سے گفتگو:

اس واقعہ کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ جب راندویہ جماعت نے منصور کے حکم کے خلاف شور وشغب برپا کیا اور باب الذہب پر منصور سے ان کی لڑائی ہوئی تو قثم بن العباس بن عبیداللہ بن العباس جوان دنوں بہت ضعیف العمر ہو چکا تھا اور جس کی سب لوگ بہت عزت کرتے تھے منصور سے ملنے آیا منصور نے اس سے کہا آپ نے دیکھا کہ یہ سپاہی کس طرح ہم پر شیر بن گئے' مجھے تو یہاں تک اندیشہ ہو گیا تھا کہ اگر ان سب میں اتفاق رائے ہو گیا تو حکومت ہی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اس معاملہ میں آپ کا کیا مشورہ ہے' اس نے کہا ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ اگر میں آپ کے سامنے اس کا اظہار کر دوں تو سارا معاملہ خراب ہو جائے گا اور اگر آپ مجھے میری اپنی تجویز پر عمل کرنے کی اجازت دیں تو میں اسے کر گزروں گا اس طرح آپ کی خلافت پائیدار و مستحکم ہو جائے گی اور فوج پر آپ کا رعب و داب قائم رہے گا' منصور کہنے لگے' کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ میری خلافت کے عہد میں تم کوئی کام میرے علم کے بغیر کر گزرو' یہ ممکن نہیں' قثم نے کہا کیا اپنی حکومت کے بارے میں آپ کو میری نیت پر کچھ شبہ ہے؟ اگر آپ کا ایسا خیال ہے تو آپ مشورہ ہی کیوں لیتے ہیں اور اگر آپ مجھ پر کامل اعتماد رکھتے ہیں تو پھر آپ مجھے میری تجویز کو عمل میں لانے کی اجازت دیں اور اس کے لیے مجھے اختیار کلی دے دیں' منصور نے کہا اچھا جو تم نے سوچا ہے اسے بروئے کار لاؤ۔

قثم بن العباس کی حکمت عملی:

اس ملاقات کے بعد قثم اپنے مکان آیا اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ کل میرے دربار میں جانے سے پیشتر تم امیر المومنین کے قصر میں جا بیٹھنا جب تم دیکھو کہ میں وہاں آ گیا ہوں اور اپنے ذی رتبہ ہمسروں میں پہنچ گیا ہوں تم آ کر میرے خچر کی باگ پکڑ کر مجھ سے ٹھہرنے کی درخواست کرنا اور اس کے لیے تم مجھے رسول اللہ ﷺ' عباس اور امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر قسم دینا جب میں رک جاؤں گا اور تمہاری درخواست کو سن کر اس کا جواب دے لوں گا اس کے بعد میں تم کو سخت جھڑکی دوں گا اور برا بھلا کہوں گا تم ان باتوں سے پریشان نہ ہو جانا اور پھر مجھ سے اپنی درخواست بیان کرنا اس وقت میں تم کو گالیاں دوں گا اس سے بھی تم خائف نہ ہونا اور پھر اپنی بات پر اصرار کرنا اس وقت میں تم کو اپنے کوڑے سے ماروں گا اسے بھی برداشت کرنا اور پھر پوچھنا کہ یمن اور مصر میں کون شریف تر ہے جب میں اس بات کا جواب دے دوں اس وقت تم میرے خچر کی باگ چھوڑ دینا اور پھر تم آزاد ہو۔

یمنی و مضری مناقشت:

اس کے غلام نے دوسرے دن صبح یہی کیا کہ وہ امیر المومنین کے قصر میں اسی جگہ جا بیٹھا' جہاں بیٹھنے کا اس کے آقا نے حکم دیا تھا جب قثم قصر آیا تو اس غلام نے اس کے ساتھ وہی کیا جس کی اسے ہدایت کر دی گئی تھی پھر قثم نے پوچھا کیا کہنا چاہتے ہو اس نے کہا بتائیے کہ قبیلہ یمن اور مضر میں کون اشرف ہے؟ قثم نے کہا مضر وہ قبیلہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے اسی میں کلام اللہ نازل ہوا' اسی میں بیت اللہ واقع ہے اور ہمارے خلیفہ بھی بنی مضر سے ہیں' یہ جواب سن کر یمنی سرداروں نے بہت پیچ و تاب کھایا کہ اس نے ہمارے شرف کی کوئی بات بھی بیان نہیں کی بلکہ ایک یمنی سردار نے کہہ دیا کہ یہ بات غلط ہے کہ یمن میں کوئی خوبی یا شرف موجود ہی نہیں ہے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ تم اس بڈھے کے خچر کی باگ پکڑ کر اس کو سختی سے جھٹکا دے کر روکو اور جب تک کہ وہ اس معاملہ میں تمہارا اطمینان بخش جواب نہ دے اسے آگے نہ بڑھنے دو۔

فوج میں افتراق:

غلام نے اپنے آقا کے حکم کی بجا آوری میں اس زور سے اس کے خچر کو روکا کہ قریب تھا کہ وہ پچھلے پیروں بیٹھ جائے یہ گستاخی دیکھ کر مضری سردار سخت برہم ہوئے اور کہنے لگے غضب ہے کہ ہمارے شیخ کی ایسی توہین کی جائے' ان میں سے ایک سردار نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو اس غلام کا (جس نے قثم کو روکا تھا) جا کر ہاتھ کاٹ دے' اس غلام نے جا کر یمنی کے غلام کا ہاتھ کاٹ دیا' اب کیا تھا اس واقعہ سے دونوں فریق ایک دوسرے سے متنفر ہو گئے' قثم نے اپنے خچر کی باگ موڑی اور ابوجعفر کے پاس چلا آیا' فوج میں افتراق پیدا ہو گیا کئی فرقے بن گئے' مضر کا ایک فرقہ' یمن کا ایک' خراسانیوں کا ایک اور بنی ربیعہ کا ایک فرقہ ہو گیا تھا۔

قثم بن العباس کا رصافہ تعمیر کرنے کا مشورہ:

قثم نے ابوجعفر سے جا کر کہا کہ لیجیے میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں' اس طرح اب ہر فرقہ آپ کے خلاف کارروائی کرنے سے اس لیے ڈرتا رہے گا کہ آپ دوسری جماعت کی مدد سے اسے کچل دیں گے' اب صرف ایک بات اور باقی ہے' منصور نے پوچھا وہ کیا' اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کی دوسری سمت ایک قصر میں فروکش کر دیجیے اسے اور اس کے ساتھ اپنی فوج کا ایک حصہ اس قصر میں منتقل کر دیجیے اس طرح آپ کے پاس دو علیحدہ شہر ہو جائیں گے تاکہ اگر اس کنارے کے باشندے کبھی آپ کے خلاف سر اٹھائیں تو آپ دوسرے کنارے کے باشندوں سے ان کا مقابلہ کر سکیں اور اگر اس کے برعکس ہو تو اس کنارے والوں سے ان کا مقابلہ کریں' اگر کبھی بنی مضر آپ کے خلاف ہو جائیں تو آپ یمن' خراسانی اور ربیعہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں اور جب یمن مخالف ہوں تو اپنے مطیع بنی مضر وغیرہ کی مدد سے آپ ان کا مقابلہ کریں۔

رصافہ تعمیر کرنے کی وجہ:

منصور نے اس رائے کو قبول کر لیا' اس پر عمل کرنے سے اس کی حکومت مستحکم و استوار ہو گئی اصل میں یہ وجہ ہوئی جس کے لیے منصور نے دجلہ کے شرقی ساحل اور رصافہ میں عمارتیں بنائیں اور فوجی سرداروں کو علیحدہ علیحدہ بسایا۔ منصور نے صالح صاحب المصلیٰ کو جانب شرقی کی حد بندی' تقسیم شوارع اور تعمیر کا متولی مقرر کیا جس طرح کہ ابوالعباس الطوسی کو انھوں نے مغربی سمت کا مہتمم تعمیرات مقرر کیا تھا' باب الجسر' سوق یحییٰ' مسجد خضیر' رصافہ اور دجلہ کے کنارے زواریق کی سڑک پر اس کی قابل تعمیر

زمینیں موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جو محلوں اور احاطوں سے زاید بچ رہی تھی اور اسے اس نے اپنے لیے مانگ لیا تھا' صالح خراسان کا باشندہ تھا۔

محمد المہدی وعیسیٰ بن موسیٰ کی تجدید بیعت:

اس سال منصور نے اپنے بعد اپنے بیٹے محمد المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے اپنے تمام خاندان سے بیعت کی تجدید کرائی۔ ایک جمعہ کو انھوں نے اس غرض سے دربار منعقد کیا تمام اہل خاندان کو دربار میں اذن دیا بیعت کے بعد ہر شخص منصور اور مہدی کے ہاتھ کو بھی بوسہ دیتا' مگر عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ کو صرف چھو لیتا اور بوسہ نہیں دیتا۔

سلم کی بحرین پر فوج کشی:

اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا' اس سال عقبہ بن سلم بصرہ پر اپنے بیٹے نافع بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے بحرین آیا یہاں اس نے سلیمان بن حکیم العبدی کو قتل کر کے اہل بحرین کو لونڈی غلام بنا لیا۔ ان میں سے بعض لونڈی غلاموں اور کچھ جنگی قیدیوں کو اس نے ابوجعفر کے پاس بھیج دیا ابوجعفر نے ان میں سے بعض کو قتل کرا دیا اور بقیہ مہدی کو بخش دیئے' مہدی نے ان پر احسان کر کے ان کو آزاد کر دیا اور ہر ایک مرد کو دو پارچے دیئے۔ اس کے بعد عقبہ بن سلم بصرہ کی ولایت سے علیحدہ ہو گیا۔

سلم کے خلاف تحقیقات:

اسد بن المرزبان کی جاریہ افریک بیان کرتی ہے کہ اس قتل عام کے بعد منصور نے تحقیق حال کے لیے اسد بن المرزبان کو سلم بن عقبہ کے پاس بحرین بھیجا تا کہ اس کے اعمال واحکام کی جانچ پڑتال کرے' سلم نے خوشامد درآمد سے اسے اپنا ہمدرد بنا لیا اسد نے اس سے کوئی جواب طلب نہیں کیا بلکہ اس کے اعمال کی پردہ پوشی کی' منصور کو اس کی اطلاع ہوئی نیز انھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اسد نے اس معاملہ میں رشوت لی ہے انھوں نے ابوسوید الخراسانی کو جو اسد کا گہرا دوست اور رشتے کا بھائی تھا' اسد کے پاس بھیجا جب یہ ڈاک کے ذریعہ آتا ہوا دکھائی دیا تو اسد بہت خوش ہوا اگرچہ یہ عقبہ کے پڑاؤ کی ایک سمت فروکش تھا مگر وہ عرصہ تک اس کی ملاقات ہی کے لیے نہیں گیا اور کہنے لگا کہ کیا ہے وہ میرا دوست ہے خود ابوسوید اس کے پاس پہنچا۔

اسد بن المرزبان کا انجام:

اسد مستعدی سے اس کے استقبال کے لیے اٹھنے لگا مگر ابوسوید نے کہا آپ بیٹھے رہیے۔ اسد بیٹھ گیا ابوسوید نے اس سے پوچھا جو حکم میں دوں گا تم اسے بلا حجت مان لو گے' اس نے کہا جی ہاں! ابوسوید نے کہا ہاتھ پھیلاؤ' اس نے ہاتھ پھیلا دیا ابوسعید نے ایک ہی وار میں اسے قطع کر دیا' پھر اس نے پاؤں آگے کیا' پھر دوسرا ہاتھ اور پھر دوسرا پاؤں' اسی طرح جب اس نے باری باری سے چاروں ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے تو اب کہا کہ گردن آگے کرو اس نے گردن بڑھا دی ابوسوید نے گردن اڑا دی۔ افریک کہتی ہے کہ میں نے اس کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا ابوسوید نے وہ مجھ سے چھین کر منصور کے پاس بھیج دیا اسد کے مرنے کے بعد اپنے مرنے تک افریک نے گوشت نہیں کھایا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال ابوجعفر نے معن بن زائدہ کو سجستان کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابراہیم:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا' محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ حسن بن زید مدینہ کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان بن علی کوفہ کا والی تھا۔ جابر بن توبتہ الکلابی بصرہ کا والی تھا۔ سوار بن عبداللہ بصرہ کے قاضی تھے۔ یزید حاتم مصر کا والی تھا۔

۱۵۲ھ کے واقعات

حمید بن قحطبہ کی کابل پر فوج کشی:

اس سال خارجیوں نے لیست بجستان میں معن بن زائدہ کو قتل کر دیا۔ اس سال حمید بن قحطبہ نے جسے منصور نے ۱۵۲ھ میں خراسان کا والی مقرر کیا تھا۔ کابل پر جہاد کیا۔ عبدالوہاب بن ابراہیم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے روانہ ہوئی مگر یہ فوج درہ سے آگے نہ بڑھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا کہ اس سال موسم گرما کی مہم محمد بن ابراہیم کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی تھی۔

منصور نے جابر بن توبہ کو بصرہ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ یزید بن منصور کو مقرر کیا۔

ہاشم بن الاشتاخنج کی سرکشی و قتل:

اس سال ابوجعفر نے ہاشم بن الاشتاخنج کو جس نے افریقیہ میں سرکشی و نافرمانی کی تھی' قتل کیا یہ اور خالد المروذی کا بیٹا گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں لائے گئے۔ منصور نے قادسیہ میں مکہ جاتے ہوئے ابن الاشتاخنج کو قتل کر دیا۔

امیر حج ابوجعفر منصور:

اس سال منصور کی امارت میں حج ہوا۔ یہ ماہ رمضان میں حج کے ارادے سے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے مگر ان کی روانگی کی اطلاع محمد بن سلیمان حاکم کوفہ اور عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ دوسرے عمائد کوفہ کو اس وقت تک نہ ہو سکی جب تک کہ منصور خود کوفہ کے قریب نہ آ گئے۔

عمال:

اس سال یزید بن حاتم مصر کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور محمد بن سعید مصر کا والی مقرر کیا گیا' بصرہ کے علاوہ اور تمام ممالک کے صوبہ دار وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ بصرہ کا والی یزید بن منصور تھا' نیز مصر کا والی بھی اس سال یزید بن حاتم کے بجائے محمد بن سعید تھا۔

۱۵۳ھ کے واقعات

ابوجعفر منصور کی بصرہ میں آمد:

منصور حج سے فارغ ہو کر مکے سے بصرہ واپس آئے' یہاں انھوں نے قوم کرک سے جنگ کرنے کے لیے بحری بیڑہ تیار کر کے ان کے مقابل بھیجا' کرک نے جدہ پر غارت گری کی تھی۔ جب منصور اس سال بصرہ آئے انھوں نے کرک سے لڑنے کے لیے

ایک فوج تیار کی' اس مرتبہ جوان کے بصرہ آنے کا آخری موقع تھا وہ بڑے پل پر فروکش ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آخری مرتبہ وہ ۱۵۵ھ میں بصرہ آئے تھے' سب سے پہلے وہ ۱۴۵ھ میں بصرہ آئے تھے وہاں انھوں نے چالیس دن قیام کیا ایک قصر تعمیر کیا' اور پھر مدینۃ السلام واپس آ گئے۔

ابوایوب الموریانی پر عتاب:

ابوایوب الموریانی پر منصور کا غضب نازل ہوا انھوں نے اسے اس کے بھائی اور بھتیجوں سعید' مسعود' مخلد اور محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور باز پرس کی ان کے مکانات مندر بنے ہوئے تھے اس کے غضب کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابان بن صدقہ ابوایوب کے کاتب نے منصور سے اس کی شکایت کر دی تھی۔

عمر بن حفص کا قتل:

عمر بن حفص بن عثمان بن ابی صفرہ افریقیا میں ابوحاتم الاباضی' ابوعاد اور ان کے تابع بربروں کے ہاتھ جن کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار بیان کی جاتی ہے جن میں ترپن ہزار صرف سوار تھے قتل ہوا' اس باغی جماعت کے ساتھ ابوقرۃ الصفری بھی چالیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شریک کارزار تھا اس معرکہ سے پہلے چالیس دن تک اسے خلیفہ کہہ کر سلام کیا جاتا رہا۔

منصور کا مولیٰ عباد' ہرثمہ بن اعین اور یوسف بن علوان خراسان سے پابہ زنجیر بارگاہ خلافت میں لائے گئے ان پر عیسیٰ بن موسیٰ کی جانب داری کا اتہام تھا۔

لمبی ٹوپیاں پہننے کا حکم:

منصور نے لوگوں کو بہت ہی طول طویل ٹوپیاں پہننے کا حکم دیا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کا طول نمایاں کرنے کے لیے لوگ ٹوپیوں کے اندر سرکنڈے رکھ لیتے تھے' اس پر ابودلامہ نے یہ شعر کہے:

و کنا نرجی من امام زیادۃ	فزاد الامام المصطفٰی فی القلانس
تراھا علی ھام الرجال کانھا	دنان یھودٍ جللت بالبرانس

ترجمہ: ''ہم امام سے اضافہ کے متوقع تھے سو ہمارے برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادتی کر دی اب وہ ٹوپیاں اس قدر طویل ہوگئی ہیں کہ لوگوں کے سروں پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے شراب کے مٹکے ہیں جن کے اوپر برنس منڈھا ہے''۔

معیوف بن یحییٰ کا رومی قلعہ پر حملہ:

عبید بن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کا انتقال ہوا ان کی جگہ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے' معیوف بن یحییٰ الحجوری کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی اس سردار نے ایک رومی قلعہ پر اہل قلعہ کی بے خبری میں جب کہ وہ سوتے پڑے تھے شب خون مارا اور جتنے جنگ جو اس میں تھے ان سب کو قید کر لیا یہاں سے وہ لاذقیہ محترقہ آیا اسے بھی اس نے فتح کیا اور یہاں سے اسے بالغ مردوں کے علاوہ چھ ہزار لونڈی غلام ملے۔ منصور نے بکار بن مسلم العقیلی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا۔

امیر حج محمد بن ابی جعفر المہدی و عمال:

محمد بن ابی جعفر المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن ابراہیم مکہ اور طائف کا عامل تھا' حسن بن زید بن حسن مدینہ کا والی۔ محمد بن سلیمان کوفہ کا' یزید بن منصور بصرہ کا والی تھا۔ سوار قاضی بصرہ تھے' محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔ واقدی کے بیان کے مطابق یزید بن منصور اس سال ابوجعفر کی جانب سے یمن کا والی تھا۔

۱۵۴ھ کے واقعات

خوارج کے خلاف فوج کی روانگی:

منصور شام ہوتے ہوئے بیت المقدس آئے' انھوں نے یزید بن حاتم کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ ان خارجیوں کی سرزنش کے لیے روانہ کیا جنھوں نے افریقیا میں ادھم مچا رکھا تھا اور وہ ان کے عامل عمر بن حفص کو قتل کر چکے تھے' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوج پر انھوں نے چھ کروڑ تیس لاکھ درہم خرچ کیے۔

شہر رافقہ تعمیر کرنے کا ارادہ:

اس سال منصور نے شہر رافقہ بنانے کا ارادہ کیا' اہل رقہ نے اس کی مزاحمت کی بلکہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے' کہتے تھے کہ اس جدید شہر کے بس جانے سے ہمارے بازار کی دکانیں خالی ہو جائیں گی' ذریعہ معاش جاتا رہے گا' ہمیں اپنے موجودہ گھروں میں رہنا دشوار ہوگا' ان کی ضد کی وجہ سے منصور بھی ان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے انھوں نے ایک راہب کو جو وہاں کی خانقاہ میں رہتا تھا بلایا اور پوچھا کیا تم کو اپنے آثار میں کوئی ایسی خبر ملی ہے کہ یہاں کوئی شخص شہر آباد کرے گا اس نے کہا جی ہاں مجھے روایتاً یہ خبر ملی ہے کہ مقلاص نام ایک شخص یہاں شہر آباد کرے گا منصور نے کہا تو ٹھیک ہے بخدا! میں مقلاص ہوں۔

محمد بن عمر نے بیان کیا ہے کہ اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔

ابوایوب اور اس کے خاندان کا انجام:

ابوایوب الموریانی اور اس کا بھائی خالد ہو گئے۔ منصور نے ابوالعباس الطوسی کے حاجب موسیٰ بن دینار کو ابوایوب کے بھتیجوں کے ہاتھ پاؤں قطع کر کے ان کو قتل کر دینے کا حکم دیا اور مہدی کے نام اس کے متعلق باضابطہ حکم لکھ بھیجا' موسیٰ نے اس حکم کی حسب فرمان بجا آوری کر دی۔

امیر حج محمد بن ابراہیم و عمال:

منصور نے اس سال عبدالملک بن ظبیان النمیری کو بصرے کا والی بنایا' زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ زفر بڑھتا ہوا فرات تک جا پہنچا۔ اس سال محمد بن ابراہیم کی امارت میں جو ابوجعفر کی طرف سے مکہ و طائف کا عامل تھا حج ہوا' حسن بن زید مدینہ کا' محمد بن سلیمان کوفہ کا اور عبدالملک بن ایوب بن ظبیان بصرے کا والی تھا' سوار بن عبداللہ بصرے کے قاضی تھے' ہشام بن عمرو سندھ کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۵ھ کے واقعات

یزید بن حاتم نے افریقیا فتح کر لیا۔ اس نے ابو عاذ ابو حاتم اور ان کے تابعین کو قتل کر کے تمام بلاد مغرب میں پھر امن و امان قائم کر دیا۔ وہ قیروان آ گیا۔

رافقہ کی تعمیر:

منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رافقہ کی تعمیر کے لیے رقہ بھیجا۔ مہدی نے اس شہر کو بالکل بغداد کی ترکیب و ترتیب پر آباد کیا۔ جتنے دروازے، محلے، چوک اور سڑکیں بغداد میں تھیں اتنی ہی یہاں قائم کیں، فصیل اور خندق بھی بنائی اس کام کو ختم کر کے وہ اپنے شہر (رصافہ) واپس آ گیا۔

کوفہ و بصرہ میں خندق و فصیل بنانے کا حکم:

محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے کوفہ اور بصرہ میں خندق بنائی فصیل قائم کی اور ان کی لاگت باشندوں کی مال گزاری سے وصول کی۔

اس سال انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان کو بصرے کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے ہیثم بن معاویۃ العتکی کو والی مقرر کیا۔ سعید بن دعلج کو اس کا مددگار مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور اسے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک مکمل فصیل اور خندق اہل شہر کے خرچ سے بنائے، ہیثم نے اس حکم کی بجا آوری کی۔

اہل کوفہ سے ٹیکس کی وصولی:

جب منصور نے کوفہ کی فصیل بنانے اور خندق کے کھودنے کا حکم دیا تو اس کام کے لیے انھوں نے ہر باشندے پر پانچ درہم عائد کیے اس قلیل رقم کے واجب الادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح پہلے تمام باشندگان شہر کی اصلی تعداد معلوم ہو جائے چنانچہ جب پوری آبادی کا شمار ہو گیا تو انھوں نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ یہ رقم وصول کر لی گئی اور اسی کو فصیل اور خندق کی تعمیر میں صرف کیا گیا، اس رقم کی تحصیل پر اہل کوفہ کے ایک شاعر نے یہ شعر کہے:

یا لقومی ما لقینا ۔۔۔ من امیر المومنینا
قسم الخمسة فینا ۔۔۔ و جبانا الاربعینا

ترجمہ: ''امیر المومنین نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ پہلے تو ہم پر پانچ پانچ درہم عائد کیے اور پھر چالیس چالیس وصول کیے''۔

قیصر روم کی ابوجعفر سے صلح کی درخواست:

قیصر روم نے جزیہ ادا کرنے کی شرط کو منظور کر کے منصور سے صلح کی درخواست کی یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم جہاد کے لیے گئی۔ اس سال منصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو جزیرہ کی ولایت سے برطرف کر دیا اس پر ایک کثیر رقم جرمانہ کی، اس پر سخت عتاب کیا اور قید کر دیا۔

عباس بن محمد پر عتاب واسیری:

اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یزید بن اسید کے بعد منصور نے عباس بن محمد کو جزیرہ کا والی مقرر کیا پھر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو گئے وہ خفگی بدستور چلی آ رہی تھی کہ منصور علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے اپنے کسی چچا پر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسمٰعیل بن علی ہے یا کوئی دوسرا' ناراض ہوئے اس موقع پر ان کے تمام اعزا اور اقربا جن میں ان کے تمام چچا اور ان کی عورتیں بھی شامل تھیں اس کی سفارش کے لیے منصور کے پیچھے پڑ گئے ہر وقت کہتے کہتے انھیں اتنا تنگ کر دیا کہ انھوں نے اسے معاف کر دیا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

عباس بن محمد کو معافی:

اس موقع پر عیسیٰ بن موسیٰ نے منصور سے کہا دیکھئے باوجودیکہ آپ کا احسان و اکرام سب کے لیے برابر فیض رساں ہے مگر پھر بھی علی بن عبداللہ کی اولاد وہم سے حسد کرنے لگتی ہے آپ کو اسمٰعیل بن علی پر خفا ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ انھوں نے اس کی سفارش کر کر کے آپ کو تنگ کر دیا عباس بن محمد پر آپ اتنی مدت دراز سے ناراض ہیں مگر اس کے بارے میں میں نے ان میں سے کسی کو آپ سے کچھ کہتے نہ دیکھا نہ سنا یہ سن کر منصور نے عباس کو بلا بھیجا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

یزید بن اسید کی معزولی واہانت:

جب عباس نے یزید بن اسید کو جزیرے کی ولایت سے علیحدہ کیا تھا تو اس عزل میں اس نے یزید کی توہین کی تھی یزید نے ابوجعفر سے اس کی شکایت کی انھوں نے اس سے کہا کہ تم میرے احسان اور اس کی توہین کا موازنہ کر لو تو تم کو شکایت کی کوئی وجہ باقی نہ رہے گی' اس کے جواب میں یزید نے کہا امیر المومنین خطا معاف ہو اگر آپ کا احسان آپ کی کسی بدی کے کفارے میں ہے تو اب ہم آپ کی جو اطاعت و فرماں برداری کرتے ہیں یہ گویا ہماری طرف سے آپ پر احسان مزید ہے۔

محمد بن سلیمان والی کوفہ:

اس سال منصور نے موسیٰ بن کعب کو جزیرہ کا والی عام مقرر کیا جس کے ماتحت تمام ملکی اور جنگی شعبے تھے' بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال منصور نے محمد بن سلیمان بن علی کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ مسیّب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر کو مقرر کیا مگر عمرو بن شبہ کہتا ہے کہ منصور نے محمد بن سلیمان کو کوفہ کی ولایت سے ۱۵۳ھ میں علیحدہ کر دیا تھا مگر مسیّب بن زہیر کے بھائی عمرو بن زہیر الضبی کو انھوں نے اس ۱۵۵ھ میں کوفہ کا والی مقرر کیا۔ اسی نے کوفہ میں خندق بنائی۔

ابن ابی العوجا کی گرفتاری:

بیان کیا گیا ہے کہ اس کے عہد ولایت میں عبدالکریم ابن ابی العوجا۔ معن بن زائدہ کا ماموں اس کے پاس پیش کیا گیا اس نے اسے قید کر دیا اس کے سفارش کرنے والوں کی ایک بڑی جماعت مدینۃ السلام آئی انھوں نے ابوجعفر پر اس قدر اثر ڈالا کہ آخر کار انھوں نے محمد کو لکھ بھیجا کہ میرے حکم ثانی تک تم اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کرنا' ابن ابی العوجا نے ابوالجبار سے جس نے اپنی ساری عمر ابوجعفر محمد اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس بسر کی کہا کہ اگر امیر مجھے تین دن کی مہلت دے دیں تو میں ان کو ایک لاکھ درہم دوں گا اور تم کو اس قدر دوں گا ابوالجبار نے اس بات کا ذکر محمد سے کیا اس نے کہا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے اس کو یاد دلایا میں

اسے بھول گیا تھا' جب میں جمعہ کی نماز سے واپس آؤں تب تم مجھے یہ بات یاد دلا دینا۔

ابن ابی العوجا کا قتل:

چنانچہ جب محمد جمعہ سے فارغ ہو کر پلٹا ابوالجبار نے ابن ابی العوجا کا تذکرہ کیا محمد نے فوراً اسے بلایا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ جب اسے یقین آ گیا کہ اب تو میں مارا ہی جاؤں گا کہنے لگا کہ اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو تم جانو میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کر دی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا ہے' جس دن روزہ رکھنا چاہیے اس روز میں نے کھانے کی اجازت دی ہے اور جس دن افطار کرنا چاہیے اس روز روزہ رکھوایا ہے' محمد نے اس کی ایک نہ سنی اور قتل کرا دیا۔

ابوجعفر منصور کا ابن ابی العوجا کے متعلق فرمان:

اس کے قتل کرا دینے کے بعد اب منصور کا خط محمد کے نام آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ابن ابی العوجا کے بارے میں کوئی کارروائی نہ کرے اور اگر وہ اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے گا تو اسے اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔ خط پڑھ کر محمد نے ابوجعفر کے پیامبر سے کہا یہ اس کا سر ہے اور یہ اس کا بدن کناسہ میں مصلوب حالت میں موجود ہے اب میں کیا کر سکتا ہوں جو بات تم کو معلوم ہو چکی ہے یہی امیر المومنین سے جا کر بیان کر دو۔

محمد بن سلیمان کی معزولی کا فرمان:

جب پیامبر نے اس کا پیام ابوجعفر کو پہنچا دیا وہ محمد پر سخت برہم ہوئے اسی وقت اس کی معزولی کا فرمان لکھ دیا۔ اور کہنے لگے' بخدا! میرا ارادہ ہے کہ اس پاداش میں میں اسے قید کر دوں' پھر عیسیٰ بن موسیٰ کو اپنے پاس بلا کر شکایت کی کہ میں نے محض تمہارے مشورے کی بنا پر اس ناتجربہ کار کم عمر جاہل کو اتنا بڑا منصب دے دیا اسی کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑا ہے اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کے اس فعل کا اثر کیا ہوگا وہ ایک شخص کو بغیر میری رائے لیے ہوئے قتل کر دیتا ہے اور میرے حکم کا انتظار تک نہیں کرتا۔ میں نے اس کی برطرفی کا فرمان لکھ دیا ہے اور خدا کی قسم دیکھو میں اسے اس کی کیسی سخت سزا دیتا ہوں کہ وہ بھی یاد رکھے۔

محمد بن سلیمان کی بحالی:

عیسیٰ بن موسیٰ اس خشم آگیں کلام کو خاموشی سے سنتا رہا جب ان کا غصہ ذرا کم ہوا اس نے عرض کیا کہ جناب والا! محمد نے اس شخص کو زندقہ کے الزام میں قتل کیا ہے اگر نتائج سے اس کا قتل ٹھیک ثابت ہوا تو اس کا فائدہ آپ کو ہوگا۔ اور اگر یہ فعل غلط ثابت ہوا تو اس کا خمیازہ محمد کو بھگتنا پڑے گا' امیر المومنین اگر محض اس فعل کی پاداش میں آپ اسے معزول کرتے ہیں تو یہ بڑی غلطی ہے اس سے اس کی نیک نامی اور شہرت زبان زد خاص و عام ہوگی اور آپ بدنام ہو جائیں گے' یہ سن کر منصور نے اس کی برطرفی کا فرمان چاک کرا دیا اور محمد کو بدستور اپنی خدمت پر بحال رکھا۔

مسادر بن سوار الجرمی:

بعض ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ مسادر بن سوار الجرمی کوتوال نے منصور سے محمد کی ایک خاص اخلاقی لغزش کی شکایت کر دی اور اس کی وجہ سے انھوں نے محمد کو کوفہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ یہ مسادر بڑا ذی اثر و نفوذ تھا جس سے سب ڈرتے تھے اسی کے بارے میں حماد نے یہ شعر کہا ہے:

لحسبك من عجيب الدهر انى اخاف و اتقى سلطان جرم

ترجمہ: ''زمانے کے عجائب میں سے یہ بات ہے کہ میں مسادر کے اقتدار و اثر سے ڈرتا ہوں''۔

حسن بن زید کی معزولی:

نیز اسی سال منصور نے حسن بن زید کو مدینہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبدالصمد بن علی کو مقرر کر دیا۔ فلیح بن سلیمان کو بھی اس کا مشرف مقرر کر کے اس کے ہمراہ مدینہ میں متعین کر دیا۔

عمال:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد مکہ اور طائف کا والی تھا' عمرو بن زہیر کوفہ کا' ہیثم بن معاویہ بصرہ کا' یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

باب ۱۰

خالد بن برمک

۱۵۶ھ کے واقعات

عمرو بن شداد کا قتل:

اس سال ابراہیم بن عبداللہ کا عامل فارس عمرو بن شداد ابوجعفر کے عامل بصرہ ہیثم بن معاویہ کے ہاتھ آ گیا اسے بصرے میں قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا' اس واقعہ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

عمرو بن شداد نے اپنے ایک خادم کو مارا اس نے عامل بصرہ ابن دعلج یا ہیثم بن معاویہ سے آ کر اس کا پتہ بتا دیا عامل بصرہ نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور مربد میں اس مقام پر جہاں اب اسحٰق بن سلیمان کا مکان واقع ہے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ عمرو بن سداد بنی جمج کا مولیٰ تھا۔

عمر بن شداد کے قتل کی دوسری روایت:

بعض راویوں نے اس واقعہ کے متعلق یہ بات بیان کی ہے کہ ہیثم بن معاویہ نے اسے پکڑ لیا اب وہ اسے لے کر مدینۃ السلام کے ارادے سے روانہ ہوا اثنائے راہ میں یہ اپنے ایک قصر میں جو نہر معقل پر واقع تھا آ کر فروکش ہوا وہاں اس کے پاس ڈاک کا ہر کارہ آیا جو ابوجعفر کی طرف سے ہیثم بن معاویہ کے نام خط لیے جا رہا تھا اور اس خط میں ہیثم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ عمرو بن شداد کو اس کے حوالے کر دے' ہیثم نے عمرو کو اس کے حوالے کر دیا یہ اسے بصرہ لے آیا اور چوک کی سمت میں ایک مقام پر لا کر خلوت میں اس سے کچھ باتیں دریافت کرنے لگا مگر اس نے کوئی کام کی بات ظاہر نہیں کی سرکاری ہرکارے نے اس کے دونوں ہاتھ پاؤں قطع کرا کے گردن مار دی اور پھر مربد میں اس کے لاشہ کو سولی پر لٹکا دیا۔

ہیثم بن معاویہ کی معزولی:

اس سال منصور نے ہیثم بن معاویہ کو بصرہ اور اس کے توابع کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور سوار بن عبداللہ القاضی کو بصرہ کا صدر الصدور مقرر کر دیا اس طرح قضاء اور صدارت دونوں ان کے تفویض کر دی گئیں' نیز منصور نے سعید بن دعلج کو بصرہ کا کوتوال اور عامل مقرر کیا۔

ہیثم بن معاویہ کا انتقال:

اس سال ہیثم بن معاویہ نے دفعتہً مدینۃ السلام میں بصرہ کی ولایت سے معزول ہونے کے بعد انتقال کیا' انتقال کے وقت وہ اپنی ایک جاریہ سے مجامعت کر رہا تھا۔ منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی' یہ بنی ہاشم کی ہڑ داڑ میں دفن کیا گیا۔

امیر حج بن عباس بن محمد و عمال:

زفر بن عاصم الہلالی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا' عباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال مکہ کا عامل محمد بن ابراہیم تھا مگر وہ خود تو مدینۃ السلام میں مقیم تھا اور اس کا بیٹا ابراہیم محمد مکہ میں اس کا نائب تھا' مکہ کے ساتھ طائف بھی اس کے تحت تھا' عمرو بن زہیر کوفہ کا والی تھا' بصرے کا کوتوال' ناظم کوتوالی اور بصرے کی عرب نوآبادی کے صدقات کا محصل سعید بن دعلج تھا۔ سوار بن عبداللہ القاضی بصرے کے صدر الصدور اور قاضی تھے۔

عمارہ بن حمزہ اضلاع' دجلہ' اہواز اور فارس کا والی تھا۔ ہشام بن عمرو کرمان اور سندھ کا والی تھا' یزید بن حاتم افریقیا کا اور محمد بن سعید مصر کا والی تھا۔

۱۵۷ھ کے واقعات

قصر خلد کی تعمیر:

منصور نے دجلہ کے کنارے اپنا قصر خلد بنایا انھوں نے اس کی تعمیر کی نگرانی اپنے مولیٰ ربیع اور ابان بن صدقہ کے سپرد کی۔

اس سال یحییٰ ابوزکریا المحتسب قتل کر دیا گیا اس کے قتل کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ نیز اس سال منصور نے تمام بازار مدینۃ السلام سے باب الکرخ میں منتقل کر دیئے۔ اس تبدیلی کی وجہ بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امارت بحرین پر سعید بن دعلج کا تقرر:

منصور نے جعفر بن سلیمان کو بحرین کا والی مقرر کیا ابھی اس نے اپنے منصب کا جائزہ بھی نہیں لیا تھا کہ منصور نے سعید بن دعلج کو اس کی جگہ مقرر کر دیا' سعید نے اپنے بیٹے تمیم کو بحرین بھیج دیا۔

ابوجعفر منصور کا فوج کا معائنہ:

اس سال منصور نے اپنی تمام فوج کا پوری طرح مسلح حالت میں معائنہ کیا رسالہ بھی معائنہ میں شریک تھا۔ معائنہ کے لیے انھوں نے دریائے دجلہ کے کنارے مقام قطربل کے درے ایک بیٹھک بنائی تھی۔ نیز اس روز کے لیے انھوں نے اپنے تمام اعزا' اقربا' مصاحبین اور دوستوں کو باقاعدہ پورا فوجی لباس پہننے اور اسلحہ لگا کر آنے کا حکم دیا تھا اور خود بھی انہوں نے زرہ پہنی' کلاہ کے اوپر ایک سیاہ مصری خود پہنا جس سے گردن ڈھکی ہوئی تھی۔

عامر بن اسمٰعیل و سوار بن عبداللہ کا انتقال:

عامر بن اسمٰعیل المسلی نے مدینۃ السلام میں انتقال کیا' منصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں سپرد خاک کیا گیا۔ سوار بن عبداللہ نے انتقال کیا ابن دعلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھی' منصور نے ان کی جگہ عبیداللہ بن الحسن بن الحصین العنبری کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ اس سال منصور نے باب الشعیر کے پاس دجلہ پر ایک پل بنوایا۔ ربیع حاجب کے حکم سے حمید بن قاسم الصیرفی کی نگرانی میں اس کی تعمیر پایہ تکمیل کو پہنچی' محمد بن سعید الکاتب مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا' اس کی جگہ ابوجعفر المنصور کا مولیٰ مطر مصر کا والی مقرر ہوا' معبد بن الخلیل سندھ کا والی مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ معبد ان

دنوں خراسان میں تھا۔ یہیں اسے فرمان تقرر موصول ہوا۔ یزید بن اسید السلمی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اس نے بطال کے مولیٰ سنان کو بعض قلعوں پر یورش کے لیے بھیجا' سنان نے وہاں مال غنیمت اور لونڈی غلام حاصل کیے۔

محمد بن عمر کہتا ہے کہ اس سال موسم گرما کی مہم نے زفر بن عاصم کی قیادت میں جہاد کیا تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال:

ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج ہوا۔ محمد بن عمر کہتا ہے کہ یہ ابراہیم مدینہ کا والی تھا مگر اس کے علاوہ دوسرے ارباب سیر وتاریخ کہتے ہیں کہ اس سال مدینہ کا والی عبدالصمد بن علی تھا مکہ اور طائف کا والی محمد بن ابراہیم تھا' فارس اور اہواز پر عمارہ بن حمزہ تھا۔ کرمان اور سندھ کا والی معبد بن الخلیل اور مصر کا والی منصور کا مولیٰ مطر تھا۔

۱۵۸ھ کے واقعات

خالد بن برمک پر عتاب:

اس سال منصور نے اپنے بیٹے مہدی کو رقہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم موصل کی ولایت سے موسیٰ بن کعب کو برطرف کر کے اس کے بجائے یحییٰ بن خالد بن برمک کو موصل کا والی مقرر کر دینا' اس تقرر کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ منصور نے خالد بن برمک پر تین لاکھ درہم جرمانہ کیا ادائیگی کے لیے تین دن کی مہلت دی' عدم ادائیگی کی صورت میں قتل کی دھمکی دی۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا کہ مجھ پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اس کی ادائیگی میری طاقت سے باہر ہے اس سے مقصد صرف یہ ہے کہ چونکہ اتنی بڑی رقم میں اس مدت میں ادا نہ کر سکوں گا اس بہانے سے میری جان لے لی جائے' اب تم اپنے حرم اور اہل وعیال کے پاس جاؤ اور جو سلوک میرے بعد تم ان کے ساتھ کرو گے وہ ابھی کر دو' پھر اس کے بعد خالد نے یحییٰ سے کہا مگر میری یہ حالت تمہارے لیے باعث یاس نہ ہونا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ تم میرے عزیز دوستوں سے اس معاملہ میں جا کر ملو۔ عمارہ بن حمزہ' صالح (صاحب المصلی) اور مبارک الترکی سے ضرور جا کر ملو' اور ان سے ہماری حالت بیان کرو۔

یحییٰ بن خالد کی عمارہ بن حمزہ سے امداد طلبی:

یحییٰ کہتا ہے کہ باپ کی ہدایت کے مطابق میں ان لوگوں سے ملا ان میں سے بعض تو بہت ترش روئی کے ساتھ مجھ سے پیش آئے مگر انہوں نے خفیہ طور پر مجھے روپیہ بھیج دیا بعض ایسے بھی تھے کہ انہوں نے مجھ سے ملنا تک گوارا نہیں کیا مگر میرے پیچھے ہی روپیہ بھیج دیا۔ میں عمارہ بن حمزہ سے ملنے آیا وہ اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا دیوار کی طرف دیکھتا رہا' میری طرف اس نے رخ بھی نہیں کیا جب میں نے سلام کیا تو اس نے معمولی طور پر سلام کا جواب دے دیا اور پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں' میں نے کہا خیریت سے ہیں آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ میں آپ سے کہہ دوں کہ ان پر اس قدر روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ایک لاکھ درہم قرض دے دیجیے میری اس بات کا اس نے مطلقاً کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی اس سرد مہری کو دیکھ کر زمین میرے تلووں کے نیچے سے نکل گئی میں نے دوبارہ اپنے آنے کی غرض بیان کی' اس نے کہا اگر کچھ ہو سکا تو میں تم کو بھیج دوں گا۔

عمارہ بن حمزہ کی اعانت:

جب میں اس کے پاس سے پلٹا تو اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس نخوت وتکبر کے ہوتے ہوئے اس روپیہ پر اللہ کی لعنت ہو جو تو بھیجے۔ میں نے گھر آ کر اپنے باپ کو سارا واقعہ سنایا اور یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عمارہ بن حمزہ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے خالد نے کہا بے شک مجھے اسی قدر اعتماد ہے اتنے میں عمارہ بن حمزہ کا آدمی لاکھ درہم لیے ہوئے آ پہنچا' ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ جمع کر لیے۔ اب صرف تین لاکھ باقی رہے کہ اگر ان کی بھرتی ہو جائے تو ہمارا مقصد پورا ہوا اگر وہ نہ ہو سکے تو ہماری یہ ساری جدوجہد رائیگاں جائے۔

ایک منجم کی پیشین گوئی:

میں بغداد کے پل سے بہت ہی رنجیدہ اور غمگین شکل بنائے اسی تردد وفکر میں منہمک گذر رہا تھا کہ ایک فال بتانے والے نے لپک کر مجھ سے کہا' مبارک ہو تمہارا کام بن جائے گا' میں اس کی طرف دھیان کیے بغیر آگے بڑھ گیا' مگر وہ فوراً میرے پاس آیا' میرے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگا کہ بخدا! معلوم ہوتا ہے کہ تم سخت رنجیدہ اور غمگین ہو مگر یہ تمہاری پریشانی اور فکر ان شاء اللہ ضرور دور ہو جائے گی اور تم کل اسی مقام سے پوری شان وشوکت اور پرچم وعلم کے ساتھ جلوس میں گزرو گے اب میں اس کی بات سے متعجب ہو کر اس کی طرف مڑا' اس نے کہا اگر میری بات پوری ہو تو آپ مجھے پانچ ہزار درہم دیں میں نے کہا منظور ہے۔ چونکہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اس بات کا پورا ہونا دشوار ہے' اس وجہ سے اگر وہ پچاس ہزار کہتا تو میں اسے بھی مان لیتا' میں اپنے راستے چلا گیا۔

ابوجعفر منصور کو موصل میں شورش کی اطلاع:

اسی دن منصور کو اطلاع ملی کہ موصل میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور کردوں نے شورش برپا کی ہے' منصور نے پوچھا کون شخص اس کے بندوں کے لیے موزوں ہوگا' مسیّب بن زہیر نے جو خالد بن برمک کا مخلص دوست تھا' عرض کیا کہ اس معاملہ کے متعلق میری ایک رائے ہے اگر چہ میں جانتا ہوں کہ آپ اسے خلوص پر مبنی نہ سمجھیں گے بلکہ رد کر دیں گے مگر چونکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے اس وجہ سے میں اس کو ظاہر کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ منصور کہنے لگے کہ ضرور بیان کرو میں اسے کسی بدنیتی پر محمول نہیں کروں گا۔

مسیّب بن زہیر کی خالد بن برمک کی سفارش:

اس نے کہا امیر المومنین اس کام کے لیے خالد ایسا آدمی ہونا چاہیے' منصور نے کہا کیا کہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ جو سلوک ہم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس کے باوجود وہ ہماری اطاعت وفرماں برداری میں پورا اترے گا' اس نے کہا بے شک میں اس بات کا یقین کامل رکھتا ہوں' آپ نے تو محض اس معیار پر اسے جانچا ہے مگر میں اس کا ضامن ہوں کہ وہ کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کرے گا انھوں نے کہا اچھا تمہارے کہنے پر میں اسے اس منصب پر فائز کرتا ہوں کل صبح اسے میرے پاس لاؤ خالد پیش کیا گیا۔

امارت موصل پر خالد بن برمک کا تقرر:

منصور نے بقیہ تین لاکھ معاف کر دیئے اور اسے موصل کا والی مقرر کر دیا۔ میں آج پھر اس فال دیکھنے والے کے پاس سے گزرا مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا کہ میں کل صبح سے اسی جگہ بیٹھا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں نے کہا تم میرے ساتھ چلو وہ میرے ساتھ ہو گیا میں نے پانچ ہزار درہم اسے دے دیئے' میرے والد نے مجھ سے کہا کہ چونکہ عمارہ پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں اور اسے غیر متوقع

واقعات پیش آتے رہتے ہیں تم جا کر اسے میرا سلام کہنا کہ اللہ نے امیر المومنین کی رائے کو ہمارے حق میں بدل دیا ہے انھوں نے بقیہ رقم معاف کر دی ہے اور مجھے موصل کا والی مقرر کر دیا ہے' نیز انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ کا قرض ادا کر دوں' میں عمارہ کے پاس آیا اس وقت بھی وہ میرے ساتھ اسی سرد مہری سے پیش آیا جس طرح کہ پہلی مرتبہ آیا تھا میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب بھی نہیں دیا صرف اتنا پوچھا کہ تمہارے باپ کیسے ہیں۔ میں نے کہا خیریت سے ہیں انھوں نے یہ پیام آپ کو دیا ہے اب وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا تم نے مجھے اپنے باپ کا صراف ساہوکار سمجھا ہے کہ جب چاہا روپیہ لے لیا اور جب چاہا ادا کر دیا میرے پاس سے چلے جاؤ۔ میں نے اپنے باپ سے آ کر سارا واقعہ سنایا کہنے لگا' یہ عمارہ ہے اس کی بات رد نہیں کی جا سکتی۔ منصور کی وفات تک خالد موصل کا اور میں آذربائیجان کا والی رہا۔

احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے سزا میں سختی یا جبر و استبداد کے بغیر جو رعب و داب اور ہیبت ہم سب پر خالد کی تھی وہ کسی دوسرے امیر کی کبھی نہ ہوئی' اس کی ہیبت ہمارے دلوں میں جاگزیں تھی۔

موسیٰ بن کعب کی معزولی و اسیری:

احمد بن معاویہ بن بکر الباہلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابوجعفر اپنے عامل جزیرہ اور موصل موسیٰ بن کعب سے ناراض ہو گئے انھوں نے رافقہ کی تعمیر کے لیے مہدی کو رقہ روانہ کیا مگر ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس جا رہا ہے اور اسے ہدایت کی کہ تم موصل ہوتے ہوئے جانا' جب مہدی موصل آیا تو اس نے موسیٰ بن کعب کو پکڑ کر قید کر دیا اور اس کی جگہ خالد بن برمک کو موصل اور جزیرے کا والی بنا دیا۔ خالد کو موصل پر چھوڑ کر خود مہدی آگے بڑھا خالد کے دو بھائی حسن اور سلیمان مہدی کے ہمراہ ہو گئے۔

امارت آذربائیجان پر یحییٰ بن خالد کا تقرر:

اس سے قبل منصور نے یحییٰ کو حاضر دربار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ میں ایک نہایت اہم کام تم سے لینا چاہتا ہوں اور ایک اہم سرحدی مقام کی حکومت کے لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے تم سفر کی تیاری کر لو مگر تاوقتیکہ میں خود تم کو نہ بلاؤں تم کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرنا۔ یحییٰ نے اپنے باپ سے بھی یہ بات پوشیدہ رکھی۔ دوسرے درباریوں کے ساتھ یہ بھی آستانہ خلافت پر سلام کے لیے حاضر ہوا ربیع نے اندر سے نکل کر یحییٰ کو آواز دی یحییٰ کھڑا ہوا' ربیع اس کا ہاتھ پکڑ کر منصور کی خدمت میں لے گیا' وہاں سے جب برآمد ہوا تو اس کی یہ شان تھی کہ آذربائیجان کی ولایت کا علم اس کے آگے آگے تھا تمام درباری جمع تھے اس کا باپ بھی موجود تھا اس نے سب لوگوں کو اپنے جلوس میں چلنے کی دعوت دی چنانچہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے اسے اور اس کے باپ خالد کو ان سرفرازیوں پر مبارک باد دی اس طرح ان دونوں کا تقرر ساتھ ساتھ ہوا۔

احمد بن معاویہ کہتا ہے کہ منصور یحییٰ کو بہت چاہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ باپ اپنی اولاد کے لیے باعث شرف ہوتے ہیں مگر یہ اپنے باپ کے لیے باعث فخر ہے۔

مسیّب بن زہیر کی گرفتاری و رہائی:

اس سال منصور نے اپنے قصر خلد نام میں اقامت اختیار کی' اس سال وہ مسیّب بن زہیر سے ناراض ہو گئے اسے کوتوالی کی خدمت سے برطرف کر دیا اور پکڑ کر قید کر دیا اس ناراضی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ابان بن بشیر الکاتب کو اتنے درے لگوائے کہ وہ اسی

صدمہ سے مرگیا اس پر الزام یہ تھا کہ جب میسّب بن زہیر کا بھائی عمرو بن زہیر کوفہ کا والی اور افسر مال گزاری تھا تو اس کی شرکت میں اس نے کوئی بے جا بات کی تھی' منصور نے اس کی جگہ حکم بن یوسف بھالے برادر کو کوتوال مقرر کیا کچھ دنوں کے بعد مہدی نے اپنے باپ سے میسّب کی سفارش کی وہ پھر اس سے خوش ہو گئے' اسے چندروز قید ہی میں رہنا پڑا انہوں نے پھر اسے ناظم کوتوالی مقرر کر دیا۔

ابوجعفر منصور کا جرجرایا میں قیام:

اس سال منصور نے نصر بن حرب التمیمی کو سرحد فارس کا والی مقرر کیا' اس سال منصور مقام جرجرایا میں اپنے گھوڑے سے گر پڑے دونوں ابروؤں کے درمیان سخت چوٹ آئی اس کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب انھوں نے مہدی کو رقہ روانہ کیا تو اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور خود چلے' موضع جب سا قا تک آ کر خولایا کی سمت پلٹ گئے یہاں سے ہزداتات کا راستہ اختیار کیا' اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے' چلتے چلتے ہزداتات کے ایک راج بہئے جو نہر دیالی کی سمت بہتا ہے پہنچے اور اس کی بند پر اٹھارہ دن مقیم رہے وہ مقام ان کی سربرآئی سے عاجز ہو گیا یہ جرجرایا آئے وہاں سے عیسیٰ بن علی کی ایک جائداد دیکھنے کے لیے جو وہاں واقع تھی نکلے اسی روز وہ اپنے گھوڑے دیزج سے گر پڑے اس کی وجہ سے ان کے منہ پر چوٹ آئی۔

ہندوستانی قیدیوں کی جرجرایا میں آمد:

اسی مقام جرجرایا کے قیام کے زمانے میں ہندوستان سے براہ عمان کچھ قیدی ان کے سامنے پیش کیے گئے جن کو تسنیم بن الحواری نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا' پہلے تو منصور کا ارادہ ان کو قتل کر دینے کا ہوا مگر جب ان سے سوالات کیے گئے تو انھوں نے ایسے جواب دیئے جس سے ان کے معاملہ میں شبہ پیدا ہو گیا اور اسی بنا پر انھوں نے ان کے قتل سے ہاتھ روک لیا البتہ ان کو اپنے فوجی سرداروں اور نوابوں میں تقسیم کر دیا۔

قصر ابیض کی مرمت کا حکم:

اس سال مہدی رقہ سے رمضان کے مہینہ میں مدینۃ السلام واپس آ گیا۔ اس سال منصور نے کسریٰ کے قصر ابیض کی مرمت کا حکم دیا اور اعلان کر دیا کہ جس شخص کے پاس ایرانی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتوں کی اینٹیں ہوں چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں۔ اس وجہ سے وہ سب ضبط کر لی جائیں مگر نہ اس حکم پر عمل ہو سکا اور نہ اس قصر کی مرمت ہوئی۔

اس سال معیوف بن یحییٰ موسم گرما کی مہم لے کر درہ حدث سے دشمن کے علاقہ میں در آیا دشمنوں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی مگر بغیر کسی نتیجہ کے دونوں فریق علیحدہ ہو گئے۔

ابن جریج عباد بن کثیر اور ثوری کی گرفتاری:

اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی امیر مکہ نے منصور کے حکم سے ابن جریج' عباد بن کثیر' اور ثوری کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر بغیر ابوجعفر کی اجازت کے ان کو رہا کر دیا اس وجہ سے ابوجعفر اس سے ناراض ہوئے۔ محمد بن ابراہیم کا مولیٰ محمد بن عمران اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ منصور نے محمد بن ابراہیم امیر مکہ کو حکم بھیجا کہ تم آل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فلاں شخص کو جو مکہ میں مقیم ہے' قید کر دو' نیز ابن جریج' عباد بن کثیر اور ثوری کو قید کر دو' محمد بن ابراہیم نے ان سب کو قید کر دیا' اس کے پاس کئی افسانہ گو تھے جو رات میں اس سے قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب اس کا وقت مقررہ آیا وہ مجلس میں بیٹھ گیا مگر اس کی نظر میں زمین پر گڑ گئیں۔ اس

نے ایک حرف اس اثناء میں اپنی زبان سے نہیں نکالا۔

محمد بن ابراہیم کی پریشانی:

جب مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جا کر اس سے کہا کہ جس تردد وفکر میں آپ منہمک ہیں میں اسے تاڑ گیا ہوں فرمائیے کیا عندیہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے ایک عزیز قریب کو پکڑ کر قید کر دیا ہے اسی طرح دوسرے نہایت زبردست افراد ملک کو قید کر دیا ہے اب امیر المومنین مکے آ رہے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ان کا کیا حشر ہوتا ہے ممکن ہے کہ وہ ان سب کو قتل کرا دیں ان کا تو اس سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ ان کا رعب وداب اور بڑھ جائے گا مگر میری آخرت برباد ہو جائے گی۔

علوی قیدیوں کی رہائی:

میں نے کہا تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں کہنے لگا میں امیر المومنین کے مقابلہ میں اللہ کی خوشنودی کو اختیار کرتا ہوں اور ان سب کو رہا کر دیتا ہوں تم میرے اونٹوں میں سے ایک عمدہ سواری کی اونٹنی لو اور یہ پچاس دینار بھی ساتھ لے جاؤ یہ لے کر اس علوی کے پاس جاؤ میرا سلام کہو اور کہو کہ آپ کا برادر عم آپ سے درخواست کرتا ہے کہ آپ اپنے خون کی ذمہ داری سے اسے بچائیں اس اونٹنی پر سوار ہو کر جہاں چاہیں چلے جائیں نیز یہ پچاس دینار زادراہ کے طور پر قبول ہوں جب اس علوی نے مجھے اپنے پاس آتا دیکھا تو میری جانب سے اسے خوف پیدا ہوا کہ شاید میں اس کے قتل کے ارادے سے آتا ہوں اس نے میرے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی شروع کی میں نے محمد بن ابراہیم کا پیام اس سے بیان کیا اس نے کہا وہ میرے معاملہ میں بری ہیں ان پر کوئی ذمہ داری نہیں اور مجھے نہ اس سواری کی ضرورت ہے اور نہ اس زادراہ کی میں نے کہا مگر ان کے دل کی خوشی یہ ہے کہ آپ اسے قبول کر لیں اس نے محمد کی درخواست مان لی اب میں ابن جریج سفیان بن سعید اور عباد بن کثیر کے پاس آیا اور محمد کا پیام ان لوگوں کو پہنچا دیا انھوں نے کہا کہ وہ بری الذمہ ہے میں نے کہا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب تک منصور یہاں مقیم رہیں آپ لوگوں میں سے کوئی باہر نہ نکلے۔

محمد بن ابراہیم سے ابوجعفر منصور کی خفگی:

منصور مکے کے قریب آ گئے محمد بن ابراہیم نے بہت سا خشک وتر میوہ اور مٹھائیاں دے کر مجھے ان کی خدمت میں بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا وکیل تحائف لے کر آیا ہے انھوں نے ہمارے اونٹوں کو پٹوایا اور اپنی فرودگاہ میں نہیں آنے دیا جب وہ بئر میموں آ گئے تو خود محمد بن ابراہیم استقبال کے لیے یہاں آیا ان کو اس کے آنے کی خبر ہوئی انہوں نے اس کی سواری کے جانوروں کے منہ پر ضرب لگوائی محمد سامنے سے ہٹ گیا اور ایک سمت کو ہو کر ساتھ ساتھ چلتا رہا ابوجعفر کو اصل راستے سے بائیں جانب ہٹا کر ایک جگہ اتارا گیا اس وقت محمد بن ابراہیم اپنے طبیب کو ساتھ لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا وہ سوار ہو کر چلے اس وقت ان کے اونٹ پر ان کی دوسری طرف ربیع بیٹھا ہوا تھا محمد نے اپنے طبیب کو حکم دیا کہ تم ذرا جا کر دیکھو یہ طبیب اس مقام پر آیا جہاں ابوجعفر اترے تھے اس نے ان کا براز دیکھا پھر محمد سے آ کر کہا کہ میں نے ایسے شخص کا براز دیکھا ہے جو زیادہ عرصہ اب جینے والا نہیں ہے چنانچہ یہی ہوا کہ مکے میں داخل ہوتے ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے سے محمد بن ابراہیم ان کی باز پرس سے بچ گیا۔

ابوجعفر منصور کی فریضہ حج کے لیے روانگی:

اس سال ماہ شوال میں ابوجعفر مدینۃ السلام سے مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اثنائے سفر میں قصر عبدویہ کے قریب

فروکش ہوئے یہاں ایک رات جب کہ ماہ شوال کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ سپیدۂ سحری کے نمودار ہونے کے بعد ایک بڑا ستارہ ٹوٹ کر گرا جس کی روشنی کا اثر طلوع آفتاب تک نمایاں رہا۔ ابوجعفر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ آئے اور رصافہ میں ٹھہرے اور یہاں سے وہ حج اور عمرے کی نیت کر کے جب کہ ماہ ذی قعدہ کے چند روز گزرے تھے روانہ ہوئے انھوں نے اپنے ساتھ قربانی کے جانور بھی ان کے بال کٹوا کر اور ان کے گلوں میں کلادہ ڈال کر لیے کوفہ سے چند منزل پہنچ کر ان کے پیٹ میں وہ درد اٹھا جس کے صدمہ سے وہ جاں بحق ہو گئے۔

ابوجعفر منصور کی علالت:

اس درد کے سبب میں ارباب سیر و تاریخ کا اختلاف ہے علی بن محمد بن سلیمان النوفلی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ ایک زمانے سے منصور کو ضعف معدہ کی شکایت تھی وہ طبیبوں سے اس کی شکایت کرتے تھے' اور ان سے جوارشیں بنانے کے لیے خواہش کرتے مگر طبیب اس بات سے گھبراتے تھے اور ان کو غذا میں کمی کرنے کا مشورہ دیتے اور کہتے کہ تمام جوارشیں فوری اثر تو کر دیتی ہیں کہ کھانا ہضم ہو جائے مگر ان سے موجودہ سے زیادہ سخت بیماری پیدا ہو جائے گی اور اس وقت لینے کے دینے پڑ جائیں گے اسی زمانے میں ہندوستان سے ایک وید ان کی خدمت میں حاضر ہوا منصور نے اس سے بھی اپنے مرض کی شکایت کر کے کسی دوا کی تجویز کی خواہش کی اس نے ان کے لیے کئی سفوف اور جوارشیں تیار کیں جن کے اجزا و عناصر گرم تھے' منصور نے ان کو کھانا شروع کیا اور ان کا کھانا ہضم ہونے لگا' اس بنا پر انھوں نے اس وید کی تعریف کی۔

عراقی طبیب کی رائے:

عراق کے مشہور طبیب کثیر نے مجھ سے یہ بات کہہ دی تھی کہ منصور معدے کی بیماری سے مریں گے میں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے علم ہوا اس نے کہا یہ جوارشیں کھاتے ہیں وہ کھانے تو ہضم کر دیتی ہیں مگر اس سے معدے کے خاروں میں روزانہ ایک نئی چیز پیدا ہو رہی ہے' نیز ان کی آنتوں میں چربی پیدا ہو رہی ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معدے ہی کے مرض سے ہلاک ہوں گے' اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لیے میں ایک مثال بیان کرتا ہوں' فرض کرو کہ تم پانی کے مٹکے کو ایک چبوترے پر رکھو اور اس کے نیچے ایک کچی اینٹ رکھ دو اس گھڑے سے پانی رستا ہو تو اب بتاؤ کہ امتداد زمانہ سے کیا وہ رستا ہوا پانی اس اینٹ میں شگاف پیدا نہ کر دے گا' اور کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہر قطرہ جو رس رہا ہے وہ اپنا نشان بناتا جاتا ہے۔ یہی ہوا کہ ابوجعفر معدے ہی کے مرض سے جاں بحق ہوئے اور اس طبیب کا کہنا پورا ہوا۔

ابوجعفر منصور کی وفات:

ایک دوسرے راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ موسم گرما کی سخت گرم دوپہروں میں سفر کرنے کی وجہ سے ان کو لو لگ گئی تھی اور اس وجہ سے یہ درد پیدا ہو گیا تھا' باوجود کبر سنی کے وہ بہت محرور المزاج واقع ہوئے تھے صفراء احمر کا غلبہ تھا اسی نے ان کے معدے کے فعل کو بگاڑ دیا تھا۔ بہت روز تک یہی کیفیت رہی جب وہ ابن عامر کے باغ میں فروکش ہوئے تو مرض نے بہت شدت اختیار کر لی یہ وہاں سے بھی کوچ کر گئے مکے پہنچنے میں دیر لگ گئی۔ ایک دن ابن المرتفع کے کنویں پر منزل کی وہاں سے چل کر بئر میموں آئے وہ ہر وقت پوچھتے تھے کہ ہم کب حرم میں داخل ہوں گے' جتنی وصیتیں کرنا تھیں وہ ربیع کو کر دیں۔ اور اسی مقام پر ۶/ ذی الحجہ سنیچر کی رات

صبح تڑکے یا آفتاب کے طلوع ہونے کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ وفات کے وقت سوائے خادموں اور ان کے مولیٰ ربیع کے اور کوئی شخص ان کے پاس نہ تھا' ربیع نے ان کی موت کو چھپایا عورتوں اور لونڈی باندیوں کو رونے اور نوحہ کرنے سے منع کر دیا۔

محمد المہدی کی بیعت:

اب صبح ہوگئی حسب قاعدہ ان کے تمام اہل خاندان بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی مخصوص جگہوں میں بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے عیسیٰ بن علی کو اندر آنے کے لیے بلایا گیا اس کی تھوڑی دیر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اندر بلایا گیا چونکہ اس دن سے پہلے ہمیشہ دربار کا یہ دستور تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو عیسیٰ بن علی سے پہلے بار ہوتا تھا اس وجہ سے آج اس تقدیم و تاخیر سے عیسیٰ بن موسیٰ کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے' اس کے بعد خاندان کے دوسرے اکابر و اعیان کو اندر بلایا گیا پھر اہل خاندان کے عام افراد کو اجازت ملی۔ ربیع نے موسیٰ ابن المہدی کے ہاتھ پر اوّل امیر المومنین مہدی کے لیے اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے سب سے خلافت کی بیعت لی' جب بنی ہاشم بیعت کر چکے تو اب اس نے دوسرے سرداران فوج اور سپہ سالاران عساکر کو بیعت کے لیے بلایا عیسیٰ بن ماہان کے علاوہ اور ایک شخص نے بھی اس بیعت سے انحراف نہیں کیا البتہ اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کا نام سنتے ہی اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ محمد بن سلیمان نے ایک طمانچہ اس کے رسید کیا اور کہا کہ یہ کون کافر بچہ ہے اور اس سے چمٹ گیا وہ تو اس کی گردن مار دینا چاہتا تھا یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ بن ماہان نے بیعت کر لی اس کے بعد دوسرے تمام لوگوں نے بیعت کی' مسیّب بن زہیر پہلا شخص ہے جس نے بیعت کرتے وقت یہ استثناء کی کہ میں عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے بیعت کرتا ہوں اگر ایسا ہوا' اس پر منصور کے تمام خاندان والے اس کے سر ہو گئے' اب موسیٰ بن مہدی دربار عام کے لیے برآمد ہوا اور یہاں تمام بقیہ سرداران فوج اور دوسرے عمائد نے اس کی بیعت کی' عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ روانہ ہوئے تا کہ جو لوگ وہاں ہوں ان سے مہدی کے لیے بیعت لیں ان دنوں عباس اپنے خاندان کا مقرر تھا اس نے رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان تمام لوگوں سے مہدی کے لیے بیعت لے لی' مہدی کے خاندان کے کچھ لوگ نواح مکہ اور فوج میں اس کی بیعت لینے کے لیے پھیل گئے اور سب لوگوں نے مہدی کی بیعت کر لی۔

ابوجعفر منصور کی تدفین:

اب منصور کی تجہیز و تکفین کی تیاری شروع ہوئی' اس کام کے لیے ان کے گھر والوں میں سے عباس بن محمد' ربیع' ریان' چند خدمت گار اور دوسرے غلام مقرر ہوئے نماز عصر کے وقت ان کا جنازہ تیار ہوا' ان کا چہرہ اور تمام بدن سر کے بالوں کی ابتداء تک کفن کی پٹیوں سے ڈھانک دیا گیا تھا احرام کی وجہ سے سر کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا' اب ان کے تمام گھر والے اعزا اور خاص موالی ان کا جنازہ لے کر چلے' واقدی کے بیان کے مطابق عیسیٰ بن موسیٰ نے خور کی گھاٹی میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

ابراہیم بن یحییٰ کی امامت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود منصور نے اس کی وصیت کی تھی کہ ابراہیم ان کی نماز جنازہ پڑھائے کیونکہ یہ بھی مدینۃ السلام میں ان کے بجائے نماز میں امام ہوتا تھا۔

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم بن یحییٰ نے ان کے فرودگاہ کے خیموں میں قبل اس کے کہ ان کو اٹھایا جائے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیع نے کہہ دیا کہ جو شخص خلافت کا آرزومند ہو وہ نماز نہ پڑھائے اس بنا پر سب نے ابراہیم بن یحییٰ کو جو اس وقت بالکل نوجوان ہی تھا امامت کے لیے آگے بڑھا دیا۔ منصور ثنیۃ المدینین کے پاس والے قبرستان میں جو اسی نام سے مشہور ہے دفن کر دیئے گئے' اس مقام کو ثنیۃ المحلاۃ بھی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مکہ سے بلندی پر واقع ہے عیسیٰ بن علی' عباس بن محمد' عیسیٰ بن موسیٰ' ربیع اور ریان ان کے دونوں موالی اور یقطین بن موسیٰ منصور کی قبر میں ان کو دفن کرنے کے لیے اترے۔

ابوجعفر منصور کی عمر و مدت حکومت:

ان کی مدت عمر میں اختلاف ہے بعض راویوں نے چونسٹھ سال بیان کی ہے' بعض نے پینسٹھ اور بعض نے تریسٹھ سال بیان کی ہے۔ ہشام بن الکلبی نے اڑسٹھ سال بیان کی ہے اور کہا ہے چودہ دن کم بائیس سال ان کا عہد حکومت ہوا ہے۔ مگر ابو معشر کو اس بارے میں ہشام بن الکلبی سے اختلاف ہے وہ کہتا ہے کہ ان کا عہد حکومت صرف تین دن کم بائیس سال ہے مگر ابو معشری سے ایک دوسرے واسطے سے یہ روایت نقل ہوئی ہے کہ منصور کا عہد حکومت سات رات کم بائیس سال ہوا ہے' واقدی کہتا ہے کہ چھ دن کم بائیس سال سال ابوجعفر کی مدت خلافت ہے' عمر میں شبہ صرف دو دن کم بائیس سال بتاتا ہے۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا' اس سال رومیوں کا ظالم بادشاہ ہلاک ہوا۔

باب ۱۱

ابوجعفر منصور کی سیرت و وصایا

ابوجعفر منصور کا حلیہ:

ان کا رنگ سانولا تھا' دبلے پتلے دراز قامت تھے دونوں رخسار ہلکے تھے حمیمہ میں پیدا ہوئے تھے۔

عیسیٰ بن موسیٰ سے منصور کی خفگی:

ایک مرتبہ منصور کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے نصر بن سیار کے ایک لڑکے کو جو کوفہ میں روپوش تھا اس کا پتہ ملتے ہی قتل کرا دیا' اس پر وہ ناراض ہوئے انھوں نے عیسیٰ کے اس فعل کو بہت بری نگاہ سے دیکھا بلکہ عیسیٰ کو ایسی سزا دینے کے لیے تیار ہو گئے جس میں وہ ہلاک ہو جاتا مگر پھر یہ خیال کر کے کہ محض نادانی کی بنا پر عیسیٰ سے یہ حرکت سرزد ہو گئی وہ اپنے ارادے سے رک گیا۔

ابن نصر بن سیار کے متعلق منصور کا خط بنام عیسیٰ بن موسیٰ:

انھوں نے اس معاملہ کے متعلق یہ خط عیسیٰ کو لکھا:

''امابعد! اگر امیر المومنین کی نظر عنایت اور شفقت تمہارے حال پر نہ ہوتی تو وہ نصر بن سیار کے بیٹے کے قتل اور اس معاملہ میں تمہاری خود رائی کی تم کو سزا دینے میں کبھی تاخیر نہ کرتے تاکہ دوسرے عاملوں کو عبرت ہوتی اور ان کو اس قسم کے موقعوں پر ایسا استبداد کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی' اب جس قدر لوگ تمہارے ماتحت ہیں چاہے وہ عرب ہوں یا عجم' سرخ رنگ والے ہوں یا سیاہ فام حبشی' تم ان سے علیحدہ رہو اور بغیر امیر المومنین کی رائے کے کسی ایسے شخص کو جس نے پہلے کوئی قصور کیا ہے' سزا نہ دو کیونکہ وہ اس بات کو مناسب نہیں سمجھتے کہ کسی شخص کا ایسے قصور کے لیے جسے اللہ نے توبہ کے ذریعہ معاف کر دیا ہو یا کسی ایسے فعل کی بنا پر جو کسی شخص سے ایسی لڑائی کے دوران میں سرزد ہوا ہو جس کا نتیجہ اللہ نے امن و امان دیا ہو جس کی وجہ سے ایک کنبہ پرور دشمن سے حفاظت ہو گئی ہو اور قلبی کلفتیں دور ہو گئی ہوں مواخذہ کیا جائے' جس طرح امیر المومنین اس بات سے بے خوف و خطر نہیں ہیں کہ اللہ کسی اقبال مند کو صاحب ادبار کر دے۔ اسی طرح اگر خدا چاہے تو وہ اپنے اور کسی دوسرے کے لیے اس بات سے بھی مایوس نہیں ہے کہ وہ کسی صاحب ادبار کو اقبال والا کر دے۔ والسلام''۔

عبدالعزیز کا مذاق:

فضل بن الربیع کا منشی یحییٰ بن سلیم بیان کرتا ہے کہ منصور کے گھر میں ایک دن کے علاوہ کبھی کوئی لہو و لعب کی بات یا کوئی ایسی بات جو لہو و لعب کے مشابہ یا فضول ہو نہیں دیکھی گئی البتہ ایک دن ہم نے اس کے بیٹے عبدالعزیز کو جو سلیمان اور عیسیٰ ابنائے ابوجعفر کا حقیقی بھائی طلحیہ بیوی سے تھا (یہ بالکل شباب ہی کے عالم میں مر گیا) دیکھا کہ وہ ایک اعرابی لڑکے کی ہیئت بنائے کمان کندھے پر ڈالے' ایک عمامہ باندھے اور شالی چادر زیب تن کیے ایک اونٹ پر دونوں گونوں کے درمیان نشست پر بیٹھا سوار ہا ہے ان گونوں میں وہی اشیاء جو عام طور پر اعرابی بیچنے کے لیے لایا کرتے ہیں' مثلاً چھوارے تسمے اور مسواکیں بار تھیں یہ دیکھ کر بہت لوگ متعجب ہوئے

اور انھوں نے اس سوانگ کو اس کے خلاف شان سمجھ کر اچھی نظروں سے نہیں دیکھا' وہ نوعمر امیر اپنے راستے چلا گیا۔ پل عبور کر کے رصافہ میں مہدی کے پاس آیا اور یہ سب چیزیں مہدی کو ہدیہ کیں' ان گونوں میں جو کچھ بار تھا مہدی نے اسے قبول کیا اور اس کے عوض دو گونیں درہموں سے پر کرا دیں اب وہ نوعمر امیر اسی طرح ان دونوں گونوں کے درمیان بیٹھا ہوا واپس آیا تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کا مذاق ہے جو شہزادے کیا کرتے ہیں۔

ایک خدمت گار کو سزا:

حماد الترکی بیان کرتا ہے' میں ایک دن منصور کے سرہانے کھڑا ہوا تھا انھوں نے اپنے محل میں ایک شور سنا مجھ سے کہا کہ دیکھو یہ کیا شور ہے' میں اس مقام پر آیا جہاں سے وہ آواز آ رہی تھی میں نے دیکھا کہ ان کا ایک خدمت گار چھوکریوں میں بیٹھا ہوا طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ سب ہنس رہی ہیں' میں نے منصور کو آ کر اس کی اطلاع دی انھوں نے پوچھا یہ طنبورہ کیا شے ہے میں نے کہا کہ وہ لکڑی کا ایک آلہ ہے جس کی شکل ایسی ہوتی ہے اور اس طرح اسے بجاتے ہیں میں نے پوری طرح اسے بیان کیا کہنے لگے تم نے اس کی تعریف تو خوب بیان کر دی مگر تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی کو طنبورہ کہتے ہیں' میں نے کہا میں نے خراسان میں دیکھا تھا کہنے لگے' ہاں وہاں دیکھا تھا اچھا میرا جوتا لاؤ میں نے جوتا لا کر پیش کیا کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ چل کر اس مجمع کے پاس آئے وہ سب چھوکریاں اور خادم انھیں دیکھتے ہی پریشان ہو کر بھاگے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو چنانچہ جب اسے پکڑ کر پیش کیا گیا حکم دیا گیا کہ یہی طنبورہ اس کے سر پر مارو میں نے طنبورہ سے اسے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا پھر مجھ سے کہا کہ اسے میرے قصر سے نکال دو اور کرخ میں حمران کے پاس لے جاؤ اور کہہ دو کہ اسے بیچ دے۔

ابوجعفر منصور کی ترش روئی:

سلام الابرش بیان کرتا ہے کہ میں منصور کا شاگرد پیشہ تھا' میں اور ایک دوسرا ان کا غلام گھر کے اندر ان کی خدمت گزاری کرتے تھے ان کا ایک حجرہ تھا جس میں ایک کوٹھری تھی ایک خیمہ تھا وہاں گدا بچھا ہوا تھا اور ایک لحاف رکھا تھا اسی میں وہ شب باشی کرتے تھے جب تک وہ دربار کے لیے باہر نہیں آتے تھے اس وقت تک وہ نہایت ہی بامروت وخوش خلق رہتے تھے بچوں کی شرارتوں یا کھیل کود سے خفا نہیں ہوتے تھے بلکہ اسے خوشی سے برداشت کر لیتے تھے' البتہ جب وہ کپڑے پہن کر دربار کے لیے برآمد ہوتے تو اسی وقت سے ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا' ترش رو ہو جاتے' آنکھیں لال ہو جاتیں۔ چنانچہ جب اس ہیئت سے دربار میں جلوس کرتے تو جو رنگ ان کا ہوتا اس سے سب ہی واقف ہیں دربار کے بعد پھر جب وہ اندر واپس آتے تو اس وقت بھی ان کی ترش روئی کی وہی کیفیت رہتی آتے وقت ہم ان کے استقبال کو بڑھتے اور بسا اوقات وہ اس حالت میں ہم پر عتاب کرنے لگتے ایک دن مجھ سے کہا اے میرے لڑکے! جب تم دیکھو کہ میں نے درباری لباس پہن لیا ہے یا میں دربار سے واپس آ رہا ہوں اس وقت تم میں سے کوئی میرے پاس نہ آئے کیونکہ ممکن ہے کہ میں کسی وقت اپنی جھنجھلاہٹ میں تم کو ایذا پہنچا دوں۔

ابوجعفر کے دربار میں مراتب کا احترام:

معن بن زائدہ بیان کرتا ہے منصور کے ہم سات سو مصاحب تھے جو روزانہ ان کے دربار میں حاضر ہوتے تھے میں نے ایک مرتبہ ربیع سے کہا کہ تم مجھے سب کے آخر میں دربار میں آنے کی اجازت دیا کرو اس نے کہا تم تمام درباریوں میں سب سے اشرف

نہیں ہو کہ سب سے پہلے تم کو اذن حاصل ہو سکے اور اپنے نسب کے اعتبار سے سب سے کمتر بھی نہیں ہو کہ اس کی وجہ سے سب سے آخر میں تمہاری نوبت مقرر کی جائے تمہارا مرتبہ تمہاری شرافت نسب کے مطابق رکھا گیا ہے۔

المنصور اور معن بن زائدہ:

ایک دن میں منصور کی جناب میں اس صورت میں حاضر ہوا کہ میں نے ایک ڈھیلا ڈھالا بڑا سا کرتا پہن رکھا تھا ایک حنفی تلوار حمائل تھی جس کی شام زمین سے ٹکراتی جاتی تھی ایک بڑا عمامہ باندھے تھا جس کا شملہ میرے پیچھے اور آگے لٹک رہا تھا۔ میں نے سلام کیا اور پچھلے پاؤں پلٹ آیا باہر نکلنے کے لیے سراپردۂ سلطانی کے قریب پہنچا تھا' کہ انہوں نے اس زور سے میرا نام لے کر مجھے پکارا کہ میں ڈر گیا میں نے عرض کیا لبیک یا امیر المومنین! فرمایا میرے پاس آؤ' جب میں ان کے قریب آ گیا تو وہ اپنی مسند سے اتر کر زمین پر دوزانو بیٹھ گئے اور مسند کے دونوں گدوں کے نیچے سے ایک گز کھینچ لیا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور تیوریاں چڑھ گئیں کہنے لگے جنگ واسط میں تو ہی میرے مقابل لڑا تھا' اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تیرا خاتمہ نہ کر دوں' میں نے عرض کیا امیر المومنین اس جنگ میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر جو باطل کے لیے لڑ رہے تھے' میں نے جو جوانمردی اور شجاعت دکھائی تھی اس سے آپ واقف ہیں اب آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ جب میں آپ کے مقصد حق کے لیے لڑوں گا تو کیا کچھ نہ کر گزروں گا' فرمایا پھر کہو کیا کہا' میں نے اعادہ کیا اسی طرح کئی مرتبہ اسی جملہ کا اعادہ کراتے رہے اب گز کو اس کے محل پر رکھ کر پائینتی بیٹھ گئے اور اب رنگ زرد پڑ گیا۔

والی یمن کی سرکشی کا خدشہ:

فرمایا معن یمن میں کچھ گڑبڑ ہے۔ میں نے عرض کیا بے خبر کی رائے کیا؟ فرمایا اچھا ہم تم کو اپنا معتمد بناتے ہیں' بیٹھ جاؤ' میں بیٹھ گیا ربیع سے کہا کہ محل میں جس قدر آدمی ہیں سب کو باہر کر دو' ربیع اس کام کے لیے باہر چلا گیا اب مجھ سے کہا کہ والی یمن مجھ سے سرتابی کرنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے گرفتار کر لوں اور اس کے روپیہ میں سے ایک حبہ بھی میری دسترس سے نکل نہ سکے' بتاؤ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو' میں نے عرض کیا آپ مجھے یمن کا والی بنا دیں اور ظاہر یہ کریں کہ آپ مجھے اس کی مدد کے لیے اس کے پاس بھیج رہے ہیں' ربیع کو حکم دیا' کہ وہ میری تمام ضروریات سفر کی فوراً سربراہی کر دے تاکہ میں آج ہی روانہ ہو جاؤں اور یہ خبر شہرت نہ پا سکے۔

معن بن زائدہ کی امارت یمن پر تقرری:

انھوں نے گدوں کے نیچے سے ایک فرمان تقرر نکالا اس میں میرا نام اپنے ہاتھ سے درج کر کے وہ فرمان میرے حوالے کر دیا۔ پھر ربیع کو بلا کر کہا کہ میں نے معن کو والی یمن کی مددگاری پر مقرر کر دیا ہے تم ان کے سفر کے لیے جتنے سواری کے جانور اور اسلحہ کی ضرورت ہو اس کو فوراً بندوبست کر دو تاکہ شام سے پہلے ہی یہ یمن روانہ ہو جائے' پھر فرمایا آؤ مجھ سے رخصت ہو لو میں ان کو خیر باد کہہ کر چلا آیا دہلیز تک پہنچا تھا کہ ابوالوالی مجھ سے ملاقی ہوا' کہنے لگا اے معن! میں اس میں تمہاری توہین سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بھتیجے کے ماتحت بنائے جا رہے ہو میں نے کہا اگر خود سلطان کسی کو اس کے بھتیجے کا ماتحت و مددگار مقرر کرے تو اس میں اس شخص کے لیے کوئی عار نہیں ہے۔ میں یمن کی طرف روانہ ہو گیا' وہاں پہنچ کر میں نے والی یمن کو پکڑ کر قید کر دیا اپنا فرمان تقرر اسے پڑھ کر سنا دیا اور اب میں

اس کی مسند ولایت پر بیٹھ گیا۔

ابوجعفر منصور کی معن بن زائدہ سے خفگی:

محمد بن عمر الیمامی ابوالردینی کہتا ہے کہ معن کا ارادہ ہوا کہ وہ کچھ لوگوں کو ایک وفد کی حیثیت سے منصور کی خدمت میں بھیجے تا کہ یہ اس کے غصہ کو فرو کریں اور معن کی طرف سے ان کے دل میں جو گرانی پیدا ہوگئی ہے اسے دور کر کے پھر انھیں اس کے حال پر مہربان بنا دیں' معن کہنے لگا میں نے ان کی طاعت و فرماں برداری میں اپنی تمام زندگی برباد کر دی' اس کے لیے خود اپنی جان پر طرح طرح کی سختیاں جھیلیں' یمنیوں سے جنگ کرنے میں اپنے خاص اعزا اور اقربا کو ہلاک کرا دیا' اور اب وہ محض اس روپیہ کی وجہ سے جو میں نے ان کی سلطنت و حکومت کے قیام و بقا کے لیے خرچ کیا ہے مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔

معن بن زائدہ کے وفد کی روانگی بغداد:

اس کام کے لیے اس نے اپنے خاندان کے لوگوں کو ایک جماعت جو بنی ربیعہ کی شاخ تھی منتخب کی اس منتخب شدہ حضرات میں مجاعہ بن الازہر بھی تھا' معن نے ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ بلا کر پوچھنا شروع کیا کہ اگر میں تم کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجوں تو تم کیا باتیں کرو گے' ہر شخص نے بیان کیا کہ میں یہ کہوں گا اور یہ کہوں گا مجاعہ کی باری آئی اس نے کہا اللہ امیر کی عزت افزائی کرے آپ ایسے شخص سے گفتگو کے متعلق جو عراق میں ہے مجھ سے یمن میں دریافت کرتے ہیں کہ میں کیا باتیں کروں گا جب مجھے آپ کا مقصد معلوم ہے تو حتی الامکان جو وقت پر موزوں و مناسب معلوم ہوگا وہ میں کروں گا' معن نے یہ جواب سن کر کہا اچھا یہ کام میں نے تمہارے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے عبدالرحمٰن بن عتیق المزنی سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم اپنے اس ابن عم کے لیے قوت بازو بنو ان کو اپنے سے مقدم رکھنا اگر ان سے کوئی بات چھوٹ جائے تم اس کی پا بجائی کر دینا' ان دو کے علاوہ اس نے اپنے مصاحبوں میں سے دوسرے آٹھ آدمی اور چنے اور اس طرح جب یہ دس کی جماعت مکمل ہوگئی تو ان کو رخصت کر دیا۔

ابوجعفر کے دربار میں مجاعہ کی تقریر:

یہ ابوجعفر کے پاس پہنچے جب سامنے آئے آگے بڑھے مجاعہ نے اللہ کی حمد و ثنا اور اظہار تشکر کے ساتھ تقریر شروع کی وہ اس قدر عمدہ تھی کہ سب کو خیال ہوا کہ یہ اس کے لیے پہلے سے تیار ہو کر آیا ہے' اب اس نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت شروع کی کہ کیونکر اللہ نے عرب کے تمام قبائل میں سے آپ کو چن لیا' پھر اس نے آپ کی فضیلت کو اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام حاضرین دربار متعجب ہو گئے۔ اور عش عش کرنے لگے' اب اس نے امیر المومنین منصور کا ذکر شروع کیا اور بیان کیا کہ اللہ نے ان کو کیسا شرف عطا فرمایا ہے اور کس قدر اہم منصب ان کے تفویض کیا ہے۔ یہاں سے اس نے اپنے مطلب کی طرف عود کیا اور اپنے آقا کا تذکرہ کیا۔

مجاعہ اور وفد کا دربار سے اخراج:

جب اس کی تقریر ختم ہوگئی تو منصور نے کہا کہ تم نے اللہ کی حمد میں جو کچھ بیان کیا اللہ اس بات سے بالاتر ہے کہ کوئی شخص اس کی مدح کا احاطہ کر سکے' رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں جو کچھ تم نے بیان کیا تو اللہ نے تمہارے بیان سے زیادہ خود ان کی فضیلت بیان کر دی ہے' تم نے امیر المومنین کی تعریف کی ہے بے شک اللہ نے اس منصب جلیلہ پر فائز کرنے سے ان کو بڑی فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان شاء اللہ جب تک وہ اس کی اطاعت کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کا معین و مددگار رہے گا' البتہ اپنے آقا کے

بارے میں جو کچھ تم نے کہا ہے وہ سب جھوٹ اور لغو ہے جو قابل اعتنا نہیں یہاں سے نکل جاؤ تمہارا بیان مقبول نہیں مجاعہ نے کہا امیر المومنین سچ فرماتے ہیں مگر بخدائے لایزال میں نے کوئی بات اپنے آقا کے متعلق جھوٹ نہیں کہی ہے اب یہ ساری جماعت حکماً دربار سے خارج کی گئی۔

مجاعہ کی طلبی:

جب یہ ایوان دربار کے پائیں میں پہنچے تو منصور نے اسے مع اس کے ہمراہیوں کے پھر سامنے بلایا اور کہا تم نے کیا بیان کیا تھا مجاعہ نے اپنی پہلی تقریر اس طرح اعادہ کر دی کہ گویا وہ کسی ورق پر لکھی ہوئی ہے جسے دیکھ دیکھ کر وہ پڑھ رہا ہے۔

مجاعہ کی خوش بیانی کی تعریف:

اس مرتبہ پھر منصور نے اس کو جھٹلایا یہ سب دربار سے نکال دیئے گئے جب سب کے سب دربار سے باہر چلے گئے تو پھر ان کے متعلق منصور نے حکم دیا کہ ان کو واپس لایا جائے وہ ٹھہر گئے اور جو مصری رؤسا' عرب دربار میں حاضر تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا خوش بیان شخص ہے بخدا! اس کی تقریر سے خود مجھے اس پر حسد آ گیا چونکہ یہ شخص بنی ربیعہ سے ہے اس لیے اگر تعصب کے الزام کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قطعی طور پر اس شخص کو نکال دیتا' میں نے آج تک ایسا بے باک خوش بیان اور گویا شخص نہیں دیکھا تھا غلام اسے پلٹا لاؤ۔

مجاعہ کی معن بن زائدہ کی وکالت:

جب مجاعہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے دوبارہ سلام عرض کیا' منصور نے کہا' اچھا تمہاری اپنی اور تمہارے آقا کی جو ضرورت ہو اسے بیان کرو' اس نے کہا امیر المومنین معن آپ کا بندہ ہے' آپ کی تلوار اور وہ تیر ہے جو آپ نے دشمن پر چلایا ہے اس نے شمشیر زنی کی' نیزہ زنی کی' اور ناوک فگنی کی اس نے تمام سرکشوں کو رام کر دیا اور یمن میں جس شخص کے اندر بل نظر آیا اسے اس نے سیدھا کر دیا اب اہل یمن امیر المومنین (اللہ آپ کی عمر دراز کرے) بہترین رعایا بن گئے ہیں۔ اگر کسی نمام کی چغل خوری کی وجہ سے امیر المومنین کے دل میں اس کی طرف سے کوئی بات جاگزیں ہوگئی ہے تو آپ کو یہ زیبا ہے کہ آپ اپنے غلام کی جس نے اپنی تمام عمر آپ کی طاعت میں فنا کر دی ہے خطا معاف کر دیں۔

معن بن زائدہ کو معافی:

منصور نے ان کی وکالت تسلیم کر کے معن کا عذر قبول کر لیا ان کا دل اس کی طرف سے صاف ہو گیا اور انھوں نے ارکان وفد کو واپس جانے کی اجازت دے دی' جب یہ معن کے پاس آئے اور انھوں نے امیر المومنین کی خوشنودی کا مراسلہ پڑھ کر سنایا تو معن نے فرط انبساط میں مجاعہ کی پیشانی چوم لی اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ان کو ان کے حسب مراتب خلعت وانعام سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ تم میرے نمائندوں کی حیثیت سے امیر المومنین منصور کی جناب میں قیام کرنے کے لیے جاؤ۔

مجاعہ کی تین خواہشوں کی تکمیل:

معن نے مجاعہ کو یہ انعام دیا کہ اس نے اس کی یہ تین خواہشیں پوری کیں ایک یہ کہ وہ معین کے خاندان کی ایک امیرزادی زہرا نام پر عاشق تھا' اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی جب کوئی شخص مجاعہ کا ذکر اس سے کرتا تو وہ جواب دیتی کہ وہ کس بنا پر میرے

ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے وہ تو نہایت مفلس آدمی ہے کیا وہ اپنے پشمینہ کے جبے یا اپنی چادر کی مالیت سے مجھے بیاہے گا' جب مجاعہ منصور کے پاس سے ہو کر معن کے پاس واپس آیا تو سب سے پہلے اس نے معن سے یہی درخواست کی کہ آپ زہرا کے ساتھ میری شادی کر دیجیے' چونکہ اس کا باپ معن کی فوج میں تھا اس وجہ سے مجاعہ نے کہا کہ میں زہرا کو چاہتا ہوں اور اس کا باپ آپ کی فوج میں ہے۔ معن نے دس ہزار درہم اپنے پاس سے مہر ادا کر کے زہرا سے اس کی شادی کر دی اس کے بعد معن نے پوچھا کہ دوسری خواہش بیان کرو اس نے کہا کہ مقام حجر میں جو میرا گھر ہے اس میں ایک دیوار ہے وہ میں لینا چاہتا ہوں اس کا مالک آپ کی فوج میں ملازم ہے' معن نے وہ دیوار خرید کر مجاعہ کو دلوا دی۔ اب پوچھا' تیسری خواہش بیان کرو اس نے کہا روپیہ دلوایئے معن نے تیس ہزار نقد دیئے۔ اس طرح ایک لاکھ درہم اسے دے کر اس کے گھر بھیج دیا۔

سلطنت کے چار ارا کین کی اہمیت:

ابوالفرج' عبداللہ بن جبلۃ الطالقانی کا ماموں کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر کو کہتے سنا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ چار آدمی نہایت دیانتدار اور پاکباز میرے پاس ہوں لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین وہ چار کون ہیں؟ فرمایا وہ ارکان ملک و دولت جن کے بغیر کسی سلطنت کا انتظام درست نہیں ہو سکتا ان کی مثال تخت کے چار پایوں کی ہے کہ جب تک وہ چاروں پائے عمدہ اور مضبوط اور سید ھے نہ ہوں تخت مضبوط نہیں رہ سکتا' کیونکہ اگر ایک پایہ بھی خراب ہو جائے تو تخت کمزور ہو جائے گا' ایک قاضی وہ ایسا شخص ہو کہ اللہ کے حق میں اس پر کسی لعنت و ملامت کا اثر نہ ہو سکے دوسرے کوتوال وہ ایسا شخص ہو جو قوی کے مقابلہ میں ضعیف کے حق میں انصاف کر سکے' تیسرے افسر مال جو پوری مال گزاری وصول کرے مگر رعایا پر ظلم نہ کرے' کیونکہ میں اس بات سے بے نیاز ہوں کہ ان پر ظلم کیا جائے۔ چوتھے اس کے بعد انھوں نے اپنا انگوٹھہ تین مرتبہ دانت سے دبایا اور ہر مرتبہ پر آہ کی لوگوں نے پوچھا امیر المومنین چوتھا کون ہے؟ فرمایا وہ افسر ڈاک ہے کہ جو ان عمال کی نہایت دیانت داری سے سچی سچی خبریں مجھے لکھتا رہے۔

ایک عامل سے باز پرس و معافی:

بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ منصور نے اپنے ایک عامل کو جس نے سرکاری مال گزاری کی وصولی میں بہت کمی کی تھی باز پرس کے لیے طلب کیا' کہا کہ جو تم پر نکلتا ہے ادا کرو' اس نے کہا بخدا میرے پاس کچھ نہیں ہے' اسی اثناء میں کسی منادی کرنے والے نے ندا دی اشھد ان لا الـہ الا اللّٰہ یہ سن کر اس عامل نے منصور سے کہا کہ امیر المومنین اللہ کے لیے اور اس شہادت کے لیے کہ میں بھی لا الہ الا اللّٰہ کہتا ہوں آپ اس مطالبے کو جو مجھ پر عائد کیا گیا ہے بخش دیں' منصور نے اسے معاف کر دیا۔

ایک شامی محصل کو نصیحت:

ایک مرتبہ انہوں نے ایک شامی کو کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا' اس وقت اس کو نصیحت کی' اور اس کی طرف بڑھ کر فرمایا اس وقت جو بات تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم میرے پاس سے اس وقت باہر نکل کر اپنے سے کہو گے' دیانت اور اندراج میں صحت اختیار کرو ہمیشہ خدمت پر بحال رہو گے۔

ایک عراقی محصل کو ہدایت:

پھر ایک مرتبہ ایک عراقی کو علاقہ سواد کے کسی ایک لگان کا محصل مقرر کیا اسے بھی کچھ نصیحت کی اور اس کی طرف آگے بڑھ کر

فرمایا جو تمہارے دل میں ہے میں اس سے واقف ہوں تم اس وقت میرے پاس سے جاؤ گے اور اپنے دل سے کہو گے کہ جو اس خدمت کے بعد بھی فقیر رہا اس کی حالت کبھی درست نہ ہوگی میرے پاس سے چلے جاؤ اور اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے خیالات کو کبھی دماغ میں نہ آنے دینا ورنہ میں اس کی پوری پوری سزا دوں گا۔ ان دونوں شخصوں نے عرصہ تک ان کی ملازمت کی' اپنا حساب کتاب ہمیشہ درست رکھا اور ان کے خیر سگال رہے۔

والی حضرموت کے نام فرمان:

منصور نے ایک عرب کو حضرموت کا والی مقرر کیا صدر مخبر نے ان کو لکھا یہ شخص اکثر شکاری باز اور شکاری کتوں سے شکار کھیلتا رہتا ہے' منصور نے اس والی کو برطرف کر دیا اور فرمان میں لکھا' اللہ تجھے ہلاک کر دے یہ کیا سامان ہے جو تو نے شکار کے جانوروں کے لیے مہیا کیا ہے میں نے تجھ کو مسلمانوں کے معاملات کا سربراہ کار مقرر کیا تھا نہ کہ وحشی جانوروں کا منصرم' ہماری جو خدمت تمہارے تفویض ہے اسے تم فلاں شخص کے سپرد کر دو اور خود ذلت و خواری کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ۔

سہیل بن سالم پر عتاب:

ربیع بیان کرتا ہے سہیل بن سالم العنبری کو منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا' یہ کسی کام پر مقرر کیا گیا تھا پھر برطرف کر دیا گیا تھا' اب منصور نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اس کو قید کر دیا جائے اور سرکاری مطالبہ وصول کیا جائے۔ سہیل نے کہا میں آپ کا غلام ہوں' کہنے لگے تم برے غلام ہو سہیل نے کہا مگر آپ تو اچھے آقا ہیں' کہا تیرے لیے نہیں۔

المنصور کی ایک خارجی سے بدزبانی و شرمندگی:

ربیع کہتا ہے میں ایک دن منصور کی سامنے یا ان کے سرہانے کھڑا تھا ایک خارجی جس نے ان کی کئی فوجوں کو شکست دی تھی پیش کیا گیا اس سے کہا کھڑے ہو جاؤ تاکہ تمہاری گردن ماردی جائے جب وہ کھڑا ہوا تو اب ان کی اس پر نظر پڑی کہنے لگے اے فاحشہ کے جنے تجھ ایسے نصرے نے میری فوجوں کو بھگا دیا' خارجی نے کہا یہ تمہارا کیا اخلاق ہے کل تک تو میرے اور تمہارے درمیان تلوار اور جنگ تھی اور آج تم گالی گلوچ پر اتر آئے اگر میں بھی تم کو اس کے جواب میں گالیاں دوں تو میرا کیا بگاڑ سکو گے میں تو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں مجھے معلوم ہے کہ مجھے معاف نہ کیا جائے گا' یہ جواب سن کر منصور شرمندہ ہو گئے اور اسے چھوڑ دیا' اور ایک سال اپنا منہ اسے نہ دکھایا۔

مہدی کو ابوجعفر کا انتباہ:

عمارہ بن حمزہ بیان کرتا ہے ایک دن میں منصور کی خدمت میں حاضر تھا دوپہر کے وقت اپنے گھر واپس جانے لگا اسی دن مہدی کے لیے بیعت ہوئی تھی میری واپسی کے وقت مہدی میرے پاس آئے' کہنے لگے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے لیے بیعت لینا چاہتے تھے' میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اگر انھوں نے ایسا کیا تو میں اسے تو قتل کر دوں گا' میں اسی وقت امیر المومنین کے پاس آیا کیونکہ میں نے دل میں سوچا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ اس میں تاخیر کی جائے اسی وقت ان کو اس کی اطلاع ہو جانا چاہیے' حاجب نے کہا کہ تم ابھی تو امیر المومنین سے مل کر گئے ہو' میں نے کہا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا ہے' میرے لیے باریابی کی اجازت حاصل کرو' میں باریاب ہوا پوچھا خیر ہے کیوں آئے؟ میں نے عرض کیا ایک خاص واقعہ پیش آ گیا تھا' چاہتا ہوں

کہ آپ سے بیان کروں' کہنے لگے تمہارے بیان کرنے سے پہلے ہم بیان کیے دیتے ہیں' مہدی تمہارے پاس آیا تھا اور اس نے تم سے یہ کہا ہے' میں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین وہاں موجود تھے اور ہماری گفتگو سن رہے تھے' کہا اس سے کہہ دو ہوش میں آ ؤ ہم خود جعفر سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس پر تمہاری دسترس نہیں ہو سکتی۔

منصور کی حجاج کے متعلق رائے:

ابراہیم بن صالح کہتا ہے ہم منصور کی جناب میں باریاب ہونے کے لیے قصر کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں حجاج کا ذکر آ گیا' ہم میں سے بعض نے اس کی تعریف کی اور بعض نے اس کی مذمت کی مداحوں میں معن بن زائدہ تھا اور مذمت کرنے والوں میں حسن بن زید' اب ہم سب باریاب ہوئے حسن بن زید نے یہی ذکر دربار میں چھیڑ دیا اور کہا امیر المومنین مجھے یہ گمان کبھی نہ تھا کہ میں اتنے دن زندہ رہوں گا کہ آپ کے محل میں آپ کے فرش پر بیٹھے ہوئے حجاج کا ذکر ہو اور اس کی تعریف کی جائے اور میں اسے سنوں' پوچھا اس میں کون سی ایسی بات تھی جو تم کو ناگوار گزری' ایک جماعت نے اپنا ایک اہم کام اس کے سپرد کر دیا اس نے نہایت دیانت داری خلوص اور ہوشیاری سے اس جماعت کی خدمت ادا کی بخدا میں خود چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا شخص مل جاتا تو میں اسے اپنے خاص معاملات سپرد کر دیتا۔ اور کسی ایک جرم میں اسے ہمیشہ کے لیے متعین کر دیتا۔ معن نے کہا جناب والا کے پاس اب بھی ایسے اشخاص موجود ہیں کہ اگر آپ ان سے نہایت ہی اہم امور کی بجا آوری چاہیں تو وہ اسے کامیابی کے ساتھ سرانجام دیں پوچھا وہ کون' معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے تئیں ایسا سمجھتے ہو' معن نے کہا اگر میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں تو کچھ بے جا نہیں ہے فرمایا ہرگز نہیں تم ایسے نہیں ہو ایک جماعت نے حجاج کو امین بنایا اس نے ان سب کو وہ امانت دے دی اور ہم نے تم کو امین بنایا تو تم نے ہمارے ساتھ خیانت کی۔

ابوجعفر منصور کی ایک تمیمی سے ملاقات:

ابوبکر الہذلی کہتا ہے' میں امیر المومنین منصور کے ہمراہ مکہ گیا تھا ایک دن میں ان کے ہم رکاب تھا کہ ایک شخص ایک سرخ اونٹنی پر سوار ململ کا جبہ زیب بدن' عدنی عمامہ زیب سر کیے ہاتھ میں ایک اتنا لانبا کوڑا لیے کہ جو زمین کو چھو رہا تھا اور جو اپنی عجیب وغریب ہیئت کی وجہ سے مشتبہ سا تھا صحرا سے آتا ہوا سامنے گزرا اسے دیکھ کر مجھے حکم دیا کہ میں اسے روکوں' میں نے اسے بلایا وہ آیا۔ امیر المومنین نے اس سے اس کا نسب' علاقہ اور اس کا قومی وطن پوچھا نیز دریافت کیا کہ تمہارے ہاں صدقات کے والی کون ہیں' اس نے ان تمام سوالات کا اس خوبی سے جواب دیا کہ وہ بہت خوش ہوئے' پھر اس سے کہا کہ کچھ شعر سناؤ' اس نے اوس بن حجرہ وغیرہ اور قبیلہ بنی تمیم بن عمرو کے دوسرے شعراء کے سنائے' نیز دوسرے افسانے سنائے اسی میں اس نے طریف بن تمیم العنبری کے یہ شعر پڑھے:

ان قنـاتـي لـنبع لا يؤيسهـا　　غـمـزه الثـقـاف و لا دهن و لا نـار

متـي اجـر خـائـفـاتـا من مسارحـه　　و ان اخـف آمنـا تـقـلـق بـه الـدار

ان الامـور اذا اوردتهـا صـدرت　　ان الامـور لهـا ورد و اصـدار

ترجمہ: میرے نیزے کا بانس کامل طور پر پختہ ہے جس کو سیدھا کرنے لیے سیدھا کرنے والے آلے یا تیل یا آگ کی

ضرورت نہیں' جب میں کسی خوف زدہ کو پناہ دیتا ہوں تو اس کے لیے تمام راستے چاہے وہ کسی قدر وسیع ہوں بے خوف وخطر بن جاتے ہیں اور اگر میں کسی بڑے جتھے والے اور قلعوں والے کو دھمکی دے دوں تو وہ خود اپنے گھر میں بے چین ومضطرب ہو جاتا ہے میں جب اہم معاملات میں پڑتا ہوں تو باوجود ان کے بگڑ جانے کے میں ان کو ساحل مراد پر لے آتا ہوں اور بے شک معاملات بنتے بگڑتے رہتے ہیں۔

شعر سن کر پوچھا اچھا بتاؤ تم میں یہ طریف کس حیثیت کا آدمی تھا جس نے یہ شعر کہے ہیں اس نے کہا وہ تمام عرب میں دشمن کے لیے نہایت سخت اور دو بھر تھا جس کی گرفت بہت ہی شدید تھی' وہ سب سے زبردست انتقام لینے والا اور نہایت مبارک نصیبے والا تھا' دشمن کے حق میں اس کا نیزہ نہایت سخت تھا سب سے بڑا مہمان نواز اور اپنے ہمسایہ کے لیے نہایت ہی پارسا اور قابل اعتماد تھا عکاظ کے میلہ میں تمام عربوں نے اس کی ان صفات کو تسلیم کیا البتہ ایک شخص نے اس کی تنقیض کی اور کہا کہ بخدا! لڑائیوں میں تمہاری کامیابیاں کچھ شہرت نہیں رکھتیں اور نہ تمہارا نشانہ درست ہے یہ سن کر اس نے عہد کیا کہ وہ سوائے اپنے شکار کے کوئی گوشت آئندہ سے نہ کھائے گا اور ہر سال کسی نہ کسی ایسی مہم میں مصروف پیکار رہو گا جس کی وجہ سے اس کی شجاعت وبسالت کا شہرہ آفاق میں پھیلے' منصور نے کہا اے تمیمی! تم نے اپنے سردار کی تعریف کا حق ادا کر دیا مگر بات یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں اس کے دونوں شعروں کا میں زیادہ مصداق ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان شعروں میں اس کی نہیں بلکہ میری تعریف کی گئی ہے۔

ابوجعفر منصور کی فرائض منصبی کی انجام دہی:

دن کے پہلے حصہ میں منصور امور سلطنت کو انجام دیتے' ہدایات دیتے' ممانعت کرتے' عزل ونصب کرتے' سرحدوں اور اطراف سلطنت میں فوج کو تعین کرتے' راستوں کے امن کا انتظام کرتے' آمدنی اور خرچ کو دیکھتے' رعایا کی معاش کی اصلاح پر غور کرتے تاکہ ملک سے افلاس کم ہو اور رعایا امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کرے' نماز عصر کے بعد اپنے گھر والوں سے بات چیت کرتے اس وقت اور کسی سے ملاقات نہ کرتے البتہ جس سے وہ رات کے وقت باتیں کرنا چاہتے صرف ان کو اس وقت ہی ملاقات کی اجازت ہوتی عشاء کی نماز کے بعد اطراف واکناف سلطنت اور سرحدوں سے جو خط آئے ہوتے ان کو ملاحظہ کرتے اور حسب ضرورت ان کے متعلق اپنے دوستوں سے مشورہ لیتے ایک پہر رات گزرنے کے بعد خواب گاہ میں چلے جاتے اور ان کے خاص دوست اپنے اپنے گھروں کو پلٹ آتے دوسری پہر گزرنے کے بعد بستر سے اٹھتے وضو کرتے اور طلوع فجر تک اپنی محراب میں کھڑے ہوئے تہجد کی نماز پڑھتے رہتے' پھر صبح کی نماز کو باہر تشریف لاتے اور خود ہی صبح میں امامت کرتے اس کے بعد پھر ایوان دربار میں چلے آتے اور سرکاری کام شروع کر دیتے۔

مختلف علاقوں کے لوگوں کی خصوصیات:

ابوجعفر نے ایک مرتبہ اسمٰعیل بن عبداللہ سے کہا کہ مختلف لوگوں کی خصوصیات بیان کرو اس نے کہا اہل حجاز کی یہ خصوصیت ہے کہ ان سے اسلام کی ابتداء ہوئی اور وہ عرب کی یادگار ہیں' اہل عراق اسلام کے رکن اور اس کے جنگجو ہیں' اہل شام امت اسلام کے لیے بمنزلہ قلعہ کے ہیں اور اماموں کے نیزے ہیں' اہل خراسان بڑے سخت لڑنے والے سپاہی ہیں۔ ترک نہایت ثابت قدم جنگجو قوم ہے' اہل ہند حکماء ہیں اور اپنے علاقہ کی سرسبزی اور زرخیزی کی وجہ سے وہ دوسرے اپنے متصلہ ممالک کی امداد سے بے نیاز ہیں' رومی

اہل کتاب اور مذہبی لوگ ہیں جن کو اللہ نے مسلمانوں سے قریب ہونے کے بعد ایک سمت کو علیحدہ دور کر دیا ہے' نبطی قدیم زمانے میں حکمران تھے مگر اب تو وہ ہر قوم کے غلام ہیں۔

منصور نے پوچھا سب سے بہتر والی کی صفت بیان کرو اس نے کہا جو سخی ہو اور برائی سے ہمیشہ اعراض کرتا رہے' پوچھا سب سے احمق والی کون ہے اس نے کہا جو رعایا پر سخت ظلم کرتا ہو اور ہمیشہ اس سے حماقت اور عقوبت سرزد ہوتی ہو' پوچھا شاہی مفاد کے لیے اطاعت خوف مناسب ہے یا اطاعت محبت اس نے کہا امیر المومنین خوف کی حالت میں جو اطاعت نمایاں رہتی ہے اس کی تہ میں غدر ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کی نگرانی کی ضرورت ہے بخلاف اس کے جو اطاعت محبت پر مبنی ہوتی ہے اس میں قوت اجتہاد زندہ رہتی ہے اور اگر اس کی طرف سے غفلت بھی برتی جائے تب بھی اس میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا' پوچھا کہ کن لوگوں کی طاعت بہتر ہے اس نے کہا جو زیادہ نقصان اور زیادہ نفع پہنچا سکیں پوچھا ان کی شناخت کیا ہے' اس نے کہا ایسے اشخاص دعوت پر فوراً لبیک کہتے ہیں اور اپنی جانیں لڑا دیتے ہیں' پوچھا بادشاہ کا وزیر کیسا ہو اس نے کہا جس کا قلب سلیم ہو اور حرص و آز کا اس کے پاس گزر نہ ہوا ہو۔

منصور کی مہدی کو نصیحت:

ولی عہد مقرر کرنے کے بعد منصور نے مہدی سے کہا دیکھو ابو عبداللہ ہمیشہ ہر نعمت پر شکر ادا کرنا جب قدرت ہو عفو کرنا رعایا کی اطاعت کی حالت میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا جب تم کو جنگ میں فتح ہو اس وقت تواضع کو پیش نظر رکھنا مغرور نہ ہونا دنیاوی لذائذ اور آرام کے ساتھ اللہ کی رحمت کو نہ بھول جانا کیونکہ وہ ان سب سے بہتر ہے۔

منصور نے مہدی سے کہا کہ جب تک تم کسی معاملہ پر اچھی طرح غور و فکر نہ کر لو اسے انجام نہ دینا کیونکہ ایک دانشمند کا تفکر اس کے لیے آئینہ کا کام دیتا ہے جس میں اسے اپنا حسن و قبح نظر آ جاتا ہے۔

ایک دوسرے موقع پر مہدی سے کہا حکمران بغیر تقویٰ کے درست نہیں ہوتا' رعایا بغیر طاعت کے ٹھیک نہیں ہوئی ملک انصاف کے بغیر آباد نہیں ہوتا حکومت کا قیام اور دوام روپیہ سے ہے انتظام ملک ملک کی تمام خبروں کے حاصل کیے بغیر درست نہیں رہتا جو شخص معاف کرنے پر سب سے زیادہ قادر ہے وہی سزا دینے پر قادر ہوتا ہے سب سے کمزور شخص وہ ہے جو اپنے سے کمزور تر لوگوں پر ظلم کرتا ہے اپنے آدمی کے کام پر بھروسہ کرو مگر ہمیشہ اس کی حالت سے باخبر رہو' ایک موقع پر کہا اے ابوعبداللہ اپنی صحبت کو کبھی ایسے علماء کی شرکت سے خالی نہ رکھنا جو تم کو حدیث سناتے رہیں' محمد بن شہاب الزہری نے کہا کہ حدیث نر ہے اسے نر پسند کرتے ہیں اور مادہ اسے برا سمجھتے ہیں اور جو کچھ انھوں نے کہا وہ بالکل سچ ہے مہدی سے کہا جو تعریف کو پسند کرتا ہے وہ اپنے اخلاق درست رکھتا ہے اور جو تعریف کو نہیں چاہتا اس کے اخلاق بھی بگڑ جاتے ہیں جس نے تعریف کو برا جانا لوگ اس مذمت کرنے لگتے ہیں اور جس کی مذمت کی گئی وہ آخر میں بے بس کر دیا جاتا ہے اور اس کی کچھ نہیں چلتی۔

ایک مرتبہ مہدی سے کہا عاقل وہ نہیں ہے جو مصیبت میں پڑ کر نکل آئے بلکہ وہ ہے جو افتاد سے پہلے اس کا انتظام کر دے' اور اس میں پڑنے کی اسے نوبت ہی نہ آئے۔

مہدی کی لاعلمی پر انتباہ:

ایک مرتبہ مہدی سے پوچھا تم کو معلوم ہے کہ تمہارے پاس کتنی فوج ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا کہنے لگے' تم اس خلافت کو

تباہ کر دو گے تم کو فوج کی تعداد بھی معلوم نہیں' خیر میں نے تمہارے لیے اتنی فوج مہیا کر دی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے تمہاری اس عدم توجہ کا تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا مگر یہ بے پروائی اور بے خبری بہت بری بات ہے اللہ سے ڈرو۔

منصور کی مصنوعی علالت:

خالصہ کہتی ہے میں ایک مرتبہ منصور کی خدمت میں گئی معلوم ہوا کہ ڈاڑھ میں درد ہے میری آہٹ پا کر کہا آؤ میں پاس گئی دیکھا کہ دونوں ہاتھ جبڑوں پر رکھے ہوئے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر مجھ سے پوچھا بتاؤ تمہارے پاس اس وقت کتنا مال ہے میں نے کہا ایک ہزار درہم فرمایا میرے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ اور پھر کہو کہ کتنا روپیہ تمہارے پاس ہے' میں نے کہا دس ہزار' فرمایا اچھا میرے پاس لے آؤ' میں ان کے پاس سے واپس آئی اور مہدی اور خیزران سے یہ بات بیان کی' مہدی نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکا دیا اور کہا کہ تم کیوں ان کے پاس گئی تھیں ان کو درد نہیں ہے یہ محض بہانہ ہے۔ بات یہ ہے کہ کل میں نے ان سے روپیہ مانگا تھا اس کو سنتے ہی وہ بیمار بن گئے۔ اب جو تم نے ان سے کہا ہے اتنا روپیہ ان کو لے جا کر دے دو' میں نے روپیہ پہنچا دیا مہدی ان کے پاس آیا کہا اے ابوعبداللہ تم نے اپنی ضرورت بیان کی تھی تو یہ خالصہ کے پاس سے وہ ضرورت پوری ہوگئی۔

المنصور کی کفایت شعاری:

واضح ان کا غلام بیان کرتا ہے کہ ایک دن مجھ سے فرمایا تمہارے پاس جتنے پرانے کپڑے ہوں وہ سب اکٹھے کر لو جب تم کو مہدی کے میرے پاس آنے کا علم ہو تو اس کے آنے سے پہلے وہ کپڑے میرے پاس لے آنا اور ان کے ساتھ مختلف پیوند بھی ہوں' میں پرانے کپڑے جمع کر کے لے آیا اتنے میں مہدی بھی خدمت میں حاضر ہوا۔ منصور ان پیوندوں کا اندازہ کرنے لگے کہ یہ کس جگہ ٹھیک ہوگا اور یہ کہاں لگ سکے گا یہ رنگ دیکھ کر مہدی ہنس پڑا اور اس نے کہا امیر المومنین اسی وجہ سے لوگوں میں یہ چرچا ہے کہ دینار و درہم اور اس سے کم مالیت کے سکے تک پر امیر المومنین کی نظر رہتی ہے۔ منصور نے کہا جو شخص اپنے پھٹے پرانے کی اصلاح نہیں کرتا وہ نئے کپڑے کا مستحق نہیں ہے' جاڑا سر پر آ گیا ہے ہمیں اپنے بال بچوں کے لیے جڑاواں کی ضرورت ہے کیا کیا جائے۔ مہدی نے کہا میں امیر المومنین اور ان کے بال بچوں کے لباس کا خرچ اپنے ذمہ لیتا ہوں' کہنے لگے تمہاری خوشی ایسا ہی کرو۔

مؤمل شاعر کو مہدی کا انعام:

مؤمل بن امیال شاعر مہدی کی خدمت میں مقام رے پر اس کی ولی عہدی کے زمانے میں حاضر ہوا اس نے مہدی کی مدح میں چند شعر کہے تھے مہدی نے اس کے صلہ میں بیس ہزار درہم اسے دیئے' عامل نے مدینۃ السلام میں منصور کو اس واقعے کی اطلاع لکھ بھیجی' منصور نے مہدی کو ایک خط لکھا اور اس میں اس فعل پر اس کی مذمت کی اور لکھا تمہارے لیے مناسب یہ تھا کہ اگر کوئی شاعر ایک سال کامل تمہارے دروازے پر پڑا رہتا اس وقت تم اسے صرف چار ہزار درہم دیتے اس سے زیادہ کا وہ مستحق نہیں۔

مؤمل شاعر کی تلاش:

ابوقدامہ اس روایت کا ایک ناقل کہتا ہے کہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد مہدی کے معتمد نے مجھے لکھا کہ میں اس شاعر کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دوں' میں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر وہ نہ ملا' میں نے لکھ دیا کہ وہ مدینۃ السلام گیا ہے' منصور نے اپنے ایک فوجی افسر کو نہروان کے پل پر متعین کیا اور حکم دیا کہ جو شخص پل پر سے گزرے تم اس کا حال دریافت کرو اور اس طرح مؤمل

کو پکڑ لاؤ' اس فوجی سردار نے پوچھتے پوچھتے مؤمل سے اس کا نام دریافت کیا اس نے کہا میں مومل بن امیال امیر مہدی کا ملنے والا ہوں اس نے کہا ہاں مجھے تمہاری تلاش تھی' مؤمل کہتا ہے کہ یہ سن کر ابوجعفر کے ڈر سے میرا دل پھٹا جاتا تھا کہ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا وہ سردار مجھے اپنے ساتھ لے کر باب المقصورہ آیا اور یہاں اس نے مجھے ربیع کے حوالے کر دیا۔

مؤمل شاعر کے انعام کی ضبطی:

ربیع نے امیر المومنین سے جا کر عرض کیا کہ وہ شاعر پکڑا ہوا حاضر بارگاہ ہے کہا میرے پاس لاؤ ربیع نے مجھے پیش کیا میں نے سلام کیا اس کا انھوں نے جواب دیا اب میری جان میں جان آئی اور میں نے خیال کیا کہ خیریت ہے فرمایا تو مؤمل بن امیال ہے میں نے عرض کیا جی! فرمایا کیوں تو نے ایک سادہ دل ناتجربہ کار لڑکے کو جا کر دھوکا دے دیا میں نے عرض کیا۔ اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے میں ایک شریف' کریم نوجوان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے اسے دھوکا دیا وہ اس دھوکہ میں آ گیا' اب معلوم ہوتا تھا کہ میرے اس جواب کو انھوں نے پسند کیا کہا جو اشعار تم نے اس کی مدح میں کہے ہیں ذرا سناؤ میں نے وہ قصیدہ پڑھا سن کر کہنے لگے بے شک تم نے خوب کہا ہے مگر تمہارے اشعار بیس ہزار کے مساوی نہیں ہیں اس کا صلہ بیس ہزار بہت زیادہ ہے اچھا وہ روپیہ کہاں ہے میں نے کہا یہ موجود ہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ تم اس کے ساتھ جاؤ اور چار ہزار دے کر باقی ضبط کر لو۔ چنانچہ ربیع میرے ساتھ ہوا اس نے میرا سامان اتروایا چار ہزار مجھے تول دیئے باقی لے کر چلا گیا۔

مؤمل شاعر کی درخواست کی منظوری:

اس کے بعد جب مہدی سربرآرائے خلافت ہوا اس نے ابن ثوبان کو افسر شکایات مقرر کیا' یہ رصافہ میں اجلاس عام کرتا تھا جب اس کی چادر عرضیوں سے پر ہو جاتی وہ ان کو مہدی کی خدمت میں پیش کر دیتا ایک دن میں نے بھی ایک عرضی اپنا سارا قصہ لکھ کر پیش کی جب ابن ثوبان نے تمام عرضیاں پیش کیں تو مہدی نے ان کو دیکھنا شروع کیا میری درخواست دیکھ کر ہنسا' ابن ثوبان نے پوچھا کہ امیر المومنین صرف اسی درخواست پر کیوں ہنسے کہا کہ اس درخواست کی وجہ میں جانتا ہوں اس شخص کو بیس ہزار درہم واپس دے دیئے جائیں۔ یہ مجھے مل گئے اور میں وہاں سے چلا آیا۔

منصور کی مہدی کو پند ونصائح:

منصور کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے ایک دن میں ان کے سرہانے کھڑا تھا کہ مہدی ملاقات کے لیے آیا وہ اس وقت ایک نئی سیاہ قبا پہنے تھا اس نے آ کر امیر المومنین کو سلام کیا' اور بیٹھ گیا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا ابوجعفر اپنی محبت اور پسندیدگی کی وجہ سے مسرت کے ساتھ برابر دیکھتے رہے۔ جب وہ ایوان دربار کی دہلیز میں پہنچا اس نے اپنی تلوار سے ٹھوکر کھائی' اس کی سیاہ قبا پھٹ گئی' مہدی اٹھا اور اس بات کی ذرا سی بھی پروا کیے بغیر اپنے راستے ہو لیا۔ ابوجعفر نے حکم دیا کہ ابوعبداللہ کو میرے پاس واپس بلاؤ ہم اسے لے آئے' منصور نے کہا کہو تمہاری یہ بے پروائی کیا عطایائے الٰہی کی تحقیر یا عیش وآرام کی سرمستی یا مصیبت کی حقیقی غرض وغایت سے جہل کی بنا پر سرزد ہوئی' معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے نفع وضرر سے ناواقف ہو جس حال میں تم ہو یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے اگر تم اس کا شکر بجا لاؤ گے اللہ اس میں اور زیادتی کرے گا اور اگر اس حقیقت سے تم واقف ہو جاؤ کہ مصیبت امتحان کے لیے آتی ہے تو اللہ تم کو اس سے بچالے گا' مہدی نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے' اور ہم آپ کے ان ارشاد سے

بہرہ مند ہوتے رہیں' میں خدا کی عطایا اور نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتا ہوں اور اس کی رحمت سے مصائب کا نعم البدل مانگتا ہوں' یہ کہہ کر مہدی چلا گیا۔

ابوجعفر منصور اور وضین بن عطا:

وضین بن عطا کہتا ہے چونکہ خلیفہ ہونے سے پہلے سے میری ابوجعفر سے دوستی تھی اس وجہ سے انھوں نے مجھے ملاقات کے لیے بلایا میں مدینۃ السلام آیا ایک دن میری ان سے تنہائی میں ملاقات رہی پوچھا کہ تمہاری جائداد کتنی ہے میں نے کہا جو کچھ ہے خود امیرالمومنین اس سے واقف ہیں پوچھا تمہارے متعلقین کتنے ہیں میں نے کہا تین بیٹیاں ہیں ایک عورت ہے اور ایک ان کا خادم' کہنے لگے تمہارے گھر میں چار ہیں میں نے کہا جی ہاں' یہ بات انھوں نے کئی مرتبہ مجھ سے دہرائی جس سے مجھے خیال ہوا کہ شاید مجھے کچھ دیں گے' مگر پھر اپنا سر میری طرف اٹھا کر کہا تم تو عربوں میں سب سے زیادہ دولتمند ہو' ایسے شخص کی دولت کی کیا انتہا جس کے گھر میں چار چرخے چلتے ہوں۔

بشر نجومی کو انعام:

بشر نجومی کہتا ہے ایک دن مغرب کے وقت ابوجعفر نے مجھے بلایا' اور ایک کام کے لیے بھیجا۔ جب میں واپس آیا انھوں نے اپنے مصلیٰ کا ایک کونا اٹھایا وہاں ایک دینار رکھا ہوا تھا مجھ سے کہا اسے لے لو اور حفاظت سے رکھو چنانچہ وہ دینار اب تک میرے پاس موجود ہے۔

ایک غلام کی رقم کی ضبطی:

ابومقاتل الخراسانی کہتا ہے میرے ایک غلام کے متعلق ابوجعفر سے بیان کیا گیا کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں' ابوجعفر نے وہ اس سے لے لیے اور کہا کہ یہ میرا روپیہ ہے۔ اس غلام نے کہا یہ روپیہ آپ کا کیسے ہوسکتا ہے میں کبھی آپ کی ملازمت میں نہیں رہا نہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ کہنے لگے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ مگر تو نے عیینہ بن موسیٰ بن کعب کی ایک لونڈی سے نکاح کیا تھا اس سے یہ روپیہ تجھ کو ورثہ میں ملا ہے اور یہ روپیہ اس لونڈی کو اس وقت ملا جب کہ عیینہ سندھ کا والی تھا اور اس نے میری نافرمانی کی اور میرے روپیہ کو غبن کیا تو یہ روپیہ حقیقت میں وہی روپیہ ہے۔

والی باروسا سے ایک درہم کی طلبی:

ابوجعفر نے ایک شخص کو باروسا کا والی مقرر کیا جب یہ وہاں سے واپس آیا تو اس خیال سے کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے وہ اسے ڈانٹنے لگے اور کہنے لگے میں نے تجھ کو اپنی امانت میں شریک بنایا اور مسلمانوں کی مال گزاری کا تحصیل دار مقرر کیا تو نے اس میں خیانت کی۔ اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس روپیہ میں سے میرے پاس صرف ایک درہم مثقال ہے' جسے میں نے اپنی جیب میں رکھ چھوڑا ہے تاکہ آپ کے پاس جب جاؤں تو خچر کرایہ کر کے اپنے گھر جاسکوں اس کے علاوہ آپ کے مال یا اللہ کے مال کا ایک حبہ میرے پاس نہیں ہے۔ کہنے لگے میں تجھ کو صادق القول سمجھتا ہوں اچھا وہ ہمارا درہم ہمیں دو منصور نے وہ درہم اس سے لے کر اپنے نمدے کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ میری اور تمہاری مثال مجیرام عامر کی ہے۔ اس نے پوچھا یہ مجیرام عامر کون تھا۔ منصور نے اسے بجو اور اس کے پناہ دینے والے کا قصہ سنایا۔ کہ اسے کچھ دینا نہ پڑے۔ ابوجعفر نے اسے سخت

سست بھی کہا۔

قثم کے نام کی تشریح:

ہشام بن محمد کہتا ہے ایک مرتبہ قثم بن العباس کسی ضرورت سے ابوجعفر کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگے کہ اپنی ضرورت تو ایک طرف رکھو' پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا نام قثم کیوں رکھا گیا۔ اس نے کہا میں اس سے قطعی ناواقف ہوں۔ کہنے لگے قثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھاتا ہے اور گراتا جاتا ہے۔ کیا تم نے یہ شعر نہیں سنا:

و للکبراء اکل کیف شاؤا　　　و للصغراٗ اکل و اقتثام

ترجمہ: ''سن رسیدہ جس طرح چاہتے ہیں کھاتے ہیں اور کم سن کھاتے ہیں اور گراتے ہیں''۔

محمد بن سلیمان کے متعلق منصور کی رائے:

ایک مرتبہ منصور نے محمد بن سلیمان کو بیس ہزار درہم دیئے اور اس کے بھائی جعفر کو دس ہزار دیئے۔ جعفر نے عرض کیا کہ جناب والا! نے باوجود اس بات کے کہ محمد مجھ سے چھوٹا ہے اسے زیادہ دیئے اور مجھے کم۔ کہنے لگے اور کیا تم اس جیسے ہو' ہم جس طرف جاتے ہیں ہمیں محمد کے رفاہ عام کے کاموں کے آثار نظر آتے ہیں۔ خود ہمارے گھر میں اس کے تحائف اب تک کچھ نہ کچھ موجود ہیں اور تم نے ان میں سے کوئی بات بھی کبھی نہیں کی۔

ابن ہبیرہ کی منصور کے متعلق رائے:

ایک دن ابن ہبیرہ اپنی مجلس میں بیٹھا بیان کر رہا تھا کہ میں نے جنگ وامن' دونوں حالتوں میں کسی شخص کو منصور سے زیادہ ہوشیار و چالاک بیدار و چوکنا نہیں پایا باوجود یکہ میرے ساتھ عرب کے مشہور بہادر سردار تھے انھوں نے میرے شہر میں مجھے نو ماہ تک محصور رکھا۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں اس بات میں صرف کر دیں کہ کوئی موقع ایسا میسر ہو سکے کہ ہم اس کے پڑاؤ پر کسی کمزور نقطے سے یورش کر سکیں اور اس طرح اس کی طاقت کو توڑ دیں گے مگر کبھی ایسا موقع ہمیں نصیب نہ ہوا۔ جب انھوں نے مجھے محصور کیا تھا۔ اس وقت میرے سر میں ایک بال بھی سفید نہ تھا اور جب میں محاصرہ سے نکل کر ان کے پاس آیا ہوں اس وقت ایک بال بھی سیاہ نہ رہا تھا۔

اعشیٰ کے یہ شعر اس پر صادق آتے ہیں:

یقوم علی الرغم من قومہ　　　فیعفوا ذا شاء او ینتقم

اخو الحرب لاضرعٌ و اھنٌ　　　و لم ینتعل بنعال الخذم

ترجمہ: ''وہ اپنی قوم کے منشاء کے خلاف ان کے مقابل جما ہوا ہے۔ جب چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انتقام لے لیتا ہے وہ بڑا جنگجو بہادر ہے' کمزور و بزدل نہیں ہے اور نہ اس نے پھٹے پرانے جوتے پہن رکھے ہیں''۔

منصور اور ازہر السمان:

ایک دفعہ ابوجعفر ازہر السمان کے پاس اپنے خلیفہ ہونے سے قبل مہمان رہے تھے (یہ ازہر السمان محدث نہیں ہے بلکہ دوسرا شخص ہے) ان کے خلیفہ ہونے کے بعد یہ مدینۃ السلام میں آیا اور ان کی جناب میں پیش کیا گیا۔ پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا

چار ہزار درہم مجھ پر قرض ہیں۔ میرا مکان شکستہ ہوگیا ہے۔ اور میرا لڑکا اپنی شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابوجعفر نے اسے بارہ ہزار درہم دلوا دیئے اور پھر کہا از ہر اب کوئی غرض لے کر تم ہمارے پاس نہ آنا' اس نے کہا بہت اچھا۔ تھوڑی مدت کے بعد وہ پھر آیا پوچھا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا محض آپ کے سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ کہنے لگے مجھے خیال ہوتا ہے کہ اس مرتبہ تم اسی قسم کی ضروریات کے لیے آئے ہو گے جن کے لیے پہلی مرتبہ آئے تھے۔ اس مرتبہ پھر انھوں نے بارہ ہزار درہم اسے دلوا دیئے اور کہا از ہر اب تم کبھی نہ کسی غرض کو لے کر آنا اور نہ سلام کے لیے آنا' اس نے کہا بہت بہتر ہے' کچھ ہی روز کے بعد وہ پھر آیا۔ پوچھا اب کیوں آئے اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس کوئی دعا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ مجھے بتا دیں۔ کہنے لگے تم اس کا ورد ہرگز نہ کرنا وہ مستجاب نہیں ہے میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے تمہارے بار بار آنے سے بچائے مگر اس نے قبول نہیں کی۔ اس مرتبہ انھوں نے بغیر کچھ دیئے اسے جانے کی اجازت دے دی۔

ابن ہبیرہ کے نام منصور کا خط:

جب ابن ہبیرہ واسط میں محصور تھا اور ابوجعفر اس کے مقابل جمے ہوئے تھے اس نے ان سے کہلا بھیجا کہ چونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ میں فلاں دن باہر آ کر تم سے مبارزت طلب کروں گا منصور نے اس کے جواب میں لکھا اے ابن ہبیرہ تو اپنے غرور و نخوت میں حد سے متجاوز ہوگیا ہے اللہ نے جو وعید تجھ سے کی ہے وہ اس کو سچ کر دکھائے گا اور شیطان نے تجھے جو امیدیں بندھائی ہیں وہ ان کو کبھی پورا نہ کرے گا جس شے کو اب تک اللہ نے دور رکھا ہے شیطان اسے قریب کر رہا ہے۔ وقت آتا ہے پھر خود ہی تجھ کو معلوم ہو جائے گا' میری اور تیری مثال اس قصہ کے مصداق ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک شیر کی ملاقات سور سے ہوئی سور نے کہا میرے مقابلہ پر آؤ شیر نے جواب دیا تو سور ہے میرا جوڑ نہیں' اگر میں تجھ سے لڑوں اور قتل کر دوں تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تو نے سور کو مار ڈالا اس سے شرف و فضیلت حاصل نہیں ہوگی اور اگر مجھے تیرے ہاتھوں کچھ بھی گزند پہنچا تو اس میں میرے لیے رسوائی ہے' سور نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے نہیں لڑتے تو میں جا کر سب درندوں سے کہے دیتا ہوں کہ تم میرے سامنے بزدل نکلے اور میرے مقابلے پر نہ آئے شیر نے کہا تیری اس جھوٹی رسوائی کا برداشت کرنا میرے لیے اس بات سے آسان ہے کہ میری مونچھیں تیرے خون سے آلودہ ہوں۔

منصور کی ایک وفادار شخص کی تعریف:

ایک مرتبہ کسی نے ابوجعفر سے ہشام بن عبدالملک کی ایک لڑائی میں کامیاب تدبیر و انتظام کا ذکر کیا' ابوجعفر نے اس کے متعلق دریافت کرنے کے لیے ایک شخص کو جو ہشام کے ساتھ اس کے مقام رصافہ ہشام میں قیام پذیر ہوتا تھا بلا بھیجا وہ شخص آیا ابوجعفر نے اس سے پوچھا تم ہشام کے ساتھ تھے اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا اچھا بتاؤ فلاں سنہ میں ہشام نے جو لڑائی لڑی اس میں اس نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اس شخص نے کہا اللہ ان پر رحم کرے۔ انھوں نے یہ تدبیر کی تھی پھر اس کے بعد اس شخص نے کہا انہوں نے ایسا انتظام کیا تھا رضی اللہ عنہ اس جملہ کو سن کر منصور کو غصہ آ گیا' کہا اٹھ جا اللہ کا غضب تجھ پر نازل ہو تو میرے فرش پر بیٹھا ہوا میرے دشمن پر اللہ کی رحمت بھیج رہا ہے وہ بڈھا یہ کہتا ہوا کہ آپ کے دشمن کا بار احسان میری گردن پر ہے جو موت سے پہلے کسی طرح نہیں اتر سکتا اٹھ کھڑا ہوا۔ منصور نے اسے واپس بلایا کہا بیٹھ جاؤ اور بیان کرو کہ یہ بات تم نے کس بنا پر کہی۔ اس نے کہا کہ جب میرا ان کا

مواجہہ ہوا انھوں نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ پھر مجھے کسی عرب یا عجمی کے در پر سوال کی ضرورت نہ رہی تو اس احسان کی وجہ سے کیا مجھ پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ میں ان کا ذکر خیر کروں اور ان کے بعد ان کی تعریف کروں منصور نے کہا وہ بہت اچھی ماں تھی جس کے تم بیٹے ہو۔ اور وہ بہت عمدہ رات تھی جس میں تم پیدا ہوئے میں شہادت دیتا ہوں کہ تم شریف و کریم ماں باپ کے بیٹے ہو اس کے بعد انہوں نے اس سے پورا واقعہ سنا اور اس کے صلہ کا حکم دیا' اس نے کہا امیر المومنین اگر چہ مجھے آپ کے صلہ کی ضرورت تو نہیں ہے مگر اپنی عزت افزائی کے خیال سے میں اسے قبول کرتا ہوں اور نیز اس لیے کہ میں اس کا ذکر کروں' صلہ لے کر وہ بڑھا چلا گیا اس کے جانے کے بعد منصور کہنے لگے کہ ایسے شخص کے ساتھ احسان اور اکرام کرنا چاہیے افسوس ہے کہ ہماری فرودگاہ میں کوئی ایسا شریف نظر نہیں آتا۔

اہل کوفہ کو منصور کا انتباہ:

کوفہ کے بعض لوگ ایسے تھے جو ہمیشہ اپنے عامل پر اعتراض اور اپنے امیر کے تشدد کی شکایت کرتے تھے اور اسی کے ساتھ ایسی باتیں بھی کرتے تھے جس سے حکومت پر طعن ہوتا تھا۔ صاحب برید نے اپنے خط میں اس کی شکایت لکھ بھیجی' منصور نے ربیع سے کہا کہ بارگاہ خلافت میں جو کوفہ والے ہوں ان سے جا کر کہہ دو' کہ امیر المومنین کہتے ہیں کہ اگر تمہارے دو شخص بھی ایک جا جمع پائے جائیں گے تو میں ان کے سر اور داڑھیاں منڈوا دوں گا۔ اور ان کی پیٹھ پر درے لگواؤں گا تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو اور کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس کی پاداش میں تم کو تکلیف اٹھانا پڑے۔ ربیع نے یہ پیام ان کو آ کر سنا دیا ابن عیاش نے اس سے کہا اے عیسیٰ بن مریم کے شبیہ جس طرح تم نے امیر المومنین کا پیام ہمیں پہنچایا ہے تم ہماری گزارش بھی ان کے گوش گزار کر دو کہ مار کی قوت برداشت ہمیں نہیں البتہ داڑھی کے منڈوانے کے متعلق جب امیر المومنین پسند کریں حکم دے سکتے ہیں۔ (ابن عیاش کی داڑھی میں بال ہی نہ تھے) ربیع نے اندر جا کر منصور سے یہ بات کہہ دی' سن کر ہنس پڑے اور کہا اللہ اس کو ہلاک کر دے وہ کس قدر مکار اور خبیث ہے۔

منصور کا اصبغ سے حسن سلوک:

نصر بن حرب کا ایک پہرہ دار بیان کرتا ہے۔ کسی علاقہ سے ایک شخص جس نے حکومت کے خلاف فساد برپا کرنا چاہا تھا گرفتار کر کے میرے پاس لایا گیا' میں نے اسے ابوجعفر کی خدمت میں پیش کیا اسے دیکھ کر انھوں نے کہا اصبغ! اس نے کہا جی امیر المومنین' کہنے لگے بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تجھے آزاد کیا اور تیرے ساتھ احسان کیا اس نے کہا بجا ارشاد ہے کہنے لگے پھر بھی تو نے میری حکومت و سلطنت کی بربادی کے لیے جدوجہد کی اس نے کہا میں نے غلطی کی اور امیر المومنین معاف فرمائیں۔ اب انھوں نے عمارہ کو جو دربار میں حاضر تھا بلایا اور کہا دیکھو یہ اصبغ موجود ہے اور یہ بری نظروں سے مجھے گھور رہا ہے۔ عمارہ نے کہا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ کہنے لگے اچھا میری وہ تھیلی لاؤ جس میں عطا کی رقم رہتی ہے وہ تھیلی لائی گئی اس میں پانچ سو درہم تھے۔ اصبغ کی طرف مخاطب ہو کر اس تھیلی کو ہلاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسے لو یہ خالص درہم ہیں اور اپنی خدمت پر چلے جاؤ۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اصبغ سے پوچھا کہ امیر المومنین کے اس طرز عمل کو ذرا سمجھاؤ اس نے کہا جب میں غلام تھا تو رسیاں بٹا کرتا تھا اور میری محنت کی کمائی سے وہ بھی کھاتے تھے۔

اصبغ کی بغاوت وقتل:

نصر کہتا ہے اس کے بعد دوسری مرتبہ وہی شخص پھر گرفتار کر کے لایا گیا میں نے حسب سابق اسے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دیا جب وہ ان کے رو برو جا کر کھڑا ہوا تو امیر المومنین نے تیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا ''اصبغ'' اس نے کہا جی امیر المومنین' کہنے لگے تو نے ہماری حکومت کے خلاف یہ اور سازش کی تھی اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور کہا مجھ سے حماقت ہوئی۔ مگر اس مرتبہ امیر المومنین نے اسے قتل کرا دیا۔

منصور کی ایک اموی سے جواب طلبی:

ابوجعفر زعفرانی خضاب اپنی داڑھی میں لگاتے تھے وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کے بال اس قدر نرم تھے کہ کوئی اور خضاب وہ قبول ہی نہیں کرتے تھے داڑھی بھی ہلکی سی تھی۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ منبر پر خطبہ کے دوران میں وہ رو پڑے اور آنسو بالوں کی کمی اور نرمی کی وجہ سے تیزی کے ساتھ داڑھی پر دوڑتے ہوئے ٹپک جاتے۔ بنی امیہ کا ایک سر برآوردہ شخص گرفتار کر کے منصور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ منصور نے اس سے کہا میں تم سے چند باتیں پوچھتا ہوں تم ان کا صحیح جواب دے دو اور پھر تم کو امان ہے۔ اس نے کہا بہتر ہے سوال کیجیے۔ پوچھا بنی امیہ کے زوال کی حقیقی وجہ کیا ہوئی؟ اس نے کہا ''خبروں کا انتشار'' پوچھا کس مال کو انھوں نے زیادہ سودمند پایا؟ اس نے کہا ''جواہرات کو'' پوچھا کون جماعت وفادار ثابت ہوئی؟ اس نے کہا ہمارے موالی۔ یہ سن کر پہلے منصور کا ارادہ ہوا کہ وہ خبروں کا انتظام اپنے خاندان کو سپرد کرے مگر اس میں اسے ان کی تحقیر نظر آئی تو پھر اس نے اس کام میں اپنے موالیوں سے مدد لی۔

ابوجعفر منصور کی سادہ زندگی:

محمد بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ منصور نے کوئی دوا کھائی ہے یہ جاڑے کا زمانہ تھا اور اس روز نہایت شدید سردی تھی میں ان کے پاس گیا تاکہ مزاج پرسی کروں اور دریافت کروں کہ آیا وہ دوا موافق طبیعت ہوئی یا نہیں۔ میں قصر کے ایسے راستے سے قصر میں داخل کیا گیا جہاں سے پہلے کبھی اندر جانے کا مجھے اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں ایک چھوٹے حجرے میں پہنچا جس میں صرف ایک کوٹھری تھی اس کے عرض میں ایک در تھا اور اس کا برآمدہ ساگوان کے ایک ستون پر قائم تھا۔ در پر مساجد کی طرح پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں اندر گیا دیکھا کہ وہاں ایک ٹاٹ بچھا ہوا ہے اور وہاں سوائے ان کے بستر اور لحاف و توشک کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے کہا امیر المومنین اس حجرے کو آپ کی مدد کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ کہنے لگے چچا جان میں تو رات یہیں بسر کرتا ہوں۔ میں نے کہا کیا یہاں سوائے ان چیزوں کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگے جی ہاں بس یہی کچھ ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

بیت مال المظالم:

منصور جس والی کو معزول کرتے اسے خالد البطین کے مکان میں جو صالح المسکین کے مکان سے بالکل ملا ہوا دجلہ کے کنارے واقع تھا قید کر دیتے پھر اس معزول سے جرمانہ وصول کرتے اس کے بعد اس شخص کو قطعی برطرف کر دیتے۔ اس طرح جو روپیہ جمع ہوتا اس پر معزول کا نام لکھ کر بیت المال میں رکھوا دیتے۔ جس جگہ یہ رقم جمع کی جاتی اس کا نام انھوں نے بیت مال المظالم رکھا تھا مہدی سے کہا میں نے تمہارے لیے ایسی چیز مہیا کر دی ہے کہ اپنے روپیہ کو خرچ کیے بغیر تم اس کے ذریعہ سے سب کو خوش کر سکو گے میرے مرنے کے بعد تم ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلانا جن سے میں نے یہ رقم حاصل کی ہے۔ جن کا نام میں نے رقم مظالم رکھا

ہے اسے تم ان سب کو واپس کر دینا اس طرح وہ سب اور ان کی وجہ سے عوام تمہارے مداح ہو جائیں گے۔ خلیفہ ہونے کے بعد مہدی نے اس مشورہ پر عمل کیا۔

محمد بن عبید اللہ کی معزولی و بحالی کا واقعہ:

منصور نے محمد بن عبید اللہ بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث کو بلقا کا والی مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے علیحدہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اس تمام مال کے ساتھ جو اس کے پاس ہو قید کر کے ہمارے پاس بھیج دیا جائے' یہ شخص ڈاک کے ذریعہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دیا گیا۔ دو ہزار دینار اس کے پاس سے دستیاب ہوئے تھے وہ بھی اس سامان کے ساتھ بھیج دیئے گئے۔ اس سامان میں سوسنجر و کا ایک مصلیٰ' ایک خیمہ' ایک گدا' دو تکیے' ایک طشت' ایک لوٹا اور پیتل کی ایک سیلا پچی تھی' یہ سب سامان اسی طرح رکھا ہوا تھا مگر سامان بہت بوسیدہ ہو چکا تھا۔ محمد بن عبید اللہ نے دو ہزار دینار تو لے لیے۔ مگر اس سامان کو نکالتے ہوئے اسے شرم آئی' کہا کہ یہ میرا نہیں ہے۔ اس کے بعد مہدی نے اسے یمن کا اور اس کے بیٹے رشید کو جس کا لقب ابراتھا مدینہ کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔

صباح بن خاقان کی روایت:

صباح بن خاقان کہتا ہے جب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کا سر منصور کے پاس لایا گیا میں موجود تھا یہ ایک ڈھال میں رکھ کر ان کے سامنے رکھا گیا۔ ایک برہنہ تلوار بند پہرہ دار نے اس پر جھک کر اپنی تلوار سے اس میں شگاف کر دیا ابوجعفر نے بہت ہی خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ اس کی ناک پچی کر دو۔ میں نے گرز سے اس کی ناک پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اس کی ناک اس طرح پچک گئی کہ اگر ہزار دینار بھی اب خرچ کیے جاتے تو ویسی ناک نہ ملتی۔ اس کے بعد دوسرے پہرہ داروں کے گرزوں نے اسے سنبھالا اور مار مار کر ٹھنڈا کر دیا پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر باہر پھینک دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور اشعب شاعر:

اصمعی کہتا ہے مشہور گویا اشعب ابوجعفر کے عہد میں بغداد آیا۔ بنی ہاشم کے تمام شوقین نوجوان نے اسے اپنے ہاں باری باری بلایا اس نے اپنا گانا ان کو سنایا اس کی ایک ایک تان ایسی غضب کی ہوتی کہ سب تڑپ جاتے مگر پھر بھی اس کے گلے پر اس کا بار نہ معلوم ہوتا۔ جعفر نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں:

لمن طلل بذات الجیش امسی دارسا خلقا علون بظاھر البیداء فالمحزون قد قلقا

ترجمہ: ''بتاؤ کہ ذات الجیش میں یہ کس کے شکستہ مٹنے والے کھنڈرات ہیں۔ وہ تو صحرا میں چلی گئیں اور عاشق محزون ومجبور ہاتھ ملتا رہا''۔

اشعب نے کہا کہ جہاں تک اس کے راگ میں نشست و ترتیب کا تعلق ہے وہ پہلے میں نے معبد سے سیکھا تھا میں اسی سے گانا سیکھتا تھا۔ پھر جب دوسروں نے معبد سے یہی چیز سیکھنا چاہی اس نے کہا تم اشعب سے سیکھو کیونکہ وہ اسے مجھ سے بہتر ادا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ اشعب نے اپنے بیٹے عبیدہ سے کہا کہ میں عنقریب تجھے اپنے گھر سے نکال دوں گا اور کوئی واسطہ نہ رکھوں گا اس نے پوچھا کیوں؟ اشعب نے کہا میں تمام دنیا میں کسب معاش کے لیے پھرتا ہوں تو جوان ہو گیا میرے ساتھ میرے گھر میں رہتا ہے

اور کچھ کمائی نہیں کرتا۔ اس نے کہا آپ کا ارشاد بجا ہے۔ انشاء اللہ میں بھی کمانے لگوں گا۔ مگر ابھی تو میری مثال راج ہنس کی ہے جو اپنے ماں کے مرنے تک خود اپنی خوراک حاصل نہیں کرتی۔

خس کا رواج:

اکاسرہ ایران کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں ان کے کمرے کا فرش روزانہ نئی مٹی سے لیپا جاتا اسی میں دوپہر کے وقت آرام کرتے۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں طرف بانس اور گھاس کی موٹی موٹی ٹٹیاں بنا کر نصب کر دی جاتیں اور ان کے بندھنوں میں قدرتی برف کے ٹکڑے رکھ دیئے جاتے۔ بنی امیہ بھی یہی کرتے تھے منصور پہلے شخص ہیں جنھوں نے موسم گرما میں خس کا استعمال شروع کیا۔ ایک شخص بیان کرتا ہے کہ اپنے ابتدائی عہد میں منصور بھی روزانہ اپنے کمرے کو لپوایا کرتے تھے اور اسی میں دوپہر گزارتے تھے کچھ عرصہ کے بعد ابوایوب الخوزی نے ان کے لیے موٹے موٹے کپڑے پانی میں تر کر کے ان کو ٹٹی پر جمایا اس کی خنکی منصور کو بہت خوش گوار معلوم ہوئی۔ کہنے لگے میرا خیال ہے کہ اگر ان کپڑوں کے مقابلہ میں زیادہ کثیف کپڑے ہوں تو وہ پانی کو زیادہ جذب کریں گے اور اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوگی۔ اس کے بعد ان کے لیے خس لیا گیا۔ یہ ان کے قبہ پر جما دیا جاتا تھا۔ ان کے بعد دوسرے خلفاء نے خس کی ٹٹیاں بنوا کر استعمال کیں اور ان کو دیکھ کر پھر سب لوگوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا۔

ابلق راوندی:

علی بن محمد بیان کرتا ہے۔ ''راوندی جماعت میں ایک مبروص شخص تھا جس کا لقب ابلق تھا یہ اپنے عقائد میں نہایت درجہ غلو رکھتا تھا۔ ان کی اشاعت کرتا تھا اور ان عقائد کو اپنی طرف منسوب کرتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ جو روح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام میں تھی وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں آئی ان کے بعد دوسرے ائمہ میں ایک دور سے دوسرے سے منتقل ہوتی ہوئی ابراہیم بن محمد میں در آئی۔ یہ سب ائمہ خدا ہیں۔ انھوں نے محرمات کو اپنے لیے حلال کر لیا تھا اس جماعت کا ایک شخص پوری جماعت کو اپنے گھر بلا کر کھانا کھلاتا' شراب پلاتا اور پھر سب کو اپنی بیوی سے ہم بستر کرتا۔ اسد بن عبداللہ کو ان کی خبر لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ یہ دستور ان میں آج تک باقی تھا۔

ابوجعفر منصور اور راوندیہ فرقہ:

پھر انھوں نے ابوجعفر کی پرستش شروع کی۔ خضراء پر چڑھ کر وہاں سے اس طرح کودے گویا پرواز کریں گے۔ ان کی ایک جماعت مسلح ہو کر علی الاعلان نمودار ہوئی' یہ ابوجعفر کے نام کے نعرے لگاتے ہوئے ''تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے'' قصر کی سمت آئے خود ابوجعفر ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ اور ان سے لڑے راوندی ان سے لڑتے جاتے تھے' اور کہتے جاتے تھے' تو ہمارا معبود ہے تو ہمارا معبود ہے۔ ان کی ایک جماعت خضراء پر چڑھ کر اس طرح کود پڑی کہ گویا وہ اڑ رہی ہے مگر ان میں سے کوئی ایسا نہ بچا جو زمین پر پہنچنے سے پہلے پاش پاش نہ ہو گیا یا اس کی روح نہ نکل چکی ہو۔

عبداللہ بن علی کا ایک اموی کو قتل کا حکم:

جب عبداللہ بن علی منصور کے خوف سے بصرہ میں سلیمان بن علی کے پاس روپوش تھا یہ ایک دن کوٹھے پر برآمد ہوا اس وقت اس کے ساتھ اس کے بعض موالی اور سلیمان بن علی کا ایک مولیٰ تھے۔ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو نہایت حسین وجمیل اور وجیہ تھا۔

اس کی چال میں حاکمانہ شان تھی۔ نخوت کی وجہ سے اس کے کپڑے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ عبداللہ بن علی نے سلیمان بن علی کے مولی سے پوچھا یہ کون ہے اس نے بتایا یہ فلاں بن فلاں اموی ہے یہ سنتے ہی عبداللہ کو طیش آ گیا فرط غضب میں حیرت سے دونوں ہاتھ سے تالی بجانے لگا۔ اور اس نے کہا خوب اب تک ہماری راہ میں ایک نوک دار پہاڑی باقی ہے۔ اب اس نے اپنے ایک مولی سے اس کا نام لے کر کہا کہ تو ابھی اتر کر جا اور اس کا سر لے کر آ۔

شامی وفد کی ابوجعفر منصور سے معذرت:

جب ابوجعفر نے عبداللہ بن علی کو شکست دے کر بغداد میں قید کر دیا اس وقت اہل شام کا ایک وفد جس میں حارث بن عبدالرحمن بھی تھا' ان کی خدمت میں حاضر ہوا کئی شخصوں نے تقریر کی بعد میں حارث نے تقریر کی اور کہا اللہ امیر المومنین کے تمام کام بنا تا رہے۔ ہم کسی فخر و مباہات کے لیے حاضر نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ ہم اظہار توبہ کے لیے آئے ہیں۔ ہم ایک فتنہ میں الجھائے گئے جس میں ہمارے حلیم و کریم اشخاص بھی خفیف الحرکات اور بے عقل ہو گئے' جو کچھ ہم سے سرزد ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی چاہتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں سزا دیں تو آپ حق بجانب ہیں کیونکہ ہم نے جرم ہی ایسا کیا ہے کہ اس کی سزا ملے اور اگر معاف کر دیں تو یہ آپ کا خاص احسان اور فضل ہمارے حال پر ہوگا۔ جب اللہ نے آپ کو ہم پر قدرت دی اور ہمیں آپ کے بس میں کر دیا ہے تو آپ ہم سے درگزر کریں اور اس طرح اپنے احسان کا بار عظیم ہم پر رکھ دیں اور آپ تو ہمیشہ سے احسان کرتے رہے ہیں۔ ابو جعفر نے کہا میں نے معاف کر دیا۔

آل عیسیٰ بن نہیک سے منصور کا حسن سلوک:

عیسیٰ بن نہیک کا مولی زید کہتا ہے۔ میرے آقا کے مرنے کے بعد منصور نے مجھے بلایا کہا ''زید'' میں نے کہا جی امیر المومنین۔ پوچھا ''ابو زید نے کتنا روپیہ چھوڑا میں نے کہا ایک ہزار دینار یا اس کے قریب' پوچھا وہ کہاں ہیں میں نے کہا وہ بی بی نے ان کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ اسے سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے اس کی بی بی نے ایک ہزار دینار اس کے ماتم میں خرچ کر دیئے۔ یہ تو بڑی تعجب کی بات ہے۔ اس کی بیٹیاں اب کتنی باقی ہیں میں نے کہا چھ۔ اس کے بعد دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا کہ مہدی کی ڈیوڑھی جاؤ۔ میں دوسرے دن صبح کو مہدی کے آستانہ پر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا' تمہارے ساتھ خچر ہیں۔ میں نے کہا مجھے تو نہ اس کا نہ اس کا حکم دیا گیا۔ مجھے تو یہ بھی خبر نہیں کہ کیوں بلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ اسی ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور حکم دیا گیا کہ میں عیسیٰ کی ہر بیٹی کو تیس تیس ہزار دینار دے دوں اس کے بعد ہی منصور نے مجھے طلب کیا۔ پوچھا تم نے وہ روپیہ جس کا ہم نے حکم دیا تھا لے لیا' میں نے عرض کیا جی امیر المومنین کہا کل صبح تم ان لڑکیوں کے ہم کفو بر اپنے ساتھ لے کر حاضر رہو۔ میں ان کی شادیاں کر دوں گا۔ دوسرے دن علی کے بیٹوں میں سے تین کو اور تین ان لڑکیوں کے دادھیالی رشتہ دار آل نہیک کے تین شخصوں کو میں لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ منصور نے ان سب لڑکیوں کا تیس تیس ہزار درہم مہر کے عوض ان کے ہم کفو اعزا کے ساتھ نکاح کر دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ شوہر اپنی بیویوں کا مہر میرے خزانہ سے لے کر ان کو دے دیں' مجھے یہ حکم دیا کہ میں ان لڑکیوں کے روپیہ سے ان کے لیے جائداد خرید دوں تا کہ اس سے ان کی گزر اوقات ہو سکے۔ میں نے حسب الحکم بجا آوری کی۔

منصور کی اپنے خاندان پر نوازشات:

ہیثم کہتا ہے کہ ایک دن میں منصور نے ایک کروڑ درہم اپنے اہل بیت میں تقسیم کیے اور صرف اپنے ایک چچا کو دس لاکھ دیئے ہمیں معلوم نہیں کہ ان سے پہلے یا بعد کسی خلیفہ نے اتنی کثیر رقم ایک دن میں کسی کو بھی دی ہو۔

منصور نے اپنے چچا سلیمان' عیسیٰ' صالح اور اسمٰعیل علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کو دس دس لاکھ درہم مدد معاش کے طور پر بیت المال سے دیئے۔ منصور سب سے پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے دس لاکھ درہم بیت المال سے عطا دی یہ بات سرکاری دیوان میں ثبت ہوتی چلی گئی۔

ایک حزمی جوان کی منصور سے شکایت:

ایک مرتبہ اہل مدینہ کا ایک وفد منصور کے پاس آیا انھوں نے ان کے لیے بغداد میں دربار عام منعقد کیا اور ان سے کہا کہ تمہارا جو شخص مجھ سے ملنے آئے وہ اپنا نسب بیان کرے جو لوگ ان سے ملے ان میں عمرو بن حزم کی اولاد میں سے ایک نوجوان بھی آیا اس نے اپنا نسب بیان کرنے کے بعد کہا امیر المومنین احوص نے ہمارے متعلق کچھ شعر کہے تھے محض ان کی وجہ سے آج ساٹھ سال سے ہم اپنی جائداد سے محروم ہیں۔ ابوجعفر نے اس سے کہا کہ وہ شعر مجھے سنا۔ اس نے یہ شعر پڑھے:

لا تـاويـن لـحـزمـی رائيت بـه فقرا و ان القـی الـحـزمی فی النار

الـنـاخسین بـمروان بذی خشب والـداخـلـین عـلی عثمان فی الدار

ترجمہ: ''کسی حزمی کو جو ضرورت مند ہو ہرگز پناہ نہ دینا چاہیے وہ آگ ہی میں ڈال دیا گیا ہو۔ انھوں نے ذی خشب کی لڑائی میں مروان کو بہت ایذا پہنچائی تھی اور یہی عثمان رضی اللہ عنہ پر ان کے مکان میں چڑھ آئے تھے''۔

آل حزم کی املاک کی واپسی:

یہ شعر ایک قصیدہ کے ہیں جو احوص نے ولید بن عبدالملک کی شان میں کہا تھا جب احوص نے قصیدہ سنایا اور اس مقام پر پہنچا تو ولید کہنے لگا تم نے مجھے آل حزم کا جرم یاد دلایا اس نے ان کی تمام املاک ضبط کر لیں۔ اور یہ واقعہ سن کر ابوجعفر کہنے لگے جس طرح ان اشعار کی وجہ سے تم اپنی املاک سے محروم کر دیئے گئے۔ اسی طرح یقینی طور پر تم کو اب انہیں شعروں کی وجہ سے فائدہ بھی ہوگا۔ ابوایوب کو حکم دیا کہ دس ہزار درہم لا کر اس شخص کو دو کیونکہ یہ ہمارے پاس استدعائے حاجت کے لیے آیا ہے۔ پھر حکم دیا کہ عمال کو لکھ دیا جائے کہ جہاں جہاں آل حزم کی املاک ہوں وہ سب ان کو واپس کر دی جائیں اور ان کی سالانہ آمدنی کا بقایا بنی امیہ کی املاک سے وصول کر کے آل حزم قانون وراثت اسلامی کے مطابق درجہ بدرجہ تقسیم کر دیا جائے۔ جوان میں مر گیا ہو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو دیا جائے اس طرح جس قدر وہ نوجوان ان کی بارگاہ سے حاصل کر کے کامیاب پلٹا کسی دوسرے کو میسر نہ ہو سکا۔

ابوجعفر منصور اور رعایا:

ایک مرتبہ عرصہ تک منصور نہ برآمد ہوئے اور نہ سواری کے لیے نکلے۔ اس سے عوام میں چرچا ہوا کہ وہ علیل ہیں وہ کثیر تعداد میں آستانہ خلافت پر مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے ربیع نے منصور سے جا کر کہا' اللہ امیر المومنین کی عمر دراز کرے لوگوں میں اس قسم کا چرچا ہے۔ پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ آپ علیل ہیں تھوڑی دیر سر نیچا کیے سوچتے رہے پھر کہا ربیع عوام کو اب

ہماری کیا ضرورت رہی۔ رعایا کو تین چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جب وہ پوری کر دی گئی ہوں پھر اسے ہماری کیا ضرورت باقی رہی جب ہم نے ان کے خصومات کے تصفیے کے لیے منصف مقرر کر دیئے ان کے راستوں کو تمام خطرات سے محفوظ کر دیا کہ وہ دن رات ہر وقت بلا خطر سفر کر سکتے ہیں اور اطراف ملک کی حفاظت کا پورا بندوبست کر دیا ہے کہ دشمن کو در آنے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اب کیا باقی ہے اس کے بعد چند روز خاموش رہے پھر ربیع کو حکم دیا کہ سواری کے اعلان کے لیے نقارہ پر چوب مارو۔ سواری میں برآمد ہوئے اور سب لوگوں نے ان کو دیکھ لیا۔

ابوجعفر کی محمد بن ابی العباس سے مخاصمت:

علی بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ ابوجعفر نے محمد بن ابی العباس کو امت کی نظروں میں بدنام کرنے کے لیے اس کے ساتھ کئی زندیق رند مشرب اوباش کر دیئے ان میں حماد عجر دبھی تھا یہ سب اہل خرافات محمد کے ساتھ اجرہ میں رہا کرتے تھے' محمد نے زینب بنت سلیمان کے ساتھ اپنا عشق جتایا۔ یہ مربد آتا اور وہاں اس امید میں تاک جھانک کرتا کہ شاید اس کی محبوبہ دریچہ سے اسے دیکھتی نظر آ جائے۔ اسی حالت میں اس نے حماد سے اس باب میں شعر کہنے کی فرمائش کی۔ اس نے چند شعر لکھے۔ اس میں سے ایک یہاں نقل کیا جاتا ہے:

یا ساکن المربد قد ھجت لی   شوقا فما انفك بالمربد

ترجمہ: ''اے مربد کی رہنے والی! تو نے میرے دل میں اپنا ایسا اشتیاق پیدا کر دیا ہے کہ اب میں اس مقام سے کہیں اور نہیں جا سکتا''۔

راوی کہتا ہے کہ چونکہ منصور دو سال تک میرے باپ کے پاس مہمان رہے تھے اس وجہ سے میں ان کے طبیب نصیب کو اس کے بارہا آنے کی وجہ سے خوب پہچانتا تھا۔ علانیہ تو یہ اپنے آپ کو نصرانی کہتا تھا مگر دراصل یہ دہریہ تھا جسے کسی کام کے کرنے میں باک نہ تھا۔

محمد بن ابی العباس کا خاتمہ:

منصور نے اپنے کسی خاص آدمی کے ذریعہ اس سے کہلا کہ بھیجا کہ تم محمد کے قتل کا انتظام کر دو' اس نے سم قاتل تیار کیا اور اس بات کا منتظر رہا کہ محمد کی طبیعت ذرا ناساز ہو اور میں اپنا کام کر دوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسے حرارت ہوگئی۔ نصیب نے کہا تم اس کے لیے ایک شربت پی لو محمد نے کہا اچھا اسے بنا لاؤ' نصیب اس میں زہر ملا کر لے آیا اور محمد کو پلا دیا۔ اسی کے اثر سے محمد جاں بحق ہو گیا۔ اس کی ماں ام محمد بن ابی العباس نے منصور کو لکھا کہ نصیب نے میرے بیٹے کو زہر دے کر قتل کیا ہے۔ منصور نے حکم دیا کہ اسے ہمارے پاس پیش کیا جائے۔ نصیب حاضر بارگاہ ہوا منصور نے تیس درے اس کے لگوا دیئے مگر آہستہ آہستہ اور کچھ روز قید بھی رکھا پھر تین سو درہم انعام دے کر رہا کر دیا۔

ابوجعفر منصور کا ام موسیٰ الحمیریہ سے معاہدہ:

یہی راوی بیان کرتا ہے۔ منصور نے اپنی بیوی ام موسیٰ الحمیر یہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں نہ دوسری شادی کرے گا اور نہ لونڈیوں سے متمتع ہوگا اس کے لیے انھوں نے باقاعدہ عہد نامہ لکھ کر اس پر گواہوں کے دستخط بھی ثبت کرا دیئے تھے اپنی

خلافت کے عہد میں انہوں نے دس برس اسی کے ساتھ بسر کر دیئے۔ اس عرصہ میں منصور نے اہل حجاز کے کئی فقیہ یکے بعد دیگرے بارگاہ خلافت میں طلب کر کے ان سے فتویٰ لیا۔ حجازی یا عراقی جو فقیہ ان کے پاس آتا یہ اسے وہ معاہدہ دکھاتے کہ کہیں اس میں کوئی ایسا پہلو ہے جس کی وجہ سے وہ عقد کر سکیں۔ اس کے جواب میں ام موسیٰ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں فقیہ کو منصور نے اس غرض سے بلایا ہے وہ فوراً بہت بڑی رقم پہلے ہی سے اسے بھیج دیتی۔ ابوجعفر وہ معاہدہ فتویٰ کے لیے پیش کرتے مگر اس معاہدے کی موجودگی میں اور اس کی تحریر کو دیکھ کر کوئی بھی ان کو دوسری بیوی کی اجازت نہ دیتا۔ ابوجعفر کو برسر حکومت آئے دس سال گزرے تھے کہ ام موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ یہ اس وقت حلوان میں تھے ان کو اس کی خبر مرگ ملی' اسی روز ایک نوجوان باکرہ عورت ہدیتہً ان کو پیش کی گئی۔ منصور کے بیٹے جعفر اور مہدی اسی ام موسیٰ کے بطن سے تھے۔

بختیشوع کو شراب دینے کی مخالفت:

علی بن جعفر بیان کرتا ہے۔ بختیشوع الاکبر سوس منصور سے ملنے آیا۔ یہ بغداد کے باب الذہب سے ان کے قصر میں آ کر باریاب ہوا منصور نے اس کے لیے کھانا منگوایا۔ جب دسترخوان اس کے سامنے بچھایا گیا' اس نے کہا ''شراب'' کہا گیا کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی۔ اس نے کہا میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس کے ساتھ شراب نہ ہو۔ منصور کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا اسے یوں ہی بھوکا رہنے دو۔ جب رات ہوئی اور عشاء کا کھانا سامنے رکھا گیا' اس نے پھر شراب مانگی' اس مرتبہ بھی کہہ دیا گیا' کہ امیر المومنین کے دسترخوان پر شراب نہیں پی جاتی اب اس نے کھانا کھالیا اور اس پر دجلہ کا پانی پی لیا۔ دوسری صبح کو جب اس کی نظر پانی پر پڑی تو کہنے لگا میرا خیال تھا کہ کوئی شے شراب کا بدل نہیں ہوسکتی مگر یہ پانی شراب کا کام دیتا ہے۔

سرکاری باغات کے پھلوں کی فروختگی کا حکم:

منصور نے اپنے عامل مدینہ کو لکھا کہ سرکاری باغات کا ثمرہ بیچ دو مگر صرف ایسے لوگوں کے ہاتھ بیچنا جن پر ہم غالب آسکیں اور وہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ مفلس وقلاش ہم سے جیت جائے گا کیونکہ جب اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا تو سزا دینے سے بھی کیا فائدہ ہوگا۔ ہمارا سارا روپیہ ڈوب جائے گا۔ اگر مفلس زیادہ قیمت پیش کرے تب بھی اس کے ہاتھ نہ فروخت کر دیا جائے۔

ابوجعفر منصور کا مقولہ:

ابوجعفر کا مقولہ تھا کہ جو شخص موت سے پہلے کسی احسان کو فراموش کر دے وہ انسان نہیں ہے۔

فضل بن ربیع کہتا ہے کہ میں نے منصور کہ کہتے سنا کہ عرب کہا کرتے تھے سخت خشک سالی ایسی سیرابی سے جو بعد میں رسوا کرے بہتر ہے۔

ابوجعفر منصور کی دولت کے متعلق رائے:

ہیثم القاری بصری نے ایک مرتبہ منصور کے سامنے کلام پاک کی یہ آیت وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا آخر تک تلاوت کی۔ منصور اسے سن کر اللہ سے دعا مانگنے لگے کہ بارالٰہ، تو مجھے اور میرے بیٹے کو اپنے عطیہ کی فضول خرچی سے محفوظ رکھ۔

ایک مرتبہ ہیثم نے ان کے سامنے یہ آیتہ اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ تلاوت کی سن کر کہا صاحبو۔ اگر دولت حکومت کے لیے حصن اور دین و دنیا کے لیے بمنزلہ رکن اور باعث عزت و زینت نہ ہوتی تو روپیہ خرچ کرنے کی لذت اور

بخشش کے ثواب کی عظمت معلوم ہونے کی وجہ سے میں آج رات دوسرے دن کے لیے ایک دینار یا درہم بھی اپنے پاس جمع نہیں رکھتا۔

ابوجعفر منصور کی ایک عالم سے ملاقات:

ایک مرتبہ ایک اہل علم ملاقات کے لیے آنے پہلے تو وہ کچھ جچے نہیں اور ابوجعفر نے ان کو حقیر نگاہوں سے دیکھا پھر مختلف موضوع پر ہر طرح کے سوال کیے انھوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔ پوچھا آپ کو یہ علم کیونکر حاصل ہوا انہوں نے کہا جو مجھے معلوم تھا اس کے بتانے میں میں نے بخل نہیں کیا۔ اور جو بات سیکھنا ہوتی تھی اس کے معلوم کرنے میں کبھی شرم نہیں کی کہنے لگے بے شک آپ کے تبحر علمی کی یہی وجہ ہے۔

ابوجعفر منصور کے اقوال:

منصور اکثر یہ کہا کرتے تھے۔ جو شخص بغیر سوچے کوئی کام کرے گا یا بغیر اندازہ کوئی بات کہے گا لوگ ضرور اس کا مذاق اڑائیں گے۔

یہ بھی کہا کرتے تھے۔ افشائے راز' حریم سے ساز باز اور حکومت میں دراندازی یہ باتیں بادشاہوں کے ہاں ناقابل معافی ہیں۔ ان کے علاوہ وہ دوسرے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ان کا مقولہ تھا۔ راز زندگی ہے لہٰذا جسے اس کا حامل بنایا جائے اس کے متعلق خوب جانچ پڑتال کر لی جائے۔

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن اور منصور:

عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی نے منصور سے بغاوت کی تھی جب یہ گرفتار ہو کر پیش ہوا تو کہنے لگا کہ مجھے عزت کے ساتھ قتل کیا جائے۔ کہنے لگے حرامزادے عزت کی موت کو تو چھوڑ آیا۔

ابوجعفر منصور کے خطبات:

۱۵۲ھ میں ایک روز منصور بغداد کی جامع مسجد میں خطبہ دے رہے تھے اثنائے تقریر میں کہا ''اے اللہ کے بندو! ایک دوسرے پر ظلم مت کرو' کیونکہ ظلم ہی کی مکافات ...... کے لیے روز قیامت آئے گا۔ اگر کوئی خطاوار اور ظالم نہ ہوتا تو میں تمہارے بازاروں میں تم میں ملا جلا چلا پھرتا' نیز اگر مجھے کوئی ایسا شخص نظر آتا جو اس حکومت کا مجھ سے زیادہ اہل ہوتا تو میں بخوشی خود اس کے پاس جاتا اور اس بارگراں کو اس کے حوالے کر دیتا۔

منصور کہا کرتے تھے۔ حلیم اپنی ناراضگی کا اظہار کنایۃً کرتا ہے اور سفلہ صاف صاف کہہ دیتا ہے۔ ایک مرتبہ ابان قاری نے یہ آیت وَ لَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ آخر تک ان کے سامنے تلاوت کی کہنے لگے میرے رب نے معاشرت کا کیسا عمدہ سبق ہمیں سکھایا ہے۔ ان کا مقولہ تھا۔ جس شخص نے احسان کے عوض میں احسان کر دیا اس نے پورا بدلہ دے دیا۔ جس نے اس سے بڑھ کر کیا اس نے گویا شکر ادا کیا اور شکر شرافت ہے۔ اور جو شخص باوجود دوسرے پر احسان کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ احسان خود اس نے اپنے ساتھ کیا ہے تو لوگ خود بخود اس کے شکر گزار ہوں گے اور دوست رہیں گے اس لیے جو کچھ کسی نے اپنے ساتھ کیا ہے اور اس سے اپنی عزت و شرافت قائم رکھی اس کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ دوسروں کی سپاس گزاری کا امیدوار ہو یہ یاد رہے کہ جو شخص تمہارے پاس کوئی حاجت لے کر آیا ہے اس نے اپنی عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا اب تمہیں چاہیے کہ اسے رد کر

کے اپنی آبروریزی نہ ہونے دو۔

اسحٰق بن عیسیٰ کہتا تھا۔ تمام بنوعباس میں صرف ابوجعفر داؤد بن علی اور عباس بن محمد ایسے مقرر تھے جو فی البدیہہ اپنے مطلب کو خوبی سے ادا کرتے تھے۔

اسمٰعیل بن ابراہیم الفہری کہتا ہے کہ عرفہ کے دن منصور نے بغداد میں دوسرے راوی کہتے ہیں ایام حج میں منیٰ میں یہ تقریر کی۔ صاحبو! میں اللہ کی زمین پر اس کا حکمران ہوں۔ اللہ کی توفیق و رہنمائی کے ذریعہ تم پر حکومت کرتا ہوں۔ میں اللہ کے اموال کا خزینہ دار ہوں اس کی مشیت کے ساتھ عمل کرتا ہوں۔ اس کے ارادے سے تقسیم کرتا ہوں۔ اس کی اجازت سے دیتا ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے روپیہ کا قفل بنایا ہے جب وہ چاہتا ہے تمہاری عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے وہ مجھے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے بند کر دیتا ہے۔ صاحبو! اللہ کی اطاعت کی طرف آؤ اور آج ایسے مقدس دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے تم کو وہ بشارت دی جس کے متعلق وہ خود اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾

''آج میں نے تمہاری شریعت تمہارے لیے مکمل کر دی اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین اختیار کیا''۔

اللہ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے حق و صداقت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہدایت پر فائز ہونے کے لیے میری مدد کرے مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کی تلقین کرے اور عدل کے ساتھ تمہارے عطایا اور روزیوں کی تقسیم کے لیے میرے ہاتھ کو وا کر دے کیونکہ وہ سنتا ہے اور پاس ہے۔

ایک مرتبہ منصور نے اپنے خطبہ میں کہا' تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں۔ اس سے مدد طلب کرتا ہوں اس پر ایمان رکھتا ہوں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں میں اعلان کرتا ہوں' کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں' وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں' اس مقام پر ان کی داہنی جانب سے کسی معترض نے کہا اے شخص جس کا تو ذاکر ہے میں اسی کو تجھے یاد دلاتا ہوں۔ منصور نے خطبہ روک دیا اور کہا کہ میں اس شخص کی بات سننے کے لیے آمادہ ہوں جس نے اللہ کو یاد رکھا اور اس کی یاد دہانی کی میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ سرکش و متکبر بن جاؤں اور معصیت کے فریب میں آ جاؤں اگر میں ایسا ہوا تو گویا میں گمراہ ہو گیا اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا' مگر اے ٹوکنے والے بخدا! اس ٹوکنے سے تیرا ارادہ اللہ کی خوشنودی کا حصول نہ تھا بلکہ تیری نیت یہ تھی کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو جائے کہ فلاں شخص نے خطبہ کے دوران کھڑے ہو کر یہ بات کہہ دی۔ اس پر عتاب ہوا۔ مگر اس نے صبر کیا' میں تجھے معاف کر چکا ہوں ورنہ اس گستاخی کے بعد میرے لیے یہ بات بالکل آسان تھی کہ میں چاہتا تو تجھے قتل کر کے تیری ماں کو تیرا سوگوار بنا دیتا مگر اب آئندہ تو اور تم سب لوگ اس قسم کی حرکت سے اجتناب کرنا۔ اللہ نے اپنے دین کو ہم میں نازل فرمایا ہے اور ہم سے اس کی تفصیل و تشریح کرائی ہے جو معاملہ ہوا سے ان کے حوالے کر دو جو اس کے سرانجام دینے کے اہل ہیں وہی تم کو حسب موقع اس کے اتار چڑھاؤ پر لائیں گے اور لے جائیں گے۔ یہاں سے اب انھوں نے پھر خطبہ کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ٹوک کا ان پر ذرا اثر نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ لکھا ہوا آستین میں رکھا ہے دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ کہنے لگے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے

بندے اور رسول ہیں۔

ابن ابی الجوزا کہتا ہے۔ ایک مرتبہ ابوجعفر بغداد کی مسجد جامع میں خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے ان کے قریب جا کر یہ آیت یَـا اَیُّهَـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہوں جس پر عمل نہیں کرتے) پڑھ دی۔ نماز کے بعد مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ کہنے لگے تو کون ہے۔ تیرا مطلب یہ تھا کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ دور ہو اب تیری صورت مجھے نظر نہ آئے۔ میں ان کے پاس بچ کر چلا آیا۔

ایک مرتبہ بغداد کی مسجد جامع میں منصور خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جب اس مقام پر اِتَّـقُـوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ (اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے) پہنچے تو ایک شخص نے ان کی طرف بڑھ کر کہا اے اللہ کے بندے! تم بھی اللہ سے اسی طرح ڈرتے رہو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے۔ ابوجعفر نے خطبہ روک دیا۔ کہا جس نے اللہ کو یاد دلایا میں اس کی بات بخوشی سنتا ہوں۔ اے اللہ کے بندے بتاؤ کہ اللہ سے ڈرنے کے کیا معنی ہیں وہ شخص یہ جواب سن کر کٹ گی کوئی بات اس کی زبان سے نہ نکل سکی۔ ابوجعفر نے کہا صاحبو اللہ سے ڈرتے رہو۔ ہمیں اپنے بارے میں ایسا موقع نہ دو جس کی پاداش کو تم پھر برداشت نہ کر سکو آئندہ کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے ورنہ میں اسے خوب پٹواؤں گا اور مدت تک کے لیے قید کر دوں گا۔ ربیع اس شخص کو اپنے پاس روک لو۔ ابراہیم بن عیسیٰ اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ ربیع کا نام سن کر ہم سب کو اطمینان ہوا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کا دستور تھا۔ کہ جب وہ کسی کو سزا دینا چاہتے تھے تو مسیّب کو گرفتاری کا حکم دیتے اس خلل اندازی کے بعد اب انھوں نے اس مقام سے جہاں سے خطبہ روکا تھا اس طرح خطبہ کا سلسلہ جاری کیا کہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ یہ بات لوگوں کو بہت مستحسن معلوم ہوئی نماز سے فارغ ہو کر قصر تشریف لے چلے۔ عیسیٰ بن موسیٰ حسب دستور ان کے پیچھے تھا۔ آہٹ پا کر پوچھا۔ ابوموسیٰ! اس نے کہا جی امیر المومنین۔ کہا کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس شخص کو کوئی سزا دوں گا۔ اس نے کہا بخدا! میرے دل میں کچھ اندیشہ تو اسی طرح کا پیدا ہوا تھا مگر امیر المومنین کا علم سب سے بڑھ کر ہے اور ان کی نظر اس سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ اس شخص کے معاملہ میں حق کے ماسوا کوئی بات کریں۔ کہنے لگے اس شخص کے متعلق بالکل اندیشہ نہ کرو۔ جب قصر میں آ کر بیٹھے اس کی حاضری کا حکم دیا وہ پیش کیا گیا اس سے کہا اے شخص جب تو نے مجھے منبر پر دیکھا تو نے اپنے دل میں سوچا کہ اس شان و دبدبہ والے شخص تک میری رسائی کا اور کوئی ذریعہ بجز اس کے نہیں ہے کہ میں اس وقت اسے ٹوک دوں اگر اس کے علاوہ تو اپنے نفس کو اور نیکیوں میں مصروف رکھتا تو وہ تیرے لیے زیادہ بہتر ہوتا۔ اب جاؤ دن کو ہمیشہ روزے رکھو رات بھر نماز میں گزارو اور حج کے لیے زحمت سفر گوارا کرو۔ ربیع چار سو درہم اس کی کمر میں باندھ دے۔ جاؤ اب نہ آنا۔

عبداللہ بن صاعد امیر المومنین کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ بغداد کی تعمیر کے بعد حج کے لیے گئے مکے میں خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اس کا جو حصہ یاد رہ گیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے:

﴿ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ ﴾

''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی ہے کہ زمین کے وارث ہمارے صالح بندے ہوتے ہیں''۔

یہ قطعی فیصلہ ہے۔ سچی بات ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اپنی حجت روشن کر دی ہے۔ ظالموں کی وہ

جماعت ہلاک ہوگئی جنھوں نے کعبہ کو قابل فروخت شے سمجھ لیا تھا۔ سرکاری مال گزاری کو باپ دادا کی وراثت سمجھتے تھے اور جنھوں نے قرآن کو خرافات کا ایک مجموعہ سمجھا تھا جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اسی کا وبال ان کی گردنوں پر پڑا۔ اب ان کے کتنے کنوئیں اور سنگین محل ہیں جو ویران پڑے ہیں۔ جب اللہ نے ان کو ڈھیل دی تو انھوں نے اس کی سنت کو بدل دیا۔ خاندان رسول اللہ ﷺ پر مظالم کیے۔ انھوں نے سرکشی کی' ظلم کیا اور متکبر بن گئے اور یہ اس کا دستور ہے کہ وہ ہر متکبر سرکش کو محروم کر دیتا ہے۔ اللہ نے ان کو ایسا سخت پکڑا کہ اب ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا۔

ابن عیاش کہتا ہے کہ جب بہت سے حادثات پے در پے ابوجعفر کو پیش آئے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تفرقت الظبأ علی خداش فما یدری خداشٌ ما یصید

ترجمہ: ''اس کثرت سے ہرنیاں خداش کے سامنے پراگندہ پھر رہی ہیں کہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کس کا شکار کرے''۔

اس کے بعد ہی انہوں نے تمام سپہ سالاران فوج' موالی' مصاحبین اور اپنے اہل بیت کو طلب کیا حماد الترکی کو گھوڑے پر زین لگانے کا حکم دیا۔ سلیمان بن مجالد کو آگے بڑھایا اور مسیب بن زہیر کو حکم دیا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر لے پھر چند روز میں خود بھی ایک دن سواری میں نکلے اور منبر پر تقریر کے لیے چڑھے بہت دیر تک منبر پر خاموش بیٹھے رہے۔ ایک شخص نے شبیب بن شبہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ امیر المومنین اس قدر خاموش ہیں حالانکہ بخدا! وہ تو دشوار مباحث پر نہایت آسانی سے تقریر کرتے ہیں آج کیا ہوا۔ یہ بات پوری ہوئی تھی کہ انہوں نے بالکل ایک نئے طرز پر تقریر کی۔ اس میں یہ شعر پڑھے:

مالی اکفکف عن سعد و یشمتنی و لو شتمت بنی سعد لقد سکنوا

جھلا علی و جبنا عن عدوھم لبئست الخلتان الجھل و الجبن

ترجمہ: ''کس قدر تعجب کی بات ہے کہ میں تو سعد کے متعلق ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہتا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا ہے۔ حالانکہ اگر میں ان کو گالیاں دوں تو وہ بالکل ساکت ہو جائیں اور پھر کچھ نہ کہہ سکیں۔ اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ وہ مجھ سے واقف نہیں ہیں دوسرے یہ کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں بزدل نکلے۔ اور یہ جہل اور جبن دونوں سخت عیب ہیں''۔

ان شعروں کو پڑھ کر بیٹھ گئے پھر یہ شعر پڑھا:

فالقیت عن راسی القناع ولم اکن لا کشفہ الا لاحدی العظائم

ترجمہ: ''اب میں نے اپنے سر سے رومال کھول دیا اور جب کوئی بہت نازک معاملہ پیش آتا ہے اسی وقت میں اپنا سر کھولتا ہوں''۔

جب وہ خود اس حکومت کے حاصل کرنے میں ناکام رہے تب ہم نے اسے قائم کر دیا انھوں نے ہماری اس اہم خدمت کا کوئی شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اور الٹے پھیلنے لگے اور ہمارے ساتھ ترش روئی اور گستاخی سے پیش آنے لگے انھوں نے حق سے آنکھیں بند کر کے اسے بالکل پس پشت ڈال دیا۔ کیا اب وہ چاہتے ہیں کہ میں بخوشی اس ذلت و توہین کو گوارا کرلوں بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں ہرگز ایسے شخص کی عزت افزائی نہیں کروں گا جو میری توہین کرے اگر وہ حق کو قبول نہیں کریں گے تو اس کا تمام خمیازہ ان کو اٹھانا پڑے گا۔ پھر وہ کبھی اس بات کی توقع نہ کریں کہ ان کے معاملے میں کوئی رعایت کروں گا۔ نیک بخت وہ ہے جو مثال سے عبرت حاصل کرتا

ہے۔ غلام گھوڑا لایا اس کے بعد وہ سوار ہو گئے۔

ابو جعفر منصور کا اہل خراسان سے خطاب:

محمد بن علی کا مولیٰ عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتا ہے کہ جب منصور نے عبداللہ بن الحسن اس کے بھائیوں اور اس کے دوسرے اعزا کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر لیا تو منصور خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھے اور حمد و ثنا کے بعد انھوں نے کہا اے اہل خراسان تم ہمارے متبع اور انصار رہو اور تم نے ہماری حکومت قائم کی ہے اگر ہمارے سوا تم نے کسی دوسرے کی بیعت کی ہوتی تو ہم سے بہتر آدمی تم کو میسر نہ آتا۔ یہ جو میرے اہل خاندان یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد بخدا اس حکومت کے معاملہ میں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہم نے تو اس خلافت کو انہیں کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اس میں تھوڑا یا زیادہ کچھ بھی حصہ نہیں لینا چاہا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اس سلسلہ میں خون میں لت پت ہو گئے دو شخصوں نے ان کے مخالف فیصلہ کر دیا اس کی وجہ سے امت اسلام نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور لوگ ان کے مخالف ہو گئے پھر خود ان ہی کے شیعہ مددگار دوست راز دار اور معتمد لوگوں نے ان پر یورش کی اور قتل کر دیا۔ ان کے بعد حسن بن علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے مگر بخدا! وہ اس کے مرد نہ تھے جب ان کو روپیہ پیش کیا گیا انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سبز باغ دکھایا کہ میں اپنے بعد تم کو اپنا ولی عہد بناتا ہوں وہ اس کے فریب میں آ گئے انھوں نے خلافت سے استعفیٰ دے دیا اور اسے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور خود عورتوں سے تمتع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ روز ایک نکاح کرتے اور صبح کو طلاق دے دیتے۔ اسی طرح سے انھوں نے اپنی زندگی پوری کر دی۔ بستر پر پڑے پڑے انتقال کیا۔ ان کے بعد حسین بن علی رضی اللہ عنہ اٹھے عراقیوں اور کوفیوں نے ان کو دھوکا دیا (کوفہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے) اس سیاہ سرزمین کے باشندے بخدا! بڑے جھگڑالو منافق اور ہر وقت فتنہ و فساد کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یہ نہ جنگ ہے کہ میں ان سے لڑوں اور نہ صلح ہے کہ صلح کروں اللہ مجھے ان سے دور رکھے انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کو دشمن کے حوالے کر دیا وہ مارے گئے۔ ان کے بعد زید بن علی اٹھے ان سے بھی اہل کوفہ نے بڑے بڑے وعدے کیے جب وہ ان کے فریب میں آ گئے اور انھوں نے ان کو علانیہ خروج کے لیے مستعد کر دیا تو خود گھروں میں بیٹھ رہے ان کے خروج سے پہلے محمد بن علی نے خدا کا واسطہ دے کر ان کو خروج کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ تم کبھی اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ ہمیں وراثتاً یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے خاندان کے ایک فرد کو کوفہ میں سولی دی جائے گی۔ اور مجھے خوف ہے کہ شاید تم ہی وہ مصلوب ہو۔ اس کے علاوہ میرے چچا داؤد بن علی نے بھی ان کو منع کیا تھا اور اہل کوفہ کی غداری اچھی طرح جتا دی تھی مگر انھوں نے کسی کی بات نہ مانی خروج کیا۔ مارے گئے اور کناسہ میں سولی پر لٹکے۔ اس کے بعد بنی امیہ ہم پر دوڑ پڑے انھوں نے ہمارے شرف اور عزت کو برباد کر دیا حالانکہ ہم نے تو ان کے کسی شخص کو قتل بھی نہیں کیا تھا جس کا انتقام ہم سے لیا جاتا بلکہ الٹا انہیں کی گردنوں پر ہمارے اعزا کا خون خروج کی وجہ سے تھا۔ انھوں نے ہمیں شہروں سے جلاوطن کر دیا ہم کبھی طائف گئے کبھی شام اور کبھی شبراۃ' آخر کار اللہ نے تم کو اے اہل خراسان ہماری مدد کے لیے بھیج دیا اور تمہارے ذریعہ اس نے ہمارے شرف و اعزاز کا احیا کیا۔ تمہارے ذریعہ اس نے اہل باطل کو پاش پاش کر دیا۔ ہمارے حق کو دنیا پر آشکارا کیا اور جو میراث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو ملنی چاہیے تھی وہ بھی دلوا دی۔ اب حق حقدار کو مل گیا حق کا منارہ سربفلک ہوا۔ اہل حق کو غلبہ اور تفوق نصیب ہوا۔ ظالموں کی جڑ کٹ گئی۔ تمام تعریفیں اس ذات واحد کے لیے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

جب اللہ کے فضل و کرم اور ہمارے حق میں اس کے عادلانہ فیصلہ کی بنا پر ہماری حکومت اچھی طرح استوار ہوگئی تو ان کے بعض لوگوں نے بلاوجہ محض اس فضل و کرم پر جو اللہ نے اپنی خلافت اور اپنے نبی ﷺ کی میراث ہمیں دے کر ہم پر مبذول فرمایا ہے حسد کی وجہ سے ہم پر یورش کردی:

لبئست الخلتان الجهل و الجبن جهلاً علی جبنا عن عدوهم

اے اہل خراسان بخدا! میں نے اس معاملہ میں بلا سوچے سمجھے صرف اس وجہ سے دست اندازی نہیں کی ہے کہ مجھے ان کے متعلق صرف یہ شکایت پہنچی کہ انھوں نے میرے حقوق میں کوئی کوتاہی کی ہے یا وہ میرے سامنے جھکتے نہیں بلکہ میں نے کئی شخصوں کو اپنا جاسوس بنا کر ان کے پاس بھیجا میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تم جاؤ اس قدر روپیہ ساتھ لو اور یہ ہدایات ہیں ان پر عمل کرنا' چنانچہ یہ لوگ مدینہ میں ان سے جا کر ملے اور وہ سب روپیہ ان کے حوالے کر دیا ان میں سے کوئی شخص بوڑھا ہو یا جوان' بڑا ہو یا چھوٹا ایسا نہ بچا جس نے ان لوگوں کی ایسی بیعت نہ کی ہو جس کے بعد میرے لیے ان کا قتل اور غارت حلال نہ ہو گیا ہو۔ جب انھوں نے میری بیعت کو توڑ دیا بغاوت پر آمادہ ہو کر میرے خلاف خروج کے لیے تیار ہوئے تو مجھے بھی اس کا تدارک کرنا پڑا۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے تم یہ نہ سمجھو کہ میں نے بغیر یقین کیے ہوئے اس معاملہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔

یہ تقریر کر کے وہ منبر سے اترے' اترتے ہوئے منبر کے زینہ پر یہ آیت:

﴿ وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴾

''اور رکاوٹ ڈال دی گئی ان کے درمیان اور اس شئے کے درمیان جس کی ان کو خواہش تھی جس طرح کہ ان سے پہلے ان جیسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا وہ شبہ میں ڈالنے والے گمان میں (مبتلا) تھے''۔ تلاوت کی۔

ابو مسلم خراسانی کے قتل کے بعد منصور کی تقریر:

ابو مسلم کے قتل کے وقت منصور نے مدائن میں تقریر کی اور کہا اے لوگو! طاعت کے اطمینان کو چھوڑ کر معصیت کی بے اطمینانی کی طرف نہ جاؤ اپنے ائمہ کی برائی اپنے قلوب میں پوشیدہ نہ رکھو کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس کے دل میں بدی ہوتی ہے کبھی نہ کبھی اس کے فعل یا قول سے وہ ظاہر ہو جاتی ہے' نیز خود خداوند عالم اپنے دین کے غلبہ اور اپنی صداقت کی برتری کے لیے اس بدی کو اپنے امام پر ظاہر کر دیتا ہے' علاوہ بریں ہم نے تمہارے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کمی نہیں کی اور نہ فرائض دین کو تم پر عائد کرنے میں کوئی کمی کی' بخدا! جو اس قمیص کے گریبان کی دھجی کے متعلق ہم سے نزاع کرے گا میں اسی تلوار سے اس کی خبر لوں گا ابو مسلم نے ہماری بیعت کی تھی اور اس شرط پر جو ہماری نقض بیعت کرے گا اس کا خون مباح ہو جائے گا۔ خود اس نے ہمارے لیے دوسروں سے بیعت لی تھی۔ اس نے ہم سے انحراف کیا تو ہم نے اس کے ساتھ وہی کیا جو وہ ہمارے لیے دوسروں سے کرتا تھا اور حق کی اقامت کے بارے میں ہم نے اس کی خدمات کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔

منصور اپنے دادا علی بن عبداللہ کا یہ مقولہ بیان کرتے تھے کہ دنیا میں سیادت سخی کرتے ہیں اور آخرت میں انبیاء۔

کاتب محمد بن جمیل سے منصور کی ناراضگی:

ایک مرتبہ منصور اپنے کاتب محمد بن جمیل پر ناراض ہوئے (اصل میں یہ رندہ کا قدیم باشندہ تھا) حکم دیا کہ اسے زمین پر پٹک

دیا جائے۔ یہ اپنی برأت بیان کرنے لگا۔ حکم دیا کہ اسے کھڑا کیا جائے' جب کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کی سروال کتان کی ہے اس سے وہ اور بھی غضبناک ہوئے پھر حکم دیا کہ اسے زمین پر گرا کر پندرہ درے لگائے جائیں۔ اس حکم کی بجا آوری کر دی گئی۔ پھر اس سے کہا کہ آئندہ کتان کا پاجامہ مت پہنو' یہ اسراف ہے۔

ابوجعفر منصور کا آل ابی طالب کے نام خط:

جب ابوجعفر نے محمد بن عبداللہ کو مدینہ اور ابراہیم بن عبداللہ کو باخمری میں قتل کر دیا تو اب ابراہیم بن حسن بن حسن نے مرو میں خروج کیا یہ گرفتار کر کے ان کے پاس پیش کیا گیا ابوجعفر نے اس کے خروج کی شکایت کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اہل خاندان کو جو مدینہ میں تھے ایک خط لکھا اس میں ابراہیم بن حسن بن حسن کے خروج کا ذکر کیا اور لکھا کہ اس کا یہ خروج تمہارے اشارے اور مشورہ سے ہوا ہے۔ تم لوگ حکومت کے طلب گار ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ میں تمام تعلقات تم سے قطع کر لوں گا اور آئندہ کوئی تعلق قائم نہ رکھوں گا۔ تم نے پہلے بھی بنی امیہ کے مقابلہ میں حکومت کے حاصل کرنے کے لیے خروج کیا تھا مگر تم اپنے مقصد میں ناکام رہے اپنا بدلہ نہ لے سکے' تم پر بنی امیہ نے جو جو ظلم کیے تھے اس کے انتقام کے لیے تمہارے یک جدی اٹھے اور ہم نے تمہارے خون کا ان سے پورا بدلہ لیا اور حکومت ان کے ہاتھ سے چھین لی۔ خط کے آخر میں انھوں نے سبیع بن ربیعہ بن معاویۃ الیربوعی کے چند شعر حسب حال لکھے۔

منصور کے عہد میں منشیوں اور متصدیوں کی تنخواہ تین سو درہم تھی' مامون کے عہد تک یہی شرح رہی پھر سب سے پہلے فضل بن سہل نے اس میں اضافہ کیا۔ اس سے پہلے تمام بنی امیہ اور اس سے پہلے بنی عباس کے عہد میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں تین سو اور اس سے کم ہوا کرتی تھیں۔ حجاج بن یوسف یزید بن ابی مسلم کو تین سو ماہانہ دیتا تھا۔ عاملان پٹہ روزانہ منصور کو اپنے اپنے مقامات کے نرخ اجناس اور اشیاء مایحتاج زندگی لکھتے تھے اسی طرح قاضی جو فیصلے کرتے یا والی جو احکام نافذ کرتے اس کی بھی اطلاع بارگاہ خلافت میں لکھ بھیجتے تھے' جو روپیہ بیت المال میں داخل ہوتا تھا یا جو اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آتا اسے بھی لکھ دیتے۔ عام طور پر نماز مغرب کے بعد وہ یہ خط لکھنا شروع کرتے' صبح سے مغرب تک جو واقعات رونما ہوتے وہ مغرب کے بعد قلم بند کر لیتے اور پھر اثنائے شب میں جو بات پیش آتی اسے علی الصباح لکھ دیتے۔ ان کے تمام مراسلات کو منصور خود پڑھتے اگر نرخ قائم ہوں تو خاموش ہو جاتے اگر نرخ میں فرق نظر آتا فوراً اس علاقہ کے والی یا عامل کو اس طرف توجہ دلاتے اور اس کی وجہ دریافت کرتے اس کا جواب موصول ہونے کے بعد ایسی تدابیر اختیار کرتے جس کی وجہ سے نرخ اشیاء پھر اپنی پہلی شرح پر آ جاتیں اگر قاضی کے کسی فیصلے کے متعلق شک ہو جاتا تو خود اس قاضی کو اس کے متعلق لکھتے اور اس مقام کے دوسرے اصحاب سے اس کے کام کے متعلق دریافت رائے کرتے اگر کوئی بات خلاف ضابطہ نظر آتی تو اس پر اس قاضی کو زجر و توبیخ کرتے۔

ولید بن یزید کی شراب نوشی کا واقعہ:

محمد اور ابراہیم کے قضیہ سے فارغ ہو کر جب منصور بغداد کی تکمیل کے بعد اس میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہوئے تو کسی شخص نے ان کے سامنے غالباً مشابہت دینے کے لیے ولید کا ذکر کیا۔ سن کر کہا ''اللہ اس ملحد کافر پر لعنت کرے'' اس وقت ابوبکر الہذلی ابن عیاش المنقوف اور شرقی بن قطامی منصور کے خاص مصاحب دربار میں موجود تھے ابوبکر الہذلی نے فرزوق کی یہ روایت اس وقت

بیان کی اس نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ ولید بن یزید کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے ہم مشرب ندیم اس کے پاس موجود تھے اس نے صبح کے وقت خوب شراب پی رکھی تھی۔

ولید بن یزید کی ابن عائشہ سے گانے کی فرمائش:

ابن عائشہ کو حکم دیا کہ ابن الزبعری کے یہ شعر گا کر سناؤ:

لیت اشیاخی ببدر شھدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

و قتلنا الضعف من ساداتھم　　و عدلنا میل بدر فاعتدل

ترجمہ: ''کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے تو وہ بنی خزرج کو نیزوں کے پھلوں کے وار سے پریشان اور مضطرب دیکھتے جب ہم نے ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کر دیا اور بدر کی کجی اس طرح نکال دی کہ وہ درست ہو گئی''۔

ابن عائشہ نے کہا امیر المومنین ان اشعار کو میں نہیں گاتا۔ ولید نے کہا تجھ کو گانا پڑے گا ورنہ میں تیرے کلّے چیر دوں گا۔ اس نے مجبوراً سنا دیئے۔ سن کر خوش ہوا تعریف کی اور کہا میں ابن زبعری کے اس مسلک پر ہوں جس بنا پر اس نے یہ شعر کہے تھے۔ یہ واقعہ سن کر منصور نے اس پر لعنت بھیجی اور اس کے مصاحبین نے بھی لعنت بھیجی اور منصور نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی نعمت حکومت اور توحید سے ہم کو بہرہ ور کیا ہے۔

المنصور کا والی آرمینیا کے نام فرمان:

ابوبکر الہذلی کہتا ہے ایک مرتبہ والی آرمینیا نے ان کو لکھا کہ فوج نے سرکشی اختیار کی ہے اور خزانوں کو توڑ کر تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے۔ منصور نے اسی کے خط پر آخر میں یہ حکم لکھا ''ہم تجھ کو ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنے اس عہدہ سے معزول کرتے ہیں اگر تجھ میں عقل ہوتی تو فوج کی اطاعت میں کبھی فرق نہ پڑتا اور اگر تو قوی ہوتا تو اس کو سرکاری خزانہ لوٹنے کی جرأت ہی نہ ہوتی''۔

ایک ضعیف باغی سے منصور کا حسن سلوک:

ایک بیہودہ شخص نے فلسطین میں ابوجعفر کے خلاف خروج کیا۔ انھوں نے اپنے عامل فلسطین کو لکھا۔ ''تیری جان اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر تو نے اسے پکڑ کر میرے پاس نہ بھیج دیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا''۔ عامل فلسطین نے اس کی گرفتاری میں پوری جدوجہد کی اور آخر کار وہ اس کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اسے ابوجعفر کی خدمت میں بھیج دیا ابوجعفر نے اسے اپنے پاس بلایا جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوا تو انھوں نے کہا تو نے میرے عمال پر یورش کی تھی۔ بخدا میں تیرا قیمہ کر دوں گا۔ اس شخص نے ان کے جواب میں بوجہ کبر سنی کے نہایت پست آواز میں یہ شعر پڑھا:

اتروض عرسك بعد ماھرمت　　و من العناء ریاضة الھرم

ترجمہ: ''کیا اب بڑھاپے میں تو اپنی بیوی کو سنوارتا ہے حالانکہ بڑھاپے میں تزئین محض مشقت ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں''۔

اس کی پست آواز کی وجہ سے منصور اچھی طرح نہ سمجھ سکے ربیع سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے ربیع نے کہا یہ کہتا ہے:

العبد عبدکم و المال مالکم　　فھل عذابك عنی الیوم منصرف

ترجمہ: ''میں آپ کا غلام ہوں یہ میرا مال سب آپ کا ہے پس کیا میں آج آپ کی سزا سے مامون رہوں گا؟''۔

سن کر کہا ربیع ہم نے اسے معاف کر دیا اسے چھوڑ دو اسے یاد رکھو اور اسے کسی مقام کا والی مقرر کر دینا۔

المنصور کی عامل کو عدل کی تلقین:

ایک شخص نے منصور سے اپنے عامل کی شکایت کی کہ اس نے میری زمین میں منڈیر بنا کر اسے اپنی زمین میں شامل کر لیا ہے منصور نے اسی استغاثہ پر عامل کو لکھا ''اگر عدل کو اختیار کرو گے ہمیشہ سلامتی سے رہو گے۔ بہتر ہے کہ اس شاکی کی شکایت رفع کر دو''۔

ایک شخص نے درخواست دی کہ مجھے اپنے محلّہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت دی جائے اسی درخواست پر لکھ دیا قیامت آنے کی شرطوں میں مساجد کی کثرت بھی ہے بہتر ہے کہ تم بھی اس میں شرکت کرو اور زیادہ ثواب حاصل کرو۔

ابوجعفر کے عمال کے نام احکامات:

علاقہ سواد کے ایک شخص نے کسی عامل کی شکایت لکھی اسی درخواست پر لکھ دیا اگر تم سچے ہو تو ہم تم کو اجازت دیتے ہیں کہ اس عامل کی مشکیں باندھ کر حاضر کرو۔

ابوالہذیل العلاف راوی ہے کہ ایک مرتبہ ابوجعفر نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سید بن محمد نے کرخ میں (راوی کہتا ہے یا انھوں نے واسطہ کا نام لیا) انتقال کیا ہے اور اس مقام کے باشندوں نے اسے دفن نہیں کیا اگر یہ بات میرے نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تو میں اس مقام کو آگ لگا دوں گا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے۔

سید بن محمد نے مہدی کے عہد میں بغداد کے محلّہ کرخ میں انتقال کیا تھا اہل کرخ نے اس کے دفن کرنے میں پس و پیش کیا مہدی نے اس کام کے لیے ربیع کو متعین کیا اور حکم دیا کہ اگر وہ اس کام میں رکاوٹ پیدا کریں تو تم ان کے مکانات کو مع ان کے جلا دینا۔ مگر ربیع کو ایسا کرنے کی نوبت نہیں آئی۔

مدائنی کی روایت:

مدائنی کہتا ہے جب منصور' محمد' ابراہیم' عبداللہ بن علی' عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کے فتنوں سے فارغ ہوئے' بغداد آ رہے۔ اور اب تمام معاملات ان کے حسب منشاء طے پائے تو انھوں نے یہ شعر اپنی مثال میں پڑھا:

تبيت من البلوى على حدمرهف مرارا و يكفى الله ما انت خائف

ترجمہ: ''بسا اوقات تم ایسی مصیبت میں پڑ جاتے ہو کہ اس کی وجہ سے تم کو کسی طرح چین نہیں آتا حالانکہ خداوند عالم اس مصیبت کو دفع کر دیتا ہے جس سے تم خائف تھے''۔

عبداللہ بن ربیع نے کہا کہ منصور نے ان باغیوں کی سرکوبی کے بعد یہ شعر پڑھا تھا:

و رب امور لا تضيرك ضيرة و للقلب من مخشاتهن و جيب

ترجمہ: ''بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ قلب ان کے عواقب بد سے سخت خائف ہوتا ہے مگر حقیقت میں اس سے تم کو کوئی ضرر ہی نہیں پہنچتا''۔

پسران عبداللہ بن حسن کے متعلق منصور کے اشعار:

ہیثم بن عدی کہتا ہے۔ جب منصور کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن حسن کے بیٹے اس کے عذاب سے ڈر کر مختلف مقامات میں چھپے

پھرتے ہیں اس نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

ان قناتی لنبع لا یوسیها غمز الثقاف ولا دهن ولا نار
متی اجر خائفا تامن مسارحه و ان اخف آمنا تقلق به لدار
سیروا الیی و غضوا بعض اعینکم انی لکل امرئ من جاره جار

ترجمہ: ''میرے نیزے کا بانس مضبوط اور سیدھا ہے جسے شکنجہ کی گرفت نیل کی تری اور آگ کی گرمی کی ضرورت نہیں جب میں کسی خوف زدہ کو امن دیتا ہوں تو اس کے تمام دور دراز کے راستے اس کے لیے بے خطر ہو جاتے ہیں اور جب میں کسی مامون کو دھمکی دیتا ہوں تو گھر کی چار دیواری میں وہ مضطرب اور بے چین ہو جاتا ہے۔ تم میرے پاس چلے آؤ اور شرم سے آنکھیں بند کرلو میں ہر شخص کو جو میری امان میں آئے امان دیتا ہوں''۔

ابوجعفر کے مولیٰ واضح کا بیان:

ابوجعفر کا مولیٰ واضح بیان کرتا ہے کہ مجھے انھوں نے باریک اور نرم کپڑے کے دو قطعات خریدنے کا حکم دیا۔ میں ایک سو بیس درہم میں خرید لایا۔ پوچھا کتنے میں لائے؟ میں نے کہا اسی درہم میں' کہنے لگے اچھے ہیں مگر ان کی قیمت کم کراؤ' کیونکہ ایک مرتبہ جب مال ہمارے پاس آتا ہے اور پھر وہ مالک کے پاس واپس جاتا ہے تو اس سے اس کی قیمت گھٹ جاتی ہے میں نے وہ دونوں پارچے اس کے مالک سے لے لیے دوسرے دن میں ان کو لے کر بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا پوچھا تم نے کیا کیا۔ میں نے کہا میں نے ان دونوں کو ان کے مالک کو لے جا کر واپس کر دیا تھا اس نے بیس درہم کم کر دیئے کہنے لگے تم نے ٹھیک کیا اچھا ان میں سے ایک کی قمیص قطع کرو اور ایک کو چادر بنا دو۔ میں نے حسب الحکم اسی طرح کر دیا۔ پندرہ دن تک بغیر بدلے وہ یہ ایک ہی قمیص پہنے رہے۔

ابومنصور کی اپنے خاندان کو ہدایات:

وہ ہمیشہ اپنے اہل خاندان کو اچھی ہیئت بنانے' لباس فاخرہ پہننے' خوشبو لگانے اور اللہ کی نعمت کو تشکر کے ساتھ ظاہر کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے ان باتوں میں سے کمی کر دی ہے تو اس کو متنبہ کرتے اور کہتے۔ کہ تمہاری داڑھی کے بالوں میں غالیہ کی چمک نہیں دکھائی دیتی اس کے برخلاف فلاں شخص کی داڑھی کیسی چمک دار ہے۔ اس تنبیہ سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ ان کے اہل خاندان ہمیشہ خوشبو کا استعمال کریں ظاہری شکل وصورت اچھی بنائیں اور لباس فاخرہ زیب تن کریں تا کہ عوام پر ان کا وقار اور رعب قائم رہے۔ اگر وہ کسی اپنے عزیز کو عمدہ لباس پہنے دیکھتے تو اس کی تعریف کرتے۔

ابوجعفر کی عجلان بن سہل کی تعریف:

احمد بن خالد بیان کرتا ہے کہ منصور اکثر مالک بن ادہم سے حوثرہ بن سہل کے بھائی عجلان بن سہل کے واقعہ کو پوچھا کرتے تھے۔ مالک نے بیان کیا کہ ایک دن ہم عجلان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ہشام بن عبدالملک ہمارے سامنے سے گزرا۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا وہ دیکھو احول ہمارے پاس سے گزرا۔ عجلان نے پوچھا کس سے مراد ہے اس نے کہا ہشام' عجلان کہنے لگا تم امیر المومنین کو اس برے لقب سے یاد کرتے ہو بخدا اگر تمہاری قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ منصور نے کہا بخدا! ایسے شخص کے ساتھ موت وزندگی نافع ہے۔

ابوجعفر اور ایک غلام عرب:

منصور کا ایک خادم تھا جس کا رنگ زرد مائل بہ سیاہی تھا۔ یہ اپنے کام میں بہت ہوشیار تھا اور اس میں کوئی برائی نہ تھی۔ ایک

دن انھوں نے اس سے اس کی قومیت پوچھی اس نے کہا میں عرب ہوں پوچھا کون؟ اس نے کہا قبیلہ خولان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے دشمن یمن سے مجھے پکڑ لے گئے انھوں نے مجھے خصی کر دیا اور غلاموں کی طرح فروخت کر دیا۔ پہلے میں ایک اموی کے پاس رہا۔ پھر اب آپ کے پاس ہوں۔ کہنے لگے تم غلام تو بہت اچھے ہو مگر میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی عرب میرے قصر میں میرے حرم کی خدمت گزاری کے لیے مقرر رہو۔ اللہ اپنی عافیت میں رکھے تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلے جاؤ۔

فضیل بن عمران کے قتل کا حکم:

منصور نے کوفہ کے فضیل بن عمران کو اپنے بیٹے جعفر کا کاتب اور مصاحب مقرر کر دیا۔ نیز یہ اس کا کامدار بھی تھا اس کی حیثیت جعفر کے پاس وہی تھی جو ابوعبیداللہ کی مہدی کے پاس تھی۔ منصور کا ارادہ تھا کہ وہ جعفر کو مہدی کے بعد ولی عہد خلافت مقرر کر دے۔۔ جعفر کی کھلائی عبیداللہ کی ماں کو فضل کے خلاف سازش کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ اس نے فضل کی منصور سے شکایت کی اور اشارۃً یہ بات کہہ دی کہ فضل جعفر سے ناشائستہ حرکات کرتا ہے۔ منصور نے اپنے مولیٰ ریان اور ہارون بن غزوان عثمان بن نہیک کے مولیٰ کو فضل کے پاس بھیجا وہ اس وقت جدید شہر موصل میں جعفر کے ساتھ قیام پذیر تھا اور حکم دیا کہ فضیل کو دیکھتے ہی اسے قتل کر دینا اس کام کے لیے منصور نے باقاعدہ فرمان لکھ کر ان کو دے دیا۔ مگر اسی کے ساتھ انھوں نے ان دونوں کو ہدایت کر دی کہ تاوقتیکہ تم اسے قتل نہ کر دو جعفر کے نام کا خط اسے نہ دینا۔

فضیل بن عمران کا قتل:

یہ دونوں منصور کے پاس سے روانہ ہو کر جعفر کے پاس آئے اور اندر جانے کی اجازت کے انتظار میں اس کے دروازے پر بیٹھ گئے اتنے میں خود فضیل باہر نکل کر ان کے پاس آیا انھوں نے اسے پکڑ لیا اور پھر منصور کا فرمان نکالا کسی نے ان کا تعارض نہیں کیا انھوں نے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اس کے قتل ہو جانے تک جعفر کو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فضیل ایک نہایت متقی' پرہیزگار اور دیندار آدمی تھا۔ منصور سے لوگوں نے کہا فضیل تو نہایت ہی پاک باز اور عفیف شخص تھا جو تہمت اس پر لگائی گئی ہے وہ اس سے دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں قطعی بری تھا آپ نے اس کے خلاف کارروائی کرنے میں بہت عجلت کی اس پر منصور نے ایک دوسرا پیامبر دوڑایا اور اس سے کہا کہ اگر فضیل کے قتل سے پہلے تم اسے پا لو گے تو دس ہزار درہم تم کو انعام دوں گا مگر یہ قاصد اس وقت پہنچا کہ ابھی فضیل کا خون بھی خشک نہ ہوا تھا۔

موید پر عتاب و معافی:

جعفر کا مولیٰ موید بیان کرتا ہے کہ جعفر نے مجھے بلا بھیجا اور کہا' بتاؤ امیر المومنین ایک نیک متقی عفیف شخص کے بلا جرم وقصور قتل کا کیا جواب دیں گے۔ میں نے کہا وہ امیر المومنین ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اس کے اسباب وعلل سے وہی خوب واقف ہوتے ہیں۔ جعفر نے گالی دے کر کہا میں تجھ سے خاص لوگوں کی طرح کلام کر رہا ہوں اور تو مجھ سے عوام کی طرح کلام کرتا ہے۔ اس کے پاؤں باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ میں نے کہا اچھا میں اس کے متعلق آپ سے گفتگو کرتا ہوں۔ جعفر نے کہا اچھا اسے چھوڑ دو۔ میں نے کہا بھلا تمہارے باپ سے فضیل کے متعلق کیا سوال ہوگا اس نے اپنے چچا عبداللہ بن علی' عبداللہ بن الحسن وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے دوسرے اہل بیت کو صریح ظلم سے قتل کر دیا پہلے ان لوگوں کے متعلق سوال ہوگا اس

کے بعد کہیں فضیل کی نوبت آئے گی تو شاید فرعون کے خواجہ سرا اس کی طرف سے جواب دے سکیں۔ یہ جواب سن کر جعفر ہنسنے لگا اور کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو اسے چھوڑ دو۔

ابوجعفر منصور اور حفص اموی:

مشہور اموی شاعر اور ان کے مداح حفص کو جو حفص بن ابی جمعہ کے نام سے مشہور اور عباد بن زیاد کا مولیٰ تھا منصور نے اپنے بیٹے مہدی کا اتالیق مقرر کر دیا تھا کہ اس کی مجالس میں مودب کی حیثیت سے اسی کے ساتھ رہے یہ نہ صرف بنی امیہ کے عہد میں بلکہ منصور کے عہد میں بنی امیہ کا مداح تھا۔ مگر اس کے باوجود منصور نے اس کے فعل کو کبھی برا نہ سمجھا' یہ مہدی کے عہد میں برابر اس کے ساتھ رہا مگر اس کے خلیفہ ہونے سے پہلے ہی مر گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حفص الاموی منصور کے پاس آیا اور اس سے ہم کلام ہوا چونکہ وہ اس سے واقف نہ تھے انھوں نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا امیر المومنین میں آپ کا مولیٰ ہوں انھوں نے کہا تمہارا سا کوئی مولیٰ میرا نہیں ہے۔ جسے میں پہچانتا نہ ہوں اس نے کہا میں آپ کا مولیٰ اور خادم ہوں۔ میں عبد مناف کا مولیٰ ہوں۔ یہ جواب منصور کو بہت پسند آیا اور اب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بنی امیہ کا مولیٰ ہے انھوں نے اسے مہدی کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا۔

منصور کی اولاد و ازواج:

ان کی اولاد میں مہدی ہے جس کا نام محمد ہے اور جعفر الاکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور' یزید بن المنصور الحمیری کی بہن تھی یہ جعفر منصور ہی کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا۔

سلیمان' عیسیٰ اور یعقوب' ان کی ماں فاطمہ بنت محمد (یہ طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں تھا) تھی۔

جعفر الاصغر' اس کی ماں ام ولد ایک کرد یہ لونڈی تھی منصور نے اسے خرید کر اپنی بیوی بنا لیا تھا' اس کے بیٹے کو ابن الکردیہ کہتے تھے۔

صالح المسکین: اس کی ماں بھی ایک رومیہ ام ولد تھی جو قالی الفراشہ کے نام سے مشہور تھی۔

قاسم: یہ منصور سے پہلے ہی دس سال کی عمر میں انتقال کر گیا تھا اس کی ماں ام ولد تھی جو ام القاسم کے نام سے مشہور ہے۔ بغداد کے باب الشام پر اس کا ایک باغ آج تک ''ام القاسم کے باغ'' کے نام سے مشہور اور موجود ہے۔

عالیہ: اس کی ماں ایک اموی تھی۔ منصور نے اسحٰق بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباس ﷺ کے ساتھ اس کی شادی کر دی تھی خود اسحٰق بن سلیمان سے روایت ہے کہ اس نے یہ بات بیان کی کہ میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے فرزند! میں نے شریف ترین عورت عالیہ بنت امیر المومنین' سے تمہاری شادی کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ ہمارے کفو کون ہیں انھوں نے کہا ہمارے دشمن بنی امیہ ہمارے کفو ہیں۔

منصور کی وصایا

منصور کا قصر عبودیہ میں قیام:

جب اس سال یعنی ۱۵۸ھ کے ماہ شوال میں منصور حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوئے تو قصر عبودیہ میں آ کر فروکش ہوئے۔ کئی دن یہاں مقیم رہے مہدی ان کے ساتھ تھا۔ اثنائے سفر میں یہ اسے وصیت کرتے جاتے تھے' اسی قصر کے قیام میں ماہ شوال کے ختم میں ابھی تین راتیں باقی تھیں کہ طلوع سحر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹا جس کی روشنی طلوع شمس تک نمایاں رہی اب وہ صبح وشام روزانہ مہدی کو خزانہ اور ملک کی صیانت وحفاظت کے متعلق وصیت کرتے تھے اس قصر میں قیام کے دوران میں وہ اور مہدی ہر وقت ساتھ رہتے کسی ضرورت ہی سے جدا ہوتے تھے۔

محمد المہدی کی طلبی:

جب وہ دن آیا جس میں ان کا وقت کوچ کر جانے کا ہوا انھوں نے مہدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تمام باتیں پہلے ہی تمہارے لیے مہیا کر دی ہیں تم کو کچھ کرنا نہیں البتہ اب میں اور چند نصیحتیں تم کو کرتا ہوں مگر امید نہیں کہ تم ان پر کاربند ہو گے ان کے پاس ایک پٹارہ تھا جس میں ان کے علم کا سارا دفتر محفوظ تھا وہ مقفل رہتا تھا اپنے سوا نہ کسی دوسرے کو کھولنے دیتے تھے اور نہ اس کی کنجی دیتے تھے' ہمیشہ اس کی کنجی اپنی قمیص کی جیب میں محفوظ رکھتے تھے جب اس کی ضرورت ہوتی تھی تو صرف حماد الترکی کا یہ منصب تھا کہ وہ اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا اگر وہ کسی وقت ان کے پاس نہ ہوتا باہر گا ہوتا تو پھر سلمہ خادم اس پٹارے کو ان کے پاس لاتا۔

علمی ذخیرہ کی حفاظت کی نصیحت:

مہدی سے کہا کہ اس پٹارے کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس میں تمہارے آباء کا سارا علمی ذخیرہ محفوظ ہے جو واقعات ہو چکے ہیں اور جو واقعات آئندہ قیامت تک پیش آئیں گے وہ سب اس میں درج ہیں۔ اگر کسی معاملہ میں تم کو دشواری پیش آ جائے تو اس کے متعلق پہلے بڑے دفتر میں دیکھنا اگر تمہیں وہ بات اس میں معلوم ہو جائے جسے تم تلاش کرو تو فبہا ورنہ دوسرے اور تیسرے دفتر میں تلاش کرنا یہاں تک کہ ساتوں دفتر ختم کر دو اگر ان میں سے کسی میں کوئی بات معلوم نہ ہو تو پھر وہ چھوٹی بیاض دیکھنا اس میں تم کو ضرور وہ بات معلوم ہو جائے گی۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل پیرا نہ ہو گے۔

ابومنصور کا خزانہ:

اس شہر پر نظر رکھنا اور ہرگز اسے مت بدلنا یہ تمہارا گھر اور وجہ عزت ہے میں نے اس میں اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے کہ اگر دس سال تک بھی خراج وصول نہ ہو تو یہ اندوختہ باقاعدہ فوج کی تنخواہ' انتظام مملکت کے اخراجات' اہل وعیال اور اہل خاندان کی معاش اور سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت وصیانت کے لیے بالکل کافی ہو گا۔ تم اس شہر کا خیال رکھنا۔ جب تک خزانہ معمور رہے گا تمہاری عزت برقرار رہے گی مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر کاربند نہ ہو گے۔

اہل خاندان سے حسن سلوک کی تلقین:

میں تم کو اپنے خاندان والوں سے نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں تم ہمیشہ لوگوں کے سامنے ان کی عزت افزائی کرتے رہنا۔ ان کو دوسروں پر مقدم رکھنا' ان کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہنا۔ ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا۔ دربار میں سب سے پہلے ان کو آنے کی اجازت دینا۔ ان کو امیر بنانا کیونکہ ان کی عزت اصل میں تمہاری عزت ہے اور ان کی نام آوری وشہرت تمہاری نام آوری اور شہرت ہے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔

موالیوں کے متعلق ہدایت:

اپنے موالیوں کا بہت خیال رکھنا ان پر احسان کرنا اپنی قربت کا فخر ان کو دینا۔ ان میں اضافہ کرنا۔ کیونکہ ضرورت کے وقت یہی تمہارا ساتھ دیں گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اہل خراسان کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آنا یہ تمہارے انصار اور شریک کار ہیں۔ یہی وہ ہیں جنھوں نے تمہاری حکومت کے قیام کے لیے جانیں اور مال قربان کیا ہے اگر تم ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو گے تو کبھی بھی ان کے دلوں سے تمہاری محبت زائل نہ ہوگی ان کے خطا کار سے درگزر کرنا' ان کی خدمات کا صلہ دینا۔ جو ان میں سے مرجائے اس کی جگہ اس کی اولاد یا اعزا میں سے کسی کو مقرر کرنا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس پر بھی عمل نہ کرو گے۔

مدینہ شرقیہ کی تعمیر کی ممانعت:

مدینہ شرقیہ کبھی مت بنانا کیونکہ تم اس یک تعمیر پوری نہ کرسکو گے مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم میری اس وصیت پر بھی عمل نہ کرو گے۔ بنی سلیم کے کسی شخص سے اعانت نہ لینا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔ حکومت کے معاملات میں عورتوں کو مشیر نہ بنانا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تم ضرور ایسا کرو گے۔

قرض کی ادائیگی کی ہدایت:

وصایا کے متعلق مذکورۂ بالا بیان ہیثم کا ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ مکہ جاتے وقت منصور نے مہدی کو بلا کر کہا کہ میں اب جارہا ہوں اور واپس نہیں آؤں گا۔ کیونکہ بہرحال ایک دن ہمیں اللہ کے یہاں جانا ہی ہے میں اپنے اس خط کو اللہ کی برکت کے ساتھ سربمہر تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ جب تم کو میری موت کا علم ہو اور تم حکمران ہو جاؤ اس وقت اس خط کو دیکھ لینا۔ مجھ پر قرض ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ تم ادا کرو' مہدی نے کہا بسروچشم میں اس کے لیے حاضر ہوں' کہنے لگے تین لاکھ درہم سے کچھ زیادہ ہے اسے میں اچھا نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کے بیت المال سے یہ رقم دی جائے۔ یہ تم اپنے ذمہ لے لو کیونکہ جس منصب پر تم فائز ہو گے اس کی قدر و قیمت اس روپیہ سے کہیں زیادہ مہدی نے کہا میں اس کے لیے حاضر ہوں۔

املاک کے متعلق وصیت:

پھر کہا یہ میرا قصر میری ذاتی ملک ہے اسے **میں نے** اپنے روپیہ سے بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں تمہارا جو حصہ ہے وہ تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے **کہا میں ایسا ہی** کروں گا۔ کہنے لگے میرے جو خدام خاص ہیں ان کو تم اپنی ہی خدمت میں لے لینا۔ برطرف نہ کردینا۔ کیونکہ خلیفہ ہونے کے بعد تم کو تو ان کی چنداں ضرورت نہ رہے گی' مگر ان کو اس وقت برسرکار رہنے

کی اب سے زیادہ ضرورت ہو جائے گی' مہدی نے اس کے لیے بھی **اقرار کیا۔ کہنے** لگے البتہ میری ذاتی جائداد کے **متعلق میں تم** کو اس قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا البتہ اگر تم خود ایسا کرو تو یہ بات میری **خوشی کا باعث ہوگی۔** مہدی نے اس کا بھی اقرار کیا۔ کہا تو اچھا تم اپنے چھوٹے بھائیوں کو جو میں نے کہا ہے دے دینا اور جائداد میں البتہ تم **ان کے برابر** کے شریک رہو گے۔ میرے کپڑے اور دوسرا سامان اپنے بھائیوں کو دے دینا۔ مہدی نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ اس پر کہا اللہ اس خلافت کو تمہارے لیے مبارک و سرفراز کرے اور ہمیشہ تمہارا کارساز رہے۔ حکومت ملنے کے بعد ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ان وصایا کے بعد وہ کوفہ کی سمت روانہ ہوئے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ لیے ان کے بال کٹوائے ان کے گلے میں قلادہ باندھا۔ ابھی ماہ ذی قعدہ کے کچھ ہی دن گزرے تھے۔

ریطہ بنت ابی العباس کو ہدایات:

جمرة العطارہ' جو منصور کی عطارہ تھی بیان کرتی ہے کہ جب وہ حج کے لیے جانے لگے تو اپنی بہو ریطہ بنت ابی العباس مہدی کی بیوی کو پاس بلایا مہدی اس وقت رے میں تھا جو وصایا کرنا تھیں وہ سب اس سے کہہ دیں اور ایک عہد لکھ کر اس کے سپرد کیا۔ تمام خزانوں کی کنجیاں اسے دے دیں۔ ہر بات اچھی طرح سمجھا دی اور سخت قسم دے کر یہ اقرار واثق لے لیا کہ ان خزانوں کے کوٹھوں میں سے **بعض** کو کبھی نہ کھولا جائے **اور** سوائے مہدی کے اور کسی دوسرے کو ان کی اطلاع نہ ہونے پائے اور یہ بھی صرف اس وقت ہو جب کہ تم کو میری موت کی سچی **خبر معلوم ہو۔** میرے مرنے کے بعد البتہ صرف وہ اور مہدی ان کوٹھوں کو کھولیں' وہاں کوئی تیسرا شخص بھی نہ ہو۔ جب مہدی **رے سے مدینۃ السلام آیا تو** ریطہ نے خزانوں کی کنجیاں اس کے حوالے کیں اور کہہ دیا کہ منصور مجھے یہ دے گئے ہیں اور تاکید کر دی ہے کہ **جب تک تمہیں** میرے مرنے کی صحیح اطلاع نہ پہنچے اس وقت تک تم نہ کوٹھے کھولنا اور نہ اس کی کسی دوسرے کو اطلاع دینا چنانچہ جب مہدی کو ان کے مرنے کی خبر ہوئی اور وہ خود اب خلیفہ ہوا تو اس نے کوٹھے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ہمراہ تھی متعدد ستونوں کا ایک بڑا کمرہ نظر آیا اس میں آل ابی طالب کے مقتولوں کی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے تھے جن میں ان کا نسب درج تھا۔ ان کثیر تعداد مقتولوں میں کم سن بچے' جوان اور بوڑھے سب ہی تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ اس نے ایک گڑھا کھدوایا اور ان سب لاشوں کو اس میں دفن کر کے اس پر ایک قبہ بنوا دیا۔

منصور کی اپنی موت کی پیشین گوئی:

اسحٰق عیسیٰ بن علی اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے ۱۵۸ھ میں مکہ جاتے ہوئے منصور کو مہدی سے رخصت کے وقت یہ کہتے سنا' اے ابوعبداللہ! میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا تھا اور ذی الحجہ ہی میں مجھے خلافت ملی اب میرے قلب میں یہ بات خود بخود آئی ہے کہ اس سال کے ذی الحجہ میں میری موت واقع ہوگی اس خیال نے مجھے حج پر آمادہ کیا ہے۔

ابوجعفر کی مہدی کو وصیت:

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے بعد مسلمانوں **کے حکومت کی باگ تمہارے** ہاتھ میں آئے تم ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اگر اللہ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہاری مشکل کو آسان کر **دے گا۔ تم کو سلامتی اور نتیجہ** میں کامیابی دے گا اور غیر متوقع طریقوں سے تم کو کامیابی ہوتی رہے گی۔ اے میرے فرزند! مسلمانوں **کے ساتھ سلوک کرنے** میں محمد ﷺ کا خیال رکھنا۔ اللہ تمہارے معاملات کی حفاظت کرے گا۔ کسی کو بلا وجہ قتل کرنے سے **اجتناب کرنا کیونکہ یہ اللہ کے** نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے اور دنیا میں مستقل

عار ہے جو عمر بھر نہیں جاتا۔ ہمیشہ جہاد کرتے رہنا کیونکہ دین و دنیا دونوں جگہ اس کا ثواب اور فائدہ تم کو حاصل ہوگا۔ حدود شرعیہ کو قائم کرنا مگر اس میں حد سے متجاوز نہ ہونا ورنہ برباد ہو جاؤ گے اگر اللہ اپنے دین مبین کی اصلاح اور بندوں کو معاصی سے روکنے کے لیے حدود مقررہ کے علاوہ اور تدابیر مناسب سمجھتا تو اس کے متعلق اپنی کتاب میں حکم دے دیتا۔ البتہ یہ تم کو معلوم رہے کہ ان مفسدین کے لیے جو اللہ کی حکومت اور اس کی سرزمین میں فتنہ و فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اس پر اپنی کتاب میں نہایت سخت سزا اور عذاب کا حکم دیا ہے چنانچہ اس کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا ﴾ (پوری آیہ)

''بے شک ان لوگوں کی سزا جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنا چاہتے (یہ ہے)''۔

اے میرے فرزند! حکومت اللہ کی مضبوط رسی' مستحکم دستہ اور پائیدار مسلک الٰہی ہے۔ اس کی اچھی طرح نگرانی رکھنا اسے مضبوط کرنا اس کی مدافعت کرنا جو اس میں الحاد پیدا کریں یا اس سے نکل جائیں یا خروج کریں انھیں ہلاک کر دینا انھیں عذاب دینا ان کے دست و پا قطع کرا دینا' اللہ نے اپنے کلام مستحکم میں جو احکام دیئے ہیں ان سے سرمو تجاوز نہ کرنا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرنا اس سے آگے نہ بڑھنا۔ انصاف ایسا حربہ ہے جس کے ہوتے ہوئے بغاوت نہ سرسبز ہو سکتی ہے اور نہ دشمن کو کسی قسم کی کامیابی ہو سکتی ہے اگر کوئی تکلیف رونما بھی ہو جائے تو وہ فوراً دفع ہو جاتی ہے' سرکاری مال گزاری میں سے کبھی کچھ اپنے لیے نہ لینا کیونکہ جو کچھ میں تمہارے لیے چھوڑ جاؤں گا۔ اس کے ہوتے ہوئے اس کی تم کو حاجت ہی نہ پڑے گی۔ برسر حکومت آتے ہی اپنی فرماں روائی کی ابتداء عزیز و اقربا کو انعام و صلہ دینے سے کرنا' سرکاری روپیہ میں نہ اسراف کرنا اور نہ اسے اپنوں پر خرچ کرنا' سرحدوں پر ہمیشہ کافی فوج و اسلحہ تیار رکھنا۔ اطراف سلطنت کو اپنے ضبط میں رکھنا' راستوں کو مامون رکھنا اپنے اور رعایا کے درمیانی لوگوں کو بہت ہی خاص طور پر سوچ سمجھ کر مقرر کرنا۔ مد معاش میں اضافہ کرنا' عوام کو جمعیت خاطر عطا کرنا' رفاہ عام کے لیے انتظام کرنا۔ ان کی تکالیف کو دور کرنا' سلطنت کی آمدنی میں اضافہ کرتے رہنا اور اسے جمع رکھنا۔ کبھی فضول خرچی نہ کرنا کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت غیر متوقع مصائب و حوادث پیش آ جاتے ہیں بلکہ زمانے کی عادت مستمرہ ہی یہ ہے کہ مصائب غیر متوقع ہوتے ہیں جس قدر تم سے ممکن ہو اس قدر سپاہی' جانور اور باقاعدہ فوج مستعد رکھنا۔ کبھی ایسا نہ کرنا کہ آج کا کام کل پر اٹھا رکھو۔ کیونکہ اس طرح پھر ہجوم کار ہو جائے گا اور کوئی کام بھی ٹھکانے سے نہ ہو سکے گا۔ جو امور تصفیہ طلب پیش آئیں انھیں ان کے حسب ترتیب وقوع اسی وقت انجام دینا اس میں ہرگز تاخیر نہ کرنا بلکہ پوری مستعدی اور آمادگی سے تمام کام اسی وقت انجام دینا اور خود ہی تمام مہمات امور پر غور و خوض کرتے رہنا اس سے نہ گھبرانا نہ درماندہ اور سست ہونا اپنے رب کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا اور اپنے عاملوں اور کاتبوں کے متعلق ہمیشہ بدگمان' شب بیدار رہنا۔ جو لوگ تمہارے دروازے پر شب باش ہوں ان کا حال اور ضرورت دریافت کرنا' اپنے دربار میں آنے کے لیے سہولت دینا تاکہ ہر شخص آسانی سے تم تک بار پا سکے جو لوگ اپنا جھگڑا تمہارے پاس لائیں اس پر غور کر کے مناسب احکام نافذ کرنا۔ ان تمام نزاعات کو ایسی آنکھ کے سپرد کرنا جو ہر وقت بیدار رہو اور تصفیہ نزاعات میں اپنے نفس کو دخل دینے کی اجازت نہ دینا۔ سوتے مت رہنا۔ کیونکہ جس روز تمہارا باپ خلیفہ ہوا وہ نہیں سویا اگر کبھی اس کی آنکھ لگ بھی گئی تو اس کا دل ہمیشہ بیدار رہا۔ یہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

راوی کہتا ہے کہ یہ وصیت کر کے منصور نے مہدی کو خیر باد کہا۔ اس وقت دونوں کے قلب امنڈ آئے اور وہ رو پڑے۔

وصایا کے متعلق سعید بن حریم کی روایت:

سعید بن حریم کی روایت ہے کہ اپنے سنہ وفات میں جب منصور حج کے لیے روانہ ہوئے تو مہدی نے ان کی مشایعت کی۔ منصور نے کہا اے میرے بیٹے میں نے تمہارے لیے اس قدر روپیہ جمع کر دیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیا تھا اسی طرح میں نے اس قدر موالی تمہارے لیے جمع کر دیئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی خلیفہ نے نہیں کیے تھے اسی طرح میں نے تمہارے لیے ایک ایسا عمدہ شہر بنا دیا ہے جو کسی دوسرے نے عہد اسلام میں آج تک نہیں بنایا تھا مجھے تمہارے متعلق صرف ان دو شخصوں عیسیٰ بن موسیٰ اور عیسیٰ بن زید سے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف شورش برپا کریں گے' عیسیٰ بن موسیٰ نے ایفائے بیعت کے لیے میرے سامنے ایسے عہد و پیمان کیے ہیں کہ ان کی موجودگی میں مجھے اس سے زیادہ اندیشہ نہیں اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو بخدا! میں اس کا کام ہی تمام کر دیتا اور تم کو اس اندیشے کی نوبت ہی نہ آتی اب بھی تم اس تو اپنے دل سے نکال ہی دو اب رہا عیسیٰ بن زید تو اس پر فتح پانے کے لیے اگر تم یہ تمام روپیہ خرچ کر دو اور اپنے یہ تمام موالی کٹوا دو اور یہ شہر بھی منہدم کر دو تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ابوجعفر کی قیام گاہ پر اشعار:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ مکہ جاتے ہوئے جب منصور آخر منزل میں فروکش ہوئے تو ان کی نظر مکان کے صدر پر پڑی وہاں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابا جعفر حانت وفاتك وانقضت سنوك و امر الله لا بد واقع

ابا جعفر هل كاهن او منجم لك اليوم من حر المنية مانع

ترجمہ: ''اے ابوجعفر تمہاری موت قریب آ گئی ہے اور تمہاری عمر پوری ہو چکی ہے اور اللہ کا حکم ضرور ہو کر رہے گا کیا اب کوئی کاہن یا منجم تم کو موت کی تکلیف سے بچا سکتا ہے''۔

میر عمارت کی طلبی:

یہ پڑھ کر انھوں نے منزلوں کے میر عمارت کو طلب کر کے پوچھا کہ آیا میں نے تم کو یہ حکم نہیں دے رکھا ہے کہ میری قیام گاہ میں کسی بدمعاش کو گھسنے نہ دینا۔ پھر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا امیر المومنین بخدا! اس مکان کی تعمیر کے ختم ہونے کے بعد سے اب تک کوئی شخص اس کے اندر داخل نہیں ہوا۔ انھوں نے کہا اوپر پڑھو کیا لکھا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ نظر نہیں آتا۔ انھوں نے میر حاجب کو طلب کر کے اس سے کہا کہ پڑھو اس مکان کے اوپر کیا لکھا ہے اس نے عرض کیا مجھے تو وہاں کچھ بھی لکھا نظر نہیں آتا۔ تب انھوں نے وہ دونوں شعر خود املا کرائے جو ضبط تحریر میں لائے گئے۔

میر حاجب کو کلام پاک کی تلاوت کا حکم:

اس کے بعد انھوں نے میر حاجب سے کہا کہ کلام پاک کی کوئی ایسی آیت اس وقت تلاوت کرو جس سے اللہ عزوجل کے حضور میں جانے کا شوق پیدا ہو اس نے پڑھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴾

''اور ظالموں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پلٹائے جاتے ہیں''۔

سن کر غصہ میں حکم دیا کہ اس کے منہ پر تھپڑ مارو چنانچہ اس کے جبڑوں پر تھپڑ رسید کیے گئے۔ کہنے لگے اس آیت کے علاوہ تجھے تلاوت کے لیے اور دوسری کوئی آیت ہی نہ ملی اس نے کہا' امیر المومنین اس آیت کے ماسوا تمام قرآن میرے حافظہ سے محو کر دیا گیا۔ اس واقعہ کو فال بد سمجھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہاں سے کوچ کیا جائے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جب سقر نام وادی میں آئے جو مکہ کے راستہ کی آخری منزل تھی تو یہاں ان کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی یہ گرے جس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی وہیں انھوں نے انتقال کیا اور بیر میمون میں سپرد خاک کر دیے گئے۔

محمد بن عبداللہ بنی ہاشم کا مولیٰ ایک اہل علم وادب کی روایت بیان کرتا ہے کہ منصور نے اپنے مدینہ کے قصر میں ایک ہاتف غیبی سے کچھ شعر سنے اور پھر کہا کہ اب میری موت کا وقت آ پہنچا۔

عبدالعزیز بن مسلم کا بیان:

عبدالعزیز بن مسلم کہتا ہے۔ ایک دن میں منصور کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا مگر وہ کچھ ایسے مبہوت تھے کہ جواب ہی نہ دیا۔ تھوڑی دیر توقف کے بعد میں ان کی اس حالت کو دیکھ کر واپسی کے لیے مڑا تو انھوں نے چونک کر کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ کوئی شخص مجھے شعر سنا رہا ہے جس میں میری موت کی خبر ہے اسی خواب کی وجہ سے میں اس قدر پریشان اور غمگین ہوں کہ اسے تم نے بھی محسوس کر لیا۔ میں نے کہا یہ تو کوئی برا خواب نہیں ہے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ کے بعد وہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ہشام بن محمد اور محمد بن عمر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ اس سال مکہ میں اسی رات کی صبح کو جس میں منصور نے انتقال کیا تھا محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس رضی اللہ عنہما کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ سنیچر کا دن تھا اور ۶/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ تاریخ تھی۔ واقدی کہتا ہے کہ مہدی کے لیے اس سال کے ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں نو راتیں باقی تھیں جب بغداد میں بیعت لی گئی۔ اس کی ماں ام موسیٰ بنت منصور بن عبداللہ بن یزید بن شمر الحمیری تھی۔

باب ۱۲

خلیفہ محمدؒ بن عبداللہ مہدی

علی بن محمد النوفلی کا بیان:

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جس سال ابوجعفر کا انتقال ہوا۔ میں بھی بصرہ کے راستے سے حج کے لیے روانہ ہوا۔ ابوجعفر نے کوفہ کا راستہ اختیار کیا تھا میں ذات عرق میں ان سے جا ملا۔ یہاں سے میں ان کے ساتھ ہو گیا جب وہ سوار ہوتے میں سامنے آ کر سلام کر لیتا۔ بیماری کی وجہ سے وہ بہت نحیف و لاغر تھے۔ صورت سے موت کے آثار ہویدا تھے بیر میموں پہنچ کر انھوں نے منزل کی اور ہم مکہ میں داخل ہو گئے۔ میں نے عمرہ ادا کیا۔ میں روزانہ ان کے قیام گاہ جایا کرتا تھا اور زوال کے وقت کے قریب تک ٹھہرتا پھر مکہ واپس آ جاتا۔ دوسرے تمام بنی ہاشم کا بھی یہی دستور تھا۔

ابوجعفر منصور کی شدید علالت:

ان کا مرض اور شدید ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اسی اثناء میں وہ رات آئی جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ ہمیں ابھی ان کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے حسب معمول علی الصباح صبح کی نماز حرم میں پڑھی اور اپنے صرف دونوں کپڑوں (احرام) کو پہنے سوار ہوا ان کے اوپر سے تلوار حمائل کر لی۔ میں محمد بن عون بن عبداللہ بن الحارث کے ساتھ جو بنی ہاشم کے سر برآوردہ بزرگوں میں سے تھے ہو لیا آج وہ بھی گلابی رنگ دو کپڑے پہنے تھے یہی ان کا احرام تھا ان کے اوپر سے انھوں نے بھی تلوار حمائل کر لی تھی۔ بنی ہاشم کے بزرگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر کی حدیث نیز اس کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی وجہ سے گلابی رنگ کا احرام باندھتے تھے۔

ابوجعفر منصور کی وفات کی اطلاع:

جب ہم ابطح پہنچے تو وہاں ہمیں عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان رسالہ دار پیدل سپاہ کے ساتھ مکہ آتے ہوئے ملے۔ ہم نے ان کی طرف مڑ کر ان کو سلام کیا اور پھر اپنی راہ ہو لیے۔ محمد بن عون نے مجھ سے پوچھا' ان دونوں کی ظاہری حالت اور اس وقت مکہ میں داخل ہونے سے تم کیا سمجھے۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ مکہ کو حصن بنا لیں۔ واقعہ بھی یہی تھا۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ ایک شخص کمبل پوش جس کی صورت باوجود سپیدۂ سحری نمودار ہونے کے اچھی طرح دکھائی نہ دیتی تھی ہمارے سامنے سے آ کر ہمارے دونوں کے گھوڑوں کی گردنوں کے درمیان سے ہوتا ہوا ہمارے قریب آیا اور اس نے یہ بات کہی کہ بخدا! منصور کا انتقال ہو گیا۔ یہ کہتے ہی وہ غائب ہو گیا ہم اپنے راستے چلتے ہوئے ان کی چھاؤنی آئے۔ اس شامیانے میں آئے جہاں آ کر روز بیٹھتے تھے وہاں دیکھا کہ موسیٰ ابن مہدی شامیانے کے ستونوں کے پاس ہم سے پہلے آ کر کھڑا ہوا ہے۔ اسی طرح قاسم بن منصور بھی شامیانے کے ایک کونے میں موجود ہے جب سے ہم ذاتِ عراق میں منصور کے ساتھ ہوئے تھے ہم نے یہ

دیکھا کہ جب منصور اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو یہ قاسم کے ان آگے آگے ان کے اور صاحب شرطہ کے بیچ میں ہو کر چلتا اور لوگوں سے کہتا جاتا کہ جسے کوئی درخواست دینا ہو مجھے دے دے۔ جب میں نے اسے شامیانے کے ایک سمت میں اور موسیٰ کو برآمد پایا تو مجھے یقین آ گیا کہ منصور کا انتقال ہو چکا ہے۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ حسن بن زید وہاں آیا اور میرے پہلو میں مجھ سے بھڑ کر بیٹھ گیا اب اور تمام درباری آ گئے کہ تمام شامیانہ بھر گیا۔ ان میں ابن عیاش المنتوف بھی تھا ہم سب خاموش بیٹھے تھے کہ ہمیں آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی' حسن نے مجھ سے پوچھا کیا تمہارے خیال میں ان کا انتقال ہو چکا ہے میں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں معلوم ہوتا' البتہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یا تو آخری وقت ہے یا غفلت طاری ہوگئی ہے۔

ابوالعنبر حبشی کی آہ وزاری:

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ابوالعنبر حبشی منصور کا خاص خدمت گار سینے اور پشت پر سے اپنی قبا دریدہ کیے سر پر خاک ڈالے سامنے آیا اور کہا ''ہائے امیر المومنین'' ہم سب کے سب فوراً کھڑے ہوئے اور ابوجعفر کے خیموں کی طرف چلے چاہتے تھے کہ ان کے پاس جائیں مگر خادموں نے اندر جانے سے روک دیا اور الٹے پاؤں پلٹا دیا۔ ابن عیاش المنتوف نے کہا سبحان اللہ آپ حضرات کو کیا ہو گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی خلیفہ کی موت کا واقعہ آپ کے سامنے نہیں گزرا۔ دل ٹھکانے رکھیے اور تشریف رکھئے۔ سب لوگ بیٹھ گئے۔ قاسم نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے چاک کر دیئے اور اپنے سر پر مٹی ڈال لی مگر موسیٰ چونکہ کم سن بچہ تھا وہ اسی طرح خاموش اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

ابوجعفر کی وصیت کا اعلان:

اس کے بعد ربیع اندر سے آیا اس کے ہاتھ میں کاغذ کا ایک طومار تھا جس کا نچلا سرا زمین سے لگ رہا تھا اب اس نے اس کا سرا ہاتھ میں لے کر اسے پڑھنا شروع کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ منشور عبداللہ المنصور امیر المومنین کی طرف سے اپنے بعد کے بنی ہاشم اپنے خراسانی شیعہ اور عام مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا پڑھا تھا کہ وہ کاغذ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور ربیع رو پڑا اس کی حالت دیکھ کر دوسرے تمام حاضرین رو پڑے' اب اس نے پھر وہ کاغذ ہاتھ میں لیا کہنے لگا اگرچہ آپ کو ضبط گریہ پر قدرت نہیں ہے مگر مجبوری ہے کیا کیا جائے۔ یہ امیر المومنین کا عہد ہے۔ جو بہرحال مجھے آپ کو سنانا ہے مہربانی فرما کر خاموش رہیے جب سب چپ ہو گئے۔ اس نے پھر پڑھنا شروع کیا: امابعد! میں یہ تحریر حالت زندگی میں لکھ رہا ہوں' آج میرے لیے اس دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے میں آپ پر سلامتی بھیجتا ہوں اور اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد آپ کو فتنوں میں مبتلا نہ کرے اور جتھا بندی سے محفوظ رکھے تاکہ آپ ایک دوسرے کے گزند سے مامون و مصئون رہیں' میں خاص طور پر بنی ہاشم اور اہل خراسان کو مخاطب کرتا ہوں اس کے بعد ربیع نے ان کی وہ وصیت پڑھنا شروع کی جو انھوں نے مہدی کے بارے میں کی تھی اس بیعت کو یاد دلایا جو ان سب نے اس کے لیے پہلے سے کی تھی اور انہیں اپنی سلطنت کے قیام اور عہد کی وفا پر ترغیب و تحریض دی تھی' یہ منشور آخر تک پڑھا گیا۔

حسن بن زید کی بوقت بیعت تقریر:

راوی کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آخری جملے ربیع نے اپنی طرف سے بڑھا کر ان کے منشور میں لاحق کر دیئے تھے

بہرحال اس کے بعد اس نے لوگوں کے چہروں پر نظر دوڑائی۔ بنی ہاشم کے قریب آ کر حسن بن زید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا اے ابو محمد اٹھو اور بیعت کرو۔ حسن اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ ربیع اسے موسیٰ کے پاس لایا اور اس کے سامنے بٹھایا حسن نے موسیٰ کا ہاتھ پکڑا اور پھر حاضرین کو مخاطب کر کے کہا' حضرات امیر المومنین منصور نے مجھے مارا تھا میری جائداد ضبط کر لی تھی مہدی نے ان سے میری سفارش کی وہ مجھ سے خوش ہو گئے تھے مہدی نے ان سے میری املاک کی بحالی کے لیے بھی کہا مگر اس بات کو انھوں نے نہ مانا اس پر مہدی نے اپنے پاس سے میری تمام املاک کی نہ صرف پابجائی کی' بلکہ ایک کے عوض دو چند عطا کیں اس لیے مجھ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو خلوص دل اور طیب خاطر سے ان کے لیے بیعت کرے۔

ابوجعفر منصور کے جنازہ کی روانگی مکہ:

اب اس نے مہدی کے لیے موسیٰ کی بیعت کی اس کے ہاتھ کو چھو لیا اس کے بعد ربیع محمد بن عون کے پاس آیا اور ان کی کبر سنی کی وجہ سے ان کو اس نے مقدم کیا ان کے بعد وہ میرے پاس آیا مجھ سے کہا اٹھو' اس طرح بیعت کرنے والوں میں اس روز میں تیسرا تھا ہمارے بعد پھر دوسرے تمام حاضرین نے بیعت کی اس سے فارغ ہو کر وہ خیموں میں چلا گیا وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر ہم بنی ہاشم کے پاس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے چلیے۔ ہم سب بنی ہاشم اس کے ساتھ اندر گئے۔ اس روز ہماری کثیر تعداد وہاں موجود تھی ہم میں اہل عراق' اہل مکہ اور اہل مدینہ سب ہی تھے جو اس سال حج کے لیے آئے تھے اندر گئے۔ دیکھا کہ منصور اپنے تختے پر کفن پہنے پڑے ہیں۔ چہرہ کھلا ہوا ہے ہم نے ان کو اٹھایا اور اسی طرح تین میل چل کر مکہ لائے۔ اس وقت بھی ان کی صورت میری آنکھوں میں پھر رہی ہے تختے کے پائے کے قریب ہو کر جب میں کاندھا دیتا تو ان کا چہرہ نظر آ جاتا' چونکہ موسم میں منڈوانے کے لیے انھوں نے اپنے بال چھوڑ دیئے تھے اس لیے ہوا سے ان کی داڑھی کے بال اڑ رہے تھے۔ خضاب بھی جاتا رہا تھا۔ ہم اسی طرح انہیں ان کی قبر پر لائے اور ان کو اتار دیا۔

علی بن عیسیٰ کی عیسیٰ بن موسیٰ کو دھمکی:

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس رات ابوجعفر نے انتقال کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے سب سے پہلے یہ بات اٹھائی کہ ان سب نے مل کر عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ آپ مہدی کی تجدید بیعت کریں اس تجویز کا بانی اصلی تو ربیع تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سے انکار کیا اس بناء پر جو سرداران فوج وہاں موجود تھے وہ اس کے پاس آتے اور جاتے رہے۔ آخر کار علی بن عیسیٰ بن ماہان اٹھا اس نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ننگی تلوار لے کر عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف بڑھا کہنے لگا' سیدھی طرح سے بیعت کرو ورنہ ابھی کام تمام کیے دیتا ہوں۔ یہ رنگ دیکھ کر عیسیٰ نے بیعت کی اس کے بعد دوسرے لوگوں نے بیعت کی۔

موسیٰ بن ہارون کا بیان:

موسیٰ بن ہارون بیان کرتا ہے کہ موسیٰ بن مہدی اور ربیع منصور کے مولیٰ نے منارہ منصور کے دوسرے مولیٰ کو ان کی خبر مرگ اور مہدی کے لیے بیعت لیے جانے کی خبر پہنچانے کے لیے مہدی کے پاس روانہ کیا اس کے جانے کے بعد حسن الشروی کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کا عصائے مبارک اور وہ چادر جو خلفاء میں متوارث چلی آتی تھی مہدی کے پاس بھیجی۔ نیز ربیع نے ابوالعباس الطوسی کو بھی خاتم خلافت دے کر منارۃ کے ہمراہ کیا ان انتظامات کے بعد سب کے سب مکہ سے نکلے۔ عبداللہ بن المسیب بن زہیر حسب

دستور بھالا لے کر صالح بن المنصور کے آگے ہوا۔ منصور کی زندگی میں یہ خدمت اسی کے تفویض تھی۔ قاسم بن نصر بن مالک نے جو اس روز موسیٰ بن المہدی کا صاحب شرطہ تھا۔ بھالے کو توڑ ڈالا۔

علی بن عیسیٰ اور عیسیٰ بن موسیٰ میں کشیدگی:

اس کے علاوہ چونکہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کو عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھوں اذیت پہنچی تھی اور یہ اذیت اس کے راوندیہ فرقہ میں ہونے کی وجہ سے پہنچی تھی اس کے دل میں عیسیٰ بن موسیٰ کی طرف سے عداوت جاگزیں تھی اس وقت چلتے چلتے اس نے عیسیٰ بن موسیٰ پر طعن آمیز نا ملائم فقرے چست کیے ابو خالد المروزی اس جماعت کا سرغنہ تھا قریب تھا کہ بات کا بتنگڑ بن جائے اور آپس میں تلوار چل جائے لوگوں نے ہتھیار تک لگا لیے تھے مگر محمد بن سلیمان نے اس موقع پر بڑی سرگرم کوشش کی اور سب کو خاموش کر دیا اگر چہ اس کے خاندان کے دوسرے لوگ بھی اس معاملہ میں پڑ گئے مگر محمد کا طرز عمل اور روش نہایت ہی قابل تحسین تھی اسی کی جدوجہد سے یہ شور و غوغا دب گیا اور سب ٹھنڈے پڑ گئے۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی:

محمد بن سلیمان نے اس تمام واقعہ کی اطلاع مہدی کو لکھ بھیجی۔ مہدی نے علی بن عیسیٰ کو موسیٰ بن المہدی کے محافظ دستے کی سرداری کی خدمت سے برطرف کر دینے کا حکم لکھ بھیجا اور اس کی جگہ ابو حنیفہ حرب بن قیس کو مقرر کیا اس طرح فوج میں جو فتنہ پیدا ہونے کو تھا وہ دب گیا' عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان دوسروں سے پہلے مہدی سے جا ملے ان میں بھی عباس بن محمد سب سے پہلے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ منارہ منگل کے دن نصف ذی الحجہ میں مہدی کے پاس آیا اس نے ان کے خلیفہ ہونے کی ان کو خبر دی نیز ان کے باپ کی موت پر تعزیت کی اور تمام اطراف واکناف سلطنت سے اسی مضمون کے خطوط ان کو موصول ہوئے۔ اب مدینۃ السلام کے تمام باشندوں نے ان کی بیعت کر لی۔

منصور کی مکہ معظّمہ پہنچنے کی خواہش:

ربیع کہتا ہے جس سفر حج میں منصور نے انتقال کیا اسی میں مکہ کے راستہ میں غدیب یا کسی اور منزل میں انھوں نے ایک خواب دیکھا (اثنائے سفر میں ربیع ان کا عدیل تھا) اس خواب سے وہ بہت متوحش ہو گئے' مجھ سے کہا ربیع بس اب میں زندہ نہیں رہوں گا۔ موت سر پر آ پہنچی ہے۔ اب تم ابوعبداللہ المہدی کے لیے پختہ بیعت لے لینا۔ میں نے عرض کیا آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں اللہ آپ کو طول حیات دے گا۔ اور ان شاء اللہ آپ خود ابوعبداللہ سے ملیں گے۔ کہنے لگے اس وقت ان کی حالت زیادہ خراب ہو چکی تھی جس طرح سے ہو سکے مجھے جلد سے جلد میرے رب کے حرم اور جائے امن میں پہنچا دو' اس خواہش کا بار بار اعادہ کرتے تھے کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد میں اپنے گناہوں اور اپنے نفس پر زیادتیوں کے بار سے سبکدوش ہو نے اپنے رب کے حرم میں پہنچ جاؤں۔ اسی حالت میں بیر میموں پہنچے' میں نے کہا لیجیے۔ یہ بیر میمون آ گیا ہے آپ اب حرم میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اسی دم جاں بحق تسلیم ہوئے۔

مہدی کی بیعت کے لیے ربیع کی حکمتِ عملی:

میں نے حکم دیا کہ خیمے نصب کیے جائیں اور قناتیں گھیر دی جائیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو اب میں امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہونے کے ارادے سے اندر گیا میں نے ان کو ایک بڑی اور ایک چھوٹی کفنی پہنا دی تکیے کے سہارے بٹھا دیا ان کے چہرے پر ایک باریک نقاب ڈال دی جس میں ان کی صورت تو نظر آتی تھی مگر ان کا اصلی حال معلوم نہ ہوسکتا تھا۔ اس خیال سے کہ کوئی زیادہ قریب آ کر ان کی حالت معلوم نہ کر سکے ان کی بیوی کو اس نقاب کے پاس بٹھا دیا۔ یہ ہیئت بنا کر اب میں ان کے پاس گیا اور اس مقام پر کھڑا ہوا جہاں سے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ وہ مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں پھر میں نے باہر آ کر کہا خدا کا احسان ہے کہ امیر المومنین کی طبیعت اب روبہ افاقہ ہے وہ آپ سب کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تمہاری حکومت مضبوطی سے برقرار رکھے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کرے اور تمہارے ولی کو خوش کرے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم اب پھر ابوعبداللہ المہدی کے لیے تجدید بیعت کر و تا کہ کسی دشمن یا باغی کو تمہارے خلاف کارروائی کرنے کا لالچ ہی نہ پیدا ہو۔ اس پر تمام حاضرین نے کہا اللہ امیر المومنین کو توفیق حسن عطا فرمائے ہم اس کے لیے بسروچشم حاضر ہیں' میں اندر گیا اور پھر نکلا' اب میں نے سب سے کہا بیعت کے لیے تشریف لائیے۔ سب نے بیعت کی۔ حاضرین میں جس قدر عمائد و اکابر اور سردار جمع تھے سب نے بلا استثناء مہدی کے لیے بیعت کی' جب بیعت سے فراغت ہوگئی۔ اس بیان کا پہلا راوی ہیثم بن عدی کہتا ہے تو اب ربیع اندر گیا اور وہاں سے روتا پیٹتا گریبان چاک سر پیٹتا ہوا باہر آیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا' اے بکری کے بچے مجھے تجھ پر ترس آتا ہے اس سے قائل کی مراد ربیع تھا۔ کیونکہ جب یہ بالکل بچہ تھا جب ہی اس کی ماں مرگئی تھی اور یہ اپنی ماں ہی کا دودھ پیتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس نے بکری کے دودھ پر پرورش پائی۔

منصور کے لیے سو قبروں کی کھدائی:

منصور کے لیے سو قبریں کھودی گئیں وہ ان سب میں اس خوف سے کہ مبادا بعد میں کوئی اس کے جسد کے ساتھ بے حرمتی کرے دفن کیا گیا اس کے باوجود ظاہری طور پر اس کی ایک معروف قبر ہونے کے اس کی اصلی قبر کا حال مشتبہ ہی رکھا گیا۔

مہدی کی ربیع سے خفگی:

تمام خلفائے بنی عباس کی قبروں کا یہی حال ہے ان کی اصلی قبر کا حال کسی کو صحیح طور پر معلوم نہیں۔ اس تمام سرگذشت کی اطلاع مہدی کو ہوئی جب ربیع ان کے پاس آیا تو مہدی نے اسے ڈانٹ کر پوچھا۔ اے غلام زادے امیر المومنین کی جلالت تیری ان حرکات میں جو تو نے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کیں مانع نہ آئی' بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مہدی نے اسے مارا۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے۔

ایک ایسا شخص جو اس حج میں منصور کے ساتھ تھا بیان کرتا ہے کہ جاتے ہوئے میں نے یہ رنگ دیکھا کہ تمام لوگ صالح بن المنصور کے جو اپنے باپ کے ہمراہ تھا جلو میں تھے اور خود موسیٰ بن مہدی بھی اس کے پیچھے تھا جب مکہ سے واپسی ہوئی تو اب سب موسیٰ کے جلو میں تھے اور خود صالح بھی اسی کے ہم رکاب تھا۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ وعمال:

بصرہ میں سب سے پہلے خلف الاحمر نے منصور کی خبر مرگ پہنچائی۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے اس کے لیے وصیت کر دی تھی۔ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس سال مکہ

کا عامل تھا' عبدالصمد بن علی مدینہ کا عامل تھا۔ عمرو بن زہیر الضبی مسیب بن زہیر کا بھائی کوفہ کا عامل تھا' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل بن اسمٰعیل الثقفی کوفہ کا عامل تھا۔ اس کے متعلق یہ بھی ایک ضعیف روایت ہے کہ یہ قیس کے بنی نصر کا مولیٰ تھا۔ شریک بن عبداللہ النخعی کوفہ کے قاضی تھے اور ثابت بن موسیٰ کوفہ کا ناظم مال تھا۔ حمید بن قحطبہ خراسان کا والی تھا کوفہ کے ساتھ بغداد کی قضاء بھی شریک بن عبداللہ ہی کے تفویض تھی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ منصور کی موت کے وقت عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمعی بغداد کے قاضی تھے اور شریک صرف کوفہ کے قاضی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قضا کوفہ کے ساتھ شریک اہل کوفہ کے امام نماز بھی تھے۔ منصور کی موت کے وقت بغداد کا کوتوال عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کا بھائی عمر بن عبدالرحمٰن تھا۔ بعض راویوں نے کہا ہے کہ موسیٰ ابن کعب بغداد کا کوتوال تھا' بصرہ اور اس کے علاقہ کا افسر مال عمارہ بن حمزہ تھا' عبیداللہ بن الحسن العنبری بصرے کے قاضی اور پیش امام تھے' سعید بن دعلج بصرہ کی مہماتی فوج کا سردار تھا۔ محمد بن عمر کے بیان کے مطابق اس سال ایسا شدید ہیضہ ہوا کہ ہزاروں بندگان خدا انذراجل ہو گئے۔

۱۵۹ھ کے واقعات

انگورہ کی مہم:

اس سال عباس بن محمد نے موسم گرما کی مجاہدانہ مہم کی قیادت کی۔ اس مرتبہ پیش قدمی کرتے ہوئے یہ انگورہ تک پہنچا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن خدمت گار موالیوں کی جماعت کے ساتھ متعین تھا۔ مہدی نے عباس کے ہمراہ اہل خراسان اور دوسرے فوجی سرداروں کی ایک جماعت بھی ساتھ کر دی تھی۔ خود مہدی نے بغداد سے نکل کر بردان میں پڑاؤ ڈالا اور جب تک عباس اور اس کے ساتھ جانے والی مہماتی فوج اپنے مقصد پر روانہ نہ ہوگئی یہ وہیں مقیم رہے۔ اگرچہ حسن اس غزوہ میں عباس کے ساتھ تھا مگر مہدی نے اسے عباس کے ماتحت نہیں کیا تھا بلکہ عزل و نصب اور دوسرے جنگی امور میں وہ آزاد تھا اس مہم میں اس جماعت نے رومیوں کے ایک شہر اور اس کے ساتھ غلہ کے ایک تہ خانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ جماعت ایک مسلمان کا بھی نقصان برداشت کیے بغیر صحیح و سالم واپس آ گئی۔

عمال کا عزل و نصب:

اسی سال حمید بن قحطبہ جو مہدی کی جانب سے خراسان کا عامل تھا ہلاک ہوا۔ مہدی نے اس کی جگہ اب عون عبدالملک بن یزید کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔ اس سال حمزہ بن مالک سجستان کا والی بنایا گیا اور جبرئیل بن یحییٰ سمرقند کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے رصافہ کی مسجد بنوائی اور اسی سال رصافہ کی فصیل اور خندق بنائی۔ انھوں نے عبدالصمد بن علی کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے ایک شکایت کی بنا پر برطرف کر کے اس کی جگہ عبیداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان الجمعی کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔

باربد کی مہم:

اس سال مہدی نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو بیڑہ کے ساتھ ہندوستان روانہ کیا۔ اس مہم کے لیے انھوں نے تمام فوجی دستوں میں سے دو ہزار اہل بصرہ اور ان رضا کاروں میں سے جو چھاؤنیوں میں رہتے تھے پندرہ سو اور شامی سرداروں کی اولاد میں

سے ایک سردار ابن حبان المذحجی کو سات سو شامیوں کے ساتھ روانہ کیا نیز عبدالملک کے ہمراہ اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کار اپنے خرچ سے جہاد کے لیے ساتھ ہوئے۔ ان میں الربیع بن صبیح بھی تھا۔ اور اسوار ئین اور سبابجہ کے چار ہزار آدمی عبدالملک کے ساتھ ہوئے اس نے المنذر بن محمد الجارودی کو اہل بصرہ کے ایک ہزار مجاہد رضا کاروں کا سردار مقرر کیا اور اپنے بیٹے غسان بن عبدالملک کو اہل بصرہ کی دو ہزار مہاتی فوج کا سردار بنایا اپنے دوسرے بیٹے عبدالواحد بن عبدالملک کو ان پندرہ سو رضا کاروں کا سردار مقرر کیا جو چھاؤنیوں میں جہاد کے لیے قیام کرتے تھے البتہ یزید بن الحباب اپنی شامی جماعت کے ساتھ آزاد قائد رہا۔ اب یہ تمام فوج روانہ ہوئی' مہدی نے ابوالقاسم محرز بن ابراہیم کو اس مہم کی تمام ضروریات کی سربراہی اور انتظام کے لیے مقرر کیا تھا۔ یہ فوج اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئی اور ۱۶۰ھ میں ہندوستان کے شہر باربد پہنچی۔

قیدیوں کی رہائی:

اس سال معبد بن خلیل مہدی کے عامل سندھ نے انتقال کیا مہدی نے اس کی جگہ ابوعبداللہ وزیر کے مشورہ سے روح بن حاتم کو سندھ کا عامل مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے حکم دیا کہ ان تمام لوگوں کو رہا کر دیا جائے جن کو منصور نے قید کیا تھا البتہ اس وعدہ معافی سے وہ لوگ مستفید نہیں ہو سکتے جو کسی ضرب شدید یا قتل کی پاداش میں ماخوذ ہوں یا جو مشہور فتنہ انگیز مفسد ہوں یا جو کسی قابل تعزیر جرم یا مطالبہ حقوق میں ماخوذ ہوں۔ چنانچہ اس حکم کی بنا پر تمام لوگ رہا کر دیئے گئے ان میں یعقوب بن داؤد بنی سلیم کا مولیٰ بھی تھا نیز اس کے ہمراہ حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی قید تھا۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی:

اس سال مہدی نے حسن بن ابراہیم کو اس جیل خانہ سے جہاں وہ قید تھا نصیر خادم کی نگرانی میں منتقل کر دیا۔ نصیر نے اسے اپنے پاس قید کر دیا۔ جب مہدی نے منصور کے عہد کے تمام قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا اور اس حکم کی بنا پر یعقوب بن داؤد بھی جو حسن بن ابراہیم کے ہمراہ قید تھا رہا کر دیا گیا تو حسن کو اب اپنی جان کا اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید میں قتل کیا جاؤں گا۔ اس خوف کی وجہ سے اس نے قید سے رہائی کی یہ سبیل سوچی کہ اپنے بعض خاص معتمد دوستوں سے سازش کی جس مقام پر وہ قید تھا اس کی سیدھ میں باہر کی جانب سے ایک سرنگ اس کے نکالنے کے لیے کھودی گئی۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی سے ملاقات کی خواہش:

رہائی کے بعد یعقوب بن داؤد ابن علاثہ کے پاس جو مدینۃ السلام میں مہدی کے قاضی تھے بہت جایا کرتا تھا از دیاد ملاقات کی وجہ سے ابن علاثہ اس پر اعتماد کرنے لگا۔ یعقوب کو معلوم ہوا کہ حسن بن ابراہیم اس طرح قید سے بھاگنے کی فکر کر رہا ہے اس نے ابن علاثہ سے آ کر کہا کہ میں مہدی کے ساتھ بہی خواہی کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ابوعبیداللہ سے ملا دیجیے۔ ابن علاثہ نے پوچھا وہ کیا ایسی بات ہے جو تم امیر المومنین سے بیان کرنا چاہتے ہو یعقوب نے اس کے اظہار سے انکار کیا اور کہا اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیے۔ اگر یہ موقع نکل گیا تو اس کے عواقب خطرناک ہوں گے۔ ابن علاثہ نے ابوعبیداللہ سے مل کر یعقوب کی اس خواہش کو بیان کیا ابوعبیداللہ نے اسے اپنے سے ملنے کی اجازت دے دی جب یعقوب اس سے آ کر ملا تو اس نے ابوعبیداللہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے مہدی کی خدمت میں پیش کر دیجیے تاکہ میں ان سے ان کے نفع کی بات کہہ دوں۔

یعقوب کی حسن بن ابراہیم کے متعلق مہدی کو اطلاع:

ابوعبیدہ نے اسے مہدی کی خدمت میں باریاب کر دیا۔ اس نے مہدی کے پاس جا کر سب سے پہلے اپنی رہائی پر ان کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کیا اور پھر کہا کہ میں آپ سے ایک خاص بات کہنا چاہتا ہوں انھوں نے ابوعبیداللہ اور ابن علاثہ کی موجودگی ہی میں اس سے بیان کرنے کی خواہش کی یعقوب نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ دونوں حضرات بھی یہاں سے چلے جائیں۔ مہدی نے کہا مجھے ان پر پورا اعتماد ہے مگر یعقوب نے کہا کہ تاوقتیکہ یہ دونوں اٹھ نہ جائیں گے میں کوئی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔ مہدی نے ان دونوں کو چلے جانے کا حکم دیا جب تخلیہ ہوا تو اب یعقوب نے حسن بن ابراہیم کے ارادے کی اطلاع دی اور کہا یہ بات آج ہی رات پیش آنے والی ہے۔

حسن بن ابراہیم کی جیل خانہ سے منتقلی:

مہدی نے اس اطلاع کی تحقیق کے لیے ایک خاص معتمد کو بھیجا اس نے تحقیق کر کے یعقوب کی اطلاع کی تصدیق کی اس بنا پر مہدی نے حسن کو جیل خانہ سے منتقل کر کے نصیر کے پاس قید کر دیا۔ حسن بہت زمانے تک اس کے پاس قید رہا پھر اس نے اور اس کے حامیوں نے اس کی رہائی کے لیے تدبیر نکال لی وہ اس کی قید سے نکل بھاگا اور تلاش سے ہاتھ نہ آ سکا تمام سلطنت میں اس کے بھاگنے کی اطلاع کر دی گئی اور ہر چند اس کی جستجو کی گئی مگر وہ نہ مل سکا۔ اب مہدی کو یہ بات یاد آئی کہ اس سے پہلے یعقوب نے حسن کے بھاگنے کی اطلاع دی تھی ممکن ہے کہ اس وقت بھی اس سے اس معاملہ میں کوئی پتہ کی بات معلوم ہو سکے انھوں نے عبیداللہ سے یعقوب کو دریافت کیا اس نے کہا وہ حاضر ہے' یعقوب اب عبیداللہ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

یعقوب بن داؤد سے حسن بن ابراہیم کے متعلق استفسار:

مہدی نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس کی وہ بات یاد دلائی جو اس نے پہلے حسن بن ابراہیم کے ارادۂ فرار سے ان کو مطلع کر کے ان کی خیر خواہی کی تھی اور کہا کہ اب وہ پھر اسی طرح بھاگ کر روپوش ہو گیا ہے اگر تم کو معلوم ہو تو رہنمائی کرو اس نے کہا کہ اس وقت مجھے اس کے مقام سے قطعی واقفیت نہیں ہے۔ البتہ اس وقت آپ مجھ سے خاص طور پر عہد و پیمان کریں کہ اگر میں اسے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں تو آپ اس عہد کو پورا کریں گے نیز اس خدمت کا مجھے صلہ دیں گے اور میرے ساتھ احسان کریں گے۔ مہدی نے اس کی خواہش کے مطابق اسی مجلس میں اس سے عہد کر کے اس کے ایفاء کا اقرار واثق کر لیا۔

یعقوب بن داؤد کا مہدی کو مشورہ:

یعقوب نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ قطعی تذکرہ نہ کریں اور اس کی طلب و تلاش چھوڑ دیں کیونکہ اس مسلسل طلب سے وہ ہر وقت چوکنا ہو گا اور کسی ایک مقام پر زیادہ دیر تک ٹھہرتا نہ ہو گا اب اس کے معاملہ کو آپ قطعی میرے اوپر چھوڑ دیجیے میں اپنی تدبیر سے اسے آپ کے پاس حاضر کیے دیتا ہوں۔ مہدی نے اس بات کو بھی مان لیا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین آپ نے اپنی رعایا کے ساتھ ایسا انصاف برتا ہے اور ان پر اپنے فضل و کرم کی ایسی بارش کی ہے کہ ان کی امیدیں آپ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بہت بہت وسیع ہو گئی ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو آپ سے بیان کر دوں تو آپ ان پر بھی ویسا ہی غور و خوض فرمائیں جو ویسی ہی دوسری باتوں میں آپ نے کیا ہے مگر باوجود اس کے بہت سی باتیں آپ کے دروازے کے باہر ہوئی ہیں مگر آپ کو ان کی خبر

نہیں ہوئی اگر آپ مجھے اپنے پاس آنے اور بیان کرنے کی اجازت دیں تو میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔

یعقوب بن داؤد کا عروج وزوال:

مہدی نے اس کی یہ درخواست بھی مان لی اور سلیم حبشی خدمت گار کو جو منصور کا بھی خادم تھا یہ کام تفویض کر دیا کہ جب یعقوب ملنے آئے تو وہ امیر المومنین کو اس کے آنے کی اطلاع کر دے۔ اس کے بعد سے یعقوب کا یہ دستور تھا کہ وہ رات کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوتا اور تمام امور سلطنت اور معاشرت مثلاً سرحدوں کی حفاظت' قلعوں کی تعمیر' مجاہدین کی تقویت' ناکتخداوں کی شادی' قیدیوں کی رہائی' گرفتاروں کی آزادی' اہل ضرورت کی رفع حاجت اور باغیرت حاجت مندوں کی دستگیری میں حسب موقع نہایت عمدہ اور نیک مشورہ دیتا اس کی اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے مہدی کی جناب میں اس قدر اثر اور نفوذ حاصل ہو گیا کہ اسے یہ توقع ہو گئی کہ اگر میں حسن بن ابراہیم پر قابو پا سکا تو مجھے ان سے بہت فائدہ ہوگا۔ نیز مہدی نے اسے اللہ کے لیے اپنا بھائی بنالیا اور اس کے لیے ایک باضابطہ فرمان شائع کر دیا جو سرکاری دفاتر میں ثبت کر لیا گا نیز اسے ایک لاکھ درہم دیئے گئے۔ یہ پہلا صلہ تھا جو مہدی نے یعقوب کو دیا تھا غرض کہ اسی طرح اس کی قدر و منزلت دن دونی رات چوگنی مہدی کے پاس بڑھتی رہی یہاں تک کہ اس نے حسن بن ابراہیم کو مہدی کے حوالے کر دیا اور پھر ایک وہ زمانہ آیا کہ یعقوب کی منزلت گر گئی اور مہدی نے اسے پھر قید کر دیا۔ اسی انقلاب زمانہ پر علی بن خلیل نے کچھ شعر کہے۔

والی کوفہ ابن اسمٰعیل کی برطرفی:

اس سال مہدی نے اسمٰعیل بن اسمٰعیل کو کوفہ کی ولایت اور مہماتی فوج کی سرداری سے برطرف کر دیا اس کے جانشین کے بارے میں اختلاف رائے ہے بعض راوی کہتے ہیں کہ مہدی نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ کے مشورے سے اسحٰق بن صباح الکندی ثم الاشعثی کو اس عہدہ پر مقرر کیا مگر عمر بن شبہ کہتا ہے کہ مہدی نے عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن حاطب بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح کو کوفہ کا والی مقرر کیا اس نے اپنے بھتیجے عثمان بن سعید بن لقمان کو کوفہ کا کوتوال بنایا۔

قاضی کوفہ شریک بن عبداللہ:

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شریک بن عبداللہ قاضی اور پیش امام تھے اور عیسیٰ کوتوالی کا سردار تھا پھر صرف شریک والی مقرر ہوئے اور انھوں نے اسحٰق بن الصباح الکندی کو اپنا کوتوال مقرر کیا' اس زمانے میں کسی شاعر نے یہ شعر کہا:

لست تعدوا بان تكون   و لو نلت سهيلا صنيعة لشريك

ترجمہ: ''تو کسی طرح شریک کے احسان کا بدلہ نہیں کر سکتا چاہے تو سہیل ستارہ تک پہنچ جائے''۔

بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اسحٰق نے شریک کے اس احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی' اس پر شریک نے یہ شعر اس کے لیے کہا:

صلى و صام للدنيا كان يا ملها   فقد اصاب و لا صلى و لا صام

ترجمہ: ''اس نے دنیا کی خاطر نماز پڑھی اور روزہ رکھا تھا۔ دنیا تو اسے مل گئی مگر نہ اس کی نماز ہوئی نہ روزہ''۔

عمر کہتا ہے کہ جعفر بن محمد قاضی کوفہ نے بیان کیا ہے کہ خود مہدی نے قضاء کے ساتھ امامت نماز بھی شریک کے تفویض کر دی

تھی اور اسحٰق بن الصباح بن عمران بن اسمٰعیل بن محمد الاشعث کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور اس نے نعمان بن جعفر الکندی کو اپنا صاحب شرطہ مقرر کیا نعمان کا انتقال ہو گیا۔ اسحٰق نے اس کے بھائی یزید بن جعفر کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

سعید بن دعلج کی برطرفی:

اس سال مہدی نے سعید بن دعلج کو بصرہ کی جندارمہ کی سرداری سے علیحدہ کر دیا اور عبیداللہ بن الحسن کو بصرہ کی قضاء اور امامت سے برطرف کیا اور ان دونوں کی جگہ انھوں نے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کو مقرر کیا۔ نیز انھوں نے عبدالملک کو حکم دیا کہ جس اہل بصرہ کو سعید بن دعلج کے ہاتھوں ظلم برداشت کرنا پڑا ہو وہ اس کا انصاف کرے پھر انھوں نے اسی سنہ میں جندارمہ کو عبدالملک کی ماتحتی سے نکال کر اسے عمارہ بن حمزہ کے ماتحت کر دیا۔ اس نے بصرہ کے ایک شخص میسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی کو اس خدمت پر متعین کیا اور عبدالملک کو بدستور امامت پر برقرار رکھا۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال مہدی نے قثم بن العباس کو ناراض ہو کر یمامہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس کی برطرفی کا فرمان اس وقت یمامہ آیا جب کہ قثم کا انتقال ہو چکا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ بشر بن المنذر البجلی کو یمامہ کا عامل مقرر کیا' نیز اسی سال انھوں نے یزید بن منصور کو یمن سے علیحدہ کر کے رجاء بن روح کو متعین کیا' اور ہیثم بن سعید کو جزیرہ سے برطرف کر کے فضل بن صالح کو جزیرہ کا والی مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے اپنی ام ولد خیزران کو آزاد کر کے اس کے ساتھ باقاعدہ شادی کی اسی سال مہدی نے ام عبداللہ بنت صالح بن علی سے جو فضل اور عبداللہ ابنائے صالح کی حقیقی بہن تھی شادی کی۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد میں عیسیٰ بن علی کے قصر کے پاس کشتیوں میں آگ لگی' جس سے بہت سے آدمی جل کر مر گئے اور تمام کشتیاں مع اپنے بارے کے نذر آتش ہو گئیں اس سال منصور کا مولیٰ مطر مصر کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ ابوحمزہ محمد بن سلیمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی تحریک:

اس سال بنی ہاشم اور ان کے خراسانی شیعوں میں عیسیٰ بن موسیٰ کی ولایت عہد سے علیحدگی اور اس کے بجائے موسیٰ بن مہدی کے ولی عہد مقرر کرنے کے لیے تحریک ہوئی۔ جب مہدی کو اس تحریک کا علم ہوا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کو جو اس وقت کوفہ میں تھا اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ تاڑ گیا کہ ان کے طلب کرنے کا یہ مقصد ہے اس اندیشہ سے اس نے مہدی کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا ولی عہدی سے دستبرداری سے انکار:

عمر کہتا ہے کہ خلیفہ ہوتے ہی مہدی نے عیسیٰ بن موسیٰ سے یہ خواہش کی کہ وہ خود ہی ولایت عہد سے استعفا دے دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے انکار کی وجہ سے مہدی نے اسے ستانا چاہا اور اس نیت سے اس نے روح حاتم بن قبیصہ بن المہلب کو کوفہ پر والی متعین کیا۔ اس نے خالد بن یزید بن حاتم کو کوفہ کا کوتوال مقرر کیا' مہدی چاہتا تھا کہ روح کوئی ایسی بات عیسیٰ کے خلاف پیش کرے جس کی موجودگی میں خود مہدی پر عیسیٰ کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہو مگر تلاش کے بعد بھی روح کو ایسا کوئی موقع میسر نہ آتا تھا۔ عیسیٰ نے یہ کیا کہ رحبہ میں جو اس کی جائداد تھی وہاں جا رہا سال کے صرف ماہ رمضان میں

نماز جمعہ پڑھنے اور عید میں کوفہ آتا یا ماہ ذی الحجہ کے اوائل میں کوفہ میں آجاتا اور عید الاضحیٰ کی نماز پڑھ کر پھر اپنی جائداد کو چلا جاتا' جمعہ کے دن جب وہ کوفہ آتا تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں پر پہنچ کر دروازوں کی چوکھٹ پر اترتا اور وہیں نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔

روح حاتم بن قبیصہ کی عیسیٰ بن موسیٰ کے خلاف شکایت:

روح نے مہدی کو لکھا کہ عیسیٰ سال کے صرف دو ماہ میں کوفہ آتا ہے اس کے علاوہ نہ جمعہ پڑھنے آتا ہے اور نہ کسی اور وجہ سے کوفہ آتا ہے۔ جب جمعہ کے لیے آتا ہے تو مسجد کے چوک میں ہو کر جو نماز کی جگہ ہے اپنی سواری کے جانوروں کو لیے ہوئے مسجد کے دروازوں تک چلا آتا ہے اس کے جانور نماز کی جگہ بول و براز کر دیتے ہیں اس کے سوا دوسرا کوئی شخص ایسا نہیں کرتا۔ مہدی نے لکھا کہ مسجد کے متصل جو راہیں ہیں ان کے ناکوں پر لکڑیوں کی آڑ لگا دو' روح نے اس کی بجا آوری کی۔ یہی جگہ خشبہ کہلاتی ہے۔ جمعہ سے پہلے ہی عیسیٰ کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی۔ مختار بن عبید کا مکان مسجد سے بالکل ملا ہوا تھا عیسیٰ نے منہ مانگی قیمت دے کر اسے مختار کے ورثہ سے خرید لیا۔ اسے آباد کیا اور اس میں ایک حمام بنایا۔ جمعرات ہی کے دن وہ اس مکان میں آجاتا اور وہیں ٹھہرتا اگر جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا تو ایک گدھے پر سواری کرتا وہ گدھا ان لکڑیوں پر سے کود کر اسے مسجد کے دروازے تک لے آتا عیسیٰ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ کر پھر اپنے مکان میں واپس ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد پھر اس نے کوفہ ہی میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی ولی عہدی سے دست برداری:

استعفائے ولایت عہد کے متعلق مہدی مسلسل عیسیٰ پر زور دیتا رہا کہ وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے تا کہ وہ اپنے بعد موسیٰ و ہارون کو اپنا ولی عہد بنائیں۔ انھوں نے یہاں تک کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو وہ سزا دوں گا جو مجرم کو دی جاتی ہے اور اگر تم میری بات مان جاتے ہو تو اس کا وہ معاوضہ دوں گا جس سے تم مالا مال ہو جاؤ اور اس کا نفع فوراً ہی تم کو پہنچے۔ آخر کار عیسیٰ نے ان کی بات مان لی اور ہارون کے لیے بیعت کر لی مہدی نے اسے ایک کروڑ درہم یا بقول دوسروں کے دو کروڑ درہم تو نقد دیئے اس کے علاوہ بہت بڑی جاگیر دی۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی طلبی:

عمر کے علاوہ دوسرے ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب مہدی نے چاہا کہ عیسیٰ کو ولی عہدی سے علیحدہ کر دے تو انھوں نے اسے اپنے پاس طلب کیا۔ عیسیٰ کو ان کی نیت کا پتہ چل گیا اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ تعلقات اس قدر کشیدہ ہوئے کہ اس کی جانب سے بغاوت کا اندیشہ ہو گیا اس اندیشہ کی بنا پر مہدی نے اپنے چچا عباس بن محمد کو لکھا کہ آپ عیسیٰ کے پاس جائیں اور میری طرف سے یہ اور یہ باتیں اس سے کہیں' عباس مہدی کا خط لے کر عیسیٰ کے پاس آیا اور ان کی طرف سے جو پیام پہنچانا تھا وہ اس نے پہنچا دیا نیز اس معاملہ میں عیسیٰ نے جو جواب دیا وہ عباس نے مہدی سے آکر بیان کر دیا۔ عباس کے آجانے کے بعد مہدی نے محمد بن فروخ ابو ہریرہ افسر فوج کو ایک ہزار ہوشیار شیعوں کے ساتھ عیسیٰ کی طرف بھیجا ان میں سے ہر شخص کو ایک طبل دیا گیا اور یہ حکم ملا کہ کوفہ پہنچنے کے ساتھ سب اپنے اپنے طبل بجائیں۔ رات کے بالکل آخری حصے میں جب صبح نمودار ہونے کو تھی یہ جمعیت کوفہ

میں داخل ہوگئی داخلہ کے ساتھ سب نے مل کر ایک دم اپنے اپنے طبل پر ضرب لگائی جس کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے اس شور سے عیسیٰ بن موسیٰ پر سخت ہیبت طاری ہوگئی ابوہریرہ نے اس سے مل کر چلنے کے لیے کہا اس نے اپنی علالت کا حیلہ کیا مگر ابوہریرہ نے ایک نہ سنی اور اسی وقت اسے مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔

امیر حج یزید بن منصور و عمال:

اس سال مہدی کے ماموں یزید بن منصور کی امارت میں جب کہ وہ یمن سے مدینۃ السلام آ رہا تھا حج ہوا۔ خود مہدی نے اسے اپنے پاس مراجعت کا حکم دیا تھا اور لکھا تھا کہ اس سال تم ہی امیر حج بنائے جاتے ہو نیز انھوں نے اپنے خط میں اس کی ملاقات کا اشتیاق اور اپنی قرابت کا بھی اظہار کیا تھا۔

اس سال عبیداللہ بن صفوان الجمحی مدینہ کا امیر تھا اسحٰق بن صباح الکندی کوفہ میں پیش امام اور افسر احداث تھے۔ ثابت بن موسیٰ والی خراج تھا۔ شریک بن عبداللہ قاضی تھے۔ عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری بصرہ کا پیش امام تھا۔ عمارہ بن حمزہ افسر احداث تھا اور اس کی طرف سے میسور بن عبداللہ بن مسلم الباہلی احداث پر اس کا قائم مقام تھا۔ عبیداللہ بن الحسن بصرہ کے قاضی تھے۔ عمارہ بن حمزہ اضلاع دجلہ' اہواز اور فارس کا عامل تھا۔ بسطام بن عمر سندھ کا والی تھا۔ رجاؤ بن روح یمن کا والی تھا بشر بن المنذر یمامہ کا عامل تھا۔

ابوعون عبدالملک بن یزید خراسان کا ناظم تھا۔ الفضل بن صالح جزیرے کا والی تھا۔ محمد بن سلیمان ابوحمزہ مصر کا والی تھا۔

۱۶۰ھ کے واقعات

یوسف ابرم کی بغاوت و قتل:

اس سال یوسف بن ابراہیم المعروف بہ یوسف البرم اور اس کے متبعین نے مہدی کے طرز حکومت اور طرز زندگی سے ناراض ہو کر خراسان میں علم بغاوت بلند کیا' ایک خلقت کثیر اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی مہدی نے یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا فریقین میں نہایت شدید جنگ ہوئی لڑتے لڑتے یہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹ گئے یزید نے اسے گرفتار کر لیا اور مہدی کے پاس بھیج دیا۔ نیز اس کے ساتھ کچھ اس کے عمائد ہمراہی بھی بھیجے' جب یہ جماعت نہروان پہنچی تو وہاں یوسف البرم اور اس کے ہمراہیوں کو اس طرح اونٹوں پر سوار کیا گیا کہ ان کے منہ دُم کی طرف کر دیئے گئے اسی حالت میں ان کو رصافہ لائے اور مہدی کے سامنے پیش کیا۔ انھوں نے ہرثمہ بن اعین کو ان کے متعلق حکم دے دیا۔ اس نے یوسف کے دونوں ہاتھ اور پاؤں پہلے قطع کر کے اس کی گردن اڑا دی اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا۔ پھر ان سب کو عسکر مہدی کے متصل دجلہ اعلیٰ کے پل پر سولی پر لٹکا دیا۔ چونکہ اس یوسف نے ہرثمہ کے ایک بھائی کو خراسان میں قتل کیا تھا اسی وجہ سے مہدی نے یوسف کو ہرثمہ کے سپرد کیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی مدینۃ السلام میں آمد:

اسی سنہ میں ۶/محرم کو عیسیٰ بن موسیٰ ابوہریرہ کے ہمراہ جمعرات کے دن مدینۃ السلام آیا اور محمد بن سلیمان کے اس مکان میں جو عسکر مہدی میں دجلہ کے کنارے واقع تھا فروکش ہوا۔ چند روز تک عیسیٰ مہدی کے پاس آتا رہا۔ اسی راستے آتا جس راستے سے وہ

ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ زبان سے کچھ نہ کہتا مگر اس نے دربار میں کسی قسم کی بے رخی' بے اعتنائی یا خلاف مزاج کوئی بات یا آداب میں کمی بھی محسوس نہیں کی اس طرح مہدی سے کچھ تھوڑا سا انس بھی اسے ہو چلا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی نظر بندی:

ایک دن مہدی کے برآمد ہونے سے پہلے وہ ایوان آیا اور چھوٹے کوٹھے پر ربیع کی جو نشست گاہ تھی وہاں آ کر بیٹھ گیا اس حجرے میں ایک دروازہ بھی تھا دوسری طرف تمام شیعہ عمائد نے آج یہ ارادہ کر لیا تھا کہ عیسیٰ کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس پر حملہ کیا جائے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لیے یہ سب کے سب بڑھے وہ اس وقت مقصورہ میں ربیع کی نشست میں موجود تھا ان کے حملہ آور ہوتے ہی اس نے مقصورہ کو بند کر لیا اس جماعت نے اپنے گرز اور ڈنڈوں سے مار مار کر دروازہ توڑ دیا قریب تھا کہ وہ اسے بھی کچل ڈالتے۔ انھوں نے نہایت مغلظ اور فحش گالیاں اسے دیں اور وہیں اسے محصور کر لیا۔ اگر چہ بعد میں مہدی نے ان کے اس فعل کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا مگر ان پر اس کا ذرا اثر نہ ہوا۔ بلکہ انہوں نے اپنے طرز عمل میں اور شدت کر دی چند روز اسی طرح گزرے آخر کار اس کے خاندان کے بعض سر برآوردہ لوگوں نے مہدی کے سامنے دریافت حقیقت کے لیے اس مسئلہ کو اٹھایا۔

محمد بن سلیمان کی شدید مخالفت:

اس کے مخالفین اس کی علیحدگی کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوئے اور مہدی کے روبرو انھوں نے عیسیٰ کو گالیاں دیں۔ مخالفین میں سب سے پیش پیش محمد بن سلیمان تھا جب مہدی نے محسوس کیا کہ یہ سب کے سب عیسیٰ اور اس کی ولایت عہد کے اس قدر مخالف ہیں انھوں نے موسیٰ کو ولی عہد بنانے کے لیے ان سے کہا اور اب وہ خود بھی انہی کے ہم خیال اور ہم زبان ہو گئے۔ انھوں نے عیسیٰ اور اس جماعت پر زور ڈالا کہ وہ بھی اس تجویز کو قبول کر لیں اور وہ اپنی ولایت عہد سے استعفا دے کر لوگوں کو اپنی بیعت کی ذمہ داری سے بری کر دے۔ مگر عیسیٰ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس عہدے کو قبول کرتے وقت میں نے اپنے اہل وعیال کے متعلق نہایت غلیظ قسم کھائی ہے۔ اس سے میں کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

فقہا وقضاۃ کا فتویٰ:

مہدی نے چند فقہا اور قضاۃ کو دربار میں طلب کیا ان میں محمد بن عبداللہ بن علاثہ اور زنجی بن خالد المکی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے صورت حالات کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دے دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیسیٰ کی بیعت کی جو ذمہ داری لوگوں پر عائد تھی اس سے بری کرنے کے لیے جس قدر روپیہ درکار ہو وہ مہدی ادا کریں نیز چونکہ خود عیسیٰ پر عہد کی پابندی مغلظ قسموں سے واجب تھی اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جس قدر روپیہ کی ضرورت واقعی ہو اسے بھی مہدی دیں اس کی مقدار دس کروڑ درہم تھی اس کے علاوہ زاب اعلیٰ اور کسکر پر جاگیر دینے کا اقرار بھی انھوں نے کیا عیسیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

خلیفہ مہدی کا خطبہ:

جس وقت سے مہدی نے عیسیٰ سے استعفائے عہد کی خواہش کی تھی' یہ انھیں کے پاس رصافہ میں دفتر کی عمارت میں محبوس تھا آخر کار اس نے استعفا پر رضامندی ظاہر کی اور بدھ کے دن ماہ محرم کے ختم میں چار راتیں باقی تھیں کہ نماز عصر کے بعد عیسیٰ نے اپنی ولایت عہد سے قطعی برأت کر لی دوسرے دن بروز پنجشنبہ جب کہ ماہ محرم کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ دن چڑھے

اس نے اب مہدی کے لیے اور ان کے بعد موسیٰ کے لیے بیعت لی۔ جب سب سے اسی طرح بیعت لے لی تو اب وہ رصافہ کی جامع مسجد آئے منبر پر چڑھے۔ موسیٰ بھی چڑھا مگر اس طرح کہ مہدی سے نیچے بیٹھا۔ اس کے بعد عیسیٰ منبر کے پہلے درجہ پر کھڑا ہوا۔ مہدی نے تقریر شروع کی۔ حمد وثنا کے بعد انہوں نے حاضرین مسجد کو عیسیٰ بن موسیٰ کی علیحدگی کے متعلق اس تصفیہ کی جوان کے اہل بیت تابعین، سرداران فوج اور خراسان کے اعوان و انصار نے کیا تھا اطلاع دی اور بتایا کہ ولایت عہد کو حسب قرار داد عمل پذیر لانے کی جو ذمہ داری آپ حضرات کے سر پر عائد تھی اب وہ موسیٰ بن امیر المومنین کی طرف ان کے حق میں منتقل ہوگئی ہے کہ ان تمام مذکورہ عمائد و اکابر نے اس منصب جلیلہ کے لیے موسیٰ کو اختیار کیا ہے۔ میں نے بھی ان کی خدمات، اطاعت اور الفت کے مدنظر ان کی اس مبنی بر مصلحت تجویز کو قبول کیا کیونکہ انکار میں اختلاف و افتراق جماعت کا پورا اندیشہ تھا۔ نیز خود عیسیٰ اپنے حق تقدم سے دست بردار ہوگیا ہے۔ اس وجہ سے اب آپ حضرات عہدہ برآ ہو چکے اور جو ذمہ داری رعایت عہد کی اب تک آپ پر عیسیٰ کے بارے میں تھی وہ اب موسیٰ بن امیر المومنین کے حق میں منتقل ہوگئی۔ کیونکہ ہم نے ہمارے اہل بیت اور تمام دوسرے اعوان و انصار نے اب موسیٰ کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ موسیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے بالکل مطابق حکمرانی کرے گا۔ اب آپ حضرات اٹھیے اور اس کی بیعت کیجیے جس طرح کہ دوسروں نے اس کی بیعت کی، تمام بھلائیاں جماعت میں ہیں اور تفریق برائیوں کا معدن ہے میں اپنے اور آپ کے لیے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں سب کو اپنی رحمت سے حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور وہ عمل کرائے جو اس کی خوشنودی کا باعث ہو، میں اپنے لیے اور آپ کے لیے اللہ سے اپنے اپنے اعمال کی معافی کا خواستگار ہوں۔

موسیٰ ان کے نیچے منبر سے علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا تا کہ جو شخص مہدی کی بیعت اور ان کے ہاتھ کو مسح کرنے کے لیے آئے یہ اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو نیز اس خیال سے بھی کہ ان کا چہرہ چھپ نہ جائے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کی موسیٰ بن مہدی کی بیعت:

عیسیٰ اپنی جگہ اسی طرح کھڑا رہا اب اسے وہ تحریر پڑھ کر سنائی گئی جس میں ولایت عہد سے اس کی علیحدگی کا ذکر تھا نیز یہ بھی ذکر تھا کہ عیسیٰ نے اپنی خوشی سے بغیر کسی جبر و اکراہ کے نہ صرف اپنے کو ولایت عہد کی ذمہ داری سے عہدہ برآ کر لیا ہے بلکہ وہ تمام اشخاص بھی جنھوں نے اس کی ولی عہدی کے لیے بیعت کی تھی اب اپنی قسموں اور مواثیق کی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو چکے۔ عیسیٰ نے اس بیان کا اقرار کیا پھر منبر پر جا کر مہدی کی بیعت کی ان کے ہاتھ چھوئے اور اپنی جگہ پلٹ آیا۔ اس کے بعد مہدی کے خاندان والوں نے تقدیم سن کے اعتبار سے فرداً فرداً بڑھ کر پہلے مہدی اور پھر موسیٰ کی بیعت کی دونوں کے ہاتھوں کو مسح کیا جب سب خاندان والے بیعت کر چکے تو اب حاضرین میں جو دوسرے سر برآوردہ امرائے عساکر اور عمائد شیعہ تھے انھوں نے اسی طرح بیعت کی۔

موسیٰ بن مہدی کی ولی عہدی کی عام بیعت:

مہدی منبر سے اتر آئے اور اپنی جگہ بیٹھ گئے بقیہ خواص و عوام سے بیعت لینے کا کام انھوں نے اپنے ماموں یزید بن منصور کے سپرد کر دیا اس نے اس خدمت کو سرانجام پہنچایا اور سب سے بیعت لے لی، مہدی نے اس کے معاوضہ میں جو وعدہ عیسیٰ سے کیا تھا اسے پورا کیا اور آئندہ شہادت اور حجت کے لیے اس کی علیحدگی کے متعلق ایک باقاعدہ تحریر لکھوا لی جس پر اس کے اہل بیت کی ایک

جماعت نے مصاحبین نے' تمام شیعوں' کاتبوں اور باقاعدہ فوج نے اپنی شہادت ثبت کی یہ تحریر تمام سرکاری دفاتر میں بحفاظت رکھے جانے کے لیے بھیج دی گئی تاکہ آئندہ عیسیٰ کو اس حق کے متعلق جس سے وہ دست بردار ہو چکا ہے کسی قسم کا دعویٰ باقی نہ رہے اور ہو تو یہ تحریر اس کے خلاف بطور حجت قطعی کے کام دے۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا تحریری عہد نامہ:

عیسیٰ کی وہ تحریر حسب ذیل ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ تحریر عبداللہ المہدی محمد امیر المومنین اور ولی عہد مسلمین موسیٰ بن المہدی کے لیے' ان کے خاندان والوں کے لیے' تمام سرداران فوج کے لیے' ان کی خراسانی سپاہ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے ہے' وہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں' میں لکھ رہا ہوں اس تحریر کے ذریعہ میں اس منصب ولی عہدی کو جس پر میں مقرر کیا گیا تھا اب اس لیے موسیٰ بن المہدی محمد امیر المومنین کو دیئے دیتا ہوں کہ تمام مسلمانوں نے متفقہ طور پر ان کی ولایت عہد کو پسند کیا ہے۔ اس تحریر کے خط سے میں خوب واقف ہوں یہ میرا خط ہے' نیز میں خود دوسرے مسلمانوں کی طرح اپنی خوشی اور رضا مندی سے موسیٰ بن امیر المومنین کی ولی عہدی کو پسند کرتا ہوں' میں نے ان کی بیعت کر لی ہے نیز ولایت عہد کی ذمہ داری سے خود میں عہدہ برآ ہو چکا ہوں' اور اسی طرح تمام مسلمان میری ولایت عہد سے بری الذمہ ہو گئے۔ اب آئندہ اس کے متعلق مجھے کسی قسم کا کوئی دعویٰ نہ رہا اور نہ کوئی حق و مطالبہ' اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی میری ولایت عہد کا۔ اب امیر المومنین مہدی کی زندگی میں یا ان کے بعد یا مسلمانوں کے اب ولی عہد خلافت موسیٰ کے بعد جب تک میں بقید حیات رہوں مجھے کوئی دعویٰ یا حق اس کے عہدے کے متعلق باقی نہیں رہا۔

میں نے امیر المومنین مہدی اور ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے ان کے بعد خلافت کی بیعت کر لی ہے نیز ان کے سامنے نیز تمام مسلمانوں اور اہل خراسان وغیرہ کے سامنے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں اپنی اس شرط کو اس معاملہ کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں بہر حال پورا کروں گا اب میں خدا کے سامنے بھی اس کے متعلق عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ کا بدل و جان جاں نثار عقیدت کیش' مطیع منقاد رہوں گا اور ظاہر اور باطن میں کوئی بری نیت یا برا خیال ان کے متعلق اپنے ذہن میں نہ آنے دوں گا اور رنج و راحت تکلیف و مصیبت ہر حال میں اس کا وفادار رہوں گا ان کے دوستوں سے دوستی رکھوں گا اور ان کے دشمنوں کو دشمن سمجھوں گا چاہے وہ اب ہوں یا آئندہ پیدا ہوں اگر میں آئندہ اس امر کے متعلق جس سے میں دست بردار ہو چکا ہوں' کوئی بات اس عہد واثق کے خلاف ظاہر یا باطن میں کروں یا جس بات کا میں نے اس تحریر میں امیر المومنین مہدی اور ان کے ولی عہد موسیٰ بن امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے ذمہ عہد واثق کیا ہے اس کی خلاف ورزی کروں اور اسے پوری طرح بروئے کار نہ لاؤں تو آج اس تحریر کی تاریخ سے آئندہ تیس سال تک میری ہر بیوی جو اب ہے یا آئندہ ہو وہ مطلقہ قطعی ہے جس کی رجعت نہیں ہو سکتی نیز ہر میرا غلام یا لونڈی چاہے اب ہو یا آئندہ تیس سال کے عرصہ میں میرے قبضہ میں آئے وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

میری تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد جو نقد' قرض' زمین کی شکل میں ہو یا کثیر' قدیم ہو یا جدید یا جسے میں آج سے تیس سال کے عرصہ میں حاصل کروں وہ سب مساکین کے لیے صدقہ سمجھا جائے اور والی صدقات کو حق ہو گا کہ وہ اسے جس کام میں چاہے صرف کرے۔ علاوہ بریں مجھ پر تین یا پیادہ حج مدینۃ السلام سے بیت اللہ کے واجب ہوں گے جس کا کوئی کفارہ علاوہ خود ہی حج

کرنے کے نہیں ہوگا۔ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان تمام امور کی بجا آوری میرے ذمہ ہے اور اسی کی شہادت کافی ہے نیز مجھ راقم الحروف عیسیٰ بن موسیٰ کے مندرجہ امور کے متعلق چار سو تیس بنی ہاشم اموالی' قریش کے مصاحبین وزراء ملکی عہدہ دار اور قضاۃ نے شہادت ثبت کی ہے۔

یہ تحریر صفر ۱۶۰ھ میں لکھی گئی اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اس پر کسی شاعر نے طنزاً دو شعر کہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ نے موت سے ڈر کر جس میں نجات اور عزت تھی حکومت سے دست کشی کی اور اس طرح ملامت کا ایسا لباس زیب بر کیا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

باربد کی تسخیر:

اس سال ۱۶۰ھ میں عبدالملک بن شہاب المسمعی اپنے ہمراہی مجاہد رضا کاروں وغیرہ کے ساتھ باربد آیا۔ وہاں پہنچنے کے دوسرے ہی دن اس نے اہل شہر پر دھاوا کر دیا اور دو دن مسلسل اس پر حملہ کرتا رہا۔ پھر انھوں نے منجنیقیں نصب کیں اور تمام آلات جنگ سے حملہ آور ہوا۔ مجاہدین کا یہ حال تھا کہ وہ شرکت جنگ کے لیے پلے پڑتے اور کلام پاک اور اللہ کے ذکر سے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ اللہ نے بزور شمشیر یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھوں مسخر کر دیا ان کا رسالہ ہر طرف سے اس طرح شہر میں در آیا کہ اہل شہر کو سوائے اپنے مندر کے کہیں جائے پناہ نظر نہ آئی مسلمانوں نے روغن نفط چھڑک کر اس میں آگ لگا دی جس سے ہزاروں جل مرے بعض نے نکل کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اللہ نے ان سب کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا اس کے مقابلہ میں بیس بائیس مسلمان شہید ہوئے اللہ نے بہت سی غنیمت بھی ان کو دی جنگ کے بعد سمندر متلاطم ہو گیا۔ چونکہ بحری سفر خطرناک خیال کیا گیا اس لیے مسلمان تلاطم کم ہو جانے کے انتظار میں وہیں مقیم رہے۔

مجاہدین کی مراجعت:

دوران قیام میں مسلمان کے منہ میں ایک مرض حمام قر پیدا ہوا جس سے تقریباً ایک ہزار مجاہد جان بحق ہو گئے ان میں ربیع بن فتیح بھی تھا۔ جب انھوں نے بحری سفر کا امکان پایا تو اب وہ سب واپس پلٹ یہ ساحل فارس پر جسے بحر حمران کہتے ہیں پہنچے تھے کہ یہاں ان کو ایک رات شدید طوفان باد نے آ گھیرا اس طوفان میں مسلمانوں کے اکثر جہاز تباہ ہو گئے کچھ غرق ہو گئے اور کچھ بچ کر ساحل مراد پر پہنچے۔ ان قیدیوں میں جن کو مسلمان اپنے ساتھ لائے تھے باربد کی راجہ کی ایک بیٹی بھی تھی جسے انھوں نے محمد بن سلیمان والی بصرہ کے حوالے کر دیا۔

امارت خراسان پر معاذ بن مسلم کا تقرر:

اس سال ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کا کاتب اور وزیر مقرر رہا۔ مہدی نے ابوعون کو کسی بات پر ناراض ہو کر خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ معاذ بن مسلم کو مقرر کیا' اس سال ثمامہ بن الولید العبسی کی قیادت میں صائفہ نے جہاد کیا۔ نیز عمر بن العباس الخثعمی نے بحر شام میں جہاد کیا۔

آل ابی بکرہ کی مہدی سے درخواست:

اس سنہ میں مہدی نے آل ابی بکرہ کو ان کے ثقفی نسب سے نکال کر پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے مشرف کر دیا

اس تبدیلی کی وجہ یہ ہوئی کہ اس خاندان کا ایک شخص کسی شکایت کو پیش کرنے مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا اور اس نے اپنے تقرب کے لیے ولائے رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دیا۔ مہدی نے یہ سن کر کہا کہ یہ نسبت اور تعلق وہ ہے جس کا اقرار تم اسی وقت ہمارے سامنے کرتے ہو جب کسی شدید ضرورت کی وجہ سے تم کو ہماری جناب میں تقرب حاصل کرنا ہوتا ہے۔ حکم نے کہا امیر المومنین جا ہے جس نے اس بات سے انکار کیا ہو مگر ہم تو اس کا ہمیشہ سے اقرار کرتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اور آل ابی بکرہ کو پھر ولائے رسول اللہ ﷺ کے شرف سے متعلق کرنے کے لیے حکم دیں۔ اور آل ابی زیاد بن عبید کے متعلق حکم دیں کہ وہ اس جھوٹے نسب سے خارج کر دیئے جائیں جس میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شامل کر دیا ہے محض رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے حکم سے بچانے کے لیے کہ ان الولد للفراش و للعاهر الحجر. (بیٹا تو بیوی ہی سے ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے) شامل کر دیا تھا۔ آپ حکم دیں کہ ان کی نسبت ثقیف کے موالی میں کی جائے۔

آل ابی بکرہ کے نسب کے متعلق مہدی کا فرمان:

اس درخواست کے مطابق مہدی نے حکم دیا کہ آل ابی بکرہ اور آل ابی زیاد دونوں اپنے صحیح نسب کے ساتھ معنون کیے جائیں۔ اس کے متعلق انھوں نے محمد بن سلیمان کو ایک فرمان لکھا کہ تم جامع مسجد میں سب کے سامنے اس بات کا اعلان کر دو اور آل ابی بکرہ کو ان کی رسول اللہ ﷺ کی دوستی سے مشرف ہونے اور نفیع بن مشروح کی اولاد میں ہونے کا اعلان کر دو نیز ان میں جو اس نسبت کا اقرار کرے اسے ان کی وہ جائداد جو بصرے میں ہو۔ اس کام کے لیے متعینہ ناظروں کے ذریعہ واپس کر دو' جو اس نسبت سے انکار کرے اسے کچھ واپس نہ دیا جائے اور تم حکم بن سمرقند کو اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے لیے ممتحن مقرر کر دو۔ محمد نے آل ابی بکرہ کے تمام افراد کے متعلق سوائے ان کے جن کا حال خود اس خاندان والوں کو معلوم نہ تھا اور وہ غائب تھے اس حکم کو نافذ کر دیا۔

آل زیاد کے نسب کے متعلق سلیمان کی روایت:

البتہ آل زیاد کے متعلق جس بات نے مہدی کی رائے میں شدت پیدا کر دی وہ یہ واقعہ ہوا کہ علی بن سلیمان کے باپ نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ استغاثے پڑھ رہے تھے اتنے میں آل زیاد کا ایک شخص صغدی بن سلم بن حرب ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں آپ کا ابن عم ہوں انھوں نے پوچھا کیسے' اس نے زیاد سے اپنی نسبت نسبی بیان کی۔ مہدی نے کہا اے سمیہ فاحشہ کے جنے تو میرا ابن عم کیوں کر ہوا' وہ غضب آلود ہوئے اور انھوں نے اس کی گردن پکڑوا کر اسے دربار سے نکلوا دیا۔ سب لوگ دربار سے اٹھ گئے میں بھی باہر نکلا۔

آل زیاد کے متعلق مہدی کا فرمان:

عیسیٰ بن موسیٰ یا موسیٰ بن عیسیٰ میرے ساتھ ہو گیا اور اس نے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ آپ کو بلوا بھیجوں کیونکہ آپ کے اٹھ آنے کے بعد امیر المومنین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم میں کون آل زیاد کی تاریخ سے واقف ہے مگر ہم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کے حال سے پوری طرح واقف ہو۔ اے ابو عبداللہ! آپ جو کچھ جانتے ہوں ہمیں بتائیے۔ میں زیاد اور آل زیاد کے بارے میں باتیں کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں اس کے مکان واقع باب المحول پر آ گئے اس نے مجھ سے کہا کہ میں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب واقعہ آپ لکھ کر دیجیے تا کہ میں آج ہی شام کو امیر المومنین

کی خدمت میں پیش کر دوں اور آپ کا بھی تذکرہ کر دوں۔ میں نے اپنے مکان آ کر سارا واقعہ لکھ دیا اور اپنی تحریر اس کے پاس بھیج دی وہ اسی شام کو مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی اطلاع دی انھوں نے وہ تحریر ہارون الرشید کو جو ان کی طرف سے بصرے کا والی تھا بھیج دی اور حکم دیا کہ تم اپنے والی کو ہدایت کر دو کہ وہ آل زیاد کو قریش ان کے دیوان اور عربوں سے خارج کر دے اور نیز یہ کہ آل ابی بکرہ کے سامنے ولائے رسول اللہ ﷺ کی نسبت کو پیش کرے جو ان میں سے اس نسبت کا اقرار کرے اس کی وہ جائداد جو وہاں سرکار کے قبضہ میں ہو اس مقر کو واپس دے دے اور جو ان میں سے اپنے آپ کو ثقیف کے ساتھ منسوب کرے اس کی جائداد بحق سرکار ضبط رہے۔ والی بصرہ نے یہ بات ان کے سامنے پیش کی تین آدمیوں کے سوا سب نے اس نسبت کا اقرار کیا۔ جن تین آدمیوں نے اقرار نہیں کیا ان کی جائیداد ضبط کر لی گئی۔ اس کے بعد آل زیاد نے سر دفتر کو رشوت دے دی' اس نے ان کو پھر حسب سابق ان کے معروف نسب میں شامل کر دیا۔

خالد النجار کے اشعار:

خالد النجار نے اس بارے میں یہ دو شعر کہے:

ان زیــادًا و نــافـعــاً و ابــا　　　بـکـرة عندی من اعجب العجب

ذا قــرشـیــی کـمــا یقـول و ذا　　　مــولـیً و هــذا بــزعـمـه عـربـی

ترجمہ: ''مجھے زیادؔ نافع اور ابو بکرہ پر نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ ایک یہ اپنے آپ کو قرشی کہتا ہے اور یہ دوسرا مولی ہے۔ اور یہ تیسرا اپنے دعوے کے مطابق عرب بنتا ہے''۔

والی بصرہ کے نام مہدی کا فرمان:

ذیل میں وہ خط جو مہدی نے اس بارے میں والی بصرہ کو لکھا تھا نقل کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! امابعد! مسلمانوں کے صاحبان امراء اپنے اپنے خاص لوگوں اور عوام کے امور میں تصفیہ کے لیے اس بات کے سب سے زیادہ سزاوار ہیں کہ وہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق احکام نافذ کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اس اتباع میں استقامت اور دوام قائم رکھیں اور ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ ان احکام کی چاہے وہ اس کے موافق ہوں یا مخالف' خوشی کے ساتھ بجا آوری کرے کیونکہ صرف اسی طرح اللہ کے حقوق وحدود کی اقامت ہو سکتی ہے۔ اس کے حقوق کی معرفت ہو سکتی ہے۔ اس کی خوشنودی کی اتباع ہے اسی طرح اس کا ثواب ملتا اور جزا حاصل ہو سکتی ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا جو غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ان احکام سے روگردان ہوگا اسے دین ودنیا میں خسارہ ونقصان ہے۔

زیاد بن عبید کو (یہ ثقیف کے غیر عرب کفار کا غلام تھا) اگرچہ معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد ہی تمام مسلمانوں نے جن میں اکثر اس زمانہ میں زیاد ابی زیاد اور اس کی ماں کی اصل نسل سے اچھی طرح واقف تھے اور خود وہ لوگ بڑے عالم' زاہد' فقیہ' متقی اصحاب تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس کارروائی کو غلط سمجھ کر اس کے ادعائے نسب سے انکار کر دیا تھا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ کارروائی کسی نیک نیتی اتباع سنت یا گزشتہ ائمہ حق کے طریقہ محمود کی پیروی میں نہیں کی تھی بلکہ اپنے دین اور آخرت کو برباد کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں کی تھی نیز اس وجہ سے کہ چونکہ زیاد کی جلادت اور

ہوشیاری و چالاکی کا اس پر بہت اثر ہوا تھا اس نے اس ترکیب سے اپنے اعمال بد اور ظالمانہ طرز حکومت میں اس کی مدد اور اعانت حاصل کرنے کے لیے یہ کیا تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الولد للفراش و للعاهر الحجر اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا یا اپنے اعزا کے علاوہ کسی دوسرے سے اپنے کو منسوب کرے اس پر اللہ ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نیز اللہ اس کے کسی عمل کو شرف قبولیت نہ بخشے گا میں اپنی عمر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زیاد ہرگز ہرگز ابوسفیان کے گھر یا اس کے بستر پر پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ عبید ابوسفیان کا غلام تھا اور نہ سمیہ اس کی لونڈی تھی نہ یہ دونوں اس کے کبھی مملوک رہے اور نہ کسی اور سبب سے ان کا اس سے کوئی تعلق پیدا ہوا حالانکہ محدثین پوری طرح واقف ہیں کہ نصر بن الحجاج بن علاء السلمی کے متعلق اس کے ہمراہی بنی المغیرہ کے مخزومی موالیوں کو جب انھوں نے نصر کو اپنے میں شامل کرنا چاہا اور اپنے دعوے کو ثابت کر دیا۔ معاویہ نے یہ جواب دیا کہ اپنی مسند کے نیچے سے ایک پتھر جسے پہلے سے اس نے چھپا رکھا تھا نکال کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ اس پر انھوں نے کہا کہ آپ نے زیاد کے بارے میں جو کچھ کیا اسے ہم نے مان لیا مگر اب آپ ہمارے آدمی کے متعلق اسی قسم کے تصفیہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ کا تصفیہ تمہارے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ سے بہتر ہے مگر زیاد کے متعلق جو کارروائی اس نے کی کہ اسے اپنے نسب میں شامل کر لیا اس نے صریحی طور پر اللہ کے حکم اور اس کے رسول کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی اور یہ اس نے محض اپنے ذاتی منفعت اور خواہش نفس کی بنا پر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جس نے بغیر اللہ کے حکم کے اپنی خواہش کی اتباع کی۔ اللہ حد سے متجاوز ہونے والوں کو کبھی راہ ہدایت نہیں دکھائے گا''۔

حضرت داؤد علیہ السلام سے جن کو اللہ نے حکومت' نبوت' دولت اور خلافت الٰہی عطا کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ﴾ آخر آیۃ تک

''اے داؤد! ہم نے تجھ کو زمین میں اپنا نائب مقرر کیا''۔

امیر المومنین اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ان کے نفس اور دین کو غلبہ خواہش سے بچاتا رہے اور ہر بات میں توفیق نیک عطا فرمائے۔ جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ اب امیر المومنین نے اس امر کو مناسب سمجھا ہے کہ زیاد اور اس کی اولاد جو اپنی ماں اور نسب معروف کے ساتھ منسوب ہے وہ پھر اپنے باپ عبید اور اپنی ماں سمیہ سے منسوب کر دیئے جائیں تاکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان اور صلحا اور ائمہ ہادئین کے قول متفق علیہ کا اتباع ہو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی خلاف ورزی میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں جو جرأت کی ہے وہ کسی طرح جائز قرار نہیں دی جاسکتی۔ اور امیر المومنین رسول اللہ ﷺ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں ان کے افعال کی اتباع کرتے ہیں ان کی سنت کا احیاء چاہتے ہیں اور بدعات کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا حق ہے کہ وہ اس معاملہ میں جائز کارروائی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾

''حق کے علاوہ سب ضلالت ہے تو اب کہاں پلٹ کر جاسکتے ہو''۔

اس بارے میں امیر المومنین کی رائے اب تم کو معلوم ہو چکی ہے اس لیے تم زیاد اور اس کی اولاد کو ان کے باپ زیاد بن عبید اور اس کی ماں سمیہ کے ساتھ منسوب کرو۔ ان کو مجبور کرو کہ وہ اس فیصلہ کو قبول کریں اور آئندہ اسی پر کاربند ہوں تمہارے ہاں جس قدر مسلمان ہوں ان سب کے سامنے اس کا اعلان کرو تا کہ ان کو بھی اس کی اصل معلوم ہو جائے۔

ہم نے بصرہ کے قاضی اور صاحب دیوان کو بھی اسی کے مطابق احکام بھیج دیئے ہیں والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عبدالملک بن ایوب کی فرمان مہدی کی خلاف ورزی:

اس مراسلہ کو معاویہ بن عبید نے لکھا تھا۔ جب یہ حکم محمد بن سلیمان کے پاس پہنچا اس نے اس کے نافذ کر دینے کے احکام جاری کر دیئے مگر پھر کچھ لوگوں نے اس بارے میں اس سے گفتگو کی۔ اور محمد بن سلیمان نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ مہدی نے اس مضمون کا فرمان عبدالملک بن ایوب بن ظبیان النمیری کے نام بھی بھیجا تھا چونکہ یہ قیس کا سردار تھا اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی شخص ان سے نکل کر دوسروں میں شامل کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے اس نے اس فرمان کو نافذ نہیں کیا۔

امارت مدینہ پر زفر بن عاصم کا تقرر:

اسی سال والی مدینہ عبداللہ بن صفوان الجمحی نے انتقال کیا۔ اس کی جگہ محمد بن عبداللہ الکثیری مقرر ہوا۔ یہ تھوڑے ہی روز اپنے منصب پر فائز رہا تھا کہ برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے زفر بن عاصم الہلالی مقرر ہوا۔ اسی سال مہدی نے عبداللہ بن محمد بن عمران الطلحی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی سال عبدالسلام الخارجی نے خروج کیا اور وہ قتل کیا گیا' بسطام بن عمرو سندھ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس کی جگہ روح بن حاتم مقرر ہوا۔

امیر حج خلیفہ مہدی:

اس سال خود مہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اپنے شہر سے روانہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اپنے ماموں یزید بن منصور کو اس کے ساتھ وزیر و مشیر مقرر کر کے چھوڑا۔ اس سال ان کے ہمراہ ان کا بیٹا ہارون اور بہت سے دوسرے خاندان والے حج کے لیے ساتھ ہوئے۔ اپنے عہدہ کی اہمیت اور رسوخ کی وجہ سے یعقوب بن داؤد بھی مہدی کے ہمراہ ہوا۔ جب یہ مکہ پہنچ گئے تو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن جس کے لیے یعقوب ہی نے مہید سے امان لی تھی مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ مہدی نے بہت سا مال و متاع صلہ میں دیا اور حجاز میں اپنے صرفخاص کے علاقہ سے جاگیر بھی دی۔

خانہ کعبہ کی غلاف پوشی:

اس سال مہدی نے کعبہ کے غلاف کو اتار کر نیا غلاف چڑھایا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاجیوں نے شکایت کی کہ اس قدر غلاف کعبہ پر چڑھائے گئے ہیں کہ ان کے بوجھ سے انہدام کا اندیشہ ہے۔ مہدی نے حکم دیا کہ تمام غلاف اتار لیے جائیں چنانچہ تمام غلاف اتار لیے گئے' اور کعبہ کھلا رہ گیا اب خلوق (ایک خوشبو) کی دھونی دی گئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب غلاف اتارتے اتارتے ہشام کے چڑھائے ہوئے غلاف کی نوبت آئی تو وہ دیبا کا نکلا جو نہایت مضبوط اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ اور تمام غلاف یمن کے ساختہ تھے۔

منبر رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت پر لانے کی تجویز:

مہدی نے مکہ اور مدینہ میں بے انتہا روپیہ خیرات کیا۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تین کروڑ درہم تو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' تین لاکھ دینار مصر سے اور دو لاکھ یمن سے اور ان کو راہ میں وصول ہوئے تھے۔ یہ تمام رقم انھوں نے صرف کر دی۔ ڈیڑھ لاکھ تھان کپڑے کے تقسیم کیے۔ مسجد نبوی کو وسیع کیا۔ مقصورہ کو مسجد نبوی سے نکال دیا۔ ارادہ تھا کہ منبر رسول اللہ ﷺ کو چھوٹا کر دیں تا کہ وہ پھر اپنی اصلی حالت و جسامت پر ہو جائے اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو زیادتی کی تھی وہ نکل جائے۔

امام مالک کی تجویز سے مخالفت:

مگر امام مالک کے بیان کے مطابق جب انھوں نے اس بارے میں علماء وفقہاء سے مشورہ لیا تو انھوں نے کہا منبر میں جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی ہے اس کی کیلیں اس جدید لکڑی سے قدیم منبر کی لکڑی تک سرایت کر گئی ہیں اس لیے اندیشہ یہ ہے کہ چونکہ پہلی لکڑی بہت پرانی ہو چکی ہے مبادا اس اضافہ کو توڑنے سے اصلی منبر کو صدمہ پہنچے اور وہی ٹوٹ پڑے۔ اس خیال سے مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

انصاریوں کا حفاظتی دستہ:

انھوں نے اپنے قیام مدینہ کے دوران میں پانچ سو انصاری اپنی ذات کی حفاظت کے لیے بھرتی کیے تا کہ یہ عراق میں ان کی محافظت کریں اور بوقت ضرورت فوج خاصہ کا کام دیں ان کی مقررہ عطا کے علاوہ اور مزید اضافہ دیا گیا' نیز جب یہ جماعت ان کے ہمراہ بغداد آ گئی تو مہدی نے ان کو ایک جاگیر بھی دی جو ان کے نام سے مشہور ہے۔ اسی قیام مدینہ کے زمانے میں مہدی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ سے شادی کی۔

اس سال محمد بن سلیمان نے مہدی کے لیے برف بھیجی جو ان کو مکہ میں مل گئی۔ مہدی پہلے خلیفہ ہیں جن کے لیے برف مکہ بھیجی گئی ہے۔ مہدی نے اپنے خاندان والوں اور دوسرے لوگوں کی وہ جاگیریں جو ضبط کر لی گئی تھیں پھر انھیں واپس دے دیں۔

عمال:

اس سال اسحٰق بن ضباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ شریک قاضی تھے۔ محمد بن سلیمان بصرے کا نیز اس کے ملحقہ علاقہ' اور اضلاع دجلہ' بحرین' عمان' اہواز اور فارس کا والی تھا یہی اس تمام علاقہ کا افسر احداث تھا عبیداللہ بن الحسن بصرے کے قاضی تھے معاذ بن مسلم خراسان کا ناظم تھا۔ فضل بن صالح جزیرہ کا والی تھا روح بن حاتم سندھ کا اور یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا اور محمد بن سلیمان ابو حمرہ مصر کا ناظم تھا۔

۱۶۱ھ کے واقعات

مقنع کا خروج:

اس سال حکیم المقنع نے خراسان میں مرو کے ایک قریہ میں خروج کیا۔ یہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور اپنے آپ کو ارواح کا مرکز خیال کرتا تھا۔ ایک خلقت عظیم اس کے ساتھ گمراہ ہوگئی۔ اس کی تحریک نے بڑی طاقت حاصل کر لی اور وہ اپنی جماعت کو لے

کرماوراء النہر کے علاقہ میں ہو رہا۔ مہدی نے اس سے لڑنے کے لیے اپنے کئی سپہ سالار بھیجے' ان میں معاذ بن مسلم بھی جوان دنوں خراسان کا ناظم تھا شریک تھا اس کے ہمراہ عقبہ بن مسلم' جبرئیل بن یحییٰ اور لیث خود مہدی کا مولیٰ بھی تھے کچھ عرصہ کے بعد مہدی نے صرف جرشی کو اس کے مقابلہ پر متعین کیا' اور دوسرے سپہ سالار اس کے ماتحت کر دیئے اور مقنع محاصرہ کے اندیشہ سے کس کے ایک قلعہ میں سامان خوراک جمع کرنے لگا۔

نصر بن محمد خزاعی کی گرفتاری:

اس سال نصر بن اشعث الخزاعی نے شام میں عبداللہ بن مروان کو گرفتار کر لیا اور اسے مہدی کے پاس لے آیا یہ واقعہ نصر کی ولایت سندھ سے پہلے پیش آ چکا تھا۔ مہدی نے عبداللہ کو سرکاری جیل خانہ میں قید کر دیا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی بے باکی و جرأت:

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن محمد بن مروان مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ ابوالحکم اس کی کنیت تھی۔ مہدی نے رضافہ میں دربار عام منعقد کیا اور پوچھا کون اسے جانتا ہے۔ عبدالعزیز بن مسلم العقیلی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ کے پاس جا کھڑا ہوا اور اسے ابوالحکم کہہ کر مخاطب کیا۔ اس نے کہا ہاں میں ابوالحکم ابن امیر المومنین ہوں۔ عبدالعزیز نے پوچھا میرے بعد تم کیسے رہے؟ اس کے بعد اس نے مہدی کو مخاطب کر کے کہا۔ امیر المومنین بے شک یہ عبداللہ بن مروان ہے۔ تمام حاضرین دربار اس کی اس جرأت پر عش عش کرنے لگے اور مہدی نے بھی اس بات کا قطعی برا نہ مانا۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کے خلاف مقدمہ:

جب مہدی نے اسے قید کر دیا تو اب اس کے قتل کے لیے ایک بہانہ بنانا چاہا عمر بن سہلۃ الاشعری نے مہدی کے سامنے استغاثہ دائر کیا کہ عبداللہ نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ مہدی نے اس استغاثہ کو تصفیہ کے لیے قاضی عافیۃ کے پاس بھیج دیا۔ قاضی نے عبداللہ کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ مقتول کے عوض میں اسے قتل کیا جائے قریب تھا کہ اس حکم کی توثیق ہو جائے اور وہ قتل کر دیا جائے۔

عبداللہ بن محمد بن مروان کی برأت:

مگر عین وقت پر عبدالعزیز بن مسلم العقیلی قاضی کے اجلاس میں لوگوں کے سروں پر گذرتا ہوا قاضی کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ عمرو بن سہلہ مدعی ہے کہ اس کے باپ کو عبداللہ بن مروان نے قتل کیا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد اور افترا ہے مدعی جھوٹا ہے بخدا! میرے سوا کسی نے اس کے باپ کو قتل نہیں کیا۔ میں نے مروان کے حکم سے اس کو قتل کیا تھا۔ عبداللہ بن مروان قطعاً اس کے خون سے بری ہے۔ اس طرح عبداللہ کے سر سے یہ الزام دور ہوا اور چونکہ عبدالعزیز نے عمرو بن سہلہ کے باپ کو مروان کے حکم سے قتل کیا تھا اس لیے مہدی نے اس بارے میں اس سے کوئی باز پرس بھی اب نہیں کی۔

ثمامہ بن بن الولید کا جہاد:

اس سال موسم گرما کی جہادی مہم ثمامہ بن الولید کی قیادت میں جہاد کے لیے گئی۔ ثمامہ نے وابق میں پڑاؤ ڈالا۔ تمام سلطنت رومہ میں ہلچل پڑ گئی اور مقابلہ کی بڑے پیمانے پر تیاری ہونے لگی مگر ثمامہ کو اس کی خبر نہ ہوئی اس کے طلائع اور مخبروں نے اس تیاری

کی آ کر اسے اطلاع بھی دی مگر اس نے اس پر اعتنا نہ کی اور رومی علاقہ کی طرف بڑھ گیا۔ میخائیل روم کا شہنشاہ تھا۔ یہ مقابلہ کے لیے نہایت تیز دم۔ سریع السیر رسالہ لے کر بڑھ آیا۔ کچھ مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔ چونکہ اس وقت عیسیٰ بن علی مرعش میں چھاؤنی ڈالے پڑا رہا اس کی وجہ سے اس سال اور کوئی موسم گرما کی جہادی مہم مسلمان نہ بھیج سکے۔

مہدی کا عمارات تعمیر کرنے کا حکم:

مہدی نے حکم دیا کہ مکہ کے راستہ میں قادسیہ سے زبالہ تک جو مکان ابوالعباس نے بنوائے تھے ان سے زیادہ وسیع مکان بنائے جائیں اس نے حکم دیا کہ ابوجعفر کے ساختہ مکان اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں اور ابوالعباس کے ساختہ مکانوں میں اضافہ کر دیا جائے نیز اس نے ہر چشمہ آب پر عمارات بنانے کا حکم دیا اور علامات میل قائم کیے تالابوں کو پھر کھدوایا نیز جدید کنوئیں کھدوائے۔ یہ کام یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام کیا گیا ۱۷۱ھ تک یہ کام اس شخص کے تفویض رہا اس کام کے لیے اس کا بھائی ابوموسیٰ اس کا مددگار اور نائب تھا۔

جامع مسجد بصرہ کی توسیع:

موسیٰ نے بصرہ کی جامع مسجد میں توسیع کرائی پیش سے قبلہ کے متصل تک اضافہ کیا گیا اور مسجد کے داہنے حصہ میں بھی جو بنی سلیم کے چوک کے متصل ہے اضافہ کیا گیا۔ اس تعمیر کا اہتمام محمد بن سلیمان والی بصرہ کے سپرد تھا۔ مہدی نے حکم دیا تھا کہ تمام جامع مساجد سے مقصورے نکال دیئے جائیں۔ منبر بھی چھوٹے کر کے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر رکھے جائیں۔ اس کے لیے انھوں نے اپنی تمام سلطنت میں فرامین بھیج دیئے جن کے مطابق عمل درآمد ہوا۔

یعقوب بن داؤد کے اختیارات میں اضافہ:

اس سال مہدی نے یعقوب بن داؤد کو تمام آفاق سلطنت میں امین مقرر کر کے بھیجنے کا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اب طریقہ کار یہ ہوا کہ مہدی کا کوئی فرمان جو ان کے عاملوں کے نام جاری ہوتا ہے وہ اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ یعقوب اپنے خاص امین اور معتمد لوگوں کو اس کے نفاذ کے لیے حکم نہ بھیج دیتا۔

عمال:

اس سال ابوعبیداللہ مہدی کے وزیر کی منزلت میں فرق پڑ گیا۔ یعقوب نے بصرہ کوفہ اور شام کے متعدد مقننین مہدی کے دربار میں متعین کر لیے اسمٰعیل بن علیۃ الاسدی اور محمد بن میمون العنبری فقہاء بصرہ کے رئیس اور منصرم تھے۔ عبدالاعلیٰ بن موسیٰ الحلبی اہل کوفہ اور اہل شام کے فقہاء کا رئیس تھا۔

ابوعبیداللہ کے خلاف شکایات:

مہدی کو رے بھیجتے وقت جس وجہ سے منصور نے ابوعبیداللہ کو ان کے ہمراہ کیا تھا اسے ہم بیان کر چکے ہیں اب اس کے زوال کے متعلق فضل بن الربیع کہتا ہے کہ موالی ہمیشہ مہدی سے ابوعبیداللہ کی شکایت کرتے رہتے تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی موقع ان کو ایسا ملے کہ وہ اسے ذلیل کریں۔ مگر منصور ابوعبیداللہ کے مراسلات کے موافق ہی احکام نافذ کر دیتے تھے اس سے موالی اور چڑ جاتے تھے اور تخلیہ میں مہدی سے ہر وقت اس کی شکایت کرتے اور انھیں اس کے خلاف بھڑکاتے۔

ابوعبیدہ کے زوال کا سبب:

ابوعبیداللہ کے خطوط میرے باپ کے پاس مسلسل موالیوں کی شکایت میں آئے وہ منصور سے اس کی اور اس کے حسن انتظام کی تعریف کر دیتے اور مہدی کو لکھوا دیتے کہ وہ ابوعبیداللہ کے ساتھ مہربانی اور عزت سے پیش آئیں اور اس کے متعلق کسی کی شکایت کو قبول نہ کریں۔ مگر جب عبیداللہ نے موالیوں کے اثر کو مہدی کے مزاج میں روز بہ روز بڑھتا دیکھا اور محسوس کیا کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں اس نے مختلف قبائل کے چار عالم اور ادیب اشخاص کو منتخب کر کے مہدی کی مصاحبت میں شریک کیا اور یہ انتظام کیا کہ اب صرف موالیوں کو کبھی مہدی سے تخلیہ کا موقع نہ مل سکے۔ ان میں سے کسی نے جب مہدی کی کسی بات پر اعتراض کیا تو مہدی نے ابوعبیداللہ سے اس گستاخی کی شکایت کی' مگر اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ خاموش رہا ان کی مجلس سے اٹھ آیا اور اس شخص کو دربار میں جانے کی ممانعت کر دی اس واقعہ کی خبر میرے باپ کو بھی ہوگئی۔

ابوعبیداللہ اور ابوالفضل ربیع کی ملاقات:

جس سال منصور نے انتقال کیا اس سال میرے والد بھی ان کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ان کے مرنے کے بعد میرے باپ ہی نے مہدی کے لیے بیعت لینے کا تمام کام سرانجام دیا۔ اور وہی منصور کے گھر' موالی اور فوجی سرداروں کی افسری کرتے رہے جب واپس آئے تو میں مغرب کے بعد قصر میں ان سے ملنے گیا واپس ہوتے ہوئے میں ان کے ساتھ تھا چلتے چلتے وہ اپنے مکان سے بھی آگے نکل گئے مہدی کا قصر بھی چھوڑا' ابوعبیداللہ سے ملنے کے لیے چلے مجھ سے کہا چونکہ یہ امیرالمومنین کے خاص آدمی ہیں اس لیے اب ہمارے لیے ان کے ساتھ اس طرح پیش آنا مناسب نہیں جس طرح کہ ہم پہلے آتے تھے۔ نیز ان کے نفوذ و اثر کے قیام میں جو مدد ہم نے ان کی کی ہے اس کا محاسبہ بھی اب ہمارے لیے مناسب نہیں۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم اس کے دروازے پر پہنچے۔ میرے باپ کھڑے رہے اندر آنے کی اجازت ہی نہ ملی یہاں تک کہ میں نے وہیں عشاء کی نماز پڑھ لی۔ کہیں اس کے بعد دربان نے نکل کر ان کو اندر بلایا وہ اور ہم دونوں اندر جانے کے لیے بڑھے۔ حاجب نے کہا ابوالفضل میں نے صرف آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ہے انھوں نے حاجب سے کہا کہ ابوعبیداللہ سے کہو کہ فضل میرے ساتھ ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس طرزِ عمل میں تبدیلی کی توجیہ میں تم سے کر چکا ہوں۔ اتنے میں حاجب نے باہر آ کر ہم دونوں کو اندر بلا لیا۔ ہم دونوں اندر گئے۔

ابوعبیداللہ کا ربیع سے ناروا سلوک:

ابوعبیداللہ صدر مجلس میں اپنے مصلی پر گاؤ تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ جب میرے والد اس کے سامنے آئیں گے تو یہ ضرور ان کی تعظیم کے لیے اٹھے گا مگر وہ نہیں اٹھا پھر میرا خیال ہوا کہ کم از کم سیدھا ہو کر بیٹھے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میں نے سوچا کہ ان کے لیے بھی مصلی منگوا دے گا مگر اس نے یہ بھی نہیں کیا میرے والد اس کے روبرو فرش ہی پر بیٹھ گئے اور وہ اسی طرح تکیہ لگائے بیٹھا رہا اب عبیداللہ میرے باپ سے سفر کے حالات پوچھنے لگا۔ میرے باپ کو توقع تھی کہ وہ ان سے مہدی کی خلافت اور بیعت کے لیے جو کام انھوں نے انجام دیا تھا اس کے متعلق سوالات کرے گا۔ مگر اس نے تو پوچھا بھی نہیں خود انھوں نے اس کے ذکر کی ابتداء کی تھی کہ اس نے یہ کہہ کر کہ ہمیں سب اطلاع ہے بات کاٹ دی۔ میرے والد نے اٹھ آنے کا ارادہ کیا اس نے کہا کہ مکان کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی تم جانا چاہتے ہو تو تم کو اختیار ہے۔ میرے والد نے کہا کوئی میری راہ میں سدِ باب نہیں

ہوسکتا۔ اس نے کہا ہاں! مگر سب دروازے بند ہو چکے ہیں۔ اس سے میرے باپ کو یہ خیال ہوا۔ کہ شاید حالات و واقعات سفر دریافت کرنے کے لیے روکنا چاہتا ہے۔ اس بنا پر انھوں نے کہا اچھا میں ٹھہر جاتا ہوں۔ ابوعبیداللہ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور محمد بن ابی عبیداللہ کی خواب گاہ میں ابوالفضل کے سونے کا انتظام کر دو۔ یہ کہہ کر جب میرے باپ نے محسوس کیا کہ یہ تو اس مجلس سے اٹھنا چاہتا ہے وہ خود ہی کھڑے ہو گئے اور کہا بس اب میں جاتا ہوں اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے پورے ارادے سے کھڑے ہو گئے۔

ربیع کا ابوعبیدہ سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ:

جب ہم اس مکان سے نکل آئے تو میرے باپ نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تم احمق ہو میں نے عرض کی مجھ سے کیا حماقت سرزد ہوئی۔ کہنے لگے تم اپنے دل میں کہتے ہو گے کہ آپ کو چاہیے تھے کہ میں اس کے پاس ملنے ہی نہ آتا' اور اگر آیا تھا اور ہم روک دیئے گئے تھے اس وقت تم کو پھر اس کے دروازے پر اتنی دیر توقف کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ میں نے نماز عشاء پڑھی اسی وقت تم کو واپس ہو جانا چاہتے تھا اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہیے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہئے تھا۔ اور اس سے ملنے اندر نہ جانا چاہئے تھا۔ پھر جب اندر چلے گئے اور اس نے کھڑے ہو کر تعظیم نہیں کی اسی وقت پلٹ آنا چاہیے تھا۔ مگر تم نہیں سمجھتے۔ میں نے جو کچھ کیا وہ سب ٹھیک ہے بخدائے لایزال میں اب ابوعبیداللہ سے اس کا بدلہ لے کر چھوڑوں گا چاہے اس میں میری عزت اور دولت سب کچھ خرچ ہی کیوں نہ ہو جائے۔

ربیع کا ابوعبیدہ کے متعلق قشیری سے استفسار:

اس واقعہ کے بعد ان کا یہ رویہ ہوا کہ وہ اس کے خلاف کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے اور اس کی خرابی کے درپے تھے۔ اس اثناء میں ان کو وہ قشیری یاد آیا جسے ابوعبیداللہ نے مہدی کے دربار میں جانے کی ممانعت کر دی تھی' میرے والد نے اسے بلایا اور کہا جو سلوک ابوعبیداللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تم خوب واقف ہو اس نے میری بے عزتی کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میں نے تو اس کی بربادی کے لیے پوری کدوکاوش کی مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی مگر تم البتہ اس کے خلاف کامیاب ہو سکتے ہو۔

قشیری کا ربیع کو مشورہ:

اس نے کہا میں یہاں چند باتیں وہ بیان کرتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اس پر حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اپنے عہدے کی قابلیت نہیں رکھتا تو یہ بات کسی کو اس لیے باور نہیں آئے گی کہ وہ اپنے کام میں سب سے زیادہ ہوشیار اور اس سے واقف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے منصب کی جلالت کی وجہ سے اس کی دیانت مشتبہ ہے تو یہ بات بھی اس لیے کسی کو باور نہیں آئے گی کہ وہ سب سے زیادہ امین اور باعفت ہے۔ اگر مہدی کی بیٹیاں بھی اس کے گھر ہوتیں تو وہ ان کی وجہ سے بھی اپنی دیانت کو مشتبہ نہ ہونے دیتا۔ اگر کہا جائے کہ وہ حکومت کی مخالفت پر مائل ہے تو اس پر کوئی اعتنا نہیں کرے گا۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ وہ تھوڑا سا قدریہ عقائد کی طرف رجحان طبع رکھتا ہے۔ مگر یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ اس سے اسے نقصان پہنچایا جا سکے۔ البتہ یہ تمام باتیں اس کے بیٹے میں جمع ہیں۔ یہ سن کر ربیع نے اسے گلے سے لگا لیا اس کو پیشانی چومی اور اب اس نے ابوعبیداللہ کے بیٹے کے خلاف مسلسل سازش کرنا شروع کی اور مہدی سے یہ شکایت کرتا رہا کہ یہ ان کے بعض حرم سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے۔

محمد بن عبید اللہ کا قتل:

بار بار کہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بات مہدی کے دل میں بھی جاگزیں ہوگئی اور وہ محمد بن ابوعبید اللہ سے بدگمان ہو گئے۔ اسے دربار میں طلب کیا جب وہ آ گیا تو انھوں نے ابوعبید اللہ کو دربار سے اٹھ جانے کا حکم دیا اوراب محمد سے قرآن پڑھنے کی خواہش کی محمد نے قرأت قرآن کا ارادہ بھی کیا مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔ گویا قرآن اس کے حافظ سے بھلا دیا گیا۔ مہدی نے ابوعبید اللہ سے بلا کر کہا اے معاویہ! تم نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ تمہارا بیٹا حافظ قرآن ہے۔ اس نے کہا بے شک امیر المومنین میں نے آپ سے یہ بات کہی تھی مگر میں کیا کروں وہ کئی سال سے مجھ سے علیحدہ ہوگیا ہے۔ اس مدت میں اس نے قرآن بھلا دیا۔ مہدی نے حکم دیا کہ اچھا اب تم ہی اللہ کے تقرب کے لیے اس کی گردن مارو وہ اٹھنے لگا مگر گر پڑا۔ عباس بن محمد نے اس کی سفارش کی کہ امیر المومنین مناسب سمجھیں تو خود اس شیخ کو اس کام سے معاف فرمائیں مہدی نے اسے چھوڑ دیا اوراس کے بیٹے کو قتل کرا دیا۔

مہدی کی ابوعبید اللہ سے بدگمانی:

اب مہدی کے دل میں ابوعبید اللہ کی طرف سے سوءظن پیدا ہوگیا ربیع نے بھی ان سے کہا کہ آپ نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اب مناسب نہیں کہ وہ آپ کے ساتھ رہے یا آپ اس پر اعتماد کریں ربیع کی اس بات نے مہدی کو زیادہ پریشان کر دیا۔ اس طرح ربیع نے ابوعبید اللہ سے اپنا پورا بدلہ لے کر اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

ایک اشعری پر مہدی کا عتاب:

یعقوب بن داؤد نے بیان کیا ہے کہ مہدی نے ایک اشعری کو بہت پٹوایا چونکہ یہ شخص ابوعبید اللہ کے خاندان کا مولی تھا اس وجہ سے اس نے اس کی حمایت کے جذبہ سے متاثر ہو کر مہدی سے کہا کہ امیر المومنین اس مار کے مقابلہ میں تو قتل اولی ہے انھوں نے کہا اے یہودی تجھ پر اللہ کی لعنت ہو تو اسی وقت میری چھاؤنی سے نکل جا اس نے کہا' اب سوائے دوزخ کے میرا ٹھکانا اور کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین مناسب ہے کہ آپ اسے جہنم دکھا دیں کیونکہ یہ اسی کی آرزو رکھتا ہے۔ اس پر اس نے مجھ سے کہا۔ ابوعبداللہ آپ کا بھی کیا کہنا۔

امارت سندھ پر نصر بن محمد کا تقرر:

اس سال عمر بن العباس نے سمندر میں جہاد کیا۔ روح بن حاتم کی جگہ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا والی مقرر ہوا اوراس نے سندھ آ کر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا۔ مگر پھر یہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان سندھ کر والی مقرر ہوا۔ اس نے عبدالملک بن شہاب المسمعی کو اپنے سے پہلے سندھ بھیج دیا۔ مگر نصر نے حکومت اس کے حوالہ کر دینے سے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھانی۔ پھر عبدالملک نے اسے سندھ سے چلے جانے کی اجازت دے دی یہ وہاں سے روانہ ہو کر منصورہ سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر دریا کے کنارے فروکش ہوگیا۔ یہیں سندھ پر اس کی صوبہ داری کا فرمان اسے موصول ہوا۔ یہ پھر اپنے علاقے کو پلٹ گیا۔ عبدالملک صرف اٹھارہ دن سندھ میں مقیم رہا۔ نصر نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ اور وہ بصرہ چلا آیا۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال مہدی نے عافیہ بن یزید الاسدی کو قاضی مقرر کیا۔ یہ اور ابن علاثہ رصافہ میں مہدی کی چھاؤنی میں قضا کے فرائض

انجام دیتے تھے اور عمر بن حبیب العدوی مدینہ شرقیہ کے قاضی تھے۔ اس سال فضل بن صالح جزیرہ کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور اس کی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔ عیسیٰ بن لقمان مصر کا عامل مقرر کیا گیا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا' حسان الشروی موصل کا اور بسطام بن عمرو التغلبی آذربائیجان کا عامل مقرر کیا گیا۔ اس سال ابوایوب سلیمان المکی دیوان خراج سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوالوزیر عمر بن مطرف مقرر کیا گیا۔

امیر حج موسیٰ بن محمد و عمال:

اس سال نصر بن مالک نے مرض فالج میں انتقال کیا۔ یہ بنی ہاشم کی ہڑواڑ میں دفن کیا گیا۔ مہدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ابان بن صدقہ ہارون بن المہدی کی اتالیقی سے موسیٰ بن المہدی کی مصاحبت میں منتقل کیا گیا۔ مہدی نے ابان کو موسیٰ کا وزیر اور میر منشی مقرر کیا اور اس کی جگہ ہارون کے پاس۔ یحییٰ بن الخالد بن برمک مقرر کیا گیا۔ اس سال کے ماہ ذی الحجہ میں مہدی نے ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ سلمہ بن رجاء کو مقرر کیا۔ موسیٰ بن محمد بن عبداللہ الہادی کی امارت میں جو اپنے باپ کا ولی عہد تھا فریضہ حج ادا ہوا۔

اس سال جعفر بن سلیمان طائف مکہ اور یمامہ کا عامل تھا اسحٰق بن الصباح الکندی کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث تھا۔ یزید بن منصور سواد کوفہ کا عامل تھا۔

۱۶۲ھ کے واقعات

عبدالسلام خارجی کا خروج:

اس سال عبدالسلام الخارجی قنسرین میں قتل کیا گیا اس کے قتل کی تفصیل حسب ذیل ہے:

اس سال عبدالسلام بن ہاشم الیشکری نے جزیرہ میں خروج کیا۔ ہزار ہا آدمی اس کے پیرو ہو گئے اور اس کی طاقت و شوکت بہت بڑھ گئی۔ مہدی کے متعدد سپہ سالاروں سے اس کا مقابلہ ہوا۔ ان میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی تھا۔ عبدالسلام نے اسے مع اس کے بہت سے ساتھیوں کے قتل کر دیا اور اس کے ساتھی دوسرے سپہ سالاروں کو شکست دی' مہدی نے اس کے مقابلہ پر متعدد فوجیں روانہ کیں مگر ایک سے زیادہ سپہ سالار عبدالسلام کے مقابلہ میں ناکام رہے۔ اور اسے پسپا ہونا پڑا۔

عبدالسلام خارجی کا قتل:

ان میں شبیب بن داج المروروذی بھی تھا۔ جب شبیب بھی اس کے مقابلہ پر ناکام ہو کر پسپا ہوا تو اب مہدی نے مشہور شہسواروں کو ان کی رضامندی سے منتخب کرے اور ہر ایک کو مدد معاش کے طور پر ایک ایک ہزار درہم دے کر شبیب کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ اس کے پاس جا پہنچے وہ اب عبدالسلام کی تلاش میں چلا۔ اس جماعت سے مرعوب ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی قنسرین آیا شبیب نے وہیں اسے جا پکڑا اور قتل کر دیا۔

محکمہ پیمائش و بندوبست کا قیام:

اس سال مہدی نے محکمہ پیمائش اور بندوبست قائم کیا عمر بن بزیع اپنے مولیٰ کو افسر بندوبست مقرر کیا اس نے نعمان بن عثمان

کو عراق کا مہتمم بندوبست بنایا۔ مہدی نے تمام جذامیوں اور قیدیوں کے روز ینے مقرر کیے۔ ثمامہ بن ولید العبسی کو صائفہ کا سردار مقرر کیا۔ مگر یہ کام اس سال پایہ تکمیل کو نہ پہنچا۔

حسن بن قحطبہ کی رومیوں پر فوج کشی:

اس سال رومیوں نے حدث پر دھاوا کر کے اس کی فصیل توڑ ڈالی حسن بن قحطبہ نے تیس ہزار باقاعدہ سپاہ کے ساتھ موسم گرما میں جہاد کیا۔ رضا کاروں کی جماعت اس تیس ہزار کے علاوہ تھی۔ یہ حمہ اور زولیہ پہنچا اگرچہ اس نے نہ کوئی قلعہ فتح کیا اور نہ کسی رومی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا مگر اس نے بہت سے مقامات کو آگ لگا دی اور تباہ و برباد کیا' رومی فوج اسے تنین کہنے لگے' بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ حسن مبروص تھا۔ یہ ضمہ علاج کے لیے گیا تھا۔ پھر تمام مسلمانوں کو لے کر صحیح سالم دارالسلام میں واپس آ گیا۔ اس سال یزید بن اسید السلمی نے براہ درۂ قالیقلا کفار کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اس جہاد میں اسے بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس نے تین قلعے سر کیے اور بہت سے قیدی اور لونڈی غلام اس کے ہاتھ آئے۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال علی بن سلیمان یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی بجائے عبداللہ بن سلیمان مقرر کیا گیا اس سال سلمہ بن رجاء مصر کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ محرم میں عیسیٰ بن لقمان مقرر کیا گیا وہ بھی اس سال کے ماہ جمادی الآخر میں برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ واضح مہدی کا مولی مصر کا والی مقرر ہوا۔ پھر یہ بھی ذیقعدہ میں اس خدمت سے برطرف کر دیا گیا اور یحییٰ العرشی والی مصر مقرر ہوا۔ اس سال محمرہ نے جرجان میں سر اٹھایا۔ ایک شخص عبدالقہار ان کا سرغنہ تھا۔ اس نے جرجان پر غلبہ حاصل کر کے وہاں بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا عمر بن العلاء نے طبرستان سے بڑھ کر اس کے خلاف چڑھائی کی اور عبدالقہار اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

امیر حج ابراہیم بن جعفر و عمال:

ابراہیم بن جعفر بن منصور کی امارت میں حج ہوا۔ ابراہیم کے امیر حج مقرر ہو جانے کے بعد اسی سال عباس بن محمد نے بھی مہدی سے حج کے لیے اجازت طلب کی مہدی اس پر برہم ہوئے کہ کیوں اس سے پہلے اس نے اپنا ارادۂ حج ظاہر نہیں کیا تا کہ وہ اسی کو امیر حج بناتے۔ عباس نے عرض کیا امیر المومنین میں نے ارادۂ اجازت لینے میں تاخیر اسی وجہ سے کی کہ میں امارت حج نہیں چاہتا تھا۔

اس سال تمام ممالک کے عمال وہی تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے البتہ جزیرے کا عامل اس سال عبدالصمد بن علی تھا۔ طبرستان اور رویان سعید بن دعلج کے تحت تھے اور جرجان مہلہل بن صفوان کے تحت تھا۔

۱۶۳ھ کے واقعات

مقنع کی ہلاکت:

اس سال مقنع ہلاک ہوا۔ واقعہ یہ ہوا کہ سعید الحرشی نے اسے کش میں محصور کرلیا۔ جب شدت محاصرہ کی وجہ سے اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہوا اس نے خود بھی زہر کھالیا اور اپنے بیوی بچوں کو بھی زہر دے دیا اس کے اثر سے وہ سب مر گئے۔ مسلمانوں نے اس کے قلعہ میں داخل ہو کر اس کا سرتن سے جدا کرلیا اور اسے مہدی کی بارگاہ میں جو اس وقت حلب میں فروکش تھے بھیج دیا۔

مہماتی فوج کے سپاہیوں کا انتخاب:

اس سال مہدی نے صائفہ کے لیے مہماتی فوج تمام باقاعدہ سپاہ سے جبری قانون کے تحت منتخب کی اس میں خراسانی اور دوسری فوجیں سب ہی شریک تھیں۔ مہدی نے اپنے عاصمہ سے نکل کر بردان میں چھاؤنی قائم کی تقریباً دو ماہ وہ اس چھاؤنی میں فوج کی تیاری کے لیے مقیم رہے۔ اس مہماتی فوج کو انھوں نے تمام اسلحہ سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ ان کو عطا تقسیم کی نیز اپنے ان خاندان والوں کو جو ان کی ہمراہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے تھے صلے دیئے۔

عیسیٰ بن علی کی وفات:

اسی سال عیسیٰ بن علی نے ماہ جمادی الآخر میں بغداد میں انتقال کیا۔ اس کے انتقال کے دوسرے ہی دن مہدی مہماتی فوج کے پاس آنے کے لیے بردان روانہ ہو گئے اپنے بیٹے موسیٰ بن المہدی کو بغداد پر اپنا نائب مقرر کر آئے۔ اس زمانہ میں ابان بن صدقہ ان کا میر منشی تھا۔ عبداللہ بن علاثہ مہر بردار علی بن عیسیٰ محافظ اور عبداللہ بن خازم کوتوال تھا۔

آل مسلم سے مہدی کا حسن سلوک:

عباس بن محمد کہتا ہے جب اس سال مہدی نے ہارون کو صائفہ پر روانہ کیا تو یہ خود اس کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا جب وہ مسلمہ کے قصر کے برابر آئے تو میں نے عرض کیا کہ جناب والا مسلمہ کا احسان ہماری گردن پر ہے جب محمد بن علی اس کے پاس آئے تھے تو اس نے چار ہزار دینار ان کو دیئے اور کہا کہ اے میرے ابن عم دو ہزار سے اپنا قرضہ ادا کرو اور دو ہزار دوسرے مصارف میں خرچ کرو۔ اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے اس وقت اپنی حاجت طلبی میں مجھ سے ہرگز شرم نہ کرنا۔ اس واقعہ کو سننے کے بعد مہدی نے حکم دیا کہ اس مقام پر مسلمہ کی اولاد میں جو موجود ہوں وہ حاضر کیے جائیں۔ جب وہ آئے۔ انھوں نے بیس ہزار دینار اسی وقت ان کو دلائے اور ان کے یومیئے بھی مقرر کر دیئے۔ مجھ سے کہا اے ابوالفضل دیکھو ہم نے مسلمہ کے احسان کا بدلہ کر دیا۔ میں نے کہا بے شک یہی نہیں بلکہ امیر المومنین نے اس کے حق سے زیادہ کیا ہے۔

ہیثم بن عدی بیان کرتا ہے کہ مہدی نے ہارون الرشید کو علاقہ روم پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور اپنے حاجب ربیع اور حسن بن قحطبہ کو اس کے ساتھ کیا۔

حسن بن قحطبہ کا جہاد میں شریک ہونے سے گریز:

محمد بن عباس کہتا ہے میں امیر المومنین کے قصر میں اپنے والد کی نشست میں جوان کے محافظ دستہ کے افسر تھے بیٹھا تھا حسن بن

قحطبہ وہاں آیا اس نے مجھے سلام کیا اور میرے باپ کی مسند پر بیٹھ گیا پھر اس نے ان کو مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ وہ کہیں سوار ہو کر گئے ہیں اس نے مجھ سے کہا کہ جب آئیں تو میرے آنے کا ذکر کرنا میرا سلام کہنا اور کہنا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ امیر المومنین سے یہ بات کہیں کہ حسن بن قحطبہ کہتا تھا کہ امیر المومنین نے اللہ مجھے ان پر فدا کردے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجا ہے اور مجھے اور ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا ہے حالانکہ میں ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ سپہ سالار ہوں اور ربیع ان کا سب سے بڑا اور معتمد علیہ حاجب ہے۔ مجھے یہ بات گوارا نہیں کہ ہم دونوں ان کے پاس سے غیر حاضر ہوں۔ یا وہ مجھے ہارون کے ساتھ کر دیں اور ربیع کو اپنے پاس رہنے دیں یا ربیع کو بھیج دیں اور میں ان کی خدمت میں حاضر رہوں۔ جب میرے باپ آئے تو میں نے حسن کا یہ پیام ان کو سنا دیا۔ انھوں نے اسی وقت مہدی سے جا کر یہ بات کہہ دی۔ کہنے لگے بخدا! اس نے بڑی خوبی سے اس خدمت سے سبک دوشی اختیار کی۔ اس نے حجاج بن حجاج کی طرح انکار نہیں کیا۔ اس سے مراد عامر بن اسمٰعیل تھا حسن نے ابراہیم کے ساتھ جہاد پر جانے سے انکار کیا تھا۔ وہ اس پر سخت ناراض ہوئے تھے' اور اس کی جائداد ضبط کر لی تھی۔

ہارون الرشید کی جہاد کے لیے روانگی:

ابو بدیل بیان کرتا ہے کہ مہدی نے رشید کو جہاد کے لیے بھیجا۔ موسیٰ بن عیسیٰ عبدالملک بن صالح بن علی اور اپنے باپ کے دونوں مولیٰ ربیع اور حسن حاجب کو اس کے ساتھ کیا۔ رشید کے روانہ ہونے کے دو یا تین روز بعد میں مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگے تم کیوں ولی عہد کا ساتھ چھوڑ کر رہ گئے اور خاص طور پر تم نے اپنے خاص دوستوں ربیع اور حسن کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ میں نے کہا جناب والا کے حکم کی بنا پر چونکہ آپ نے مجھے مدینۃ السلام میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اس لیے میں ان کے ساتھ نہیں گیا۔ اب اگر ارشاد ہو تو میں جانے کے لیے آمادہ ہوں۔ کہنے لگے اچھا جاؤ اور ولی عہد اور ربیع وحسن سے جا ملو جس بات کی ضرورت ہو بیان کرو' میں نے عرض کیا مجھے سفر کے لیے کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے امیر المومنین مجھے رخصت ہونے کی اجازت دیں۔ پوچھا کب جاؤ گے میں نے کہا کل ہی' میں ان سے رخصت ہو آیا اور اپنے دوستوں سے جا ملا۔

ابو بدیل کی تجویز:

چھاؤنی میں آ کر میں نے رشید کو دیکھا کہ وہ خیمے سے باہر بلے سے گیند کھیل رہے ہیں اور موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح دونوں اس پر ہنس رہے ہیں۔ میں نے ربیع اور حسن سے جا کر کہا (ہم ہمیشہ ساتھ رہتے تھے) خدا کرے کہ وہ شخص جس نے تم کو بھیجا ہے اور وہ شخص جس کے ساتھ تم کیے گئے ہو تم کو تمہاری خدمات کی جزائے خیر نہ دے۔ انھوں نے کہا خیر ہے کیا بات ہے۔ میں نے کہا موسیٰ بن عیسیٰ اور عبدالملک بن صالح امیر المومنین کے صاحبزادے کی ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم ان دونوں کی باریابی کا ایک خاص دن مقرر کر دو کہ صرف اسی مقررہ دن میں وہ اور دوسرے ہمراہی سرداران فوج ان سے مل سکیں۔ اور جمعہ کا دن ملاقات کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔ تا کہ دوسرے دنوں میں کوئی ان کی خدمت میں بغیر اجازت باریاب نہ ہو سکے۔

ابو بدیل کا حسن اور ربیع کو مشورہ:

اس سفر میں ایک رات ان دونوں نے مجھے بلایا۔ میں ان کے پاس آیا ایک اور شخص ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھ سے کہا کہ یہ عمر بن یزید کا غلام ہے۔ ہمیں اس کے پاس خلفاء کے عہود حکومت کا نوشتہ ملا ہے میں نے اس تحریر کو کھول کر پڑھا۔ اور مہدی کی مدت

حکومت دیکھی تو اس میں دس سال لکھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا تم دونوں سے زیادہ بوالعجب روئے زمین پر شاید کوئی اور نہ ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ اس غلام کی خبر اور اس تحریر کا مضمون پردۂ خفا میں رہے گا اور کسی کو اس کی اطلاع نہ ہوگی انھوں نے کہا ہم ہرگز ایسا خیال نہیں کرتے۔ میں نے کہا تو اب جب کہ امیر المومنین کی عمر اس قدر گھٹ گئی ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تم ہی نے سب سے پہلے خبر مرگ ان کو سنائی۔ یہ سنتے ہی وہ دونوں سرد پڑ گئے۔ وہ تحریر ان کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ کہ کیا کیا جائے' میں نے اس غلام سے کہا کہ تم ابھی عنبسہ (اس کے قائل کی مراد وراق الاعرابی مولیٰ آل ابی بدیل تھا) کو میرے پاس بلا لاؤ وہ اسے بلا لایا۔ میں نے اس سے کہا بعینہ اس خط اور کاغذ کے مطابق ایک دوسری تحریر لکھ دو اور اس میں بجائے دس کے چالیس لکھو۔ وہ حسبہ دوسری تحریر لکھ لایا۔ جو اصل سے اس قدر مشابہ تھی کہ اگر میں نے اصل میں دس کا عدد نہ دیکھا ہوتا تو مجھے اصل اور نقل کی شناخت ہی نہ ہوسکتی۔

آل برمک کی جہاد میں شرکت:

جب مہدی نے اپنے ولی عہد رشید کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجا تو اس کے ہمراہ خالد بن برمک حسن بن برمک اور سلیمان بن برمک کو بھی بھیجا۔ فوج کا انصرام' اخراجات کی نگرانی' سرکاری مراسلات اور خود رشید کے ذاتی کاروبار کا انصرام یہ سب کچھ یحییٰ بن خالد کے متعلق تھا خود مہدی کی جانب سے جہاد میں شریک ہونے کے لیے اس کا حاجب ربیع ہارون کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ربیع اور یحییٰ کو خاص اقتدار حاصل تھا۔ ہارون ہر معاملہ میں ان کا مشورہ لیتا اور اسی پر عمل کرتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس مہم میں بہت سی فتوحات حاصل ہوئیں ان کو بہت مال غنیمت ملا اور ان کی عزت وشوکت میں اضافہ ہوا۔ سمالو کی جنگ میں خالد نے جو خدمات انجام دیں وہ کسی دوسرے سے میسر نہ آسکیں۔ اس جماعت کا جو منجم تھا اب اس کا نام بھی خالد بن برمک کے اقبال مندی کی وجہ سے لوگوں نے برمکی رکھ لیا۔

یحییٰ بن خالد برمکی کا انتخاب:

جب مہدی نے ہارون کو جہاد کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دعوت عباسیہ کے داعیوں کی اولاد میں جو منشی ہوں حاضر کیے جائیں تاکہ ان میں سے وہ کسی شخص کو ہارون کے ساتھ بھیجنے کے لیے انتخاب کریں اس سلسلہ میں خود یحییٰ بیان کرتا ہے کہ دوسرے منشیوں کے ہمراہ میں بھی پیش کیا گیا اور سب تو ان کے سامنے ایک قطار میں کھڑے ہوگئے مگر میں ارادۃً اس جماعت کے عقب میں ہوگیا۔ مجھ سے مہدی نے کہا یحییٰ ایک سامنے آؤ میں سامنے گیا' کہا بیٹھ جاؤ۔ میں دوزانو سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا میں نے اپنی سلطنت کے ارکان داعیان اور حامیوں کی اولاد میں سے اپنے بیٹے ہارون کی معیت ومصاحبت' فوج کے انتظام وانصرام اور تمام معاملات سرکاری کی نگرانی کے لیے ایک مناسب شخص کے انتخاب کے لیے کافی غور وخوض کرنے کے بعد تم کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ تم اس کے اتالیق رہ چکے ہو اور اس کے خاص آدمی ہو میں نے تم کو اس کا میر منشی اور میر بخشی مقرر کیا۔

یحییٰ بن خالد کی روانگی:

یحییٰ کہتا ہے اس حکم کو سن کر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا ہاتھ چوما۔ زادراہ کے لیے انھوں نے ایک لاکھ درہم مجھے عطا کیے اور اب میں اس فوج سے جا ملا جو اس مہم پر بھیجی گئی تھی۔ ربیع نے سلیمان بن برمک کو کسی معاملہ پر گفتگو کرنے کے لیے مہدی کی

خدمت میں ایک وفد کے ہمراہ بھیجا' مہدی نے سلیمان اور دوسرے ارکان وفد کی بہت خاطر مدارات کی یہ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اپنی جگہ چلے آئے۔

عبدالصمد کی برطرفی کے اسباب:

اس سال جب کہ مہدی اپنے بیٹے ہارون کی مشایعت کے لیے کچھ دور تک گئے تھے انھوں نے جزیرے کی نظامت سے عبدالصمد بن علی کو برطرف کر کے اس کی جگہ زفر بن عاصم الہلالی کو مقرر کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں مہدی نے موصل کا راستہ اختیار کیا تھا اس وقت عبدالصمد بن علی جزیرہ کا صوبہ دار تھا جب مہدی موصل سے روانہ ہو کر جزیرہ کے علاقہ میں پہنچے تو عبدالصمد نے نہ ان کا استقبال کیا نہ ان کے فروکش ہونے کے لیے فرودگاہیں درست کرائیں اور نہ پل۔ اس کی اس بے پروائی سے مہدی کے دل میں اس کی طرف سے عداوت جاگزیں ہوگئی اور جب عبدالصمد ان سے ملنے آیا تو وہ سرد مہری سے اس سے ملے اور بے رخی ظاہر کی۔ عبدالصمد نے بہت سے تحائف نذر گزرانے' مگر ان کو مہدی نے قبول نہیں کیا اور عبدالصمد کے پاس واپس بھیج دیئے۔ اب وہ اس سے زیادہ ناراض ہو گئے انھوں نے عبدالصمد کو اپنی فرودگاہوں کی اصلاح اور تیاری کا حکم دیا۔ اس معاملہ میں اس نے بے پروائی برتی اور روپوش ہو گیا۔

عبدالصمد کی اسیری:

اسی طرح اور بھی اس نے ایسی حرکتیں کیں جس سے مہدی کی ناراضگی بڑھتی چلی گئی۔ جب یہ حصن مسلمہ پہنچے اسے طلب کیا۔ دونوں میں سخت کلامی ہوئی' مہدی نے اسے بہت سخت وسخت کہا۔ عبدالصمد نے بھی بجائے اس کے کہ برداشت کرتا اور خاموش رہتا ان کو ویسے ہی جواب دیئے۔ مہدی نے اسے قید کر دیا اور جزیرہ کی نظامت سے برطرف کر دیا۔ جب تک مہدی اس سفر میں رہے اور واپس آئے وہ قید رہا پھر وہ اس سے خوش ہو گئے۔

زندیقوں کا قتل:

عباس بن محمد نے مہدی کے لیے فرودگاہوں کا انتظام کیا جب یہ حلب پہنچے تو ان کو وہاں مقنع کے قتل کی بشارت ملی۔ حلب ہی سے انھوں نے عبدالجبار محتسب کو اس کام پر مقرر کیا کہ اس علاقہ میں جس قدر زندیق ہوں ان کو تلاش کر کے گرفتار کر لائے۔ مہدی وابق میں تھے کہ عبدالجبار نے زندیقوں کو ان کی خدمت میں پیش کیا مہدی نے ایک جماعت کو قتل کر کے سولی دے دی ان کی کچھ کتابیں بھی پیش ہوئیں۔ مہدی نے چھریوں سے ان کو پارہ پارہ کرا دیا۔ یہاں انھوں نے فوج کا معائنہ کیا اور پھر اسے جہاد کے لیے کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ ان کے اعزا میں سے جو لوگ یہاں آ کر ان سے ملے تھے ان کو انھوں نے اپنے بیٹے ہارون کے ساتھ روم سے جہاد کرنے کے لیے بھیج دیا وہ بھی اس کی مشایعت میں درے سے گزر کر جیجان آئے یہاں انھوں نے مہدیہ نام شہر بسایا اور دریائے جیجان پر ہارون کو خیر باد کہا۔

قلعہ سمالو کی تسخیر:

اب ہارون نے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں ایک ہاٹ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں سمالو نام ایک قلعہ تھا اڑتیس راتیں اسے محصور رکھا۔ اس کے خلاف منجنیقیں لگا دیں۔ محصورین کو بھوک پیاس کی شدید تکلیف اٹھانا پڑی اور مسلمانوں نے قلعہ کو مسمار کر دیا۔ اور اس

طرح اللہ نے یہ قلعہ سر کرایا۔ مسلمانوں کے بھی بہت سے آدمی اس معرکہ میں مقتول اور مجروح ہوئے چند شرائط کے ساتھ اہل قلعہ نے ہتھیار رکھے وہ شرائط یہ تھے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا' جلاوطن نہ کیا جائے گا' ان کو اپنوں میں ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے یہ شرطیں مان لیں اور ان کو پورا کیا۔ اس معرکہ میں جو مسلمان شہادت حاصل کر چکے تھے وہ تو کام آئے بقیہ کو ہارون صحیح وسالم دارالسلام واپس لے آیا۔

اس سال اور اسی سفر کے اثنا میں مہدی بیت المقدس بھی گئے۔ وہاں نماز پڑھی۔ عباس بن محمد فضل بن صالح' علی بن سلیمان اور ان کا ماموں یزید بن منصور اس سفر میں ان کے ہمراہ تھے۔

عمال کا عزل ونصب:

اس سال مہدی نے ابراہیم بن صالح کو فلسطین کی ولایت سے برطرف کر دیا تھا مگر یزید بن منصور نے اس کی سفارش کی اور وہ پھر اپنی جگہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال مہدی نے اپنے بیٹے ہارون کو تمام مغربی ولایات آذربائیجان اور آرمینیا کا ناظم مقرر کیا۔ ثابت بن موسیٰ کو اس کا افسر مال گزاری اور یحییٰ بن خالد بن برمک کو اس کا میر منشی مقرر کر دیا۔

اس سال زفر بن عاصم جزیرے کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن صالح بن علی مقرر ہوا۔ بیت المقدس جاتے ہوئے مہدی کا گزر اس کے پاس ہوا یہاں مقام سلمیہ میں انھوں نے اس کی جوشان وشوکت اور کروفر دیکھا اس سے وہ بہت متعجب ہوئے اور اس غیر معمولی حالت کو دیکھ کر انھوں نے اسے برطرف کر دیا۔ معاذ بن مسلم کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کے بجائے مسیب بن زہیر مقرر ہوا۔ نیز یحییٰ الحرشی اصبہان کی ولایت سے برطرف کیا گیا اور اس کی جگہ حکم بن سعید مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ عمر بن العلاء مقرر ہوا مہلہل بن صفوان جرجان سے علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ ہشام بن سعید مقرر ہوا۔

امیر حج علی بن المہدی:

علی بن المہدی کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال جعفر بن سلیمان یمامہ مدینہ' مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ کوفہ کا پیش امام اور افسر احداث اسحق بن الصباح تھا۔ شریک کوفہ کے قاضی تھے' بصرہ اس کے ملحقات ضلع دجلہ' بحرین' عمان' فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا عامل محمد بن سلیمان تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ نصر بن محمد بن الاشعث سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۴ھ کے واقعات

عبدالکبیر بن عبدالحمید کی اسیری:

اس سال عبدالکبیر بن عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے ورہ حدث کی راہ سے روم کے علاقہ میں پیش قدمی کی۔ بطریق میخائیل نوے ہزار سپاہ کے ساتھ جن میں بطریق طازاذ الارمنی بھی تھا مقابلہ کے لیے آیا۔ عبدالکبیر اس جماعت سے مرعوب ہوگیا۔ اس نے مسلمانوں کو لڑنے سے روک دیا۔ اور پلٹ آیا اس کی اس بزدلی کی پاداش میں مہدی اسے قتل کر دینا چاہتے تھے مگر لوگوں نے اس کی سفارش کی اور بجائے قتل کے اسے سرکاری مجلس میں قید کر دیا گیا۔

محمد بن سلیمان کی برطرفی:

اس سال مہدی نے محمد بن سلیمان کو اس کی جگہ سے برطرف کر کے صالح بن داؤد کو مقرر کیا اور وہ تمام علاقہ جو محمد کے ماتحت تھا اب انھوں نے داؤد کے تحت دے دیا۔ عاصم بن موسیٰ الخراسانی کاتب کو اس کا افسر مال گزاری مقرر کر کے اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ حماد بن موسیٰ محمد کے کاتب اور عبید اللہ بن عمرو اس کے نائب اور دوسرے تمام عمالوں کو گرفتار کر کے ان کے حالات کی باضابطہ تحقیقات کرے۔

قصر اسلامیہ کی تعمیر:

اس سال مہدی نے عیسا باذ الکبریٰ میں کچی اینٹوں کا ایک قصر تعمیر کرایا۔ نیز انھوں نے بروز چہارشنبہ ماہ ذی قعدہ میں قصر اسلامیہ کی بنیاد پکی اینٹوں سے رکھی اس کام کے کرنے کے بعد وہ حج کی نیت سے کوفہ چلے' رصافہ کوفہ میں کئی دن قیام کیا۔ پھر وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عقبہ پہنچے تو ان کو اور ان کے ساتھیوں کو پانی کی قلت محسوس ہوئی اور یہ اندیشہ ہوا کہ یہاں پانی کافی نہ ہوگا۔

مہدی کی عقبہ سے مراجعت:

علاوہ بریں مہدی کو بخار بھی آ گیا وہ عقبہ سے واپس ہوئے اور پانی کی اس قلت کی وجہ سے یقطین پر جو سفر میں مقامات و منازل کا سربراہ تھا سخت برہم ہوئے۔ واپسی میں آدمیوں اور جانوروں کو پیاس سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ قریب تھا کہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ اس سال نصر بن محمد الاشعث نے سندھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن سلیمان کی معزولی:

مہدی نے عبداللہ بن سلیمان کو کسی بات پر ناراض ہو کر یمن کی ولایت سے علیحدہ کر دیا اور جس شخص کو وہاں بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ عبداللہ پر مقدمہ چلائے اس کے مال و متاع کی تحقیقات کر کے اس کی فرد قلم بند کر لے۔ جب یہ یمن سے آیا تو اسے ربیع کے پاس قید کر دیا۔ اب اس نے تمام روپیہ جواہر اور عنبر کا جو اس کے ذمہ تھا اقرار کر لیا۔ اور سب ادا کر دیا مہدی نے اسے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ منصور بن یزید بن منصور کو یمن کا والی مقرر کیا۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال انھوں نے صالح بن ابی جعفر المنصور کو عقبہ سے واپسی میں مکہ بھیجا تا کہ یہ امارت حج کرے' چنانچہ اس سال اسی کی امارت میں حج ہوا۔

جعفر بن سلیمان' مدینہ' کوفہ' طائف اور یمامہ کا عامل تھا۔ ہاشم بن سعید بن منصور کوفہ کے پیش امام اور افسر احداث تھے۔ شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ تھے۔ بصرہ' ضلع دجلہ' بحرین' عمان' فرض اور اضلاع اہواز اور فارس کا پیش امام اور افسر احداث صالح بن داؤد بن علی تھا۔ سطیح بن عمر سندھ کا عامل تھا۔ مسیب بن زہیر خراسان کا ناظم تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا ناظم تھا۔ یحییٰ الحرشی طبرستان' رویان اور جرجان کا والی تھا دنباوند اور قومس کا عامل فراشتہ مولیٰ امیر المومنین تھا۔ رے پر خلف بن عبداللہ تھا اور سجستان کا عامل سعید بن دعلج تھا۔

۱۶۵ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی فتوحات:

اس سال ہارون محمد المہدی نے موسم گرما میں جہاد کیا اتوار کے دن جب کہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں کہ ہارون کو اس کے باپ نے روم کے علاقہ پر جہاد کے لیے روانہ کیا۔ اپنے مولی ربیع کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ ہارون روم کے علاقہ میں بہت دور تک گھس گیا اور اس نے ماجدہ کو فتح کر لیا۔ نقیطا قومس القوامہ کا رسالہ اس کے مقابلہ پر آیا۔ یزید بن مزید سے اس کا تنہا مقابلہ ہوا۔ اس نے یزید کو گھوڑے سے نیچے اتار دیا پھر نقیطا گرا یزید نے اسے مار مار کر زخموں سے چکنا چور کر دیا۔ تمام روما کی فوج میدان سے اکھڑ گئی۔ یزید نے ان کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں سے اب وہ دمستق بقھودیہ کی طرف جو سرحدی جنگی چوکیوں اور استحکامات کا افسر تھا بڑھا۔ بڑھا۔ (۹۳، ۹۵)

ملکہ روم کی ہارون الرشید سے صلح کی درخواست:

اس مہم میں ہارونؒ کے ساتھ پچانوے ہزار سات سو ترانوے فوج تھی اس کے اخراجات کے لیے اس کے ساتھ ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو پچاس دینار سرخ اور دو کروڑ دس لاکھ چودہ ہزار آٹھ سو درہم سفید تھے۔ ہارون روم کے علاقہ میں بڑھتے بڑھتے خلیج قسطنطنیہ پہنچا ان دنوں اگستہ الیون کی بیوی روم کی ملکہ تھی کیونکہ اس کا بیٹا ابھی کم سن تھا اس کا باپ اس وقت مر چکا تھا جب کہ یہ لڑکا ابھی گود میں تھا ہارون کے اور اس کے درمیان سلسلہ نامہ و پیام شروع ہوا۔ طرفین کے سفرا ایک دوسرے کے پاس صلح اور آئندہ کے لیے زرفدیہ پر امن برقرار رکھنے کے لیے ایک سمجھوتہ کرنے کے لیے آئے گئے۔

ہارون الرشید اور ملکہ روم کی مصالحت:

ہارون نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ذمہ یہ شرط عائد کی کہ جو عہد دوستی اس نے کیا ہے وہ اسے پورا کرے گی۔ نیز ان کی فوج کی سربراہی کے لیے اشیاء مایحتاج کے لیے واپسی سفر میں مناسب مقامات پر ہاٹ اور بازار قائم کرا دے گی اور رہنما دے گی ان شرطوں کے طے کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مسلمان ایک سخت دشوار مقام میں آ گئے تھے اور ان کی سلامتی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ملکہ روم نے یہ شرائط مان لیں۔

صلح نامہ کی شرائط:

شرائط صلح یہ تھے کہ ملکہ ہر سال کے ماہ نیساں اول میں ستر ہزار یا نوے ہزار دینار اور اسی قدر ماہ خریدان میں بطور خراج دیا کرے۔ ہارون نے یہ تصفیہ منظور کر لیا۔ ملکہ نے مسلمانوں کے لیے ان کی واپسی میں جابجا بازار قائم کرا دیئے نیز اس نے ہارون کے ہمراہ اپنا ایک خاص سفیر بھی جس قدر ہو سکا سونا' چاندی اور دوسرے تحائف کے ساتھ مہدی کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس صلح کے لیے باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا۔ تین سال مدت صلح مقرر ہوئی اور جنگی قیدی حوالے کر دیئے گئے۔

مال غنیمت:

ہارون کو اس جہاد میں بالآخر روم کے جزیہ قبول کرنے تک پانچ ہزار چھ سو تینتالیس قیدی ہاتھ آئے تھے اور چون ہزار رومی

مختلف لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکے تھے۔ دو ہزار نوے قیدیوں کو ہارون نے بے بس کر کے قتل کیا تھا۔ بیس ہزار سواری کے جانور مع ان کے تمام سامان ضروری کے ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ گائے اور بکریاں مسلمانوں نے اپنے کھانے کے لیے ذبح کی تھیں۔ ہارون کے ساتھ اس جہاد میں رضا کاروں اور تابعین کے علاوہ ایک لاکھ با قاعدہ معاش یاب سپاہی تھے۔ اس قدر سامان ملا تھا کہ ایک گھوڑے کی قیمت ایک درہم ہوگئی تھی ایک خچر دس درہم سے کم میں دستیاب ہو جاتا تھا۔ زرہ کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تھی اور بیس تلواریں ایک درہم میں مل جاتی تھیں۔

مروان بن ابی حفصہ کے اشعار:

مروان بن ابی حفصہ نے اسی واقعہ کے متعلق یہ شعر کہے:

اطفت بقسطنطنية الروم مسندا   اليها القنا حتى اكتسى الذل سورها

ومارمتها حتى اتتك ملوكها   بجزيتها والحرب تغلى قدورها

ترجمہ: ''شدید جنگ کے بعد تو نیزے لے کر قسطنطنیہ کے گرد جا پہنچا اور تو نے اس کی مضبوط فصیل کو منہدم کر دیا اور اس کے فرماں رواؤں کو جزیہ دینا ہی پڑا''۔

امیر حج صالح بن ابی جعفر و عمال:

اس سال خلف رے کی ولایت سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ مہدی نے جعفر کے مولیٰ عیسیٰ کو مقرر کیا۔ صالح بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اس سال تمام ممالک کے عامل وہی لوگ تھے جو گذشتہ سال تھے' البتہ بصرہ کا پیش امام اور افسر احداث اس سال روح بن حاتم تھا اور ضلع دجلہ' بحرین' عمان' کسکر ضلع اہواز اور فارس کا عامل امیر المومنین مہدی کا مولیٰ معلی اس سال عامل تھا اور لیث مہدی کا مولیٰ سندھ کا عامل تھا۔

۱۶۶ھ کے واقعات

ہارون الرشید کی مراجعت:

اس سال ہارون اپنی فوج کے ساتھ خلیج قسطنطنیہ سے ماہ محرم کے ختم ہونے میں تیرہ راتیں باقی تھیں کہ واپس آیا۔ نیز رومی سفرا جزیہ لے کر حاضر بارگاہ خلافت ہوئے' بیان کیا گیا ہے کہ وہ چونسٹھ ہزار دینار طلائی رومی' دو ہزار پانچ سو دینار طلائی عربی اور تیرہ ہزار رطل نہایت باریک اور نرم اون اپنے ساتھ لائے تھے۔

ہارون الرشید کی ولی عہدی کی بیعت:

اس سال مہدی نے موسیٰ بن المہدی ولی عہد کے بعد اپنے دوسرے بیٹے ہارون کے لیے موسیٰ کے بعد اپنے تمام عمائد سے عہد خلافت لیا۔ اور ہارون کا نام رشید رکھا۔

عبیداللہ بن الحسن و جعفر بن سلیمان کی معزولی:

اس سال مہدی نے عبیداللہ بن الحسن کو بصرے کی قضا سے برطرف کر کے ان کی جگہ خالد بن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔ مگر ان سے کام نہ چل سکا اور اہل بصرہ نے ان سے استعفا لے لیا۔ اس سال جعفر بن سلیمان مکہ مدینہ اور تمام علاقہ کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا۔

داؤد بن طہمان:

اس سال مہدی یعقوب بن داؤد سے ناراض ہو گئے۔

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ داؤد بن طہمان (یہی ابو یعقوب بن داؤد ہے) اور اس کے بھائی نصر بن سیار کے کاتب تھے۔ داؤد نصر سے پہلے کسی دوسرے والی خراسان کا کاتب بھی رہ چکا تھا۔ یحییٰ بن زید کے زمانے میں جو بات یہ نصر سے سنتا اس کی خبر یحییٰ کو کر دیتا اور اس طرح اسے نصر کی گرفت سے بچاتا رہا۔ جب ابو مسلم نے یحییٰ کے انتقام کے لیے دعوت دے کر خروج کیا اور اس کے قاتلوں کو اور نصر کے ان لوگوں کو جنھوں نے یحییٰ کے قتل میں اعانت کی تھی قتل کر دیا تو اب داؤد بن طہمان اس ساز باز کی وجہ سے جو پہلے سے اس سے تھی بے خوف و خطر ابو مسلم کے پاس چلا آیا۔ ابو مسلم نے اسے امان دی اس کی ذات کے متعلق قطعاً کوئی تعارض نہیں کیا البتہ اس جائداد کو جو اس نے نصر کے عہد حکومت میں حاصل کی تھی ضبط کر لیا اس کے علاوہ اس کے دوسرے مکانات اور موروثی جائداد بحال رکھی۔

یعقوب بن داؤد کے آل حسین رضی اللہ عنہ سے تعلقات:

داؤد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بڑے فاضل ادیب اور مؤرخ نکلے انھوں نے محسوس کیا کہ چونکہ ان کا باپ نصر کا کاتب رہ چکا ہے اس وجہ سے بنی عباس کے دربار میں ان کی کوئی وقعت اور منزلت نہ ہو گی اور اسی خیال سے انھوں نے ہم عہد دربار میں رسوخ حاصل کرنے کا خیال ہی نہیں کیا۔ بلکہ زیدیہ تحریک کی حمایت کا ارادہ کر کے انھوں نے آل حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے تعلقات قائم کیے تا کہ اگر حکومت ان کو مل جائے تو یہ لوگ پھر مزے کریں۔ اس غرض کی تکمیل کے لیے بارہا یعقوب نے تمام ممالک کا دورہ کیا اور بعض اوقات ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ بھی اس نے محمد بن عبداللہ کی بیعت لینے کے لیے مختلف ممالک کے سفر کیے۔ محمد اور ابراہیم کے خروج پر علی بن داؤد نے جو یعقوب سے عمر میں بڑا تھا ابراہیم کی حمایت میں خطوط لکھے خود یعقوب نے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ابراہیم کی حمایت میں خروج کیا۔

یعقوب بن داؤد کی گرفتاری و رہائی:

محمد اور ابراہیم کے قتل کے بعد یہ منصور کی گرفت سے بچنے کے لیے روپوش ہو گئے مگر منصور نے ان کا کھوج نکالا اور یعقوب اور علی دونوں گرفتار ہو گئے۔ منصور نے ان کو سرکاری جیل میں اپنی مدت العمر قید رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد مہدی نے اپنے جلوس کی خوشی میں جہاں اور قیدی رہا کیے وہاں ان دونوں کو بھی رہا کر دیا۔ ان کے ہمراہ جیل میں اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمن بھی قید تھا یہ ہر وقت اس کے اور اس کے ان دوسرے بھائیوں کے ساتھ رہے جو اسحٰق کے ساتھ قید تھے اس طرح ان میں نہایت گہری اور راسخ محبت پیدا ہو گئی۔ اسحٰق بن الفضل بن عبدالرحمن کا یہ خیال تھا کہ خلافت تمام بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صالح شخص کے لیے

جائز ہے۔ نیز وہ کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت صرف بنی ہاشم کو زیبا تھی اور آج بھی وہی اس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اور اس بات کو وہ بار بار کہتا تھا کہ بنی عبدالمطلب میں جو عمر میں سب سے بڑا ہو وہی خلیفہ ہو۔ یہ اور یعقوب اسی خیال کی اشاعت کرتے تھے۔

یعقوب بن داؤد اور خلیفہ مہدی:

جب مہدی نے یعقوب کو رہا کر دیا تو اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مہدی کو عیسیٰ بن زید اور حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کی جو ان کی قید سے بھاگ گیا تھا گرفتاری کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انھوں نے ایک دن کہا کیا اچھا ہو' کہ مجھے زیدیہ جماعت کا کوئی ایسا شخص مل جائے جو آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسی کے ساتھ وہ فقیہ بھی ہوتا کہ میں اسے فقیہ ہونے کی وجہ سے اپنی مصاحبت میں رکھ لوں اور اس طرح وہ میرے اور آل حسن رضی اللہ عنہ اور عیسیٰ بن زید کے درمیان ذریعہ معلومات بن سکے' اس کام کے لیے یعقوب بن داؤد کا نام پیش کیا گیا۔ یعقوب مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت مہدی پوستین اور چمڑے کے موٹے موزے پہنے تھے۔ سفید ململ کا عمامہ زیب سر اور ایک موٹی سفید کسا زیب بر تھی۔ مہدی نے اس سے گفتگو کی اور ٹٹولا تو اسے کامل پایا۔ عیسیٰ بن زید کو دریافت کیا۔

یعقوب بن داؤد کی وزارت:

یہاں بعض ارباب سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ یعقوب نے مہدی سے ان کے اور عیسیٰ بن زید کے درمیان واسطہ بننے کا اقرار کر لیا مگر خود یعقوب اس الزام سے بالکل منکر ہے مگر باوجود اس کے لوگوں کا یہی گمان ہے کہ مہدی کے پاس اس کے تقرب اور رسوخ کا ذریعہ آل علی کی چغلی ہی تھی غرض کہ اب اس کی منزلت اور رسوخ روز بروز بڑھتا گیا یہاں تک کہ مہدی نے اسے اپنا وزیر مقرر کر کے تمام امور خلافت اس کے حوالے کر دیئے۔ اس نے اپنے زیدیہ فرقہ کے لوگوں کو دور دور سے بلا کر اطراف و اکناف خلافت میں اہم اور مفید عہدے دیئے۔ دنیا اس کے ہاتھ میں تھی۔

بشار بن برد کے اشعار:

اسی لیے بشار بن برد نے یہ شعر کہے:

بنی امية هبوا طال نومكم ان الخليفة يعقوب ابن داؤد
ضاعت خلافتكم ياقوم فاطلبوا خليفة الله بين الدف و العود

ترجمہ: ''اے بنی امیہ تو تم بہت سو چکے اب تو جاگو اس وقت خلیفہ یعقوب بن داؤد ہے۔ اے میری قوم والو! اپنی ضائع شدہ خلافت کو حاصل کر لو کیونکہ آج خلیفہ وقت محفل رقص و سماع میں مشغول ہے''۔

یعقوب بن داؤد سے آل حسن رضی اللہ عنہ کی بدظنی:

یعقوب کے اس غیر معمولی اثر و اقتدار کی وجہ سے مہدی کے تمام موالی اس کے دشمن بن گئے اور اب انھوں نے اس کی شکایتیں شروع کیں۔ یعقوب کے اثر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ باوجود سخت دشمنی کے اس نے حسن بن ابراہیم بن عبداللہ کے لیے مہدی سے معافی لے لی اور بیچ میں پڑ کر مکہ میں دونوں کی ملاقات بھی کرا دی اس واقعہ سے آل حسن بن علیؑ اس کی طرف سے بدظن ہو گئے۔

یعقوب بن داؤد سے مہدی کی ناراضگی:

اب یعقوب نے محسوس کیا کہ اگر حکومت آل حسن رضی اللہ عنہ کو مل گئی تو یہ اس میں زندہ بھی نہ رہ سکے گا۔ دوسری طرف اس کی مسلسل شکایتوں کی وجہ سے اس نے یہ بھی دیکھا کہ مہدی اس سے اتنے ناراض ہیں کہ نظر اٹھا کر بھی اسے نہیں دیکھتے وہ اسحٰق بن الفضل کی طرف مائل ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کسی طرح اسحٰق کے دن پھریں۔ اب اسحٰق کے خلاف بھی مسلسل شکایتیں مہدی کو موصول ہونے لگیں۔ یہاں تک کہا گیا کہ تمام مشرق اور مغرب یعقوب اور اس کے آدمیوں کے ہاتھ میں ہے اس نے سب سے مراسلت کر کے معاملہ طے کر لیا ہے اگر وہ چاہے تو وہ سب کے سب ایک دن اور ایک وقت میں اس کی تحریک پر اٹھ کھڑے ہوں اور حکومت کو اسحٰق بن الفضل کے لیے اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اس خبر سے مہدی کا دل یعقوب کی طرف سے پھر گیا۔

یعقوب بن داؤد کی اسحٰق بن فضل کے لیے سفارش:

علی بن محمد النوفلی بیان کرتا ہے کہ مجھ سے مہدی کے ایک خادم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن مہدی کے سرہانے کھڑا ہوا مکھیاں اڑا رہا تھا اتنے میں یعقوب ان کی خدمت میں حاضر ہوا دوزانو بیٹھ گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا کو مصر کے اضطراب کا علم ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کی نشان دہی کروں جو وہاں کا انتظام درست کر دے۔ عرصہ کے غور کے بعد مجھے ایسا شخص نظر آیا ہے جو اس کام کا اہل ہے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس نے کہا آپ کا قریبی عزیز اور بھائی اسحٰق بن الفضل۔

مہدی کا یعقوب بن داؤد کو قتل کرنے کا ارادہ:

اس نام کے سنتے ہی یعقوب نے دیکھا کہ مہدی کا منہ بگڑ گیا ہے یعقوب چپکے سے اٹھ کر چلا گیا مہدی برابر دور تک اسے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے اللہ مجھے ہلاک کرے اگر میں اس کا کام تمام نہ کر دوں پھر میری طرف دیکھ کر کہا خبردار اس بات کو کسی سے بیان نہ کرنا۔

تمام شاگرد پیشہ اور موالی برابر مہدی کو اس کے خلاف ابھارتے اور شکایتیں کر کے ناراض کرتے رہے۔ آخر کار انہوں نے یعقوب کی برطرفی اور محرومی کا ارادہ ہی کر لیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے کشیدگی کی وجہ:

موسیٰ بن ابراہیم الحمودی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ مہدی نے بیان کیا کہ خواب میں مجھے یعقوب کی صورت نظر آئی اور اس کے ساتھ یہ سفارش بھی کی گئی کہ میں اسے اپنا وزیر بنا لوں۔ جب مہدی نے اسے حالت بیداری میں دیکھا تو کہنے لگے کہ یہی شکل میں نے خواب میں دیکھی تھی' انھوں نے اسے اپنا وزیر مقرر کر لیا اور یعقوب کا رسوخ واقتدار مہدی کی جناب میں بے حد بڑھ گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مہدی نے عیسا باذ آیا کیا ان کے ایک منہ لگے خدمت گار نے ان سے کہا کہ احمد بن علی نے مجھ سے یہ بات کہی کہ امیر المومنین نے مسلمانوں کے بیت المال سے پانچ کروڑ کے صرف میں اپنے لیے ایک سیرگاہ بنائی ہے۔ اس خدمت گار کی یہ بات تو مہدی کو یاد رہی مگر وہ احمد بن اسمٰعیل کا نام بھول گئے اور بعد میں ان کو یہ گمان رہا کہ یعقوب بن داؤد نے یہ رائے ظاہر کی تھی ایک مرتبہ یعقوب سامنے بیٹھا تھا انھوں نے اسے گود میں اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ یعقوب نے کہا امیر المومنین ایسا کیا قصور مجھ سے سرزد ہوا؟ مہدی نے کہا کیا تو نے یہ بات نہیں کہی کہ میں نے اپنی ایک سیرگاہ پر پانچ کروڑ درہم خرچ کر ڈالے۔ اس نے عرض کیا یہ بات

میرے دونوں کانوں نے بھی مجھ سے نہیں سنی اور نہ کراماً کاتبین نے اسے لکھا۔ ان کے آپس کے تعلقات کی خرابی کا یہ پہلا سبب تھا۔

مہدی اور یعقوب بن داؤد کے تعلقات:

عورتوں اور جماع کے متعلق مہدی نہایت بے باکی سے فحش اور بیہودہ باتیں یعقوب سے کرتے تھے اور اس بنا پر خود یعقوب بھی عورتوں کے متعلق من گھڑت قصے ان سے آزادی سے بیان کرتا تھا۔ رات کے وقت اس کے مخالفین خلوت میں ان سے اس کی برائیاں کرتے اور یہ اثر لے کر اٹھتے کہ صبح ہوتے ہی یہ یعقوب کا کام ختم کر دیں گے۔ اس گفتگو کی اطلاع یعقوب کو بھی ہو جاتی وہ صبح ہی سلام کے لیے حاضر ہوتا اسے دیکھتے ہی مہدی مسکرا دیتے اور خیریت دریافت کرتے وہ کہتا جی ہاں سب خیریت ہے کہتے میری عمر کی قسم! ذرا بیٹھ جاؤ کچھ باتیں کرو' وہ کہتا آج شب میں نے اپنی جاریہ کے ساتھ بسر کی اور اس سے میری یہ گفتگو ہوئی اس گفتگو کے لیے وہ ایک نیا قصہ بنا کر سناتا اس کے جواب میں مہدی بھی ویسی ہی کوئی بات بیان کر دیتے اور اس کے بعد دونوں باہم خوش ہو کر علیحدہ ہو جاتے اس کی اطلاع جب یعقوب کے دراندازوں کو ہوتی تو وہ بڑے متعجب ہوتے کہ مہدی کو یہ کیا ہو گیا ہے۔

ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق جسے مہدی کرنا چاہتے تھے یعقوب نے ان سے کہا تھا کہ یہ اسراف ہے۔ مہدی نے کہا کیا کہتے ہو۔ یعقوب اسراف ہی اشراف کو زیبا ہے۔ اگر اسراف نہ ہوتا تو سخی اور بخیل میں امتیاز ہی نہ ہو سکتا۔

خلیفہ مہدی کی یعقوب بن داؤد کو پیش کش:

خود یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ ایک دن مہدی نے مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ایک ایوان میں بیٹھے تھے جس میں تمام گلابی فرش خانہ باغ کے سرو کے درختوں تک بچھا ہوا تھا' اس باغ میں اور بھی درخت تھے جن کے سرے ایوان کے صحن کے ساتھ ساتھ مناسب ترتیب میں ایستادہ تھے۔ یہ درخت شفتالو اور سیب کے گلابی رنگ کے پھول اور کلیوں سے ڈھکے ہوئے تھے۔ فرش ایوان کے جواب میں ان سب کا رنگ بھی گلابی تھا۔ اس قدر خوش نما ایوان میری نظر سے نہیں گزرا تھا اسی کے ساتھ ان کے پاس ایک عدیم المثال حسین جاریہ بیٹھی تھی جو اپنے حسن قد و قامت و ساخت کے تناسب میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی اس نے بھی گلابی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان تمام مناسب باتوں نے مجلس کی زیبائش میں انتہائی حسن و لطف پیدا کر دیا تھا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی امیر المومنین نے مجھ سے پوچھا ہماری اس مجلس کو تم نے کیسا پایا۔ میں نے عرض کیا نہایت ہی خوب' اللہ امیر المومنین کو یہ مبارک کرے۔ کہنے لگے یہ سب کچھ میں تم کو دیتا ہوں اسے لے جاؤ اور یہ جاریہ بھی اسی کے ساتھ تم کو دی جاتی ہے تاکہ تم پوری طرح مسرور ہو سکو۔ اس پر میں نے مناسب الفاظ میں ان کو دعا دی۔

خلیفہ مہدی کی ایک علوی کو قتل کرنے کی فرمائش:

اس کے بعد مجھ سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے یہ سنتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین مجھ سے ناراض ہیں۔ میں امیر المومنین کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہنے لگے نہیں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے میں چاہتا ہوں تم اسے پورا کرو اور جو تم نے خیال کیا ہے وہ بات نہیں ہے مجھے درحقیقت ایک ضرورت پیش آ گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے پورا کرنے کا اقرار واثق کر لو اور اسے پورا بھی کر دو' میں نے عرض کیا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا۔ کہنے لگے بخدا! اس وعدہ پر قائم رہو گے میں نے کہا بخدا! میں اس کی بجا آوری کروں گا میں نے یہ اقرار

تین مرتبہ کیا پھر کہا اچھا میرے سر کی قسم کھا کر وعدہ کرو۔ میں نے کہا آپ کے سر کی قسم۔ کہا نہیں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر پھر اس کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسمیہ وعدہ کیا کہ آپ جو حکم دیں گے میں اس کی بجا آوری کروں گا اور آپ کی حاجت برآری کروں گا' جب انھوں نے مجھ سے عہد واثق لے لیا تو اب کہا کہ فلاں بن فلاں علوی کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ تم اس کا کام تمام کر کے مجھے اس کی جانب سے مطمئن کر دو اور اس کام کو جلد ہی کر دیا جائے میں نے کہا بہتر ہے۔ اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لے جاؤ میں اس جاریہ اور اس کے ساتھ اس ایوان میں جس قدر ساز و سامان اور فرش وغیرہ تھا سب اپنے گھر لے آیا اس کے علاوہ ایک لاکھ درہم انھوں نے اور دیئے میں ان سب کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

یعقوب بن داؤد اور علوی کی گفتگو:

چونکہ اس جاریہ کے ساتھ مجھے انتہائی لطف پیدا ہو گیا تھا اس لیے میں نے اسے ایسی جگہ فروکش کیا کہ میرے اور اس کے درمیان صرف ایک پردہ ہی حاجب تھا میں نے اس علوی کو بلا بھیجا اور اپنے اوپر پورا اعتماد دلا کر اس کا حال پوچھا اس نے چند جملوں میں اپنا حال بیان کر دیا اس سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ہی دور اندیش فریس اور خوش بیان شخص ہے اثنائے گفتگو میں اس نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا یعقوب تم کو کیا ہوا ہے کیا تم میرے خون کا بار لیے ہوئے اللہ کے سامنے جاؤ گے' یاد رکھو کہ میں فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کی اولاد میں ہوں۔ میں نے کہا آپ بالکل متردد نہ ہوں بھلا آپ کے لیے میں سوائے بھلائی کے کچھ اور بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا اگر تم میرے ساتھ نیکی کرو گے تو میں تمہارا شکر گزار رہوں گے دعا دوں گا اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کروں گا۔

علوی کی روانگی:

میں نے کہا اچھا تو آپ کون سا طریقہ اپنے لیے بہتر سمجھتے ہیں اس نے بتایا کہ یہ راستہ بہتر ہے میں نے پوچھا یہاں ایسے کون آپ کے خاص دوست ہیں جن پر آپ کو پورا بھروسہ ہو اس نے ان کے نام بتائے میں نے کہا آپ ان کو بلا لیں۔ یہ روپیہ لیجیے۔ اور ان کے ساتھ اللہ کی حفاظت و نگرانی میں روانہ ہو جایئے۔ مناسب یہ ہے کہ اسی میرے مکان میں ان کو بلایئے اور یہیں سے آپ آج ہی رات ان کے ہمراہ فلاں مقام کو روانہ ہو جائیں۔

یعقوب بن داؤد کے خلاف مہدی کو شکایت:

اس جاریہ نے میری یہ تمام گفتگو سن لی تھی اس نے اپنے ایک خادم کے ذریعہ اس کی اطلاع مہدی کو کر دی اور کہلا بھیجا کہ یہ اس شخص نے آپ کو جزا دی ہے جس کو آپ نے اپنے پر ترجیح دی اور سارا قصہ پہنچا دیا۔ مہدی نے اسی وقت اپنے آدمی بھیج کر تمام راستے اور ناکے بند کرا دیئے اور ان تمام مقامات کی جن کا ذکر میں نے اور علوی نے اپنی گفتگو میں کیا تھا اپنے پیادوں سے تفتیش شروع کرا دی۔

علوی کی گرفتاری:

تھوڑی دیر میں سپاہی خود اس علوی' اس کے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کو اسی صورت میں جس کی اس جاریہ نے نشان دہی کی تھی گرفتار کر کے مہدی کی خدمت میں لے آئے۔ دوسرے دن سویرے مہدی کا ہرکارہ مجھے بلانے آیا میں علوی کے معاملہ سے

بالکل خالی الذہن تھا۔ اب میں مہدی کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ کرسی پر متمکن تھے اور ہاتھ میں بیر کی چھڑی تھی مجھ سے کہا یعقوب اس شخص کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے امیر المومنین کو راحت دے دی ہے۔ پوچھا مر گیا' میں نے کہا جی ہاں کہا واقعی' میں نے کہا بخدا وہ مر گیا' کہا اچھا اٹھو اور میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر میرے سر کی قسم کھاؤ۔ میں نے ان کے سر کی قسم کھائی۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

اب انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو سامنے حاضر کرو جو اس کوٹھڑی میں ہیں اس نے دروازہ کھولا تو وہاں علوی مع اپنے دونوں ہمراہیوں اور اس روپیہ کے جو میں نے دیا تھا موجود تھا۔ اسے دیکھ کر میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور زبان گنگ ہو گئی۔ مہدی نے کہا اب اگر میں چاہوں تو میں تجھے قتل کر سکتا ہوں' مگر میں قتل تو نہیں کرتا البتہ اسے لے جا کر سرکاری جیل میں قید کر دو اور کبھی اس کا تذکرہ میرے سامنے نہ آنے دو' میں سرکاری جیل میں قید کر دیا گیا اور اس میں بھی ایک کنوئیں میں اتار دیا گیا ایک زمانہ طویل میں نے اس زندان بلا میں گزار دیا۔ مجھے دنوں کا شمار بھی یاد نہ رہا تھا بصارت چلی گئی۔ بال اتنے بڑھ گئے تھے کہ جانوروں کی صورت ہو گئی تھی۔

یعقوب بن داؤد کی رہائی و مکہ میں قیام:

میں اس مصیبت میں دن بسر کر رہا تھا کہ یکایک مجھے باہر نکالا گیا اور لوگ مجھے کہیں لے چلے' مجھے علم نہ تھا کہ کہاں لے جا رہے ہیں۔ ایک جگہ پہنچ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین کو سلام کر میں نے سلام کیا۔ پوچھا کس امیر المومنین کو سلام کرتے ہو' میں نے کہا مہدی کو' انھوں نے کہا مہدی پر اللہ نے رحم کیا' میں نے کہا ہادی کو' کہا گیا اللہ نے ان پر بھی اپنا رحم کیا۔ میں نے کہا رشید کو' انھوں نے کہا' ہاں ٹھیک ہے۔ میں نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ امیر المومنین کو میرا سارا حال معلوم ہے انھوں نے کہا ہمیں سب معلوم ہے اور اس کا احساس بھی ہے تم کیا چاہتے ہو' میں نے عرض کیا آپ مجھے مکہ میں اقامت کی اجازت مرحمت فرمائیں' کہا بہتر ہے اس کے علاوہ اور کوئی حاجت ہو تو بیان کرو' میں نے کہا اب کوئی لذت باقی ہے نہ تمنا' کہا تو مناسب ہے مکہ چلے جاؤ۔ اسی کے بعد میں نے مکہ کی راہ لی۔ یعقوب کا بیٹا بیان کرتا ہے کہ یہ مکہ آ گئے' مگر کچھ ہی روز کے بعد وہیں انھوں نے انتقال کیا۔

یعقوب بن داؤد کی مہدی کو نصیحت:

یعقوب بن داؤد سے روایت ہے کہ مہدی نبیذ نہیں پیتے تھے اور اس احتراز کی وجہ ان کے خیال میں حرمت نہ تھی بلکہ وہ ان کو مرغوب نہ تھی البتہ ان کے احباب میں سے عمر بن بزیع' معلّی ان کا مولیٰ مفضل اور تمام دوسرے خدام ان کے سامنے پیتے تھے میں ان کے دوستوں کی اس شراب اور سماع مجلسوں میں اس قدر انہماک پر پند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ نے مجھے اس لیے وزیر نہیں بنایا ہے کہ میں اس قسم کی صحبتوں میں آپ کی شرکت کروں ایک طرف تو آپ پنج وقتہ نماز جامع مسجد میں ادا کرتے ہیں اور دوسری طرف آپ کے سامنے آپ کے مصاحب نبیذ پیتے ہیں اور آپ بھی راگ گانے کی مجلس میں ان کے ساتھ شریک صحبت ہوتے ہیں میری اس نصیحت کا محض وہ یہ جواب دیتے اچھا عبداللہ میں نے تمہاری بات سن لی۔ میں نے ایک دن کہا کہ جناب والا اس سے آپ کے حسنات میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ جو شخص روزانہ اس نصیحت کو سنتا ہے اس کے دو ہی نتیجے ہیں کہ یا تو اللہ سے اس کی قربت میں

اضافہ ہوتا ہے یا اس سے بعد بڑھتا جاتا ہے۔

یعقوب بن داؤد کی عہدۂ وزارت سے سبک دوشی کی درخواست:

یعقوب کا بیٹا راوی ہے کہ میرے باپ مہدی کو برابر نبیذ پلانے اور گانا سننے سے روکتے رہے یہاں تک کہ اب مہدی کو ان کی نصیحت ناگوار گزرنے لگی اور وہ اس سے تنگ آ گئے دوسری طرف خود یعقوب اپنی بات کے بگڑ جانے سے برداشتہ خاطر تھے انھوں نے اللہ سے اپنا معاملہ رجوع کیا اور اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ اپنی خدمت سے سبک دوش ہو جائیں گے۔

یعقوب کہتا ہے کہ اس خیال سے میں نے ایک دن مہدی سے آ کر کہا کہ امیر المومنین بخدا! جس منصب جلیلہ پر میں ہوں اس سے شراب پینا بہتر ہے کہ ایک نہ ایک دن میں شراب سے اللہ کی جناب میں توبہ تو کر لوں گا میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس عہدے سے سبکدوش فرما دیں اور اگر میری کوئی خطا سرانجام امور میں پیش نظر ہو تو اسے معاف کر دیں اور جسے چاہیں میری جگہ مقرر کر لیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے دوستانہ مراسم آپ سے ہمیشہ قائم رہیں۔ آپ نے تمام امہات امور میرے سپرد کر دیئے ہیں۔ فوجوں کی معاش کی سربراہی میرے متعلق ہے یہ اس قدر بار عظیم ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی اور میں آپ کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت فروخت کرنا نہیں چاہتا کہ یہ سب ذمہ داریاں اپنے سر لوں' میری اس گذارش پر وہ کہتے' اے بار الہٰ تو اسے معاف کر دے اور اس کے قلب کی اصلاح کر دے۔ اس پر ان کے شاعر نے یہ شعر کہا:

فدع عنك يعقوب بن داؤد جانباً ۔ واقبل على صهبأ طيبة النشر

ترجمہ: ''تو ابن داؤد کی طرف سے منہ پھیر لے اور شراب لے جس کی مہک دور تک ہے''۔

ابن سلام کی روایت:

ابن سلام سے روایت ہے کہ اپنے مقام ضعف کے قیام کے وقت مہدی نے یعقوب بن داؤد کے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی چند روز کے بعد مہدی نے اس کو دریافت کیا اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین اس ایسی میری نظر سے نہیں گذری کوئی دوسری عورت میرے تصرف میں ایسی نہیں آئی کہ جس سے مجھے ایسی لذت حاصل ہوئی ہو یا اس نے اس قدر اپنی تکلیف کا اظہار کیا ہو اور میرا کہا مانا ہو۔ اس جملہ کو سن کر مہدی نے یعقوب کی طرف دیکھا اور کہا کہو اس جملہ کا اشارہ کس طرف ہے میری طرف یا تمہاری طرف' یعقوب نے کہا احمق کو ہر بات سے بچایا جاتا ہے مگر اس کے نفس سے نہیں بچایا جا سکتا۔

یعقوب بن داؤد کی علالت:

علی بن محمد النوفلی اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ یعقوب روزانہ شب مہدی سے خلوت میں ملاقات کرتا تھا اور وہ پھر دونوں رات گئے تک باتیں کرتے رہتے۔ اسی طرح وہ ایک رات اس کا جلیس تھا باتوں میں بہت رات گذر گئی اس وقت وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر باہر آیا وہ ہاشمی رنگی ہوئی طلیسان پہنے تھا یہ تھوڑا اگنجا تھا طلیسان میں اس قدر کلف تھا کہ اس میں سے رف رف کی آواز آتی تھی۔ اس کا غلام اس کے شہبا گھوڑے کی لگام پکڑے تھا نبیذ کی وجہ سے غافل تھا۔ یعقوب اپنے لبادے کو برابر کرنے لگا اس میں کلف کی آواز ہوئی۔ گھوڑا بھڑک گیا۔ یہ غفلت میں اپنے لبادے کو برابر کرتا ہوا گھوڑے کے قریب جا پہنچا اور سوار ہونے کے لیے اسے پیچھے ہٹانے لگا۔ گھوڑے نے یعقوب کی پنڈلی پر ایک ایسی لات ماری کہ وہ ٹوٹ گئی۔

یعقوب کی علالت پر مہدی کی بے قراری:

یعقوب نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اسے مہدی نے بھی سنا وہ ننگے پاؤں اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوئے اور اس کی چوٹ دیکھ کر اس قدر بے چین ہوگئے کہ خود بھی جزع فزع کرنے لگے' پھر کرسی پر بٹھا کر اسے اس کے گھر بھجوایا۔ صبح ہوتے ہی اس کی عیادت کو گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع عام ہوئی تمام لوگ یعقوب کی عیادت کو گئے۔ تین دن مسلسل مہدی اس کی عیادت کے لیے جاتے رہے۔ اس کے بعد روزانہ آدمی کے ذریعہ خیریت دریافت کرا لیتے' اس حادثہ کی وجہ سے جب یعقوب دربار میں حاضر نہ ہو سکا تو اب اس کے مخالفوں کو اس کی شکایت کرنے کا زریں موقع ہاتھ آ گیا۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے برہمی:

اس حادثہ کو دس دن بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ مہدی اس سے برہم ہوگئے اسے اب یوں ہی اپنے مکان میں علاج کے لیے چھوڑ دیا اور اپنے تمام مصاحبوں میں اعلان کر دیا کہ اب کوئی شخص یعقوبی عبا اور ٹوپی نہ پہنے' جو پہنے پایا جائے گا اس کے کپڑے اتار لیے جائیں گے نیز انھوں نے یعقوب کو نصر کی قید میں محبوس کر دیا۔ اس کے بعد ان کے حکم سے یعقوب کے تمام مقرر کردہ عمال اطراف واکناف سلطنت میں برطرف کیے گئے نیز ان کے حکم سے اس کے تمام گھر والے گرفتار کر کے قید کر دیئے گئے۔

یعقوب بن داؤد پر عتاب:

جب یعقوب بن داؤد اور اس کے گھرانے والے قید کر دیئے گئے اور اس کے مقرر کردہ تمام عمال موقوف ہو کر متفرق ہو کر روپوش ہو گئے تو ایک روز مہدی سے یعقوب اور اسحٰق ابن الفضل کا واقعہ بیان کیا گیا۔ مہدی نے ایک رات دونوں کو دربار میں طلب کیا اور یعقوب سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے یہ بات نہیں کہی تھی کہ یہ اسحٰق اور اس کے خاندان والے مدعی ہیں کہ وہ خلافت کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو ہمارے مقابلے میں بزرگی سن حاصل ہے۔ یعقوب نے کہا کہ میں نے آپ سے کبھی یہ بات نہیں کی' مہدی نے کہا اب تم مجھے جھٹلاتے ہو اور میری بات کی تردید کرتے ہو' مہدی نے درے طلب کیے اور ان سے بارہ ضربیں نہایت سخت ماریں اور پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ اب اسحٰق نے مہدی سے حلفیہ کہا کہ میں نے ہرگز یہ بات نہیں کہی تھی اور نہ یہ میری شان ہے کہ ایسی بات زبان سے نکالوں۔ آپ خود ہی غور کریں کہ یہ بات میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ میرا دادا زمانہ جاہلیت میں مر چکا تھا اور آپ کے پدر بزرگوار رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی باقی تھے اور وہی ان کے وارث تھے۔ یہ سن کر مہدی نے حکم دیا کہ اسے نکال دو۔

مہدی کی یعقوب بن داؤد سے معذرت:

دوسرے دن صبح کو مہدی نے یعقوب کو دوبارہ طلب کیا اور پھر وہی بات کہی جو شب گزشتہ میں کہی تھی' اس نے کہا کہ ذرا مہلت دیجیے میں ابھی آپ کو یاد دلاتا ہوں آپ باغ میں دریا کے کنارے چوبی بنگلہ میں قیام پذیر تھے میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت ابوالوزیر حاضر ہوا تھا۔ (راوی کہتا ہے کہ یہ شخص یعقوب کا اس طرح داماد تھا کہ صالح بن داؤد کی بیٹی اس کی بیوی تھی) اس نے یہ بات آپ سے کہی تھی۔ کہ اسحٰق اس بات کا مدعی ہے۔ مہدی نے کہا ہاں! اب مجھے یاد آیا' تم سچے ہو' پھر انھوں نے کل کی مار پر اس سے معذرت چاہی مگر پھر جیل خانہ بھیج دیا۔ مہدی اور موسیٰ کے تمام عہد میں وہ اسی طرح قید میں پڑا رہا البتہ جب رشید خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اس رجحان کی وجہ سے جو یعقوب کو ان کے ساتھ ان کے باپ کے زمانے میں تھا اسے رہا کر دیا۔

مہدی کا قصر السلامہ میں قیام:

اس سال موسیٰ الہادی جرجان روانہ ہوئے اور انھوں نے ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم کو جرجان کا قاضی مقرر کیا اس سال مہدی نے عیسا باز میں آ کر سکونت اختیار کی یہی قصر السلامہ ہے۔ دوسرے تمام لوگ بھی ان کے ساتھ یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ نیز یہاں انھوں نے درہم و دینار مضروب کیے۔ اس سال مہدی کے حکم سے پہلی مرتبہ مدینہ سے مکے اور یمن تک خچروں اور اونٹوں کے ذریعہ باقاعدہ سلسلہ رسل و رسائل قائم کیا گیا۔

خراسان میں شورش:

اس سال مسیّب بن زہیر کے خلاف خراسان میں شورش ہوگئی۔ مہدی نے فضل بن سلیمان الطوسی ابوالعباس کو خراسان کا ناظم مقرر کیا اور خراسان کے ساتھ بجستان بھی اس کے تحت دے دیا۔ فضل نے مہدی کے حکم سے تمیم بن سعید بن دعلج کو بجستان پر اپنا نائب مقرر کیا۔

زندیقوں کی گرفتاری:

اس سال داؤد بن روح بن حاتم۔ اسمٰعیل بن سلیمان بن مجالد‘ محمد بن ابی ایوب المکی اور محمد بن طیفور زندقہ کے الزام میں گرفتار کیے گئے انھوں نے اعتراف جرم کیا مہدی نے ان سے توبہ لی اور چھوڑ دیا۔ داؤد بن روح کو اس کے باپ روح کے پاس جو ان دنوں بصرے کا عامل تھا بھیج دیا اور اس کی اصلاح کی بھی ہدایت کی۔

اس سال الوضاح الشردی‘ عبداللہ بن عبیداللہ الوزیر کو (یہی معاویہ بن عبداللہ الاشعری ہے) یہ شامیوں میں تھا پکڑ کر دربار میں لایا ابن شابہ ہمیشہ اس کی شکایت کرتا تھا اس پر بھی زندقہ کا الزام تھا۔ ہم اس کے واقعہ اور قتل کی کیفیت پہلے بیان کر چکے ہیں۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد مدینہ رسول کا عامل مقرر ہوا۔ اس سال طائف اور مکہ کا عامل عبداللہ بن قثم تھا۔ اس سال مہدی نے منصور بن یزید بن منصور کو یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبداللہ بن سلیمان الربعی کو مقرر کیا۔ اس سال مہدی نے عبدالصمد بن علی کو اپنی قید سے چھوڑ دیا۔ اس سال ابراہیم بن یحییٰ بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ عامل کوفہ ہاشم بن سعید تھا اور عامل بصرہ روح بن حاتم تھا۔ خالد بن طلیق بصرہ کے قاضی تھے۔ دجلہ‘ کسکر‘ متعلقات بصرہ‘ بحرین‘ اضلاع اہواز فارس اور کرمان کا عامل معلیٰ امیر المومنین کا مولیٰ تھا۔ مصر کا والی ابراہیم بن سلیمان تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ یحییٰ الحرشی بحرستان‘ رویان اور جرجان کا والی تھا۔ فراشہ امیر المومنین کا مولیٰ دنباوند اور قومس کا والی تھا۔ اور سعد امیر المومنین کا مولیٰ رے کا والی تھا اس موقت صلح کی وجہ سے جو روم سے ہو چکی تھی اس سال موسم گرما میں کوئی مہم جہاد کے لیے نہیں بھیجی گئی۔

١٦٧ھ کے واقعات

موسیٰ بن مہدی کی رؤسائے طبرستان پر فوج کشی:

اس سال مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ایک زبردست فوج کے ساتھ جو بے نظیر ساز و سامان سے آراستہ تھی وندا ہرمز اور شروین رؤسائے طبرستان سے لڑنے جرجان روانہ کیا۔ اس مہم کو بھیجتے وقت انھوں نے ابان بن صدقہ کو موسیٰ کا وقائع نویس مقرر کیا۔ محمد بن جمیل کو منصرم فوج، نصیع منصور کے مولیٰ کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا حاجب، علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا محافظ اور عبداللہ بن حازم کو اس کا کوتوال مقرر کر کے ساتھ بھیجا۔ موسیٰ نے وندا ہرمز اور شروین کے مقابلہ کے لیے یزید بن مزید کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔

عیسیٰ بن موسیٰ کا انتقال:

اس سال عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ اس وقت روح بن حاتم کوفہ کا عامل تھا۔ یہ جنازے میں شریک ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ امیر ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ اس نے کہا کہ کاش! اللہ ایسا نہ کرتا کہ روح کو عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانی پڑتی۔ مناسب یہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا بیٹا نماز پڑھائے۔ عیسیٰ کے لڑکوں نے اس سے انکار کیا مگر اس نے بھی اپنے انکار پر اصرار کیا بالآخر عباس بن عیسیٰ نے بڑھ کر اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھی۔

مہدی کی روح بن حاتم سے خفگی:

مہدی کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی روح پر بگڑے اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عیسیٰ کی نماز جنازہ پڑھانے سے ابا کیا۔ تم اپنے باپ یا دادا کی وجہ سے نماز کے لیے مدعو نہیں کیے گئے تھے' اگر میں خود وہاں ہوتا تو میں خود پڑھاتا اور جب میں نہ تھا تو سرکاری عہدہ دار اور میرے نمائندہ کی حیثیت سے تم ہی کو نماز پڑھانا تھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے انھوں نے اس کے حسابات کی تنقید کا حکم دیا۔ نماز اور انتظام سلطنت کے ساتھ کوفہ کی مال گزاری کا اہتمام بھی اسی کے متعلق تھا۔ اگرچہ جب عیسیٰ نے وفات پائی اس وقت مہدی اس سے اور اس کے بیٹوں سے ناراض چلے آتے تھے' مگر اس کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے خلاف کسی کارروائی کی انھوں نے جرأت نہیں کی۔

زندیقوں کے خلاف سرگرمی:

اس سال مہدی نے زندیقوں کے استیصال میں بڑی سرگرم کوشش شروع کی تمام اطراف واکناف دنیائے اسلام میں ان کی تفتیش کی اور قتل کرادیا عمر الکلواذی کو اسی کام پر متعین کیا۔ اسی سلسلہ میں منصور کے کاتب یزید بن الفیض کو گرفتار کیا گیا چونکہ اس نے اعتراف جرم کر لیا۔ اسے محض قید کی سزا دی گئی مگر یہ کسی طرح قید سے فرار ہو گیا اور پھر گرفتار نہ کیا جا سکا۔

ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ کی برطرفی:

اس سال مہدی نے ابوعبیداللہ معاویہ بن عبیداللہ میر منشی کو اس وجہ سے برطرف کر دیا کہ یہ امیر المومنین کے اختیارات' ناجائز

طور پر استعمال کرنے لگا تھا۔ مہدی نے اس کی جگہ ربیع اپنے حاجب کو میر منشی مقرر کیا اس نے سعید بن واقد کو اس عہدہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔

اس سال بغداد اور بصرہ میں سخت متعدی کھانسی نزلہ پھوٹ پڑا جس سے ہزاروں جانیں ضائع ہوئیں۔

اس سال ابان بن صدقہ موسیٰ کے وقایع نگار نے جرجان میں انتقال کیا۔ مہدی نے اس کی جگہ ابوعبیداللہ کے مددگار ابو خالد الاحول یزید کو موسیٰ کے پاس بھیج دیا۔

مسجد الحرام میں توسیع:

اس سال مہدی کے حکم سے مسجد الحرام میں اضافہ کیا گیا۔ بہت سے مکانات مسجد میں شامل کیے گئے یہ تعمیر جدید یقطین بن موسیٰ کے زیر اہتمام ہوتی رہی۔ تعمیر جاری تھی کہ مہدی نے وفات پائی۔

یحییٰ الحرشی کی معزولی:

اس سال یحییٰ الحرشی طبرستان رویان اور دوسرے ان علاقوں کی ولایت سے جو اس کے تفویض تھے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ فراشہ مہدی کا مولیٰ مقرر کیا گیا۔ اس سال ذی الحجہ الحرام کے ختم میں چند راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ ایک روز ایسا سخت کہر چھایا کہ دنیا اندھیر ہوگئی پھر بہت دیر کے بعد آفتاب طلوع ہوا۔ اس وقت صلح کی وجہ سے جو روم اور مسلمانوں کے درمیان ہو چکی تھی اس سال بھی موسم گرما میں کوئی جہادی مہم نہیں بھیجی گئی۔

امیر حج ابراہیم بن یحییٰ و عمال:

ابراہیم بن یحییٰ عامل مدینہ کی امارت میں حج ہوا۔ یہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ آ گیا مگر آنے کے چند ہی روز بعد اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال عقبہ بن سلم الہنائی کو عیسا باذ میں جب کہ وہ عمر بن بزیع کے مکان میں تھا کسی نامعلوم شخص نے خنجر سے ہلاک کر دیا۔

اس سال عبیداللہ بن القثم مکہ اور طائف کا عامل تھا۔ سلیمان بن یزید الحارثی بن یزید الحارثی یمن کا والی تھا۔ عبداللہ بن مصعب الزبیری یمامہ کا عامل تھا۔ روح بن حاتم کوفہ کا والی تھا انتظام ملک اور امامت صلوٰۃ اس کے متعلق تھی۔ اسی طرح محمد بن سلیمان بصرہ کا والی اور امام تھا۔ عمرو بن عثمان التیمی بصرہ کے قاضی تھے۔ اضلاع دجلہ' کسکر متعلقات بصرہ' بحرین عمان' اور اضلاع اہواز' فارس اور کرمان کا والی المعلیٰ مہدی کا مولیٰ تھا۔ فضل بن سلیمان الطوسی خراسان اور سجستان کا ناظم اعلیٰ تھا۔ موسیٰ بن مصعب مصر کا والی تھا۔ یزید بن حاتم افریقیا کا والی تھا۔ طبرستان اور رویان پر عمر بن العلاء تھا' جرجان' دنباوند اور قومس کا والی فراشہ مہدی کا مولیٰ تھا۔ رے پر سعد امیر المومنین کا مولیٰ عامل تھا۔

۱۶۸ھ کے واقعات

اہل روما کا نقض عہد:

اس سنہ کے ماہ رمضان میں رومیوں نے اس صلح کو توڑ دیا' جو ان کے اور ہارون کے درمیان طے پائی تھی۔ صلح کے انعقاد کے پہلے دن سے نقض تک پورے بتیس ماہ گزر رہے تھے۔ علی بن سلیمان والی جزیرہ اور قنسرین نے یزید بن بدر بن البطال کو ایک سریہ کے ساتھ رومی علاقے پر غارت گری کے لیے بھیجا۔ اس مہم نے بہت سی غنیمت اور فتوحات حاصل کیں۔

متفرق واقعات:

اس سال مہدی نے سعید الحرشی کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ طبرستان بھیجا۔ اس سال عمر الکلواذی زندیقوں کے محتسب نے انتقال کیا اور اس کی جگہ حمدویہ محمد بن عیسیٰ جو اہل میسان سے تھا مقرر کیا گیا۔

اس سال مہدی نے زندیقوں کو بغداد میں قتل کیا۔ نیز انھوں نے اپنے خاندان کے انساب اور روایات کے دفتر کو دمشق سے مدینے منتقل کر دیا۔

اس سال مہدی نہر الصلہ واقعہ زیرین واسط آئے اسے نہر الصلہ اس لیے کہتے ہیں کہ مہدی کا ارادہ تھا کہ اس کی تمام آمدنی اپنے اعزہ کو جاگیر میں دے دیں اور اس طرح ان سے صلہ رحمی کریں۔

دفتر بندوبست پر علی بن یقطین کا تقرر:

اس سال مہدی نے عمر بن بزیع کے اوپر علی بن یقطین کو دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے اسی نے مہدی کی خلافت میں اس محکمہ کو قائم کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب بہت سی اسناد اس کے پاس جمع ہوئیں تو اس نے سوچا کہ جب تک ان سب کا باقاعدہ دفتر میں داخلہ نہ ہو وہ نہ یاد رہ سکتی ہیں اور نہ اس پر باضابطہ کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس خیال سے اس نے دفتر دیوانی بنایا اس کے مختلف شعبے قائم کیے ہر شعبہ کو ایک ایک شخص کی نگرانی میں دیا۔ چنانچہ مال گزاری سے متعلقہ اسناد کے دفتر کا افسر اسمٰعیل بن صبیح تھا۔ اسناد کا ایسا کوئی دفتر بنی امیہ کے عہد میں نہ تھا۔

امیر حج علی بن محمد:

اس سال علی بن محمد المہدی ابن ریطہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۶۹ھ کے واقعات

مہدی کی ہادی کی ولی عہدی پر ہارون کی تقدیم کی خواہش:

اس سال ماہ محرم میں مہدی ماسبذان روانہ ہوئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آخر مدت میں مہدی کا ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے ہارون کو اپنے بیٹے موسیٰ الہادی پر مقدم کر دیں۔ ہادی اس وقت جرجان میں تھا۔ مہدی نے اپنے بعض خاندان والوں کو اس غرض سے اس کے پاس بھیجا کہ وہ بیعت کے معاملہ کا تصفیہ کر دے اور رشید کو اپنے اوپر مقدم کر دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس پر

مہدی نے اپنے ایک مولیٰ کو اس کے پاس بھیجا۔ ہادی نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا اور قاصد کو مارا۔ اس بنا پر خود مہدی اس سے ملنے جرجان روانہ ہو گئے۔ مگر اثناء راہ میں ان کو حادثہ پیش آ گیا۔

مہدی کی روانگی ماسبذان:

علی بن یقطین نے مہدی سے درخواست کی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ تناول فرمائیں' انھوں نے وعدہ کر لیا۔ مگر پھر نہ معلوم ان کے دل میں کیا آئی کہ ماسبذان جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز ان کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ علی نے عرض کیا کہ جناب والا نے تو کل کے لیے میری دعوت قبول کی تھی۔

انھوں نے کہا کہ دعوت کا کھانا نہروان لے آؤ' علی کھانا لے گیا' مہدی نے نہروان میں صبح کا کھانا کھایا۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مہدی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

ان کی سبب موت میں اختلاف ہے۔ واضح مہدی کا داروغہ بیان کرتا ہے کہ وہ ماسبذان کے قریہ زد میں شکار کے لیے گئے' میں عصر کے بعد تک ان کے ہمراہ تھا۔ اس کے بعد میں اپنے خیمہ میں چلا آیا۔ میرا خیمہ ان کے خیمہ سے فاصلہ پر ایستادہ تھا علی الصباح نوبت مقرر کرنے کے لیے میں سوار ہو کر صحرا میں گزر رہا تھا۔ میں تنہا تھا میرا غلام اور دوسرے آدمی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت مجھے ایک برہنہ حبشی کجاوہ کی کاٹھی پر سوار نظر پڑا۔ اس نے میرے قریب آ کر مجھ سے کہا۔ ابوسہل اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے چابک ماروں مگر وہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ میں قناتوں کے قریب آیا۔ مسرور سامنے آیا اور اس نے کہا اللہ تمہارے آقا امیر المومنین کی موت کا تم کو اجر دے۔ اب میں ان کے مقام میں داخل ہوا۔ دیکھا وہ اپنے خیمہ میں مردہ پڑے ہیں۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ کیا بات ہوئی۔ عصر کے بعد میں تم سے جدا ہوا ہوں اس وقت تک وہ بالکل ہشاش اور تندرست تھے۔ آخر ہوا کیا۔ مسرور نے کہا شکاری کتوں نے ایک ہرن کا پیچھا کیا وہ بھاگتے بھاگتے ایک ویران مکان کے دروازے میں گھس گیا۔ کتے بھی اس کے پیچھے اس میں در آئے ان کے پیچھے امیر المومنین کا گھوڑا بھی اس میں داخل ہوا۔ دروازہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک دم گھسنے میں ان کی ریڑھ ٹوٹ گئی اور وہ اسی وقت جاں بحق ہو گئے۔

علی ابن ابی نعیم کا بیان:

علی بن ابی نعیم المزوری کہتا ہے کہ مہدی کی ایک جاریہ نے اپنی ایک سوکن کو مسموم کھیس بھیجی۔ مہدی اس وقت عیساباذ سے چل کر ایک باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اس کھیس کو منگوا کر اس میں سے کچھ کھائی اور اس جاریہ نے خوف کی وجہ سے اس بات کا اظہار نہیں کیا کہ اس میں زہر ملا ہے۔

احمد بن محمد الرازی کی روایت:

احمد بن محمد الرازی کہتا ہے کہ مہدی ماسبذان کے قصر کے ایک کوٹھے پر بیٹھے تھے۔ جہاں سے تمام نیچے کا حصہ نظر آتا تھا اس کی جاریہ حسنہ نے دو بڑی بڑی ناشپاتیاں تراش کر ایک قاب میں رکھیں ان میں جو اعلیٰ تھی اس میں زہر ملا دیا اور پھر دونوں کو اچھی طرح ملا کر عمدہ ناشپاتی کے ٹکڑے قاب کے اوپر رکھے۔ مہدی کو ناشپاتی بہت مرغوب تھی پھر اس نے اپنی خادمہ کے ہاتھ وہ ناشپاتیاں

مہدی کو ایک دوسری جاریہ کو جسے وہ بہت چاہتے تھے بھیج دیں۔ تاکہ اس کا کام تمام ہو' وہ خادمہ اس قاب کو لیے ہوئے مہدی کے سامنے سے گزری مہدی نے جب دیکھا کہ خادمہ ناشپاتیاں کہیں لیے جارہی ہے اس نے اسے بلایا اور جو مسموم ناشپاتی قاب کے اوپر تھی اس کو اٹھا کر کھالیا وہ معدے میں پہنچی تھی کہ مہدی نے چیخ ماری' حسنہ نے بھی آواز سنی اور جب اسے واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنا سر پیٹتی روتی ہوئی آئی۔ کہنے لگی میں نے تو چاہا تھا کہ آپ صرف میرے ہور ہیں۔ یہ کیا ہوا کہ میں نے ہی آپ کو ہلاک کر دیا۔ مہدی نے اسی دن انتقال کیا۔

مہدی کی وفات پر ابوالعتاہیہ کے اشعار:

عبداللہ بن اسمٰعیل مہتمم سواری کہتا ہے کہ جب ہم ماسبذان آئے تو میں نے قریب جا کر ان کے گھوڑے کی باگ تھام لی اس وقت وہ بالکل اچھے تھے کوئی عارضہ لاحق نہ تھا۔ دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر گئے۔ حسنہ اس وقت ان کے پاس سے اپنے خیمہ میں واپس آ گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا خیمہ ماتم میں سیاہ کمبل پوش ہے۔ اس پر ابوالعتاہیہ نے یہ شعر کہے:

ارحن فی الوشی واصبحن علیهن المسوح   کل نطاح من الدهرله یوم نطوح

لست بالباقی و لو عمرت ما عمر نوح   فعلی نفسك نح ان کنت لابد تنوح

ترجمہ: ''ان عورتوں نے رات لباس فاخرہ اور سہاگ میں بسر کی اور انھیں کو صبح کے وقت ماتمی لباس پہننا پڑا۔ ہر زبردست ٹکر مارنے والے کو ایک دن زمانہ اپنی ٹکر سے گرا دیتا ہے۔ باوجودیکہ تجھ کو عمر نوح حاصل ہو پھر بھی بقا نہیں اس لیے رونے کے بغیر چارہ نہیں تو اپنے اوپر نوحہ کر''۔

مہدی کی وفات کے متعلق علی بن یقطین کی روایت:

ایک دوسرے سلسلہ سے علی بن یقطین کہتا ہے کہ ہم سب ماسبذان میں مہدی کے ہمراہ تھے ایک دن صبح کو انھوں نے کہا مجھے بھوک معلوم ہوتی ہے۔ چند روٹیاں اور باسی گوشت جس میں سرکہ پڑا ہوا تھا۔ پیش کیا گیا اسے انھوں نے کھایا اور کہا کہ میں زنانہ حصہ میں جا کر سوتا ہوں۔ جب تک میں خود نہ بیدار ہوں کوئی مجھے نہ اٹھائے۔ یہ کہہ کر وہ اندر جا کر سو گئے۔ ہم لوگ باہر رواق میں پڑ کر سو رہے اسی حالت میں ہم یکا یک ان کے رونے کی آواز سن کر بیدار ہوئے اور دوڑ کر پاس گئے انھوں نے کہا کچھ دیکھا' ہم نے عرض کیا جناب والا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے دروازے پر مجھے ایک ایسا شخص کھڑا ہوا نظر آیا ہے کہ اگر ہزار اور لاکھ میں بھی وہ ہو' تب بھی میں اسے آسانی سے شناخت کر لوں اس کے بعد انھوں نے یہ شعر پڑھے:

کانی بهذا القصر قد باداهله   واوحش منه ربعه و منازله

ترجمہ: ''مجھے یہ قصر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس کے اہل ہلاک ہو چکے ہیں اور اس کا صحن اور خواب گاہیں ویران ہو گئی ہیں۔

و صار عمید القوم من بعد بهجة   و ملك الی قبر علیه جنادله

ترجمہ: اور سردار قوم حکومت اور عیش ونشاط کے بعد قبر میں جس پر پتھر کی کڑیاں چنی ہوئی ہیں دفن ہو چکا ہے۔

فلم یبق الاذکره و حدیثه   تنادی علیه معولات حلائله

ترجمہ: اور اب صرف اس کا ذکر باقی رہ گیا ہے اور اس کی بیویاں اس پر بین کر رہی ہیں''۔

مہدی کی وفات:

اس واقعہ کو گزرے دس دن بھی نہ ہوئے تھے کہ انھوں نے انتقال کیا۔ابو معشر اور واقدی کے بیان کے مطابق ۱۶۹ھ کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں کہ پنج شنبہ کی رات کو مہدی نے انتقال کیا۔دس سال ڈیڑھ ماہ ان کی مدت خلافت ہے۔

مہدی کی مدت حکومت:

دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ مہدی کی مدت خلافت دس سال انچاس دن ہوئی اور تینتالیس سال عمر پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ ابو عبداللہ المہدی محمد بن عبداللہ ٦/ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کو برسر خلافت ہوئے دس سال ایک ماہ بائیس دن حکمران رہے اور انھوں نے تینتالیس سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی۔

مہدی کی تجہیز و تکفین:

مہدی نے ماسبذان کے ایک قریہ رذ میں انتقال کیا۔ان کے بیٹے ہارون نے ان کی نماز جنازہ پڑھی وہاں چونکہ کوئی جنازہ نہ تھا جس پر انھیں اٹھایا جاتا اس لیے ایک دروازے پر ان کی نعش رکھ کر اٹھائی گئی اور وہ اس جوز کے درخت کے نیچے دفن کیے گئے جس کے نیچے وہ بیٹھا کرتے تھے۔یہ طویل القامت دبلے پتلے تھے ان کے بال گھونگر والے تھے رنگ کے متعلق اختلاف ہے' بعض لوگوں نے سانولا بیان کیا ہے اور بعض نے گورا۔بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق داہنی آنکھ میں پھولی تھی۔بعض کہتے ہیں بائیں آنکھ میں تھی۔یہ ایزج میں پیدا ہوئے تھے۔

باب ۱۳

خلیفہ مہدی کی سیرت

جب مہدی مظالم کی سماعت کرتے تو قاضیوں کو اپنے پاس بلا لیتے اور اس کے متعلق کہتے اگر میں ان ہی لوگوں کے خیال سے مظالم کا انسداد کردوں تو بہت ہے۔

ایک دن وہ اپنے خاص اعزا اور قائدین کو صلہ تقسیم کرنے لگے ایک ایک شخص کا نام لیا جاتا وہ ہر نام کے ساتھ دس ہزار یا بیس ہزار یا اسی قسم کی رقم زیادہ کردیتے اسی سلسلہ میں جب ایک قائد کا نام لیا گیا تو انھوں نے کہا اس کے صلہ میں پانچ سو کم کردو۔ اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ کہا میں نے تجھے اپنے فلاں دشمن کے مقابلے پر بھیجا تھا تو نے مقابلہ سے گریز کی۔ اس نے عرض کیا کیا آپ کو میرے قتل سے خوشی ہوتی۔ انھوں نے کہا' نہیں اس نے کہا تو قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے منصب خلافت پر آپ کو معزز فرمایا ہے اگر میں مقابلہ پر جما رہتا تو ضرور مارا جاتا۔ یہ جواب سن کر وہ شرما گئے اور حکم دیا کہ اس کے صلہ میں پانچ ہزار کا اضافہ کیا جائے۔

مہدی کا جذبہ عفو:

ایک دن مہدی اپنے ایک سردار پر برہم ہوئے جس سے وہ پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ ناراض ہو چکے تھے اور اس سے کہا کہ تم کب تک قصور کرو گے اور میں معاف کرتا رہوں گا اس نے کہا مجھ سے مدت العمر لغزش ہوتی رہے گی اور اللہ آپ کو جب تک بقید حیات رکھے گا آپ معاف ہی کرتے رہیں گے اس جملہ کو زور دے کر اس نے کئی مرتبہ کہا مہدی خاموش ہو گئے اور اسے کچھ نہ کہا۔

ہشام الکلبی کی طلبی:

حفص مزینہ کا مولیٰ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہشام الکلبی میرے دوست تھے' ہم دونوں اکثر ملتے باتیں کرتے اور ایک دوسرے کو اشعار سناتے۔ وہ بہت مفلوک الحال نظر آتے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے ایک ضعیف ولاغر خچر پر سوار ہوتے فلاکت ان کی اور ان کے خچر کی حالت سے نمایاں ہوتی' ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ ایک بہت عمدہ کمیت رنگ کے خچر پر جو خلافت کے اصطبل کی تھی سوار ہیں۔ زین اور لگام بھی سرکاری ہے خود بھی بہت عمدہ لباس پہنے اور خوشبو ملے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور میں نے ان سے اس کا اظہار کیا کہ اب تو حالت بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے کہنے لگے ہاں ٹھیک ہے میں تم سے بیان کرتا ہوں مگر اسے پوشیدہ رکھنا۔

ہشام الکلبی کو خط پڑھنے کا حکم:

میں کئی روز سے ظہر اور عصر کے درمیان اپنے گھر میں رہتا تھا کہ ایک دن مہدی کا آدمی مجھے بلا لے گیا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت تنہا تھے ان کے سامنے ایک خط رکھا تھا۔ مجھ سے کہا ہشام قریب آؤ میں ان کے بالکل قریب جا کر سامنے

بیٹھ گیا۔ پھر مجھ سے کہا اس خط کو پڑھو اور جو کچھ خرافات اس میں ہوں اس کی مطلق پروانہ کرنا تمام خط پڑھ جاؤ‘ میں اسے پڑھنے لگا کچھ حصہ اس کا میں نے پڑھا تھا کہ نہایت ناگوار باتیں لکھی ہوئی نظر پڑیں۔ میں نے وہ خط رکھ دیا۔ اور کہا کہ اس کے کاتب پر اللہ کی لعنت ہو۔

مہدی کے نام امیر اندلس کا ہجو آمیز خط:

مہدی نے مجھ سے کہا میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ اگر اس کا مضمون تم کو برا معلوم ہو اس کی پروانہ کرنا۔ پورا خط پڑھ جانا۔ میں اپنے حق خلافت کا واسطہ دے کر تم سے کہتا ہوں کہ تم اس خط کو آخر تک پڑھ لو۔ اب میں نے اسے پورا پڑھا۔ وہ خط مہدی کی ہجو سے مملو تھا۔ اس کے لکھنے والے نے یہ ستم کیا تھا کہ کوئی عیب ایسا نہ تھا جو مہدی کے ساتھ منسوب نہ کیا گیا ہو۔ میں نے پوچھا امیر المومنین یہ کس ملعون کذاب نے لکھا ہے۔ انھوں نے کہا فرماں روائے اندلس نے۔ میں نے عرض کیا کہ واقعہ تو یہ ہے کہ وہ خود اور اس کے آباء اور امہات مخزن عیوب ہیں پھر میں بنی امیہ کے معائب بیان کرنے لگا اس سے وہ بہت خوش ہوئے پھر مجھے قسم دے کر تاکید کی کہ ان کے جملہ معائب میں کسی کاتب سے قلم بند کرادوں۔

امیر اندلس کے نام مہدی کا خط:

اس غرض سے انھوں نے اپنا ایک خاص صیغہ راز کا کاتب طلب کیا۔ اور اسے ایک کونے میں بٹھا دیا۔ مجھ سے کہا کہ یا رحمٰن اس کے پاس آ گیا۔ اس نے جواب کا سرنامہ تو خود ہی لکھ لیا تھا باقی ان کے معائب کی تمام داستان اوّل سے آخر تک میں نے لکھا دی اور اس میں کوئی بات اٹھا نہ رکھی۔ جب خط پورا ہو گیا میں نے اسے مہدی کی خدمت میں پیش کیا۔ پڑھ کر بہت خوش ہوئے میرے سامنے ہی انھوں نے خط پر مہر ثبت کرائی اسے ایک خریطہ میں رکھ کر عامل پٹہ کے حوالہ کر دیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں تک جلد ہو سکے اسے اندلس پہنچاؤ۔ اس کے بعد ایک مندیل منگوائی اس میں نہایت عمدہ دس پارچے اور دس ہزار درہم تھے اور پھر یہ خچر زین اور لگام کے ساتھ منگوائی یہ سب کچھ انھوں نے مجھے عطا کیا اور کہا کہ جو کچھ تم نے سنا اسے کسی سے بیان نہ کرنا۔

خلیفہ مہدی کے خلاف استغاثہ:

مسور بن مساور راوی ہے کہ مہدی کے مختار نے مجھ پر ظلم کیا اور میری زمین دبا لی۔ میں سلام صاحب المظالم کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے استغاثہ کیا اور باقاعدہ تحریر داخل کر دی اس نے وہ تحریر مہدی کو دے دی۔ اس وقت ان کا چچا عباس بن محمد ابن علاثہ اور عافیہ قاضی ان کے پاس موجود تھے۔ مہدی نے میرے متعلق حکم دیا کہ قریب آؤں۔ میں قریب گیا۔ پوچھا کیا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا آپ نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا کہو یہ دونوں صاحب یہاں موجود ہیں۔ یہ جو فیصلہ کریں گے وہ تو تم کو منظور ہو گا‘ میں نے کہا جی ہاں! کہا میرے قریب آؤ۔ میں اتنے قریب پہنچا کہ مسند سے لگ گیا کہا اب کہو کیا کہتے ہو۔

قاضی کا خلیفہ مہدی کے خلاف فیصلہ:

میں نے قاضی کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ آپ کو ہمیشہ نیک توفیق عطا کرے۔ امیر المومنین نے میری فلاں جائداد پر ظلماً قبضہ کر لیا ہے۔ قاضی نے مہدی سے پوچھا‘ فرمایئے آپ کیا جواب دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا وہ میری تھی اور میرے قبضہ میں ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ جائیداد خلافت سے قبل ان کے قبضہ میں آ چکی تھی یا اس کے بعد آئی ہے۔

قاضی نے یہ بات مہدی سے پوچھی انھوں نے کہا خلیفہ ہونے کے بعد۔ قاضی نے کہا تو آپ اس سے فوراً مدعی کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ انھوں نے کہا میں دست بردار ہوا' اس واقعہ پر عباس بن محمد کہنے لگا بخدا امیر المومنین یہ محبت بیس کروڑ درہم سے زیادہ مجھے عزیز ہے۔

مہدی اور ایک نبطی کسان:

مجاہد شاعر بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی سیر و شکار کے لیے نکلے عمر بن بزیع ان کا مولیٰ ان کے ہمراہ تھا۔ ہم اپنے پڑاؤ سے منقطع ہو گئے۔ تمام دوسرے لوگ شکار میں منہمک تھے۔ مہدی کو بھوک محسوس ہوئی۔ پوچھا کچھ ہے عمر نے کہا یہاں تو کچھ بھی نہیں۔ انھوں نے کہا یہ سامنے جھونپڑی ہے یہاں باڑی ہو گی۔ ہم اس کی طرف چلے۔ وہاں ایک نبطی کسان بیٹھا ہوا تھا اور ترکاری کی کاشت تھی۔ ہم نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا ہم نے پوچھا کچھ کھانے کے لیے ہے اس نے کہا جی ہاں میرے پاس ربیثاء اور جو کی روٹی ہے۔ مہدی نے کہا اگر زیتون کا تیل ہو تو پھر کھانا پورا ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں زیتون کا تیل بھی ہے مہدی نے کہا اور گندنا۔ اس نے کہا جی گندنا بھی ہے جتنا آپ چاہیں حاضر ہے اور کھجور بھی ہیں اب وہ اس باڑی میں آئے کسان نے سبزی' گندنا اور پیاز ان کو لا کر دی۔ انھوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا۔

مہدی کی کسان پر نوازش:

مہدی نے عمر بن بزیع سے کہا کہ اس پر کچھ کہو اس نے یہ شعر کہے:

ان مـن يـطعم الربيثا بالزيت و خبز الشعير بالكراث

لـحـقـيـقٌ بـصـفـعة او ثـنتيـن لسـؤا لصنيع اؤ بثلا ث

''جو ربیثا کو زیتون کے ساتھ اور جو کی روٹی کو گندنے کے ساتھ کھلاتا ہے وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس ناشائستہ حرکت پر اس کو دو تین مکے مارے جائیں''۔

مہدی نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل برا ہے یہ مناسب نہیں بلکہ یوں ہونا چاہیے:

لحقيقٌ ببدرة أو ثنتين لحسن الصنيع أو بثلاث

ترجمہ: ''اس احسان پر وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے دو تین تھیلیاں دی جائیں''۔

یہ اپنے پڑاؤ آئے جہاں خزانہ اور خدمت گار موجود تھے۔ اس کسان کو تین تھیلیاں درہم کی دلوائیں اور اپنے مقام کو چلے آئے۔

زید الہلالی بنی حلال کا ایک مشہور و معروف سخی اور شریف آدمی تھا اس کا نقش خاتم تھا۔ افلح يا زيد من زكى عمله. اے زید وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنے اعمال روشن کیے۔

مہدی کی دعا:

حسن خدمت گار بیان کرتا ہے کہ ان کے عہد میں ایک دن ایسی شدید آندھی آئی کہ ہم سمجھے کہ اب قیامت آ گئی ہے۔ میں امیر المومنین کو دیکھنے نکلا ان کو دیکھا کہ زمین پر اپنا رخسار رکھے اللہ کی جناب میں یہ دعا مانگ رہے ہیں۔ کہ الٰہی! میری امت کے

بارے میں تو میری لاج رکھ لے۔ اور دوسری قوموں کو ہم پر طعن کرنے کا موقع نہ دے اگر میرے گناہ کی پاداش میں تو نے اس عالم پر عذاب نازل کیا ہے تو لے یہ میری پیشانی سامنے ہے تھوڑی دیر کے بعد آندھی کم ہوگئی اور مطلع صاف ہوگیا۔

مہدی کی موالیوں کے متعلق رائے:

ایک مرتبہ عبدالصمد بن علی نے مہدی سے کہا کہ آپ خود واقف ہیں کہ ہم اہل بیت ہیں ہمارے قلوب موالیوں کی محبت سے معمور ہیں اور ہم خود ان کو ہر جگہ پیش پیش رکھتے ہیں مگر آپ نے تو اس معاملے میں حد سے تجاوز کیا ہے کہ اپنے تمام کام ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ دن اور رات ہر وقت وہ لوگ آپ کے مصاحب خاص بنے ہوئے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کے خراسانی جاں نثار اور ان کے سرداروں کے قلوب آپ کی طرف سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مہدی نے کہا اے ابو محمد موالی اس سلوک کے مستحق ہیں ان کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ایسا نظر نہیں آتا کہ دربار عام میں میں اسے اپنے پاس اس قدر قریب بٹھالوں کہ اس کا زانو میرے زانو سے بھڑ جائے اور پھر وہ اسی وقت دربار سے اٹھے اور میں اس سے کہوں کہ میرے گھوڑے کی سائیس کرو اور وہ اسے بغیر اکراہ کے فوراً منظور کر لے یہ کام صرف موالی کر سکتے ہیں۔ میری خاطر ان کو اس کام سے بھی عار نہیں اگر میں کسی دوسرے سے ایسی خواہش کروں تو وہ فوراً پلٹ کر جواب دے کہ ہم آپ کے حامی ہیں ہم نے ہی سب سے پہلے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور اس کے لیے لڑے آپ ہم سے ایسا کام لیتے ہیں اور یہ ایسی بات ہے کہ اس کا میں کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا۔

عبداللہ بن مالک کی مہدی کے مولیٰ سے کشتی:

ایک دن مہدی نے عبداللہ بن مالک سے کہا کہ میرے اس مولیٰ سے کشتی لڑو۔ عبداللہ اس سے لپٹ گیا۔ مگر اس کی گردن پکڑی گئی اس پر مہدی نے کہا اب تو بندھ گیا۔ جب عبداللہ نے یہ رنگ دیکھا کہ اب گرا۔ اس نے اس مولیٰ کا پاؤں اٹھالیا جس سے وہ سر کے بل گرا اور عبداللہ نے اسے فوراً چت کر دیا اور مہدی سے کہا کہ جناب والا اس کشتی کا تو خیال نہ فرمائیں ہمیشہ مجھ پر نظر عنایت رکھیں۔ مہدی نے کہا کیا تم نے کسی کا یہ شعر نہیں سنا ہے:

و مولاك لايهضم لديك فانما هضيمته مولى القوم جدع المناخر

ترجمہ: ''ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ تمہارے سامنے تمہارے مولیٰ کی بے عزتی ہو کیونکہ یہ بے عزتی تمام قوم کے لیے باعث ننگ ہے''۔

قاسم بن مجاشع کی مہدی کے نام وصیت:

جب قاسم بن مجاشع التمیمی کا مرو کے ایک قریہ باران نام میں وقت آخر ہوا تو اس نے مہدی کے نام اپنی آخری وصیت لکھ بھیجی اس میں لکھا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ.

''اللہ نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی دوسرا معبود نہیں اور ملائکہ اور اہل علم نے بھی اس کی شہادت دی اور وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے جو قابو یافتہ اور حکمت والا ہے کوئی دوسرا معبود نہیں' بے

شک مذہب تو اللہ کے نزدیک اسلام ہے''۔

اس کے بعد لکھا اور قاسم بن مجاشع بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ نیز وہ اس کی شہادت دیتا ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے فرستادہ ہیں اور یہ کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے وصی اور ان کے بعد امامت کے وارث ہیں۔

یہ وصیت مہدی کے پاس پیش کی گئی اور جب وہ اس موقع پر پہنچے تو انھوں نے اسے پھینک دیا اور پھر کچھ نہ دیکھا کہ اور کیا ہے۔ مہدی کی یہ بات ان کے وزیر عبداللہ کے دل میں بیٹھ گئی اور جب خود اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے بھی اپنی وصیت میں اسی آیت کو لکھا۔

مہدی سے عزت ہتک کے معاوضہ کا مطالبہ:

ایک مرتبہ ایک شخص نے مہدی سے آ کر کہا کہ منصور نے مجھے گالیاں دی تھیں اور میری ماں پر زنا کی تہمت لگائی تھی آپ حکم دیں کہ یا تو میں اس تہمت کو غلط ثابت کروں ورنہ آپ مجھے اس ہتک حرمت کا معاوضہ دیں اور میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں۔ مہدی نے پوچھا انھوں نے کس بات پر تم کو گالیاں دی تھیں' اس نے کہا میں نے ان کے سامنے ان کے دشمن کو گالیاں دیں اس پر وہ سخت برہم ہو گئے۔ مہدی نے پوچھا وہ کون سا دشمن تھا جس کے سب وشتم پر وہ اس قدر بگڑے' اس نے کہا ابراہیم بن عبداللہ بن حسن' مہدی نے کہا انھوں نے بالکل ٹھیک کیا۔ بے شک ابراہیم سے ان کی اس قدر قرابت تھی کہ ان پر ضروری تھا کہ وہ اس کا حق ادا کرتے' اور تمہارے بیان کے مطابق اگر انھوں نے اس بنا پر تم کو کچھ برا کہا تو وہ اپنی اسی قرابت کی وجہ سے انھوں نے ابراہیم کی حمایت کی۔ اس جواب نے اس شخص کو خاموش کر دیا اور جب وہ واپس جانے لگا تو مہدی نے کہا کہ اس بات سے شاید تمہارا مقصد کچھ اور تھا مگر اس دعوے سے عمدہ کوئی اور ذریعہ مقصد برآری کا تم کو نہ مل سکا' اس نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ مہدی مسکرائے اور پانچ ہزار درہم اسے دلوائے۔

مہدی اور ایک مدعی نبوت:

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا وہ مہدی کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسے دیکھ کر انھوں نے کہا آپ نبی ہیں اس نے کہا' ہاں! مہدی نے پوچھا کن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اس نے کہا کہ آپ مجھے رہائی دیں تو میں ان کے پاس جاؤں صبح کو مجھے بھیجا گیا اور شام آپ نے گرفتار کر کے مجھے جیل میں ڈال دیا۔ اس جواب پر مہدی ہنس پڑے اور اسے چھوڑ دیا۔

موسیٰ بن جعفر کی ضمانت پر رہائی:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ چاندنی رات میں میں نے مہدی کو برآمدے میں نماز پڑھتے دیکھا' اس وقت ان کی ہیئت کچھ اس قدر بھلی معلوم ہوئی کہ میں متحیر تھا کہ یہ خود زیادہ خوبصورت ہیں یا وہ برآمدہ' چاندیا ان کے کپڑے۔ انھوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ﴾

''اگر تم کو حکومت ملی تو تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو قطع کرو گے''۔

تلاوت کی نماز پوری کرنے کے بعد انھوں نے مجھے پکارا' میں نے عرض کیا حاضر ہوں' کہنے لگے موسیٰ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اتنا حکم

دے کر وہ پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے' میں نے اپنے دل میں سوچا کہ موسیٰ سے مراد کون سا موسیٰ ہے' ان کا بیٹا موسیٰ یا موسیٰ ابن جعفر جو میرے پاس قید تھا۔ مگر غور کے بعد میں نے کہا کہ ضرور اس سے مراد موسیٰ ابن جعفر ہے۔ چنانچہ میں اسے لے آیا انھوں نے اپنی نماز توڑ کر موسیٰ سے کہا کہ میں نے قرأت میں یہ آیہ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم. پڑھی اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید میں نے تم سے قطع رحم کیا ہو تم اس بات کی ضمانت دے دو کہ میرے خلاف خروج نہ کرو گے۔ موسیٰ نے کہا میں اس کے لیے آمادہ ہوں چنانچہ جب اس نے ضمانت دے دی تو مہدی نے اسے چھوڑ دیا۔

ایک مرتبہ مہدی نہایت سوز و گداز کے لہجہ میں سورۂ نساء کی یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ﴾

''کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ہے اور وہ پھر بھی جادو اور کہانت پر ایمان رکھتے ہیں''۔

ایک زبیری کا بحالی جائداد کے لیے استغاثہ:

علی بن محمد بن سلیمان اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ایک دن مہدی استغاثے سننے کے لیے دربار میں بیٹھے آل زبیر کے ایک شخص نے بڑھ کر عرض کیا کہ ہماری جائداد کو بنی امیہ کے کسی بادشاہ نے ضبط کر لیا ہے اور اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ ولید تھا یا سلیمان۔ مہدی نے ابوعبداللہ کو حکم دیا کہ دیوان میں اس کا داخلہ دیکھو اس نے اسے دیکھ کر مہدی کو سنایا۔ مثل دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ مسئلہ بنی امیہ کے کئی خلفاء کے سامنے حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں پیش ہوا تھا مگر کسی نے اس جائداد کو واگذاشت نہیں کیا۔ یہ معلوم کر کے مہدی نے مستغیث سے کہا۔ اے زبیری جب کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک نے جو تمہارے ہی عزیز قریش تھے اس کی بحالی مناسب نہ سمجھی تو اب میں اس باب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا تو کیا عمر کی تمام باتیں پسندیدہ تھوڑی تھیں۔ مہدی نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا ان کا تو یہ حال تھا کہ بنی امیہ کے نوزائیدہ بچہ تک کی نہایت بیش عطا مقرر کرتے اور بنی ہاشم کے شیوخ کی عطا صرف ساٹھ مقرر کرتے۔ مہدی نے اپنے وزیر سے پوچھا۔ اے معاویہ! تم بتاؤ کیا عمر ایسا ہی کرتے تھے۔ اس نے کہا جی ہاں!! اس پر مہدی نے کہا اچھا تم اس زبیری کو اس کی جائداد واپس دے دو۔

مسئلہ قدر کے پیروکاروں کی گرفتاری و رہائی:

مہدی نے جعفر بن سلیمان اپنے مدینہ کے عامل کو حکم بھیجا کہ جو لوگ مسئلہ قدر کے ماننے والے ہیں ان کو میرے پاس گرفتار کر کے بھیج دو اس نے کئی اشخاص کو جن میں عبداللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما' عبداللہ بن یزید بن قیس الہذلی' عیسیٰ بن یزید بن داب اللیثی اور ابراہیم بن محمد بن ابی بکر الاسامی تھے مہدی کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیے گئے تو عبداللہ بن ابی عبیدہ نے جماعت میں سے آگے بڑھ کر کہا کہ یہی مذہب اور عقیدہ تمہارے باپ کا تھا' مہدی نے کہا نہیں بلکہ یہ میرے چچا داؤد کا عقیدہ تھا۔ عبداللہ نے کہا نہیں جناب یہ آپ کے باپ کا مذہب تھا اور اسی پر وہ آخر دم تک قائم تھے۔ یہ جواب سن کر مہدی نے ان کو رہا کر دیا۔

محمد بن عبداللہ کی روایت:

محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ بنی امیہ کے آخر عہد میں میں نے خواب دیکھا کہ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا میری نظر اس کتابہ پر پڑی جو ولید بن عبدالملک کے حکم سے مسجد میں پتھر کے چوکے پر کندہ

کیا گیا تھا۔ جس پر نقش تھا کہ مسجد کی تعمیر امیر المومنین ولید بن عبدالملک کے حکم سے ہوئی۔ اس وقت میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ یہ تحریر مٹ جائے گی اور اس کی جگہ بنی ہاشم کے ایک شخص محمد کا نام ولید کے بجائے لکھا جائے گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میں محمد ہوں بنی ہاشم ہوں اور محمد کس کا بیٹا ہوگا اس ہاتف غیبی نے کہا وہ عبداللہ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا میں عبداللہ کا بیٹا ہوں۔ اچھا وہ کس کا بیٹا ہوگا اس نے کہا وہ محمد کا بیٹا ہوگا۔ میں نے کہا میرا دادا محمد تھا۔ اچھا پھر وہ کس کا بیٹا ہوگا' اس نے کہا علی کا' میں نے کہا میرے پردادا بھی علی تھے پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے اس نے کہا عبداللہ کے میں نے کہا تو میرے پردادا کے باپ بھی عبداللہ تھے۔ پھر میں نے پوچھا وہ کس کے بیٹے ہوں گے' اس نے کہا عباس کے' اگر میں عباس تک نہ پہنچا ہوتا تو مجھے اپنے صاحب امر ہونے میں کوئی شبہ ہی نہ تھا۔ اس زمانے میں میں نے اس خواب کو عام طور پر بیان کر دیا تھا۔ ہم اس وقت مہدی کو جانتے بھی نہ تھے۔ اب عام طور پر لوگوں کی زبان پر اس خواب کا چرچا تھا۔ ایک مرتبہ مہدی مسجد رسول اللہ ﷺ میں آئے' نظر اٹھائی تو ولید کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ کہنے لگے کہ اب بھی مجھے ولید کا نام یہاں نظر آ رہا ہے۔ انھوں نے ایک کرسی منگوائی جوان کے لیے صحن مسجد میں رکھ دی گئی۔ یہ اس پر بیٹھ گئے اور کہا کہ میں اس وقت تک اب یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ ولید کا نام مٹا کر میرا نام اس کی جگہ نہ لکھ دیا جائے گا' اور حکم دیا کہ راج بلائے جائیں اور سیڑھیاں اور دوسری اشیائے ضروریہ منگوائی جائیں۔ چنانچہ جب تک ولید کا نام مٹا کر ان کا نام اس جگہ نہ لکھ دیا گیا وہ وہیں ٹھہرے رہے۔

ایک اعرابی عورت سے مہدی کا حسن سلوک:

عبداللہ بن محمد بن عطا سے روایت ہے کہ جب رات خاموش ہوگئی تو مہدی بیت اللہ کے طواف کے لیے آئے مسجد کے ایک پہلو سے ایک اعرابی عورت کو کہتے سنا۔ میری قوم مصائب میں مبتلا ہے' قحط زدہ ہے' مقروض ہے۔ کئی سال کی خشک سالی نے اسے تباہ کر دیا ہے ان کے مرد ہلاک ہو گئے۔ ان کے مویشی پریشان ہو گئے۔ ان کے بال بچے زیادہ ہیں جواب حالت غربت میں در بدر پھرتے ہیں۔ جس سے حسن سلوک کی اللہ اور رسول ﷺ نے وصیت کی تھی۔ اب کیا کوئی ایسا امیر ہے' جو مجھے کچھ خیرات دلائے۔ سفر میں اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور اس کی غیبت میں اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرے گا اس کے اس سوال کو سن کر مہدی نے اپنے خدمت گار نصیر کو حکم دیا۔ کہ اسے پانچ سو درہم دے دے۔

نمدے کے فرش کا استعمال:

سب سے پہلے نمدے کا فرش مہدی نے استعمال کیا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے باپ کے حکم سے رے میں مقیم تھے' وہاں طبرستان سے نمدے بطور ہدیہ ان کو بھیجے گئے انھوں نے اس کا بستر بنا لیا اور برف اور گھاس اس کے گرد لگائی۔ جب تک خس کا استعمال معلوم نہ ہوا اسی طرح سے وہ گرمی بسر کرتے رہے اور اس ترکیب سے بہت آرام سے بسر ہوئی۔

امثال کی تدوین کا حکم:

مفضل کہتے ہیں کہ مہدی نے مجھے حکم دیا کہ عرب بادیہ سے جو امثال میں نے سنی ہیں اور جن کی صحت میرے خیال میں مسلم ہے ان سب کو میں ایک جا ان کے لیے جمع کر دوں۔ چنانچہ میں نے تمام امثال اور عربوں کی لڑائیاں قلم بند کر دیں۔ انھوں نے اس کام کا مجھے بہت کچھ صلہ اور انعام دیا۔

ایک سمری سے مہدی کی برہمی:

عبدالرحمٰن بن سمرہ کی اولاد میں سے کسی نے شام میں بغاوت برپا کرنا چاہی وہ گرفتار کر کے مہدی کے پاس پیش کیا گیا۔ مہدی نے اسے رہا کر دیا اس کو اپنی جود و عطا سے مالا مال کر دیا اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک دن انھوں نے اس سے کہا کہ زہیر کا وہ قصیدہ جس کی ردیف را ہے مجھے سناؤ جس کا پہلا مصرع یہ ہے۔ لمن الدیار بقنة الحجر. سمری نے وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا اور پھر کہا اب ایسے لوگ کہاں رہے جن کی شان میں ایسا قصیدہ کہا جائے۔ یہ سن کر مہدی برہم ہو گئے۔ اسے جاہل قرار دیا اور سامنے سے ہٹا دیا مگر عتاب نہیں کیا۔ دوسرے لوگوں نے اس کے اس فعل کو حماقت پر محمول کیا۔

عبدالملک بن یزید کی علالت:

ایک مرتبہ ابوعون عبدالملک بن یزید بیمار پڑا' مہدی اس کی عیادت کو گئے۔ یہ جس کمرے میں مقیم تھا وہ بہت ہی کثیف اور تنگ و تاریک تھا۔ عمارت بھی ادنیٰ تھی۔ اس کی شہ نشین کی محراب میں کچی اینٹیں نکلی ہوئی تھیں مگر وہاں نہایت پر تکلف مسند بچھا دی گئی تھی۔ مہدی مسند پر بیٹھ گئے ابوعون ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مہدی نے مزاج پرسی کی اور اس کی علالت پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ابوعون نے کہا' میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے صحت عطا فرمائے اور بستر پر مجھے نہ مارے بلکہ میں آپ کی اطاعت میں قتل کیا جاؤں اور مجھے اعتماد کامل ہے کہ جب تک میں آپ کی اطاعت کا اللہ کے سامنے پورا حق ادا نہ کروں گا مجھے موت نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس بات کو ہم سے ہمارے اسلاف نے روایت کیا ہے اور ہم نے بھی اس کی روایت دوسروں سے کی ہے۔

مہدی سے عبداللہ بن عون کی سفارش:

اس تقریر سے مہدی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ جو ضرورت ہو مجھ سے کہو' اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی جس بات کی تم کو ضرورت ہو مجھ سے کہہ دو۔ اگر اپنے بعد کے لیے تم کوئی وصیت کرنا چاہو یا کر چکے ہو اور اس کی پابجائی تمہاری دولت نہ کر سکتی ہو تو بلا تکلف مجھ سے کہہ دو میں اسے پورا کر دوں گا۔ ابوعون نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ عبداللہ بن عون سے خوش ہو جائیں اور اسے بلا لیں' کیونکہ آپ کو اس سے ناراض ہوئے طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس کی خطا معاف کر دیجیے۔ مہدی نے کہا ابوعون وہ مسلک اعتدال سے ہٹا ہوا ہے اور ہمارے اور تمہارے دونوں کے مذہب سے مخالفت رکھتا ہے۔ وہ شیخین ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو برا سمجھتا اور برا کہتا ہے۔ ابوعون نے کہا بخدا! امیر المومنین یہی تو وہ بات ہے جس کی بنا پر ہم نے خروج کیا اور اس کی دعوت دی اب اگر بعد میں کوئی بات آپ پر منکشف ہوئی ہو تو کہیے ہم اسی کو تسلیم کریں گے۔

مہدی کی اپنے بیٹوں کو نصیحت:

جب مہدی وہاں سے پلٹے تو اثنائے راہ میں انھوں نے اپنے اس وقت کے ہمراہی بیٹوں اور اعزا سے کہا کہ تم کو بھی ابوعون کی طرح زندگی بسر کرنا چاہیے۔ مجھے یقین تھا کہ ابوعون کا مکان سونے اور چاندی کا ہو گا اور تمہارا یہ حال ہے کہ کچھ بھی کہیں سے مل جاتا ہے تو اسی کو بیش قیمت تعمیر میں صرف کر دیتے ہو اور ساگوان کی لکڑی لگاتے ہو اور اس پر سنہرا کام کراتے ہو۔

ایک نبطی کی مہدی پر تنقید:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی تقریر میں کہا ''اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو' ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا' تم خود اللہ سے ڈرو

کیونکہ تم حق کے خلاف کرتے ہو۔ اس شخص کو سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اب تلوار کی کوتھیوں پر اسے رکھ لیا۔ جب یہ مہدی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اسے ڈانٹا۔ حرام زادے تو مجھے منبر پر ٹوکتا ہے کہ اللہ سے ڈر اس نے کہا گالی دینا آپ کی خو ہے اگر کوئی اور ایسا کہتا تو میں آپ ہی کے سامنے اس پر دعویٰ کرتا۔ مہدی نے کہا تو نبطی معلوم ہوتا ہے' اس نے کہا اس سے آپ کو اور زیادہ شرم آنا چاہیے۔ کہ ایک معمولی نبطی آپ کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہے۔ مہدی نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ نبطی بعد میں اس واقعہ کو عام طور پر بیان کرتا تھا۔

مہدی کا حسن سلوک کا جذبہ:

ایک مرتبہ مہدی نے کہا کہ مجھ سے فائدہ اٹھانے کا سب سے بہتر ذریعہ یا وسیلہ یہ ہے کہ میرے کسی سابقہ احسان کو جو میں نے کیا ہو مجھے یاد دلایا جائے تا کہ ویسا ہی احسان پھر میں کروں کیونکہ بعد کو احسان کرنے سے دست کش ہو جانا سابقہ احسانات کے شکر کو قطع کر دیتا ہے۔

بشار بن برد شاعر کے خلاف شکایت:

جب صالح بن داؤد بن طہمان' یعقوب بن داؤد کا بھائی بصرے کا والی مقرر ہوا تو بشار بن برد بن یرجوخ نے اس کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

هم حملوا فوق المنابر صالحا　　　اخاك فضجت من اخيك المنابر

ترجمہ: ''انھوں نے تیرے بھائی صالح کو والی بنا کر منبر پر سوار کر دیا تو تمام منابر تیرے بھائی کی وجہ سے تنگ آ گئے''۔

یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے مہدی سے جا کر عرض کیا کہ امیر المومنین دیکھئے یہ اندھا مشرک آپ کی ہجو کرتا ہے۔ انھوں نے پوچھا' اس نے کیا ہجو کی ہے۔ یعقوب نے عرض کیا جناب والا اس کے سنانے سے مجھے معاف رکھیں۔ مہدی نے کہا نہیں ضرور سناؤ یعقوب نے یہ شعر پڑھے۔

خليفة يزني بعماته　　　يلعب بالدبوق و الصولجان

ابدلنا الله به غيره　　　ودس موسىٰ في حر الخيزران

ترجمہ: ''یہ خلیفہ ہے جو اپنی پھوپیوں سے زنا کرتا ہے لاسہ سے چڑیاں پکڑتا ہے' اور پولو کھیلتا ہے۔ اللہ اس کے بدلے ہمیں دوسرا خلیفہ عطا کرے اور خیزران کے اندام نہانی میں استرا بھونک دے''۔

بشار کی طلبی:

مہدی نے یعقوب کو حکم دیا اسے حاضر کرو' یعقوب کو خوف پیدا ہوا کہ وہ جب ان کے سامنے آئے گا تو ان کی مدح کرے گا۔ اور یہ اسے معاف کر دیں گے۔ اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو مقرر کر دیا کہ جب بشار آنے لگے تو یہ محلہ خرارہ کی پہاڑی پار اس سے جا ملے اور واپس کر دے۔

شاعر مروان ابی حفصہ پر عنایت:

جب مروان ابی حفصہ مہدی کے پاس آیا تو اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں وہ کہتا ہے:

انی یکون و لیس ذاك بکائن لبنی البنات و راثة الاعمام

ترجمہ: ''یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو کہ چچاؤں کی وراثت نواسوں کو ملے' مہدی نے اسے ستر ہزار درہم دیئے۔اس پر مروان نے یہ شعر کہا''۔

بسبعین الفار اشنی من حبائه و ما نالها فی الناس من شاعر قبلی

ترجمہ: اس نے مجھے ستر ہزار درہم رشوت دے کر خرید لیا اور اتنی بڑی رقم کسی شاعر کو مجھ سے پہلے نہیں ملی''۔

عمارہ بن حمزہ سے مہدی کا اجتناب:

ایک مرتبہ مہدی نے عمارہ بن حمزہ سے پوچھا سب سے زیادہ درد کس کے کلام میں ہے اس نے کہا والیہ بن جناب الاسدی' اور اس کے یہ شعر ہیں:

و لهــا و لاذنــب لهــا حــب كــاطـراف الـرمــاح

فـی الـقـلـب يـقـدح و الحشـا فـالـقـلـب مـجـروح الـنـواحـی

ترجمہ: ''اس کی محبت کی خلش اگر چہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اس طرح سے میرے قلب وجگر میں چبھ رہی ہے۔جیسے نیزوں کی انی' اور اس کی وجہ سے میرا دل ہر سمت سے چھلنی ہو رہا ہے''۔

مہدی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو عمارہ نے کہا پھر آپ اسے کیوں اپنا ندیم نہیں بناتے وہ عرب ہے' شریف ہے' بذلہ سنج شاعر ہے' مہدی نے کہا اس کا یہ شعر مجھے اس کی محبت سے روکتا ہے:

قـلــت لسـا قينـا علـی خلوة ادن كــذا راسك مــن راســی

ونـم عـلــی وجهك لـی سـاعة انــی امـرء انـكـح جـلاسـی

ترجمہ: ''میں نے خلوت میں اپنے ساقی سے کہا کہ اس طرح تو اپنا سر میرے سر سے قریب کر اور تھوڑی دیر کے لیے اوندھا سو جا۔کیونکہ میں اپنے جلیسوں سے صحبت کرتا ہوں''۔

کیا تم چاہتے ہو کہ اس شرط پر اس کی صحبت گوارا کی جائے۔

مہدی کا ایک شاعر سے استفسار:

مہدی کے عہد میں ایک معمولی شخص تھا جو شعر بھی کہتا تھا اس نے مہدی کی مدح میں بھی کچھ کہا۔اسے ان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے شعر سنائے جن میں ایک جگہ وجوار زفرات آیا تھا مہدی نے پوچھا یہ زفرات کیا شے ہے' اس نے کہا کیا امیر المومنین نہیں جانتے' مہدی نے کہا میں تو نہیں جانتا۔اس نے کہا کہ جب آپ امیر المومنین مسلمانوں کے سردار اور رسول اللہ کے چچا کے بیٹے ہو کر اس سے واقف نہیں تو میں تو خدا کی قسم ہے ہرگز اس سے واقف نہیں ہوں کہ یہ کیا ہے۔

طریح بن اسمٰعیل شاعر اور مہدی:

ایک مرتبہ طریح بن اسمٰعیل الثقفی مہدی کی خدمت میں حاضر ہوا' اپنا تعلق بتایا اور درخواست کی کہ آپ میرا کلام سنیے مہدی نے کہا کیا تو نے ولید بن یزید کے لیے یہ شعر نہیں کہا۔

انت ابن مسلنطح البطاح و لم تطرق علیك الحنی والولج

ترجمہ: ''میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ میرے متعلق ایسا شعر کہا جائے۔ میں تمہارا کلام نہیں سنتا یوں چاہتے ہو تو کچھ دیئے دیتا ہوں''۔

لقیط بن بکیر کے مہدی کے متعلق اشعار:

۶۶ ھ میں مہدی نے حکم دیا کہ سب لوگ روزہ رکھیں اور چوتھے دن وہ نماز استسقاء پڑھائیں گے۔ تیسری رات گزری تھی کہ خوب برف باری ہوگئی۔ اس پر لقیط بن بکیر المحاربی نے یہ شعر کہے:

یا امام الهدی سقینابك الغیث و زالت عنابك اللاواء

ترجمہ: ''اے امام برحق آپ کی وجہ سے بارش نے ہمیں سیراب کیا اور قحط کی شدت سے ہمیں نجات ملی''۔

ابودلامہ شاعر سے مہدی کا حسن سلوک:

ایک سال مہدی کے عہد خلافت میں شدید گرما میں ماہ صیام واقع ہوا۔ اس زمانے میں ابودلامہ جس سے مہدی نے کسی انعام کا وعدہ کیا تھا مہدی سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ اس کا ایفا ہو اسی مضمون کو اس نے ایک منظوم درخواست میں لکھ کر جس میں گرمی اور روزے کی تکلیف کا بیان تھا مہدی کی خدمت میں پیش کی اس درخواست میں اس نے یہ شعر لکھے تھے:

ادعوك بالرحم التی جمعت لنا فی القرب بین قریبنا والابعد

الاسمعت و انت اکرم من مشی من منشدیرجوجزاء المنشد

حل الصیام فصمته متعبدا ارجو ثواب الصائم المتعبدا

و سجدت حتی جبهتی مشجوجة مما اکلف من نطاح المسجد

ترجمہ: ''میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دے کر جس نے قریب اور بعید میں قربت کردی ہے درخواست کرتا ہوں کہ کیا آپ نے میری گذارش کو سنا نہیں حالانکہ آپ وہ بہترین انسان ہیں کہ جس سے شاعر صلہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ ماہ صیام آیا میں نے نہایت خلوص کے ساتھ ثواب جزیل کی توقع میں روزے رکھے اور اتنے سجدے کیے کہ میری پیشانی صحن مسجد کی کنکریوں سے مجروح ہوگئی''۔

مہدی نے درخواست پڑھ کر اسے بلایا اور کہا اے حرامزادے میرے اور تیرے درمیان کونسی قرابت ہے اس نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے واسطے سے اس جواب پر وہ ہنسے اور انعام دلوادیا۔

خالد المعیطی کی روایت:

خالد المعیطی سے روایت ہے کہ میری موسیقی کی مہدی سے تعریف کی گئی تھی اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے مجھ سے موسیقی کی تعریف پوچھی اور یہ بھی پوچھا کہ میں کہاں تک اس سے واقف ہوں اور کہا کہ نواقیس ادا کرو۔ میں نے کہا مناسب ہے امیر المومنین اگر حکم ہو تو صلیب کا راگ بھی سناؤں میری یہ بات سن کر ناراض ہوگئے مجھے نکلوادیا مجھے معلوم ہوا کہ میرے چلے آنے کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے ایسے معیطی وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں کبھی ایسے شخص کو اپنا مصاحب خاص بناؤں گا۔

مشہور گویئے معبد نے ان اشعار میں نواقیس گایا ہے:

سلادارلیلی ھل تجیب فتنطق و انی ترد القول بیداء سملق
وانی ترد القول دار کانھا لطول بلاھا و التقادم مھرق

ترجمہ: ''ذرا لیلیٰ کے قیام گاہ سے پوچھ کر دیکھو کہ آیا وہ کچھ جواب دیتی ہے اور اس کے لیے زبان سے کچھ کہتی ہے؟ بھلا نرم اور مسطح زمین کہاں جواب دیتی ہے اور بھلا وہ قیام گاہ جو امتداد زمانہ اور مسلسل بربادی کی وجہ سے ایک صاف اور چٹیل میدان ہوگئی ہے کہاں جواب دیتی ہے''۔

ان اشعار کی روایت اصمعی نے بھی کی ہے۔

حکم الوادی پر مہدی کی نوازش:

جب مہدی بیت المقدس کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں حکم الوادی جس کے سر پر پٹے دار بال تھے دف بجاتا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ میں نے یہ شعر کہے ہیں:

فمتی تخرج العرو س فقد طال حبسھا
قد دنا الصبح اوبدا وھی لم تقض لبسھا

ترجمہ: ''دلہن کب نکلے گی اسے آرائش کے لیے علیحدہ ہوئے بہت دیر ہوگئی۔ اب صبح نمودار ہونے کو آئی بلکہ ہو چکی ہوگی اور اس کا بناؤ سنگھار ہی ابھی ختم نہیں ہوا''۔

پہرہ دار اس کی طرف لپکے مگر اس نے ڈانٹا کہ الگ رہو۔ مہدی نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا گیا یہ حکم الوادی شاعر ہے۔ مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور صلہ دیا۔

مہدی کا شعر:

ایک مرتبہ مہدی اپنے کسی مکان میں آئے وہاں ان کو اپنی ایک عیسائی جاریہ نظر آئی اس کے گریبان کا چاک وسیع تھا اور دونوں پستانوں کے درمیان کا مقام کھلا ہوا تھا اور وہاں ایک سنہری صلیب آویزاں تھی۔ مہدی کو اس کی یہ ادا بہت پسند آئی انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس سے صلیب لے لی وہ جاریہ اس پر بے قرار ہوگئی مہدی نے اس پر یہ شعر کہا:

یوم نازعتھا الصلیب فقالت ویح نفسی اما تحل الصلیبا

ترجمہ: ''جس روز میں نے اس کی صلیب چھین لی تو اس نے کہا میرا برا ہو آپ صلیب کو بھی گوارا نہیں کرتے''۔

مہدی نے کسی شاعر کو طلب کر کے اس سے کہا کہ اس پر اور شعر کہو چنانچہ اس نے اور شعر کہہ دیئے اور پھر ان کے حکم سے وہ راگ سے ادا کیے گئے اور مہدی ان کے طرز ادا کو بہت ہی پسند کرتے تھے۔

مہدی کا فی البدیہہ مصرع:

ایک مرتبہ مہدی نے اپنی کسی جاریہ کو دیکھا کہ اس کے سر پر ایک تاج ہے اور اس میں سونے چاندی کے کام کا ایک نرگس کا پھول بنا ہوا ہے۔ مہدی کو یہ پھول بہت بھلا معلوم ہوا اور انھوں نے فی البدیہہ یہ کہا:

یا حبذ النرجس فی التاج

ترجمہ: ''نرگس کا پھول تاج میں کیا بھلا معلوم ہو رہا ہے''۔

پورا شعر ان سے نہ ہو سکا اور زبان رک گئی انھوں نے پوچھا کون حاضر ہے۔ خادموں نے کہا عبداللہ بن مالک موجود ہے۔

عبداللہ بن مالک سے مصرع ثانی کی فرمائش:

مہدی نے اسے اپنے پاس بلایا اور واقعہ سنا کر یہ مصرع پڑھا۔ اور خواہش کی کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس پر کچھ اور کہو۔ اس نے کہا بہت خوب مجھے تھوڑی مہلت دیجیے کہ میں علیحدہ بیٹھ کر فکر کروں۔ مہدی نے کہا مناسب ہے' عبداللہ ان کے پاس سے چلا آیا اور اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو بلا کر کہا کہ اس پر مصرع لگاؤ' اس نے یہ مصرع چسپاں کیا۔ علی جبین لاح کا العاج. (وہ تاج ایسی پیشانی پر ہے جو ہاتھی دانت کی طرح سفید اور روشن ہے) نیز اس نے اس پر چار شعر کا ایک قصیدہ لکھ دیا۔ عبداللہ نے اسے مہدی کی خدمت میں بھیج دیا' مہدی نے چالیس ہزار درہم عبداللہ کو صلہ میں دیئے۔ اس میں سے صرف چار ہزار تو اس نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو دیئے باقی اپنی جیب میں رکھ لیے۔ ان اشعار کو عام طور پر گایا جاتا ہے۔

توزی کے اشعار:

ابوعلی کہتا ہے کہ توزی نے اپنے حسب ذیل شعر جو اس نے مہدی کی جاریہ حسینہ کے بارے میں کہے تھے مجھے سنائے:

اری مـاء وبـی عطـش شـدیـد   و لـکـن لا سبیـل الـی الـورود

ترجمہ: ''پانی بھی ہے اور سخت پیاس بھی۔ مگر کوئی سبیل پانی تک پہنچنے کی نہیں ہے۔

امـا یـکـفـیك انك تـمـلـكـینـی   و ان الـنـاس کـلـهـم عبـیـدی

ترجمہ: کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو میری مالک بن جا اور پھر تمام بنی نوع انسان میرے غلام ہیں۔

و انك لـو قـطـعـت یدی و رجلی   لـقـلـت من الرضی احسنت زیدی

ترجمہ: اور اگر تو میرے ہاتھ پاؤں بھی قطع کر دے تو میں یہی کہوں کہ بڑی خوشی سے تو نے خوب کیا''۔

بانوقہ بنت مہدی:

اور علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو میں نے ان کو قریش کی شاہراہ سے شہر میں داخل ہوتے دیکھا ان کی صاحبزادی بانوقہ ان کے ہمراہ تھی یہ صاحب شرطہ اور مہدی کے درمیان تھی اور نوجوان لڑکوں کی طرح اس نے سیاہ قبا پہنی تھی اور تلوار کو حمائل کیا تھا میں نے اس کے پستانوں کا ابھار بھی محسوس کیا۔

شاہراہ قریش پر مہدی کا جلوس:

علی بن محمد اپنے باپ کی دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ جب مہدی بصرہ آئے تو قریش کی شاہراہ سے گزرے ہمارا مکان اسی میں تھا ان سے پہلے اور تمام والیوں کا یہ حال تھا کہ وہ فال بد کی وجہ سے اس سڑک سے کبھی پہلی مرتبہ بصرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے اس کے متعلق یہ عام شہرت تھی کہ جو والی اس سڑک سے داخل ہوا وہ تھوڑے ہی دن والی رہ سکا۔ اور کوئی خلیفہ تو مہدی کے علاوہ کبھی اس سڑک پر گذرا ہی نہ تھا۔ بلکہ تمام والی اور خلفاء عبدالبطان بن سمرہ کی سڑک پر جو اس سڑک کے پہلو بہ پہلو واقع ہو گزرتے تھے۔ میں نے مہدی کو جلوس کے ساتھ اس سڑک پر گزرتے دیکھا۔

بانوقہ بنت مہدی کا انتقال:

عبداللہ بن مالک ان کا کوتوال ان سے کچھ ہی آگے ہاتھ میں چھوٹا بھالا لیے چل رہا تھا۔ ان کی بیٹی بانوقہ ان کے اور کوتوال کے درمیان نوعمر لڑکوں کی ہیئت میں سیاہ قبا پہنے' کار چوبی بگلوس لگائے تلوار حمائل کیے ساتھ تھی مجھے اس کی قبا میں اس کے پستانوں کا ابھار نظر آ رہا تھا۔ بانوقہ کا رنگ سانولا تھا قامت قیامت تھی اور نہایت دلفریب لڑکی تھی جب بغداد میں اس کا انتقال ہوا تو مہدی کے رنج واندوہ کی کوئی حد نہ رہی ان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

بانوقہ کی وفات پر تعزیت کے لیے دربار عام:

وہ تعزیت لینے کے لیے دربار عام میں بیٹھے کسی کی روک ٹوک نہ تھی ہزار ہا آدمی تعزیت کے لیے آئے اور اس کے اظہار میں بہتر سے بہتر فصاحت و بلاغت صرف کی جو علماء اس طرز بیان کے نقاد ہیں ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شبیب بن شیبہ سے بہتر اور بلیغ الفاظ میں کسی نے تعزیت نہیں کی۔ اس نے کہا:

يا اميرالمومنين الله خير لها منك و ثواب الله خيرلك منها و انا اسال الله الا يحزنك و لا يفتنك.

''اے امیر المومنین! اس کے لیے اللہ آپ سے زیادہ بہتر ہے اور آپ کے لیے اللہ کا اجر اس سے بہتر اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اب محزوں نہ کرے اور نہ اور کسی مصیبت میں مبتلا کرے''۔

صباح بن عبداللہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ بانوقہ کے مرنے پر شبیب بن شیبہ مہدی کے پاس آیا اور اس نے کہا:

اعطاك الله يا اميرالمومنين على مارزئت اجرا و اعقبك صبرا لا اجهد الله بلاء ك بنقمة و لا نزع منك نعمة. ثواب الله خير لك منها و رحمة الله خير لها منك واحق ماصبر عليه ما لا سبيل الى رده.

''اے امیر المومنین! جو مصیبت آپ پر نازل ہوئی ہے اللہ اس کا اجر آپ کو دے اور صبر جمیل عطا فرمائے اور کسی مزید تکلیف سے اس میں اضافہ نہ کرے اور نہ کسی نعمت کو آپ سے سلب کرے آپ کے لیے اللہ کا ثواب اس مرحومہ سے بہتر ہے اور اس کے لیے اللہ کی رحمت آپ سے زیادہ بہتر ہے اور جو شے کسی طرح واپس نہ مل سکے اس پر صبر بہرحال اولیٰ ہے''۔

باب ۱۴

خلیفہ موسیٰ بن محمد ہادی

ربیع کی بغداد میں قائم مقامی:

اس سال موسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس ؓ مہدی کی وفات کے دن خلیفہ ہوئے یہ اس وقت جرجان میں مقیم اور اہل طبرستان سے جنگ میں مصروف تھے مہدی نے ماسبذان میں وفات پائی ان کا بیٹا ہارون ان کے ہمراہ تھا اور اپنے مولیٰ ربیع کو وہ بغداد میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے۔

امیرائے عساکر کی مراجعت کی تجویز:

بیان کیا گیا ہے کہ مہدی کے مرنے کے بعد تمام موالی اور امرائے عساکر ہارون کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ اگر مہدی کی وفات کا علم فوج کو ہو گیا تو ہنگامہ اور شورش برپا ہو جائے گی۔ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سوار کرا لیا جائے اور فوج کو واپسی کا حکم دیا جائے اور پھر بغداد میں ان کو سپرد خاک کیا جائے۔ ہارون نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو میں اپنے باپ یحییٰ بن خالد برمکی کو بلاتا ہوں۔

ہارون الرشید کا یحییٰ بن خالد سے مشورہ:

مہدی نے انبار سے لے کر منتہائے افریقیہ تک تمام ممالک مغربی کا ناظم ہارون کو مقرر کیا تھا مگر ان کے حکم سے ان تمام ممالک کا نظم ونسق عملی طور پر یحییٰ بن خالد کے سپرد تھا وہی عمال مقرر کرتا' دفاتر کی نگرانی رکھتا' خود بھی ان امور کو سرانجام دیتا اور دوسروں کو بھی اپنا نائب بناتا۔ مہدی کی وفات تک اس کی یہی بات قائم رہی۔ یحییٰ ابن خالد ہارون کے پاس آیا۔ ہارون نے اس سے کہا اے میرے باپ عمر بن بزیع' نصیر اور مفضل جو کچھ کہتے ہیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے اس نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں' یحییٰ سے پورا واقعہ بیان کیا گیا۔

یحییٰ بن خالد کی تجویز:

اس نے کہا میں اس رائے کو مناسب نہیں سمجھتا' ہارون نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لیے کہ ان کی موت کا واقعہ ایسا نہیں' جو چھپ جائے مجھے اندیشہ ہے کہ جب فوج کو یہ بات معلوم ہو گی تو وہ ان کے محمل سے لپٹ جائیں گے اور کہیں گے کہ جب تک ہمیں تین سال کی یا اس سے بھی زیادہ معاش نہ دی جائے گی ہم ان کو نہیں چھوڑتے۔ نیز وہ سرکشی کریں گے اور پھر متفرق ہو جائیں گے اس وقت بڑی مصیبت پیش آئے گی مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو یہیں دفن کر دیا جائے اور نصیر کو امیر المومنین ہادی کے پاس مہر اور عصائے خلافت دے کر تہنیت اور تعزیت کے لیے فوراً روانہ کر دیا جائے اور چونکہ نصیر محکمہ ڈاک ورسائل کا عامل ہے اور اس وجہ سے اگر وہ اپنے متعلقہ علاقہ کی ڈاک پر روانہ ہو گا تو کسی کو اس کے جانے پر کوئی اچنبھا بھی نہ ہو گا۔ علاوہ بریں دوسری بات آپ یہ کریں کہ جس قدر فوج آپ کے ساتھ ہے ان سب کو دو دو سو درہم بطور انعام کے دے دیجیے اور پھر ان کو مراجعت کا حکم دیجیے جس وقت درہم ان کے ہاتھ میں آ جائیں گے اس وقت ان کو سوائے اپنے مکان اور بال بچوں کے اور کوئی بات یاد نہ رہے گی اور نہ

بغداد سے ادھر پھر وہ کہیں رکیں گے۔

عساکر کی مراجعت بغداد:

ہارون نے اس مشورے پر عمل کیا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ جب فوج کو درہم مل گئے تو انھوں نے بغداد چلو بغداد چلو کے نعرے لگائے اور ماسبذان چھوڑ کر بغداد کی طرف لپکے۔ بغداد پہنچ کر جب ان کو خلیفہ کی موت کی خبر ملی وہ ربیع کے پھاٹک پر آئے اسے جلا دیا اور اپنی معاش کا مطالبہ کرنے لگے اور ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہارون بغداد آیا۔ خیزران نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا۔ ربیع تو اس کے سامنے چلا آیا مگر چونکہ یحییٰ کو یہ بات معلوم تھی کہ موسیٰ سخت غیور ہے اس نے اس کے سامنے جانے سے احتراز کیا۔ خیزران نے تمام روپیہ جمع کر کے فوج کی دو سال کی معاش ادا کر دی' اس سے وہ سب خاموش ہو گئے۔

یحییٰ بن خالد کے طرزِ عمل کی تعریف:

جب اس واقعہ کی اطلاع ہادی کو ہوئی انھوں نے ربیع کو ایک خط لکھا اس میں اس کی اس کارروائی پر اسے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی اور ایک خط یحییٰ بن خالد کو لکھا اس کے طرزِ عمل کو سراہا اور حکم دیا کہ جس طرح ہمیشہ سے تم ہارون کے تمام معاملات اور اس کے عمال کا عزل و نصب کرتے آئے ہو' اسی طرح اب بھی اپنے اختیارات سے کام لیتے رہو۔

ربیع کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

ہادی کی اس برہمی پر ربیع نے یحییٰ کو جسے وہ اپنا مخلص دوست سمجھتا اور ہمیشہ اس کے مشورے پر اعتماد کرتا تھا بلوایا اور کہا اے ابوعلی اب میں کیا کروں مجھ میں تو قتل ہونے کی ہمت نہیں ہے۔ اس نے کہا ایک تو یہ کرو کہ اپنی جگہ سے کہیں اور نہ جاؤ' دوسرے یہ کہ اپنے بیٹے فضل کو مختلف الوان نعمت' فواکہ اور تحائف کے ساتھ جن کا تم اپنی انتہائی مقدرت سے انتظام کر سکتے ہو ان کے استقبال کو بھیجو۔ اس ترکیب سے میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ جب وہ یہاں واپس آئیں گے تو جس بات کا ہمیں خوف ہے وہ جاتی رہے گی۔ ربیع کے بیٹے فضل کی ماں ان دونوں کی اس سرگوشی کو کہیں سے سن رہی تھی اس نے بے ساختہ کہا کہ جو رائے یحییٰ نے دی ہے وہ بے شک خلوص پر مبنی ہے۔

ربیع کی وصیت:

ربیع نے کہا چونکہ معلوم نہیں کہ کیا افتاد پیش آئے' میں چاہتا ہوں کہ اپنے بعد کے لیے تم کو وصیت کر جاؤں' یحییٰ نے کہا مجھے تنہا اس کام کے لیے مقرر نہ کرا گرچہ میں کسی ضروری بات سے پہلو تہی نہیں کروں گا اور یہ معاملہ ہو یا کوئی اور' ہر بات میں تمہارے ساتھ ہوں مگر مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ میں میرے ساتھ تم اپنے بیٹے فضل اور اس عورت کو جو اپنی اصابت رائے اور ہوش مندی کی وجہ سے اس کی مستحق ہے شریک کر دو' ربیع نے یہ بات مان لی اور ان تینوں کو اپنے بعد کے لیے وصیت کر دی۔

ربیع کے خلاف بغداد میں ہنگامہ:

فضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب بغداد میں فوج نے ربیع کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تو انھوں نے ان تمام لوگوں کو جو اس کے پاس نظر بند تھے آزاد کر دیا اس کے مکان کے دروازے میدان میں لا کر عباس بن محمد' عبدالملک بن صالح اور محرز بن ابراہیم کی موجودگی میں جلا ڈالے۔ عباس نے چاہا کہ یہ کسی طرح اپنی معاشیں لے کر خاموش ہو جائیں اور چلے جائیں اس نے اس کے لیے

پوری کوشش صرف کی مگر وہ نہ مانے اور اس کی ضمانت پر اعتماد نہیں کیا۔ البتہ جب محرز بن ابراہیم نے ان کی معاش دینے کی ضمانت کی تو اسے انھوں نے مان لیا اور متفرق ہو گئے۔ محرز نے اپنی ضمانت کے ایفا میں ان کو اٹھارہ ماہ کی معاش دے دی۔

مہدی کی وفات کا اعلان:

یہ ہنگامہ ہارون کے بغداد آنے سے پہلے ہوا۔ جب وہ خود ہادی کے نائب کی حیثیت سے بغداد آیا اور ربیع اس کے وزیر کی حیثیت سے اس کے ساتھ تھا تو اب اس نے تمام اطراف و اکناف مملکت میں وفد روانہ کیے' تاکہ وہ خلیفہ مہدی کی موت کی اطلاع دیں اور موسیٰ الہادی کی خلافت اور اس کے بعد ہارون کی ولی عہدی کے لیے بیعت لیں' اس نے بغداد کا انتظام بھی ٹھیک کر لیا۔

ہادی کی مراجعت بغداد:

نصیر خادم مہدی کی وفات ہی کے دن ماسبذان سے جرجان روانہ ہوا تاکہ ہادی کو مہدی کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دے۔ جس وقت یہ جرجان پہنچا ہادی نے اسی وقت کوچ کا اعلان کر دیا اور وہ فوراً ہی تیز رو ڈاک کے گھوڑوں پر بغداد روانہ ہو گئے۔ ان کے اعزا میں سے ابراہیم اور جعفر اور وزراء میں سے عبیداللہ بن زیاد الکاتب میر منشی اور محمد بن جمیل بخشی فوج ان کے ہمراہ تھے۔ جب یہ مدینۃ السلام کے قریب پہنچے تو ان کے تمام اہل بیت اور دوسرے اعیان و اکابر ملک نے ان کا استقبال کیا۔ ربیع نے ان کی غیبت میں وفود کے بھیجنے اور فوج کی معاش دینے کی جو کارروائی کی تھی اسے انھوں نے منظور کیا۔

ہادی کا بغداد میں استقبال:

ربیع نے اپنے بیٹے فضل کو بہت سے تحائف کے ساتھ ان کے استقبال کو بھیجا تھا فضل نے ہمدان میں ان کا استقبال کیا۔ ہادی نے اسے اپنے پاس بلایا اس کے تحائف قبول کر کے عزت افزائی کی اور پوچھا کہ تم نے میرے مولیٰ (ربیع) کو کس حال میں چھوڑا' فضل نے اپنے باپ کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی' ربیع بھی استقبال کے لیے آیا ہادی اس پر برہم ہوئے مگر اس نے معذرت کی اور اپنی کارروائی کا سبب بیان کیا۔

عمال کا عزل ونصب:

ہادی نے اس کی معذرت قبول کر کے اسے عبداللہ بن زیاد بن ابی لیلیٰ کی جگہ منصب وزارت پر مقرر کیا نیز محکمہ زمام کی نگرانی بھی جواب تک عمر بن بزیع کے ماتحت تھی ربیع کے سپرد کی۔ محمد بن جمیل کو دونوں عراقوں کا افسر خراج مقرر کیا' عبیداللہ بن زیاد کو شام اور اس سے ملحقہ علاقوں کا افسر خراج مقرر کیا' علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بدستور اپنی جگہ افسر محافظ دستہ برقرار رکھا نیز فوج کا دفتر بھی اسی کے سپرد کر دیا۔ عبیداللہ بن حازم کی بجائے انھوں نے عبداللہ بن مالک کو اپنا کوتوال مقرر کیا۔ مہر خلافت بدستور علی بن یقطین ہی کے پاس رہنے دی۔ اس سنہ کے ماہ صفر کے ختم میں دس راتیں باقی تھیں کہ ہادی جرجان سے بغداد واپس آئے' بیان کیا گیا ہے کہ اس سفر میں صرف بیس دن صرف ہوئے۔ بغداد آ کر پہلے خلد نام قصر میں فروکش ہوئے ایک ماہ وہاں قیام کر کے بستان ابی جعفر میں قیام پذیر ہوئے اور پھر چند روز کے بعد عیسیٰ باذ چلے گئے۔ اس سال ابوجعفر المنصور کے مولیٰ ربیع نے وفات پائی۔

ہادی کی ایک جاریہ کا شعر:

ہادی کی ایک منہ لگی جاریہ تھی اور وہ ان پر جان دیتی تھی' جب یہ جرجان میں تھے جہاں ان کو مہدی نے بھیج دیا تھا تو اس جاریہ

نے کچھ شعران کو جرجان لکھ کر بھیجے ان میں ایک مصرعہ یہ تھا:

یا بعید المحل امسی بجرجان نازلا

ترجمہ: ''اے وہ شخص جو یہاں سے بہت ہی دور دراز مقام میں فروکش ہے اب کیا وہ ہمیشہ جرجان ہی میں رہے گا''۔

جب ہادی کو اپنی خلافت کی اطلاع ہوئی اور وہ بغداد واپس آئے تو اس جاریہ کی ملاقات کے سوا اور کوئی دوسری بات ان کے پیش نظر نہ تھی آتے ہی سیدھے اس کے پاس گئے۔ وہ اس وقت بھی اپنے فراقیہ اشعار گا رہی تھی۔ قبل اس کے کہ کسی شخص سے بھی ملتے انھوں نے ایک دن و رات کامل اس کے پاس بسر کی۔

زندیقوں کی ایک جماعت کا قتل:

اس سال موسیٰ نے زندیقوں کی تلاش میں اور شدت کر دی ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ جن لوگوں کو انھوں نے قتل کیا ان میں یزدان بن باذان یقطین کا کاتب اور اس کا بیٹا علی بن یقطین بھی تھا۔ یہ نہروان کے رہنے والے تھے اس یقطین کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ حج کے لیے گیا۔ وہاں جب اس نے لوگوں کو حالت طواف میں تیز قدم چلتے دیکھا تو کہنے لگا کہ ان حجاج کی مثال تو ان بیلوں کی ہے جو کھلیان میں دردشدہ فصل کو روندتے ہیں اسی پر علاء بن الحداد الاعلیٰ نے یہ شعر بھی کہے ہیں:

ایـــاامیـــن الـــلـــه فـــی خـلـقـــه و وارث الـــكـــعبة و الـــمـــنبـــر

مـــاذا تـــری فـــی رجـل کـــافـــر یشبـــــه الـــکـــعبة بـــالبیـــدر

و یـــجـــعـــل الـناس اذا ماســعـوا حـــمـــرا تـدوس البرو الـدوسـر

ترجمہ: ''اے وہ شخص جو کہ اللہ کی طرف سے بندوں پر امین مقرر کیا گیا ہے اور کعبہ اور منبر کا وارث ہے اس کافر کے لیے جو کعبہ کو کھلیان سے اور حالت سعی میں حجاج کو ان گدھوں سے جو گیہوں اور بھوسہ کو روند کر علیحدہ کرتے ہیں تشبیہ دیتا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے''۔

موسیٰ نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اتفاق سے سولی کی لکڑی ایک راہ گیر حاجی پر گری جس سے وہ اور اس کا گدھا دونوں ہلاک ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں بنی ہاشم میں سے یعقوب بن الفضل قتل کیا گیا۔

ابن داؤد اور یعقوب بن الفضل کا اعتراف ارتداد:

علی بن محمد الہاشمی کی روایت ہے کہ داؤد بن علی کا ایک زندیق بیٹا اور یعقوب بن الفضل بن عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب جو زندیق ہو گیا تھا دو مختلف مجلسوں میں مہدی کے سامنے پیش کیے گئے۔ جب ان دونوں نے اپنے ارتداد کا اقرار کر لیا تو مہدی نے دونوں سے ایک ہی قسم کی گفتگو کی۔ یعقوب بن الفضل نے مہدی سے کہا کہ میں اپنے جرم کا اقرار صرف آپ کے سامنے کرتا ہوں اگر آپ یہ چاہیں کہ میں علانیہ طور پر اس کا اقرار کر لوں تو یہ غیر ممکن ہے چاہے میرے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ کر دیئے جائیں' مہدی نے اس سے کہا کہ تجھے شرم آنا چاہیے تجھے تو چاہیے تھا کہ اگر آسمان کے پردے بھی تیرے لیے کھول دیئے جاتے اور تب حقیقت امر بھی وہی ثابت ہوتی جس کا تو مدعی ہے تب بھی تجھے محمد ﷺ کی ہر بات تسلیم کرنا اور ان کی حمایت کرنا چاہیے کیونکہ اگر ان کا وجود ذی جود نہ ہوتا تو کیا ہوتا۔ تو بھی دوسرے اشخاص وانفار میں ہوتا۔ خیر کیا کیا جائے چونکہ میں نے اللہ سے یہ عہد

کیا تھا کہ خلیفہ ہونے کے بعد میں کسی ہاشمی کو قتل نہیں کروں گا اس وجہ سے میں چپ ہوں ورنہ جس وقت تو میرے سامنے آیا تھا میں اسی وقت تیرا کام تمام کر دیتا۔

مہدی کی ابن داؤ داور یعقوب کے متعلق ہدایت:

اس کے بعد انھوں نے موسیٰ الہادی سے کہا کہ میں تم کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ جب میرے بعد منصب خلافت تم کو ملے تم ان کے بارے میں ایک گھڑی کا بھی انتظار نہ کرنا اور فوراً دونوں کو قتل کر دینا۔ ان دونوں زندیقوں میں سے داؤد بن علی کا بیٹا حالت قید میں مہدی کی وفات سے پہلے مر گیا۔ البتہ یعقوب زندہ رہا چنانچہ جب مہدی کا انتقال ہو گیا اور موسیٰ جرجان سے بغداد آئے تو آتے ہی ان کو مہدی کی وصیت یاد آ گئی۔

یعقوب بن فضل کا قتل:

انھوں نے ایک شخص کو یعقوب کے لیے متعین کر دیا اس نے لحاف اس پر ڈال کر اس قدر دبایا کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ موسیٰ بیعت لینے اور اپنی خلافت کے استحکام میں اس قدر منہمک ہوئے کہ یعقوب کا خیال ہی ان کے دل سے محو ہو گیا۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا اس روز نہایت شدید گرمی تھی۔ کچھ رات گئے لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے امیر المومنین یعقوب کی لاش پھول گئی ہے اور اس میں سے بو آ رہی ہے۔

یعقوب بن فضل کی تدفین:

موسیٰ نے حکم دیا کہ اسے اس کے بھائی اسحاق بن الفضل کے پاس لے جاؤ اور کہہ دینا کہ جیل خانہ میں یہ اپنی موت مر گیا ہے۔ اس کی نعش کو ایک چھوٹی کشتی میں رکھ کر اسحٰق کے پاس لائے اس نے لاش کی حالت دیکھی تو اندازہ کیا کہ اب غسل دینے کا موقع ہی نہیں اسی طرح اس نے اسی وقت اس کو اپنے ایک باغ میں سپرد خاک کر دیا اور صبح کے وقت تمام بنی ہاشم کو اطلاع دی کہ یعقوب کا انتقال ہو گیا ہے۔ سب جنازے میں شریک ہوں اس نے قد آدم لکڑی کا ایک تابوت تیار کرایا اس میں روئی بھر دی گئی اور اوپر سے کئی تہ چادریں لپیٹ دی گئیں۔ پھر اسے ڈولے پر رکھ کر جنازے کی شکل میں اٹھایا۔ باوجود ان تمام ترکیبوں کے جتنے شرکاء تھے وہ سب جانتے تھے کہ یہ محض مصنوعی جنازہ ہے۔ اس کی اولاد میں دو بیٹے عبد الرحمٰن اور فضل اور دو بیٹیاں اروی اور فاطمہ تھیں یہ آخر الذکر اپنے باپ کے نطفہ سے حاملہ تھی اور اس کا خود اس نے اقرار کیا تھا۔

فاطمہ بنت یعقوب بن فضل کا انجام:

علی بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس سے پہلے فاطمہ اور یعقوب بن الفضل کی ایک بیوی خدیجہ نام جو خاندان بنی ہاشم سے نہ تھی۔ ہادی یا مہدی کے سامنے پیش کی گئیں ان دونوں نے اس کے زندیق ہونے کا اقرار کیا اور فاطمہ نے یہ بھی اقرار کیا کہ میں اپنے باپ سے حاملہ ہوں۔ یہ دونوں ریطہ بنت العباس کے پاس پیش کی گئیں۔ ریطہ نے دیکھا کہ وہ دونوں خوب بناؤ سنگار کیے سرمہ اور مہندی لگائے ہوئے ہیں اس نے دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اور اس کی بیٹی پر خاص طور پر زیادہ لعن طعن کی۔ اس نے کہا کہ میرے باپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تھی ریطہ نے کہا اگر زبردستی کی تو پھر تو نے یہ مہندی اور سرمہ کیوں لگایا ہے اور تجھ پر یہ سرور ونشاط کیوں طاری ہے۔ ریطہ نے ان دونوں کو خوب لعنت ملامت کی اس کے بعد ان دونوں کو موسل سے اس قدر پیٹا گیا

کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔ البتہ یعقوب کی دوسری لڑکی اروی سے اس کے ابن عم فضل بن اسمٰعیل بن الفضل نے جس کے عقائد میں کوئی خرابی نہ تھی شادی کر لی۔

اس سال طبرستان کا رئیس وفد ہرمزند ردینے موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موسیٰ نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے طبرستان واپس بھیج دیا۔

حسین بن علی بن حسن:

اس سال حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خروج کیا اور وہ فتح میں مارا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی بیان کرتا ہے کہ مہدی کی وفات اور ہادی کی خلافت میں آٹھ دن کا فصل ہوا جس وقت ان کو مہدی کی وفات کی اطلاع ملی' یہ جرجان میں تھے' ان کے مدینۃ السلام آنے اور حسین بن علی بن الحسن کے خروج سے لے کر اس کے قتل تک نو ماہ اٹھارہ دن گزرے۔

امارت مدینہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ کی قائم مقامی:

محمد بن صالح' ابوحفص السلمی کی روایت بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی مدینہ کا والی تھا۔ مہدی کی وفات کے بعد جب موسیٰ خلیفہ ہوئے تو یہ ان سے ملنے کے لیے عراق روانہ ہوا اور اس نے مدینہ پر اپنی جگہ عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ اسحٰق بن عیسیٰ بن علی والی مدینہ نے ہادی کی خدمت میں اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا اور بغداد آنے کی اجازت مانگی۔ ہادی نے استعفا قبول کر لیا اور ان کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو والی مدینہ مقرر کر دیا۔

حسین بن علی بن حسن کے خروج کا سبب:

حسین بن علی بن الحسن کے خروج کا سبب ابوالحفص السلمی کی روایت کے مطابق یہ ہوا کہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کا والی ہونے کے بعد ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن' مسلم بن جندب الہذلی شاعر اور آل عمر کے ایک مولیٰ عمر بن سلام کو شراب پیتے گرفتار کیا' اور سب کو پہلے اچھی طرح پٹوایا اور پھر ان کی گردنوں میں رسی کے حلقے ڈال کر سارے مدینہ میں تشہیر کے لیے پھرایا' کئی آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ حسین بن علی نے بھی عمر سے آ کر ان کی سفارش کی اور کہا جو الزام ان پر عائد کیا گیا ہے وہ بے بنیاد ہے تم نے ان کو خوب پٹوایا ہے حالانکہ تم کو یہ زیبا نہ تھا کیونکہ عراقی شراب پینے کو برا نہیں سمجھتے اور پھر تم نے ان کی تشہیر بھی کی ہے۔ یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ عمر نے ان کو واپس لانے کا حکم دیا۔ یہ لوگ بلاط پہنچ چکے تھے وہاں سے پلٹا کر لائے گئے۔ عمر نے ان سب کو قید کر دیا یہ ایک دن اور رات قید رہے پھر لوگوں نے ان کی سفارش کی اور وہ سب رہا کر دیئے گئے البتہ ان کی نگرانی ہوتی تھی اور حاضری لی جاتی تھی اسی حالت میں حسن بن محمد غائب ہو گیا اور یہ حسن بن علی اس کا ضامن ہوا تھا۔

حسن بن محمد کی روپوشی:

عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ نے اس موقع پر بعض لوگوں کو ان گرفتار شدہ اشخاص کا ضامن بنایا تھا۔ حسین بن علی بن الحسن اور

یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن' یہ حسن بن محمد بن عبداللہ بن الحسن کے ضامن تھے اس نے ان کی ایک حبشی باندی سے جوابولیث عبداللہ بن الحسن کے مولیٰ کی پوتی تھی نکاح کیا تھا۔ یہ اپنی بیوی کے پاس آتا اور شب باش ہوتا تھا۔ یہ بدھ جمعرات اور جمعہ کے دن حاضری کے وقت موجود نہ رہا۔ والی مدینہ کے نائب نے جمعہ کی رات کو ان سب کی حاضری لی تو حسن بن محمد کو موجود نہ پایا اس نے حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے اس کے متعلق باز پرس کی اور اس میں ذرا سخت الفاظ استعمال کیے اور پھر عمر بن عبدالعزیز کو جا کر تمام واقعہ کی اطلاع دی اور کہا کہ حسن بن محمد آج تین دن سے غائب ہے۔

عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ اور یحییٰ بن عبداللہ میں تلخ کلامی:

عمر نے حکم دیا کہ حسین بن یحییٰ کو حاضر کرو۔ یہ ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا' عمر نے ان سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلوم نہیں وہ بیمار ہو گیا ہے ہمارا خیال تھا کہ آج حاضری نہ لی جائے گی ورنہ ہم اس کی تلاش کرتے' اس جواب پر عمر نے ان سے بہت سخت کلامی کی اس پر یحییٰ بن عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں اس وقت تک سوؤں گا نہیں جب تک کہ یا تو حسن بن محمد کو اس کے پاس پیش نہ کر دوں گا اور یا اس کے خلاف خروج نہ کروں گا۔

یحییٰ بن عبداللہ اور حسین بن علی کی گفتگو:

حسین بن علی نے اس سے کہا بھی کہ بھلا ایسی بات کا اظہار اپنی زبان سے کیوں کرتے ہو جو تم سے نہ ہو سکے تم نے حسن کے لانے کی قسم کھائی ہے حالانکہ تم اس پر قابو نہیں پا سکتے۔ پھر کیوں تم نے حسن کی قسم کھائی ہے؟

یحییٰ نے کہا ہاں بے شک میں نے قسم کھائی ہے۔ حسین بن علی نے کہا یہ کیوں' اس نے کہا بے شک میں نے قسم کھائی ہے' بخدا میں سونے سے پہلے اس پر خروج کروں گا اور اس کے پھاٹک کو تلوار کی ضرب سے شکستہ کروں گا' حسین نے کہا اس طرح ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان جو قرارداد طے ہو چکی ہے وہ برباد ہو جائے گی۔ یحییٰ نے کہا اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور کوئی دوسرا چارۂ کار نہیں اس سے پہلے سادات اور شیعوں میں یہ قرارداد ہوئی تھی کہ حج کے موقع پر مقام منیٰ میں یا مکہ میں خروج کریں گے۔

حسین بن علی کا خروج:

بیان کیا گیا ہے کہ کوفہ کے ان شیعوں کی ایک جماعت جنھوں نے حسین کے لیے بیعت کی تھی اس وقت بھی ایک مکان میں پوشیدہ تھی چنانچہ اسی رات یہ وہاں سے باہر آئے اور انھوں نے خروج کا انتظام شروع کیا اور آخر شب میں خروج کر دیا۔ یحییٰ بن عبداللہ نے مروان کے محل کی پھاٹک پر تلوار سے عمر کے خلاف ضرب لگائی مگر وہاں عمر نہ ملا۔ یحییٰ اس کی تلاش میں عبداللہ بن عمر کے مکان کے اس حصہ میں جہاں عمر بن عبدالعزیز شب باش ہوتا تھا آیا مگر وہ یہاں بھی نہ ملا' بلکہ روپوش ہو گیا۔ شورش پسندوں کی جمعیت ہر سمت سے امنڈ آئی اور سب کے سب مسجد نبویؐ میں در آئے۔ جب صبح کی اذان ہوئی تو حسین منبر پر چڑھا اس وقت وہ ایک سفید عمامہ باندھے تھا۔ لوگ آنے شروع ہوئے اور اس کو دیکھ کر بغیر نماز پڑھے واپس چلے گئے۔

حسین بن علی کی بیعت:

البتہ جب اس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو اب لوگ اس کے پاس آ کر کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور آل محمد ﷺ میں سے بہترین شخص کے انتخاب کے وعدہ پر اس کی بیعت کرنے لگے۔ خالد البربری جو ان دنوں مدینہ کی خالصہ زمینوں کا محصل اور مدینہ کے

متعینہ با قاعدہ فوج کے دوسونفر کا افسر تھا اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لیے بڑھا۔ عمر بن عبدالعزیز' وزیر بن اسحٰق الا رزق اور محمد بن واقد الشروی ایک خلقت عظیم کے ساتھ جس میں حسین بن جعفر بن الحسین بھی ایک گدھے پر سوار ساتھ تھا' شورش پسندوں کے مقابلے کے لیے نکلے۔

خالد البربری کا قتل:

خالد البربری نے فوراً شہر کے چوک پر قبضہ کرلیا اس نے دہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور کمر بند میں کئی گرز لٹکے ہوئے تھے اس نے تلوار ننگی کر رکھی تھی اور حسین کو للکار رہا تھا سامنے آؤ میں چکی کا پاٹ ہوں۔ اللہ مجھے ہلاک کر دے اگر میں تجھے قتل نہ کردوں۔ یہ کہہ کر اس نے باغیوں پر حملہ کیا۔ جب یہ ان کے بالکل قریب پہنچا تو عبداللہ بن الحسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس اس کے مقابلے پر آئے۔ یحییٰ نے اس کے خود کے بانسے پر ایسی ضرب لگائی کہ تلوار اسے کاٹ کر اس کی ناک کاٹ گئی۔ بربری کی دونوں آنکھیں خون سے ڈھک گئیں اور چونکہ اب اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا' وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر تلوار سے اپنا بچاؤ کرنے لگا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ادریس نے پلٹ کر اس کی پشت سے ایسا وار کیا کہ وہ اوندھے منہ گر پڑا' پھر تو ان دونوں نے تلواروں سے اتنے وار کیے کہ اس کا کام تمام کر دیا۔ ان کے دوسرے ساتھیوں نے بڑھ کر اس کی دونوں زرہوں پر دھاوا کر دیا اور ان دونوں کو اور نیز اس کے تمام اسلحہ اتار کر اٹھا لائے۔ پھر ان کے حکم سے اسے بلاط تک گھسیٹ کر لے گئے' نیز حسین اور یحییٰ اور ان کے شیعوں نے بربری کی جمعیت پر حملہ کر کے اسے مار بھگایا۔

خالد بربری کے قتل کی دوسری روایت:

عبداللہ بن محمد جس نے یہ تمام واقعہ بچشم خود دیکھا ہے' کہتا ہے کہ خالد نے یحییٰ کے سر پر تلوار کا وار کیا جس سے کلاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس وار کا اثر یحییٰ کے ہاتھ تک میں محسوس ہوا۔ یحییٰ نے اس کے منہ پر وار کیا اور پھر جزیرہ کے رہنے والے ایک کانے نے مڑ کر خالد کی پشت پر سے اس کے دونوں پیروں پر تلوار ماری اس کے بعد کئی شخصوں نے ایک دم تلواروں سے اس پر وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔ جس وقت حسین بن جعفر گدھے پر سوار مسجد میں داخل ہوا تو سیاہ پوش جماعت نے باغیوں کو مسجد سے بے دخل کر دیا مگر پھر سفید پوش جماعت نے ان پر حملہ کر کے ان کو مسجد سے نکال دیا اور حسین نے ان کو للکارا کہ شیخ (حسین بن جعفر) کے ساتھ ملائمت برتی جائے اور ان کو گزند نہ پہنچے۔ باغیوں نے سرکاری خزانہ لوٹ لیا۔ اس میں صرف دس بارہ ہزار دینار تھے جو معاش کی ادائی سے بچ رہے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت خزانہ میں ستر ہزار دینار تھے جن کو عبداللہ بن مالک نے بنی خزاعہ کے وظائف دینے کے لیے بھیجا تھا۔

اہل مدینہ کی احتیاطی تدابیر:

اس جھڑپ کے بعد سب لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اہل مدینہ نے ان کی مدافعت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے دوسرے دن صبح کو اہل مدینہ اور آل عباس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شیعہ جمع ہو کر بلاطہ کے اس میدان میں جو الفضل کے مکان کے احاطہ اور زوراء کے درمیان واقع ہے باغیوں سے لڑنے آئے۔ سیاہ پوش فریق اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے الفضل کے مکان کے گھیر تک دھکیل دیتا تھا اور اسی طرح سفید پوش جماعت اپنے حریف پر حملہ کر کے اسے زوراء تک دھکیل دیتی تھی۔ کئی مرتبہ یہی کش مکش ہوئی۔ دونوں فریق

بڑی تعداد میں مجروح ہوئے مگر ظہر کے وقت تک اسی طرح لڑنے کے بعد علیحدہ ہو گئے۔

معرکہ بلاطہ:

اتوار کے دن پچھلے پہر جو اس ہنگامہ کا دوسرا ہی دن تھا۔ یہ خبر معلوم ہوئی کہ مبارک ترکی بیر المطلب پر فروکش ہوا ہے اس خبر سے اہل مدینہ بہت خوش ہوئے اس کے پاس شیعہ آئے اور اس سے کہا آپ ہماری مدد کے لیے آیئے۔ دوسرے دن علی الصباح وہ گھاٹی پر آ کر ٹھہر گیا۔ یہاں شیعان بنی عباس اور دوسرے جنگجو اس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اور اب بلاط میں دونوں فریقوں کے درمیان دوپہر تک نہایت شدید جنگ ہوئی اس کے بعد پھر دونوں فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک فریق مسجد نبویؐ چلا آیا اور دوسرا فریق مبارک ترکی کے پاس عمر بن عبدالعزیز کے مثنیہ والے مکان میں جہاں وہ دوپہر بسر کرتا تھا چلا گیا۔ مبارک نے ان سے وعدہ کیا کہ اب عصر کے وقت پھر تمہارے ساتھ لڑائی میں شریک ہوں گا۔ مگر جب لوگ اس کی طرف سے غافل ہو گئے وہ چپکے سے اپنی سواریوں پر سوار ہو کر چلتا بنا' عصر کے وقت لوگوں نے اسے تلاش کیا تو نہ پایا ایک چھوٹی جھڑپ اس جماعت کو اور برداشت کرنا پڑی۔

حسین بن علی کی مدینہ چھوڑنے کی تیاری:

مغرب کے بعد دونوں فریق الگ ہو گئے اس کے بعد چند روز تک حسین اور اس کے ساتھی رخت سفر تیار کرتے رہے وہ مدینہ میں گیارہ دن مقیم رہے پھر چوبیس ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوئے ان کے جانے کے بعد مسجد نبوی کے مؤذن وغیرہ پھر اپنے اپنے کام پر آئے اور انھوں نے مسجد میں اذان دی اب دوسرے لوگ بھی مسجد میں نماز کے لیے آنے لگے یہاں آ کر دیکھا کہ تمام مسجد میں ہڈیاں اور بول و براز پڑا ہوا ہے۔ اس پر نمازیوں نے اس جماعت کی ہلاکت کی بد دعا دی اور اللہ نے اسے قبول بھی کیا۔

مسجد نبوی کی بے حرمتی:

جب مکہ جاتے ہوئے حسین بازار پہنچا تو اس نے اہل مدینہ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تمہارا برا کرے۔ اہل مدینہ نے اس کے جواب میں اس سے کہا کہ اللہ تیرا برا کرے اور تو کبھی نہ پلٹے۔ اس کے ساتھی مسجد ہی میں بول و براز کرتے تھے ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ساری مسجد کو دھو دیا۔

غلاموں کی آزادی کا اعلان:

عبداللہ بن ابراہیم کا ایک بیٹا بیان کرتا ہے کہ حسین کے سپاہیوں نے مسجد کے پردے اتار کر ان کے موزے بنائے تھے انھوں نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد ہے بہت سے غلام' حسین کے پاس آ گئے میرے والد کا ایک غلام بھی اس کے پاس چلا گیا اور ساتھ ہو گیا۔ جب اس نے خروج کا ارادہ کیا تو میرے والد نے اس سے مل کر اپنے غلام کے متعلق گفتگو کی اور کہا کہ تم دوسروں کے غلاموں کو اغوا کرتے ہو اور اس طرح ان کو آزادی دے رہے ہو حالانکہ تم کو اس کا حق نہیں ہے۔ حسین نے اپنے آدمیوں سے میرے باپ کے لیے کہا کہ ان کو لے جاؤ اور غلاموں کو دکھاؤ جس کی یہ شناخت کر لیں وہ ان کو دے دو۔ میرے باپ نے اپنا غلام لے لیا اور دو غلام اور بھی لے لیے جو ہمارے پڑوسیوں کے تھے۔

محمد بن سلیمان کے نام سپہ سالاری کا فرمان:

حسین کے خروج کی اطلاع ہادی کو ہوئی اس سال ان کے اعزا میں سے کئی آدمی جن میں محمد بن سلیمان بن علی' عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ بھی تھے حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ ان کے علاوہ فوج محفوظ کے بھی بہت سے آدمی حج میں شریک تھے' سلیمان بن ابی جعفر امیر حج تھا۔ ہادی نے حکم دیا کہ حسین سے مقابلے کے لیے محمد بن سلیمان کا فرمان تقرر لکھا جائے۔ مصاحبین نے عرض کیا کہ آپ کے چچا عباس بن محمد بھی تو موجود ہیں۔ ہادی نے کہا کیا بات کہتے ہو میں خود اپنے ہاتھوں اپنے تئیں خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ اب انھوں نے محمد بن سلیمان ہی کو سپہ سالار مقرر کر دیا۔ اور اس کے لیے باقاعدہ فرمان اس کے نام بھیج دیا۔ یہ فرمان محمد کو اس وقت ملا جب وہ اور اس کے ساتھی حج کو ترک کر کے واپس ہو رہے تھے۔

محمد بن سلیمان کی مراجعت مکہ:

محمد جب حج کرنے روانہ ہوا تھا تو راستہ کے خطرات بدویوں کی لوٹ مار اور راستہ کی دشواری کی وجہ سے اس نے کافی ساز و سامان اور مسلح جمعیت اپنے ساتھ لی تھی مگر حسین نے ان کے مقابلہ کی کوئی تیاری نہیں کی تھی اسے معلوم ہوا کہ یہ جماعت اس کی طرف مقابلے کے لیے بڑھ رہی ہے وہ اپنے خدمت گاروں اور اعزا کے ساتھ مقابلہ کے لیے نکلا' موسیٰ بن علی بن عیسیٰ کو بھی جو اس وقت بطن نخل پہنچ چکا تھا جو مدینہ سے تیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اس کی اطلاع ملی اس کے ہمراہ اس کے اعزا اور لونڈی غلام تھے۔ نیز عباس بن محمد بن سلیمان کو بھی اس کی اطلاع ہوئی۔ محمد نے ان کو خط بھی لکھ دیئے تھے۔ یہ سب مکہ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ گئے۔ محمد بن سلیمان نے بھی مکہ کا رخ کیا اس تمام جماعت نے عمرہ کا احرام باندھا اور ذی طویٰ میں آ کر پڑاؤ کیا۔ ان کے ساتھ سلیمان بن ابی جعفر بھی تھا۔ بنی عباس کے دوسرے شیعہ' موالی اور سرداران فوج جو اس سال شریک حج تھے وہ سب بھی اس جماعت میں شامل ہو گئے۔

محمد بن سلیمان کی جماعت کا طواف کعبہ:

اس سال معمول سے زیادہ حجاج حج کے لیے آئے تھے محمد بن سلیمان نے اپنے آگے نوے سواروں کو جن میں اسپ سوار اور خچر سوار دونوں تھے بڑھا دیا خود وہ ایک بہت عمدہ طاقتور اور بڑی اونٹنی پر سوار تھا اس کے پیچھے چالیس ناقہ سوار کجاووں میں سوار تھے ان کے پیچھے گدھے اور پیادے وغیرہ تھے۔ ان کی اس ترتیب اور تنظیم کا عوام پر بہت اثر پڑا وہ مرعوب ہوئے اور انھوں نے ان کی تعداد کو اصل سے دو چند محسوس کیا۔ اس جماعت نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے اپنا عمرہ پورا کیا اور پھر ذی طویٰ اپنے پڑاؤ میں چلے آئے۔ یہ جمعرات کا واقعہ ہے۔ جمعہ کے دن محمد بن سلیمان نے۔

حسین بن علی اور ابو کامل کی جنگ:

اسمٰعیل بن علی کے مولیٰ ابو کامل کو بیس پچیس شہ سواروں کے ساتھ حسین کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور حسین نے اس کا مقابلہ کیا اس کے ساتھ ایک شخص زید نام تھا۔ یہ دنیا سے قطع تعلق کر کے عباس کی خدمت میں رہتا تھا۔ چونکہ یہ بڑا اعبادت گزار تھا اس وجہ سے عباس نے اسے حسین کے ہمراہ حج کے لیے بھیج دیا تھا۔ دشمن کے سامنے آتے ہی اس نے اپنی ڈھال اوندھی اور تلوار نیچی کر لی اور بغیر لڑے اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ یہ واقعہ بطن مرہ کا ہے۔ اس کے بعد محمد بن سلیمان کی فوج نے اسے اس حالت میں

گرفتار کیا کہ گرزوں کی ضرب سے وہ چکنا چور ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن حمید:

سنیچر کی رات کو انھوں نے پچاس شہسوار مقابلہ کو بھیجے سب سے پہلے انھوں نے صیاح ابوالذیال کو آواز دی اس کے بعد دوسرے شخص کو پھر تیسرے کو پھر کسی اور کو' محمد کا مولیٰ ابوخلوۃ خدمت گار پانچواں تھا۔ یہ سب کے سب مہدی کے مولیٰ مفضل کے پاس آئے اور اسے اپنا سردار بنانا چاہا۔ اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ کسی دوسرے شخص کو سردار بناؤ اور میں بھی سب کے ساتھ ہوں چنانچہ اس جماعت نے عبداللہ بن حمید بن رزین السمر قندی کو جو اس وقت تیس سالہ جوان تھا اپنا سردار بنا لیا۔ یہ پچاس سوار سنیچر کی رات کو مقابلہ پر بڑھے جب دشمن قریب آیا تو یہ رسالہ پلٹ آیا۔

معرکہ فخ:

اب تمام فوج کی باقاعدہ ترتیب قائم کی گئی۔ عباس بن محمد اور موسیٰ بن عیسیٰ میسرہ میں متعین تھے محمد بن سلیمان فوج کے میمنہ میں تھا۔ معاذ بن مسلم محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے درمیان متعین تھا۔ صبح صادق کے نمودار ہونے سے پہلے حسین اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پر آ گیا سلیمان بن علی کے تین موالیوں نے جن میں ایک حسان کا غلام زنجویہ بھی تھا حسین کی جمعیت پر حملہ کیا اور ایک سر لا کر محمد بن سلیمان کے سامنے ڈال دیا۔ اس سر لانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ جو ایک سر لائے گا اسے پانچ سو درہم انعام دیا جائے گا۔

حسین بن علی کو شکست:

محمد کی جمعیت نے آکر اونٹوں کے پچھلے پیروں پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے وہ کجاوے جو ان پر کسے ہوئے تھے گر پڑے انھوں نے دشمن کو خوب قتل کیا اور بھگا دیا۔ یہ وہ جماعت تھی جو ان گھاٹیوں سے نکل کر آئی تھی۔ محمد بن سلیمان کے سامنے جو جماعت نکل کر آئی تھی وہ دشمن کی بہت ہی قلیل جماعت تھی ان کی بڑی جماعت موسیٰ بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی سمت سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئی تھی چنانچہ موسیٰ کی جماعت پر دشمن کا دباؤ بہت سخت تھا اسی وجہ سے جب محمد بن سلیمان اپنی سمت کے دشمنوں سے فارغ ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے ہیں تو اس کی نظر ان باغیوں پر پڑی جو موسیٰ بن عیسیٰ کے قریب تھے اور وہ ایک جگہ سوت کی کُکڑی کی طرح اکٹھا تھا اور قلب اور میمنہ ان سے چمٹا ہوا تھا۔

حسین بن علی کا خاتمہ:

محمد بن سلیمان کی جمعیت مکہ کی طرف پلٹی ان کو حسین کی کچھ خبر نہ تھی۔ کہ اس پر کیا گزری۔ یہ ذی طویٰ یا اس کے قریب پہنچے تھے کہ ایک خراسانی چلاتا ہوا سامنے آیا کہ خوش خبری ہو خوشخبری۔ یہ حسین کا سر موجود ہے اس نے اس سر کو سامنے ڈالا' سامنے اس کی تمام پیشانی مضروب تھی اور گدی پر دوسری ضرب تھی۔

حسن بن محمد کا قتل:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ ابوالذفت حسین بن محمد ایک آنکھ بند کیے ہوئے جسے شاید لڑائی میں کوئی صدمہ پہنچا تھا آیا اور محمد اور عباس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ اور عبداللہ بن العباس نے اس کو سامنے بلایا اور

موسیٰ بن عیسیٰ کے حکم سے وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کی اطلاع جب محمد بن سلیمان کو ہوئی تو وہ بہت ناراض اور برہم ہوا۔ محمد بن سلیمان ایک راستہ سے اور عباس بن محمد دوسری راہ سے مکہ میں داخل ہوئے۔ مقتولین کے سر کاٹے گئے جو سو سے زیادہ تھے ان میں سلیمان بن عبداللہ بن حسن کا سر بھی تھا۔ یہ آٹھویں ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔

حسین بن علی کی جماعت کی روپوشی:

حسین کی بہن جو اس کے ہمراہ تھی گرفتار کر لی گئی اور اسے زینب بنت سلیمان کے پاس چھوڑ دیا گیا شکست خوردہ جماعت حاجیوں میں گڈمڈ ہو کر چلتی بنی چونکہ سلیمان بن ابی جعفر کی طبیعت ناساز تھی اس وجہ سے وہ جنگ میں شریک نہ ہوا۔ اس سال عیسیٰ بن جعفر بھی حج میں شریک ہوا۔

حسین کے ہمراہ ایک شخص نابینا تھا وہ اس کی جماعت کو گزشتہ واقعات سناتا تھا اس کو قتل کر دیا گیا اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا شخص بے بس کر کے قتل نہیں کیا گیا۔

اسیرانِ جنگ کی طلبی:

موسیٰ بن عیسیٰ نے کوفہ کے چار آدمیوں کو اور بنی عجل کے ایک مولیٰ اور ایک دوسرے کو قید کر لیا خود موسیٰ بن عیسیٰ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ان چھ قیدیوں کو لے کر مدینۃ السلام آیا ہادی نے کہا تم نے میرے قیدی کو کیوں قتل کر دیا۔ میں نے عرض کیا میں نے اس کے بارے میں بہت غور و خوض کیا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ عائشہ اور زینب امیر المومنین کی والدہ کے پاس آ کر اپنا دکھڑا روئیں گی اور ان سے عرض کریں گی اور وہ آپ سے اس کی سفارش کریں گی اور آپ اسے چھوڑ دیں گے۔ پھر انھوں نے کہا کہ اچھا دوسرے قیدیوں کو حاضر کرو۔ میں نے عرض کیا فوراً حاضر کرؤ ان میں سے دو کو تو انھوں نے قتل کرا دیا۔ تیسرے سے وہ واقف نہ تھے۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی ایک قیدی کی سفارش:

میں نے عرض کیا کہ یہ آل ابی طالب کے حالات سے بہت زیادہ واقف ہے۔ مناسب ہو کہ آپ اس کی جان بخشی فرمائیں اور یہ آپ کی ہر خواہش میں آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اس پر اس شخص نے بھی عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری زندگی سے آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ امیر المومنین دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے اور پھر کہا کہ میرے ہاتھ سے تیری رہائی ممکن نہیں' میری گرفت شدید ہے' وہ شخص برابر ہادی سے عرض پرداز رہا۔ ہادی نے کہا اچھا اسے پیچھے کر دو اور بعد میں اس کے لیے گزارش پیش ہو' اس کے بعد جو شخص پیش ہوا اسے انھوں نے معاف کر دیا اور عذافر الصیرفی اور علی بن سابق الفلاس الکوفی کے قتل کا اور سولی پر لٹکانے کا حکم دے دیا چنانچہ یہ دونوں باب الجسر پر مصلوب کر دیئے گئے۔ یہ فخ میں گرفتار ہوئے تھے۔

مبارک ترکی پر عتاب:

ہادی مبارک الترکی پر بہت ناراض ہوئے اور اسے گھوڑوں کا سائیس بنا دیا نیز اس کی تمام املاک ضبط کر لی۔ اسی طرح وہ موسیٰ بن عیسیٰ پر حسن بن محمد کو قتل کرنے کی وجہ سے بہت برہم ہوئے اور اس کی تمام املاک بھی ضبط کر لی۔

ادریس بن عبداللہ کی بربریوں کو دعوتِ بیعت:

ادریس بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہادی کی خلافت میں واقعہ فخ سے بچ کر مصر پہنچا۔ صالح بن

امیر المومنین منصور کا مولی واضح جو بڑا خبیث رافضی تھا مصر کا عامل پٹہ تھا اس نے ادریس کو ڈاک کے ذریعہ مغرب بھیج دیا۔ یہ علاقہ طنجہ کے ایک شہر دلیلہ نام میں وارد ہوا اس مقام اور گردوپیش کے بربریوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا' ہادی کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے واضح کو قتل کرا کے سولی دے دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ رشید نے اس کی گردن ماری تھی۔

شماخ یمامی کی کارگذاری:

نیز اسی نے مہدی کے مولیٰ شماخ الیمامی کو بطور اپنے جاسوس کے ادریس کے پاس بھیج دیا اور ابراہیم بن الاغلب اپنے افریقیا کے عامل کو اس کے متعلق مراسلہ بھی لکھ دیا۔ شماخ دلیلہ آیا یہاں اس نے اپنے کو طبیب ظاہر کیا اور نیز اپنے کو محب آل بیت بتایا۔ یہ ادریس کے پاس پہنچا۔ ادریس سے اس کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے اور وہ اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی ہلاکت:

شماخ نے اپنا یہ طرز رکھا کہ وہ ادریس کی حد درجہ تعظیم وتکریم کرتا تھا اور اس کی ہر بات مانتا اور ہر خواہش کو پورا کرتا اس طرح ادریس کی نظر میں اس کی وقعت وعزت بہت زیادہ ہو گئی ایک مرتبہ ادریس نے اس سے اپنے دانتوں کی تکلیف کی شکایت کی۔ شماخ نے سم قاتل میں بجھے ہوئے کئی مسواک اسے دیئے اور ہدایت کی کہ کل تڑکے ہی اس سے مسواک کر لینا۔ اور ادریس نے اس کی ہدایت پر عمل کیا انھیں مسواک سے مسواک کی اور خوب اچھی طرح کئی مرتبہ اسے دانتوں پر پھیرا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زہر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور اسی سے وہ ہلاک ہو گیا۔

ادریس کی موت پر نبازی شاعر کے اشعار:

لوگوں نے شماخ کو ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا وہ ابراہیم بن الاغلب کے پاس آ گیا اور اپنی کارروائی کی اسے اطلاع دی اس کے آنے کے بعد اور خبروں سے ادریس کی موت کی اطلاع مل گئی ابن الاغلب نے رشید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی۔ رشید نے شماخ کو مصر کا عامل پٹہ اور خبر نویس مقرر کر دیا ادریس کے اس فرار اور قتل کے متعلق کسی شاعر نے جس کے متعلق میرا گمان ہے کہ وہ نبازی ہے یہ شعر کہے ہیں:

اتـظـن یـا ادریـس انـك مفلتٌ	کیـد الـخـلیـفة او یفید الفرار
فـلیـد رکـنـك او تـحـل ببلدة	لایهتـدی فیهـا الیك نهـار
ان السیوف اذا انتضاها سخطه	طـالـت و قصر دونها الاعمار
مـلـك کـان الـمـوت یتبع امره	حتـی یـقـال تـطیعه الاقدارُ

ترجمہ: ''اے ادریس! کیا تو سمجھتا ہے کہ تو خلیفہ کی گرفت سے نکل سکے گا یا فرار سے تجھے کوئی فائدہ ہوگا؟ تیرا یہ خیال غلط ہے تجھ کو جس طرح ہوگا پکڑ لیا جائے گا یا تجھے موت آ جائے اور اندھیری قبر میں جا چھپے تو خیر جب خلیفہ کا غصہ تلواروں کو نیام سے باہر نکالتا ہے تو ان کا طول بڑھ جاتا ہے اور ان کے سامنے عمریں کوتاہ ہو جاتی ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے کہ موت اس کے حکم کے پیچھے پیچھے ہوتی ہے اور اسی بنا پر اب یہ کہاوت ہو گئی ہے کہ تقدیر اس کے تابع فرمان ہے''۔

حسین بن علی کے خروج کے متعلق دوسری روایت:

فضل بن اسحٰق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ حسین بن علی نے جب مدینہ میں خروج کیا تو عمر ہی مدینہ کا والی تھا۔ اس نے عمداً حسین کے خروج کو جب تک وہ مدینہ میں رہا چھپایا۔ اور کوئی باز پرس نہیں کی یہاں تک کہ حسین مکہ روانہ ہو گیا۔ اس سال ہادی نے سلیمان بن ابی جعفر کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ اس کے خاندان والوں میں سے عباس بن محمد موسیٰ بن عیسیٰ اور اسمٰعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھی حج کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بصرے کا راستہ اختیار کیا تھا' موالیوں میں مبارک الترکی' مفضل خدمت گار اور ہادی کا مولیٰ صاعد تھے مگر امیر قافلہ سلیمان تھا۔ دوسرے سر برآوردہ لوگوں میں سے یقطین بن موسیٰ' عبید بن یقطین اور ابوالوزیر عمر بن مطرف بھی حج کے لیے چلے تھے جب ان کو حسین اور اس کی جمعیت کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ مکہ جا رہے ہیں یہ سب کے سب ایک جا ہو گئے اور انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کو اس کے امیر حج ہونے کی وجہ سے اپنا سردار بنایا۔

عام معافی کا اعلان:

ابو کامل اسمٰعیل کا مولیٰ جماعت طلیعہ کا قائد مقرر کیا گیا تھا۔ اس جماعت نے مقام فخ فخ میں حسین کو جا لیا۔ انھوں نے عبداللہ بن قثم کو مکہ اور اہل مکہ کے انتظام اور نگرانی کے لیے مکہ چھوڑ دیا تھا۔ اس سے پہلے عباس بن محمد نے مفضل خدمت گار کے ذریعے ان شورش پسندوں سے ان کے خروج پر معافی کا وعدہ کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ میں تمہارے ساتھ حسن سلوک اور صلہ کی ضمانت لیتا ہوں مگر انہوں نے اس بات کو نہ مانا لڑائی ہوئی ان میں بہت سے کام آئے باقی دوسروں نے شکست کھائی اب ان کے لیے معافی عام کا اعلان کر دیا گیا اور کسی مفرور کا تعاقب نہیں کیا گیا۔

ادریس بن عبداللہ کی تاہرت میں آمد:

بھاگنے والوں میں عبداللہ بن حسن کے بیٹے یحییٰ اور ادریس بھی تھے۔ ادریس بلاد مغرب کے مقام تاہرت چلا گیا۔ اور وہاں بربروں کے پاس پناہ لی' انھوں نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ یہ بہت عرصہ تک وہیں مقیم رہا اور پھر دھوکے سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا بیٹا ادریس بن ادریس اس کا جانشین ہوا اور آج تک اس کی اولاد اس ملک کی فرماں روا ہے اور اب مہماتی فوجیں بھی اس کے خلاف نہیں بھیجی جاتیں۔

خاندان حسین بن علی کی املاک کی بربادی:

مفضل بن سلیمان کہتا ہے کہ جب عمری کو مدینہ میں معلوم ہوا کہ حسین فخ میں قتل کر دیا گیا اس نے اس کے خاندان والوں اور اس کے ساتھ دوسرے خروج کرنے والوں کے مکانات پر دھاوا کر کے ان کو منہدم کر دیا۔ ان کے نخلستان کو جلا ڈالا اور جسے نہ جلایا اسے ضبط کر کے خالصہ کر لیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی جائداد کی ضبطی:

جب ہادی کو معلوم ہوا کہ مبارک ترکی نے حسین کے مقابلے سے باوجود مدینہ پہنچ جانے کے عمداً پہلو تہی کی ہے وہ اس پر بہت ناراض ہوئے انھوں نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور اسے اپنے گھوڑوں کی سیاست پر متعین کر دیا۔ یہ ان کی موت تک اسی حالت میں رہا۔ اسی طرح وہ ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ کو قتل کر دینے کی وجہ سے موسیٰ بن عیسیٰ پر بہت برہم ہوئے کہ اس نے

اپنی رائے سے کیوں یہ عمل کیا۔ اور کیوں اس نے اسے ان کی خدمت میں پیش نہ کیا۔ تا کہ وہ خود اس کے متعلق جو چاہتے فیصلہ کرتے۔ ہادی نے اس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور ان کی تمام زندگی میں وہ ضبط ہی رہی۔

عذافر الصیرفی اور علی کوفی کا قتل:

جو لوگ فخ میں گرفتار کیے گئے تھے ان میں عذافر الصیرفی اور علی بن سابق القلاس الکوفی بھی تھے۔ ہادی کے حکم سے ان کو قتل کر کے بغداد کے باب الجسر پر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ انھوں نے اپنے مولی مبرویہ کو کوفہ بھیجا اور حکم دیا کہ کوفہ کا جو شخص حسین کے ساتھ شریک ہوا ہو اس کی اچھی طرح خبر لے اور اس پر تشدد کرے۔

حسین بن علی کی سخاوت:

یوسف البرم آل حسن کا مولی جس کی ماں فاطمہ بنت حسن کی باندی تھی بیان کرتا ہے کہ جب حسین مہدی کے پاس گئے تو میں ان کے ہمراہ تھا مہدی نے چالیس ہزار دیناران کو دیئے انھوں نے بغداد اور کوفہ میں وہ تمام روپیہ تقسیم کر دیا اور وہ جب کوفہ سے روانہ ہوئے تو صرف کرتہ اور پاجامہ اور ایک پوستین ان کے بدن پر تھا نقد کی صورت میں کچھ بھی نہ تھا چنانچہ مدینہ کے تمام سفر میں ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب منزل پر قیام کرتے تو اپنے موالیوں سے بقدر کفاف روزینہ قرض لیتے اور اس طرح کام چلتا۔

حسین بن علی کے خروج کے متعلق تیسری روایت:

ابو بشر سری بنی زہرہ کا حلیف بیان کرتا ہے کہ جس روز حسین بن علی بن الحسن نے خروج کیا میں نے ان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جا بیٹھے اور قمیص پہنے اور سر پر ایک سفید عمامہ باندھے تھے جس کا شملہ آگے اور پیچھے پڑا ہوا تھا ننگی تلوار سامنے رکھی تھی اتنے میں خالد البربری اپنی جماعت کو لیے ہوئے سامنے آیا جب وہ مسجد کے اندر آنے لگا تو یحییٰ بن عبداللہ اس کی طرف لپکا۔ بربری نے اس پر حملہ کیا یہ واقعہ میرے سامنے پیش آیا۔ یحییٰ نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ایسا وار کیا کہ اس کی دونوں آنکھیں اور ناک جاتی رہی' نیز تلوار خود اور کلاہ کو کاٹ کر کاسہ سر تک اتر گئی تھی۔ جو مجھے اپنی جگہ سے الگ اڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس کے بعد یحییٰ نے اس کی جمعیت پر حملہ کر کے ان کو بھگا دیا اور پھر حسین کے پاس واپس آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس وقت بھی اس کی تلوار برہنہ تھی اور اس سے خون ٹپک رہا تھا۔

حسین بن علی کی تقریر:

اب حسین نے تقریر شروع کی۔ حمد وثنا اور لوگوں کو پند ونصیحت کے بعد اپنی تقریر کے آخر میں کہا' اے صاحبو! میں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا' رسول اللہ ﷺ کے حرم' رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور ان کے منبر پر تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہوں اگر میں اس عہد کا ایفا نہ کروں تو تم پر میری بیعت کی کوئی ذمہ داری باقی نہ رہے گی۔

مسجد نبوی میں زائرین کا اجتماع:

اس سال ہزار ہا زائرین زیارت نبویؐ کے لیے آئے تھے اس وجہ سے مسجد نبوی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ حاضرین کے وسط میں سے ایک بڑا وجیہ دراز قامت شخص اٹھا اس کی چادر چاک چاک تھی اس نے اپنے جوان خوبصورت اور شاندار لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا منبر کے پاس پہنچا اور اس نے کہا۔ اے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے! میں ایک بعید المسافت

مقام سے اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حج بیت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلا ہوں۔ میرے دل میں بھی یہ بات نہ گزری تھی کہ تم ایسا کرو گے' جو تم نے کہا اسے میں نے اچھی طرح سنا ہے تو کیا واقعی جو تم نے اپنے اوپر عہد کیا ہے اسے پورا کرو گے' حسین نے کہا ضرور۔ اس شیخ نے کہا تو اچھا ہاتھ لاؤ میں بیعت کرتا ہوں اس نے بیعت کی اور اپنے بیٹے سے کہا جا اور بیعت کر۔ راوی کہتا ہے کہ چونکہ اس سال میں بھی حج کرنے گیا تھا اس وجہ سے میں نے دونوں باپ بیٹوں کے سروں کو دوسرے مقتولین کے سروں میں پڑا ہوا مقام منیٰ میں دیکھا۔

مبارک ترکی کی حسین بن علی سے سازش:

اہل مدینہ کی ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے کہ مبارک الترکی نے حسین بن علی سے کہلا بھیجا کہ بخدا! اگر مجھے آسمان سے بھی اس طرح پھینک دیا جائے کہ کوئی پرند مجھے اچک لے' یا ہوا کسی دور دراز مقام میں مجھے لے جا کر پٹک دے تب بھی یہ بات میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں آپ سے لڑوں یا آپ کا ایک بال بھی بیکا کروں۔ مگر اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ دکھاوے کے طور پر تو ہونا چاہیے۔ آپ مجھ پر شب خون ماریں اور میں آپ سے اللہ کے سامنے عہد واثق کرتا ہوں کہ بغیر مقابلہ ہٹ جاؤں گا۔ اس قرارداد کے مطابق حسین نے کسی دوسرے کو بھیجا یا وہ خود ہی چند آدمیوں کے ساتھ اس کی طرف چلا۔ اس کے پڑاؤ کے قریب پہنچ کر اس جماعت نے للکارا اور تکبیر کہی۔ محض اتنی کارروائی سے مبارک اور اس کے ساتھی بھاگے اور جب تک کہ موسیٰ بن عیسیٰ سے جا نہ ملے پھر کسی دوسری جگہ ٹھہر نہ سکے۔

حسین بن علی کے اشعار:

جن لوگوں نے حسین سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کا ساتھ دیں گے اور پھر خروج کے بعد انھوں نے اپنے وعدہ کو ایفا نہیں کیا اور گھر بیٹھے رہے ان کی شکایت میں حسین نے یہ شعر کہے:

من عاذ بالسیف لاقی فرصۃ عجبا موتا علی عجل او عاش منتصفا

لاتقربوا السھل ان السھل یفسدکم لن تدر کوالمجد حتی تضربوا عنقا

ترجمہ: ''جس نے صرف تلوار کو اپنا ذریعہ مدافعت قرار دیا اس نے بڑی عقلمندی کی کیونکہ اس ذریعے سے یا تو فوری بلا تکلیف موت ملتی ہے یا انسان پھر عزت کی زندگی پاتا ہے۔ سہولت کے قریب نہ جاؤ اس سے تم تباہ ہو جاؤ گے یاد رکھو کہ دنیا میں عزت صرف دشمنوں کو قتل کر کے مل سکتی ہے''۔

موسیٰ بن عیسیٰ کی پریشانی:

جب موسیٰ بن عیسیٰ واقعہ فخ سے فراغت پا کر بغداد واپس ہونے لگا۔ تو عیسیٰ بن داب اس سے ملنے گیا۔ عیسیٰ نے دیکھا کہ وہ اس بات سے خائف ہے کہ جن جن لوگوں کو اس نے قتل کر دیا ہے اس کے متعلق امیر المومنین کو کیا جواب دے گا۔ عیسیٰ ابن داب نے اس کی اس پریشانی کو دیکھ کر کہا کہ اللہ آپ کے تمام کام برلائے میں آپ کو وہ شعر سناتا ہوں جو یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کے بعد بطور معذرت اہل مدینہ کے پاس لکھ بھیجے تھے۔ موسیٰ کے حکم سے اس نے وہ اشعار سنائے۔ ان کو سن کر اس کے تردد میں کچھ کمی تو ضرور ہوئی۔

ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع:

علاء کہتا ہے کہ جب ہادی کو اہل فخ کی بغاوت کی اطلاع ملی اس رات وہ بالکل تنہا بیٹھے اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھتے رہے۔ ان کی اس طرح پریشانی کی حالت میں تنہائی ان کے موالیوں اور مصاحبین خاص پر شاق گزری انھوں نے چپکے سے ایک غلام کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کہاں تک لکھ چکے ہیں وہ غلام ان کے پاس پہنچا ہادی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا ہے اس نے کچھ بہانہ کر دیا وہ سر جھکا کر سوچتے رہے پھر سر اٹھا کر اس سے کہا:

رقد الالی لیس السری من شانهم — و کفاهم الادلاج من لم یرقد

ترجمہ: ''جن کو نہ سونا چاہیے تھا وہ پڑے سو رہے ہیں اور رات کے وقت کے حملہ سے ان کو وہ شخص بچا رہا ہے جس کی آنکھیں ممنون خواب نہیں ہوئیں''۔

عمرو بن ابی عمر کا تیر اندازی سے انکار:

اصمعی کہتا ہے کہ محمد بن سلیمان نے واقعہ فخ کی رات میں عمرو بن ابی عمرو المدنی سے جو شیطانوں پر رمی کر رہا تھا کہا یہ کیا کر رہے ہو تیر چلاؤ اس نے کہا بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے پر کبھی قادر اندازی نہ کروں گا' میں تمہارے ساتھ رمی حجر کے لیے آیا ہوں نہ یہ کہ مسلمانوں کو اپنا نشانہ بناؤں اس پر ایک مخزومی نے خود بڑھ کر کہا میں تیر اندازی کرتا ہوں اس نے تیر چلایا اس کی سزا اسے دنیا میں یہ ملی کہ اسے کوڑھ ہو گیا تھا اور اسی مرض میں وہ مرا۔

وظائف کی ضبطی:

حسین کے قتل کے بعد جب یقطین بن موسیٰ اس کے سر کو لے کر ہادی کے سامنے آیا اور اسے ان کے سامنے ڈال دیا تو ہادی نے اس سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی بڑے کافر کا سر لے کر آئے ہو اس کی سب سے کم سزا تم کو یہ دی جاتی ہے کہ تمہارا سب کا تمام وظیفہ بند کر دیا جاتا ہے چنانچہ ہادی نے ان کو محروم کر دیا اور کچھ نہ دیا۔ حسین کے قتل کے بعد ہادی نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا:

قدا نصف القـــارة من راماهـا — انـا اذا مـا فئـــة نلقاهـا

نـــرد او لاهـــا علـى اخـراهـــا

ترجمہ: ''بھلا کہیں سیاہ اور سخت پتھر میں بھی شگاف ہو سکتا ہے جو جماعت ہمارے مقابل آتی ہے ہم اس کی اگلی اس کی پچھلی پر الٹ دیتے ہیں''۔

اہل روما کی پیش قدمی:

اس سال معیوف بن یحییٰ نے درب الرہب کے راستہ سے بڑھ کر رومیوں کے علاقہ میں موسم گرما میں جہاد کیا۔ رومی بطریق کی قیادت میں حدث تک بڑھ آئے تھے ان کی پیش قدمی کی خبر سن کر حدث کا والی باقاعدہ فوج اور بازار والے سب بھاگ آئے دشمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا دوسری طرف سے معیوف بن یحییٰ رومیوں کے علاقہ میں گھس پڑا اور بڑھتا ہوا اشنہ پہنچا وہاں اس نے بہت سے قیدی پکڑے اور بہت سا مال اور لونڈی غلام غنیمت میں حاصل کیے۔

امیر حج سلیمان بن ابی جعفر و عمال:

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ عمر بن عبدالعزیز العمری مدینہ کا والی تھا۔ عبیداللہ بن قثم مکہ اور طائف کا والی تھا۔ ابراہیم بن سلمہ بن قتیبہ یمن کا والی تھا۔ سپہ سالار سوید بن سوید الخراسانی یمامہ اور بحرین کا والی تھا حسن بن تسنیم الحواری عمان کا والی تھا' کوفہ کا امام' افسر کوتوالی اور محصل صدقات نیز بہقباذ الاسفل کا والی محمد بن سلیمان تھا۔ عمر بن عثمان بصرہ کے قاضی تھے۔ ہادی کا مولیٰ حجاج جرجان کا والی تھا۔ زیاد بن حسان قومس کا والی تھا۔ صالح بن شیخ بن عمیرۃ الاسدی طبرستان اور رویان کا والی تھا ہادی کا مولیٰ طیفور اصبہان کا والی تھا۔

۱۷۰ھ کے واقعات

اس سال یزید بن حاتم نے افریقیا میں وفات پائی اس کے بعد روح بن حاتم افریقیا کا والی مقرر ہوا۔

ہادی کی وفات کے متعلق مختلف روایات:

اس سال عبداللہ بن مروان بن محمد نے جیل خانہ میں انتقال کیا نیز اس سال موسیٰ الہادی نے عیساباذ میں انتقال کیا ان کے سبب مرگ میں اختلاف ہے۔ بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ان کے پیٹ میں ایک دنبل ہوا تھا وہی وجہ ہلاکت ہوا۔ دوسرے اربابِ سیر یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ماں خیزران کے اشارے اور حکم سے بعض لونڈیوں نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ایسا کیوں ہوا اس کے بعض اسباب ہم بیان کرتے ہیں۔

ہادی کا خیزران کو انتباہ:

خلیفہ ہونے کے بعد ہادی نے اپنی ماں کو برا بھلا کہا اور وہ اس سے متنفر ہو گئے۔ ایک دن خالصہ ان کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ آپ کی ماں کو کپڑوں کی ضرورت ہے اور وہ آپ سے مانگتی ہیں' ہادی نے کپڑوں سے بھرا ہوا پورا ایک کوٹھا اس کو دے دیا۔ بعد میں اس کے مکان سے اٹھارہ ہزار منقش' انگیاں برآمد ہوئی تھیں۔ یہ خیزران موسیٰ کے ابتدائی عہد خلافت میں تمام سیاسی امور میں ان کو مشورہ دیتی تھی اور ان کے باپ کی طرح اسے بھی اپنی رائے پر چلاتی تھی۔ جب اس کی مداخلت حد سے متجاوز ہو گئی تو ہادی نے اس سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے عزت اور وقار کے حرم کو چھوڑ کر ان متبذل امور میں حصہ نہ لیں کیونکہ عورتوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ سیاسی امور میں دخل دیں آپ اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز و تسبیح میں اپنا سارا وقت صرف کریں اس کے بعد آپ کے شایان شان میں آپ کی اطاعت کروں گا۔

ہادی اور خیزران میں تلخ کلامی:

ان کے عہد میں اس کا یہ حال تھا کہ وہ ہر قسم کی اپنی ضروریات ان سے بیان کرتی اور وہ اسے پورا کرتے چار ماہ اسی طرح گزرے اس کے اس رسوخ کو دیکھ کر تمام لوگ اس کی طرف جھک پڑے اور اپنی اغراض اس سے بیان کرنے لگے چنانچہ اس کی ڈیوڑھی اب مرجع خلائق بن گئی اور بڑے بڑے عمائد اور اکابر اس کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اسی دور عروج میں اس نے کسی بات کے لیے ہادی سے کہا۔ ہادی کسی وجہ سے اسے نہ منظور کر سکے اور انھوں نے کوئی بہانہ کر دیا۔ خیزران نے کہا تم کو میری

درخواست ماننا پڑے گی' ہادی نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اس نے کہا میں عبداللہ بن مالک سے اس بات کے پورا ہونے کی ضمانت کر چکی ہوں یہ سن کر وہ بہت برہم ہوئے اور کہا کہ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ضرورت اس حرامزادے کی ہے بخدا! تمہاری وجہ سے میں اسے کبھی پورا نہ کروں گا۔ خیزران نے کہا تو اب میں آئندہ کبھی تم سے کسی بات کی خواہش نہ کروں گی۔ ہادی نے کہا مجھے اس کی بالکل پروا نہیں اور غصہ کی وجہ سے وہ تمتما گئے۔

ہادی اور خیزران میں کشیدگی:

خیزران بھی خفا ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ہادی نے کہا ٹھہر و خوب کان کھول کر میری بات سن لو۔ بخدا! اگر اب مجھے یہ اطلاع ملی کہ میرے سرداران فوج مصاحبین خاص یا خدمت گاروں میں سے کوئی شخص بھی تمہارے دروازے پر کسی غرض سے آیا ہے میں اسے قتل کر کے اس کی تمام جائداد ضبط کرلوں گا ورنہ میں رسول اللہ ﷺ کی قرابت سے خارج سمجھا جاؤں۔ جسے اپنا جان و مال عزیز ہو وہ اس حکم پر عمل کرے کیوں روزانہ صبح و شام تمہارے دروازے پر ان سواریوں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ کیا دنیا میں چرخہ نہیں کہ تم بیٹھ کر کاتو یا قرآن نہیں ہے کہ اس کی تلاوت کرو اور کیا ایک گھر نہیں کہ وہاں بیٹھ کر چپ چاپ زندگی بسر کرو اور کسی ملی یا ذمی کے لیے اپنا دروازہ وا نہ کرو۔ یہ گفتگو سن کر خیزران وہاں سے پلٹی مگر اس حالت میں کہ اسے زمین دکھائی نہ دیتی تھی اور اس کے بعد پھر کبھی اس نے ہادی سے تلخ یا شیریں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی۔

ہادی کی خیزران کو ہلاک کرنے کی کوشش:

خالصہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ نے ایک دن اپنی ماں کو پکے ہوئے چاول بھیجے اور کہلا کر بھیجا مجھے یہ بہت پسند آئے۔ میں نے بھی ان کو کھایا ہے آپ بھی کھائیں میں نے خیزران سے کہا کہ ذرا توقف کرو پہلے اس کا امتحان کر لینا چاہیے ممکن ہے کہ اس میں تمہارے خلاف طبع کوئی چیز ہو۔ چنانچہ ایک کتا لایا گیا اور اسے وہ چاول کھلائے گئے جس سے اس کا تمام گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ اس کے کچھ روز کے بعد ہادی نے اس سے پوچھوایا کہ وہ چاول کیسے تھے؟ اس نے کہا وہ بہت خوش ذائقہ تھے اس پر ہادی کہنے لگے تو نے کھائے نہیں اگر کھا جاتی تو تیری طرف سے مجھے اطمینان ہو جاتا۔ وہ خلیفہ کبھی کامیاب نہ ہو سکا جس کی ماں زندہ ہو۔

ہادی کی موت کی وجہ:

بنی ہاشم کے بعض لوگوں نے ہادی کی موت کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ جب ہادی نے ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے اور اس کے بجائے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنانے کی انتہائی کوشش کی تو خیزران کو یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا یہ ہارون کو کوئی گزند پہنچائے اس لیے جب ہادی بیمار ہوئے تو اس نے اپنی چھوکریوں کے ذریعہ ان کا گلا گھٹوا کر ہلاک کرا دیا اور پھر یحییٰ بن خالد کو اطلاع دی کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے اب تم اپنی کارروائی کرو اور اس میں ذرا بھی کوتاہی نہ کرنا۔

ہادی کی خیزران کے متعلق امرائے عساکر سے گفتگو:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ ہادی کو پے در پے اس بات کی اطلاع ملی کہ اس کے امرائے عساکر اس کی ماں خیزران کے پاس جاتے ہیں اور اس کی گفتگو سے یہ امید کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ ان کی درخواستیں امیر المومنین کی خدمت

میں شرف قبولیت حاصل کریں گی خیزران کی نیت یہ تھی کہ جس طرح مہدی کے عہد میں وہ سیاہ وسفید کی مالک ہوگئی تھی وہی بات اسے ہادی کے زمانے میں نصیب ہو جائے۔ ہادی اسے مداخلت سے روکتے تھے کہ عورتوں کو مردوں کے معاملات میں دخل دینا زیبا نہیں۔ جب کثرت سے ان کے پاس امرائے عساکر کی خیزران کے پاس جانے کی خبریں پہنچیں تو انہوں نے سب کو ایک دن دربار میں جمع کر کے پوچھا میں بہتر ہوں کہ تم' انھوں نے کہا امیر المومنین آپ سب سے بہتر ہیں' ہادی نے پھر سوال کیا کہ میری ماں بہتر ہیں یا تمہاری مائیں سب نے کہا' آپ کی ماں۔ ہادی نے پوچھا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کی ماں کا چرچا کریں اور کہیں کہ فلاں کی ماں نے ایسا کیا اور ایسا کیا انھوں نے کہا ہم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو اسے گوارا کرے۔ ہادی نے کہا' اب بتاؤ ان لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو میری ماں کے پاس جاتے ہیں اور پھر ان کا تذکرہ کرتے پھرتے ہیں یہ سن کر انھوں نے قطعاً خیزران کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ یہ بات اسے بہت شاق گزری' خیزران نے بھی ہادی سے قطع تعلق کر لیا اور عہد کیا کہ وہ اب اس سے بات بھی نہیں کرے گی چنانچہ پھر ان کے مرنے تک وہ اس کے پاس نہیں آئی۔

ہارون الرشید کو ولی عہدی سے محروم کرنے کا فیصلہ:

ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کرنے کا واقعہ یہ ہوا کہ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو انھوں نے یحییٰ بن خالد کو ان ممالک مغربی کی صوبہ داری پر بحال رکھا جو اس سے پہلے ہارون کی ولایت میں تھے اور ارادہ کیا کہ ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر بن موسیٰ الہادی کو ولی عہد بنا دیں۔ یزید بن مزید' عبداللہ بن مالک' علی بن موسیٰ اور ان ایسے اور سرداران فوج نے اس خیال میں ہادی کی تائید کی اور ہارون کی بیعت فسخ کر کے جعفر کی ولی عہدی کے لیے بیعت کر لی' نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے بیعت کر لی نیز انھوں نے خفیہ طور پر اس کارروائی کو کامیاب بنانے کے لیے شیعوں سے ساز باز کی اور اپنی قومی مجلس میں اس معاملہ پر گفتگو کی جس میں ہارون کی مذمت اور تنقیص کی گئی اور انھوں نے کہا کہ ہم کبھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کریں گے مگر اس جماعت کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی اس لیے یہ راز کھل گیا۔

ہارون الرشید سے ناروا سلوک:

ہادی نے ہارون کو ذلیل کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ اب آئندہ سے ہارون کے سامنے بھالا بردار نہ رہے۔ ہادی کے اس طرز عمل کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ہارون سے اجتناب کرنے لگے کوئی شخص اس سے ملنے نہ جاتا بلکہ سلام کرنے کی بھی جرأت نہ کرتے البتہ یحییٰ بن خالد اور اس کے بیٹے ہی ایسے تھے جنھوں نے اس حالت میں بھی کبھی ہارون کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ ہمیشہ اس سے ملتے جلتے رہے۔

اسمٰعیل بن صبیح کی طلبی:

اسمٰعیل بن صبیح یحییٰ بن خالد کا کاتب تھا۔ یحییٰ کو خیال پیدا ہوا کہ وہ اسے ایسی جگہ متعین کر دے جہاں سے وہ دربار خلافت کی خبریں ان کو بھیجتا رہے۔ ابراہیم الحرانی موسیٰ کا وزیر تھا۔ اس نے اسمٰعیل کو اپنا کاتب مقرر کر لیا۔ اس کی خبر ہادی کو ہوگئی مگر یحییٰ کو بھی یہ بات معلوم ہوگئی کہ ہادی اس راز سے آگاہ ہو گئے ہیں۔ اس نے اسمٰعیل سے کہا کہ فوراً حران چلے جاؤ کئی ماہ کے بعد ہادی نے ابراہیم الحرانی سے پوچھا تمہارا منشی کون ہے اس نے نام لے کر بتایا کہ فلاں شخص میرا منشی ہے۔ ہادی نے کہا مگر مجھے تو یہ اطلاع ملی تھی

کہ اسمٰعیل بن صبیح تمہارا منشی ہے۔ اس نے کہا جناب والا یہ بات بالکل غلط ہے اسمٰعیل تو حران میں ہے۔

یحییٰ بن خالد اور ہادی میں کشیدگی:

ہادی سے شکایت کی گئی کہ ہارون تو آپ کی تجویز کا کچھ ایسا مخالف نہیں ہے یہ پس پردہ یحییٰ ہے جو اسے بہکاتا ہے۔ انھوں نے یحییٰ کو طلب کیا اسے قتل کی دھمکی دی اور کفر کا الزام لگایا یہ اطلاع ہادی کے یحییٰ سے ناراض ہونے کا سبب ہوئی۔

یحییٰ بن خالد کی طلبی:

محمد بن یحییٰ بن خالد بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ہادی نے یحییٰ کو طلب کیا اس وقت کی طلبی سے اس کے ہوش و حواس جاتے رہے وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اس نے اپنے اہل وعیال کو خیر باد کہا خوشبو لگائی اور نیا لباس پہنا۔ اسے یقین تھا کہ میں ضرور قتل کر دیا جاؤں گا۔ جب یہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس سے کہا میں کیا سن رہا ہوں۔ یحییٰ نے کہا میں آپ کا غلام ہوں اور غلام بجز اپنے آقا کی اطاعت کے اور کیا کر سکتا ہے۔ ہادی نے کہا تو پھر کیوں تم میرے اور میرے بھائی کے درمیان آڑے آتے ہو۔ اور اسے میرے خلاف بھڑکاتے ہو۔ یحییٰ نے کہا بھلا امیر المومنین میں آپ لوگوں کے بیچ میں دخل دینے والا کون' آپ کے باپ نے مجھے ان کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا تھا ان کے حکم کی بجا آوری میں نے کی پھر جناب والا نے بھی مجھے اسی فرض کے انجام دینے کا حکم دیا اور میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کی' ہادی نے پوچھا پھر ہارون نے یہ کیا حرکت کی۔ اس نے کہا جی نہیں اس نے کچھ نہیں کیا ہے اور نہ اس کے دل میں کچھ ہے۔ اس گفتگو سے ان کا غصہ فرو ہو گیا۔

ہارون الرشید کو یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

واقعہ تو یہ تھا کہ ہارون اپنی ولی عہدی سے علیحدہ ہونے کے لیے خوشی سے تیار تھا مگر یحییٰ نے اسے روک دیا اس پر ہارون نے اس سے کہا کہ میں کیوں اس جھگڑے میں پڑوں استعفا کے بعد بھی مزے سے چین کروں گا کس چیز کی کمی ہے اپنی چچیری بہن کے ساتھ مدت العمر گزار دوں گا۔ ہارون اپنی بیوی ام جعفر پر فریفتہ تھا' یحییٰ نے کہا بھلا خلافت کے مقابلے میں ان باتوں کی کیا حقیقت ہے اور ممکن ہے کہ استعفا دینے کے بعد تمہارے ہاتھ میں یہ بات بھی نہ رہے بلکہ سب ہی سے ہاتھ دھونا پڑے۔ کبھی اس معاملہ میں ہادی کی بات نہ ماننا۔

ہادی اور یحییٰ بن خالد کی گفتگو:

ہادی نے جو عیسیٰ باذ میں مقیم تھے ایک رات یحییٰ کو طلب کیا۔ اس بے وقت کی طلبی سے یحییٰ خوفزدہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت خلوت گاہ میں تھے۔ یحییٰ کے آنے کے بعد انھوں نے اس شخص کو بھی طلب کیا جس نے ہادی کو یحییٰ سے ڈرایا تھا مگر وہ موجود نہ تھا ہادی کا مطلب یہ تھا کہ یہ اس سے باتیں کرے اور ہارون کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ وہ بہت دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ یحییٰ نے ہارون کے بارے میں بھی ان سے گفتگو کی اور ہادی نے یحییٰ سے وعدہ کیا کہ وہ میری طرف سے اطمینان رکھے نیز ہادی نے ایک یاقوت سرخ کی انگوٹھی بھی جو وہ پہنے تھے اسے دی اور کہا کہ یہ میری امانت ہے احتیاط سے رکھنا۔ اس کے بعد یحییٰ ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس شخص کی پھر تلاش ہوئی اور وہ ہادی کے پاس پیش ہوا۔ اس ملاقات کے بعد ہادی یحییٰ سے خوش ہو گئے۔ ایک سے زیادہ اشخاص نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس شخص کی تلاش کی گئی تھی وہ ابراہیم الموصلی تھا۔

ہادی کی یحییٰ بن خالد سے معذرت:

صالح بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ایک دن ہادی نے ربیع سے کہا یحییٰ بن خالد کو سب کے بعد میرے پاس آنے کی اجازت دینا۔ ربیع نے یحییٰ کو بلا بھیجا مگر وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو گیا جب صبح کو وہ دربار میں بیٹھے تو کوئی ایسا نہ تھا جسے دربار میں بار نہ دیا گیا ہو اس وقت عبدالصمد بن علی بن عباس بن محمد اور ان کے دوسرے تمام اعزا اور سپہ سالار عسا کر دربار میں موجود تھے سب کے آخر میں یحییٰ کو اجازت ملی' ہادی اسے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ جب وہ ان کے بالکل سامنے آ گیا تو اسے بیٹھنے کا حکم دیا اور اس سے کہا میں تم پر ظلم کرتا رہا ہوں اور تمہاری تکفیر کرتا رہا ہوں تم مجھے معاف کرو تمام لوگ یحییٰ کی اس عزت افزائی اور ہادی کے اس جملہ سے متحیر ہو گئے۔ یحییٰ نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شکر ادا کیا۔ ہادی نے پوچھا کسی شاعر نے تمہارے لیے یہ شعر کہا ہے:

لو یمس البخیل راحة یحیی لسخت نفسه ببذل النوال

ترجمہ: ''اگر بخیل یحییٰ کی ہتھیلی کو چھو لے تو وہ ایسا سخی ہو جائے کہ بخشش کے ساتھ اپنی جان بھی بخش دے''۔

یحییٰ نے کہا یہ اثر امیر المومنین کی ہتھیلی میں ہے نہ کہ آپ کے اس غلام کی ہتھیلی میں۔

ہارون کی یحییٰ بن خالد کی تعریف:

رشید کی ولایت عہد سے علیحدگی کے متعلق جب ہادی نے یحییٰ سے گفتگو کی تو یحییٰ نے کہا اگر آپ خود لوگوں کو فسخ عہد اور ترک حلف کی ترغیب دیں گے تو پھر قسم کی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رہے گی۔ مناسب یہ ہے کہ اپنے بھائی کے عہد کے متعلق تو آپ ان کو نہ چھیڑیں البتہ اس کے بعد کے لیے جعفر کی بیعت کرا لیں اس طرح اخلاقاً جعفر کی ولی عہدی زیادہ موثر ہوگی۔ ہادی نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری رائے خلوص پر مبنی ہے اس کے متعلق غور کرتا ہوں۔

جعفر کی ولی عہدی کے متعلق یحییٰ بن خالد کا مشورہ:

خزیمہ بن عبداللہ کہتا ہے کہ جب رشید کی علیحدگی کے خیال میں یحییٰ نے ہادی کی تائید نہیں کی تو انھوں نے اسے قید کر دیا یحییٰ نے ان کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ میں آپ کو ایک مخلصانہ مشورہ دینا چاہتا ہوں' ہادی نے اسے بلایا اس نے کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تخلیہ ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا اے امیر المومنین! نصیب دشمناں اگر آپ کو موت آ جائے تو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ یہ سب لوگ جعفر کی خلافت کو تسلیم کر لیں گے۔ حالانکہ ابھی وہ سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچا ہے اور کیا وہ اسے اپنی نماز' حج اور جہاد میں امام بنائیں گے۔ ہادی کے کہا بخدا! یہ خیال تو میرا ابھی نہیں ہے۔ یحییٰ نے کہا کیا آپ اس بات سے مطمئن ہیں کہ خود آپ کے اعزا میں سے بیشتر مثلاً فلاں اور فلاں نیز ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے عہد میں خلافت کے لیے جدوجہد نہ کریں گے اور اس طرح یہ منصب عظمیٰ آپ کے باپ کی اولاد سے نکل جائے گا۔ ہادی نے کہا یحییٰ تم نے مجھے آگاہ کر دیا۔ اس بنا پر یحییٰ کہا کرتا تھا کہ جتنے خلفاء سے میری گفتگو ہوئی ہے' ان میں موسیٰ سب سے زیادہ عقلمند تھا۔ یحییٰ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اگر رشید تمہارا بھائی پہلے سے ولی عہد نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کے لیے مناسب یہی تھا کہ خود آپ اسے ولی عہد بنا دیں چہ جائیکہ آپ خود اسے اس ولی عہدی سے جو مہدی نے اس کے لیے مقرر کی ہے اسے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ امیر المومنین میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس معاملے کو علی حالہ رہنے دیں جب جعفر سن بلوغ کو پہنچ جائے تو خود رشید اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جائے گا اور سب سے پہلے وہی جعفر

کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ ہادی نے اس کے مشورہ اور رائے کو قبول کیا اور اسے رہا کر دیا۔

ہارون الرشید کی ہادی سے علیحدگی:

محمد بن یحییٰ کہتا ہے کہ رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے کے متعلق اگرچہ میرے والد نے ہادی سے گفتگو کی تھی مگر پھر بھی اپنے اکثر موالیوں اور سرداران فوج کی تحریک پر ہادی نے رشید کی علیحدگی کا مستقل ارادہ کر لیا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ آیا رشید نے یہ تجویز قبول کی یا نہیں کی مگر ہادی اس سے بہت سخت ناراض ہو گئے اور اس کی زندگی دوبھر ہو گئی۔ یحییٰ نے ہارون کو مشورہ دیا کہ آپ شکار کی اجازت لے کر ان سے دور چلے جائیں اور جس طرح بنے علیحدہ رہ کر یہ زمانہ گزار دیں۔ ہارون نے اس کے متعلق ایک معروضہ ہادی کی جناب میں پیش کیا ہادی نے اسے اجازت دے دی۔ ہارون مدینۃ السلام سے چل کر قصر مقاتل آیا اور یہاں چالیس دن مقیم رہا۔ اب ہادی کو محسوس ہوا کہ ان کی کارروائی عادلانہ نہ تھی نیز انھیں ہارون کی یہ ارادی علیحدگی اور کشیدگی محسوس ہونے لگی انھوں نے اسے لکھنا شروع کیا کہ پلٹ آؤ مگر ہارون ٹالتا رہا اس طرح یہ معاملہ بہت بڑھ گیا۔ ہادی نے اسے بہت برا بھلا کہا نیز اس کے موالی اور سرداران فوج نے بھی اس پر زبان درازیاں کیں۔ اس وقت فضل بن یحییٰ رشید اپنے باپ کی طرف سے آستانہ خلافت پر متعین تھا وہ تمام واقعات کی اطلاع رشید کو لکھ دیتا تھا رشید اپنے مقام سے پلٹ آیا اور اب معاملہ نے بہت طول کھینچا۔

خیزران کا یحییٰ بن خالد کو پیغام:

یحییٰ بن خالد کا مولیٰ یزید بیان کرتا ہے کہ خیزران نے عاتکہ کو جو ہارون کی دایہ تھی یحییٰ کے پاس بھیجا اس نے یحییٰ کے سامنے رونا پیٹنا شروع کیا اور کہا کہ سیدہ آپ سے کہتی ہیں کہ خدا کے لیے تم میرے بیٹے کو قتل نہ کراؤ' جو خواہش اس کے بھائی کی ہے اسے قبول کرنے دو۔ دنیا اور اس کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں مجھے ہارون کی زندگی زیادہ محبوب ہے۔ یحییٰ نے اسے ڈانٹا کہ تجھے ان امور میں دخل دینے کا کیا حق ہے اگر ایسا ہوا جیسا کہ تم کہتی ہو تو پہلے میں' میری اولاد اور تمام کنبہ قتل ہو جائے گا تب کہیں اس تک نوبت آئے گی۔ میں اس کو دھوکا دے سکتا ہوں مگر اپنے نفس اور اپنی اولاد کو تو دھوکا نہیں دے سکتا۔

ہادی کی یحییٰ کو قتل کی دھمکی:

جب ہادی نے دیکھا کہ انعام' اکرام جاگیر کسی چیز کا ہارون کے معاملہ میں یحییٰ پر اثر نہیں ہوتا تو انہوں نے یحییٰ کو پیام بھیجا کہ اگر تم اپنے طرز عمل سے باز نہ آؤ گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا۔ اسی خوف وخطر کی حالت میں یہ سارا زمانہ بسر ہوا۔ اسی زمانہ میں یحییٰ کی ماں نے انتقال کیا مگر وہ بغداد کے قصر خلد میں ہارون کی خدمت میں تھا۔ جنازے میں شریک بھی نہ ہو سکا۔ ہارون بغداد میں اپنی ولی عہدی کے زمانے میں اسی قصر میں فروکش ہوتا تھا اور یحییٰ اس کے ہمراہ ہوتا اگرچہ وہ فروکش اپنے مکان میں ہوتا مگر صبح وشام ہارون کی خدمت میں حاضر رہتا۔

ہادی کا ہارون سے خطاب:

ہادی نے اپنے خلافت کے ابتدائی عہد میں ایک مرتبہ دربار خاص منعقد کیا۔ ابراہیم بن جعفر بن ابی جعفر ابراہیم بن سلم بن قتیبہ اور حرانی کو دربار میں بلایا یہ سب لوگ ہادی کے بائیں جانب بیٹھ گئے ان کے ساتھ وہاں ہادی کا حبشی خدمت گار اسلم نامی جس کی کنیت ابوسلیمان تھی موجود تھا ہادی اس پر بہت اعتماد کرتے تھے یہ اسے اپنے پاس بلا رہے تھے کہ اتنے میں صالح مصلی بردار نے آ

کر عرض کیا کہ ہارون بن المہدی حاضر ہے' حکم ہوا کہ آنے دو۔ اس نے دربار میں آکر ہادی کو سلام کیا اس کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر دوسری سمت سے ہو کر ان کے داہنے جانب آخری نشست پر بیٹھ گیا موسیٰ دیر تک سر جھکائے اسے غور سے دیکھتے رہے پھر ہارون کو مخاطب کر کے کہا مجھے یقین ہے کہ تم اس خواب کے پورا ہونے کے متوقع ہو اور اس وقت بھی تمہارے دل میں وہی آرزو موج زن ہے حالانکہ اس سے تم کوسوں دور ہو اس کے حاصل ہونے میں تم کو بڑے بڑے مصائب جھیلنا پڑیں گے کیوں نہ ہو تم خلافت کے امیدوار ہو۔

ہارون الرشید کے ہادی سے وعدے:

یہ سن کر ہارون دوزانو بیٹھ گیا اور اس نے کہا اے موسیٰ یاد رکھو اگر تم نے سر اٹھایا ذلیل ہو جاؤ گے اگر انکسار اختیار کرو گے تمہاری عزت اور بڑھے گی اگر ظلم کرو گے تباہ کر دیئے جاؤ گے میں اللہ سے اس بات کا امیدوار ہوں کہ یہ منصب مجھے نصیب ہوگا اس وقت میں ان لوگوں کے ساتھ انصاف کروں گا جن پر تم نے ظلم کیا ہے ان سے رشتہ قائم کروں گا جن کو تم نے علیحدہ کر دیا ہے' تمہاری اولاد کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھوں گا اور اپنی بیٹیوں سے ان کی شادیاں کر دوں گا اور اس طرح امام ہادی کا جو حق مجھ پر عائد ہوتا ہے اس سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی سعی بلیغ کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے ابوجعفر بے شک تم سے اسی قسم کی توقع کی جاتی ہے میرے قریب آؤ۔ ہارون ان کے پاس گیا اور اس نے ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر اپنی نشست پر واپس جانے لگا۔

ہادی کا ہارون الرشید سے حسن سلوک:

ہادی نے کہا یہ نہیں ہوگا ہمارے معزز شیخ اور شریف فرمانروا یعنی تمہارے دادا منصور نے ہمیشہ تم کو میرے ساتھ بٹھایا ہے۔ چنانچہ اب ہادی نے اسے بھی اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور حرانی کو حکم دیا کہ اسی وقت دس لاکھ دینار میرے بھائی کو لے جا کر دو نیز جب خراج وصول ہو جائے تو اس میں سے نصف ان کو دینا۔ اس کے علاوہ اس وقت ہمارے توشہ خانہ میں اور خزانوں میں جو کچھ ہو اور جو ہمیں بیش بہا اشیا اس ملعون خاندان (بنی امیہ) سے دستیاب ہوئی ہیں وہ سب ان کو لے جا کر دکھاؤ اور جس قدر یہ چاہیں اس میں سے لے لیں۔ حرانی نے حکم کی بجا آوری کی۔ جب ہارون دربار سے اٹھا تو ہادی نے صالح کو حکم دیا کہ ان کا گھوڑا فرش دربار تک لاؤ۔

مہدی کا خواب:

عمر والرومی اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے چونکہ ہارون مجھ سے مانوس تھے میں اٹھ کر ان کے پاس گیا اور میں نے پوچھا اے میرے آقا وہ کیا خواب ہے جس کی طرف امیر المومنین نے اشارہ کیا ہے۔ ہارون نے کہا مہدی نے یہ بات بیان کی تھی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے ایک شاخ موسیٰ کو دی اور ایک ہارون کو دی موسیٰ کی شاخ صرف چوٹی پر تھوڑے سے پتے نکلے ہیں اور ہارون کی شاخ میں نیچے سے لے کر اوپر تک پتے نکلے ہیں مہدی نے حکم بن موسیٰ القمری ابوسفیان کو بلایا اور اس خواب کی تعبیر دریافت کی اس نے کہا حکومت دونوں کو ملے گی مگر موسیٰ کا زمانہ قلیل ہوگا البتہ ہارون اپنی مدت العمر خلیفہ رہے گا اور اس کا عہد خلافت بہترین عہد ہوگا۔

ہارون الرشید کا پابندیٔ عہد:

کے چند ہی روز کے بعد موسیٰ بیمار پڑے اور صرف تین دن علیل رہ کر انھوں نے انتقال کیا۔ ہارون نے خلیفہ ہونے کے بعد مَیمونہ کی شادی جعفر بن موسیٰ اور فاطمہ کی شادی اسمٰعیل بن موسیٰ سے کر دی' خلافت سے پہلے جو وعدے اس نے کیے تھے وہ سب پورے کیے اور واقعی اس کا عہد بہترین عہد ثابت ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہادی حدیثۃ الموصل گئے تھے وہاں بیمار ہو گئے جب مرض نے شدت اختیار کی تو پلٹ آئے۔

عمالوں کی طلبی کا فرمان:

عمرویشکری شاگرد پیشہ بیان کرتا ہے کہ شرق وغرب میں اپنے تمام عمالوں کو حاضری دربار کا فرمان لکھ کر کر ہادی حدیثہ سے پلٹے۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی تو وہ تمام عمائد اور اکابر جنھوں نے ہادی کے ایما سے ان کے بیٹے جعفر کی ولایت عہد کی بیعت کی تھی مشاورت کے لیے جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر یحیٰی کو یہ اقتدار حاصل ہو گیا تو وہ ہم سب کو قتل کر دے گا کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ طے یہ پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک ہادی کا حکم لے کر یحیٰی کے پاس جائے اور اسے قتل کر دے مگر پھر ان لوگوں نے کہا کہ اگر امیر المومنین اچھے ہو گئے تو ہم اپنی اس کارروائی کا ان کو کیا جواب دے سکیں گے اس خوف سے یہ سب لوگ چپ ہو گئے۔

خیزران کی یحیٰی بن خالد کو ہدایت:

خیزران نے یحیٰی کو اطلاع دی کہ اب اس کا وقت آخر ہے جو مناسب ہو وہ انتظام کر لو اور پوری طرح تیار رہو رشید کی تمام زندگی میں حقیقی اقتدار حکومت اسی کو حاصل رہا۔ یحیٰی نے بہت سے منشی بلائے ان کو فضل بن یحیٰی کے مکان میں ایک جا بٹھایا انھوں نے اس تمام رات رشید کی جانب سے تمام والیوں اور عمال سلطنت کو مراسلے لکھے جس میں ہادی کی وفات کی اطلاع لکھی اور یہ لکھا کہ میں رشید تم کو تمہارے موجودہ مناصب پر برقرار رکھتا ہوں' جب ہادی کی روح پرواز کر گئی تو اب یہ مراسلے ڈاک کے ذریعہ تمام اقطاع اور اکناف سلطنت میں دوڑا دیئے گئے۔

خیزران کا عہد:

فضل بن سعید اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ خیزران نے قسم کھائی کہ وہ موسیٰ الہادی سے بات نہیں کرے گی اور اسے چھوڑ کر علیحدہ جا رہی تھی جب ہادی کی موت کا وقت قریب آیا اور قاصد نے اس کی اطلاع اسے دی تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں۔ خالصہ نے کہا بی بی یہ وقت خفگی اور غصہ کے اظہار کا نہیں ہے آپ ضرور اپنے بیٹے کے پاس جائیں اس نے کہا وضو کے لیے پانی لاؤ تا کہ نماز پڑھ لوں اس کے بعد کہنے لگی کہ ہم پہلے سے اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے آئے ہیں کہ آج رات کو ایک خلیفہ مرے گا دوسرا برسر خلافت فائز ہو گا اور تیسرا پیدا ہو گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ اسی رات موسیٰ نے انتقال کیا رشید خلیفہ ہوئے اور مامون پیدا ہوا۔

فضل بن سعید کی روایت:

فضل بن سعید اس روایت کا بیان کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عبداللہ سے بیان کی اس نے مجھ سے بالکل وہی واقعہ بیان کیا جو میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ خیزران کو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی تھی اس نے کہا خیزران نے یہ بات اوزاعی سے سنی تھی۔

خیزران کو ہادی کی موت کی اطلاع:

سلیمان کی پوتی زینب بیان کرتی ہے کہ جب موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں انتقال کیا تو خیزران نے ہمیں یہ خبر سنائی اس وقت وہاں ہم چار عورتیں موجود تھیں ایک میں ایک میری بہن اور ام الحسن اور عائشہ سلیمان کی بیٹیاں۔ ہمارے ساتھ ریطہ ام علی بھی تھی۔ خالصہ آئی خیزران نے اس سے پوچھا کیا ہوا' اس نے کہا موسیٰ نے انتقال کیا اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ خیزران نے کہا اگر موسیٰ مر گیا تو ہارون تو زندہ ہے۔ ستو لا۔ خالصہ ستو لائی۔ خیزران نے بھی پیا اور ہم سب کو بھی پلایا پھر اسے حکم دیا کہ میری ان آقازادیوں کو چار لاکھ دینار لا کر دو۔ پھر پوچھا میرے بیٹے ہارون نے اب تک کیا کیا؟ اس نے کہا انھوں نے قسم کھائی ہے کہ وہ ظہر بغداد میں پڑھیں گے۔ خیزران نے کہا تو سواریاں منگواؤ میں اب یہاں بیٹھ کر کیا کروں وہ تو بغداد روانہ ہو گئے۔ خیزران بھی بغداد میں ہارون سے آملی۔

ہادی کی وفات ومدت حکومت:

ابومعشر کہتا ہے کہ موسیٰ نے جمعہ کی رات کو ربیع الاوّل کے نصف میں وفات پائی' واقدی کہتا ہے کہ موسیٰ نے عیسیٰ باذ میں ماہ ربیع الاوّل کے نصف میں وفات پائی۔ ہشام بن محمد کہتا ہے کہ موسیٰ الہادی نے جمعہ کی رات ۱۴/ ربیع الاوّل ۱۸۰ھ میں انتقال کیا۔ بعض ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے جمعہ کی رات ۱۶/ ربیع الاوّل کو وفات پائی اور ایک سال تین مہینے حکومت کی ہشام کہتا ہے کہ ہادی نے چودہ ماہ حکومت کی اور چھبیس سال عمر پائی۔ واقدی کہتا ہے کہ ہادی کی مدتِ خلافت ایک سال ایک ماہ اور بائیس دن ہے۔ متذکرۂ بالا ارباب سیر کے علاوہ اور راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ہادی نے سنیچر کے دن ۱۰/ ربیع الاوّل کو یا جمعہ کی رات میں تئیس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ایک سال ایک ماہ اور ۲۳ دن حکومت کی۔ اس کے بھائی ہارون بن محمد الرشید نے نماز جنازہ پڑھی' ابومحمد کنیت تھی۔ ان کی ماں خیزران ام ولد ہے۔ یہ عیسیٰ باذ الکبریٰ میں اپنے ہی باغ میں دفن کیے گئے۔

ہادی کا حلیہ:

یہ دراز قامت' فربہ اندام' جمیل وشکیل اور گورے تھے۔ سرخ مونچھیں تھیں بالائی ہونٹ سکڑا ہوا تھا اطبق لقب تھا یہ رے کے علاقہ میں شیروان میں پیدا ہوئے تھے۔

ہادی کی ازواج واولاد:

نو بچے تھے' سات لڑکے اور دو لڑکیاں' ایک لڑکا جعفر تھا جسے وہ خلافت کے لیے تیار کر رہے تھے اور دوسروں کے نام یہ ہیں۔ عباس' عبداللہ' اسحاق' اسمٰعیل' سلیمان اور موسیٰ الاعمیٰ' یہ اندھا تھا اور ہادی کے مرنے کے بعد پیدا ہوا تھا ان سب کی مائیں لونڈیاں تھیں' بیٹیوں میں ایک ام عیسیٰ مامون کی بیوی تھی اور دوسری ام العباس بنت موسیٰ تھی' جس کا لقب نونہ تھا۔

باب ۱۵

خلیفہ ہادی کی سیرت

سعید بن مسلم کا بیان:

سندھی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ جب مہدی کے مرنے اور ہادی کے خلیفہ ہونے کی خبر آئی اس وقت میں ہادی کے ساتھ جرجان میں موجود تھا۔ یہ فوراً ڈاک کے ذریعہ بغداد روانہ ہوئے۔ سعید بن سلم بھی ان کے ہمراہ تھا۔ مجھے انھوں نے خراسان بھیج دیا تھا یہ حسب ذیل واقعہ مجھ سے اسی سعید نے بیان کیا کہ جب ہم جرجان کے مکانات اور باغوں کے درمیان سے گزر رہے تھے تو ہادی کو ان باغوں میں سے ایک شخص کے گانے کی آواز آئی انھوں نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو ابھی میرے پاس حاضر کرو۔

سلیمان بن عبدالملک اور گویئے کا واقعہ:

میں نے کہا امیر المومنین اس بیہودہ کا قصہ بالکل سلیمان بن عبدالملک کے قصہ کے مشابہ ہے۔ ہادی نے کہا وہ کیا ہے' میں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک اپنے حرم کے ساتھ اپنی کسی سیرگاہ میں مصروف عیش ونشاط تھا کہ ایک دوسرے باغ سے اسے ایک مرد کے گانے کی آواز آئی اس نے اپنے صاحب شرطہ کو حکم دیا کہ اس گانے والے کو ابھی حاضر کرو' وہ اسے لے آیا اور جب وہ گانے والا سلیمان کے روبرو آ کر کھڑا ہوا تو اس نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ میں تیرے قریب فروکش ہوں میرے ہمراہ میری حرم ہیں' پھر اسی وقت تجھے گانے کی کیا ضرورت پیش آئی' کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب گھوڑی نر کی آواز سنتی ہے تو اس کی طرف گرویدہ ہو جاتی ہے اے غلام اسے نامرد بنادے۔ چنانچہ اس شخص کو نامرد کر دیا گیا۔ دوسرے سال سلیمان پھر اسی سیرگاہ میں آیا اور وہیں آ کر بیٹھا جہاں گزشتہ سال بیٹھا تھا اسے اس گانے والے کا قصہ بھی یاد آیا اور اب پھر اس نے اپنے کوتوال کو اس کی حاضری کا حکم دیا وہ حاضر کیا گیا اور وہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہوا تو سلیمان نے اس سے کہا تجھے کسی نے فروخت نہیں کیا کہ ہم ہی خرید لیتے اور نہ کسی نے تجھے یوں ہی بخشا ورنہ ہم تیرے عوض کسی غلام کو دے کر تجھے لے لیتے۔ اس کے جواب میں بخدائے لایزال اس شخص نے لفظ خلیفہ بھی سلیمان کو مخاطب نہیں کیا' بلکہ بے باکانہ طور پر کہنے لگا' اے سلیمان! اللہ سے ڈرو تم نے میری نسل قطع کر دی' میری آبرو برباد کر دی اور مجھے لذت سے محروم کر دیا اور پھر تم مجھ سے اس قسم کا سوال کرتے ہو بخدا! میرا تمہارا معاملہ خدا کے سامنے پیش ہوگا یہ واقعہ سن کر موسیٰ الہادی نے غلام کو حکم دیا کہ کوتوال کو واپس بلاؤ وہ بلالایا انھوں نے اسے کہا کہ اس شخص سے کوئی تعارض نہ کرو جانے دو۔

ہادی کا دربار عام منعقد کرنے کا حکم:

ابو موسیٰ ہارون بن محمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ الہادی کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن صالح نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں اپنے لڑکپن میں ایک دن ہادی کے سرہانے کھڑا تھا' انھوں نے مسلسل تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی تھی۔ حرانی آیا اس نے عرض کیا کہ آپ نے تین دن سے مظالم کی سماعت نہیں کی ہے اس طرح تو عوام آپ کے مطیع اور منقاد نہیں رہ سکتے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھے دیکھا اور کہا' اے علی جاؤ دربار عام منعقد کرو اور دربار خاص نہ ہو' یہ حکم سن کر تیزی سے اڑتا ہوا چلا جارہا تھا کہ میں ذرا ٹھہرا اور چونکہ اس مفہوم کے

لیے انھوں نے جو جملہ کہا تھا وہ مبہم تھا میں نے سوچا کہ اس جملہ سے امیر المومنین کا مطلب کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں انھیں سے پلٹ کر پوچھوں تو وہ کہیں گے کہ تو میرا حاجب ہو کر میری بات نہیں سمجھتا اب میرے دل میں بات آ گئی' میں نے اس اعرابی کو طلب کیا' جو امیر المومنین کی خدمت میں باریاب ہونے آیا تھا اور اس سے ان کے جملہ کے معنی پوچھے' اس نے بتا دیئے۔ میں نے حکم دیا کہ تمام پردے اٹھا دیئے جائیں اور دروازے کھول دیئے جائیں چنانچہ اب لوگ بالکل سویرے سے بارگاہ خلافت میں جوق در جوق آنے لگے' رات ہونے تک وہ مظالم کی سماعت کرتے رہے۔

علی بن صالح کی ایک اعرابی کی سفارش:

جب دربار برخواست ہوا تو میں سامنے جا کر کھڑا ہوا۔ پوچھا کچھ کہنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین جناب والا نے آج مجھ سے ایسا جملہ کہا تھا کہ پہلے تو میں اس کا مطلب ہی نہ سمجھ سکا کیونکہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی سنا نہ تھا مگر میں اس بات سے بھی ڈرا کہ آپ کے پاس واپس آ کر اس کا مطلب دریافت کروں کیونکہ آپ یہ نہ کہیں کہ میرے حاجب ہو کر تم میری بات نہیں سمجھتے اس خوف سے میں نے اس اعرابی کو بلایا جو باریابی کے لیے آستانہ خلافت پر حاضر تھا اس نے مجھے آپ کے جملہ کا مطلب سمجھا دیا اس کی اس خدمت کا آپ میری طرف سے کوئی صلہ دے دیجیے انھوں نے کہا اچھی بات ہے ایک لاکھ درہم لے جا کر دے دو میں نے عرض کیا' امیر المومنین وہ نرا بدوی ہے اسے دس ہزار بہت ہیں اتنے میں وہ خوشحال ہو جائے گا' کہنے لگے علی میں سخاوت کرتا ہوں اور تم بخل کرتے ہو۔

خیزران کی عیادت پر مظالم کی سماعت کو ترجیح:

یہی راوی علی بن صالح دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے ایک مرتبہ خیزران کچھ بیمار ہوئی ہادی اس کی عیادت کے لیے چلے' راستہ میں عمر بن بزیع نے سامنے آ کر عرض کیا کہ اس سے زیادہ ضروری فرض موجود ہے۔ پہلے ادھر چلیے۔ پوچھا کیا عمر نے کہا مظالم کی آپ نے تین روز سے سماعت نہیں فرمائی ہے اس عیادت سے یہ زیادہ ضروری ہے۔ ہادی نے اپنی جلو میں چلنے والی جماعت کو اشارہ کیا کہ دربار عام کی طرف چلو اور اپنے ایک خدمت گار کو خیزران کے پاس اپنے اس وقت کے نہ آنے کی معذرت کے لیے بھیج دیا اسے ہدایت کی کہ کہہ دینا کہ عمر بن بزیع نے ہمیں متنبہ کیا کہ اللہ کے حق کی ادائیگی ہم پر تمہارے حق سے زیادہ ضروری ہے اس وجہ سے ہم آج تمہارے پاس نہ آ سکے' ان شاء اللہ کل صبح عیادت کو آئیں گے۔

عبداللہ بن مالک سے جواب طلبی:

عبداللہ بن مالک مہدی کا کوتوال بیان کرتا ہے کہ مہدی ہادی کے ندیموں اور گویوں کو طلب کر کے مجھے ان کے مارنے کا حکم دیتے' ہادی مجھ سے ان کی سفارش کرتے کہ میں ان کے ساتھ ملائمت اور نرمی برتوں۔ مگر میں ہادی کی سفارش پر ذرا توجہ نہ کرتا اور مہدی کے حکم کی بجا آوری کر دیتا۔ جب ہادی خلیفہ ہوئے تو اب مجھے یقین تھا کہ میں مارا جاؤں گا ایک دن انھوں نے مجھے طلب کیا۔ میں سر سے کفن لپیٹ کر اور حنوط مل کر حاضر دربار ہوا وہ ایک کرسی پر متمکن تھے تلوار اور چمڑا سامنے رکھا تھا۔ میں نے سلام کیا اس کے جواب میں انھوں نے کہا تجھ پر سلامتی نہ ہو تم کو وہ دن بھی یاد ہے جب میں نے حرانی کے متعلق تم سے کہلا بھیجا تھا اور امیر المومنین نے اس کے مارنے اور قید کرنے کا حکم دیا تھا۔ تم نے میری سفارش نہیں مانی' نیز فلاں اور فلاں ندیموں کے

معاملہ میں بھی تم نے میری کچھ نہ سنی۔

عبداللہ بن مالک کی معذرت:

میں نے عرض کیا امیر المومنین بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ اجازت ہو تو کچھ میں بھی اس کے متعلق عرض کروں۔ انھوں نے مجھے عذر پیش کرنے کی اجازت دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اسی عہدہ پر مقرر کریں جس پر آپ کے والد نے مجھے کیا تھا اور پھر آپ مجھے کسی کام کا حکم دیں اور آپ کا کوئی لڑکا مجھے اس کی خلاف ورزی کا حکم دے میں اس کا حکم بجا لاؤں اور آپ کے حکم کی نافرمانی کروں تو کیا یہ بات آپ کو اچھی معلوم ہوگی' انھوں نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا' میں نے کہا تو بس یہی طرز میرا آپ کے اور آپ کے والد کے ساتھ تھا۔

عبداللہ بن مالک کی معافی و بحالی:

یہ جواب سن کر انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا میں نے ان کے ہاتھ چومے' انھوں نے مجھے خلعت سے سرفراز کیا اور کہا کہ میں تم کو اسی عہدہ پر مقرر کرتا ہوں جس پر تم پہلے فائز تھے جاؤ اپنا کام کرو۔ میں ان کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان چلا آیا۔ مگر اپنے اور ان کے آئندہ تعلقات پر غور کرتا رہا کہ کیونکر نبھیں گے۔ یہ بالکل نوجوان ہیں شراب کے عادی ہیں وہی لوگ ان کے ندیم' وزیر اور اہل کار ہیں جن کے متعلق میں نے ان کی بات نہیں مانی تھی۔ مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ جب یہ شراب سے بدمست ہو جائیں گے تو وہ لوگ میرے متعلق ان کی رائے کو خراب کر دیں گے اور وہ کام کرائیں گے جن کا مجھے اندیشہ ہے۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک کے مکان پر آمد:

میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت میری ایک چھوٹی بچی میرے سامنے بیٹھی تھی انگیٹھی سامنے رکھی تھی اور میں چپاتیوں کے ٹکڑے شوربے میں بھگو کر ان کو آگ پر سینک کر بچی کو دے جا رہا تھا' اتنے میں ایک زبردست شور سنائی دیا۔ شور کی کثرت اور ٹاپوں کی آواز سے میں نے تو خیال کیا کہ دنیا تہ و بالا ہوگئی اور اب میں نے اپنے دل میں کہا یہ وہی ہے جس کا مجھے ان کی طرف سے اندیشہ تھا اب میری خیر نہیں۔ یکا یک دروازہ کھلا خدمت گار اور چوب دار اندر آئے میں نے دیکھا کہ امیر المومنین ہادی بھی ان کے وسط میں ایک گدھے پر سوار موجود ہیں ان کو دیکھتے ہی میں اپنے جگہ سے تڑپ کر لپکا اور میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کے ہاتھ پاؤں چومے بلکہ ان کے گدھے کے کھروں کو بھی بوسہ دیا۔

ہادی کی عبداللہ بن مالک پر عنایت:

کہنے لگے اے عبداللہ میں نے تمہارے معاملہ پر غور کیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ تمہارے دل میں یہ خطرہ گزرا ہوگا کہ جب میں پی لوں گا اور میرے گرد تمہارے دشمن ہی دشمن ہوں گے تو وہ میرے حسن رائے کو جو تمہارے متعلق قائم ہوئی ہے بدل دیں گے اور پھر میں تم کو اذیت پہنچاؤں گا اس اندیشہ کی وجہ سے میں خود تمہارے مکان پر آیا ہوں کہ تم سے اپنا انس ظاہر کروں اور بتاؤں کہ میرے دل سے تمہاری برائی نکل گئی ہے' لاؤ میں بھی وہی کھاؤں گا جو تم کھا رہے تھے تا کہ تمہارے کھانے میں شریک ہونے اور خود تمہارے گھر آنے سے تمہارا حق مجھ پر قائم ہو اور اس طرح تمہارے دل سے خوف اور وحشت جاتی رہے۔ میں نے چپاتیاں اور سالن کا سکورا ان کے سامنے رکھ دیا' انھوں نے اسے کھا لیا اور پھر اپنے خدمت گاروں کو حکم دیا کہ وہ تحفہ لاؤ جو ہم عبداللہ کے لیے

اپنے دربار سے لائے ہیں چار سو خچر درہموں سے لدے ہوئے میرے گھر کے اندر لائے گئے' مجھ سے کہا لو یہ تمہارا حصہ یہ ہے ان کو اپنے کام میں لاؤ البتہ یہ خچر میرے ہیں ان کو تم اپنے پاس امانت رکھو شاید کبھی کسی سفر کے لیے مجھے ان کی ضرورت ہوئی تو میں منگوالوں گا۔ پھر کہنے لگے اللہ تم کو اپنے سایہ میں خیریت سے رکھے۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ بن مالک کا بیان:

عبداللہ بن مالک کا بیٹا موسیٰ کہتا ہے ہمارے محل کے وسط میں جو باغ تھا وہ انھوں نے مجھے دے دیا تھا اسی باغ کے گرد انھوں نے ان خچروں کے اصطبل بنائے اور جب تک ہادی زندہ رہے یہ خود ان خچروں کی نگہداشت کرتے رہے۔

عبداللہ بن یعقوب کو سزا دینے کا حکم:

محمد بن عبداللہ بن یعقوب بن داؤد بن طہمان السلمی کہتا ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان کا غضب اور خوشنودی خلفاء کی سی تھی میرے باپ کہا کرتے تھے کہ کسی عربی یا عجمی کا میں اس قدر ممنون نہیں ہوں جس قدر عیسیٰ بن ماہان کا ہوں یہ ایک روز میری قید کی حالت میں میرے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا کہنے لگا' امیر المومنین موسیٰ الہادی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سو کوڑے ماروں' اب وہ میرے ہاتھ اور مونڈھے پر اس طرح کوڑا رکھنے لگا کہ وہ فقط ان کو مس کرتا اسی طرح اس نے سو شمار کیے اور چلا گیا ہادی نے اس سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کے حکم کی بجا آوری کر دی۔ انھوں نے پوچھا پھر اس پر کیا گزری اس نے کہا وہ مر گیا' کہنے لگے انا للہ و انا الیہ راجعون. تم نے یہ کیا غضب کیا وہ نیک آدمی تھا تم نے سب کے سامنے مجھے بدنام کیا' سب یہی کہیں گے کہ امیر المومنین نے یعقوب کو قتل کر دیا جب میرے باپ نے ان کو اتنا پریشان پایا تو کہا کہ امیر المومنین وہ مرا نہیں' زندہ ہے۔ اس پر ہادی نے خوشی کے اظہار میں الحمد للہ کہا۔

ہادی کی فضل بن ربیع کو ہدایت:

ربیع کے بعد ہادی نے اس کے بیٹے فضل کو حاجب خاص مقرر کر دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ لوگوں کو میرے پاس آنے سے نہ روکنا ورنہ برکت جاتی رہے گی۔ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کرنا کہ جب میں اس کی تحقیق کروں تو وہ غلط ثابت ہو کیونکہ اس سے حکومت اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا۔

ایک مجرم کی رحم کی درخواست:

موسیٰ بن عبداللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص ہادی کے سامنے پیش کیا گیا ہادی اس کے جرائم بیان کر کے اسے دھمکی دینے لگے' اس نے عرض کیا امیر المومنین بڑی مشکل ہے اگر میں اس فرد جرم کی جواب دہی کروں تو آپ کی بات رد ہوتی ہے اور اگر تسلیم کروں تو جرائم کی پاداش کا مستوجب ہوتا ہوں مگر میں اس کے جواب میں یہ شعر پڑھ دیتا ہوں:

فان کنت ترجوا فی العقوبة رحمة　　　فلا تزھدن عند المعافاة فی الاجر

تنرجمہ: ''جب کہ وجوب سزا کے بعد بھی آپ کے رحم و کرم کی امید کی جاتی ہے تو پھر ضرور ہے کہ آپ معافی کے قبول کرنے میں تو کچھ دریغ نہ کریں گے''۔

یہ سن کر ہادی نے اس شخص کو رہا کر دیا۔

عمر بن شبہ کا بیان:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ سعید بن مسلم ہادی کی خدمت میں حاضر تھا کہ رومیوں کا وفد حاضر دربار ہوا۔ سعید اگرچہ جوان تھا مگر اس کے سر کے بال جا چکے تھے اس وجہ سے اس نے ایک بڑی ٹوپی پہن رکھی تھی موسیٰ نے اس سے کہا کہ اپنی ٹوپی اتار دو تا کہ اپنے سر کی صفائی کی وجہ سے تم کبیر سن نظر آؤ۔

ہادی اور حسن بن عبدالخالق:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق اپنے باپ کی روایت نقل کرتا ہے کہ میں فضل بن الربیع کی ملاقات کے لیے عیسا باذ جا رہا تھا اثنائے راہ میں امیر المومنین موسیٰ الہادی سے جو اب خلیفہ تھے مڈبھیڑ ہوئی میں ان کو پہچانتا نہ تھا وہ شلوکہ پہنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں ایک لانبا بانس تھا جو راستہ میں ملتا اسے وہ ٹھوکہ دیتے۔ مجھے للکارا' اے فاحشہ زادے! اب جو میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انسان کیا ہے ایک بڑا بت ہے جو میرے سامنے ہے جسے میں نے شام میں دیکھا تھا اور اس کی دونوں رانیں اتنی بڑی ہیں جیسے کہ اونٹ کی رانیں' میں نے فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ بڑھایا اس شخص نے کہا معلوم ہے' امیر المومنین ہیں۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی میرا یہ جانور بار بردار تھا' یہ مجھے فضل بن ربیع نے دیا تھا اور اس نے اسے چار ہزار درہم میں خریدا تھا' میں محمد بن القاسم صاحب الحرس کے مکان میں گھس گیا امیر المومنین اس کے دروازے پر ٹھہر گئے۔ بانس ان کے ہاتھ میں تھا انھوں نے مجھ سے کہا' اے فاحشہ زادے! باہر آ مگر میں نہیں گیا وہ اپنی راہ چلے گئے۔ میں نے فضل سے کہا کہ آج امیر المومنین سے میرا مواجہہ ہو گیا تھا اور یہ واقعہ پیش آیا اس نے کہا سوائے بغداد کے کسی اور جگہ میں تمہاری صورت نہ دیکھوں فوراً بغداد چلے جاؤ جب میں جمعہ کی نماز کے لیے وہاں آؤں مجھ سے ملنا۔ اس کے بعد میں ہادی کی زندگی میں پھر کبھی عیسا باذ نہیں گیا۔ حسین بن معاذ بن مسلم ہادی کا دودھ شریک بھائی بیان کرتا ہے کہ جب میں اور موسیٰ تنہا ہوتے تو ان کا ذرا بھی رعب میں محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ بسا اوقات میرے ان کے کشتی بھی ہوئی اور میں نے ان کو زمین پر پٹک دیا مگر جب وہ خلیفہ کا لباس پہن کر دربار کرتے اور اس میں اوامر ونواہی نافذ کرتے تو میں ان کے سرہانے کھڑا ہوتا اس وقت بخدا! ان کے رعب اور ہیبت کی وجہ سے میرا دل قابو میں نہ رہتا۔

ابراہیم بن مسلم سے ہادی کی تعزیت:

ہادی کے عہد میں ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ صاحب مرتبت تھا ابراہیم کا کوئی بیٹا مر گیا ہادی اس کی تعزیت کے لیے اس کے گھر آئے وہ اس وقت ایک دور نگے گدھے پر سوار تھے' کسی شخص کی روک ٹوک نہ تھی جو چاہتا سلام کر لیتا اسی طرح وہ ابراہیم کے ایوان میں اتر پڑے اور اس سے کہا اس کی پیدائش سے تم کو خوشی ہوئی ہوگی مگر ممکن ہے کہ وہ تمہارا دشمن اور باعث مصیبت ثابت ہوتا اور اب اس کی موت سے تم کو رنج پہنچا ہے' ممکن ہے کہ اس میں اللہ نے تمہارے لیے کوئی بھلائی مضمر رکھی ہو' ابراہیم نے کہا امیر المومنین آپ کے ارشاد سے میرے ہر جز و بدن میں جہاں اب تک غم متمکن تھا اب صبر جاگزیں ہو گیا ہے جب ابراہیم مر گیا تو اس کے بعد سعید بن مسلم صاحب مرتبت مقرر رہوا۔

علی بن حسین پر مہدی کا عتاب:

عمر بن شبہ بیان کرتا ہے کہ علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علیؓ بن ابی طالب الملقب بالجرزی نے رقیہ بنت عمرو العثمانیہ

سے جو مہدی کے نکاح میں رہ چکی تھی شادی کی' اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں موسیٰ الہادی کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انہوں نے علی کو بلا کر اسے ڈانٹا اور جاہل ٹھہرایا اور کہا کہ امیر المومنین کی بیوی کے علاوہ کیا دنیا میں اور عورت تیرے لیے نہ تھی اس نے کہا میرا دادا رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے علاوہ اللہ نے کسی دوسرے کی بیوی کو محرم قرار نہیں دیا ہے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے علاوہ کسی کو کوئی فضیلت حاصل نہیں اس جواب پر ہادی نے اسے چھڑی ماری اور حکم دیا کہ پانچ سو درے لگائے جائیں چنانچہ اس حکم کی بجا آوری ہوئی انھوں نے علی کو حکم دیا کہ تم اسے طلاق دے دو مگر اس نے نہ مانا یہ ایک چمڑے پر اٹھا کر ایک کونے میں ڈال دیا گیا اس کے ہاتھ میں ایک پراسرار انگوٹھی تھی کسی خدمت گار کی نظر اس پر پڑی کوڑوں کی مار سے علی پر غشی طاری تھی خدمت گار انگوٹھی اتارنے جھکا علی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توڑ ڈالا وہ چلاتا ہوا ہادی کے پاس آیا اور ان کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ ہادی نے علی کو گالیاں دیں اور کہنے لگے کہ اس کی یہ جرأت ہوئی کہ میرے باپ کے حق کے ساتھ اس نے استحقاف کیا اور مجھ سے یہ گفتگو کی اور اب اس نے میرے خدمت گار کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

علی بن حسن کی رہائی:

ہادی نے ایک شخص کو بھیجا کہ وہ علی سے اس حرکت کی وجہ دریافت کرے اس نے کہا اسی خدمت گار سے پوچھو اسے حکم دو کہ وہ تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھائے اور حق بات بیان کردے موسیٰ نے اسی طرح حلف لے کر اس سے پوچھا خدمت گار نے علی کے بیان کی تصدیق کی۔ ہادی کہنے لگے کہ میں اس پر احسان کروں گا بخدا! میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اگر وہ یہ طرز اختیار نہ کرتا تو میں اس کی قرابت سے انکار کر دیتا اس کے بعد ہادی نے علی کو رہا کر دیا۔

ابو ابراہیم الموزن بیان کرتا ہے کہ دہری زرہیں پہنے ہوئے ہادی اپنے گھوڑے پر کود کر سوار ہو جاتے تھے۔ مہدی ان کو کہتے تھے کہ یہ میری ریحان ہے۔

زندیقوں کو قتل کرنے کی ہدایت:

ایک زندیق مہدی کے سامنے پیش کیا گیا مہدی نے اس سے توبہ کرانا چاہی اس نے انکار کیا مہدی نے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا اور موسیٰ سے جو موجود تھا کہا اے میرے بیٹے۔ جب خلافت تم کو ملے تو تم اس جماعت یعنی پیروان مانی کی تلوار سے خبر لینا یہ ایک فرقہ ہے جو ظاہر اطور پر تو لوگوں کو حسن اخلاق کی مثلاً فحش سے اجتناب' ترک دنیا اور آخرت کے لیے عمل کی دعوت دیتا ہے جب کوئی شخص ان باتوں کو قبول کر لیتا ہے تو یہ جماعت پھر گوشت کھانے صاف پانی استعمال کرنے اور کیڑے مکوڑوں کے مارنے کو قطعی حرام کر دیتی ہے اس کے بعد وہ دو یعنی نور اور ظلمت کی پرستش کی دعوت دیتی ہے جب اسے بھی کوئی شخص قبول کر لیتا ہے تو اس کے بعد اس شخص کے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا' پیشاب سے نہانا اور راستہ میں سے چھوٹے بچوں کو چرا کر لے جانا تاکہ ان کو گمراہی کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کی روشنی بتائی جائے' مباح ہو جاتا ہے۔ اس فرقہ کو خوب دل کھول کر قتل کرنا اور سولی پر لٹکا دینا اور اس طرح اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی جناب میں تقرب طلب کرنا میں نے تمہارے دادا عباس کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے میری کمر میں دو تلواریں باندھی ہیں اور ان ثنویوں کے قتل کا حکم دیا ہے۔

اپنے خلیفہ ہونے کے دس ماہ کے بعد ایک دن موسیٰ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو اس فرقہ کا ایک شخص بھی زندہ نہ چھوڑوں

گا سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے حکم دیا تھا کہ سولی کے لیے ایک ہزار درخت کے تنے تیار کیے جائیں لوگوں نے کہا کہ یہ مقدار فلاں ماہ میں مہیا ہو سکے گی مگر اس کے دو ماہ بعد ہادی نے وفات پائی اس لیے ان کا یہ منصوبہ صرف منصوبہ ہی رہا۔

ہادی اور عیسیٰ بن داب:

عیسیٰ بن داب حجازیوں میں سب سے بڑا ادیب اور شیریں گفتار تھا ہادی کے مزاج میں اسے اس قدر درخور حاصل ہو گیا تھا جو کسی دوسرے کو میسر نہ تھا' صرف یہی ایک ایسا شخص تھا کہ ہادی کے دربار میں اس کے لیے تکیہ منگوایا جاتا جس کے سہارے وہ بیٹھتا کسی دوسرے کی یہ عزت نہ تھی' ہادی اس سے کہا کرتے' رات یا دن میں کوئی موقع ایسا نہیں آیا جب کہ تمہاری ملاقات اور موجودگی مجھے دوبھر ہوئی ہو جب تم میری نظروں سے غائب ہوتے ہو مجھے پھر تمہاری دید ہی کی آرزو ہوتی ہے۔ اس کی گفتگو بہت پرلطف ہوتی تھی نہایت عمدہ اور نادر قصے کہانیاں بیان کرتا' بہت سے منتخب اشعار یاد تھے جن کو وہ موقع اور محل کی مناسبت سے پڑھتا۔

عیسیٰ بن داب پر ہادی کی عنایت:

ایک رات ہادی نے حکم دیا کہ اسے تیس ہزار دینار دیئے جائیں' صبح کو ابن داب نے اپنے داروغہ کو ہادی کی ڈیوڑھی پر بھیجا' اور ہدایت کی کہ حاجب سے جا کر کہنا کہ یہ رقم ہمیں بھیج دیجیے اس کا داروغہ حاجب سے ملا اور اسے اس کا پیام پہنچا دیا حاجب نے تبسم کیا اور کہا کہ یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے' تم فرمان نویس سے جا کر ملو کہ وہ اس کے لیے باقاعدہ حکم لکھ دے اور پھر اسے وہاں لے جاؤ اور یہ کرو۔ داروغہ اس طول طویل کارروائی کو سن کر ابن داب کے پاس واپس آ گیا اور اسے ساری داستان سنائی ابن داب نے کہا جانے دؤ خاموش ہو رہو اور اب اس کے متعلق کسی سے کچھ مت کہو۔ اسی زمانے میں موسیٰ اپنے بغداد کے ایک بالا خانہ پر سیر کے لیے برآمد تھے انھوں نے ابن داب کو اس حالت میں آتا ہوا دیکھا کہ اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا ابراہیم الحرانی سے کہنے لگے' یہ کیا بات ہے کہ ہم ابن داب کی حالت میں کوئی تغیر نہیں پاتے اور نہ اس نے ہماری ملاقات کے لیے کچھ اچھا لباس زیب بدن کیا ہے۔ حالانکہ کل رات ہی ہم نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ اس کا اثر نمایاں ہونا چاہیے تھا ابراہیم نے عرض کیا امیر المومنین حکم ہو تو اس میں سے کچھ لے جا کر ابھی اسے دے دوں' کہنے لگے نہیں تم کو اس کی ضرورت نہیں وہ خود اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہے۔ اب ابن داب بھی ان کے پاس آ گیا اور حسب عادت ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ خود ہادی نے اس کے معاملہ کو چھیڑا اور کہا کہ تمہارے کپڑے بہت میلے ہو گئے ہیں سردی کا زمانہ ہے اس میں نئے اور نرم لباس کی ضرورت ہوا کرتی ہے اس نے کہا امیر المومنین اپنی ضروریات کی تکمیل کی مجھ میں استطاعت نہیں۔ ہادی نے پوچھا یہ کیسے؟ ہمارا تو خیال تھا کہ جو سلوک ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس سے تمہاری حالت درست ہو جائے گی اس نے کہا نہ وہ رقم اب تک میرے پاس آئی اور نہ میں نے وصول کی۔

ہادی نے اسی وقت اپنے صرف خاص کے خزانہ دار کو بلا کر حکم دیا کہ اسی وقت تیس ہزار دینار ابن داب کو دیئے جائیں چنانچہ وہ رقم لائی گئی اور ان کے سامنے ہی ابن داب کو دے دی گئی۔

علی بن یقطین کا بیان:

علی بن یقطین بیان کرتا ہے کہ ایک رات دوسرے مصاحبین کے ساتھ میں بھی موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ایک خدمت گار آیا اور اس نے اشارے میں کوئی بات ان سے کہی وہ فوراً اٹھے اور ہم سب سے کہہ گئے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھے' سب بیٹھے رہیں وہ خود چلے گئے اور بہت دیر کے بعد ہانپتے ہوئے آئے اور اپنی مسند پر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد تنفس کم ہوا' اور ان کو سکون ہوا ان کے ساتھ خدمت گار بھی ایک طباق لیے جو کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ آیا تھا' یہ ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

دو باندیوں کا قتل:

جب وہ دربار میں آئے کانپ رہے تھے اس پر ہم سب اچنبھے میں پڑ گئے' انھوں نے خدمت گار کو حکم دیا اسے رکھ دے' اس نے رکھ دیا' پھر حکم دیا کہ طباق پر سے خوان پوش اٹھا دے' اس نے اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ اس طباق میں دو باندیوں کے سر ہیں' ہم نے ان سے زیادہ خوبصورت چہرے یا بال کبھی نہیں دیکھے تھے' ان کے سر کے بالوں میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے' اور خوشبو مہک رہی تھی اس خونی منظر کو دیکھ کر ہم پر بڑا اثر ہوا خود انہوں نے پوچھا جانتے ہو کہ یہ کیوں ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو کیا خبر کہنے لگے مجھے یہ خبر ملی تھی کہ یہ ایک دوسرے سے محبت کرتی ہیں اور فحش کرتی ہیں میں نے اپنے اس خدمت گار کو ان کی خبر کے لیے متعین کیا تھا اس نے ابھی آ کر مجھے اطلاع دی کہ وہ دونوں جمع ہیں' میں نے جا کر دیکھا کہ وہ دونوں ایک ہی لحاف میں لپٹی ہوئی فحش کر رہی ہیں میں نے ان کو قتل کر دیا اس کے بعد انھوں نے غلام کو حکم دیا کہ یہ دونوں سر لے جا اس کے جانے کے بعد اب پھر انہوں نے اپنی سابقہ گفتگو اس طرح شروع کر دی کہ گویا کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔

خیزران کی ہادی سے عطریف کی سفارش:

عبداللہ بن محمد البواب بیان کرتا ہے کہ میں کبھی کبھی فضل بن ربیع کے نائب کی حیثیت سے ہادی کا حاجب ہوا کرتا تھا میں ایک دن ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا انھوں نے صبح کا کھانا کھایا اور پھر نبیذ طلب کی اس سے پہلے وہ اپنی ماں خیزران سے ملنے گئے تھے اور اس نے ان سے کہا تھا کہ آپ اپنے ماموں عطریف کو یمن کا والی مقرر کر دیں' ہادی نے کہا کہ پینے سے پہلے مجھے یاد دلانا چنانچہ جب وہ پینے بیٹھے تو خیزران نے خنیرہ یا زہرہ کو یاد دہانی کے لیے ان کے پاس بھیجا۔

ہادی کی خیزران کو مشروط پیش کش:

انھوں نے کہا جا کر اماں جان سے کہہ دو کہ یا آپ اس کی بیٹی عبیدہ کے طلاق کو یا یمن کی ولایت کو پسند کر لیں باندی پوری بات تو سمجھی نہیں اس نے صرف یہی سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ اس کے لیے پسند کر لیں اس نے جا کر خیزران سے یہی کہہ دیا اس نے کہا کہ میں نے اس کے لیے یمن کی ولایت پسند کی ہے' ہادی نے اس کی بیٹی عبیدہ کو طلاق دے دی' اب وہاں سے رونے چلانے کی آواز آنے لگی' ہادی نے پوچھا کیا ہے۔ خیزران نے کہا یہ واقعہ ہوا ہے۔ ہادی نے کہا آپ ہی نے اس کو پسند کیا ہے اس نے کہا جی نہیں مجھے تو آپ کا پیام اس طرح پہنچایا گیا تھا۔

ہادی کا ندیموں پر عتاب:

ہادی نے صالح مصلیٰ بردار کو حکم دیا کہ ننگی تلواریں لے کر تمام ندیموں کے سر پر کھڑے ہو جاؤ اور حکم دو کہ سب اپنی بیویوں کو

طلاق دیں' خدمت گاروں نے مجھ سے آ کر یہ واقعہ سنایا اور اطلاع دی کہ میں کسی کو بھی اندر نہ جانے دوں۔

اسود بن عمارہ کے اشعار:

آستانہ خلافت پر ایک شخص کھڑا ہوا تھا اس نے اپنے لبادہ سے اپنا منہ ڈھانک رکھا تھا اور آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا مجھ سے کہا کہ وہ شعر سناؤ میں نے وہ شعر سنائے جو یہ ہیں:

خليلى من سعدا لما فسلما　　على مريم لايبعد الله مريما

و قولا لها هذا لفراق عزمته　　فهل من نوال بعد ذاك فيعلما

ترجمہ: ''اے میرے بنی سعد کے دونوں دوستو! تم منزل کر کے مریم پر سلامتی بھیجنا اللہ اسے دور نہ کرے۔ اور کہنا کہ جدائی کے بعد جس کا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ارادہ ہی کر لیا ہے' کیا بخشش وصال ہوگی؟ جو کچھ ہوگا تم دونوں کو معلوم ہو جائے گا''۔

اس شخص نے جو اپنے لبادے سے چہرے کو ڈھکے ہوئے تھا مجھ سے کہا کہ یعلما نہیں بلکہ تعلما ہے۔ میں نے کہا ان دونوں میں فرق کیا ہوا اس نے کہا شعر کا حسن و قبح معنی پر موقوف ہے' ہمیں اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ لوگ ہمارے اسرار سے واقف ہو جائیں' میں نے کہا مگر میں اشعار سے تمہارے مقابلہ میں زیادہ واقف ہوں اس نے کہا اچھا بتاؤ یہ کس کے شعر ہیں۔ میں نے کہا یہ اسود بن عمارہ النوفلی کے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں اسود بن عمارہ ہوں میں نے اس کے قریب جا کر اس سے کہا کہ امیر المومنین کی یہ کیفیت ہے۔ میں مجبور ہوں' اس حالت میں آپ کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ سن کر اس نے اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور یہ کہہ کر یہاں سے چل دینا ہی مناسب ہے۔ اپنی راہ چلا گیا۔

خیزران کا ذکر کرنے کی مخالفت:

ابوالمعافی کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ اور ہارون کی مدح میں عباس بن محمد کو یہ شعر سنائے:

يا خيزران هناك ثم هناك　　ان العباد يسوسهم ابناك

ترجمہ: ''اے خیزران تجھے دہری مبارک بادی ہو کیونکہ تیرے دونوں بیٹے بندگان خدا پر فرمانروائی کرتے ہیں''۔

عباس بن محمد نے مجھ سے کہا دیکھو میں تمہاری بھلائی کے لیے تم سے یہ بات کہے دیتا ہوں کہ موسیٰ نے کہا ہے کہ میری ماں کا کوئی تذکرہ بھلائی یا برائی سے نہ کیا جائے۔

یوسف الصیقل شاعر کا بیان:

یوسف الصیقل الواسطی شاعر بیان کرتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہادی خلیفہ ہوئے ہوں اور بغداد آئے ہوں ہم جرجان میں ان کے پاس تھے' یہ اپنے ایک پر تکلف اور خوبصورت بالا خانہ پر بیٹھے تھے کہ وہاں کسی نے یہ شعر گایا:

واستقلت رجالهم　　بالردينى شرعا

''ان کے مردوں نے رودینی نیزے تان لیے''۔

اسے سن کر ہادی نے کہا پورا قصیدہ سنایا جائے' چنانچہ پورا قصیدہ سنایا گیا' کہنے لگے' میں چاہتا ہوں کہ اس کی لے ایسے اشعار میں ہوتی جن میں درد ہوتا۔

یوسف الصیقل سے جا کر کہو کہ وہ اس طرز میں دوسرے شعر کہہ دے۔لوگوں نے مجھ سے امیر المومنین کی فرمائش بیان کی میں نے اسی وقت یہ شعر کہہ دیئے:

تلمنی ان اجزعا سیدی قد تمنعا
وابلائی ان کان ما بیننا قد تقطعا
ان موسی بفضلہ جمع الفضل اجمعا

ترجمہ: ''چونکہ میرے آقا نے مجھ سے اعراض کیا ہے اس لیے اگر میں اپنے رنج وغم کا اظہار کروں تو مجھے ملامت نہ کرو بلکہ معذور سمجھو' اگر وہ تعلقات جو میں نے مدت کی محنت کے بعد قائم کیے تھے منقطع ہو جائیں تو میری مصیبت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے بے شک موسیٰ نے اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے تمام کرامتیں اپنے میں جمع کر لی ہیں''۔

اشعار پڑھ کر انھوں نے نظر اٹھائی تو ایک گدھا نظر پڑا حکم دیا کہ اس گدھے کو درہم و دینار سے لاد کر یوسف کو لے جا کر دو' چنانچہ لدا ہوا گدھا میرے پاس آ گیا۔

عیسیٰ بن داب سے مہدی کی فرمائش:

ابوزہیر کہتا ہے کہ ہادی کے مزاج میں ابن داب کو سب سے زیادہ درخور حاصل تھا۔ایک دن فضل بن ربیع نے باہر آ کر کہا کہ جو لوگ ملاقات کے لیے آئے ہیں ان کے لیے امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ وہ واپس جائیں وہ آج نہیں مل سکتے البتہ ابن داب تم اندر چلو۔ابن داب کہتا ہے کہ میں ہادی کے پاس گیا وہ اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے' تمام رات کی بیداری اور مے خواری کی وجہ سے دونوں آنکھیں سرخ تھیں' مجھ سے کہا کہ شراب کے متعلق کوئی دلچسپ واقعہ سناؤ' میں نے عرض کیا امیر المومنین ایک مرتبہ بنی کنانہ کے کچھ لوگ شراب پینے کے لیے شام آئے وہاں ان کا ایک دوست مر گیا وہ سب کے سب اس کی قبر پر بیٹھ کر شراب پینے لگے اور ان میں سے کسی نے یہ شعر کہے:

لا تصر دھامۃ من شربھا اسقہ الخمر وان کان قبر

ترجمہ: ''ہامہ کو شراب کا پیاسا مت رکھو اگر ہمارا دوست دفن ہو چکا ہے تو اس کے عوض میں اسی کو خوب شراب پلاؤ۔

اسق او صالا و ھاما وصدی قاشعا یقشع قشع المبتکر

ترجمہ: وصیلہ ہام اور صدیٰ کو ایسی تیز اور تند شراب پلا جوان کو اس طرح اڑا لے جائے' جیسے تیز آندھی موسم بہار کے ابر کو اڑا کر لے جاتی ہے۔

کان حرا فھوی فیمن ھوی کل عود و فنون منکسر

ترجمہ: وہ ایک شریف آدمی تھا اسے بھی موت آ گئی اور ہر لکڑی اور درخت کی شاخیں ایک دن ٹوٹنے والی ہیں''۔

عیسیٰ بن داب کا حرانی سے معاہدہ:

انھوں نے دوات منگوائی اور یہ اشعار لکھ لیے اور پھر حرانی کو حکم لکھا کہ چالیس ہزار درہم ابن داب کو دے دو' مجھ سے کہا دس ہزار تمہارے سنانے کے اور تیس ہزار تینوں شعروں کے ہیں۔میں حرانی کے پاس آیا' اس نے کہا کہ دس ہزار پر تمہارا ہمارا اس شرط پر

ما منزلان على التقادم و البلى ابكى لماتحت الجوانح منكما

ترجمہ: کیونکہ باوجود طول مدت اور محو ہو جانے کے آج بھی کوئی اور منزل تم سے زیادہ میرے دلی سوز و فراق کی ہمدردی میں رونے والی نظر نہیں آتی۔

ردالسلام على كبير شاقه طللاق قددرسا فهاج فسلما

ترجمہ: تم ہی دونوں اس بڈھے کو سلام کا جواب دو جس کے قلب میں ان دونوں بے نشان تو دوں نے شوق کا ایک طوفان برپا کر دیا ہے۔

اسی قصیدہ میں میں نے ان کی مدح بھی کہی تھی۔ جب میں اس شعر پر پہنچا۔

سبط الانامل بالفعال اخاله ان ليس يترك فى الخزائن درهما

ترجمہ: اس کی انگلیاں دینے میں ایسی تیز چلتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ تمام خزانوں میں ایک درہم بھی باقی نہ بچے گا۔

اس شعر کو سن کر وہ احمد خزینہ دار کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا احمد معلوم ہوتا ہے کہ کل شام ہمیں یہ دیکھ رہا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ گذشتہ شب میں انھوں نے بہت سارو پیہ خزانوں سے نکلوا کر تقسیم کیا۔

ابراہیم موصلی سے ہادی کی گانے کی فرمائش:

ابراہیم الموصلی مشہور گویا بیان کرتا ہے۔ ایک دن ہم موسیٰ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس وقت ابن جامع اور معاذ بن الطیب بھی موجود تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ معاذ ہمارے ساتھ شریک جلسہ ہوا تھا۔ یہ راگوں سے خوب واقف تھا اور پرانے پرانے راگ اسے معلوم تھے' موسیٰ نے کہا جو اپنے گانے سے مجھے بے خود کر دے گا' میں اس کی منہ مانگی بات پوری کروں گا ابن جامع نے اپنا گانا سنایا مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا' میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کسی قسم کے راگ کو چاہتے ہیں۔ مجھ سے کہا ابراہیم تم گاؤ میں نے یہ گیت گایا:

سليمى اجمعت بينا فاين نقولها اينا

ترجمہ: ''سلیمیٰ ہم میں موجود ہے مگر کیونکر کہیں کہ کہاں ہے؟''۔

اسے سن کر ان کو وجد آ گیا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بلند آہ کی' مجھ سے کہا دوبارہ گاؤ' میں نے پھر گایا۔ کہنے لگے ہاں اب میری غرض پوری ہوئی میں اسی کو سننا چاہتا تھا کہو کیا مانگتے ہو۔

ابراہیم موصلی کے مطالبہ پر ہادی کی برہمی:

میں نے کہا امیر المومنین عبدالملک کی دیوار اور اس کا چشمہ آب خرارہ یہ سن کر ان کی آنکھیں پھر گئیں اور غصہ میں انگاروں کی طرح دہکنے لگیں کہنے لگے حرامزادے تو چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں میری بدنامی ہو اور لوگ اس بات کا چرچا کریں کہ ایک گویے کے گانے سے امیر المومنین نے بے خود ہو کر اس کی منہ مانگی جاگیر دے دی اگر میں اس بات کو جانتا نہ ہوتا کہ یہ تیری فوری جہالت ہے جو تیری عقل اور دانش سلیم پر غالب آ گئی تو میں تیرا سر اڑا دیتا۔

ابراہیم موصلی پر نوازش:

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک سر نیچا کئے سوچتے رہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ملک الموت میرے اور ان کے درمیان

کھڑا ہوا ان کے حکم کا منتظر ہے۔ پھر ابراہیم الحرانی کو بلا کر حکم دیا کہ اس جاہل کو بیت المال کے اندر لے جاؤ اور جو یہ چاہے وہاں سے لے لے۔ ابراہیم مجھے بیت المال کے اندر لے آیا' مجھ سے کہا کتنا چاہتے ہو' میں نے کہا سوتھیلیاں' اس نے کہا اچھا ان سے پوچھ آنے دو' میں نے کہا اسی سہی اس نے کہا ذرا ان سے پوچھ آؤں' اب میں سمجھا کہ اس لیت ولعل سے اس کا کیا مقصد ہے۔ میں نے کہا اچھا ستر مجھے دو اور تیس تمہاری' کہنے لگا' اب معاملہ ٹھیک ہوا لے لو' میں سات لاکھ لے کر گھر آیا اور ملک الموت نے میرا پیچھا چھوڑا۔

ہادی کا مرغوب راگ:

حکم الوادی بیان کرتا ہے کہ ہادی اس درمیانی راگ کو بہت پسند کرتے تھے۔ جس میں پلٹے کم ہوں اور بار بار کی تکرار سے وہ بے مزہ نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابن جامع' موصلی' زبیر بن دہمان اور غنوی بھی حاضر تھے' ہادی نے تین تھیلیاں منگوائیں اور ان کے حکم سے وہ سب کے بیچ میں رکھی گئیں پھر ان کو کھول کر یک جا کر دیا گیا۔ اب انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو مجھے اس طرز پر گا کر سنائے گا جو مجھے مرغوب ہے تو یہ تمام رقم اس کو دے دی جائے گی۔ ہادی اس قدر بامروت واقع ہوئے تھے کہ اگر کوئی بات ان کو ناپسند ہوتی تو اس کا اظہار نہ کرتے' البتہ اس سے اعراض کر لیتے۔ سب گویوں نے گایا مگر کسی کا گانا ان کو پسند نہیں آیا۔

حکم الوادی کو انعام:

سب کے آخر میں میری نوبت آئی میں نے جو راگ اٹھایا وہ بالکل ان کے مذاق کے موافق تھا سنتے ہی پھڑک گئے کہنے لگے خوب خوب مجھے شراب پلاؤ' اب انہوں نے شراب پی اور وجد میں آ گئے' میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان تھیلیوں پر بیٹھ گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ میری ہو چکیں۔ اس موقع پر ابن جامع نے نہایت عمدہ طرز عمل اختیار کیا اور عرض پرداز ہوا' کہ امیر المؤمنین جناب والا نے جس راگ کو پسند فرمایا ہے واقعی وہ قابل ستائش ہے ہم سب نے آپ کے مرغوب طبع طرز ادا کو چھوڑ دیا تھا۔ ہادی نے مجھ سے کہا یہ رقم تمہاری ہے اور پھر شراب پی۔ اب ان کو ذرا بلند آواز سے حکم دینے کی ضرورت ہوئی وہ اٹھے اور حکم دیا کہ تین فراشوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اس رقم کو حکم الوادی کے ساتھ لے جائیں' ہم سب دربار سے اٹھ کر اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کے لیے قصر کے صحن میں آئے' ابن جامع میرے پاس آیا' میں نے اس سے کہا' اے ابوالقاسم! تم ایسے شریف آدمی کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھا یہ روپیہ موجود ہے اس میں سے جتنا چاہو وہ تمہاری نذر ہے اس نے کہا یہ تمہیں کو مبارک رہے میں تو چاہتا تھا کہ تم کو کچھ اور زیادہ ملے' موصلی بھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کچھ دو' میں نے کہا کہ کس بات کا مانگتے ہو تم نے تو ایک لفظ بھی اس موقع پر میرے لیے نہیں کہا بخدا! میں ایک درہم بھی تم کو نہیں دیتا۔

یزید بن مزید کی ہادی کی باندی کو دھمکی:

محمد بن عبداللہ کہتا ہے کہ قاری ابان کے استاد قاری سعید العلاف نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دن ہادی کی خدمت میں اس کے ندیم اور مصاحبین خاص حرانی اور سعید بن سلم وغیرہ موجود تھے اور ہادی کی ایک باندی ان سب کو شراب پلا رہی تھی چونکہ وہ بہت پر مذاق اور بذلہ سنج تھی اس لیے وہ ان سب پر فقرے بھی چست کر رہی تھی اتنے میں یزید بن مزید بھی وہاں آیا اس نے وہ

فقرے سنے جو وہ باندی حاضرین مجلس پر چست کر رہی تھی اس نے کہا خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے اگر تو نے مجھے ایسے القاب اور الفاظ کہے تو میں اس تلوار سے تیری خبر لوں گا۔ ہادی نے بھی اس باندی سے کہہ دیا کہ یہ اسی قماش کا آدمی ہے اس سے مذاق مت کرنا' یہ ضرور اپنی بات کو پورا کرے گا۔ اس کی دھمکی سے وہ بھی مرعوب ہوگئی اور اس نے یزید کو کوئی نازیبا لفظ نہیں کہا۔ راوی کہتا ہے کہ سعید العلاف اور قاری ابان اباضیہ فرقہ کے خارجی تھے۔

امۃ العزیز:

ربیع کی ایک لونڈی امۃ العزیز تھی جو نہایت خوبصورت تھی اور جس کے پستان ابھرے ہوئے تھے۔ ربیع نے اسے مہدی کے نذر کر دیا۔ مہدی نے جب اس کے حسن اور جوبن کو دیکھا' کہا کہ یہ موسیٰ کے لیے مناسب ہے انھوں نے اسے موسیٰ کو دے دیا۔ موسیٰ اسے بہت چاہتے تھے اور ان کی' تمام اولاد اسی کے بطن سے پیدا ہوئی۔

ہادی کا ربیع کو قتل کرنے کا فیصلہ:

ربیع کے کسی دشمن نے موسیٰ سے کہا کہ میں نے ربیع کو یہ کہتے سنا ہے کہ امۃ العزیز سے زیادہ مجھے کسی دوسری عورت سے اس قدر لطف وصل حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر موسیٰ کو شدید غیرت لاحق ہوئی اور انھوں نے ربیع کو قتل کر دینے کی قسم کھائی' چنانچہ جب خلیفہ ہوئے تو ایک دن ربیع کو بلا کر اس کے ساتھ کھانا کھایا اس کی بہت خاطر تواضع کی اور شہد کی شراب کا ایک پیالہ اسے دیا۔

ربیع کو مسموم شہد پینے کا حکم:

ربیع نے بیان کیا ہے کہ میں جانتا تھا کہ میری جان اس پیالہ میں ہے مگر مجبوری یہ تھی کہ اگر میں اسے رد کر دیتا تو وہ مجھے قتل کرا دیتے' کیونکہ میں جانتا تھا کہ میرے ان کی باندی سے مجامعت کرنے کی جو شکایت ان سے کی گئی ہے اس کی وجہ سے وہ میرے دشمن ہو گئے ہیں میرا کوئی عذر اس وقت قابل پذیرائی نہ ہوگا' اس خیال سے مجھے اس پیالہ کو پینا پڑا۔

ربیع کی وصیت:

وہاں سے ربیع اپنے گھر آیا اس نے تمام بال بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں آج ہی ورنہ کل مر جاؤں گا' اس کے بیٹے فضل نے پوچھا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اس نے کہا موسیٰ نے اپنے ہاتھ سے مجھے زہر کا پیالہ دیا ہے اس کا عمل شروع ہوگیا ہے جسے اب میں محسوس کر رہا ہوں اس کے بعد ربیع نے اپنی سب اولاد کو جو وصیت کرنا تھی وہ وصیت کی اور اس دن یا دوسرے دن اس نے انتقال کیا موسیٰ الہادی کے مرنے کے بعد رشید نے امۃ العزیز سے نکاح کر لیا۔ اور اسی سے علی بن رشید پیدا ہوا۔

فضل بن سلیمان کا بیان:

فضل بن سلیمان بن اسحٰق الہاشمی کا یہ بیان ہے کہ اپنی خلافت کے پہلے ہی سال جب ہادی عیساباذ میں منتقل ہو گئے انھوں نے ربیع کو منصب وزارت اور دفتر رسائل سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عمر بن بزیع کو مقرر کیا البتہ انھوں نے ربیع کو دفتر بندوبست کا ناظم بحال رکھا اور اس خدمت پر یہ اپنی وفات تک قائم رہا۔ ہادی کی خلافت کے چند ماہ بعد ربیع نے انتقال کیا۔ ہادی کو بھی اس کے مرنے کی اطلاع دی گئی مگر وہ شریک جنازہ نہیں ہوئے۔ ہارون نے جو ولی عہد تھا اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ہادی نے ربیع کی جگہ ابراہیم بن

ذکوان الحرانی کو مقرر کر دیا۔ اور ابراہیم کی جگہ اسمٰعیل کو شام اور اس کے ملحقہ علاقوں کے دفتر بندوبست کا ناظم مقرر کیا۔

ربیع کی ہلاکت کے متعلق یحییٰ بن حسن کی روایت:

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق، فضل بن الربیع کا ماموں بیان کرتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے یہ بات کہی کہ ایک مرتبہ ہادی نے کہا کہ میں ربیع کو قتل کر دینا چاہتا ہوں مگر اس کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آتی سعید بن مسلم نے کہا کہ آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ مسموم خنجر سے اس کا کام تمام کر دے اور جب وہ ربیع کو ختم کر دے پھر آپ اس قاتل کو فوراً قتل کر دیں۔ ہادی نے کہا یہ رائے مناسب ہے انھوں نے ایک شخص کو اس کام پر متعین کر دیا اور وہ ربیع کی تاک میں اس کے راستے پر بیٹھ گیا۔ ربیع کے ایک نائب نے دربار سے اٹھ کر فوراً ربیع کو اس سازش کی اطلاع دی کہ تمہارے متعلق ایسا حکم دیا گیا ہے اس نے اپنا قدیم معمول کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور گھر پہنچ گیا۔ پہلے ارادۃً بیمار بنا۔ پھر اس کے بعد واقعی بیمار ہو گیا اور آٹھ روز بیمار رہ کر وہ اپنی موت مر گیا۔ اس کی وفات ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی یہی ربیع بن یونس ہے۔